وجادلہم بالتی ہی احسن
تحفۃ المومنین

فہرست کتاب تحفۃ المومنین

تحفۃ المومنین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحسین اور آفرین بے حد لایق اوس حضرت احدیت قدیم مطلق کو ہے کہ جسنے محض اپنے فیضان حکمت بالغہ سے وجود نابود عالم اور عالمیان کو حادث اور پیدا کیا۔ اور حمد و ثنای لاتعد سزاوار اوس قادر برحق کو ہے کہ جسنے محض بعنایات قدرت کاملہ خود بامتزاج عناصر اربعہ متضادہ کے صورت نگارنیہ رنگارنگ آدم اور آدمیان کو ظاہر اور پیدا کیا جل شانہ وہ ایسا ہی واجب الوجود ہے لایزال کہ اوسنے ان سب ممکنات کو بفیض اپنی ذات مقدس کے موجود فرمایا۔ اور وہ ایسا ہی واہب الجود ہے بے مثال کہ جسنے ان سب تمثالات کو باعداد بے شمار کے معدود کیا۔ انعام اوسکا بے منت و سوال ہے۔ اکرام اوسکا بدون کوشش اور ابتہال ہے۔ سب کوئی اوسی کے نصیبۂ اکرام سے ہین خورسند۔ اور ہر شخص اوسی کے وظیفۂ انعام سے ہے بہرہ مند۔ اوسی کے ارزاق اور اطعام سے ہین دوست اور دشمن روزی خوار۔ اور اوسی کی عام بخشش سے ہین نیک اور بد امیدوار۔ ذات احدیت اوسکی ہمسر اور مثال سے مبرا ہے۔ اور صفات ازلیہ و ابدیہ اوسکی فنا اور زوال سے منزہ و معرا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ اور عمدہ سے عمدہ درود نامعدود اور سلام مشک الختام اوس رسول اکرم اور نبی محترم پر ہے کہ وہ شفیع المذنبین ہے رحمۃ للعالمین ہے خاتم المرسلین ہے ہادی الثقلین ہے

خبرگیرداریں ہے دستگیر رویں ہے نام مقدس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور کل انبیا
اور مرسلین ہیں وہ کرم کرم ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ اوسکی شان مین فرمایا ہے اور اوسکو سب انبیا اور مرسلین پر سردار
بنایا ہے پس اوسکی نعت مین اگرہم منہ کہولین تو چہوٹا منہ بڑی بات ہے اور اگر کچہ کہین تو ایک کسی
شاعر کے قول پر اکتفا کرین ہے لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّہٗ ۔ بعد از خدا بزرگ توئی
قصہ مختصر ۔ اور نیز تحفہ درود اور سلام اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامِ اوسکی آل اطہار اور اصحاب کبار پر کہ
اونہون نے ترویج دین محمدی مین جان اور مال اپنا نثار کیا۔ اور جہان کو بن و بیخ خارستانِ کفر و
ضلال سے پاک اور صاف کیا پورب سے پچہم تک چارون دانگ عالم مین جہنڈے دین اسلام کے
بلند کردیے اور مراسم دین متین کے پہیلادیے سقف ایوان دین محمدی کے وہ سب ستون ہین بدخواہ
اور معاندین اونکے دونون جہان مین زیان کار اور ملعون ہین۔ کتاب اللہ اور حدیث نبوی اونکے
محامد بیشمار پر ناطق ہے۔ بہرحال رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ اونہین کی شان مین صادق ہے
محبت اونکی جزوِ ایمان ہے اونکی عداوت مین ایمان کا نقصان ہے **امابعد** واضح ہو کہ دین
اسلام مبنی ہے عدل و داد اور باخود ہا اہل اسلام کی محبت و وداد پر چنانچہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ
اِخْوَۃٌ ۔ اور آیت شریف فرقان حمید اور قرآن مجید کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ
فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا اسپر شاہد ہے یعنے تم دشمن تہے سو خدا نے تمہارے دلون مین الفت
پیدا کردی اور ہوگئے تم اوسکے فضل سے بہائی بہائی یعنے ایام جاہلیت مین تم لوگ آپس مین
دشمن تہے سو اب بسبب قبول اور حصول نعمت دین اسلام کے تمہارے دلونمین محبت پیدا ہوگئی
اور تم لوگ بہائی ہوگئے۔ مگر اوسوقت مین دین اسلام مین ایک ہی مذہب تہا سب لوگ باخود ہا
بہائیون سے زیادہ الفت اور محبت رکہتے تہے لیکن بوجہ القاء بغض و عناد و آتش فساد
عبداللہ بن سبا مخرب امتِ محمدیہ کے دینِ اسلام مین مذاہب متعددہ کی بنیاد قائم ہوئی رفتہ
رفتہ اب تو بہت سے مذہب ہوگئے اور بوجہ اختلافِ مذاہب آپسمین بجاے محبت کے رنج و عناد

پڑ گئے خاصکر اس ملک ہند مین مذہب شیعہ و سنی کے مسلمانون مین زبردست ہین ان دونون
مذہب مین بہت لوگ پائے جاتے ہین اور ان دونون مذہب مین کہ ان سے خالی کوئی شہر اور
قصبہ اور دیہ نہین ہے ایسی دشمنی اور عداوت پڑ گئی ہے کہ آہی تو یہ اخوۃ اسلام تو درکنار حقیقی
بھائیون اور باپ بیٹے میان بی بی اور عزیز و اقارب مین باخود ہا ان دونون مذہب والون مین
نزاع لفظی سے نوبت جنگ و جدال بلکہ قتال کی پہونچ جاتی ہے اور اوسکے امن و امان قائم
رکھنے مین حکام وقت کو بھی تردد کرنا پڑتا ہے اور باعث اس کج و عناد و فساد و باہمی کا درمیان
شیعہ و سنی کے بڑا معاملہ اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا ہے کیونکہ اہلِ سنت و جماعت بعد
از حضرت خیر البشر حضرات اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم کو افضل و بہترین اُمتِ محمدی صلی اللہ علیہ
وسلم جانتے ہین اور اونکی افضلیت اور محبت اور ترتیب خلافت کو بحکم خدا و رسول صلعم مان کر
جزوِ[1] ایمان جانتے ہین حضرات شیعہ برخلاف اسکے بحضور اصحاب ثلثہ گستاخیان بے ادبانہ
کرتے ہین بلکہ اونکی نسبت تبرّا و دشنام دہی کو جزوِ ایمان سمجھتے ہین اور اسکو افضل عبادات
جانتے ہین یہانتک اوسمین غلو اور تعصب سے ہم پونچا یا کہ اگر کوئی شیعی کبھی کسی قسم کی عبادت
اوسکے سوا صرف صبح و شام معاذ اللہ اصحاب کرامؓ پر تبرّا و دشنام کر لیا کرے تو وہ شیعی
بلا پرسش و بغیر حساب و کتاب داخل بہشت ہوگا کیا خوب کسی نے کہا ہے ؎ دشنام
بمذہبے کہ طاعت باشد ٭ مذہب معلوم و اہلِ مذہب معلوم ٭ دشنام دہی کو عبادت سمجھنا
محض تعصب ہے اور سراسر خلاف عقل اور نقل ہے کیونکہ ابتدائے آفرینش عالم حضرت
آدم سے تا این دم کسی ملت و مذہب مین یہ نہین پایا جاتا کہ کسی معاندین اور مخربانِ دین
کی دشنام دہی سے خواہ وہ دشمنان حضرت مسیحؑ و مریمؑ و موسیٰؑ و سائر انبیا علی نبینا و علیہم السلام
یا دشمنان اصنام کے ہون جنت اور بیکنٹھ ملے گی اور سلف سے خلف تک کسی نے
سوائے حضرات شیعہ کے دشنام دہی کو عبادت اور باعثِ نجات نہین تسلیم کیا بلکہ اس فعل
قبیح و شنیع کو سب لوگ بد اور برا اور قابل عذاب جانتے اور ملامت کرتے ہین اور سب اس فعل ناقص سے

[1] جزو بمعنی حصہ یعنی محض حصہ ایمان کے یہ بھی ایک حصہ ہے بدون اس کے ایمان ناقص رہیگا ۱۲

باز رہنے کی تاکید مزید کرتے آئے ہین۔ شیطان کہ دشمن آدم اور بنی آدم اور موسوس وضال بد تمام عالم کا ہے اور ہر دین و مذہب والے اوسکو بد جانتے ہین مگر اوسکی بھی دشنام ہی باتفاق رائے ہر دین و مذہب انکی عبادت نہین اور نہ صرف ان اضال سے جنت مل سکتی ہے ہر وقت مین بڑے بڑے کافر اور عدو اللہ و الرسول گذرے ہین لیکن اومین سے کسی کی دشنام ہی عبادت نہین ہے شداد و فرعون و ہامان و قارون و عازم قتل حضرت مسیح و ابو جہل و ابو لہب وغیرہ و شیطان اِن مین سے کسی کی دشنام دہی پر نجات اخروی اور حصول جنت موعود نہین ہے جبکہ ایسے ایسے دشمنانِ خدا و رسول کی دشنام دہی عبادت نہین ہے تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ جن لوگون نے اپنا جان و مال محض بامید نجات آخرت بلا طمع و لوث دنیا کہ اسکے خیال کی بھی گنجایش نہین اور صرف بخیال رضامندی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار کیا ہو اور رسول اللہ صلعم پر ایمان لانے کے باعث اور نیز اونکی شرکت اور مددگاری اور اعانت کی وجہ سے ہر طرح کی ایذا اور تکلیف اوٹھائی ہو اور ہر طرح پر دولت و حشمت خدا و رسول صلعم کی راہ مین لٹائی اور مٹائی ہو اور سب سے پہلے اسلام قبول کیا ہو اور اول ہی اول آپکی تصدیق نبوت و معراج کی ہو اور بغیر کسی تنک اور شبہے کے بلا تامل و توقف کلمۂ شہادت پڑھا ہو اور بغیر کسی مشورہ اپنے اعزہ و اقارب کے دین آبائی چھوڑا ہو اور اپنے بھائی بندون سے منہ موڑا ہو۔ اپنا پیارا وطن اور دوست احباب خدا اور رسول کی رضامندی کے لیے ترک کیے ہون محض خوشنودی خدا و رسول کے لیے ہجرت اور غریب الوطنی اختیار کی ہو۔ تمام دنیا کے اکثر حصون مین اسلام کے ڈنکے بجا دیے اسلام پھیلا دیا دشمنانِ اسلام کو معدوم اور نابود کر دیا ایک ہی قانون اسلام کا عالم مین جاری کر دیا۔ جن سے خدا اور رسول راضی اور خوشنود ہو جنکی جان اور مال کو اللہ جل شانہ نے بعوض ہمیشگی عطاے بہشت خرید لیا ہو جنکا درجہ اللہ تعالے کے نزدیک بہت بڑا ہو جنکے فضائل اللہ اور رسول صلعم اور ایمۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نہایت شد و مد سے بیان فرمائے ہون

اور جنکی ہو اور شنا توریت اور انجیل مین بھی موجود ہو جنکی تعریف غیر دین اسلام والے بھی
کرتے ہون کہ ان سب باتونکا ذکر اپنے مواقع پر بالتفصیل کیا جائیگا۔ افسوس ہزار افسوس
کہ اونکی نسبت اسلام ہی مین سے ایک فرقہ یعنی حضرات شیعہ صرف اس قصور کے شبہے پر
کہ اونھون نے حق خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا لے لیا۔ باغ فدک مین حصہ نہ دیا
بوقت وفات آنحضرت صلعم بوقت طلب کاغذ وقلم ودوات پیش نکیا وغیرہ وغیرہ۔ ایسے ہی
قصور کے احتمالات پر (حالانکہ یہ سب باتین محض بے اصل اور بہتان صریح ہین اپنے موقع پر
بالتصریح اسکا بھی بیان کیا جاویگا) سب جان نثار یان اور فضیلتین اصحاب کرامؓ کی برباد کردین
اور قرآن اور احادیث اور اقوال ایمۂ اطہار سب کو مثل ردی کے طاق لنسیان پر ڈال دیا
اصحاب کرام وبعض اہل بیت نبوی صلعم برگزیدۂ امام کو مورد لعن وطعن بنا دیا۔ کچھ ذرا بھی خوف
خدا اور شرم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نکیا۔ یہی ایک امر عظیم درمیان شیعہ وسنی کے سخت
فساد اور بغض وعناد کا باعث ہے مگر حیرت تو یہ ہے کہ جبکہ قرآن اور حدیث اور اقوال حضرات
ایمۂ اطہار علیہم السلام سے بخوبی فضائل اور عظمت شان عالی جناب صحابہؓ کی ثابت ہے
اور نیز معتبر کتب سیر سے وہ امور کہ جنکے شک اور شبہے پر اہل شیعہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو
قصوروار ٹھیراتے ہین حضرات ممدوحین مقدسین رضی اللہ عنہم اجمعین کی صفائی اور بے قصوری
پر پورے پورے گواہ ہین کہ بیان اور تصریح اوسکی اپنے موقع پر کیجاویگی تو سخت تعجب لاحق حال
ناظرین اور سامعین کے ہوگا کہ باوجود ایسی صفائی اور محبت کے پھر کیون حضرات تشیع
صحابۂ کرام کو مورد طعن بناتے ہین جہانتک اس بارہ مین سوچا اور خیال کیا گیا تو وجہ
اسکی تعصب یا عدم واقفیت اصل حالات سے معلوم ہوئی کیونکہ اکثر شیعہ علم تاریخ اور اپنے اخبار
سے محض بے خبر ہین اور اپنے اصول اور اسلاف کے حال سے غافل سراسر ہین یہان تک
کہ جب ان حضرات سے اور کسی اہل سنت وجماعت سے کسی جگہ کوئی گفتگو مذہبی ہوتی ہے
تو باتین کج مکج کہتے ہین اور بوجہ اسی لاعلمی اور بے خبری کے باتین مخالف اور نامناسب

بکنے لگتے ہین کہ مباحثہ سے نوبت مجادلہ کی بلکہ مقاتلہ کی پہونچ جاتی ہے اور بعض باتین تو ایسی
دور از قیاس کہتے ہین جیسے کوئی کہے کہ اونٹ بلّی کھاتا ہے۔ میرے ایک یار رنگسار نے کہ
بڑے معزز اور اعلی درجہ کے اہل کار ہین مجھسے ایک مرتبہ فرمایا کہ حضرت امیرؑ کے عقد نکاح مین
ایک دیونی بھی تھی اور اوس دیونی سے اولاد بھی ہوئی اور موجود رہی مینے عرض کیا کہ حضور
وہ دیونی حضرت امیرؑ کی دعا سے بشکل انسان ہوگئی تھی جب آپ اپنے عقد نکاح میں لائے
تھے یا بشکل اصلی یعنی دیونی کی صورت ہی مین نکاح کیا تھا یار عزیز نے جواب دیا کہ یہ ہمین
معلوم نہین ہے۔ اور سبب اس بے خبری اور نادانی کا یہ ہے کہ اول تو کتاب بینی کا شوق ہی
معلوم دوسرے کوئی کتاب بھی اس بارہ مین اردو زبان مین موافق استعداد اور فہم زمانہ حال
کے موجود نہین کہ اوس سے پوری پوری واقفیت حاصل ہو جاوے اگر کسی نے بڑی ہمت باندھی
اور کسی شخص کو واقف کار سمجھکر اوس سے دریافت کیا اگر وہ شخص واقف کار ہے مگر متعصب ہے
جو اس زمانے مین نہایت ترقی پر ہے تو اوسنے اپنے تعصب کی وجہ سے اور بھی خرابی ڈالدی راہ
مقصود سے اوس بیچارے کو ہزارون کوس دور پھینکا لینے کے دیے پڑگئے اور ہی خیالات
پلٹ گئے طرح طرح کے سوچ اور جھگڑون مین وہ پڑگیا سیدھی راہ چھوڑکر فساد کی راہ چلنے لگا اور اگر متعصب
نہین ہے تو کچھ مختصر طور پر مذہب بیان کردیا جو وہ اچھی طرح سمجھا بھی نہین اور اگر وہ شخص جس سے
دریافت کیا واقف کار نہین ہے تو کچھ سُنی سنائی اوڑادی ہمین معلوم اوسنے کہا کیا اور یہ سمجھے
کیا علما کو ادھر توجہ نہین ہوئی اگر تصنیف بھی کیے تو ایسے رسالے کہ جن سے سوال جواب
و اعتراض اور تعصب بڑھا اور آپس کے رنج و فساد بغض و عناد اور زیادہ ہوگئے لہذا کمترین
اززمین و زمان بندہ **محمد زمان ولد مدح خان** ساکن الہ آباد محلہ نئی بستی
خلد آباد نے بتصحیح و ترمیم جناب مجمع فضائل و منبع فواضل جناب مولوی **سید عبد القادر**
صاحب سلمہ اللہ تعالی ساکن کڑا ضلع الہ آباد ولد جناب قدوۃ السالکین و زبدۃ العارفین
حضرت مولانا **سید زین العابدین صاحب** مرحوم مغفور نور اللہ مرقدہٗ

امام مسجد جوک آگرہ آباد کے حسبۃً للہ بنظرِ درد اخوت اسلام بامید رفع قباحات مذکورۂ بالا و بخیال
رفاہ عام مفید امام مالا کلام اس رسالے کو اردو زبان مین بعبارت عام فہم لکھا تا شنیدہ کے بود
مانند دیدہ پر عمل کرین سُنی سنائی بات پر کان نہ دھرین فریقین اصل حالات کتاب ہدا مین کہ
بلا رو و رعایت اور تعصب لکھا ہے دیکھ کر خود سمجھ لین اور انصاف کرین اور آپس کی لڑائی
جھگڑے اور کج بحثی سے باز آوین اور امید ہے کہ بعد از ملاحظۂ رسالۂ ہذا بوقت مناظرہ
ومباحثہ با غود ہا کوئی اپنی حد سے قدم باہر نہ رکھ سکین گے اور نہ اپنے اصول اور احوال اسلاف
اور اخبار سے منکر ہو سکین گے اور بدین خیال کہ اہالیان مذہب تشیع کتب احادیث اہل سنت
وجماعت کو نہین مانتے لہذا رسالۂ ہذا مین اکثر استدلال آیات قرآنی خواہ کتب معتبرۂ مذہب امامیہ
وکتب سیر سے کیا گیا ہے کہ حضراتِ اہلِ تشیع کو ہرگز جائے انکار وعذر باقی نہ رہے اور اگر اہلِ سنت
وجماعت کی کوئی حدیث بیان بھی کی گئی ہے تو وہ ایسی حدیث ہے کہ آیات قرآنی اور آثار مرویۂ
مذہب امامیہ اوسکے شاہد ہین چونکہ رسالۂ ہذا مین مضامین راست بلا کم وکاست تحریر ہین اور کسی کی
رو و رعایت نہین کی گئی اور تعصب کو مطلق دخل نہین دیا ہے لہذا نام اس رسالہ کا **تحفۃ المومنین**
رکھا ہے وَاللہُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْہِ التُّکْلَانُ اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللہِ رَبِّ یَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ

ثبوت فضائل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا بدلائل عقلی

پہلی مین اون دلائل عقلی اور شواہد نقلی کو بیان کرتا ہون کہ جسکے دیکھنے سے اور نیز سننے سے اہل انصاف
پر عقدہ گی اور خوبی مذہب اہل سنت وجماعت کی کھل جاوے اور نیز بخوبی یہ بات ظاہر ہو جاوے
کہ سب مذہبون مین سے یہی مذہب اچھا اور سچا قابل اختیار کرنے کے ہے یہ تو سب
جانتے ہین کہ اصل باعث لڑائی اور فساد درمیان شیعہ اور سُنی کے معاملہ صحابۂ کرام
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا ہے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہین کہ اہل سنت وجماعت اون کو
مرتبہ مین افضل اور ایمان مین اسبق تمام اُمت محمدیہ سے جانتے ہین اور شیعہ اون کو سب سے

زیادہ بُرا بلکہ معاذ اللہ کافر اور مرتد بناتے ہین پس حقیقت مین یہ بھی ایک مسئلہ ہے کہ جس پر
دونون مذہب کے حق اور باطل ہونے کا دارومدار ہے - لہذا پہلے فضائل صحابہؓ اور ثبوت
اسلام کا کہ یہی قرآن شریف مروج اصلی ہے بجنسہ وہی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل
ہوا تھا اور اوسکی زیادتی و نقصان کا بیان - کیے جاتے ہین اوسکے بعد خلافت کی ضرورت
بیان کرکے خلافت راشدہ کو ثابت کرینگے اور پھر جو کچھ اہل تشیع حضرات صحابہؓ کی نسبت
طعن کرتے ہین اونکے جواب لکھین گے اور اوسکے بعد پھر کچھ آثار اور اسلاف اور حدوث
اور تواریخ مذہب اہل تشیع سے خبردار کرین گے تاکہ اہلِ انصاف انصاف کرسکین اور نیک
و بد مین تمیز کرسکین - اس بات کو سب جانتے ہین کہ جب اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضرت محمد مصطفے
صلعم کو ملکِ عرب مین بدرجۂ نبوت مبعوث فرمایا اور شروع شروع آپکو مکہ معظمہ مین اظہار نبوت کا حضور
باری تعالےٰ سے حکم ملا اوسوقت سب کے سب کافر اور مشرک تھے یہان تک کہ آپ کے
اکثر عزیز اور رشتہ دار بھی اسی قسم کے تھے چنانچہ وہ لوگ آپ کی خبر نبوت سنتے ہی تعصب اور
حسد اور غصے کی آگ سے جل بھُنکر خاک ہوگئے اور آنحضرت صلعم کے جانی دشمن ہوگئے
اور کوئی آپ کے قول کی تکذیب کرتا تھا کوئی معاذ اللہ من ذٰلک آپکو مجنون و دیوانہ بتاتا تھا
کوئی ساحر اور کاہن بتاتا تھا اظہار حکم نبوت ملنے پر آپ نے چھ برس تک دعوت اسلام فرمائی
اور معجزات ظاہر کیے باوجود اس کے اس مدت مین صرف اونتالیس آدمی مسلمان ہوئے
البتہ چھ برس کے بعد جماعت مسلمانون کی کسی قدر زیادہ ہوگئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مسلمان
ہونے پر حسب معروض حضرت عمرؓ دعوت اسلام عام طور پر علانیہ ہونے لگی اور ارکان دین اسلام
برملا ادا ہونے لگے پھر تو اہل مکہ نے وہ ایذا رسانی شروع کی کہ الامان الامان آخرکار بباعث
دشمنی اور ایذا دہی اہل مکہ کے مکہ چھوڑا اور مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی وہان پہونچکر دین اسلام
مین رفتہ رفتہ ترقی شروع ہوئی اور اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ
فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا کے ظہور کا وقت آیا پھر تو اسقدر جلد اسلام پھیلا کہ تھوڑے سے ہی عرصہ مین

سیکڑون سے ہزارون اور ہزارون سے لاکھون کی تعداد مسلمانون کی ہوگئی اور روز بروز ترقی ہوتی چلی گئی پھر تو دس بیس کا کیا ذکر تھا لکڑی مکڑی مکہ فوج فوج اللہ کے دین مین داخل ہونے لگی۔ پس مقام غور و انصاف ہے کہ ابتداے دعوتِ اسلام مین بغیر کسی حجت اور تکرار اور شک اور شبہے کے جن لوگون نے اسلام قبول کر لیا اور جو کچھ پیغمبر صاحب نے فرمایا اوسکو اٰمَنَّا صَدَّقْنَا کر کے سچ جانا اور اول ہی اول آپ کی نبوت کی تصدیق کی اور اپنے عزیز اور اقربا کے بغیر صلاح و مشورہ کے اپنے آبا و اجداد کے قدیمی دین کو چھوڑ عزیزون اور رشتہ دارون سے منہ موڑ بلا توقف اور تردد کلمہ شہادت پڑھا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ تصدیق قلب زبان سے اقرار کیا اور اپنے اختیار کی باگ نبی اکرم صلعم کے ہاتھ مین دیکر دل وجان سے سچے خیر خواہ و جان نثار غلامون سے بڑھکر تابعدار و فرماں بردار بن گئے اپنے دوست آشناؤن سے صاف بگڑ گئے قدیمی اور خاندانی ارتباط اور محبت اور قرابت کا کچھ بھی پاس و لحاظ نکیا فرمان خدا اور رسول سب سے مقدم جانا اپنے بھائی بندون عزیزون قریبون کو جو خدا اور رسول سے دشمنی رکھتے تھے بغیر کسی مروت اور جھجک کے نہایت مستعدی سے اپنے ہاتھون سے قتل کیا تمامی مال و اسباب اپنا برغبت خاطر راہ خدا مین دیا ظاہر ہے کہ ان لوگون نے جو یہ سب کچھ کیا اور اپنے آبا و اجداد کے قدیمی دین و مذہب کو چھوڑ کر نیا دین اسلام جو اون کے آبائی دین کے سراسر مخالف تھا قبول کر لیا اسکا کوئی بڑا ہی سبب ہوگا ورنہ یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ قدیمی دین چھوڑنا اور نیا دین اختیار کر لینا کچھ ایسی چھوٹی بات نہین ہے بڑی ہی سخت بات ہے خاص کر جبکہ نئے دین مین داخل ہونے سے بالکل عیش و آرام دنیوی جاتا ہو عزیز قریب دوست آشنا چھوٹتے ہون چنانچہ نئی نئی مصیبتین اور اذیتین پیش آئین ہر روز ایک تازہ تکلیف اوٹھانا پڑی دولت دنیا سے ہاتھ دھو کر جلاوطنی اختیار کرنا پڑی بجاے امارت و ریاست فقراے مہاجرین کے لقب سے پکارے گئے امید اور طمع نفع اور راحت دنیوی کچھ نہین۔ پس اسکا کوئی ایسا ہی بڑا بھاری سبب ہوا ہوگا کہ جس سے یہ لوگ ایسے نازک وقت مین

سے دین مین داخل ہوکر مستقیم الحال رہے ہیں پس ذرا سی توجہ اور ادنیٰ عقل و شعور سے یہ بات بخوبی ذہن نشین ہوسکتی ہے کہ وہ اسباب جن سے اول اول حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے دین اسلام قبول کیا وہ صرف دو ہی صورتین ہوسکتی ہین۔ اول امید نجات آخرت و دین کی خواہش دوسرے لالچ مال و دولت کا اور طمع دنیا کی۔ پس اگر پہلی صورت تسلیم کیجاوے یعنی صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے صرف بامید نجات آخرت اور خالصتہ خدا کی رضامندی کے واسطے دین اسلام قبول کیا اور اپنا کنبہ قبیلا اور گھر بار چھوڑا تھا تو کسی کے وہم و گمان مین بھی یہ بات نہین گذر سکتی کہ وہ حضرات پھر کسی وقت مین اوس دین سے پھر گئے ہون گے اور دین اسلام اور ایمان کی محبت اونکے دل سے جاتی رہی ہوگی۔ بلکہ یہ یقین ہوسکتا ہے کہ جن حضرات نے محض خدا ہی کی خوشنودی اور رضامندی کے واسطے دین اسلام کو ایسی مصیبت اور تکلیف کے وقت مین اختیار کیا ہوگا اور برسون اذیتین اوٹھائی ہونگی وہ کبھی بھی اوس دین سے نہ پھرے ہونگے۔ بلکہ ضرور ہے کہ وہ اوسپر مرتے دم تک ثابت قدم رہے ہونگے۔ اب رہی دوسری صورت یعنی حضرات صحابہؓ نے دین اسلام بطمع دنیا اور مال و دولت کے اختیار کیا تو یہ ایک ایسی مہمل بات ہے کہ اوسکی طرف فرضی خیال بھی نہین ہوسکتا اور نہ کوئی آدمی جسکو ذرا بھی عقل و شعور اور شرم اور ایمان کا پاس ہوگا یا کچھ بھی واقفیت علم تاریخ اور سیر سے رکھتا ہوگا وہ اس امر کو مطلق نہین خیال کرسکتا خیال تو درکنار ہے ایسے خیال کے وہم و گمان کا بھی خیال نہین کرسکتا اسواسطے کہ ابتداے اسلام مین جو کچھ دنیا کی طمع تھی وہ ظاہر جو کچھ مال و دولت کی حرص تھی وہ معلوم جبکہ بوقت مقابلۂ اعدا بوجہ نہونے کے چند ہتھیارون سے باری باری سے کام لیا جاوے اور دوسرے تیسرے وقت اہل فوج کو کھانا تقسیم ہو اور فوج مین سوارون کے لیے سواریان براے نام ہون اور یہ سامان بھی خلیفۂ اول اور خلیفۂ ثالث وغیرہ کے طفیل سے فراہم ہوگیا تھا کہ ان صاحبون نے اپنا مال خدا کیواسطے وقف کردیا تھا ورنہ اہل بیت کو تو اپنا پیٹ بھی پالنا دشوار تھا وہ اور کسی کو کیا کھلاتے اور لشکر کا

...مان کہان سے درست کرتے اگر اہل بیت کے نسبت یہی خیال کیا جاوے تو ممکن معلوم
ہوتا ہے کیونکہ وہ نہایت مفلوک تھے۔ اور جہان کسی مہمان کے آنے سے اپنا کھانا اوسکو
کھلایا جاوے اور اپنا پیٹ عبادت خدا سے بھرا جاوے وہان دولت و خزانہ خیال کرنا
کسی کا اودھر بطمع دنیا و مال و زر کے رجوع کرنیکا گمان کرنا بڑے ہی بے عقل ہوس کا کام ہے
اب تواریخ غیر دین اسلام کے مورخون کی موجود ہے جسکا بیان یا ہے ... کسی ...
یہ نہین لکھا کہ ابتدائے اسلام مین بانی دین کے پاس ایسی دولت و خزانے تھے کہ لوگ ...
اوسکے دین اسلام مین داخل ہوئے چنانچہ یہان پر ایک عیسائی مورخ کا قول نقل کیا جاتا ہے
کہ اوس سے بخوبی ثابت ہوگا کہ وہان کچھ بھی مال و دولت اور ... کی طمع سے کوئی ...
اسلام مین داخل ہوا ہو۔ ڈاکٹر ویٹ کے جو تھے ... کا مقولہ ...
گاڈفری ہینگس صاحب نے اپنی انگریزی کتاب موسومہ اپالوجی مین نقل کیا ہے اوسکا ترجمہ ...
مین لکھا جاتا ہے۔ محمدؐ کے اوائل عمر کے کوائف ... سے ابھی امید جاہ و جلال
اور اولوالعزمی آئندہ کی نہین پائی جاتی تھی گو وہ عرب کی ایک نہایت ... قوم اور نہایت عمدہ
خاندان مین سے تھے مگر مصیبت اور افلاس کے سوا آپ کو کچھ ... اور ... والدین کی
نازبرداری اور نگرانی سے یہ مصیبت کچھ کم ہو جاتی۔ علاوہ اسکے اگر حسب گمان باطل اہل تشیع
کے معاذاللہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا مرتے دم تک ایمان پر ثابت قدم رہنا تسلیم نکیا جاوے تو
معاذاللہ خداوند تعالی جلشانہ کا انجام کار سے جہل ثابت ہوگا جو شان علم قدیم خداوندی
کے سراسر خلاف ہے صفت علام الغیوبی مین پورا دھبہ آویگا اور قرآن مجید بھی بے معنی ہوا جاتا ہے
اسلیے کہ قرآن مجید مین تو اللہ تعالی نے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کے نسبت بہت جگہ
یہی رضامندی اظہار فرمائی اور صاف صاف کہا کہ وہ لوگ ہمیشہ بہشت مین رہین گے
اور انکا اللہ کے نزدیک بڑا درجہ ہے اور اونہین کے واسطے دونون جہان کی خوبیان ہین
اللہ جل شانہ نے اون کے جان و مال کو اس قیمت پر خرید لیا کہ اون کے واسطے بہشت ہے

اور یہ دین وہ ہے جب اون کے وقت مین جاری ہوگا وہ اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہے
چنانچہ ان کل آیات کا ذکر بالتصریح فضائل صحابہ مین اچھی طرح بیان کیا جاویگا۔ پس ظاہر
ہے کہ اگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا مرتے دم تک ایمان پر ثابت قدم رہنا نہ سمجھا
جاوے تو پھر کیونکر اللہ تعالیٰ جلشانہ نے اونکو ہمیشہ کے واسطے بہشت مین رکھنے کا وعدہ
فرمایا اور پھر اوپر مہربانی اور اون سے رضامندی کی کیا وجہ اور پھر کس طرح اللہ تعالیٰ نے اونکا بڑا
درجہ اپنے نزدیک ٹھہرایا اور کیونکر اون کے واسطے دونون جہان کی خوبیان ارشاد فرمائین
اور اونکا دین کس طرح اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہو سکتا ہے۔ یہ باتین تو بدون ایمان کامل
اور اعلیٰ درجہ کے تقوے اور اطاعت خدا و رسول کے ممکن ہی نہین۔ کیا بے ایمان اور اون
دشمنان کبھی یہ باتین جو سب خلاف تمامی شریعت اسلامی ہو سکتی ہین یا معاذ اللہ اللہ تعالیٰ جلشانہ ان
لوگون کے انجام کار سے واقف نہ تھا آیندہ کا اوسکو حال معلوم نہو سکا کہ یہ لوگ آخر تک ایمان پر
ثابت قدم نہ رہین گے۔ جو اکثر جگہ قرآن مجید مین اونکی تعریف اور فضیلت اور اپنی خوشنودی
اوسنے ظاہر فرمائی اور ہمیشہ ابدالآباد اون کے بہشت مین رہنے کا وعدہ فرمایا۔ اے بھائیو
تعصب کو چھوڑدو اور انصاف کرو انصاف تم پر خوبی کھل جائیگا کہ یہ سب اوہام باطلہ ایجاد کردہ
اوسی عبد اللہ بن سبا یمنی صنعانی دشمن امت محمدیہ علیہ السلام کے ہین۔ جناب
مولوی مہدی علی خانصاحب جو ایک نامی گرامی مولوی مذہب شیعہ کے تھے اونھونے
تعصب کو چھوڑکر انصاف کی نیت سے دونون مذہبون کی کتابون اور نیز تواریخ کو دیکھا تو
اونکو مذہب تشیع سے نفرت کلی ہوگئی اونھون نے مذہب اہل سنت وجماعت برغبت تمام
اختیار کیا اور اپنے اعزہ کی ہدایت کے لیے جو ایک کتاب موسومہ آیات بینات لکھی ہے
اوسمین مضامین نہایت صحیح لکھے ہین قابل پسند اہل انصاف کے ہین نہایت عمدہ کتاب لاجواب
ہے اوس کتاب مین مولوی صاحب ممدوح نے چند دلائل عقلی فضائل صحابہ مین لکھے ہین
اونکو مختصراً بیان پر لکھتا ہون وہ یہ ہین کہ خلفای راشدین اور مہاجرین اور انصار رضو

عنہم اجمعین جملہ حالات اور چال چلن مین قدم بقدم اپنے پیغمبر صلعم کے تھے حرص وہوا کو وہان دخل نتھا شب و روز خدا اور رسول خدا کی رضامندی مین رہتے تھے اس بات سے تو مخالفین بھی نہین منکر ہوسکتے کہ صحابہؓ نے حق رفاقت پیغمبر خدا صلعم کا جیسا چاہیے بخوبی ادا کیا اپنا جان و مال نہایت ہی خوشی سے آنحضرت صلعم پر فدا کیا کوئی ایذا اور مصیبت نہین رہگئی جو ستمگرون نے صحابہؓ کو نہین پہنچائی جب کفار نے آنحضرت صلعم کی ایذا رسانی پر کمر باندھی اوسوقت صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے کیسی کچھ حمایت اور رفاقت کی اور دعوت اسلام مین وہ سعی بلیغ فرمائی کہ باید اور شاید جسوقت عموماً اہل عرب خاص کر قریش آنحضرت صلعم کی ایذا دہی پر ہمہ تن مستعد ہوگئے تھے اوسوقت صحابہؓ نے اپنے آپکو سپر بنا دیا اوسوقت ان حضرات کے واسطے کون سی بات اوٹھ رہی تھی جب آنحضرت صلعم کو جہاد اور ہجرت کا حکم ہوا تو آپ کے اصحابؓ نے مقابلہ کفارون سے رنج و غم نہین اوٹھائے۔ پس اگر ان حضرات صحابہؓ کو محبت خدا اور رسول کی نہ تھی تو کس چیز نے مہاجرین اور انصار کو دیوانہ بنایا تھا اونھون نے کیون اپنے جان و مال کو تلف کیا یہ سختیان مصیبتین اور تین اونھون نے کیون جھیلین اے کچھ تو سوچو اور انصاف کرو اب ہم معاندین صحابہؓ سے پوچھتے ہین کہ صحابہؓ کبار اور مہاجرین اور انصار رنج و مصیبت کے وقت مین آنحضرت صلعم کے شریک تھے یا نہین اور اپنا جان و مال عزت و آبرو آنحضرت صلعم پر نثار کیا یا نہین آنحضرت صلعم کے پیچھے اونھون نے اپنے عزیزون اور قریبون اور پیارے وطنون کو چھوڑا یا نہین۔ اسلام کے پھیلانے مین اونھون نے ایذا پائی یا نہین یا ایسے بدیہیات سے انکار کیجیے یا اقرار آرا چاکہ انکار کر ہی نہین سکتے لہذا اقرار لازم آیا پھر اب ذرا انصاف بھی چاہیے کہ جسکے پیچھے اونھون نے اس قدر تکلیفین اور اذیتین اوٹھائی ہونگی اوسکی نگاہ مین کیا کچھ بھی قدر اور منزلت اونکی نہوگی اور جسکے لیے ان لوگون نے اپنا گھربار چھوڑا ہوگا کیا اوسکے دل مین انکی کچھ بھی محبت نہوگی۔ اے یارو تمکو حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام ہی کی قسم ہے کہ اگر رنج و مصیبت کیوقت مین تمھارا کوئی شریک اور تمھارے دکھ درد مین ساتھ دیوے اور بھائی بندون اور وطنوں کو چھوڑکر تمھارے ہمراہ

ہووے اور اپنے جان ومال کو تمھارے پیچھے ضائع کرے تو تمھاری نگاہ مین کچھ اوسکی عزت اور تمھارے دل میں کچھ اوسکی محبت ہوگی یا نہین اگر ہووے تو وہی مہاجرین اور انصار کے نسبت آنحضرت صلعم کی طرف سے سمجھو اور انصاف کرو کہ جسوقت چارون طرف سے کفار ساحر اور مجنون کہکر آپ کا دل دُکھاتے ہونگے اوسوقت جو لوگ یا رسول اللہ یا نبی اللہ یا حبیب اللہ کہکر آپکو پکارتے ہونگے اور جبکہ عزیز اور قریب آپ کے آپکو اذیتین دیتے ہونگے اوسوقت جو لوگ آپ کے سینہ سپر ہوکر آپکو بچاتے ہونگے اونکی اس اعانت کی کچھ بھی قدر او منزلت آپ کے نزدیک نہووے گی۔ ارے یار و اگر انصاف کی آنکھ سے دیکھو اور تعصب کی آنکھ بند کرلو تو دیکھو کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے مرتبون کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے کون شخص ایسا ہے اس دنیا مین کہ اب اونکے مرتبے پر پونہچے اور اونکا سا درجہ پاسکے کہان ہے وہ وقت اور کہان ہین حضرت رسول خدا صلعم کہ وہ دعوت کرین اور اون کے کنبے قبیلے کے لوگ آنحضرت صلعم کو جھٹلاوین اور تم لوگون مین سے کوئی سامنے آکر صَدَّقْتَ یَا رَسُوْلَ اللہ کہکر دل مقدس نبوی صلعم کو خوش کرے۔ کدھر ہے وہ وقت کہ پیغمبر خدا صلعم ہجرت کرین غار مین چھپین اور کوئی تم مین سے اوسوقت ساتھ ہووے اور یار غار کہلاوے کہان ہے وہ زمانہ کہ فقرائے مہاجرین کو لیکر حضرت مدینۂ منورہ میں پونہچیں اور اہالیان مدینہ اپنے او پر مصیبت گوارا کرکے اون لوگونکو اپنے گھرون مین ٹھہراوین اور انصار کہلاوین کیا اب پھر وہ دن میسر ہوسکتے ہین کہ پیغمبر خدا صلعم بدر کی لڑائی پر جاوین اور ہم لوگ حضرت کے ساتھ ہون اور ہم لوگون کی مدد کے واسطے اللہ تعالی جلشانہ فرشتون کو بھیجے اور لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کہکر اپنی رضامندی ظاہر فرماوے ارے بھائیو وہ وقت ہی گذر گیا اب کہان وہ زمانہ میسر آسکتا ہے۔ جن کو وہ نعمت ملنی تھی اونکو ملگئی جنکو یہ دولت حاصل ہونی تھی اونکو حاصل ہوگئی۔ جو لوگ مہاجرین مین داخل ہونے والے تھے وہ مہاجرین مین داخل ہوگئے جو انصار مین شامل ہونے والے تھے وہ انصار مین شامل ہوگئے اب ہزار جان ومال کوئی فدا او رنثار کرے مگر وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ

و انصار کی فضیلت پا ہی نہیں سکتا تمام جہان کی ہدایت کوئی [illegible] مگر اصحاب [illegible]
یاران بیعت الرضوان مین داخل ہو ہی نہین سکتا ان دولتون سے [illegible]
ان نعمتون کے لوٹنے والے لوٹ لے گئے شعر حریفان بادہا [illegible]
کرو [illegible] فقند ہزار سے یار جن لوگون نے بلاواسطہ پیغمبر خدا صلعم پائی [illegible]
نہ صاحب تربیت سے ہدایت حاصل کی کیونکر تمھارے دل مین اونکی محبت [illegible] تمھاری
نظر مین اونکی قدر اور منزلت نہین ہے کیا تمھاری عقل اس کو قبول کرتی ہے کہ اول ہزارون
لاکھون آدمیون مین جو رسول حضرت پیغمبر صاحب کی صحبت اور رفاقت مین رہے کسی کے دل پر
ایمان کا کامل اثر نہوا اور اون بیشمار آدمیون مین جو نمازون اور جہادون مین حضرت کے ساتھ
رہے کوئی بھی اسلام پر ثابت قدم نہ رہا اور جو ہمیشہ حضر اور سفر مین آپ کے ہمراہ رہے شب و روز
اپنے کانون سے وعظ اور نصیحت سنتے رہے اپنی آنکھون سے حضرت جبرئیل کا آنا وحی کا لانا دیکھتے
رہے لیکن اپنے نفاق اور کفر سے باز نہ آئے گو کہ حضرت نے طرح طرح کے معجزے اون کو
دکھلائے انواع اقسام کی دعائین پیغمبر صاحب صلعم نے اونکے حق مین فرمائین لیکن نہ کسی معجزے کا اوپر
اثر ہوا نہ کوئی دعا اونکے حق مین مقبول ہوئی بھلا انصاف تو کرو کہ کوئی مسلمان ایسا عقیدہ رکھیگا
اور اپنے پیغمبر صاحب کی شان مین داغ لگاویگا اور اونکے تمام شاگردون اور کل مریدون کو کافر
اور مرتد کہیگا۔ ذرا تو سوچو کہ اگر کسی عالم کے تمام شاگرد جاہل ہین اور کسی ولی کے مرید کلہم اجمعین فاسق
و فاجر ہون اور کسی امیر کے مصاحب سب کے سب بدچلن ہون تو کیا اس سے کچھ بدظنی اوس عالم
اور اوس ولی اور اوس امیر کے نسبت لوگون کو نہوگی۔ بیشک ضرور ہوگی پس اسی طرح جمیع
تمام صحابہ کے کفر اور ارتداد پر اعتقاد رکھنا در پردہ حضرت کی شان اور نبوت مین داغ لگانا ہے
نعوذ باللہ من ذلک اسمین کچھ شک نہین کہ جس زمانہ مین حضرت محمد رسول اللہ صلعم بہ رتبہ
نبوت مبعوث و مشرف ہوئے اوس وقت لوگ توحید سے منکر عبادت خدا اور استعانت باللہ
مین مشرک ہوگئے تھے دین ابراہیمی کو محرف کر ڈالا تھا۔ طریقے عبادت کے بھلا دیے تھے

معاد پر یقین نہ تھا اوس مین طرح طرح کے مہمل اور بیہودہ خیالات پیدا ہو گئے تھے علم و حکمت سے محض بے نصیب تھے البتہ اخلاق ذمیمہ اور رزیلہ مین اوستاد کامل تھے۔ جاہلیت کی رسمون مین گرفتار تھے۔ جانورونکی طرح آپسمین لڑتے تھے اگر ذراسی بات مین لڑائی ہوگئی تو صدہا برس آپس مین اونکے خونریزی چلی جاتی تھی چنانچہ بکر اور تغلب کی لڑائی جو بنام حرب سوس کے مشہور ہے وہ ۴۹۴ء سے ۵۳۴ء تک یعنی برابر چالیس برس تک جاری رہی اوس لڑائی مین ستر ہزار آدمی مارے گئے صرف کھیت مین اونٹ چلا گیا تھا ایک عورت نے اونٹ کو مارا مالک اونٹ نے عورت کی چھاتی کاٹ ڈالی۔ دوسری لڑائی حرب واحس ۵۶۸ء عیسوی سے ۶۳۰ء تک یعنی اٹھتر برس برابر جاری رہی اور قبیلے کے قبیلے اوس لڑائی مین صاف ہو گئے یہ لڑائی اوسوقت ختم ہوئی جب بعض قبیلے مسلمان ہوئے اس لڑائی کی بنا یون اوٹھی کہ گھوڑدوڑ مین واحس نامی گھوڑا آگے بڑھائے جاتا تھا اوسکو کسی نے روک دیا تھا۔ غرض بالکل وحشی مزاج ہو گئے تھے ذرا ذراسی بات پر لڑنے جھگڑتے تھے تلوار چلتی تھی خونریزی ہوتی تھی لڑکی پیدا ہوتی تھی اوسکو مار ڈالتے تھے عورتین بخوف شوہر لڑکی کو زندہ گاڑ دیتی تھین۔ رات دن جوا و شراب اونکا شغل تھا کہ دفعۃً غیرت غیوری کو حرکت ہوئی اور رحمت الٰہی جوش مین آئی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی اوس دعا کے ظہور کا وقت جسکا ذکر سورۂ بقر کے پندرھوین رکوع مین ہے یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے دعا فرمائی تھی کہ الٰہی مکّے والون کے لیے ایک نبی اونھین مین سے مبعوث کر اور حضرت عیسیٰ کی اوس بشارت کے ظہور کا موقع جسکا حال انجیل یوحنا کے سولہ باب مین ہے آ گیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرتبہ نبوت اور رسالت کا دیکر دنیا مین بھیجا اور عموماً تمام بنی آدم و خصوصاً عرب والون کی ہدایت کا بار آپ پر رکھا۔ توحید بتلانے شرک چھڑانے طریقے عبادت کے سکھانے دین ابراہیمی کے جاری کرنے اخلاق حسنہ کی تعلیم دینے کے لیے حکم دیا اور ارادۂ الٰہی یون مقتضی ہوا کہ نبوت آپ کی ذات مقدس پر ختم کیجائے آپ کے بعد پھر کوئی دوسرا نبی نہو اس لیے جو فضائل اور کمالات اور معجزات جدا جدا اور

انبیا علیہ السلام کو دیے گئے تھے وہ سب حضرت رسول اللہ صلعم کو اکٹھا مرحمت ہوئے اور جو طریقے ہدایت اور تعلیم کے اور پیغمبرون کو الگ الگ سکھائے گئے تھے وہ سب حضرت صلعم کو سکھائے اور بتائے گئے اسی خیال سے کہ کوئی فرقہ کوئی گروہ آپ کے فیضان نبوت سے محروم نہ رہے اور آپ کی ہدایت اور تعلیم بعض اور نبیون کی طرح بے اثر نہ ہو جاوے اور کسی کو کوئی عذر ایمان اور اسلام لانے پر باقی نہ رہے اور آپ کی نبوت سے انکار کرنیکا کسی کو موقع نہ ملے آپ کو ایسے معجزات دیے گئے جو اور کسی پیغمبر کو نہین دیے گئے تھے اسی سبب سے آپکی ہدایت کا اثر کامل جلد ظاہر ہوا۔ کچھ ایک ہی ذریعہ سے نہین بلکہ مختلف ذریعون سے لوگون نے ایمان قبول کیا۔ چنانچہ جو لوگ کہ سرآمد فصحا اور بلغای عرب مشہور تھے وہ قرآن مجید کی فصاحت دیکھکر قائل ہو گئے۔ جو لوگ کہ علم اور حکمت مین دعویٰ رکھتے تھے وہ آپ کی تعلیم حکیمانہ دیکھکر معتقد ہو گئے۔ جو اشخاص کہ معجزے کے طالب تھے وہ معجزات دیکھکر ایمان لائے جو لوگ شجاعت اور مردانگی مین مشہور تھے وہ میدان جنگ مین مقابلہ کی تاب نہ لا سکے آخر مغلوب ہو کر مطیع بن گئے۔ جو غرض اللہ تعالیٰ جلشانہ کی آپ کی نبوت سے تھی کہ دین اسلام تمام دنیا مین پھیل جاوے اور سب باطل دینون پر دین اسلام غالب ہو جاوے وہ حاصل ہو گئی۔ لیکن یہ فائدہ جو بعثت نبوی صلعم سے ہوا یہ صرف اہل سنت وجماعت کے اصول کے مطابق ثابت ہوتا ہے اور بموافق اصول مذہب حضرات شیعہ کے ہرگز ثابت نہین ہوتا بلکہ وہ اعتراض علمای ہمارا کہ آنحضرت کی تعلیم اچھی نتھی اسلیے وہ نبی نہ تھے خوب جم جاتا ہے اس لیے کہ جو لوگ حضرت کے سامنے ایمان لائے جب اونکی نسبت یہ اعتقاد کیا جاوے کہ وہ ایمان اور اسلام مین کامل نہ تھے اور دل سے حضرت کی نبوت کے معتقد تھے مرتے دم تک اسی پر ثابت قدم رہے تو البتہ یہ امر مسلم ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم کی ہدایت سے جو غرض تھی وہ حاصل ہو گئی مگر جب یہ گمان کیا جاوے کہ معاذ اللہ معاذ اللہ وہ ظاہر مین مسلمان تھے اور باطن مین کافر۔ یا یون کہا جاوے کہ وہ آنحضرت صلعم کے

بعد وفات فوراً اعیاذاً باللہ مرتد ہوگئے تو پھر کس طرح کہا جا سکیگا کہ آنحضرت صلعم کی ہدایت سے کچھ فائدہ ہوا سچ تو یون ہے کہ جو مذہب اور اعتقاد حضرات صحابہؓ کی نسبت شیعون کا ہے اوس سے آنحضرت صلعم کی نبوت پر الزام آتا ہے اور مذہب اسلام پر شبہہ ہوتا ہے اسواسطے کہ جب کوئی اس امر پر یقین کرے کہ جو لوگ حضرت رسول اللہ صلعم پر ایمان لائے اونکے دلون پر کچھ اثر ایمان اور اسلام کا نہ تھا وہ لوگ صرف ظاہر مین مسلمان اور باطن مین معاذ اللہ کافر تھے یا آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد ہی نعوذ باللہ منہا مرتد ہوگئے دین اسلام سے پھر گئے وہ شخص حضرت صلعم کی نبوت کی تصدیق کر ہی نہین سکتا ہے اور کہسکتا ہے کہ اگر حضرت سچے نبی ہوتے تو اونکی ہدایت مین کچھ نہ کچھ اثر ہوتا اور کوئی نہ کوئی دل سے اون پر ایمان لایا ہوتا ہزارون لاکھون آدمیون مین سے جو اونپر ایمان لائے بھلا دو دو سو تو ایمان پر ثابت قدم رہجاتے اگر صحابۂ کرام حسب اعتقاد باطل اہل تشیع اسلام اور ایمان مین ثابت اور کامل نہ تھے تو پھر ذرا مہربانی کرکے اون لوگون کو بتلائیے جنپر آنحضرت صلعم کی ہدایت کا اثر ہوا وہ لوگ کتنے ہین جنکو آنحضرت صلعم کی نبوت سے فائدہ ہوا اگر اصحاب نبوی صلعم سوائے معدودۂ چند کے بقول اہل تشیع سب کے سب معاذ اللہ منافق اور مرتد تھے تو دین اسلام کو کسنے قبول کیا اور حضرت پیغمبر صلعم کی تعلیم اور تلقین سے کس کو نفع پونہچا کن لوگون نے آنحضرت صلعم کے کہنے سے شرک چھوڑکر توحید پر اعتقاد کیا کن شخصون نے عبادت کے طریقے سیکھے اور کس گروہ نے دین محمدی صلعم کو جاری کیا کس فرقے نے ایمان کو پھیلایا ایسے اعتقاد اور مذہب رکھنے والون کو تو اسلام کا نام لینا اور پیغمبر صاحب صلعم کی نبوت کا اقرار ظاہری بھی نہ کرنا چاہیے اگر پیغمبر صاحب پر ایمان لانے والون مین سے سو دو سو ہزار دو ہزار کو تم کافر کہتے یا اون لوگون کو جو آنحضرتؐ کے بعد مسلمان ہوئے تم منافق جانتے تو صبر آتا۔ افسوس تو اس بات پر آتا ہے کہ وہ تو ادنھین لوگون پر اعتراض کرتے ہین جو سب سے پہلے ایمان لائے اور اونھین کو منافق بتلاتے ہین جنھون نے خدا کے دین کو جاری کیا اور ہزارون لاکھون آدمیون مین سے

جو حضرت پر ایمان لائے تھے سواے چار یا چھ شخصون کے کسی کو اچھا نہین کہتے ہین فرماییے کہ پھر کیونکر ایسے اہل عقائد پر تعجب نہ آوے اور کیونکر ایسی گمراہی پر افسوس نہ آوے۔ دین اسلام نے کل مذاہب کے لوگ کیا سنی کیا شیعہ کیا رافضی کیا خارجی وغیرہ سب حضرت پیغمبر صلعم کی زیارت کو افضل ترین سعادت اور بہترین قربات سے سمجھتے ہین اور اب زمانۂ حیات نبوی صلعم نہین ہے لہذا نبی اطہر صلعم کی قبر مقدس کے دیکھ لینے کو اور آپ کے روضۂ انور کی خاک آنکھون مین لگانے کو غنیمت جانتے ہین سب کا مونسے بڑھکر اور بہترین سعادت سمجھتے ہین اگر کسی شخص کو خواب مین بھی زیارت میسر آجاتی ہے تو سب مسلمان زیارت کرنے والے کو معزز و مکرم سمجھنے لگتے ہین مگر جو لوگ برسون حالت حیات مین آنحضرت صلعم کی زیارت کرتے رہین رات دن آپکی صحبت مین حاضر رہین اور ہر دم وہر لحظہ دیدار انور سے مشرف ہون ہمیشہ آپ سے بات چیت کرین اپنا جان ومال نثار کرین ہر طرح رنج وراحت مین شریک ہین آنحضرت صلعم کی یاری اور مددگاری اعلاء کلمۃ اللہ مین کرتے رہے جن کی تھوڑی سی صفتین ان ابیات سے ظاہر ہین

از وطن ہا مہاجرت کردند	بر الم ہا مصابرت کردند
در سفر ہمرکاب او بودند	در حضر ہم خطاب او بودند
ہمہ آثار وحی دیدہ ازو	ہمہ اسرار دین شنیدہ ازو
بانئ درشد اندو اموال	بذل ارواح کردہ واموال
پایۂ دین بلند از ایشان شد	کار شرع ارجمند از ایشان شد
رضی اللہ عنہم از سوی حق	بہر ایشان بشارت مطلق

غرض کہ صرف زیارت اور صحبت ہی حضرت سید الانبیا علیہ التحیۃ والثنا کی وہ فضیلت ہے کہ کوئی بزرگی اوسکو نہین پاتی نہ کہ جب اوسکے ساتھ اور فضائل ذاتی بھی صحابہ رضی اللہ عنہم مین موجود ہون تو پھر ان کے مراتب اور مدح کی کیا انتہا ہے۔ سے آنکھین ہوندی ہوئی ہوا اور تو پھر دن بھی آتا ہے

اسمین قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا ؟ کل مسلمان اس امر کو جانتے اور مانتے ہین کہ ابتدا
اور ترقی اسلام کی مکہ اور مدینہ سے ہوئی اور تمام دنیا کے کل مقامات سے اہلِ اسلام
کے نزدیک ان دونون جگھون کو فضیلت اور عزت ہے۔ مکہ معظمہ خدا کا گھر اور رسول اللہ
کا مولد ہے مدینہ منورۂ مقدسہ آنحضرت صلعم کا شہر اور مدفن ہے مکہ معظمہ مین اسلام کی بنیاد
قائم ہوئی اور مدینہ مطہرہ مین اسلام کی ترقی ہوئی اور ان دونون جگھون کو اللہ تعالی جلشانہٗ
نے وہ فضیلت اور شرافت عطا فرمائی ہے کہ بعد بعثت حضرت رسول اللہ صلعم کے اب
قیامت تک کوئی مذہب باطل وہان جاری نہ ہوگا اور دجّال ملعون کا بھی گذر اون
دونون مقامات مقدسہ مین نہ ہوگا۔ پس اب انصاف طلب یہ بات ہے کہ ان دونون
مقامات مقدسہ کے جو لوگ محافظ اور خادم اور جاروب کش ہین اور جنکے انتظام واہتمام مین
یہ مقامات بلکہ اکثر مزارات اہلِ بیت رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ہین اونکا اعتقاد نسبت
صحابہؓ کے کیسا ہے جیسا کچھ کہ وہ اعتقاد رکھتے ہون اوسی کو اصل ایمان سمجھنا چاہیے
پس خدا کے کرم وفضل سے سب صغیر اور کبیر جانتے ہین کہ اون دونون جگہ کے تمام
محافظ وخادم بلکہ اکثر ملک عرب کے رہنے والون کا جو کچھ اعتقاد صحابہ رضی اللہ تعالی
عنہم اجمعین کی نسبت آنحضرت صلعم کے زمانہ سے آج تک ہے وہ سب پر روشن ہے اگر حسب
عقائد شیعون کے یہ کہا جاوے کہ معاذ اللہ وہ سب کے سب گمراہ اور باطل اعتقاد پر ابتک
قائم ہین تو ایسے عقیدے سے مذہب اسلام پر سخت الزام آتا ہے کہ خداوند عالم جلشانہٗ نے
جس جگہ اپنے نبی کو اور اوسکی اولاد کو پیدا کیا اور جہان اپنے پیغمبر صلعم کا مدفن اور ائمہ اطہار
کا بنایا اور جن جگھون کو عرش اور کرسی کے برابر رتبہ دیا جہان سے اسلام اور ایمان جاری
ہوا اور تمام ملکون مین پھیلا وہین کے محافظون اور خادمون اور رہنے والونکو اب تک
خدائے عادل نے باطل اعتقاد پر قائم رکھا اور اون لاکھون کرورون آدمیون کو جو اس
تیرہ سو برس کے عرصہ مین وہان پیدا ہوئے اور وہان رہے گمراہ رکھا اور گمراہی پر اون کا

خاتمہ کیا اور پھر اونھین گمراہون کے قبضے مین یہ مقامات اور نجف اشرف اور کربلاے معلے
دیدی اور اپنے عدل کو جو واجب تھا ترک کردیا اونھین بدعقیدون سے مکہ اور مدینہ بھر رکھا
ہے اور وہی گمراہی اور ضلالت ابتک تمام ملک عرب مین پھیلی ہوئی ہے - کیا وجہ ہے کہ
خداے عادل اپنے گھر اور اپنے رسول حبیب اور اہل بیت کے گھر کو پاک صاف نہین کرتا
اور مومنین پاک سے اون شہرون کو آباد نہین کرتا اور گمراہون کو ایسی پاک جگہ سے
نہین نکالتا لیکن شاید سنیون سے خدا ڈرتا ہوگا - کیونکہ دو تین صحابیون نے تو ملکر خلافت
غصب کرلی تھی اگر یہ اونکی اولاد سے اولجھون تو بہت کثرت سے ہے کہین میری خدائی
نہ چھین لین - جیسے جیسے زمانہ نبوت کا دور ہوتا گیا اور اسلام مین ضعف آتا گیا مذہب شیعونکا
ترقی پاتا گیا عقائد باطلہ کو رواج ہوتا گیا اور بعض بعض ملکون اور شہرون مین انکی حکومت بھی
ہوگئی اور بادشاہت اور سلطنت بھی نصیب ہوگئی یہ سب کچھ ہوا مگر مکہ اور مدینہ اور عرب
مین جو دین پیغمبر خدا کے وقت مین تھا وہی اب بھی جاری ہے جو مذہب رسول مقبول
صلعم کے سامنے تھا وہی اب بھی ہے ؎ ہست محفل بران قرار کہ بود ✤ ہست مطرب
بران ترانہ ہنوز ✤ وہی مذہب حق صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے سامنے جاری تھا
وہی اب بھی جاری ہے وہی دین و مذہب پسندیدۂ خداوند تعالیٰ ہے اوسی دین و
مذہب کی نسبت قرآن مجید مین سورۂ نور مین اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے - وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ
دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ ترجمہ یعنی اونکے وقت مین وہی دین ہوگا جو خدا کے نزدیک
پسندیدہ ہے - تشریح اسکی عنقریب اوس مقام پر بخوبی لکھی جاوے گی جس جگہ پر یہ آیت شریف
پوری لکھی جاویگی - اب یہان سے فضائل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مین وہ شہادتین
بیان کی جاتی ہین جو قرآن مجید اور توریت و انجیل مین مذکور ہین اور نیز وہ شہادتین جو
ائمہ کرام علیہم السلام سے کتب امامیہ مین منقول و مذکور ہین - کیا سنی اور کیا شیعہ یہ بات
سب جانتے ہین کہ اللہ تعالیٰ جلشانہ نے جسطرح کتب آسمانی مین اپنے پیغمبر صلعم کا ذکر فرمایا ہے

اوسی طرحپر یاران پیغمبر صلعم کابھی تذکرہ بطور پیشین گوئی کے فرمایا ہے اونکے حالات اور صفات کو مثالون مین بیان کردیا ہے اس سے کوئی اسوجہ سے انکار نہین کرسکتا کہ خود اللہ تعالیٰ جلشانہ نے فرمایا ہے چنانچہ آیت شریف قرآن مجید کی اس بیان کی شاہد ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا٘ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ترجمہ محمد اللہ کا رسول ہے اور جو لوگ ساتھ اوسکے ہین سخت ترین کفار پر رحم دل ہین درمیان اپنے (یعنی مسلمانون میں) دیکھتا ہے تو اون کو رکوع اور سجدہ کرنے والے وہ چاہتے ہین فضل خدا سے اور رضامندی اوسی اللہ کی نشانی اون کے چہرون پر ہے اثر سجدے سے یہ ہے صفت اونکی توریت مین اور صفت اونکی انجیل مین مثل کھیتی کے کہ نکالے انکھوا اپنا پس قوی کرے اوسکو پس ہوجاوین اور کھڑے ہوجاوین اپنی چھڑی پر خوش لگتی ہے کھیتی کرنے والے کو تاکہ غصے مین لاوے اللہ جلشانہ لسبب اون مسلمانون کے کافرون کو جیسا کہ اللہ جلشانہ نے اس آیت شریف مین بیان فرمایا ایسے ہی توریت اور انجیل مین بھی مثالون کی طور مذکور ہین۔ توریت کی کتاب استثنا کے باب ۱۳ ورس ۶ مین لکھا ہے کہ (اگر تیرا بھائی یا بیٹا یا جورو یا دوست کوئی تجھے پھسلاوے اور کہے کہ آ غیر معبودون کی بندگی کرو تو تو اوسکے موافق نہونا اور اوسکی بات نہ سننا اور اوسپر رحم کی نگاہ نہ رکھنا اور اوسکی رعایت نہ کرنا اور اوسے پوشیدہ نرکھنا بلکہ اوسکو ضرور قتل کرڈالنا اوسکے قتل پر پہلے تیرا ہاتھ پڑے) پس غور کرنا چاہیے کہ جو کچھ حضرت موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اوسکو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے کرکے دکھایا جیسی کچھ شدت اور سختی کافرون پر چاہیے اوسکا ظہور صرف یاران پیغمبر خدا صلعم سے ہوا چنانچہ جنگ احد مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کے قتل کا مصمم ارادہ کیا

اسکو شیعون کے امام اعظم شیخ مطہر حلی نے تذکرۃ الفقہا کی چھٹی فصل مین لکھا ہے
وہ یہ ہے۔ وَلِاَنَّ اَبَا بَکْرٍ اَرَادَ قَتْلَ اَبِیْہِ یَوْمَ اُحُدٍ فَنَھَاہُ النَّبِیُّ صلعم عَنْ
ذٰلِکَ۔ اور اسواسطے کہ تحقیق حضرت ابوبکر صدیقؓ نے احد کے دن اپنے باپ کے قتل
کا ارادہ کیا مگر آنحضرت صلعم نے اونکو منع فرمایا کہ تو جانے دے اور کوئی یہ کام کرلیگا
امامیہ مذہب کے مفسرین نے تفسیر مجمع البیان اور منہج الصادقین اور خلاصۃ تفسیر
جرجانی مین لکھا ہے کہ بعد فتح جنگ بدر کے مکے کے بہت لوگ گرفتار ہو کر لشکر اسلام مین
آئے اور قید ہوئے اون مین اکثر مہاجرین کے عزیز اور اقارب بھی تھے آنحضرت صلعم
نے اونکے معاملہ مین صحابہ رضی اللہ عنہم سے شورہ کیا تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا
کہ جو کوئی جسکا رشتہ دار ہے وہ اوسکے حوالہ کیا جاوے تاکہ وہ اپنے ہاتھ سے اپنے رشتہ دار
کافر کو قتل کرے اور خدا کی محبت کے سامنے رشتہ اور قرابت کا خیال نکرے اس لیے
عقیل علی کو اور نوفل وغیرہ مجھے اور عباس حمزہ کو اور فلان فلان کو حوالہ کیا جاوے واسطے
قتل کے۔ اب معاندین صحابہؓ ذرا چشم انصاف دیکھین کہ مضمون اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ
حضرت صدیقؓ و حضرت فاروقؓ پر کیسا ٹھیک اور صادق ہے۔ اے حضرات شیعہ تم ذرا
اپنے ہی مفسرون کی کتابون مین دیکھو اور انصاف کرو اور سمجھو اور اگر اب بھی نہ سمجھو تو
بقول مولوی مہدی علی خانصاحب کے تمسے خدا سمجھے۔ متّی کی انجیل کے باب ۱۳ کے
ورس ۳۱ و ۳۲ مین لکھا ہے کہ (آسمان کی بادشاہت رائی کے دانہ کے مانند ہے
جیسے ایک شخص نے لیکے اپنے کھیت مین بویا اور وہ سب بیجون سے چھوٹا ہے پر جب
اوگتا ہے تب سب ترکاریون سے بڑا ہوتا ہے اور ایسا درخت ہوتا ہے کہ ہوا کے پرندے
اوسکی ڈالیون پر بسیرا کرتے ہین) اب اس پیشین گوئی کو اس آیت قرآن مجید سے جو ابھی
مذکور ہوئی ملانا چاہیے کہ مَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ
فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ۔ دیکھو اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ پیغمبرؐ کے

مثال انجیل مین اسطرح لکھی ہے جسطرح ایک چھوٹا ساوانہ کہ اوس مین اول پتی نکلتی ہے پھر وہ بڑھتا جاتا ہے یہان تک کہ بڑا درخت ہوجاتا ہے اور دیکھنے والے کو تعجب آتا ہے پس اس آیت کے مضمون کی اوس عبارت انجیل سے جواوپر بیان کی گئی کیسی تصدیق ہوتی ہے۔ اور شہادت قرآن اور توریت اور انجیل سے کیسی کچھہ فضیلت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی ثابت ہوتی ہے۔ اور درحقیقت یہ مثال تو بالکل صحابہؓ کے حال کے مطابق ہے کیونکہ پہلے وہ تھوڑے تھے پھر آہستہ آہستہ بڑھگئے اور اونکا ایک بڑا بھاری لشکر ہوگیا جسکی جماعت اور کثرت کفار دیکھہ دیکھکر تعجب کرتے تھے اور جلے مرتے تھے۔ پس جو کوئی صحابہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور بزرگی کا قائل اور معتقد نہو وہ حقیقت مین قرآن اور انجیل اور توریت وغیرہ کتب آسمانی کا منکر ہے اور جو قرآن اور کتب آسمانی کا منکر ہو اوسکو کیا سمجھنا چاہیے اور اوسکی نسبت اطلاق اسلام یا کفر کا کیا کرنا چاہیے تم ہی سمجھو۔ ارے بھائیو اگر صحابۂ رسول اللہ صلعم کے ایمان اور اسلام کے تم قائل نہین تو فرا براہِ عنایت ارشاد فرماؤ کہ (والذین معہ) سے کیا مطلب ہے اور وہ کون لوگ آنحضرت صلعم کے ساتھ تھے جنکی صفت اللہ تعالیٰ جلشانہ خود اس آیت شریف مین فرماتا ہے اور (أَشِدَّآءُ عَلَى ٱلْكُفَّارِ) کا مصداق بتاؤ کہ وہ کون جری تھے جو کافرون پر سختیان کرتے تھے اگر چار یا چھہ کے علاوہ سب صحابۂ کبار نعوذ باللہ من ذلک منافق اور کافر تھے تو پھر وہ کون لوگ تھے جن کے سبب سے اسلام ایک دانہ سے بڑا درخت ہوگیا اور وہ کتنے اشخاص تھے جنکو کفار دیکھکر غیظ مین آجاتے تھے کیا یہ بات کسی کے قیاس مین آسکتی ہے کہ چار چھہ ہی شخصونکو دیکھکر کافر جلے مرتے ہونگے اور معدودے چند کے ایمان لانے سے کفار تعجب کرتے رہے ہونگے کیونکہ قاعدہ ہے کہ انسان اوسی کو دیکھکر جل مرتا ہے جن پر قابو نہین پاتا اور جنکا کچھہ کر نہین سکتا اگر ہزارون آدمی مسلمان نہین ہوگئے تھے اور وہ سب کے سب ایمان مین کامل نہ تھے تو پھر اللہ تعالےٰ جل شانہ

(فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ) کیون فرماتا ہے اگر ہزارون شخص اسلام نہین
لائے تھے تو کن کو دیکھ دیکھکر کفار کو غصہ آتا تھا پس جب تک کوئی صحابہؓ کی فضیلت
اور اونکی کثرت کو تصدیق نکریگا وہ ان آیتون کی بھی تصدیق نہین کرسکتا بڑے تعجب
کی بات ہے کہ جو لوگ ان آیتون کی تصدیق کرتے ہین اور انجیل مین جو مثال لکھی ہے
اوسکو پیغمبر خدا صلعم کی نبوت کی نسبت پیشین گوئی پر محمول کرتے ہین اور پھر صحابہ کبارؓ
کی فضیلت اور کثرت سے انکار کرتے ہین اور اس قسم کی آیات قرآنی اور پیشین گوئیونکو
صرف چار یا چھ شخصون پر ختم کرتے ہین اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے عداوت رکھتے ہین
وہ درحقیقت (لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ) کی تہدید سے ذرا بھی نہین ڈرتے ہین سچ
ہے (وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ) قرآن مجید کی سورۂ آل عمران مین اللہ تعالیٰ
صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی فضیلت مین فرماتا ہے (كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ
لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ) یعنی تم ہو
بہترین سب امتون سے جو پیدا ہوئی ہین اِحکم کرتے ہو تم لوگ نیک بات کا (یعنی ایمان
اور اطاعت رسول پر) اور منع کرتے ہو ناپسند باتون سے (یعنی کفر اور سب بری
چیزون سے) اور ایمان لاتے ہو اللہ پر۔ دیکھو اس آیت شریف مین اللہ تعالےٰ
جل شانہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مخاطب ہوکر اونکی فضیلتون اور بزرگیون کو خود
اون سے ارشاد فرماتا ہے کہ تم بہترین امت سے ہو تمکو مین نے اور مخلوق سے
چن لیا ہے تاکہ تم میرے بندونکو ہدایت کرو پس جس کام کے واسطے تم مقرر ہوئے ہو وہ اسکو
کرتے ہو جو خدمت تمھارے سپرد ہے اوسکو بخوبی ادا کرتے ہو۔ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ کہ لوگونکو نیک کام سکھاتے ہو اور بری باتون سے بچاتے ہو
اور اس آیت کے مخاطب اہل بیت تو ہو ہی نہین سکتے کیونکہ اون پر تقیہ واجب تھا اور
تقیہ ہی مین عمر گزاری امر بالمعروف نہی عن المنکر کی نوبت کب آئی نماز و روزہ تک

سینون کی طرح ادا کرتے رہے۔ اب ذرا غور کیجیے اور چشم انصاف سے دیکھیے تو یہی
ایک آیت فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم مین کیسی شاہد ہے کہ بایداو رشاید اور معاندین
صحابہ رضی اللہ عنہم کے باطل عقائد کے بطلان پر دلیل کافی اور وافی ہے کیونکہ جب خود
خداوند کریم اصحاب رسول اللہ صلعم کی نسبت فرماتا ہے کہ وہ بہترین امت سے
ہین اور بنی آدم کی ہدایت کے واسطے پیدا کیے گئے ہین اور صحابہؓ کے افعال حسنہ کی
اللہ جلشانہ تصدیق فرماتا ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہین جو لوگ محض براہ
عداوت باوجود تصدیق باری تعالیٰ کے اسبات پر کہ صحابہ بہترین امت مین سے ہین اور
اونکے افعال افعال حسنہ ہین اور وہ ہدایت مخلوق کے واسطے چن لیے گئے ہین صحابہؓ
کو بدترین امت سے جانتے ہین اور اونکی فضیلت اور بزرگی سے انکار کرتے ہین
اون لوگونکے خبث باطنی اور کورچشمی پر سخت افسوس آتا ہے طرفہ تر یہ کہ پھر اپنے تئین اوس
فرقہ سے سمجھتے ہین کہ جو قرآن مجید کو خدا کا کلام جانتے ہین اور اوسپر ایمان رکھتے ہین اور لقب
اپنا مومن پاک مقرر کرتے ہین مگر (فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا)
سے مجبور ہین اللہ تعالیٰ اونکو اس مرض مہلک سے نجات دے تو دے اور کون دے سکتا
ہے۔ اور کیون نہ تعجب اور افسوس آوے کہ وہ لوگ ایسی صحیح آیات کی شہادتون پر
بھی اپنے فاسد عقیدون سے باز نہین آتے اور ذرا بھی قرآن مجید کی لفظون کو نہین
دیکھتے ارے بھائیو اگر صحابہؓ کبار بہترین امت سے نہ تھے تو اللہ جلشانہ کا یہ خطاب كُنتُمْ
خَيْرَ أُمَّةٍ۔ تم بہترین امت سے ہو۔ کس سے ہے اگر اونکے عمل اعمال حسنہ نہ تھے
تو باری تعالیٰ جلشانہ کا یہ ارشاد کہ (تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ)
(تم نیک کام اورون کو بتاتے ہو برے کامون سے منع کرتے ہو) کس کی طرف سے ہے
اگر صحابہؓ سچے دل سے ایمان نہین لائے تھے تو باری تعالیٰ جلشانہ کی اس تصدیق کے
کہ (وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ) تم خدا پر سچے دل سے ایمان رکھتے ہو کیا معنی ہین۔ یہ آیتین

تو نہایت ہی صاف ہین اسمین کسی تاویل اور بناوٹ کی گنجایش ہی نہین ہے سیدھی
سیدھی لفظون مین اللہ جلشانہ صحابہؓ کے ایمان اور اعمال کو بیان کر رہا ہے اور براہِ کمال
عنایت و مہربانی کے صحابہؓ سے مخاطب ہو کر اونکی تعریف اونھین سے کر رہا ہے۔ مگر
سخت حیرانی ہے کہ پھر شیعان پاک کے نزدیک کیا اس آیت کے الفاظ مہمل بے معنی
ہین یا کوئی لغز اور پہیلی خواہ کوئی معما ہے کہ وہ اون سے حل نہ ہو سکے یا اونکے عقیدے
مین یہ الفاظ قرآن کے نہین ہین صرف جامع قرآن نے اپنی اور اپنے بھائیوں کی
فضیلت جتانے کو بڑھا دیے ہین یا اللہ جلشانہ نے بھی تقیہ کر لیا ہے شوکت و قوت
صحابہؓ سے ڈر گیا ہے آخر بات ہی کیا ہے کچھ کہو تو سہی اور اہل بیت کے حق مین وہ
کون سے الفاظ وارد ہوئے ہین جو ان الفاظ سے زیادہ مظہر تعریف ہین ذرا بیان
تو کیجیے۔ حیرت اندر حیرت تو یہ ہے کہ اسکا بھی اقرار کرتے جاتے ہو کہ درحقیقت یہ تین
خدا کی کتاب کی ہین اسکی بھی تصدیق کرتے جاتے ہو کہ بے شک یہ آیتین صحابہؓ کی
شان مین نازل ہوئی ہین باوجود اسکے پھر صحابہؓ کی فضیلت پر اعتقاد رکھنا تو درکنار اونکے ایمان
اور اسلام کی بھی تصدیق نہین کرتے۔ خداوند کریم جنکو خَیْرَ اُمَّۃٍ فرماتا ہے تم اونکو شَرَّ اُمَّۃٍ
سمجھتے ہو۔ جنکی نسبت اللہ جل شانہ۔ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ کہتا ہے
تم اونکے حق مین (یَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ۔ یعنی حکم کرتے ہین برے
کامونکا اور منع کرتے ہین اچھے کامون سے) کا اعتقاد رکھتے ہو۔ خیر ہوا سو ہوا اب ایسے
بدعقیدون سے توبہ کرو اور اپنے یہان کی معتبر تفسیرون مین دیکھو تمھارے علما اور
مفسرین کیا کہتے ہین تفسیر مجمع البیان طبرسی ہے جو کہ مذہب شیعہ مین بہترین تفسیر ہے
اور ۱۲۶۸ ہجری مین بمقام طہران دارالسلطنت ایران مین چھپی ہے اوسکے صفحہ ۲۰۰ مین
لکھا ہے۔ لَمَّا تَقَدَّمَ ذِكْرُ الْاَمْرِ وَالنَّهْيِ عَقَّبَهٗ تَعَالٰى بِذِكْرِ مَنْ تَصَدّٰى لِلْقِيَامِ بِذٰلِكَ
مَدَحَهُمْ تَرْغِيْبًا فِى الْاِقْتِدَاءِ بِهِمْ فَقَالَ (كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ)

قِیلَ فِیهِ اَقوَالُ اَحَدُهَا اِنَّ مَعنَاهُ اَنتُم خَیرُ اُمَّه - یعنی پہلے خداوند کریم نے امر و نہی کا ذکر کیا پیچھے اوسکے اون لوگون کا بیان کیا جو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہین اور واسطے اون لوگون کی تعریف کے تاکہ اور لوگ اونکی پیروی کرین اور اسواسطے اونھین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم بہترین امت سے ہو اور اس واسطے کہ کسی کو شبہہ نرہے کہ یہ خطاب کُنتُم خَیرَ اُمَّةٍ کا کس سے ہے اوسی تفسیر مین فرماتا ہے - وَاختَلَفَ فِی المَعنٰی بِالخِطَابِ فَقِیلَ هُمُ المُهَاجِرُونَ خَاصَّه وَقِیلَ هُوَ خِطَابٌ لِلصَّحَابَةِ وَلٰکِنَّهُ یَعُمُّ سَائِرَ الاُمَّةِ - یعنی اختلاف ہے بعض خطاب مین بعضون نے لکھا ہے کہ مراد اس سے خاص مہاجرین ہین [از مجمع البیان ۱۲] اور بعضون نے لکھا ہے کہ یہ خطاب گو صحابہؓ سے ہے لیکن تمام امت کو شامل کیا ہے - اب اس اپنی تفسیر معتبر مجمع البیان کو دیکھیے اور اوسکی تصدیق پر ذرا غور کو کام فرمائیے کہ وہ خود اس بات کے مقر ہین کہ اللہ تعالےٰ نے ان آیتون مین صحابہؓ کا ذکر اسلیے کیا کہ اور لوگ اونکی پیروی کرین اے بھائیو کیا پیروی اسی کا نام ہے جو تم لوگ کرتے ہو اگر تمھاری اصطلاح مین بیزاری بمعنی پیروی ہے تو بلاشک تم لوگ خدا کے کلام کی تصدیق کرتے ہو ورنہ محض تکذیب رہ گئی یہ بات کہ جہلا کو اس جگہ ایک شبہہ پیدا ہو سکتا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ صحابہؓ سے فرماتا ہے کہ تم بہترین امت سے تھے اس سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ صحابہؓ آخر دم تک ویسے ہی رہے ہون شاید بعدہٗ بدترین امت سے ہوگئے ہون لیکن یہ شبہہ نہین ہو سکتا اسلیے کہ اونھین کے علامہ طبرسی نے اسکا بھی جواب دیدیا چنانچہ علامہ موصوف اپنی تفسیر مین لکھتے ہین - وَثَانِیهَا اِنَّ کَانَ مَزِیدَةٌ دُخُولُهَا کَخُرُوجِهَا اِلَّا اَنَّهَا تَاکِیدٌ لِوُقُوعِ الاَمرِ لَا مُحَالَهُ لِاَنَّهُ بِمَنزِلَةِ مَا قَد کَانَ فِی الحَقِیقَةِ فَهِیَ بِمَنزِلَةِ قَولِهٖ تَعَالیٰ وَاذکُرُوا اِذ اَنتُم قَلِیلٌ وَفِی مَوضِعٍ اٰخَرَ اِذ کُنتُم قَلِیلًا فَکَثَّرَکُم وَنَظِیرُهٗ قَولُهٗ تَعَالیٰ وَکَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِیمًا لِاَنَّ مَغفِرَةَ المُستَانِفَةِ کَالمَاضِیَةِ فِی

تحقیق الوقوع۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اللہ تعالیٰ جلشانہ نے واسطے تاکید کے فرمایا کہ ضرور
ایسا ہی ہوگا اور اوسکے وقوع مین کچھ شک نہ ہوگا اور صحابہؓ جیسے بہترین ویسے ہی رہینگے
(ازمجمع البیان)
اور اسکی مثال یہ ہے کہ خدا اپنی نسبت فرماتا ہے کہ (وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا) تو کیا
اسکے معنی یہ ہین کہ خدا تھا بخشنے والا مہربان اور اب نہین ہے اور آیندہ نہ ہوگا۔ بلکہ سب کے
نزدیک اسکے معنی یہی ہین کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اور ہمیشہ رہیگا ایسی ہی
وہان بھی یہی معنی ہین کہ صحابہؓ بہترین امت سے ہین اور ویسے ہی رہینگے۔ جب ان آیات
اور تفاسیر سے فضیلت صحابہؓ بخوبی ثابت ہوگئی اور کوئی موقع اونکی بزرگی سے انکار کا
نہ رہا تو بعض حضرات نے بادیۂ عناد اور تعصب کی ایک دوسری راہ مین قدم دھرا اور بلاخوف
وخطر قرآن مجید کی تحریف کا اقرار کیا اور اس آیت کا جو سورۂ حجر مین موجود ہے کچھ خیال
نہ رہا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ۔ یعنی ہمنے آپ اوتارا اس قرآن کو
اور تحقیق ہم اوسکے البتہ نگہبان ہین یعنی ہر وقت ہم نگہبان ہین قرآن کی زیادت اور نقصان
اور تحریف اور تبدیل سے۔ بے تکلف یہ کہدیا کہ بجاے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ کے (اَئِمَّۃٍ)
تھا یہ خطاب اللہ تعالیٰ نے اماموں سے کیا تھا کہ (کُنْتُمْ خَیْرَ اَئِمَّۃٍ) یعنی تم سب اماموں سے
بہتر ہوںگے جامعان قرآن نے بجاے اَئِمَّۃٍ کے لفظ اُمَّۃٍ کا بنا دیا اور خدا کی حفاظت
کچھ کام نہ آئی مثل ایسی ہی وجہون کے اکثر علماے حضرات شیعہ کو حیا مانع آئی اونھون
نے اس جواب کو پسند نہین کیا مگر جاننے والے جانتے ہین کہ اسکا اثر ابتک باقی ہے چنانچہ
جناب میرن صاحب قبلہ بھی اپنی کتاب حدیقۂ سلطانیہ کے تیسرے باب مین اسکا ذکر
کرتے ہین اور اپنے والد بزرگوار کی صوارم کا حوالہ دیکر یون تحریر فرماتے ہین کہ (تغیر و
نقصان در قرآن منحصر در چہار چیز است یکے تبدیل لفظے بلفظ آخر مثلاً اینکہ گفتہ شود بجای
کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ۔ خَیْرَ اَئِمَّۃٍ بودہ لیکن بعضے از اعداے اہل بیت آنرا تبدیل نمودہ اند)
اور پھر اخیر مین خود ہی فرما دیا ہے کہ (وجہ اول بعید ست) ہمارے نزدیک بجاے اسکے

کہ خیر ائمۃ کی تصدیق کرکے صحابہؓ کے خیر امت ہونے سے انکار کرین۔شیعان پاک کے
حق مین یہی بہتر ہے کہ بجاے خیر ائمۃ۔خیر امۃ ہونیکا اقرار کرین اور تحریف
قرآنی کے عذر سے اپنے آپ کو صریح منکر آیات بینات قرآنی کا نہ بناوین۔لیکن اس
صورت مین یہ مشکل ہے کہ امر بالمعروف نہی عن المنکر کسی امام کو میسر نہین آیا وہ تو ہمیشہ
سُنّی بنے رہے تقیہ کی سپر مین پناہ گزین رہے اور ہمیشہ یہی ورد زبان رکھا ۵ پناہ
بلندی وپستی تو ئی ✤ ہمہ نیستند انچہ ہستی تو ئی ✤ یہ امر قابل غور ہے کہ اگر بجاے
خیر امۃ کے خیر ائمۃ صحیح کہا جاوے تو ظاہر ہے کہ اوسوقت مین سوای حضرت
علیؓ کے اور کون ایمہ موجود تھے۔اس آیت شریف مین کنتم۔وتامرون۔
وتنھون۔وتؤمنون۔صیغۂ جمع مخاطب کسکے حق مین فرمایا اور باری تعالی کے
کون مخاطب تھے اور اللہ جلشانہ نے امر معروف اور نہی منکر کی نسبت کس سے فرمایا
اس خدمت کو پوری پوری ادا کرنیکا مشار الیہ کون ہے اور یہ فضیلتین اللہ تعالی نے
کسکی بیان کین۔اور اگر خیر ائمۃ صحیح نہین ہے خیر امۃ صحیح ہے تو پھر یہ بھی امر
قابل غور ہے کہ جنکو اللہ تعالے خیر امۃ فرماتا ہے اونکو برا کہنا داخل کفر ہے۔پس
ایسے کفر صریح سے توبہ کرنا چاہیے اور جنکو اللہ جلشانہ خیر امۃ فرماتا ہے اونکو افضل
امت سے سمجھنا چاہیے۔اور نہایت ہی تعجب اور حیرت خیز تو یہ امر ہے کہ جناب میرن
صاحب قبلہ اپنی کتاب موسومۂ حدیقۂ سلطانیہ کے باب سوم مین تحریف قرآن مجید کے
قائل ہین اور یون ارشاد فرماتے ہین کہ (تغیر ونقصان در قرآن منحصر در چہار چیز است
یکے تبدیل لفظے بلفظ آخر مثلاً گفتہ شود بجاے کنتم خیر امۃ۔خیر ائمۃ بودہ لیکن
بعضے از اعداے اہل بیت آنرا تبدیل نمودہ اند) اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ
اونکے نزدیک قرآن مین تحریف ہوئی اور بجاے خیر ائمۃ کے خیر امۃ بنایا گیا
اور یہ بھی معلوم ہے کہ کتاب محرف قابل اعتبار و تعمیل نہین رہجاتی مگر پھر اوسی کتاب کے

صفحہ ۸۶ مین یون تحریر فرماتے ہین کہ (از انجملہ است انچہ از حضرت صادق علیہ السلام ماثور است کہ فرمود اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ فِيْهِ مَنَارُ الْهُدٰى وَمَصَابِيْحُ الدُّجٰى یعنی درین قرآن انوار ہدایت وچراغہاے دور کنندہ تاریکی ضلالت وغوایت روشن است) مگر شاید کہ جناب قبلہ موصوف کو اپنا اوپر کا جملہ یاد نہ رہا اور کیونکر یاد رہتا بہر نوع یہ دیکھنا چاہیے کہ جس قرآن کے نسبت امام صاحب فرماتے ہین کہ اوسمین انوار ہدایت اور چراغ روشن ہین اوس قرآن مین صحابہؓ کے نسبت کیا لکھا ہے اگر اوسمین كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ہے تو حضرات شیعہ کو ہرگز مناسب نہین کہ مضمون آیت سے انکار کرین اور صحابہؓ کو بہترین امت سے نہ جانین اور رخلاف حکم امام صاحب کے روشنی چھوڑ کر تاریکی مین پڑین اور امام صاحب کی عدول حکمی بھی کرین اور پھر امامیہ بھی کہلاوین۔ اور پھر اوسی کتاب مین لکھا ہے کہ (از حضرت امام محمد باقر علیہ السلام منقول است کہ در ہنگامیکہ فتنہا بر شما ملتبس شود مانند پارہاے شب تاریس رجوع ارید بقرآن کہ شفاعت کنندہ ومقبول الشفاعت است ہر کسی کہ آنرا پیش نہد اللہ او را براہ جنت ببرد) ظاہر ہے کہ آجکل اس فتنہ سے اور کون بڑا فتنہ ہے کہ اہل سنت وجماعت صحابہؓ کو بہترین امت سے ملتے ہین اور حضرات شیعہ اونکو بدترین امت سے جانتے ہین اس اختلاف مہم سے دو بڑے فرقۂ اسلام مین کیسی کچھ دشمنی ہے کہ الامان پس مناسب ہے کہ ایسے وقت نازک مین حسب قول امام محمد باقر علیہ السلام کے قرآن سے رجوع لاوین اگر قرآن مین صحابہؓ کی نسبت كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ لکھا ہو تو اپنا مذہب چھوڑ کر پابند حکم قرآن ہون اور راہ جنت کی اختیار کرین اور اگر قرآن مین كُنْتُمْ شَرَّ اُمَّةٍ لکھا ہو تو سنیون کو تاریکی سے نکالین اور اپنے مذہب مین لاوین یا اگر کہین قرآن مین خیر بمعنی شر مستعمل ہوا ہو تو اوسکا نشان دیوین الغرض بقول امامین ہمامین حضرت امام جعفر صادق وحضرت امام محمد باقر علیہما السلام کے جا اوپر مذکور ہوا بخوبی ثابت ہوگیا کہ قرآن مین کچھ بھی تحریف نہین ہوئی ورنہ قرآن کو منار الہدی

اور مصابیح الدجیٰ اور قابل رجوع اور شفاعت کنندہ اور مقبول نہ فرماتے اگر باوجود
فرمانے امامین ہمامین موصوفین کے حضرات شیعہ کو تسلی و تسکین نہ ہوے اور دونون
امام صاحب کے قول کو شاہد کافی قابل اعتبار نہ سمجھتے ہون تو اور اکابر و اعاظم
علماے شیعہ کے اقوال جنکی کتابین بعد از قرآن اصح الکتاب بین نقل کیے جاتے ہین جس سے
بخوبی ثابت ہوجاویگا کہ خیالات تحریف قرآن جمہور اور علماے محققین شیعہ کے نزدیک
بالکل غلط اور بیہودہ ہین اور جو تھوڑے سے لوگ اوس فرقہ سے اسکے قائل بھی ہوئے
ہین اونکا قول اون جمہور اور علماے محققین کے نزدیک ساقط عن الاعتبار ہے
بخوف طوالت چند قول علماے محققین شیعون کے نقل کیے دیتا ہون اوسی پر
اونھین قیاس کرلینا چاہیے۔ شیخ صدوق ابوجعفر محمد بن علی بابویہ قمی جو بڑے عالم
فرقہ شیعہ کے ہین رسالہ اعتقادات مین لکھتے ہین عبارت اوسکی بجنسہ یہ ہے اِعْتِقَادُنَا
فِی الْقُرْاٰنِ الَّذِیْ اَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی نَبِیِّہٖ هُوَ بَیْنَ الدَّفَّتَیْنِ وَهُوَ مَافِیْ
اَیْدِی النَّاسِ لَیْسَ بِاَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ وَمَبْلَغُ سُوَرِہٖ عِنْدَ النَّاسِ مِائَۃٌ وَّاَرْبَعَ
عَشَرَ سُوْرَۃً وَّعِنْدَنَا وَالضُّحٰی وَاَلَمْ نَشْرَحْ سُوْرَۃٌ وَّاحِدَۃٌ وَّلِاِیْلَافِ
وَاَلَمْ تَرَ کَیْفَ سُوْرَۃٌ وَّاحِدَۃٌ وَّمَنْ نَسَبَ اِلَیْنَا اَنَّا نَقُوْلُ اِنَّہٗ اَکْثَرُ مِنْ
ذٰلِکَ فَهُوَ کَاذِبٌ انتھی) یعنی اعتقاد ہمارا قرآن مین یہ ہے کہ تحقیق قرآن جسکو
اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر نازل کیا تھا وہی ہے جو دو دفتون مین موجود ہے اور وہی
ہے جو لوگون کے ہاتھ مین پایا جاتا ہے اس سے زیادہ نہین اور اوسکی سورتین لوگون
کے نزدیک ایکسو چودہ ہین اور ہمارے نزدیک والضحیٰ اور الم نشرح ایک سورہ ہے
اور سورۃ الفیل و لایلاف ایک سورہ ہے اور جو شخص ہماری طرف نسبت کرتا ہے
کہ ہم کہتے ہین کہ قرآن اس سے زائد تھا وہ جھوٹا ہے۔ دیکھو اس مین ملا مسلم بابویہ
قمی صاف صاف کہتے ہین کہ ہمارے نزدیک قرآن یہی ہے اس سے کچھ کم نہین ہوا

ہمارا اختلاف فقط سورتون کے شمار مین ہے۔ پس جو ہمکو کہتا ہے کہ یہ لوگ قرآن مین کم ہونے کے قائل ہین وہ جھوٹا ہے۔ ۲ سید مرتضیٰ جو بہت بڑے مجتہد فرقۂ شیعی کے ہین کہتے ہین اور یہ قول مجمع البیان مین منقول ہے (اِنَّ الْعِلْمَ بِصِحَّۃِ الْقُرْاٰنِ کَالْعِلْمِ بِالْبُلْدَانِ وَالْحَوَادِثِ الْکِبَارِ وَالْوَقَائِعِ الْعِظَامِ الْمَشْہُوْرَۃِ وَاَشْعَارِ الْعَرَبِ الْمَسْطُوْرَۃِ فَاِنَّ الْعِنَایَۃَ اشْتَدَّتْ وَالدَّوَاعِیْ تَوَفَّرَتْ عَلٰی نَقْلِہٖ وَبَلَغَتْ اِلٰی حَدٍّ لَمْ تَبْلُغْ اِلَیْہِ فِیْمَا ذَکَرْنَاہُ لِاَنَّ الْقُرْاٰنَ مُعْجِزُ النُّبُوَّۃِ وَمَاْخَذُ الْعُلُوْمِ الشَّرْعِیَّۃِ وَالْاَحْکَامِ الدِّیْنِیَّۃِ وَعُلَمَاءُ الْمُسْلِمِیْنَ قَدْ بَلَغُوْا فِیْ حِفْظِہٖ وَحِمَایَتِہٖ الْغَایَۃَ حَتّٰی عَرَفُوْا کُلَّ شَیْءٍ فِیْہِ مِنْ اِعْرَابِہٖ وَقِرَاءَتِہٖ وَحُرُوْفِہٖ وَاٰیَاتِہٖ فَکَیْفَ یَجُوْزُ اَنْ یَّکُوْنَ مُغَیَّرًا اَوْ مَنْقُوْصًا مَعَ الْعِنَایَۃِ الصَّادِقَۃِ وَالضَّبْطِ الشَّدِیْدَۃِ انتہی) یعنی قرآن کی صحت کا علم ایسا ہے جیسا شہرون اور بڑے بڑے مشہور حادثون اور واقعون اور عرب کے شعرون لکھے ہوئے کا علم کیونکہ نقل کرنے قرآن مین بڑی کوشش اور بہت سے سبب تھے اور وے قرآن کے مقدمہ مین اوس حدتک پہونچے تھے جو اشیاے مذکورہ مین اوس حدتک نہین پہونچے اسلیے کہ قرآن نبوت کا معجزہ ہے اور شرعی علمون اور دینی حکمون کا اصل ہے اور اسلام کے عالم اوسکی محافظت اور نگہداشت مین نہایت کے درجہ کو پہونچے ہین یہانتک کہ جو قرآن مین حرکتون اور قراءتون اور حرفون اور آیتون سے تھا اوخون نے اوسکو معلوم کر رکھا ہے پس ایسی سچی محافظت اور بڑی نگاہداشت مین کیونکر ہو سکتا ہے کہ اوسمین تغیر یا نقصان ہوگیا ہو۔ محمد بن الحسن حرعاملی جو بڑے محدث فرقۂ اہل تشیع مین گذرے ہین اونھون نے ایک رسالہ اپنے ہمعصر کی رد مین لکھا ہے اوس رسالہ مین لکھتے ہین (کہ ہر کسیکہ تتبع اخبار وتفحص تواریخ وآثار نمودہ بعلم الیقینی میداند کہ قرآن در غایت واعلے درجۂ تواتر بودہ والاف صحابہ حفظ ونقل میکردند آنرا ودر عہد رسول خدا صلعم مجموع مولف بود انتہی ملخصاً) یعنے

جسنے حدیثون اور تاریخون کو خوب دیکھا ہے وہ اسبات کو یقینی جانتا ہے کہ قرآن
نہایت شہرت اور اعلےٰ درجہ تواتر پر تھا اور ہزارون صحابی اوسکو حفظ اور نقل کرتے
تھے اور عہد رسول خدا صلعم مین جمع اور مولف ہو چکا تھا۔ اسی طرح اور علماے
شیعہ کی بھی تصریح ہے۔ پس اب غور کیجیے اور انصاف کہ جمہور اور بڑے بڑے عالم
فرقۂ اہل تشیع کے عدم تحریف کے قائل ہین اور شیخ صدوق نے صاف لکھدیا کہ جو
قرآن پیغمبر خدا صلعم پر نازل ہوا تھا بلا کم و کاست یہ وہی قرآن ہے جو مسلمانون مین
پایا جاتا ہے اور جو ہماری طرف نسبت کرے کہ ہم کہتے ہین کہ قرآن سے کچھ کم ہوگیا
تو وہ جھوٹا ہے۔ سید مرتضیٰ مجتہد کلان فرقۂ اہل تشیع نہایت شدومد سے لکھتے ہین کہ
چونکہ قرآن نبوت کا ایک معجزہ اور شرعی علمون اور احکام دینیات کا اصل ہے اسلئے
علماے اسلام نے اوسکی نقل اور محافظت مین نہایت ہی اعلےٰ درجہ کی سعی اور کوشش
بلیغ کی ہے کہ مافوق اوسکے متصور نہین یہان تک کہ قرآن مجید کی کل حرکتون اور قرأتون
اور حرفون اور آیتون کو سب علماے اسلام نے معلوم کرلیا ہے ممکن ہی نہین کہ کمی و بیشی
ورد و بدل آیات تو درکنار قرآن کے حرکات اور حروف مین بھی تغیر اور نقصان ہوسکے
تیسرے از تفسیر تبیان شیخ ابوجعفر طوسی۔ اَمَّا الْكَلَامُ فِي زِيَادَتِهٖ وَنُقْصَانِهٖ فَمِمَّا
لَا يَلِيقُ بِهٖ لِاَنَّ الزِّيَادَةَ فِيهِ مُجْمَعٌ عَلٰى بُطْلَانِهٖ وَالنُّقْصَانُ مِنْهُ فَالظَّاهِرُ
اَيْضًا مِنْ مَذْهَبِ الْمُسْلِمِيْنَ خِلَافُهٗ وَهُوَ الْاَلْيَقُ بِالصَّحِيْحِ مِنْ مَذْهَبِنَا
وَهُوَ الَّذِيْ نَصَرَهُ الْمُرْتَضٰى ترجمہ لیکن کلام زیادتی اور نقصان کلام مجید مین پس
اوس چیز سے ہے کہ نہین لائق ہوتا ہے ساتھ اوسکے کیونکہ زیادتی قرآن مین مجمع ہے
بطلان قرآن پر اور نقصان قرآن سے پس ظاہر ہے بھی مذہب مسلمانون سے
خلاف اوسکے اور یہی لائق تر ہے بطور صحیح ہمارے مذہب سے یعنی مذہب صحیح ہمارا
یہی ہے اور یہی لائق ہے کہ نہ قرآن مین زیادتی ہوئی نہ نقصان۔ چوتھے

ابو علی طبرسی۔ وَمِنْ ذٰلِكَ الْكَلَامُ فِيْ زِيَادَةِ الْقُرْاٰنِ وَنُقْصَانِهٖ
اَمَّا الزِّيَادَةُ فِيْهِ فَمُجْمَعٌ عَلٰى بُطْلَانِهٖ وَاَمَّا النُّقْصَانُ فَقَدْ رَوٰى قَوْمٌ مِّنْ
اَصْحَابِنَا وَقَوْمٌ مِّنْ حَشَوِيَّةِ الْعَامَّةِ اَنَّ فِي الْقُرْاٰنِ تَغْيِيْرًا اَوْ نُقْصَانًا وَالصَّحِيْحُ
مِنْ مَّذْهَبِ اَصْحَابِنَا خِلَافُهٗ وَهُوَ الَّذِيْ نَصَرَهُ الْمُرْتَضٰى ترجمہ کلام زیادتی
قرآن اور نقصان قرآن مین۔ لیکن زیادتی قرآن مین پس ثابت ہے بطلان قرآن پر
اور لیکن نقصان پس تحقیق روایت کی ہمارے اصحابون مین سے کچھ لوگون نے
اور کچھ لوگون نے حشرات عامہ مین سے یہ کہ قرآن مین تغیر اور نقصان ہے اور
ہمارے اصحابو نکا صحیح مذہب خلاف اوسکے ہے۔ یعنی یہ کہ قرآن مین نہ زیادہ کیا ہے
نہ نقصان۔ پانچوین۔ عن ملا حسن کاشی از کتاب منہاج النجاۃ۔ اَلْقُرْاٰنُ كَلَامُ
اللّٰهِ وَوَحْيُهٗ وَقَوْلُهٗ لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ
تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ اِلٰى اَنْ قَالَ بِعَيْنِهٖ مَا هُوَ بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ فِيْ
اَيْدِي النَّاسِ الْيَوْمَ وَلَيْسَ بِاَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَمَا فِيْ بَعْضِ الْاَخْبَارِ عَنْ اَهْلِ
الْبَيْتِ مَا يَدُلُّ عَلٰى خِلَافِهٖ فَهُوَ مُاَوَّلٌ كَمَا ذَكَرْنَا فِيْ كِتَابِنَا الْمُسَمّٰى بِعِلْمِ
الْيَقِيْنِ۔ ترجمہ قرآن کلام اللہ کا ہے اور وحی اوسکی ہے اور قول اوسکا ہے۔ لَا يَاْتِيْهِ
الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ اسپر یعنی اس
کتاب پر باطل یعنی تحریف اور تناقض کا دخل نہین آگے سے نہ پیچھے سے یعنی کسی وجہ
سے اوتارا ہوا ہے حکمت والی تعریف کئے گئے کا یہانتک کہ کہا بعینہ وہی ہی
جو دو دفون مین موجود ہے اور وہی ہے جو لوگون کے ہاتھ مین پایا جاتا ہو آج اور نہین
اس سے زیادہ اور جو کہ بعض اخبار مین اہل بیت سے وہ ہے جو دلالت کرتا ہے اسکے
خلاف پر پس وہ تاویل کردہ شدہ ہے جیسا کہ ہمنے اپنی کتاب مسمی علم الیقین مین ذکر کیا
ہے۔ یعنی یہ قرآن جو آج کے دن لوگون کے ہاتھ مین دو دفون مین موجود ہے یہ بعینہ

وہی قرآن ہے جو نازل ہوا تھا کیونکہ اسمین تحریف و تناقض کا دخل نہین ہے۔
چھٹے۔ صاحب نزہت۔ بالجملہ قول راجح و مذہب اکثر محققین علماے امامیہ آنست
کہ در کتاب آلہی اصلا تغیرے و تحریفے از زیادتی و نقصانی واقع نشدہ و روایتیکہ
دلالت بر وقوع آن دارد با وجود بودن آنہا از قبیل اخبار احاد مأول اند بتاویلات شدیدہ
و محمول اند بر محامل عدیدہ ترجمہ حاصل کلام قول راجح اور مذہب اکثر محققین علماے
امامیہ کا یہی ہے کہ کتاب آلہی مین ہرگز کوئی تغیر اور تحریف زیادتی اور نقصان سے
واقع نہین ہوئی اور جو روایت کہ اسکے وقوع پر دلالت کرتی ہے باوجود ہونے
اونکے کی قبیل اخبار احاد سے ماول ہین تاویلات شدیدہ کے ساتھ اور محمول
ہین محامل بے شمار و بسیار پر۔ ساتوین۔ نزہت۔ علماے امامیہ بعد اجماع و اتفاق
آنہا بر اینکہ در کلام اللہ زیادتی و تبدیل کلمہ بکلمۂ دیگر نشدہ اختلاف نمودہ اند کہ آیا
نقصانے دران واقع شدہ است یا نہ بس دیدہ علماے امامیہ از متقدمین و متاخرین
مانند شیخ صدوق و محمد بن بابویہ قمی و شیخ ابو جعفر طوسی و سید مرتضی علم الہدی و ملا محسن
کاشی صاحب وافی و شیخ حر عاملی و غیر اینہا قول ثانی اختیار نمودہ قائل شدہ اند
کہ در کتاب اللہ اصلا تغیرے و تحریفے و نقصانے واقع نشدہ است۔ نزہت این
قول صاحب نزہت مقدم است بر قول سابق کہ منقول شدہ است۔ ترجمہ
علماے امامیہ نے بعد اجماع و اتفاق اون لوگون کے اسپر کہ کلام اللہ مین زیادتی
اور تبدیل کسی کلمہ کی دوسرے کلمہ سے نہین ہوئی اختلاف کیا ہے اس امر مین کہ
آیا نقصان کوئی اوسمین واقع ہوا ہے یا نہین مہتران اور بزرگان علماے امامیہ
متقدمین اور متاخرین مین سے مانند شیخ صدوق و محمد بن بابویہ قمی و شیخ ابو جعفر
طوسی و سید مرتضی علم الہدی اور ملا محسن کاشی صاحب وافی و شیخ حر عاملی اور
سواے اسکے اُن لوگون نے قول ثانی یعنی یہ کہ قرآن مین کوئی نقصان و تبدیل

وتغیر نہین ہوا اختیار کر کے قائل ہوئے ہین۔ آٹھوین۔ سید محمد مجتہد لکھنوی کہ در رسالہ تنزیہت القرآن عن وساوس اتباع العثمانؓ درج است واین رسالہ در مطبع مرادآباد مسمی بہ خورشید ہند در ۱۲۹۲ھ ہجری طبع شدہ است۔ قرآن مروج بلاشبہہ منزل من اللہ اور واجب العمل ہے مگر یہ جو پوچھتے ہو کہ کچھ کم وکاست اوسمین ہوا یا نہین سو روایات احادیث شیعہ وسنی سے قرآن کا نقصان فی الجملہ ثابت ہوتا ہے لیکن نہ ایسا نقصان کہ مانع اور منافی عمل کا اس قرآن موجود پر ہووے ہان بعض علمانے ہمارے بالکل انکار نقصان قرآن کا بھی کیا ہے مگر یقین اس امر پر کہ کچھ نقصان نہین ہوا ہے مشکل ہے لیکن زیادتی کسی آیت کی تو البتہ نہین ہوئی ہے۔ فتوی سید محمد مجتہد لکھنوی ۱۲۹۲ھ از رسالہ تنزیہت القرآن ملخص کلام یہ ہے کہ جملہ امامیہ بعد اتفاق کے اس بات پر کہ قرآن شریف مین زیادتی اور تغیر کلمہ بکلمہ دیگر نہین ہوا درباب نقصان قرآن شریف باہم مختلف ہین صنادید علماے امامیہ عدم نقصان کے قائل ہین اون سبکا یہ اعتقاد ہے کہ قرآن شریف بزمان نبوت مجموع ومرتب ہوا اور وہی قرآن بعینہ بے کم وکاست موجود ومتداول ہے از تنزیہت القرآن مؤلفہ سید مقبول احمد شیعی مذہب نوٹین۔ صاحب محمد بن الحسن جو اعلی ترین محدث فرقہ تشیع کے ہین اونکا خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو علم حدیث اور تاریخ کو خوب جانتا ہے وہ اس بات کو علم الیقین سے جانتا ہے کہ قرآن علی وجہ الکمال زمانہ حیات رسول خدا صلعم مین جمع ومؤلف ومکمل ہو چکا تھا اور نہایت ہی شہرت اور اعلے درجہ کے تواتر پر تھا ہزارون صحابی رضی اللہ عنہم حافظ قرآن تھے ہزاروں نے اوسی زمانے مین نقل کیا تھا جبکہ ہزارون اوسکے حافظ ہون اور اس درجہ شہرت اور تواتر رکھتا ہو تو اوسمین زیادتی اور نقصان کیونکر ممکن ہے بلکہ ہو ہی نہین سکتا ہے۔ پس جب حسب ارشاد امامین علیہما السلام اور نیز بہ تحقیق محققین علماے شیعہ یہ بات ثابت ہو چکی کہ یہ قرآن وہی قرآن ہے جو نبی صلعم پر

نازل ہوا تھا اور اسمین کسی طرح کوئی کمی بیشی نہین ہوئی اور بسبب قومی شبہون کے اسمین احتمال اور گنجایش بھی کمی وبیشی کی نہین ہے تو پھر مصنف حدیقۂ سلطانیہ کا یہ لکھنا کہ بجاے خَیْرَ اَئِمَّۃٍ کے خَیْرَ اُمَّۃٍ بنایا گیا اور بعض شیعہ کا یہ کہنا کہ حضرت عثمان ؓ نے قرآن کو جلادیا اور بعض سورتین کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور آل نبی صلعم کے فضائل مین تھین تحریف کر ڈالین محض بیہودہ اور لچر ہے اور ایسے بعض لوگ جو فرقۂ شیعہ سے تحریف قرآن کے قائل ہین جمہور اور علماے محققین شیعون کے نزدیک اونکا کچھ اعتماد اور شمار نہین اونکا قول محض درجۂ اعتبار سے جمہور اور علماے محققین شیعہ کے نزدیک ساقط ہے۔ جبکہ خود فرقۂ شیعہ والے اونکو غیر معتبر او راونکے قول کو باطل سمجھتے ہین تو ایسے لوگون کی بات قابل توجہ اور سماعت نہین ہے علاوہ اسکے قرآن مجید مین خود اونکے قول کا رد موجود ہے نوین آیت سورۂ حجر مین اللہ تعالے فرماتا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ۔ یعنی تحقیق ہمنے آپ اوتارا اس قرآن کو اور تحقیق ہم اوسکے البتہ نگہبان ہین یعنی ہروقت مین زیادت اور نقصان اور تحریف اور تبدیل سے۔ اور پھر سورۂ حم سجدہ مین ہے۔ لَا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا مِنْ خَلْفِہٖ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ۔ اسپر یعنی اس کتاب پر۔ باطل۔ یعنی تحریف اور تبدیل کا دخل نہین آگے سے نہ پیچھے سے یعنی کسی وجہ سے اوتاری ہے حکمتون والے سراہے ہوے نے اور سوا اسکے حضرات شیعہ کے بعض بعض پیشوا تو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے قیام گاہ پر خود ہوکر امام صاحب کے پوتے کو قرآن سناکر صحت قرآن بھی کرآئے ہین اور قراءت قرآن سیکھ آئے ہین اگر یہ قرآن منزل من اللہ نہوتا صرف بیاض عثمان ہوتا توجسوقت شیخ صالح متورع زین الدین علی بن فاضل مازندرانی مجاور مشہد مقدس نجف اشرف نے جزیرۂ بحر ابیض مین جاکر حضرت سید شمس الدین محمد پوتے حضرت امام مہدی علیہ السلام کو قرآن سنایا اور مقابلہ مصحف

فاطمہ علیہا السلام سے جو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے پاس ہے کیا صحیح پایا صرف
قراوت مین کہ قرآن مجید سات قرا، تو نین ما نزل ہوا ہے اختلاف پایا مگر افسوس ہے
کہ حضرات شیعہ کے پیشوا امام مہدی کے قیام گاہ تک جاکر صحت قرآن بھی کرائے
مگر عبداللہ بن سبا یہودی کی تقلید سے باز نہ آئے عجب نہین کہ اس مضمون کو پڑھکر
اکثر حضرات ناظرین کو یہ گمان ہو گا کہ مؤلف کتاب نے بباعث تعصب کے یہ عبارت
اپنی طرف سے گھڑی ہے ورنہ حضرت امام مہدی علیہ السلام تو حضرات شیعہ کے
حسن عقیدت سے خود بخوف اعدا نہان ہین اونکے پوتے کہان ہین جو قرآن تعلیم
فرمائین اور اپنے مقام مقدس سے مومنین پاک کو نشان بتائین لہذا اصل عبارت
باختصار لکھتا ہون اگر زندگی نے وفا کی تو انشاء اللہ العزیز پوری پوری عبارت
اور مضمون حضرات شیعہ کی کتب معتبرہ سے امام مہدی علیہ السلام کا حال تحریر کرونگا
اور امام صاحب کے مقام مقدس سے بشرطیکہ کوئی صاحب تشریف لیجانیکا قصد نکرین
مطلع کرونگا اس مقام پر بقول مشتے نمونہ از خروارے پر اکتفا کرتا ہون وہ یہ ہے
رسالۂ جزیرۂ اخضر وابیض صفحہ ۲ سطر ۹ مؤلفۂ جناب ملا باقر مجلسی آخوند اصفہانی شیخ علی
بن فاضل میگوید دیگر از جملہ سوالاتے کہ از انجناب نمودم این ست کہ در گوشۂ آن
شہر درختے بود بر ساق قبہ کہ از آجر ساختہ بودند روئیدہ بود شانزدہ شاخ آن درخت
از میان آن قبہ سر بیرون آوردہ بود وچون وضع مکرر میشنود از آن حضرت از کیفیت
آن سوال کردم فرمود کہ این موضعی ست متبرک کہ من بروز جمعہ آنجا زیارت می کنم
ونماز میکنم ودر انجا ورقے می یابم کہ دران نوشتہ است انچہ دران ہفتہ از جانب حضرت
صاحب الامر ما سورم کہ آن عمل می نمایم وآن را بعمل می آورم ومضمون آن کار میکنم
پس مرا اشارت فرمود کہ بیا تا من وتو آنجا زیارت کنم چون رفتم جائے یافتم در غایت صفا
ودو کس از خادمان امامؑ در انجا موکل بودند او با من اظہار ملاطفت کردند ہمانست

نمودند و حوالی آن قبه شریف را گردیدم و مشرف بزیارت شدم و از آب چشمه که قریب آن
قبه واقع بود آشامیدم و از سید شمس الدین عالم سوال کردم که آیا گاهی ببالای این قبه توجه
میفرمائید فرمودند بلی بر سطح این قبه سالی یک نوبت بالا میروم و چون این حالت و صورت این
کیفیات از شمس الدین عالم مشاهده نمودم از شیخ محمد ندی که در صحبت خود مرا آنجا آورده بود
دریافت حال سید شمس الدین محمد عالم نمودم گفت که آنحضرت پسرزادهٔ امام است و پدر بزرگوار عالی
مقدارش پیش ازین وفات یافت الحال او بجای پدر بزرگوار متصدی امور اوست شیخ علی بن فاضل
گوید که مرا داعیه شد که در خدمت سید شمس الدین محمد عالم قرآن مجید را قرائت نمایم درین معنی از ان
طلب اذن نمودم و چون مرخص شدم در اثنای قرائت گاهی که باختلاف قاریان میرسیدم میگفتم
که حمزه چنین خوانده و کسائی چنین و عاصم چنین و ابوعمرو چنین و قرائت هر یک از قاریان ذکر
میکردم فرمودند که این جماعه را نمی شناسیم و ما بیقین میدانیم که قرآن مجید بر هفت حرف نازل شد
و حقیقت این حال آنست که پیغمبر صلی الله علیه و آله وسلم چون از حجة الوداع رجوع فرمودند جبرئیل علیه
السلام نازل شد و گفت یا محمد خدای تعالی فرمود که قرآن را اعاده نمائی و تا نه بر من قرائت نمائی
اول و آخر سورها و اختلاف که در میان هست تو را باز نمائیم پس جمع شدند در خدمت حضرت رسالت
پناه صلی الله علیه و آله وسلم امیر المؤمنینؑ و امام حسنؑ و امام حسینؑ و ابی بن کعب و عبدالله بن مسعود و جمعی
از اصحاب و پیغمبر قرائت میفرمودند و چون بجائی میرسید که در آنجا اختلافی بوده جبرئیل علیه السلام
بیان میفرمود و امیر المؤمنین علیه السلام می نوشت آن را در صفحات ازادیم که مثل کاغذ است از
پوست تنک پس جمع اختلاف که عبارت از تعدد قرائت در روایت امیر المؤمنینؑ ست شیخ
علی مذکور گوید روزی بعد از نماز جمعه آوازی شنیدم و جماعتی سواران انبوه دیدم که جمع شدند و صف
زدند سوال از کیفیت این حال ا ز سید شمس الدین محمد عالم کردم فرمودند که این جماعت امرای
لشکریان امام مهدیؑ اند که هر روز جمعه بعد از نماز سواری مینمایند و صف می آرایند پس من طلب اذن
نمودم که در میان ایشان در آیم و کیفیت احوال ایشان خوب ملاحظه نمایم مرخص شدم و در میان

ایشان فرتم وجمعے ویدم کہ ذکر سُبحَانَ اللّٰہِ وَالحَمدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میکردند یاایہا المؤمنین
محبین معتقدین تمکو قسم ہے شمس الدین محمد عالم پوتے حضرت امام مہدیؑ کی جنھون نے شیخ
صالح متورع زین الدین علی بن فاضل مازندرانی مجاور مشہد مقدس نجف اشرف کو قرآن سالخ الوقت کا
مصحف فاطمہؑ سے جو حضرت امام مہدیؑ کے پاس ہے دور کرایا اور کسی پارہ اور کسی سورہ و کسی
آیت اور کسی حرف مین اختلاف نہ بتایا اب تو قرآن کی بخوبی صحت ہوگی للہ اوسکے احکامون پر
عمل کیا کرو اور جنکی اوسمین تعریفین ہون اونکو اچھا سمجھا کرو اگر اب بھی قرآن کو محرف سمجھوگے
اور اوس پر عمل نکروگے تو علاوہ قرآن کی مار کے حضرت شمس الدین محمد عالم جنھون نے قرآن کا
دور اور مقابلہ کرادیا ہے وہ تمسے خوب سمجھین گے اور اونکے داداجان اچھی طرح سے تمھاری خبر
لینگے سو ہمارا کام کہدینا ہے یارو ٭ اب آگے چاہے تم مانو نہ مانو ٭ بعض شیعان نامعتبر
کے اسی قول پوچ و بیجا پر خیال کرکے عیسائی علما یعنی پادری صاحبان اپنی توریت و انجیل
کے محرف کہنے کا عوض مسلمانون سے لیتے ہین اونکا بیان بھی رسالہ ہذا مین خالی از فائدہ نہوگا
تا بروقت ضرورت محمدی لوگ عیسائیون کو جواب کافی دے سکین اور اونکے شبہہ کو اگرچہ عبث ہے
ہو بوجہ شافی رفع کرسکین۔ پادری لوگ کہتے ہین کہ یہ قرآن جو محمدیونمین مروج ہے اصلی نہین ہے
اسمین تحریف ہوئی کیونکہ پہلے تو قرآن کو ابوبکرؓ نے اکٹھا اور مرتب کیا پھر عثمانؓ نے دوبارہ ملاحظہ
کرکے اصلاح دی حالانکہ شیعی لوگ ان اشخاص کو کافر اور بیدین جانتے ہین اور کہتے ہین کہ
عثمانؓ نے کئی سورتین قرآن کی جو علیؑ اور اوسکی اولاد کی شان مین تھین نکال ڈالین ، در کتاب
عین الحیات کے ۲۰۸ ورق کے صفحہ ۲ مین ایک حدیث حضرت امام جعفرؑ کی فرمائی لکھی ہے اوسکا
مضمون یہ ہے کہ امام موصوف نے فرمایا ہے کہ سورۂ احزاب مین قریش کے اکثر مرد اور عورت کی
برائیان لکھی تھین اور وہ سورت بقر سے بڑی تھی لیکن کم کی گئی ۔ ہم اسکے دو جواب دیتے ہین
الزامی اور تحقیقی جواب الزامی۔ موشیم اپنی تاریخ کی جلد اول کے صفحہ ۷ و جلد ۳ وغیرہ اور لارڈ
نر اپنی تفسیر کی چھٹی جلد کے صفحہ ۳۸۳ اور پھر آٹھوین جلد کے صفحہ ۴۸ پھر صفحہ ۸۴ وغیرہ اور

جواب ادعائے پادریان بر محرف بودن قرآن

ل صاحب نے اپنی تاریخ وغیرہ مین جو کچھ فرقۂ ابیوتی کے دونون گروہ اور مارسیونی کی نسبت لکھا ہے
وہ سب بیان اس جگہ لکھنے مین خوف طوالت ہے اونکی پوری تحریر کو کتب مذکورہ مین دیکھنا
چاہیے بموجب خلاصۂ تحریر موشیم اور لارڈنر اور بل کے فرقۂ ابیوتی حضرت مسیح علیہ السلام کو
صرف آدمی اور یوسف نجار کا بیٹا کہتا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی اطاعت
یہود اور غیر پر واجب اور پولوس کو بہت ہی برا اور توریت سے منکر اور پھرا ہوا اور بیوقوف اور
بدبتاتا تھا اور اوسکے نامجات کو رد کرتا تھا اور حضرت داؤد اور سلیمان اور یرمیا اور حزقیل علیہم
السلام کے نام سے نفرت کرتا تھا اور بل اور لارڈنر کے لکھنے کے موافق مارسیونی کا فرقہ کہتا تھا کہ
خدا دو ہین ایک یزدان جسنے انجیل بھیجی دوسرا شیطان جسنے کتب عہد عتیق کی عطا کین اور یہ کتابین
سب انجیل کے مخالف ہین اور ان کتب سے نفرت تامہ رکھتا تھا اور سب کو رد کرتا تھا کہ یہ دوسرا خدا
جاہل اور متلون مزاج ہے اور عہد جدید سے فقط لوقا کی انجیل اور پولوس کے دس نامجات کو مانتا تھا
اور اس ماننے پر بھی یہ کیفیت کہ انجیل لوقا اور نامجات پولوس کے باب کے باب اور فقرے کے
فقرے مردود بتاتا تھا اور اس فرقہ کا یہ اعتقاد تھا کہ مرنے کے بعد جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام
جہنم مین اوترے تو اون لوگونکی روح کو جنہین جمہور عیسائی اور یہودی کافر سمجھتے ہین جیسے قابیل اور
لوط کی قوم ان لوگون کو حضرت عیسیٰ نے نجات دی اور اون لوگون کو جنکی روح کو جمہور یہودی اور
عیسائی انبیا اور نیک سمجھتے ہین جہنم مین رہنے دیا کیونکہ اول گروہ پیرو سچے خدا کے اور دوسرے گروہ
پیرو شیطان کے تھے اور موافق لکھنے لارڈنر کے مانی کیز کا فرقہ کہتا تھا کہ موسیٰ اور کل پیغمبران عبرانی
کا خدا جسنے توریت دی اور ان پیغمبرونکے ساتھ بولا شیطان ہے اور شیطان ہی نے ان سب پیغمبرونکو
فریب دیا تھا اور ورس ۸ باب ۱۰ یوحنا مین ان سب کو چور اور ڈکیت کہا ہے اور عہد عتیق کی سب
کتابون کو رد کرتا تھا اور عہد جدید مین الحاق کا قائل تھا اور سب عہد جدید کو واجب التسلیم نہ مانتا
تھا اور بعض جھوٹی کتابونکو بالکل سچی جانکر اسپر سبقت دیتا تھا اور کہتا تھا کہ عہد جدید کی کتابین
حواریون کی تصنیف نہین بلکہ ایک مدت کے بعد کسی گمنام آدمی نے تصنیف کر کے حواریون

سے کے رمعقون کا نام لگادیا ہے اور یہ کتابین غلطیون اور ضدون سے پر ہین لہذا
جو کچھ انمین قاعدۂ عقل کے موافق درست ہو مقبول ہے اور جو خلاف قواعد عقل کے ہو وہ
مردود ہے اور یہ تینون فرقے مسیحی تھے اور نہایت ہی زور شور سے عیسائی ہونیکا دم بھرتے
تھے گو اب پادری صاحبان اونکو بدعتی کہین جیسا وہ سب سلف کے پادری صاحبان اپنے
مخالف کو بدعتی کہتے تھے۔ تو اب ہم پادری صاحبون سے پوچھتے ہین کہ جو آپ لوگ منجملہ بہتر
فرقۂ اسلامی کے صرف ایک فرقہ کے قول کو (جو وہ بھی اچھی طرح پورا نہین جیسا او پر بحث تحریف
قرآن مین ظاہر ہو چکا ہے اور پھر عنقریب ظاہر ہو گا) سند لیکر طعن کرتے ہین تو کیا ان عیسائی
فرقون کے اقوال کا جنکا ابھی مذکور ہوا خیال نکرینگے بلکہ انصاف تو اسی کا مقتضی ہے کہ حضرت مسیحؑ
کی الوہیت سے انکار کرین اور حضرت مسیحؑ کو صرف یوسف نجار کا بیٹا جانین۔ اور معاذ اللہ
حضرت موسیٰؑ کے خدا کو شیطان اور جاہل اور متلون جانین اور حضرت موسیٰؑ اور کل پیغمبران
عبرانی کو جو مسلمانون کے نزدیک بھی رتبہ ان حضرات کا غریب ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ سے یقیناً بہت
زیادہ ہے شیطان کا رسول جانین اور کل کتب عہد عتیق کو جو رتبہ اونکا پادری صاحب کے
نزدیک قرآن سے بڑھکر ہے کلام شیطانی کہین اور نیز یہ اعتقاد رکھین کہ معاذ اللہ نوحؑ اور ابراہیمؑ
اور اور سب نبی پیرو شیطان کے تھے اور اونکی ارواح دوزخ مین ہین اور قابیل اور قوم لوط کی
ارواح جنت مین ہین اور باتفاق تینون فرقون کے کتب عہد جدید مین بہت کچھ مردود جانین
اور اگر پادری صاحب اپنے زعم مین ان فرقون کے اقوال کو جمہور مسیحیون کے قول یا انجیل کے
مخالف سمجھتے ہین تو اوسی طرح بلا کم و کاست اہل تشیع کے بھی قول کو سمجھین۔ اب جواب تحقیقی
سنیئے اور جو کچھ کہ پادری صاحب حسب قول اہل تشیع کے کفر اور بے دینی کی حضرات صحابہ
رضی اللہ عنہم اجمعین کے نسبت بیان کرتے ہین اوسکے جواب آیات قرآنی اور اقوال ائمہ سے
کچھ تو اوپر فضائل صحابہؓ مین بیان ہو چکے اور بعد اس بحث اور جواب کے اور بہت سی آیات
قرآنی اور اقوال ائمہ جس سے اچھی طرح فضائل صحابہؓ بموجب نصوص قرآن اور اقوال ائمہ

معتمد کتب شیعہ سے بیان کیے جاوینگے جس سے بخوبی فضایل اور یہ کہ مرتے دم تک وہ لوگ اوسیطرح افضل اور سچے اور پکے مومن رہے اور نیز نسبت تحریف قرآن کی بھی جواب ہوچکا ہی مگر جو کچھ پادری صاحب کتاب دبستان اور عین الحیات کو تمسک پکڑتے ہین اور کہتے ہین کہ شیعہ کہتے ہین کہ عثمانؓ نے قرآن جلادیا اور بعض سورتین قرآن کی جو علی رضؓ اور اونکی اولاد کی شان مین تہین نکال ڈالین اور کتاب عین الحیات کے ورق ۲۰۸ کے صفحہ ۲ مین ایک حدیث امام جعفرؑ سے نقل کی ہے جسکا یہ مطلب ہی کہ سورۂ احزاب مین قریش کے اکثر مرد اور عورت کی برائیان لکھی تہین اور وہ سورۂ بقر سے بڑی تہی کم کی گئی ہی اب اُسکا جواب سنیے اور ذرا منصف ہو جیے۔ پادری صاحب کہتے ہین کہ فانی کی کتاب دبستان مین یون مسطور ہی۔ (از ایشان گویند کہ عثمان مصاحف را سوختہ بعضے از سورہا کہ در شان علی و فضل آلش بود برانداخت) معلوم نہین کہ پادری صاحبون نے قصداً یا سہواً لفظ (بعضے) کو کہ کتاب دبستان مین موجود ہے نہین لکھا یا شاید کسی مصلحت سے نہین لکھا وہان یون عبارت لکھی ہے کہ (بعضے از ایشان گویند) الی آخرہ اور یہ بعض وہی ہین جنکا فرقۂ امامیۂ اثنا عشریہ مین کچھ شمار اور قطار نہین ہی اسکے سوا مصنف دبستان نہ مسلمان ہی اور نہ مسلمانون کے مذہب اور کتاب سے واقف صرف سنی سنائی باتین لکھتا ہی شاید اوس سے کسی عالم شیعہ مذہب غیر معتبر نے کہدیا ہوگا۔ اور قول پادری صاحبان و کتاب عین الحیات الی آخرہ۔ اوسکا حال یہ ہی کہ یہ روایت آحاد کی نسبت مخالفت ادلہ قطیعۃ کے مردود اور متروک ہی اور مذہب اثنا عشریہ کی علما کے بھی اصول مین مقررات سے ہی کہ جو روایت آحاد مخالف قطعی دلیل کی ہو وہ ماول یا مردود ہی اگرچہ وہ روایت کافی کلینی کی جو اون کے نزدیک اصح الکتب ہی کیون نہو۔ مولوی دلدار علی صاحب لکھنوی جو فرقۂ شیعہ کے بڑے مجتہد تھے کتاب صوارم مین بذیل عقیدہ ۱۲۵ لکھتے ہین۔ وما نمیگوئیم کہ ہریک از احادیث کافی گو رُوات آن ضعیف و مجروح باشند قطعی الصدور اند چنانچہ شما ادعای آن میکنید وایضاً بر تقدیر قطعی بودن ہرگاہ آیات قرآنی منسوخ باشند و مأول چرا بعضی احادیث

کافی ما دل نباشند بنا بر مخالف بودن آن از اجماع و الاحادیث المستفیضہ اور کتاب ذوالفقار مین بذیل مقدمۂ ہشتم مجتہد صاحب مذکور لکھتے ہین - بالاتفاق میان علماء اسلام قاعدۂ مقررۂ است کہ انچہ از آیات و احادیث کہ بر خلاف قطعیات دلالت داشتہ باشند می انداز ند اگر قابلیت داشتہ باشد والا ماوّل میسازند) اور جب حال روایات کلینی کا اور سب روایات احاد کا ایسا ہو جیسا بیان ہوا ایس ایک دو روایات احاد عین الحیات اور مانند اوسکے متروک ہوتی ہین کیا بعد لازم آتا ہی - یہ بھی ایک دعوی پادری صاحب کرتے اور کہتے ہین کہ مشکاۃ المصابیح کی کتاب فضائل القرآن کے فصل اول مین کہ وہ کتاب اہل سنت و جماعت کے معتبر اور مشہور ہی جو لکھا ہے خلاصہ ترجمہ اوسکی عبارت عربی کا ذیل مین درج ہی - حضرت عمر ابن الخطاب رض کہتے ہین کہ ہشام ابن حکیم ابن حزام کو مینے سورۂ فرقان اوس قرائے خلاف پڑہتے سُنا جو مجھے رسول خدا صلعم نے پڑہائی تھی مینے چاہا کہ اوسکو منع کرون مگر مینے اوسکو اتنی مہلت دی کہ وہ پڑھ چکے تب مین اوسکی چادر پکڑکر رسول خدا صلعم کے پاس لیگیا اور کہا یا رسول مینے اس شخص کو سورۂ فرقان ایک اور قرارت سے پڑہتے سُنا ہے کہ جو آپنے مجھسے بتائی ہی اوسکی خلاف ہی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اوسے چھوڑ دو اور اُس سے فرمایا کہ پڑھ او سنے وہی قرارت پڑہی جو مینے اوسکو پڑہتے سُنا تہا تب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اسیطرح نازل کی گئی ہی - پھر مجھسے بھی فرمایا کہ تو پڑھ مینے بھی پڑہی فرمایا کہ اسی طرح نازل کی گئی ہے اور قرآن سات قرارت پر نازل ہوا ہے جس قرارت پر آسان ہو اوس قرارت پر پڑہو یہ حدیث متفق علیہ ہی - اور عبارت مسلم کی ہی - پھر تیسری فصل مین جو مرقوم ہے اوس عربی عبارت کا خلاصہ یہہ ہی کہ زید ابن ثابت رض کہتے ہین کہ ابو بکر رض نے مقتل اہل یمامہ مین آدمی بھیجکر مجھے بلوایا مین اونکے پاس گیا دیکھا کہ اونکے پاس عمر رض بھی ہین ابو بکر رض نے مجھسے کہا کہ عمر رض نے میرے پاس آکر کہا کہ لڑائی کے دن قرآن کے قاری بہت مقتول ہوئے ہین ڈرتا ہون کہ اگر اور مقامون مین بھی ایسا ہی مقاتلہ ہوگا تو قرآن مین سے بہت جاتا رہیگا مین یہہ چاہتا ہون کہ تم قرآن کے جمع کرنیکا حکم دو مین نے عمر رض سے کہا کہ وہ کام جو رسول اللہ صلعم نے نہین کیا تم کیونکر کروگے اونہونے

کہا خدا کی قسم یہہ اچھا ہی پس عمر رض تکرار یہی بات مجھسے کہتے تھے حتی کہ اللہ تعالی نے میرے
دل کو اوس امر پر آگاہ کیا اور وہ فایدہ جو قرآن کے جمع کرنے مین عمر رض کو معلوم ہوتا تہا مجھے
بہی معلوم ہوا اب زید رض کہتے ہین کہ ابو بکر رض نے مجھسے کہا تم مرد جوان عاقل ہو اور سہو اور
تہمت سے مبرا ہو اور رسول اللہ صلعم کے زمانہ مین وحی لکہا کرتے تھے پس تم قرآن کے تتبع
کرکے اوسے جمع کرو خدا کی قسم اگر لوگ مجھے ایک پہاڑ اوٹھانے کی تکلیف دیتے تو بہی مجہپر بہاری
نہ تہا جیسا قرآن کا جمع کرنا بہاری پڑا مینے اوسنے کہا کہ جس کام کو رسول اللہ صلعم نے نہین کیا تم اوسے
کیون تکرار کرتے ہو اونہون نے کہا واللہ یہہ بہتر ہے پس ابو بکر رض نے تکرار مجھسے کہا یہانتک کہ اللہ جلشانہ
نے میرے دل کو بہی اوس امر کے فایدہ پر آگاہ کر دیا جس پر ابو بکر رض اور عمر رض کے دل کو آگاہ کیا
تہا پس مینے قرآن کے تتبع اور تلاش کے اور خرما کے پتون اور پتہرون اور حافظ لوگون کے دلونسے
لیکر اوسے جمع کیا حتی کہ سورہ توبہ کے آخر کی یہ آیت لقد جاءکم رسول من انفسکم خاتمہ
برٰءۃ تک ابی خزیمۃ انصاری کے سوا کسیکے پاس لکھے ہوئے نپائے پس قرآن کے وہ اجزا ابو بکر رض
کے پاس رہے جب اونہون نے وفات پائی تو عمر رض کے پاس رہے اون کے بعد اون کے بیٹی حفصہ رض
کے پاس رہی یہہ بخاری کی روایت ہی اور انس ابن مالک کہتے ہین کہ حذیفہ ابن یمان عثمان رض
کے پاس آئے درحالیکہ وہ ارمینیہ مین اہل شام کے ساتہہ اور آذربیجان مین اہل عراق کے ساتہہ
جہاد کر رہے تھے اور قاریون کی مختلف قرات سے ڈرکر عثمان رض سے کہا کہ اے امیر المومنین
اس امت کی خبر لیجیے اس سے پہلے کہ وہ کتاب الہی مین اختلاف کرین مثل یہود اور نصاری کے
پس عثمان رض نے حفصہ رض کے پاس آدمی بہیجا کہ تم اجزا قرآن کے ہمارے پاس بہیجدو تاکہ ہم
اوسکے متعدد نسخے لکہین اور پہر تمکو دیدین حفصہ رض نے وہ اجزا عثمان رض کے پاس بہیجدیے تب
عثمان رض نے زید ابن ثابت رض اور عبد اللہ بن زبیر اور سعید بن العاص اور عبد اللہ بن الحارث
ابن ہشام کو مامور کیا اونہون نے اوسکو متعدد نسخون مین لکہا اور عثمان رض نے ان تینون شخصون
(یعنی عبد اللہ بن زبیر اور سعید بن العاص اور عبد اللہ بن حارث سے جو قوم قریش سے تھے کہا

کہ جسوقت تم تینون شخص اور زید قران کے کسی امر مین اختلاف کرو تو اوسی قریش کے لہجہ پر لکھنا کیونکہ قرآن اونہین کی زبان مین نازل ہوا تہا پس اوسون نے ایسا ہی کیا جبکہ اجزا کو متعدد نسخون مین لکھ چکے تو عثمان رضؓ نے اوسے حفصہ رضؓ کے پاس پھر بھیجدیا اور ہر طرف ایک ایک صحیفہ اُن نسخون مین سے جنھین اب لکھا تہا بھیجدیا اور اوسکے ماسوا جتنے قرآن کے صحیفہ تھے اونکے جلادینے کا حکم دیا ابن شہاب کہتے تھے کہ خارجہ بن زید بن ثابت نے مجھے خبردی کہ اوسنے زید بن ثابت یعنی اپنے باپ سے سُنا کہ وہ کہتے تھے کہ جسوقت قرآن کو ہمنے لکھا سورۂ احزاب کی ایک آیت جو مینے رسول اللہ صلعم کو پڑہتے سُنی تھی مجھے لکھی ہوئی نہ ملی تب ہمنے اوسے ڈہونڈھا تو خزیمہ بن ثابت انصاری کے پاس پائی اور وہ آیت یہ ہے مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ پس ہمنے اوسے سورۂ احزاب مین لاحق کرکے کتاب مین داخل کیا یہہ بخاری کی روایت ہے قول پادری صاحبون کا ختم ہوا اب سنیے ہم ان تینون حدیثون کو مانتے ہین لیکن ان کو پادری صاحبون کے دعوی سے کوئی مناسبت نہین ہے کیونکہ علی الزعم پادری صاحبون کی ان حدیثون سے چار باتین پیدا ہوتی ہین جیسا خود ہی لکھتے ہین اور پادری صاحب کہتے ہین۔ اب مشکوۃ کے ان حدیثون سے کئی ایک باتین ثابت ہوتی ہین اول یہہ کہ خود محمد صاحب کے وقت مین ایک شخص نے ایک آیت کو ایسا اور دوسری نے اوسی آیت کو ویسا پڑہا تہا۔ دوسرے یہ کہ قرآن محمد صاحب کی وقت مین ایک جلد مین جمع نہین ہوا تہا بلکہ ابو بکر رضؓ نے آیات جمع کرنیکا حکم دیا اگرچہ محمد صلعم سے اس کام کے واسطے اُنکو حکم نہین ملا تہا بلکہ صرف براہ مصلحت یہہ کام کیا تہا تاکہ مبادا آیات گم ہوجاوین۔ تیسرے یہہ کہ عثمان رضؓ نے بعہد خلافت خود جب دیکہا کہ لوگ پھر بھی قرآن کے پڑھنے مین فرق کرتے ہین ڈرے کہ قرآن مین آگے اور زیادہ خرابیان ہون اسواسطے زید وغیرہ کو حکم دیا کہ قرآن کو دوبارہ صحیح کرین اور سب آیات قریش کی زبان مین لکھین۔ چوتھے یہہ کہ اُنہون نے سب اگلے نسخے جمع کرکے جلادیے اور اوس نئے نسخے سے اور نسخے لکھوا کر سب جگہہ بھیجدیے اور اسطرح

اوسکو مشہور کیا اب ہم پوچھتے ہین کہ عثمان رضہ نے کسواسطے اگلے نسخون کو جلادیا اگر وہ نیا نسخہ
جو اُنھون نے مشہور کیا اور اب مستعمل ہے اگلے نسخون سے مضمون ور الفاظ مین بعینہٖ برابر اور
موافق تہا اور اونہون نے صرف آیات اور سورتون ہی کی ترتیب اور ترکیب اورطور پر کی تہی
تو کیا سبب تہا کہ اوسکو جلادیا بلکہ لازم تہا کہ سب کو نہین تو بعض کو ضرور ہی رکھ چھوڑتے تاکہ
کوئی کہے کہ تمنے قرآن کو تغیر کر دیا اور بدل ڈالا تو ان اگلے نسخون کو اوسکے سامنے رکہتے اور کہتے
کہ لو یہ اگلے نسخے ہین دیکھو اور مقابلہ کرو تاکہ تمہین معلوم ہو کہ یہ قرآن مضمون اور الفاظ مین
اگلے نسخون سے موافق اور مطابق ہو لیکن اس بات سے کہ عثمان رضہ نے ایسا نہین کیا بلکہ
سب اگلے نسخون کو جلادیا تو کچہ اور گمان نہین ہوتا مگر یہی کہ اگلے نسخون مین سے ہر ایک اور
طرح کا تہا یا یہ جیسا شیعے کہتے ہین کہ اوس نے قرآن کو قصداً کم کیا اور بعض آیات مین تغیر اور
تبدل کیا ہو اور اوس نسخہ کو جو حفصہ رضہ کے پاس تہا اور عثمان رضہ نے اوسکو پہیر دیا اوسکی خبر کسیکو
نملی اور نہ کسینے اوسکو پہر دیکھا شاید عثمان رضہ نے من بعد اوسکے جلادینے کا بہی حکم دیا ہوگا اگر
کسی محمدی پاس ہو تو اوسے ظاہر کرے تا اب کی قرآن کو اوس سے مقابلہ کرین اور معلوم ہووے
کہ یہ اوس سے مطابق ہے یا نہین اب اس صورت مین کہ شیعے ایسا کہتے ہین اور سنیون کی
مشہور اور معتبر کتاب مین بہی ایسی باتین لکھی ہین تو ہر صاحب فہم وشعور کے دل مین قرآن کے
صحیح اور اصل ہونے کی بابت شک کلی ہوگا اگر محمدی ایسی باتین توریت وانجیل کی بابت
مسیحیون کی مشہور اور معتبر کتابون سے نکال لاسکتے تو البتہ اونکا یہ ادعا کہ کتب مقدسہ مین
تحریف ہوئی ہے بیجا نہوتا۔ اب پادری صاحبون کے ان شبہات کا جواب سنیئے اور انصاف
کیجیے۔ ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ یہہ قول پادری صاحبون کا کہ (مشکوۃ کی ان حدیثون سے کئی
باتین ثابت ہوتی ہین پہلے یہہ کہ خود حضرت محمد صاحب صلعم کے وقت مین ایک شخص نے ایک
آیت کو ایسا اور دوسرے نے اوسی آیت کو ویسا پڑہا تہا مخدوش ہے کیونکہ یہ اختلاف فقط
قراءت مین تہا جیسا کہ خود ہی پادری صاحب نے اول حدیث کے ترجمے مین لکہا ہی کہ وہ

سورہ فرقان میری قرارت کے خلاف پڑہتا تہا الی آخرہ اور یارسول اللہ مین نے اس شخص کو سورۂ فرقان ایک اور قرارت سے الی آخرہ۔ اور قرآن سات قرارت پر نازل ہوا ہے الی آخرہ۔ اور ہر ایک قاری نے اپنی قرارت کو خود رسول مقبول صلعم سے صحیح کر رکہا تہا اور ساتون قرائین متواتر ہین اور سب کے سب رسول اللہ صلعم سے منقول ہین۔ ہمکو پادری صاحب کی فہم اور عقل سے کمال استعجاب ہے کہ اسکو اثبات تحریف مین نقل کرتے ہین ارے صاحب اثبات تحریف کے لئے ضرور ہی کہ کسی کتاب محرف کی عبارت بدل دیجاوے اپنی طرف سے کوئی عبارت بڑہائی جاوے اور وہ ایسی غلط ملط ہو جاوے کہ اوسکی تمیز نہو سکے ہان البتہ اگر یہہ اختلاف قرارت ایسا ہوتا کہ اللہ تعالی بلشانہ کی طرف سے ایک ہی عبارت نازل ہوتی اور آنحضرت صلعم نے بہی اُسکو ایک ہی طرح پڑہا ہوتا اور بعد آنحضرت صلعم کے اوسکو لوگ بدل ڈالتے اور اور عبارتین اپنی طرف سے بناکے پڑہنے لگتے اور عبارت قرآن کا تواتر بہی نہوتا بلکہ وہ عبارت لوگون کی عبارتون کے ساتھ ایسی ملکر مخلوط ہو جاتی کہ پہر اوسکی تمیز نہو سکتی تو اس صورت مین البتہ جاے گفتگو ہو سکتی تہی اور دعوی تحریف پادری صاحب بجا ہوتا لیکن یہ بات یہان نہین ہی یہہ بات تو عہد عتیق اور عہد جدید ہی کے حصے مین ختم ہو چکی چنانچہ صاحب اعجاز عیسوی نے لکہا ہی کہ اوسمین ایسے اختلافات عبارت موجود ہین کہ جسمین معلوم نہین ہو سکتا کہ اوسمین سے کون سی عبارت اصل ہی اور کون سی ملحدون اور کاہنون نے داخل کردی ہے۔ چنانچہ ہارن صاحب جلد ۲ کے صفحہ ۳۲ مین لکہتا ہی کہ جب دو یا زیادہ عبارتین باہم مخالف ہون تو ضرور ہے کہ اونمین سے ایک ہی سچی ہو سکتی ہے اور باقی یا قصداً تحریف ہے یا سہو کاتب۔ اور اصل کو ساختہ سے پہچاننا اکثر دشوار ہے پس جہان تہوڑا سا بہی شبہہ ہوتا ہے تو سب کو اختلاف عبارت کہتے ہین لیکن جب صریح معلوم ہو کہ کاتب نے جہوٹ لکہا ہے تو اوسکو غلطی کاتب شمار کرتے ہین انتہے) دیکہیے اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ ایسے اختلاف عبارت مین بجز ظن و تخمینہ کے ہرگز کسی کلام کو اونمین سے مصنف کی طرف یقیناً منسوب نہین کر سکتے اور اسطرحکا اختلاف عبارت اہل اسلام

اصطلاح مین یہین تحریف ہے کیونکہ کلام غیر الہامی کلام الہامی سے ایسا مخلوط ہوگیا کہ ہرگز متمیز نہین ہوسکتا یہہ بات صرف دو ہی چار جگہہ نہین بلکہ بہت سی جگہہ ہین چنانچہ اعجاز عیسوی مین لکھا ہے کہ ڈاکٹر مل نے جو عہد جدید کے نسخہ ملائے تو ایسے اختلافات تیس ہزار بتائے اور ڈاکٹر گریس بیک نے جو اوس سے زیادہ نسخون یعنی تین سو پچپن کا مقابلہ کیا تو ڈیڑہ لاکہ ایسے اختلافات عبارت کے نشان دیے پس خیال کرنا چاہیے کہ اگر جہان کی سب نسخے ملائے جائین تو خدا جانے کسقدر اختلاف نکلین گے کس لیے کہ ابہی ہزارون ایسے نسخے موجود ہین کہ اونکو کسی نے مقابلہ نہین کیا چنانچہ واٹکین کے کتب خانہ کے نسخون مین سے صرف ۴۴ نسخہ ملائے گئے ہین۔ اور فلارنس کے کتب خانہ مین بہی قریبا ایک ہزار نسخے کے موجود ہین لیکن اونمین سے صرف ۴۴ نسخہ ملائے گئے ہین پس اسی طرح ہزارون نسخے ابہی ملانے کو باقی ہین، اگر زیادہ تصریح اوسکی کیجاوے تو طوالت ہوجاوے جسکا دل زیادہ تفتیش کو چاہے وہ گریز بیک اور میکا ئیلس کی کتابون مین دیکھ لیوے رسالۂ ہذا مین زیادہ لکھنے کی گنجایش نہین ہے اس رسالہ مین اور کچہہ لکھنا مدنظر ہے پس ظاہر ہے کہ اگر ڈیڑہ لاکہہ اختلاف عبارت کو سو نسخون پر تقسیم کرین تو فی نسخہ ڈیڑہ ڈیڑہ ہزار اختلاف عبارت بانٹے آوینگے۔ یہان بفضلہ تعالی اگر تمام روے زمین کے قرآن جمع کیے جاوین تو کسی لفظ بلکہ حرفون مین بہی اختلاف نہ پایا جاویگا پس ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا؛ اگر کتب عہد جدید وعتیق کی وہ اختلافات عبارت جس سے اصل مسئلہ مین نقصان آگیا اگر اس مقام پر دکہائے جاوین تو بجاے خود ایک کتاب ہوجاوے اس قسم کے مسئلے کتب مناظرہ مین دیکھ لیوین بخوبی ثابت ہوجاویگا یہہ کہنا پادری صاحبون کا کہ اوس اختلاف عبارت سے کسی مسئلے مین نقصان نہین آتا محض خلاف ہے چنانچہ مشتے نمونہ از خروارے دو ایک مثالیں اس قسم کی اسجگہہ لکھہ دینا خالی از لطف نہوگا۔ کتاب احبار کے باب ۱۱ کے درس ۲۱ مین اون حیوان کے بیان مین جو بنی اسرائیل کے لیے پاک وحلال نہین ہین عبرانی نسخے کے متن مین یون لکہا ہے۔

پھر تم سب رینگنے والے پرندون مین سے جو چار پائون سے چلتے ہین اور اونکی پچھلی ٹانگین اگلے پائونسے لپٹتی ہوئین نہین ہین کہ وہ اونسے کودکر زمین پر چلتے ہین تم اون مین سے کھاؤ۔ اور اس جملے کی عوض۔ اور انکی پچھلی ٹانگین اگلے پایون سے لپٹتی ہوئی نہین ہین الی آخرہ عبرانی نسخے کے حاشیہ پر اور نسخون سے یہہ عبارت لیکے لکھی ہے اور اونکی پچھلی ٹانگین اگر پائون سے لپٹتی ہوی ہین الی آخرہ۔ اور اسی حاشیے کی عبارت کو اب عیسائی لوگ ترجمہ کرتے ہین چنانچہ ترجمۂ انگریزی مصری و ترجمہ ہندیہ وفارسیہ مین یہی عبارت ترجمہ ہوی ہے۔ مثلاً خروج کے ۲۱ باب ۸ درس مین حضرت موسی ایک عبرانی کے باب مین جو اپنے بیٹیے دوسرے کے ہاتھ بیچتا تھا اس خیال سے کہ وہ اس سے نکاح کریگا یون حکم فرماتے ہین اگر وہ آقا اوسکا جو اوسے اپنے نام زد نہین کرکے رہ گیا ناراض ہو تو اوسکا فدیہ دیکے الی آخرہ۔ اور حاشیے پر عبرانی نسخے کی اور نسخے سے یون عبارت نقل ہوئی ہے اگر وہ آقا اوسکا جو اوسے اپنے نام زد کرکے رہ گیا ناراض ہو تو اوسکا فدیہ دیکے الی آخرہ اور یہی عبارت اب ترجمون مین لکھی جاتی ہے۔ اب ذرا خیال کی بات ہے کہ جب کتب مقدسہ مین ایسے اختلافات عبارت کے جو آپسمین ایک دوسرے کی باہم متناقض ہین پائے جاوین اور اونمین سے کسیکو بالیقین یہ نہ کہا جا سکے کہ یہ اصل مصنف کی عبارت ہے بلکہ دونون پر احتمال صدق وکذب کا ہو تو بھلا اس صورت مین اوس مسئلے پر کہ جس سے وہ عبارتین متعلق ہین کسطرح حکم قطعی ہو سکتا ہے لہذا بہت سے مسئلون مین شبہہ رہا۔ مثلاً حلت وحرمت کی مسئلے مین کہ اب نہین معلوم ہو سکتا کہ کون سے جانور حلال تھے آیا وہ جنکی پچھلی ٹانگین اگلے پائون سے لپٹی ہوی تھین۔ یا وہ جنکی ٹانگین اگلے پانون سے لپٹی ہوئی نہ تھین کیونکہ دونون عبارتین موجود ہین۔ یا مثلاً لونڈی کی بابت کے مسئلے مین کون شخص اوسے آزاد کرے آیا وہ شخص جسنے اوسے اپنے نام زد کر لیا ہو یا وہ شخص جسنے اوسے اپنے نام زد نہین کیا کسلئے کہ اوسمین بھی دونون عبارتین موجود ہین۔ اور بہت سے ایسے مسائل ہین اب فرمائیے کہ اختلاف عبارت سے مسئلے مین نقصان ہوا یا نہین۔ یہہ فرمانا پادری صاحبون کا کہ کسی

مسئلے مین نقصان نہین آیا پوچ ٹھہرا کہ نہین پادری صاحبون کی کتب مقدسہ کی اختلافات
عبارت کا تو حال معلوم ہوچکا اب حال اختلاف قرارت قرآن مجید کا سنیئے کہ وہ کتنے ہین واضح رہے
کہ ساتون قرارت قرآن مجید مین اختلاف اس قسم کا ہی کہ بعض قرارت کے موافق فتحہ خالص
اور بعض کے موافق امالی کے ساتھ اور بعض کے ادغام اور بعض کے اظہار اور مانند ان کے پڑہا
جاتا ہی اور مضمون سب کا ایک ہی اور ہرگز ایسا اختلاف نہین کہ موافق بعض کے ایک حکم اور
موافق دوسرے کے دوسرا حکم نکلے۔ اور دوسرے یہ قول پادری صاحبون کا کہ قرآن محمد صلعم
کے وقت مین ایک جلد مین جمع نہین ہوا تھا الی آخرہ۔ یہ قول بہی پادری صاحبونکا محض پوچ
ہی کیونکہ قرآن گو ایک جلد مین جمع نہین ہوا تھا لیکن سب قرآن پتہرون کے ٹکڑون وغیرہ پر لکہا
تہا اور حضرت صلعم کے وقت مین چوبیس آدمی وحی کے لکہنے والے تھے اور بہت صحابہ حافظ تہے
تیسرا یہ قول پادری صاحبون کا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے بعد خلافت خود جب دیکہا کہ لوگ پہر
بہی قرآن کے پڑہنے مین فرق کرتے ہین ڈرے الی آخرہ یہہ بہی کچہہ نہین ہی بلکہ حقیقت حال اتنا ہی
ہے کہ قرآن اصل مین موافق لغت قریش کے نازل ہوا پہر حضرت صلعم کے التماس سے فراخی ہوگئی
تہی اوسکے موافق خلافت عثمان رض تک پڑہتے رہے اور عثمان رض نے اپنی خلافت مین جب دیکہا
کہ بعض لوگ اپنی قرارت کو دوسری قراءت پر ترجیح دیتے ہین اور باخود ہا نزاع بیہودہ پیدا
ہوتی ہے اور یہ بات درحقیقت بری تھے لہذا اونہون نے اس نزاع کے رفع کرنے کے لیے
بمشورے پچاس ہزار آدمیون کے یہ مناسب جانا کہ سب موافق لغت قریش کے پڑہتے
رہین اور جو صحیفے عہد حضرت ابوبکر رض کی لکہی گئے تھے اور وہ سب موافق لغت قریش کے
تھے اونہین سے مصحف نقل کروا کر اطراف و جوانب مین بہیجے گئے۔ اور یہہ بہی معلوم
رہنا چاہیے کہ یہہ اختلاف اور لغتون کا لغت قریش سے ایسا تھا کہ فقط (التابوت)
موافق لغت قریش کے (ت) سے اور موافق لغت زید رض کی جو انصار سے تھے
ہا ی ہوز کے ساتھ پڑہا جاتا تھا یعنے (التابوہ) اسی طرح اور جا بہی قیاس کرنا چاہیے

کسی طرح پر حضرت عثمان رضہ نے اپنی طرف سے اصلاح نہین دی - اگر پادری صاحب امر مذکورۂ بالا کو اپنے اصطلاح مین اصلاح کہتے ہین تو کوئی محل طعن نہین ہی - اور یہہ قول پادری صاحبون (اور اونہون نے صرف آیات اور سورتون ہی کی ترتیب اور ترکیب اور طور پر کی تہی) کا بہی لغو ہے اسلیے کہ حضرت عثمان رضہ نے آیتون کی ترتیب مین بھی کچھ دخل نہین دیا بلکہ آیتون کی ترتیب وہی ہی جو زمانہ مین آنحضرت صلعم کے تھی کیونکہ جب جبرئیل ع کوئی آیت قرآن کی لاتے تھے تو فرما دیتے تھے کہ اس آیت کو فلانی آیت کے بعد رکھیو اور وہ آیت وہین رکھی جاتی تھی اور بہر حال آیات مین وہی ترتیب ہی جو آنحضرت صلعم کے زمانہ مین تہی اور اسی ترتیب سے پڑہتے تھے - قول پادریونکا (تو کیا سبب تہا کہ اونکو جلا دیا) الی آخرہ - پس سبب تو اسکا ظاہر ہے وہی سبب جو بیان ہوچکا یعنی آپس کی بیہودہ نزاع اور بعض قرأۃ کی بعض پر ترجیح - اسکے دفع اور اوٹھ جانے کے واسطے ایسا کیا سوا اسکے کوئی سبب نہ تھا - قول پادریان بلکہ لازم تہا کہ اگر سب کو نہین تو بعض کو ضرور ہی رکھ چھوڑتے الی آخرہ - یہہ کہنا پادریون کا محض توھم ہی کیونکہ حضرت عثمان رضہ نے صرف یکہ و تنہا چپکے سے چھپا کے اپنے گھر مین بیٹھ کر یہہ کام نہین کیا تھا بلکہ علانیہ بمشورہ پچاس ہزار آدمیون کے یہہ کام ہوا تھا اور کسی قدیم نسخے کے رکھ چھوڑنے کی کیا ضرورت تھی کیونکہ بسبب تواتر قرآن مجید کے مسلمانون سے یہہ ہرگز امید نہ تھی کہ کوئی ایسا کیگا اور غیر دین اسلام والون مین سے کسی نے گو وہ قرآن کو نہین مانتے یہہ بیہودہ خیال و گمان بہ نسبت قرآن کے نہین کیا تھا یہہ فقط پادری صاحبان زمانہ حال اپنی ندامت مٹاتے ہین اور کچھہ نہین - یہ قول پادری صاحبانکا جیسا شیعے کہتے ہین کہ اوسنے تو یعنی حضرت عثمان رضہ نے قرآن کو قصداً کم کیا اور بعض آیات مین تغیر اور تبدل کی ہے اور اوس نسخے کو جو حفصہ رضہ کے پاس تہا اور عثمان رضہ نے اوسکو پہیر دیا الی آخرہ یہہ تو اوپر گذرا اور بیان ہوچکا کہ جمہور اور علماے محققین اہل تشنیع اس امر یہہ

انکار کرتے ہین اور جو تھوڑے لوگ مجہول فرقۂ شیعہ سے اسکے قائل ہوے ہین انکو اوسی فرقہ والی
غیر معتبر اور اون کے قول کو باطل سمجھتے ہین مگر افسوس ہو کہ پادری صاحب ان بعض کے
قول کو سند پکڑتے ہین اور اپنے فرقون سے فرقہ ابیونی اور مارسیونی اور مانی کیز اقوال کو
نہین دیکھتے ہین حالانکہ مقتضای انصاف تو یہ ہو کہ ان بعض شیعے کے قول کو اپنے اون
تینون فرقون کے اقوال سے کہ اون کے اقوال اور عقاید بہی اوپر مذکور ہو چکے ہین ذرا
مقابلہ کرین اور انصاف کر کے شرمائین - یہ قول پادری صاحبونکا کہ (آب اس صورت مین
کہ شیعے ایسا کہتے ہین اور سنیون کے مشہور اور معتبر کتاب مین بہی ایسی باتین لکھین ہین
تو ہر صاحب فہم و شعور کے دل مین قرآن کے صحیح اور اصل ہونے کی بابت شک کلی ہو چکا)
شیعون مین سے تو اونہین بعض مجہول غیر معتبر نے کہا ہو جنکو کہ اونہین کی جمہور علماء
محققین نے جھٹلا دیا اور فرقۂ اسلامی کل کا تو کیا ذکر مگر پادری صاحبون کو ذرا یہ بہی تو خیال
ضرور چاہیے کہ اوسسے بڑہکر پادری صاحبون کے فرقون نے انبیاء اسرائیلی اور عہد عتیق
اور جدید کی کتابون کی نسبت کہا ہی - اور سنیون کی مشہور کتابون سے تو پادری صاحبون
نے خاک بہی نہ نکالا تو اس حال مین ایسے ذی شعور جیسے آپ لوگ معترض ہین شک کلی
رکہین تو کوئی مضائقہ نہین - وگرنہ اور کوئی منصف اور عادل مزاج عیسائی تو ہرگز ایسا
نہ کہیگا کیون اسلیے کہ حضرت عثمان رض اصحاب رسول اللہ صلعم تھے اور اونہون نے بلا واسطہ
رسول مقبول صلعم سے خود قرآن مجید کو صحیح کر لیا تہا اور حضرت عثمان رض کل قرآن کے
حافظ تھے اور جو صحابہ رض قرآن کے جمع کرنے مین مصروف تھے وہ لوگ خود کاتبان وحی
تھے اور اون کے سوا اور بہت صحابہ رض حافظ تھے خصوصاً حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ
جو بعد حضرت عثمان رض کی مسند خلافت پر بیٹھے اور اسی قرآن کے موافق حکم کرتے رہے اور
اسی قرآن کی تلاوت اور اسی قرآن سے نماز اور پڑہاتے رہے علاوہ اسکے حضرت مرتضی علی رض
اسد اللہ الغالب من کل غالب کی موجودگی مین قرآن مین کمی ہو اور کمی بہی کیسی کہ جسمین

فضایل علی مرتضی اور اونکی اولاد کی ہون وہی آیات نکالی جاوین اور خدا کے کلام مین تحریف
اونکی سامنے وقوع مین آوے اور وہ ایک مجبوری کی حالت مین بیٹھے دیکھا کرین بلکہ معاذ اللہ
خود مارے خوف کے تقیہ کرکے اونکے شریک مشورہ ہوجاوین معاذ اللہ یہہ ہرگز اونکی ذات
مقدس صفات سے امکان وقوع نہین رکھتا یہہ تو وہ حضرات ہین کہ ذرا ذرا خلاف حکم
خدا اور رسول پر سراوین اپنا جان دین یا اوسکی جان لین خلاف حکم خدا اور رسول عزیز
اقارب دوست احباب کسی کی رعایت نہ کرین نہ یہہ کہ اتنا بڑا امر عظیم ہو کہ کلام الٰہی مین کمی
کیجاوے اور یہہ کچھ خبر نہون بلکہ شریک ہوجاوین کل فرقہ اسلامی مین سے کوئی ایسا بیہودہ
خیال نہین کرسکتا سوائے اُن تھوڑے سے شیعون کی جنکو بخیالات بالا اونہین کے فرقہ
کے لوگ مہمل اور راون کے قول کو نامعتبر سمجھتے ہیں اور اونکو جھوٹا جانتے ہین
ایسا کہین اور پھر اپنے تئین شیعۂ علی تصور کرین - یہہ قول پادری صاحب کا کہ اگر محمدی ایسی
باتین توریت و انجیل کی بابت مسیحیون کے مشہور اور معتبر کتابون سے نکال لاسکتے تو البتہ اونکا
یہہ دعوا کہ کتب مقدس سے تحریف ہوئی ہے بیجا نہوتا - اب سنیئے کہ خدا نکرے جو محمدی لوگ ایسے
کمزور حجتون اور پوچ دلیلون سے یہ دعوی کرین یہہ رتبہ بلند تو پادری صاحبون ہی کا ہی اور
بس ذرا دیدۂ دل اور چشم انصاف سے دیکھیے مگر تعصب کو چھوڑکر تو کھل جائیگا کہ محمدیون کے
پاس تو اثبات تحریف کے لیے بڑی بڑی قوی دلائل موجود ہین از انجملہ کچھ تو اوپر بیان ہوے
چونکہ رسالۂ ہذا مین مقصود بالذات فضایل صحابہ رض کی لکھنا منظور ہین زیادہ اس بحث سے
بہت طول ہوگا لہذا دو ایک اعتراض اور جواب اس رسالے مین بہی لکھ دیتے ہین باقی جو
اس فن اور بحث کی کتابین ہین اونمین ملاحظہ کرنا چاہیے - منجملہ اوسکے یہہ ہی کہ جمہور قدماے
عیسائی عبرانی نسخے کی محرف ہونے کے قائل تھے اور یہودیون کو تحریف کرنے کا الزام دیتے
تھے مثلاً یوستینوس شہید نے طریفو یہود کے مقابلے مین دعوی کیا کہ یہود نے عہد عتیق
سے کتنی پیشین گوئیان جو حضرت عیسی علیہ السلام کے حق مین تھین نکال ڈالین - اور نیز

ہارن صاحب نے بہی لکہا ہی کہ جسٹن اپنی کتاب مین بمقابلہ طریفہ یہود کے دعوی کرتا ہی
کہ عزرا ان لوگون سے کہا تہا کہ عید فصیح کا کہانا ہمارے خداوند نجات دہندہ اور پناہ کا کہانا ہی
تو سمجہو کہ اگر تم خداوند کو اس نشان یعنے کہانے سے اچہا سمجہوگے اور اوس پر ایمان لاؤگے
تو یہہ زمین کبہی ویران نہوگے اور اگر تم اوسپر ایمان نہ لاؤگے اور اوسکا وعظ نہ سنوگے تو
تو تم غیر قومون کی ہنسائی کا سبب ہوگی اور وائٹیکر اس فقرہ کی سچائیکا حامی ہے اور وہ یہ کہتا ہی
کہ یہہ فقرہ عزرا کی کتاب کی باب ۶ کی ورس ۲۰ و ۲۱ کی باب مین تہا اور ڈاکٹر امی کلارک
بہی اوسکی صداقت پر راغب ہی اور ڈاکٹر بریٹ صاحب کہ نسخہ عبری کا بڑا حامی ہی اپنی کتاب
مین یون لکہتا ہی کہ البتہ اس بات مین مجہکو کچہہ شک نہین ہی کہ جسٹن نے طریفون کے ساتہہ
وقت مباحثہ کرنیکے جن عبارتون کے نکال ڈالنے کا الزام یہودیون کو لگایا تہا گواب عبری اور
سپٹوا اجینٹ کے نسخون مین نہین پائے جاتے ہین پر حقیقت مین جسٹن اور اِرینیوس کے
وقت مین دونون مین موجود اور کتاب مقدس کے جزو تہین خصوصًا وہ عبارت جسکی نسبت
جسٹن یہہ کہتا ہی کہ وہ یرمیا کے کتاب مین تہے۔ سلبرجیس جسٹن کے حاشیے مین اور ڈاکٹر گریبے
ارنیوس کے حاشیے مین لکہتے ہین کہ معلوم ہوتا ہی کہ پطرس کو اپنے پہلے خط کے چوتہے باب
کی ۶ ورس کے لکہنے کے وقت اس پیشین گوئی کا خیال ہوتا۔ ازانجملہ وہ کہ بزرگون کی تاریخ
کی بابت جامعین تفسیر ہسری اور اسکاٹ کے یون لکہتے ہین کہ آگسٹائن ان تاریخون کی
بابت یہود کو تحریف کا الزام دیتا تہا اور یہی راے جمہور قدما کی معلوم ہوتی ہی ازانجملہ وہ کہ
ان کتابون مین یقینی الحاقی ہوئے ہین جیسا تینون مقصدون کی دوسری فصل مین گذرا
ازانجملہ وہ کہ ان کتابون مین سے کچہہ ورس غایب بہی ہوگئے ہین سوا اسکے ہم کیا شکایت
کرین اہل کتاب نے تو کتنی کتابین ہضم کر ڈالین اور بعض جلا دین اور بعض پہاڑ ڈالین
تصریح اسکی کتاب اعجاز عیسوی مین بخوبی ہے ازانجملہ وہ کہ صرف عہد جدید کے کتابون مین
ڈیڑہہ لاکہہ ایسے اختلاف عبارت کے ہین کہ جن مین سے ایک کو بہی یا بعض کو مصنف کی عبارت

نہین کہہ سکتے جیسا کہ اوپر لکھہ آئے ہین یہہ باتین محمدیون نے صرف معتبر کتابون سے ہی ثابت نہین
کین بلکہ اونہون نے ہنگام مباحثہ پادری فنڈر صاحب اور ڈاکٹر وزیر خان صاحب بمقام آگرہ
جو پادری صاحب سے گفتگو بمقابلہ مولوی رحمت اللہ صاحب و مولوی محمد مظہر صاحب ہوئی
تھی پادری صاحب کو سات آٹھہ جگہہ تحریف اور تیس ہزار اختلافات عبارت کا اقرار کرنا
پڑا لہذا اب مقتضای انصاف یہہ ہی کہ پادری صاحب یہہ کہا کرین کہ محمدیون کا یہ دعوی کرنا
کہ کتب مقدسہ مین تحریف ہوگئی ہے بیجا نہین ہی کیونکہ جو جو ثبوت کہ پادری صاحب طلب کرتے تھے
محمدیون نے اون سے بڑہکر پیش کردئے جس شخص کو اسکی بحث بالتشریح دیکہنا ہو وہ کتاب
اعجاز عیسوی دیکہلے اب اسپر تو بخوبی ثابت کردیا گیا کہ قرآن مجید مین کچہہ بھی کمی بیشی نہین ہوئی
جیسا نازل ہوا تہا ویسا ہی ہی اور قیامت تک ایسا ہی رہیگا اور بعض مجہول و نامعتبر فرقہ
شیعہ اور پادری صاحبون کو جو اس بارہ مین شبہات تھے اونکا پورا پورا جواب ہوگیا اب بہی
اگر اون حضرات شیعہ کو جو ایسا کہتے ہین تسلی نہو تو تعجب ہی کیونکہ اونہین کے علماے محققین کے
نزدیک ویسے لوگ جو تحریف قرآن کے قایل ہوے ہین مجہول اور نامعتبر اور جہوٹے ہین اب
آگے کچھہ اور آیات قرآن مجید کے جنسے فضایل صحابہ رض بخوبی ثابت ہین بیان کئے جاتے ہین
واضح رہے کہ خلفاے کرام اور صحابۂ عظام مہاجرین اور انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین
کی طرف کفر و نفاق و ارتداد کے نسبت کرنا موافق شریعت حنفیۂ احمدی سے بالکل
باطل ہی اور آیات قرآنی اور اسیطرح اقوال ایمہ علیہم السلام کی جو کتب معتبرۂ اہل تشیع
مین منقول ہین اس خیال خام اور وہم بیہودہ اور عقاید باطل کو بالکل رد کرتے ہین
اور اس جگہہ اسکی ثبوت مین کچہہ آیات اور اقوال بیان کیے جاتے ہین سورۂ حج مین اللہ تعالی
صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی نسبت فرماتا ہے وَجَاهِدُوا فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهِ
هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ
مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ

فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ هُوَ مَوْلٰکُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ
یعنی جہاد کرو اسد کے واسطے (خدا کے دشمنون سے ظاہری ہون مثل کفار کے یا باطنی ہون
مثل نفس ور شہوت کی جیسا چاہیے جہاد کرنا یعنے دل کی صفائی اور خلوص نیت سے)
اوسنے یعنے اسد جلشانہ نے تمکو پسند کیا اور نہین رکھے تمپر دین مین کچھہ مشکل دین تمہارے
باپ ابراہیم کا اوسنے یعنے اسد جلشانہ نے نام رکھا تمہارا مسلمان حکم بردار پہلی سے)
یعنی پہلے قرآن کی اگلی کتابون مین) اور اِس قرآن مین تاکہ رسول ہو بتانے والا تمپراور
تم ہو بتانے والے لوگون پر قایم کرو نماز اور دیتے رہو زکوۃ اور بہروسا کرو اسد پر سب اپنے
کامون مین وہ تمہارا صاحب ہی اور پس کیا خوب مولی ہی اور مددگار۔ دیکھو اس آیت مین
اسد تعالی جلشانہ صحابہ رضی اسد عنہم اجمعین سے مخاطب ہوکر فرماتا ہی کہ ہمنے تمکو پسند کیا ہی
اور اگلی کتابون اور نیز قرآن مجید مین تمہارا نام مسلمان حکم بردار رکہا ہی تمکو رسول اسد صلی اسد
علیہ وسلم کا نائب کیا تا ہمارے احکام رسول اسد صلی اسد علیہ وسلم تمکو بتاوین اور تم لوگونکو
بتاؤ۔ پس ظاہر ہے کہ اسد جلشانہ نے صحابۂ کرام رضی اسد تعالی عنہم اجمعین کو پسند فرمایا
جو کوئی اون کو ناپسند کرے اوسنے معاذ اسد خدا کا مقابلہ کیا اور نیز اسد صاحب نے صحابہ
رضی اسد عنہم اجمعین کو مسلمان کہا جو اونکو مسلمان حکم بردار نہ سمجھے اوسنے سراسر حکم خدا نمانا اور
جسنے حکم خدا نمانا اوسکو آپ ہی بتاؤ کیا کہینگے اور حسب منشا ہی۔ لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا
عَلَیْکُمْ وَتَکُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَی النَّاسِ۔ یعنی تاکہ رسول ہو بتانے والا تمپر اور تم ہو بتانے
والے لوگون پر تعلیم دینی اور مذہبی صحابہ رضی اسد عنہم اجمعین کے موجب حکم خداوندی ٹھہری
جسنے اونکی فرمانبرداری اور پیروی دین ومذہب مین نکی اوسنے درحقیقت خدا اور رسول
صلی اسد علیہ وسلم کی فرمانبرداری نکی اب ظاہر ہی کہ منکر حکم خدا اور رسول مسلمان ہو ہی نہین سکتا
اے ہمارے پروردگار محض اپنے کرم اور رحم سے منکران صحابہ رضی اسد عنہم اجمعین کی
کورچشمی وسیہ قلبی کو دور فرماکر نور ہدایت عطا فرما کہ وہ بہی تیرے بندے ہین وہ لوگ بہی

راہ راست پر آجائین اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی مراتب کو جو تونے اور تیرے حبیب پاک حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمائے ہین یقین کرین

رتبہ اور شان صحابہ کی ہون کہتا تعریف
اہل انصاف کو ہون اونکی سُناتا تعریف

ہم تو سو جان سے عاشق ہین کرین کیا تعریف
اونکی خوش ہوکے خدا آپ ہی کرتا تعریف

گر یقین تمکو نہو دیکھ لو قرآن لیکر
ہر جگہ پاؤگے تعریف ابوبکرؓ و عمرؓ

غور سے دیکھو تو قرآن مین ہی مذکور اکثر
صفت حضرت عثمانِ غنی و حیدر

رونق اسلام کو دی دینِ نبی پھیلایا
تب ابو بکرؓ نے یہ رتبۂ عالی پایا

شان فاروق کی سنکر رو تم دلمین یقین
جنکے اسلام کی حضرت نے دعائین مانگین

اب سنو دل سے سخاوت کا تم عثمان کی حال
راہ مولا مین لوٹاتے تھے سدا اپنا مال

زور بازو سے شجاعت ہی عیان حیدر کا
قلعہ اک آن مین کیا فتح کیا خیبر کا

الغرض جتنے ہین اصحاب رسولِ عربی
اونکی تم شان مین کرنا نہ کبھی بے ادبی

صفت وہ کہوتا ہے ایمان عدو بنتا ہے
جو کہ توہین صحابہ کی بدل سُنتا ہے

کیسی تعریفین خدا کرتا ہے خوش ہو ہو کر
دیکھو قرآن مین ذرا دل سے مخاطب ہوکر

یارو انصاف کرو جو کہ فدا جان کرین
جان اور مال فدا از پئے ایمان کرین

چھوڑین گھر بار کو ہمراہ نبی ہو جاوین
اور غریب الوطنی کا بہی بہت دکھ پاوین

ہوکے بامال غریب اور گدا کہلاوین
راہ مولا مین خوشی سے جو گلا کٹواوین

آگ مین کود پڑین شہرون ہی کبھی لڑجاوین
چشم احمد سے ذرا سا جو اشارا پاوین

جان اور مال کو حضرت پہ تصدق یارو
کیون وہ کرتے تھے بھلا ہمکو تمہین بتلادو

یا تو دنیا کی طمع کے لیے یہ تھی سب بات
یا فقط دین کے خاطر یہہ اوٹھاسے آفات

دونون وجہون کے سوا ہمکو کوئی اور سبب
اونکی جان بازی کا ظاہر نہین ہوتا مطلب

اب جو آسایشِ دنیا کا کیا جاسکے خیال
تو محض ہے یہہ غلط زر تہا وہان جمع نہ مال

تھا نہ جز نام خدا گھر مین نبی کے یارو
فاقہ رہتا تھا سدا گھر مین نبی کے یارو

عیش و آرام کا سامان جو گھر مین ہوتا
خوف اعدا سے بھلا رنج سفر مین ہوتا

کیون بسر اپنے مکان مین نہ براحت کرتے
کس لیے بے سر و سامانی سے ہجرت کرتے

جس لیے پہونچے مدینے مین وہ سب ہے معلوم
راہ کا رنج و غم و درد و تعب ہے معلوم

کیا مدینہ کو گئے سن کے خزانے کی خبر
لوٹ کر لائین وہان جا کے بہت سیم و زر

مال پانے کسی راجہ کے دربار گئے
اس سبب سے کہے یہ زر کے طلبگار گئے

قصہ کوتاہ وہان طمع کا کچھہ نام نہ تھا
زر کی خواہش نہ تھی اور مال کا کچھہ کام نہ تھا

وہ تو تھے طالب دین اور خدا تہا مطلوب
مال اور زر سے سوا اونکو نبی تھے محبوب

جتنی باتین تھین صحابہ کی وہ سب تھین للہ
بخدا اون مین کوئی شخص نہ تھا طالب جاہ

دیکھنا خوب ہی غیرون کی سنی باتون سے
دیکھو تاریخ و سیر اپنے اوٹھا ہاتھو سنے

ہر بشر کے لیے واجب ہی کہ وہ دین کے کام
خوب سا سونچ لے اور جان لے اوسکا انجام

اب یہہ ہم پوچھتے ہین جتنے مذاہب ہین عام
کس مین واجب ہی وظیفہ کی جگہہ پر دشنام

کس طرح اوسپہ خداوند کی رحمت ہو گی
جسکے آئین مین دشنام عبادت ہو گی

اور دشنام بھی اونکی ہو کہ جنکی اللہ
کرتا قرآن مین تعریف ہے سبحان اللہ

کہتے ہین جتنے تھے اصحاب نبی بد دین تھے
جز تن چند کہ حضرت سے وہی بے کین تھے

یہہ نہین جانتے جب بدر مین ہوتا تہا جہاد
کتنے اصحاب تھے موجود وہان چند افراد

جب کہ کعبہ کو مدینہ سے نبی جاتے تھے
کتنے اصحابون کو ہمراہ لئے آتے تھے

تھے تن چند وہان یا کہ تھا انبوہ کثیر
اسکو تو جانتے ہین یارو صغیر اور کبیر

وہان پہ کس دھوم سی تعریف خدا کرتا ہی
خود صحابہ کی صفت اور ثنا کرتا ہے

تم سے مین خوش ہوا تم بھی ہوئے مجھسے راضی
مین بھی خوش تم سے ہون اور خوش ہو تم مجھسے بھی

اب یہہ انعام مین دیتا ہون رضامندی کا
یعنی پیغام تمھین دیتا ہون خورسندی کا

رہنا جنت مین سدا انمین سے آرام کے ساتھ
اب یہان موٹی سی اک بات بتاتے ہین ہم
یعنی اصحابون کو اچھا جو بتاتے ہین ہم
اگر اصحاب بنے ہین ہمہ تن نیک خصال
اور معاذ اللہ اگر قول مخالف ہو راست
جب خدا ہم سے کریگا یہ قیامت مین سوال
ہم کہین گے کہ خداوند جہان ربِّ جلیل
اوسی قرآن کے احکامون کو پیغمبرِ دین
اوسی قرآن کو ہم حکم ترا جانتے تھے
رضی اللہ کہا تونے تو اے ربِّ عباد
تونے بھی بیعتِ رضوان مین کیا اونکا بیان
کہ خبردار خبردار صحابہ کو مرے
اے خدا ہم ترے قرآن کو حق جانتے ہین
اب ذرا انسے بھی کچھ پوچھیہ یہ کیا کہتے ہین
انکے بھی پاس وہ قرآن چہل پارہ ہے
کونسا پارہ ہے اور کونسی آیت نے خدا
اب ذرا دیکھ لے انکا بھی منگا کر قرآن
اونکی جان بازی سنو جنکو برا کہتے ہو
غار مین جب ہوئی پوشیدہ نبی مختار
گھر مین ارقم کے نبی تھے مع اصحابِ کرام
آئے جسوقت عمرؓ شوق سے ارقم کے گھر

اور یہان رکھونگا تمکو مین بڑے ارام ساتھ
بھولے بھٹکون کو وہ راست پہ لاتی ہین ہم
اونکی تعریفین بیان کرکے سُناتے ہین ہم
تب تو ہر حال مین ہے ٹھیک ہمارا یہ خیال
تب بھی ہم ہونگے بری ذمہ ہان بکم وکاست
جو بُرے تھے اونہین تم کہتے تھے کیون نیک خصال
لیکے قرآن ترا جاتے تھے حضرت جبریلؑ
اپنی امت کو کیا کرتے تھے ہردم تلقین
جو بھلے اوسمین ہین ہم اونکو بھلا جانتے تھے
اور رضی عنہم سے وہی تو ہین لئی تونے مراد
اور نبی نے بھی ترے صاف کیا ہم پہ عیان
نہ کہے کوئی بُرا خود وہ بُرا ہے جو کہے
اس لئے جتنے صحابہ ہین اونہین مانتے ہین
دیکھین کیا سامنے تیرے یہ بھلا کہتے ہین
جس مین احوال بد و نیک لکھا سارا ہے
جس مین اصحاب نبی کو ہے بُرا تونے کہا
کیون دکھاتے نہین اے بھائیو لاکر قرآن
ساری امت مین بُرا کہتے ہو سب سی جنکو
کون تہا غیر ابوبکرؓ وہان پر غمخوار
کرتے تھے ذکرِ خدا اپنی زبانون کو تھام
لیکے آغوش مین فرمانے لگے پیغمبر

ای عمر دین مین آ چھوڑ جہالت کی بات — رہنا جنت مین سدا شوق سی تو میرے ساتھ

سنکے یہ بات عمرؓ کہنے لگے تب واللہ — آیا ہون مین اسی امید مین تبلائیے راہ

کفر سے دین کی طرف جبکہ عمرؓ گھوم گئے — ہو کے خوش جملہ صحابہ وہین جھوم گئے

بعض اصحاب یہ کہتے تھے مبارک ہو عمر — کل دعا تیرے لیے مانگتے تھے پیغمبر

آج تم دولتِ ایمان سے معمور ہوئے — پرتوِ نور سے اللہ کے پر نور ہوئے

پوچھا حضرت سے عمرؓ نے یہ کہ اللہ معک — لوگ کتنے ہوئے اسلام مین داخل اب تک

ہنسکے بولے یہ عمر سے ابہی تک انتالیس — تمکو لیکر ہوئے اسلام مین پورے چالیس

تب عمرؓ نے کہا اسے ماہ عجم مہر عرب — چلیے کعبے مین پڑہین آج نماز ہم سب

برملا سجدۂ اصنام تو کفار کرین — گہر مین ہم چھپکے عبادت پئے غفار کرین

وان تو بیٹھے تھے کعبہ کی جدائی سی نبی — سنکے یہ بات اوسیوقت ہوئی تیاری

لائے ایمان عمرؓ جب سے ہوا ظاہر دین — تجھ مین اسلام اگر ہے تو یہ کر بات یقین

وقت شادی کے نہ تہا پاس علی کے کچھ زر — کہا حضرت نے زرہ بیچ تو اپنی جا کر

وان پہ عثمانؓ سوا کون تہا لینے والا — دام دیکر کے زرہ مفت مین دینے والا

اب سنو حضرتِ طلحہ کا ذرا یارو حال — جب اُحد کے ہوا میدان مین وہ جنگ قتال

ایک کافر کا شہِ دین پر اک وار ہوا — دست طلحہ سپرِ سیدِ ابرار رہا

ہاتھ ہیہات کہ جانباز کا ناکام ہوا — صفِ عشاق مین طلحہ کا بڑا نام ہوا

اوجب طلحہ یارو ہے حدیثِ نبوی — طلحہ کو جنگ اُحد مین یہ بشارت دی تہی

یعنے واجب ہوئی طلحہ تجھے خوش ہو جنت — تجھسے مین خوش ہوا تجھپر ہو خدا کی رحمت

اہل تاریخ نے لکھی یہ خبر ہے کہ زبیر — بہائی حضرت کے پھوپھی کے تھے نہین تھے کوئی غیر

ایک دن اپنے صحابہ سے وہ خالق کے حبیب — یون لگے کہنے بصد رنج و محن آکے قریب

تھے کچھ ذکر سنا قتل ہوئے آج خبیب — اون سے راضی ہوا خلاق دو عالم لاریب

مگر اس بات کے کرنے سے مرا دل ہے ملول
سولی دیکر اونہین اعدا نے کیا ہی مقتول

نعش مقتول کی جو شخص یہان لائے گا
مین بھی خوش ہونگا وہ حق سے بھی جزا پائیگا

سنکے فرمانِ نبی پہونچے زبیر اوس جا پہ
اک جوان ساتھ لیا نعش اوتاری آکر

نعش گھوڑی پہ رکھی اور ہنکا یا رہوار
چھین لنے نعش کو دوڑے ہوئی آئے کفار

پہونچے کفار مقابل ہوئے جب اوس نر کے
یعنے جانباز برادر جو تھے پیغمبرؐ کے

نعش جب زین سے اوس صاحبِ تیغ رکھی
اپنی آغوش محبت مین زمین نے رکھی

شیر کی طرح سے للکار کے بولے یہہ زبیرؓ
میری تلوار کی دیکھی نہین تمنے ابھی سیر

سر نہوگا قدم آگے کو بڑہایا جسنے
تم نہین جانتے ہو مجھکو ہے بھیجا کس نے

اوسنے بھیجا ہے مجھے جو ہے خدا کا محبوب
نعش مقتول کو لیجاؤن یہی ہے مطلوب

ٹکڑے ٹکڑے اک دم مین اوڑا دونگا تمہارے سبکے
جسکو لڑنا ہو سمجھہ بوجھہ کے وہ ہم سے لڑے

الغرض سنکے رجز تھم گئے کفار تمام
ہوئی جرات نہ کسیکو جو بڑہاتا کوئی گام

جب زبیر آئے مدینے مین تو سارا احوال
عرض حضرت سے کیا خوش ہوئے حضرتؐ بکمال

بولے آغوش مین لیکر کے یہہ حضرت کہ زبیر
میرے ہمراہ تو فردوس کی دیکھے گا سیر

تیری جانبازی سے خوشنود ہوا ربِ جلیل
مغفرت کا ترے پیغام ہین لائے جبریل

بولے وہ سنکے یہہ مژدہ مین فدا تم پہ رسول
ترے صدقہ مین ہوئی ہو تری امت مقبول

اور پھر سورۂ نور مین اللہ تعالی جلشانہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی فضیلت مین فرماتا ہی
وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ
الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ
اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ
یعنی وعدہ دیا اللہ نے اون لوگون کو جو (وقت نزول اس سورہ کے) تم سے ایمان لائے اور کئی
ہین نیک کام البتہ یقینًا خلیفہ کریگا اونکو ملک مین جیسا خلیفہ کیا تھا اون سے اگلون کو یعنے

داؤد علیہ السلام کو جیساکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ)
اور اوسی طرح سلیمان علیہ السلام وغیرہ کو) اور جادیگا اونکو دین اونکا جو پسند کردیا اللہ نے
اونکے واسطے اور دیگا اللہ اونکو اونکے ڈر کے بدلے امن میری بندگی کرینگے شریک نکرینگے
میرا کوئی اور جو کوئی ناشکری کریگا اس پیچھے سو وہی لوگ ہین بے حکم۔ اور جو لفظ مِنْكُمْ مین
ضمیر مخاطب کی ہے اور تو جگہہ ضمیر غایب کی صیغہ جمع کے ساتھ واقع ہوئی ہے اور جمع کا اطلاق
تین سے کم پر نہین ہوتا پس اس آیت مین وعدہ ہی کہ اون صحابہ سے جو اس آیت کی نزول
کے وقت مین ایمان لاچکے تھے تین آدمی یا زائد تین سے درجۂ خلافت پر مثل داؤد اور
سلیمان علیہما السلام کے پہونچین گے اور اون کے وقت مین وہی دین ظاہر ہوگا جو خدا کی
نزدیک پسندیدہ ہی اور اون کے وقت مین مسلمانون کو امن کامل حاصل ہوجائیگا اور
مسلمان لوگ خالص بندگی خدا کی کرینگے اور اس وعدہ کو اللہ تعالیٰ نے پورا کیا اور خلفاء اربعہ
رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ کو درجۂ خلافت کبریٰ پر پہونچا کر دین احمدی کو شرقاً
وغرباً ظاہر کیا پس یہہ چارون خلیفہ بلاشبہ سچے خلیفہ ہین اور اونکے وقت مین جو دین ظاہر ہوا
وہی دین مقبول وپسندیدۂ خدا ورسول تھا اور اون چارون خلیفہ کا ایک ہی دین ومذہب
تھا جو پسندیدہ خدا کا تھا اور سب پر روشن ہی کہ وہ چارون خلیفہ یکے بعد دیگرے حضرت
ابوبکر وحضرت عمر وحضرت عثمان وحضرت علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہین جبکہ اونکا
دین ومذہب مقبول ورپسندیدۂ خدا ورسول ہے تو بلاشک اونکے خلاف جو دین ومذہب
اختیار کریگا وہ درگاہ رب العالمین مین مردود ہوگا اور جو اونکی خلافت کا اور
دین حق پر ہونیکا منکر ہے وہ بلاشک منکر قرآن ہے اور جو منکر قرآن ہی وہ قطعی جہنمی ہے
پھر اللہ جلشانہ فرماتا ہی فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ
وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ
وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ۔ ترجمہ پس جنہون نے ہجرت کی اور نکالے گئے اپنے گھرون سے اور ایذا دیے گئے میری راہ مین

اور لڑے اور مارے گئے البتہ دور کرونگا اونسے برائیان اونکی اور البتہ داخل کرون گا اونکو
بہشتون مین جاری ہین نیچے اونکے نہرین ثواب اللہ کے پاس سے اور اللہ کے نزدیک
ہی اچھا ثواب) یعنی اس آیت مین اللہ جلشانہ مہاجرین کی تعریف بیان فرماتا ہی اور اونکے جنتی
ہونے کی بشارت دیتا ہی فرماتا ہی کہ جن لوگون نے اپنے وطن اور گھر میرے لیے چھوڑے اور جن لوگونکو
مجھہ پر ایمان لانے کی وجہ سے تکلیفین اور اذیتین دیگئین اون لوگون نے گھر بار کنبہ قبیلہ چھوڑنا
گوارا کیا مگر ایمان پر قایم رہے تو ایسے سچے دل کے ایمان والون سے مین بھی نہایت ہی مہربانی
سے پیش آؤنگا اور اونکی جانفشانیون اور مصیبتون کے عوض اچھا نیک بدلا دونگا اور اون کے
گناہون سے درگذر کرونگا بلکہ اونکے گناہون کو اگر ہونگے نیکیون سے بدل دونگا بلا پرسش
اونکو ایسی جنتون مین جگہہ دونگا جنکے نیچے نہرین بہتی ہونگی اور یہ ثواب اونکو اونکے اعمال سے
بہت زیادہ دونگا اپنے فضل اور مہربانی سے آگے حضرات مؤمنین محبین ان آیتون کو ذرا
بنظر انصاف دیکھیئے مہاجرین کی فضیلتون اور بزرگیون کو خیال فرمایئے کہ اللہ تعالی جلشانہ کیسی
محبت اور عنایت سے اونکا ذکر فرماتا ہے جنکے قطعی جنتی ہونیکا ذکر فرمایا ہی وہ کون تھے کیا
حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین مہاجرین نہ تھے کیا ان حضرات نے
اپنا گھر بار نہ چھوڑا تھا کیا کوئی حرف استثنا یہان سے محذوف ہی کہ یہہ حضرات اس آیت
شریف سے مستثنی ہین کیا یہہ حضرات لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ کے وعدے سے خارج
ہین بلکہ اسکے مخاطب سوا صحابہ کے کوئی ہو ہی نہین سکتا کیونکہ اہل بیت تو بزعم شیعہ
معصوم ہی ہین اون سے اس قسم کے وعدے ممکن نہین لہذا جتنی آیتین ایسی ہین جنمین
وعدے عطاے جنت کے اور تکفیر سیأات کے ہین وہ سب صحابہؓ کی شان مین ہین سارے
بھائیو ان حضرات کا خلوص دل سے ہجرت ہی کرنا ایسا ایک عمل ہی کہ ہزار اعمال اور بے شمار
عبادت اور نیکیون سے افضل اور بہتر ہی تم مت انکی نکتہ چینیون اور عیب جوئی مین اپنی
عمر اور اوقات ضایع کرو لو فرضنا تمنے اپنے خیال خام کے موافق دو چار عیب بیہودہ بہی نکالی

تو جب تک تم اونکے مہاجرین ہونے سے انکار نکروگے یہ عیب جوئی تمہاری کچھ کام نہین آسکتی نہ اون کے قطعی جنتی ہونے مین کچھ ضرر پہونچ سکتا ہی کیونکہ اللہ تعالی خود فرما چکا ہی کہ مین اونکو ضرور جنت مین جگہہ دونگا اون کے گناہون سے درگذر کرونگا اسلئے کہ وہ میرے محبوب کے ساتھ ہونیکی وجہ سے اپنے محبوبون سے چھوٹے گھربار چھوڑ میرے واسطے ہزارون رنج و مصائب مین گرفتار ہوئے اور یہہ ظاہر ہے کہ ان حضرات کے مہاجرین ہونے سے تم کسیطرح انکار نہین کرسکتے خود قرآن شریف اور بے شمار کتب تواریخ اسلامی اور غیر اسلامی انکے مہاجرین ہونے پر شاہد ہین تو ناحق اونکی برائی کرکے عمر اپنی برباد کرتے ہو اور روسیاہی دارین کی حاصل کرتے ہو وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ ہمارا کام کہدینا ہے یا روہ اب آگے چاہے تم مانو نہ مانو + پھر سورۂ توبہ مین اللہ جلشانہ مہاجرین اور انصار کی نسبت فرماتا ہی - وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ترجمہ اور آگے بڑھ جانے والے پہلے ہجرت کرنے والون سے اور مدد دینے والون سے اور وہ لوگ کہ پیروی کرتے ہین اونکے ساتھ نیکی کے راضی ہوا اللہ اون سے اور راضی ہوئی وہ اللہ سے اور تیار کی واسطے اونکے بہشتین جاری ہین نیچے اونکے نہرین رہنے والے اوسمین ہمیشہ یہہ ہے مراد پانا بڑا - واضح رہے کہ جنگ بدر تک جو مسلمان ہوئے ہین وہ سب قدیم کہلاتے ہین اور باقی اونکے تابع پس اللہ جلشانہ نے قدیم یعنے پہلے مہاجرین اور انصار اور اونکے تابعین بالاحسان دونون کے حق مین چار باتین ارشاد فرمائین اوّل یہ کہ اللہ اون سے راضی ہی دوسرے یہہ کہ وہ سب اللہ سے راضی ہین تیسرے یہہ کہ اللہ اون کو بہشت عطا فرماویگا چوتھے یہہ کہ یقیناً وہ سب اوسمین ہمیشہ رہینگے پس بلاشبہہ از روے عام تواریخ و شہادات کتب معتبرۂ شیعہ ہر طرح پر یہہ بات ثبوت کو پہونچی ہوئی ہے کہ حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ

سورۂ توبہ سیپارہ ۱۱ رکوع ۲

رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین باعتبار ایمان اور ہجرت کے پہلے مہاجرین مین داخل ہین
اور باقی وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ مین داخل ہین پس ان سب کے واسطے یہہ چارون
باتین ثابت ہین پس اگر کوئی شخص ذرا بھی اس آیت شریف کے مطلب پر غور کرے
اور سوچے تو ہرگز کسی طرح پر صحابۂ کبار اور مہاجرین اور انصار کی نسبت بجز فضیلت اور
بزرگی اور قطعی جنتی ہونے کے دوسرا اعتقاد نہین رکھ سکتا اسلیے کہ جب اون کی نسبت اللہ تعالے
خود فرماتا ہی کہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ یعنی مین اون سے راضی ہون اور وہ مجھسے
راضی ہین اور خدای عادل جلشانہ اون کے حق مین ارشاد فرماتا ہی کہ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ
کہ تیار اور آراستہ کر رکھی گئین ہین اونکے واسطے بہشتین تو پہر کون شخص ہی مطیعان
قانون اسلامی مین سے جو قرآن مجید کو خدا کا کلام جانتا ہو اور اونکی فضیلت کا قائل نہو
اے شیعان پاک ذرا ادھر متوجہ ہو اور نہین تو صرف اتنا ہی غور کرو کہ مہاجرین اور انصار
مین وہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین جن سے تم عداوت رکھتے ہو داخل ہین یا نہین اگر
داخل ہین تو پہر اونکی قطعی جنتی ہونے مین تمکو کیا شک ہی اور اگر یہ کہو کہ نہین ہین تو
ذرا مہربانی کرکے یہ ہی بتا دو کہ پہر اللہ جلشانہ کا یہ خطاب کس سے ہی آرے بہائیو
تمکو شرم نہین آتی کہ قرآن مجید پر ایمان رکھنے کے یہی معنی ہین اور اسلام اسی کا نام
ہی کہ جنکے حق مین اللہ تعالی اپنی رضامندی ظاہر کرے اون سے تم ناراض ہو جنکے قطعی
جنتی ہونیکی اللہ تعالی خبر دیوے تم اونکو مسلمان ہی نہ سمجھو واہ اچھے مسلمان ہوا ور
اچھی مسلمانی ہے اور اگر کوئی ہٹ دھرم یہ کہے کہ اس آیت مین خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم
کے نام مذکور ہی نہین ہین اسواسطے اونکی فضیلت کے انکار سے آیت قرآنی سے انکار
لازم نہین آتا تو اوس شبہ کے دور کرنے کے لئے حضرت امام باقر علیہ السلام کی شہادت
پیش کی جاتی ہے جسطرح حضرت امام موصوف نے خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو اس
آیت کے حکم مین داخل کیا ہی وہ بیان کیا جاتا ہی اسکو گوش ہوش سے سنو اور اپنے

مذہبی کتابون سے سند ہو وہ یہ ہے کہ صاحب فصول نے امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے
اَنَّهٗ قَالَ لِجَمَاعَةٍ جَاءُوْا فِي اَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ اَلَا تُخْبِرُوْنِي اَنْتُمْ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ
الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَ
يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالُوْا لَا قَالَ فَاَنْتُمْ مِنَ الَّذِيْنَ تَبَوَّءُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ
مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ قَالُوْا لَا قَالَ اَمَّا اَنْتُمْ فَقَدْ بَرِئْتُمْ اَنْ تَكُوْنُوْا
اَحَدَ هٰذَيْنِ الْفَرِيْقَيْنِ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنَّكُمْ لَسْتُمْ مِنَ الَّذِيْنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ
جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ
وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ یعنی ایک روز
حضرت امام باقر علیہ السلام ایک جماعت پر گذرے جو حضرات خلفاء ثلثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
کی عیب جوئی کر رہے تھے حضرت امام نے اوس جماعت سے پوچھا کہ مجھسے تم یہ بتاؤ کہ تم
اون مہاجرین مین سے ہو جو خدا کے واسطے گہر سے نکالے گئے اور خدا ہی کے واسطے اُنکا
مال لوٹا گیا اور جنہون نے خدا اور رسول کی مدد کی اونہون نے کہا کہ نہین تب آپنے پوچھا
کہ پہر کیا تم اون لوگون مین سے ہو جنہون نے دار ہجرت اور ایمان مین گھر بنایا تھا اور
مہاجرین کو آرام دیا تھا اونہون نے کہا کہ نہین تب آپنے کہا کہ خود تم بے زار ہوے اور نہین
چاہتے کہ دونون فریق مین سے ہو اور مین اس بات کی گواہی دیتا ہون کہ تم اون مین
سے بہی نہین ہو جنکی نسبت خداوند تعالیٰ فرماتا ہی کہ جو لوگ بعد ان مہاجرین اور انصار
کے آوینگے وہ ایسے مومن ہون گے کہ یہ دعا کیا کرینگے کہ یا اللہ ہمارے اور ہمارے
اگلے بہائیون کی جو ہمسے ایمان مین سبقت لے گئے ہین مغفرت کر اور ہمارے دلون مین
مسلمانون کی طرف سے کینہ مت رکھ بیشک تو نرمی کرنے والا مہربان ہے) ارے بہائیو
انصاف تو کرو کہ امامیہ کہلاتے ہو اور ایمۂ کرام کے اقوال کو کم از آیات نہین سمجھتے ہو
مگر نہین معلوم کہ حضرات ایمۂ علیہم السلام کے اون اقوال کو جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

کے فضایل ہین ہین کیون نہین مانتے اور کیون اپنے امامون کی پیروی نہین کرتے اور اونکو کیون صحابہ کے فضایل بیان کرنے مین جھوٹا جانتے ہو بہر نوع حضرت امام باقر علیہ السلام کی اس حدیث سے ثابت ہوگیا ہے کہ حضرت امام موصوف علیہ السلام کے نزدیک خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم اس آیت کے حکم مین داخل ہین اور جو وعدے جنت وغیرہ کے خدانے مہاجرین اور انصار سے کئی ہین اونمین خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم شریک ہین اور یہہ بھی ظاہر ہوگیا کہ جو لوگ عیب جوئی کرتے تھے اونسے حضرت امام باقر علیہ السلام ناراض اور بیزار تھے اور عیب جو لوگون کو آپ اسلام اور ایمان سی خارج سمجھتے تھے پس اس مقام پر بمصداق اَلتَّقِیَّۃُ دِینِی وَدِینُ اٰبَائِی تم لوگ یہی کہوگے کہ حضرت امام نے براہ تقیہ ایسا فرمایا کیونکہ سوائے تقیہ کے اور کوئی جواب ہو ہی نہین سکتا مگر معلوم نہین کہ کہان کہان تقیہ کو ڈھال بناؤگے افسوس ہزار افسوس کہ اللہ تعالیٰ جلشانہ تو صاف صاف مہاجرین اور انصار کی توصیف فرمارہا ہے اور حضرات ایمہ علیہ السلام خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی بہت اچھی طرح صاف صاف فضایل بیان کررہے ہین پھربھی اگر حضرات شیعہ قائل نہون اور مؤمن پاک وزبان حضرت امام کو سچا نہ سمجھین اور صحابۂ کرام مہاجرین اور انصار کے فضایل مین کچھ شک رکھین تو نہیں معلوم کہ پھر کیسے دلایل چاہتے ہین بعض اوقات حضرات شیعہ یہہ کہتے ہین کہ جن مہاجرین اور انصار کی تعریف اللہ جلشانہ قرآن مجید مین فرماتا ہی وہ مہاجرین اور انصار ہین جنہون نے محض خدا کے لئے ہجرت اور نصرت کی تھی نہ وہ لوگ جنہون نے بطمع دنیا ہجرت اور نصرت کی خلاصۂ گفتگو ان بعض شیعہ کا یہہ ہی کہ خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم نے ہجرت اور نصرت دنیا کی طمع سے کی تھی اس شبہہ بےاصل اور پوچ کے جواب تین ہین اول تو ظاہر ہے کہ جب مہاجرین نے ہجرت کی تھی اور انصار نے نصرت کی تھی تو اوسوقت دولت کہان تھی جسکی طمع کی گئی کیا مہاجرین کو خبر ملی تھی کہ مدینے مین کوئی خزانہ یا سونے کا پہاڑ نکلا ہی

جسکی طمع سے اِن لوگون نے ہجرت کی تہی اور کیا انصار کو یہہ خبر ملی تہی کہ یہہ مہاجرین بہت کچہہ دولت دنیا ہمراہ لیے آئے ہین جسکے چہین لینے اور لوٹ لینے کے واسطے انصار نے اونکو اپنے گہرون مین ٹھہرایا تہا اور اونکی نصرت کرتے تھے اگر مہاجرین اور انصار نے خدا ہی کیواسطے ہجرت اور نصرت نہیں کی تہی تو اور کیا سبب تہا کوئی شیعہ بتائے تو سہی دوسرے یہہ کہ اگر تمام مہاجرین اور انصار نے طمع دنیا سے ہجرت اور نصرت کی تہی تو خدا کا مہاجرین اور انصار کی تعریف کرنا معاذ اللہ فضول اور مہمل ٹھہرتا ہی کیونکہ خدا کے لیے تو کسی نے ہجرت اور نصرت کی نہین پہر خداوند تعالی کسکی شان مین وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فرماتا ہی اور جب سب کے سب منافق تھے تو لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ کن لوگون کی نسبت ارشاد ہوا اور اگر یہ کہی کہ بعضون کی ہجرت اور نصرت خدا کے واسطے تہی اور بعضون کی دنیا کے واسطے تو اونکا نشان بتائیے کہ خدا کے واسطے کتنے لوگون نے ہجرت کی تہی اور وہ کون کون تھے اس صورت مین حسب گمان حضرات شیعہ سوائے دو چار نام کے اور کوئی نہ نکلیگا اور تین چار شخصون کی ہجرت اور نصرت سے کچہہ فائدہ نہین ہو سکتا اور پہر وہی خلفاے ثلثہ اونمین بہی موجود ہون گے کیونکہ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ کے بالاتفاق یہی بزرگوار مصداق ہین اس سے پہلے مدینے مین کس نے ہجرت کی ذرا اوسکا نام تو لو بلکہ حضرت ابوبکر کے سابق مہاجر ہونیکا تو خود قرآن شاہد ہی کیا آیت ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ الی آخرہ اس بات پر دلیل بیّن نہین ہی ہان حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ضرور حضرت ابوبکرؓ کے کچہہ دنون بعد ہجرت کی تہی اگر وہ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مین داخل ہون تو ممکن ہی اون کے واسطے کوئی اور آیت تلاش کرو اور ایسی آیت جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واسطے نص صریح ہے حضرت علیؓ اور حضرات حسنینؑ کے لیے لاؤ۔ تیسرے یہ کہ اللہ جلشانہ نے اپنے قرآن مجید مین خود اس شبہہ کو دور کر دیا ہی کیونکہ اللہ تعالی تو عالم غیب تہا یہ جانتا تہا کہ کسی وقت مین کچہہ میرے نافرمان بندے میرے مہاجرین اور انصار پر شبہے کرینگے لہذا اعداء ارحم الراحمین علام الغیوب نے

[margin, handwritten:] [illegible]

اپنے مہاجرین اور انصار کی طرف سے خود جواب دیدیا دو آیتون مین خدا پاک نے اس امر کی تصدیق کردی کہ مہاجرین اور انصار نے جو کچھہ کیا وہ میرے ہی واسطے میری ہی راہ مین کیا ہی پہلی آیت مین اللہ جلشانہ مہاجرین کی نسبت فرماتا ہی اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ یعنے جو لوگ نکالے گئے اپنے گہروں سے اونسے کوئی قصور نہین ہوا تہا سوا اسکے کہ وہ اللہ کو اپنا پروردگار کہتے تھے اور کفر چہوڑکر اسلام اختیار کیا تہا پس اس آیت سے صاف صاف معلوم ہوگیا کہ مہاجرین کی ہجرت کا باعث سوا اسکے کچہ نہ تہا کہ اونہون نے کفر چہوڑا اسلام اختیار کیا تہا کفار اونکے مسلمان ہونے سے خفا ہوگئے تھے اور اونکے خدا کو رب کہنے سے ناراض ہوگئے تھے اس قصور پر کفار نے ایذا دینا شروع کی بناچاری اونہون نے گہربار چہوڑ دیا ہجرت اختیار کی دوسری آیت مین اللہ جلشانہ نسبت انصار کے فرماتا ہی وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ ترجمہ (اور واسطے ان لوگون کے کہ جگہہ پکڑ رہی ہے گہر مین ہجرت کی لیسے مدینے مین اور ایمان مین پہلے ان سے دوست رکہتے ہین جو وطن چہوڑ آتے ہین اون کے اور نہین پاتے بیچ دلون اپنے کے ملش اوس چیز سے کہ دیے جاوین مہاجرین اور اختیار کرتے ہین اوپر جانون اپنی کے اور اگرچہ ہو اونکو تنگی اور جو کوئی بچایا جاوے بخیلی سے اپنی جان کے پس یہی لوگ ہین فلاح پانے والے) یعنے جو لوگ مہاجرین سے پہلے مدینے مین رہتے تھے وہ چاہتے ہین اون لوگون کو جو ہجرت کرکے آوین اونکے پاس اور جو کچہہ مہاجرین کو دیا جاتا ہی اوسکا خیال نہین کرتے اور اوس سے رنجیدہ نہین ہوتے اگرچہ وہ خود بہی محتاج ہین اور اپنی جانون سے زیادہ مہاجرین کو جانتے ہین اور کچہ بہی حرص وطمع نہین رکہتے اور جو ایسے ہین وہ فلاح پاوینگے۔ اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ ذرا انصاف سے ملاحظہ فرمایئے اس آیت مین اللہ تعالی جلشانہ انصار کی نصرت کی کیسی تعریف کرتا ہی اور اس امر کا اونکی

نصرت محض خدا ہی کیواسطے ہی کیسی تصدیق کرتا ہی۔ پس یہ عجب حیرانی ہی کہ جب خداوند تعالے مہاجرین کی ہجرت کو اپنے واسطے فرماتا ہی اور انصار کی یہی نصرت کو فقط اپنے ہی واسطے فرماتا ہی تو پھر شیعون کے منہہ سے یہہ بات کیونکر نکلتی ہی کہ اونکی ہجرت دنیا کی واسطے تھی ارے یارو تمکو کچھہ سمجھہ پڑتا ہی کہ تم خدا کے کلام کی تصدیق کرتے ہو یا تکذیب اللہ کا حکم مانتے ہو یا اوسکا مقابلہ کرتے ہو کیونکہ خدا تو مہاجرین اور انصار کو اچھا فرماتا ہی تم اونکو برا کہتے ہو اللہ فرماتا ہی کہ وہ مجھسے راضی اور مین اونسے راضی تم کہتے ہو نہین بالکل غلط نہ خدا اونسے راضی نہ وہ خدا سے راضی اللہ تعالی فرماتا ہی کہ مہاجرین اور انصار نے میرے لیے ہجرت اور نصرت کی ہی تم کہتے ہو نہین وہ تو دنیا کی طمع سے اپنے گہرون سے نکلے دولت کی لالچ سے پیغمبر صلعم کی نصرت مین شریک ہوے ارے غافل بہائیو ذرا تو سوچو غور کرو کہ ایک دو آیت ہون اور وہ بہی مجمل تب تو اوسکی تاویل ہو سکتی ہی اوسکے معنے بن سکتے ہین جب تمام قرآن مجید مہاجرین اور انصار کے ذکر سے بہرا ہی تو کہان کہان تاویل کروگے اور کس کس آیت مین تحریف معنوی کروگے سچ تو یہ ہی کہ اختیار کرنیکو تو تمنے مذہب عبد اللہ بن سبا کا اختیار کر لیا مگر اب کچہہ بن نہین پڑتا نہ قرآن مجید سے انکار کرسکتے ہو نہ اوسکی تصدیق بقول شخصے

لالہ یک داغ بدل دارو وعالم داند ✤ من کہ صد داغ بدل دارم وکس محرم نیست

اون مہاجرین اور انصار کے حق مین جو صلح حدیبیہ مین حاضر اور قریب چودہ سو کے تھے سورۂ فتح کی ۲۶ آیت مین اللہ تعالی فرماتا ہی اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ترجمہ جسوقت کیا اون لوگون نے کہ کافر ہوے بیچ دلون اپنے کے تعصب جاہلیت کا پس اوتاری اللہ نے تسکین اوپر رسول اپنے کے اور اوپر ایمان والون کے اور لازم کردی اونکو بات پرہیزگاری کی اور تہے وہ بہت حقدار ساتہہ اوسکے اور لائق اوسکے

اور ہی اللہ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا۔ یعنے جب رکھے منکرون نے اپنے دلون مین تیج نادانی کی ضد پہر اوتارا اللہ نے اپنی طرف سے چین اپنے رسول پر اور اون مسلمانون پر اور لازم کر دیا انکو کلمہ تقوی کا یعنے کلمہ شہادت کا کبہی اونسے جدا نہوگا یہی تہوا اسکے لایق اور اہل اسکے غیرون کی نسبت اور ہی اللہ ہر چیز سے خبردار۔ اس آیت شریف مین اللہ پاک نے اون سب صحابہ کے حق مین جن مین یقیناً حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم بہی داخل ہین چار باتین ارشاد فرمائین۔ اول یہ کہ وہ سب ایمان والے ہین دوسرے یہ کہ وہ سب نزول سکینہ مین رسول مقبول صلعم کے شریک تہی تیسرے یہ کہ کلمہ تقوی کا اونکو لازم تہا چوتھے یہ کہ وہ سب کلمۂ تقوی کے احق اور اہل تھے کلمۂ تقوی کی اونکو لیاقت کامل تہی پس مقام غور اور انصاف ہی اے شیعان پاک کہ مسلمانی اسیکا نام ہی کہ جنکی نسبت اللہ تعالے فرماتا ہی کہ اللہ نے اپنے رسول صلعم پر اور مومنین پر سکینہ نازل کیا ہی اور وہ مومنین کیسے ہین کہ اونکی واسطے کلمۂ تقوی لازم ہی کبہی اونسے جدا نہوگا اور وہ مومنین اسکے لایق ہین کہ اونسے کبہی کلمۂ تقوی جدا نہو اور وہ اسکے اہل ہین بہ نسبت غیرون کے اور اللہ تو ہر چیز سے خبردار ہے وہ سب کچھ جانتا ہی یعنے جب اللہ جلشانہ نے اونکو ایسا جانا تب ونکی نسبت ایسا فرمایا اللہ تعالی جنکی نسبت فرماتا ہی کہ کلمۂ تقوی اون کے ساتھ ہمیشہ ابدالآباد تک رہیگا وہ اسکے لایق اور اہل ہین تم اونکو عام مومنین کے برابر تو کیا مسلمان ہی نہین سمجھتے مگر کیا کرو کہ تم اپنی سرشت سے مجبور ہو مصرع نشود نیک نہاد کہ زمیثاق بدست + پہر اللہ جلشانہ فرماتا ہی لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ترجمہ اگر نہوتا لکھا ہوا اللہ کی طرف سے کہ پہلے گذرا ہی البتہ لگتا تمکو بیچ اوس چیز کے کہ لیا تہا تمنے عذاب بڑا۔ اس آیت شریف کی شان نزول یون ہی کہ بدر کی لڑائی مین مسلمان غالب ہوئے اور اللہ جلشانہ نے مسلمانونکو فتح نصیب کی اور مشرکین قید مین

آئے تب پیغمبر خدا صلعم نے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے اسبارہ مین مشورہ فرمایا کہ
ان مشرکین گرفتار شدہ کی نسبت کیا کرنا مناسب ہو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ نے
یہ راے دی کہ انکو فدیہ لیکر چھوڑ دینا چاہیئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ راے
ہوئی کہ آن قیدیون کی گردن مارنا چاہیے بلکہ جو جسکا رشتہ دار ہو وہ خود اپنے
ہاتھ سے اپنے رشتہ دار قیدی کو قتل کرے اور خدا کی محبت کے سامنے اپنی رشتہ دار
کی محبت کو کچہ نہ سمجھے مگر آنحضرت صلعم نے حسب مشورۂ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
کے اور نیز دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے قیدیون سے فدیہ لیکر چھوڑ دیا اوسپر آیت
نازل ہوئی چنانچہ اس روایت کی علماے امامیہ اور اونکے مفسرین بہی تصدیق کرتے
ہین جیسا کہ تفسیر خلاصۃ المنہج کاشانی مین لکھا ہے (روز بدر ہفتاد تن اسیر شدند و از جملۂ
ایشان عباس و عقیل بودند حضرت در باب ایشان با اصحاب مشاورہ کرد ابو بکر کہ از
مہاجرین بود گفت یا رسول خدا اکابر و اصاغر این قوم اقارب و عشائر تو اند اگر ہر یک
بقدر طاقت و استطاعت فدائے بدہد باشد کہ روزی بدولت اسلام برسد الی آخرہ)
کہ بدر کی لڑائی مین ستر آدمی مشرکین کے گرفتار ہوئے اونمین عباس اور عقیل بھی تھے
حضرت صلعم نے اون کے باب مین اپنے یارون سے صلاح کی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے
کہ وہ بھی مہاجرین مین سے تھے کہا کہ یا رسول اللہ یہ سب چھوٹے بڑے آپکے قبیلہ
اور قوم کے ہین اگر ہر ایک بقدر طاقت اور مقدور کے کچہ فدیہ دیوے تو چھوڑ دیجیے
امید ہو کہ ایک دن دولت اسلام پر پہونچین - اور مجمع البیان طبرسی مین لکھا ہے
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَمَا یُدْرِیْکَ یَا عُمَرُ لَعَلَّ اللّٰہَ اطَّلَعَ عَلٰی اَھْلِ بَدْرٍ فَغَفَرَ لَھُمْ فَقَالَ
اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ بلفظہ قد ر الضرورۃ کہ پیغمبر خدا صلعم نے
بدر کے دن قیدیون کے باب مین اپنے یارون سے کہا کہ اگر تم چاہو اونکو مار ڈالو اور اگر
چاہیے جانے دو تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ اونہون نے آپکو

جھٹلایا اور آپ کو نکالدیا اسلیے انکی گردنین مارنا چاہیے عقیل کو علی کے سپرد فرمائیے کہ وہ اونکو مارین اور فلان شخص میرے سپرد فرمائیے کہ مین اوسکو قتل کردون یہ سرداران کفار سے ہین اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ آپکی قوم اور رشتہ کے لوگ ہین انسے فدیہ لیکر چھوڑ دیجیے چنانچہ اسی مشورہ بموجب آنحضرت صلعم نے عمل درآمد فرمایا یعنے اونکو چھوڑ دیا تب یہ آیت نازل ہوئی اور پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ اگر عذاب آسمان سے نازل ہوتا تو سواے عمر رضی اللہ عنہ کے اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے اور کوئی نجات نہ پاتا باقرار علماے امامیہ ان روایتون سے چند فایدے حاصل ہوئے۔ اول تو یہ ہی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا باقرار علماے شیعہ مہاجرین اور اہل بدر سے ہونا ثابت ہوگیا دوسرے یہ کہ حضرت پیغمبر خدا صلعم نے ان حضرات سے مشورہ فرمایا اور ظاہر ہے کہ مشورہ اونہین لوگون سے کیا جاتا ہے جو اخص الخواص مین سے ہون اور اونپر ہر طرحکا بھروسہ ہو تیسرے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کافرون کی نسبت نہایت ہی سخت ہونا اور خدا کی راہ مین کچھ بھی قرابت اور برادری کا پاس و لحاظ نکرنا کیسا کچھ مضمون اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ اونکی نسبت ثابت ہو رہا ہے ان فوایدسے جو نتایج پیدا ہوتے ہین ذرا اونکو بھی بگوش جان و دل سنیے اول یہ کہ جب حسب اقرار علماے شیعہ حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا مہاجرین مین ہونا ثابت ہوگیا تو ظاہر ہی کہ جو جو فضایل اللہ صاحب نے مہاجرین کے اپنی قرآن مجید مین بیان فرمائی ہین وہ سب ونکے واسطے ثابت ہوگئی اون فضایل کے ثبوت مین بہ نسبت حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کے کچھ بھی بے مقام چون و چرا باقی نرہا۔ دوسرے یہ کہ جو بعض علماے امامیہ نے اس بات سے انکار کیا ہی کہ اصحاب ثلثہ مہاجرین مین سے نہ تھے یہ اونکا قول محض باطل ہوگیا جیسا کہ مولف تقلید المکاید نے بجواب تحفہ اثنا عشریہ کید تودد و دیم شیعان کے جواب مین صاف

لکھا ہے کہ اصحاب ثلثہ از مہاجرین اولین بنبود ند یہ لکھنا اوسکا محض لغو وجہوٹھہ ثابت ہو گیا۔ تیسرے شیعونکا یہ گمان کہ معاذ اللہ حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ابتدا ہی سے منافق تھے اور دل سے ایمان نہ لائے تھے اور اونکی نیت اچھی نہ تھی فاسد ٹھہرا یا جیسا کہ میرن صاحب قبلہ وکعبہ شیعان اپنے رسالۂ حدیقۂ سلطانیہ کے باب سوم مین لکھتے ہین (سیرت شیخین دلالت بر خبث سریرت آن با دارد کہ در وقت کتمان از حضرت نبوی درخواست اظہار دعوت نمودہ ودر ذکر اصرار آن حضرت بر می آمدند و در وقت اعلان از نصرت دست میکشیدند فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ انتہی بلفظہ) اس مقام پر جناب مولوی مہدی علی خانصاحب مصنف آیات بینات جو شیعہ سے سچے سُنّی ہو گئے ہین آیات بینات مین تحریر فرماتے ہین کہ اگر میرنصاحب قبلہ زندہ ہوتے تو مین پوچھتا کہ حضرت شیخین کی نیت نیک نہوتی اور وہ وقت اعلان کے حضرت سے ہاتھ کھینچتے ہوتے تو بدر کی لڑائی مین کیون شریک ہوتے اور کیون خدا اونکے ہاتھہ پر فتح دیتا اور کیون پیغمبر خدا صلعم اونسے مشورہ کرتے اور کیون انکے جد امجد کاشانی اور طبرسی مہاجرین اور اہل شورے مین ہونا اونکا قبول کرتے سنئے مسلمانو شیعون کے ایمان اور عقل اور حیا پر غور کرو کہ وہ شیخین کے نسبت جو کہ تمام جہان سے زیادہ عاشق پیغمبر صلعم کے تھے اور تمام مال اپنا حضرت پر فدا کر چکے تھے اور جو شب وروز اظہار دعوت کے لیے اصرار کیا کرتے تھے یہ گمان کرتے ہین کہ اونکی نیت اس اصرار سے یہ تھی کہ پیغمبر خدا صلعم اظہار دعوت کرین اور لوگ اونکو ستاوین اور ہلاک کر ڈالین اور اونکی نیت اور ارادہ سے اگر ایسا ہوتا تو اللہ جلشانہ اپنے حبیب پیغمبر صلعم کو اطلاع نہ دیتا ہیہات افسوس ہزار افسوس ایسے مہمل اور باطل عقیدون پر فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ۔ یہ خیال جو کچھ چاہین میرنصاحب فرماوین اور اون کے پدر بزرگوار جو دل مین آوے ارشاد کرین لیکن اسبات سے کوئی انکار نہین کرسکتا اور نہ جھٹلا سکتا ہے کہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما مہاجرین اور اصحاب بدر مین سے تھے اور بارا

مطلب انہین باتون سے حاصل ہی کیونکہ جب حضرت شیخین رضی اللہ عنہما مہاجرین مین
سے ہین تو ضرور اُن فضایل کے بھی مستحق ہین جو جا بجا اللہ جل شانہ نے بنسبت مہاجرین
کے قرآن مجید مین فرمائی ہین اور جب کہ وہ اہل بدر سے ہین تو لامحالہ وہ اوس وعدہ
مغفرت مین شریک ہین جو باریتعالی جلشانہ نے اہل بدر سے کیا ہی یعنے اللہ تعالی نے اہل
بدر کی نسبت فرمایا ہی کہ تینے اونکو مرفوع القلم کر دیا ہے چنانچہ علماے شیعہ بھی اس
آیت کو قبول کرتے ہین دیکھو علامۂ کاشانی نے خلاصۃ المنہج مین تفسیر آیت کریمہ
مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ اَنْ یَّکُوْنَ لَهٗ اَسْرٰی کی اسطرح پر کے ہی (کہ اگر نہ حکمی و فرمانے سے بود از خدا تعالے
کہ پیش گرفتہ شدہ اثبات آن در لوح محفوظ کہ بی نہی صریح عقوبت نفرماید یا اصحاب بدر را
عذاب نکند) اور ایسا ہی بتفسیر مجمع البیان طبرسی مین لکھا ہی کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا
لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰی اَهْلِ بَدْرٍ فَغَفَرَ لَهُمْ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ
یعنی اللہ تعالی نے اہل بدر کی شان مین فرمایا ہی کہ جو چاہو سو کرو مین تمکو بخش چکا ہون
اور تفسیر خلاصۃ المنہج مین یون لکھا ہے کہ خداے تعالی بدریان را وعدۂ مغفرت دادہ
ایشان را بخطاب مستطاب اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ نوازش فرمودہ انتہی پس
جلوہ ہو چکا کہ جب پیغمبر خدا صلعم نے اپنی زبان مبارک سے تمام اہل بدر کو قطعی جنتی فرما دیا اور خدا
کا بھی اونکی نسبت اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ جو چاہے سو کرو مین تمکو بخش چکا حکم دینا
ثبوت کو پہونچ چکا تو پھر اب صحابۂ کبار علی الخصوص اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے قطعی
جنتی ہونے مین کونسا شبہ رہا خدا اور رسول خدا صلعم سے بڑھکر کون ہی ہمین کچھ نہین
کھلتا کہ حضرات شیعہ کے مذہب کا دار مدار کس چیز پر ہی اگر خداوند تعالی جلشانہ کے کلام
معجز نظام پر ہی تو وہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی فضیلتون سے مالا مال ہے
اور اگر پیغمبر خدا صلعم کی حدیثون پر ہی تو یہان بھی یہی حال ہے اور اگر ایمۂ کرام علیہم السلام
کی روایتون پر ہی تو اوسمین صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خوبیون کا بیان ہے

اور اگر انکے یہان کی تفسیرون اور کتابون پر وارمدار ہی تو اونسے بہی حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے فضایل کا بخوبی ثبوت ہورہا ہی پہر اب کونسی سند شیعہ بہائی چاہتے ہین جو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے فضایل مین پیش کیجاوے اور کیسی دلیل چاہتے ہین جو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی بزرگیون مین بیان کیجاوے اگر نواصب وخوارج مثل شیعہ کے بہی کہنے لگین کہ حضرت علی وجملہ اہل بیت مہاجرین مین داخل ہی نہین یا داخل تو ہین لیکن نیت انکی خیر نتھی ابوجہل وغیرہ سے باطن مین ملے ہوے تھے گو ظاہر مین مسلمان تھے تو معلوم نہین کہ حضرات شیعہ اونکو کیا جواب دینگے جو جواب اہل بیت کیطرف سے اونکو دینگے وہی جواب صحابہ کے باب مین سنیون کی طرف سے سمجھ لین ورنہ فرق بیان کرین سچ تو یہ ہی کہ جسکے دل مین ایمان اور انصاف ہی وہ تو خدا کے بھی کلام کو اور رسول صلعم کی حدیثون کو اور ایمہ کرام علیہم السلام کے اقوال کو مانتا ہی اور جسکے دلمین ایمان اور انصاف ہی نہین ہی بلکہ عبداللہ بن سبا پر ایمان رکھتا ہی تو پہر وہ خدا اور رسول اور ایمہ کرام کے اقوال پر کب کان دہریگا وہ تو اپنے قبلہ وکعبہ مرشد باطل مثنوی کامل کے اقوال کو جان ودل سے مانیگا وہ کب کسکی سنتا ہی چاہے خدا ہو یا رسول یا ایمہ ہان اسقدر البتہ کہ خدا ورسول وایمہ کے اقوال صرف زبان سے مانیگا اور اپنے مرشد دادا پیر کے احکام کی تعمیل کریگا۔ افسوس صد ہزار افسوس کہ تیرہ سو برس گذر گئے اور زمانی نے چودہ صدی بہن کئی قدم بڑہائے اس عرصۂ کثیر مین ضرور ہے کہ عبداللہ بن سبا یہودی مذکور کی ہڈیان بھی خاکستر ہوگئی ہونگی مگر جو کچھ وہ اپنے پیرون کو سکھا گیا ہے اوسکو وہ نہین بہولتے جس راہ پر وہ اپنے یارون کو چلا گیا ہی وہ اب تک اوسی لکیر کے فقیر ہین اوس راہ سے نہین ہٹتے نہین ہٹتے لاکہ لاکہ کوئی سمجہاوے کروڑون دلایل اور آیات اور احادیث اور اقوال ایمہ کرام دکہادے مگر وہ عبداللہ بن سبا کے قول کے رد پر ایک پر بہی نظر نہین کرتے کلام الٰہی کی تاویل کردین حدیثون کے معنے بگاڑ دین

اماموں کے اقوال کو رد کریں مگر وہ اپنے پیر و مرشد کی بات کو نہین ٹالتے جس عقیدہ کو
خیال کیجیے اوسمین اوسی کی تعلیم کا ابتک اثر ہے جس مسئلہ پر غور کیجیے ابتک اوسی بدبخت کے
حکم پابندی ہی۔ پہر اللہ جلشانہ مہاجرین اور انصار اور مجاہدین کی تعریف مین فرماتا ہے
وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ
هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ ترجمہ اور جو لوگ کہ ایمان لائے
اور وطن چھوڑا اور جہاد کیا بیچ راہ اللہ کے اور جن لوگون نے جگہہ دی اور مدد کی یہی لوگ
ہین ایمان والے سچے واسطے اونکے بخشش ہی اور رزق ہی باکرامت۔ اس آیت پر
جن لوگون کا ایمان ہی وہ لوگ مہاجرین اور انصار کے اسلام اور ایمان پر کچہہ شبہہ نہین
کر سکتے اور اونکی مغفرت اور جنتی ہونے مین کچہہ شک نہین لاسکتے اسواسطے کہ جب خود اللہ
جلشانہ تصدیق فرماتا ہی کہ جن لوگون نے ہجرت کی اور اپنے گہر بار کو چھوڑا اور جن لوگون
نے پیغمبر صاحب کو اور ہجرت کرنے والون کو اپنے گہرون مین جگہہ دی اور اونکی مدد
کی وہ سچے مسلمان اور پکے ایمان والے ہین اور مغفرت اور رزق کریم اونہین کے
حصہ مین ہی پس خدائے تعالی کی اسی گواہی کو سنکر کون شخص ہو گا جو حضرات
مہاجرین اور انصار کے ایمان مین شک و شبہہ کریگا اور حضرات ممدوحین کی
مغفرت مین کچہہ چون و چرا کو دخل دیگا مگر یہ دلیری مطیعان عبداللہ بن سبا یہودی
سے البتہ ہوتی ہے کہ اونکو یہودی مذکور نے اپنے سحر آمیز تقریر سے مبہوت بنا دیا ہے کہ
وہ جو فعل کرتے ہین کورانہ جو گفتگو کرتے ہین مجنونانہ مگر اللہ اون پر رحم کرے اور ذرا
ہوش دیوے تو اونکو سوچنا چاہیئے کہ جب خداوند عالم جلشانہ مہاجرین اور انصار کے
ایمان کی تصدیق فرماتا ہی اور اونکے حق مین گواہی اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا کی دیتا
ہی اور اونکی نسبت لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ فرماتا ہی پہر کیونکر اون کے دل میں ایسے
مقدس لوگونکی نسبت کلمہ کفر و نفاق نکلتا ہی جنکا تقدس کتاب اللہ مین جابجا مذکور ہے

فرمائیے یہ حرکت ممنوناہی کہ نہیں کہ اوس یہودی نے جو اونکو ایک کلمۂ لا مسلّم سکھایاہی
تو وہ اب کسیکی کچھ نہین سنتے اونکو حق و باطل دکھائی نہین دیتا پس حضرات شیعہ جنکا
مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم اجمعین کی نسبت نیک اعتقاد نہین ہی اور آیت موصوف
کو مہاجرین اور انصار کی شان مین نہین سمجھتے وہ اپنے مذہب کی معتبر تفسیر مجمع البیان
کے صفحہ ۲۵۴ کو جو ۱۲۶۸ ہجری مین بمقام طہران چھپی ہی دیکھ لیوین اپنے شک بیہودہ
کو دفع کرلین عبارت تفسیر مجمع البیان کی یہہ ہی ثُمَّ عَادَ سُبْحَانَہٗ اِلٰی ذِکْرِ الْمُهَاجِرِیْنَ
وَالْاَنْصَارِ وَمَدْحِھِمْ وَالثَّنَاءِ عَلَیْھِمْ فَقَالَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَھَاجَرُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَاَوْطَانِھِمْ یَعْنِیْ مِنْ مَکَّۃَ اِلَی
الْمَدِیْنَۃِ وَجَاھَدُوْا مَعَ ذٰلِکَ فِیْ اِعْلَاءِ دِیْنِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَنَصَرُوْا اَیْ ضَمُّوْھُمْ
اِلَیْھِمْ وَالنَّصْرُ وَالنَّبِیَّ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا اَیْ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ حَقَّقُوْا اِیْمَانَھُمْ
بِالْھِجْرَۃِ وَالنُّصْرَۃِ ۱۲ مجمع البیان مفسر مجمع البیان نے تفسیر آیت مذکورہ مین لکھا ہے
کہ عود کیا حق سبحانہ تعالیٰ نے طرف ذکر مہاجرین اور انصار کے اور اونکی مدح اور اونپر ثنا
کرتا ہی پس اللہ جلشانہ کے اس قول کا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ
یہہ مطلب ہی کہ تصدیق کی مہاجرین اور انصار نے اللہ کی اور اوسکی رسول کی اور ہجرت کی
مہاجرین نے اپنے گہرون اور وطن سے یعنے مکہ سے مدینہ کو اور جہاد کیا اونہین
مہاجرین اور انصار نے اللہ جلشانہ کی دین کی ترقی کے لیے اور فرماتا ہی وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا
وَنَصَرُوْا اسکے یہہ معنی ہین کہ جگہہ دی مہاجرین کو اپنے گہرون مین اور مدد کی پیغمبر کی
اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا وہی لوگ ہین سچے مسلمان اسواسطے کہ اون مہاجرین اور
انصار نے ثابت کردیا اپنے ایمان کو ہجرت کرکے اور مدد دیکر اب اس تفسیر کو دیکھنے اور
پڑہنے سے بہی اگر حضرات شیعہ فضایل مہاجرین اور انصار کا اقرار نکرین تو پہر سوائے
تعصب و گمراہی کے اور کیا تصور ہوسکتا ہی جسطرح فضایل اور درجات صحابہ منوان اللہ تعالیٰ

علیہم اجمعین مین کلام اللہ کی صریح آیات بیان کی گئی ہین کاش حضرات شیعہ اونکے
خلاف حضرات ممدوحین کی برائی مین وہ ایک آیت بہی قرآن سے نکال کر دکہادین
تو بہی معذور سمجھے جاوین افسوس تو اتنی ہی بات کا ہے کہ ہمتو مہاجرین اور انصار
کی فضیلتون مین آیات قرآنی واحادیث نبوی صلعم اور اقوال ایمہ علیہم السلام پیش کرتے
ہین وہ ان سب کو چہوڑکر چند فقرے جہوٹے کلام کے پیش کرتے ہین اور اونہین اصل
کلام اور اقوال غلط پر عمل کرتے ہین اور طرفہ یہ ہی کہ وہ فقرے اون حضرات کے ہین جنکو
حضرات ایمہ علیہم السلام نے نکلوادیا اور جن پر حضرات ایمہ علیہم السلام نے اپنی زبان
مبارک سے لعن کیا اور جہوٹا فریبی اونکو خطاب دیا کہ اسکا بہی ثبوت انشاءاللہ ہم آگی
کر دکہاوینگے پس اب منصف مزاج لوگ ذرا انصاف کرین کہ خدا کے کلام پر کون ایمان
رکہتا ہی ہم یا حضرات مخالفین اور قرآن کے آیات کے ہم تصدیق کرتے ہین یا مطیعان
عبداللہ بن سبا یہودی یارے یار و ذرا یہ بات بہی معلوم رہے کہ فرض کرلو اگر ہمارا اعتقاد
جو بہ نسبت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہی معاذاللہ باطل ٹھہرے اور جو مخالفین
کا عقیدہ اون حضرات کی نسبت ہی وہی صحیح ٹھہرے اور بروز یوم الحساب اور جزا اور
عطا کے اللہ تعالی تخت عدالت پر بیٹھکر ہمارے عقیدۂ باطل پر ہمسے جواب طلب کریگا
تو ہم اوسکی کتاب قرآن مجید کو سامنے رکہدینگے اور نہایت ہی ادب سے یہہ عرض کرینگے
کہ بارالہا تو عادل ہی اب توہی انصاف کر کہ یہ قرآن مجید تیری ہی کتاب ہی کہ اسکو تونے
ہماری ہدایت کیواسطے اپنے پیغمبر صلعم کی معرفت نازل کیا تہا جو کچھ اوسمین تونے فرمایا
اوسی پر ہمنے یقین کیا یہہ تیرا قرآن موجود ہے اسمین تونے ان مہاجرین اور انصار کی
اسقدر فضایل اور بزرگیان بیان فرمائی ہین کہ ہم اونکی نسبت اعتقاد رکہنے پر مجبور
ہوگئے اور تیری گواہی سے ہم اون کے ایمان اور اسلام اور اونکے فضایل عالیہ سے
معتقد ہوگئے اور کیون نہوتے اسلیے کہ جب ہم تلاوت کو تیری کتاب کہولتے تھے تو کوئی پارہ

کوئی مسئل اوس تیری کتاب کی مہاجرین اور انصار کی ذکر اور ثنا و صفت سے خالی نہ تو تھے کسی آیت سے اونکی برائی کا ثبوت تو کیا اونکے فضائل پر شبہے کا بھی شک نہو سکتا تہا کہین تو نے اونکے حق مین اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ اَعْظَمُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَائِزُوْنَ فرمایا اور کسی جگہہ تو نے اونکی نسبت وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَنَصَرُوْا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ارشاد کیا اور کسی مقام پر تو نے اونکی نسبت فرمایا لَھُمْ مَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ کسی جگہہ تو نے اونکی ثنا و صفت و شان مین یَرْجُوْنَ رَبَّہُمْ رِزْقًا حَسَنًا فرمایا بہر نوع تیری کتاب مقدس مین نہ کہی جگہہ کسی مقام پر کوئی فقرہ کوئی لفظ ایسا نپایا کہ اوس سے اونکی برائی کا ثبوت تو ایک طرف اونکی فضیلت اور تقدس پر شبہہ تک ہوتا تیرے قرآن مجید سے کہ جسکی نسبت تو نے فرمایا کہ ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَارَیْبَ فِیْہِ اون حضرات صحابہ مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم اجمعین پر گواہی چاہی تو یہی نکلا کہ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا اے میرے خدا جب تیری پاک کتاب مین اونکے واسطے فال کہولی تو یہی نکلا کہ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَائِزُوْنَ جبکہ تو نے کہ بے نیاز ہے اپنی کتاب مین اونکے فضائل اور صفات اور خوبیان بہر دی ہین اور بار بار اونکے حق مین فرمایا ہی لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ اور ہمکو تو نے اونکی اطاعت اور پیروی کرنیکی تاکید فرمائی اور اونسے الفت اور محبت رکہنے کی حرص دلائی اور کینہ اور عداوت رکہنے پر تہدید فرمائی تو اے رب العالمین اگر ہم اونسے الفت اور محبت نہ رکہتے اور اونکو اچہا نہ جانتے اور پیروی اونکی نہ کرتے تو کیا کرتے ای خالق کون و مکان و زمین و آسمان ہمکو تو نے اون لوگون مین پیدا ہی نہین کیا تہا جنکے لیے تو نے فرمایا ہی اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا اور ہمکو تو نے اوس گروہ مین شامل ہی نہین کیا تہا جنکی نسبت تو نے فرمایا ہی وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ

والایمان من قبلہم یحبون من ھاجر الیہم ہمکو تو تونے پیچھے اون سب کے پیدا کیا
اور پہلے ہی سے قرآن مین ہماری نسبت تونے لکھدیا کہ والذین جاؤ من بعدہم
یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا
غلا للذین امنوا تو بہلا پہر کسطرح ہم اون پیشواؤن سے محبت نہ رکھتے اور کونسی صورت
تھی کہ ہم اونسے کینہ وعداوت رکھتے یہ تیری کتاب قرآن مجید و فرقان حمید موجود ہے
ہمکو تو تیری اس کتاب مقدس مین اس شبہہ کی بہی گنجایش باقی نہ تہی کہ کسی نے اسمین
کچھہ تحریف کی ہو گی کیونکہ تونے فرمادیا تہا کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون یعنے
ہمنے اوتارا ہے اس ذکر کو اور تحقیق ہم ہین اوسکے نگہبان اس حکم اور وعدے کے بموجب
ہم اوسکو ہرگز غیر محرف سمجھتے رہے اور برابر اوسپر پورا بہروسا اور ایمان رکھتے آئے
اے خداوند اب وہ آیتین جنکو ہمنے بہ نسبت مہاجرین اور انصار کے تیرے حضور مین
عرض کین ہین تیری کتاب مقدس مین موجود ہین تو پہر ہمارے ذمہ کیا گناہ اور قصور ہے
جنکو تونے اپنی کتاب مین اچہا کہا ہمنے بھی اونکو اچہا جانا اور جنکی تونے تعریفین کین
ہمنے بہی اونسے محبت رکھی ہان اگر ان لفظون اور آیتون کے تونے کچھہ اور معنے رکھے ہون
اور اس عبارت کا مطلب اور ہی کچھہ ہو تو اوسکا علم ہمکو نہین ہوا اور نہ وہ ہمارے امکان مین
تہا نہ تیرے پیغمبر نے ہمکو وہ معنی بتائے ہم تیرے دل کی باتون کو کیا جانین ہم تو الفاظ سے
وہی معنے سمجھ سکتے ہین جو اہل عرب اپنے کلام کے سمجھتے ہین ہم تو امت بنی آستی کر ہین
بغیر بتلائے اس چیستان کو کیا سمجھہ سکتے تھے تکلیف مالا یطاق پر سزا دینا تیرے عدل سے
بعید ہے اور اگر تونے کچھہ ان لوگون سے معاذ اللہ خوف کہا کر براہ تقیہ بظاہر تعریف کی ہو تو
البتہ ہم نہین جانتے ہمتو تیرے ارشاد کے موافق اس قرآن مجید تیری کتاب کو کتاب مبین
یعنے کہلی اور روشن کتاب جانتے تھے اوسکو پہیلیون اور معمون کا مجموعہ نہ سمجھتے تھے
پہر ہم نہین سمجھتے کہ جب یہہ جواب ہم دینگے تو ہمارا خداوند عادل ہم کو کس جرم مین سزا دیگا

اور کیونکر ہمکو اپنی کتاب کا مصدق نہ سمجھے گا ہمکو تو کامل یقین ہی کہ ہمارا خدا ے مہربان
ضرور ایسے پاک عقیدے رکہنے کے باعث سے نجات دیگا اور اون حضرات کی مغفرت
اور رزق کریم مین سے کوئی حصہ عطا و عنایت کریگا ارے یار و ہمارا تو یہہ جواب ہی جو تمنے
سن لیا مگر کچہہ اپنے جواب کی بہی تمکو فکر ہی جو عقیدہ تمہارا نسبت صحابہ رضی اللہ عنہم
کے ہی اگر وہ باطل ٹھہرا اور بروز یَوْمُ الْحِسَابِ کہ وہ دن جزا و عطا کا ہی خدا نے تمہاری
گرفت کی اور جواب طلب کیا تو تم کیا جواب دوگے ہمارے نزدیک تو سواے اس جواب کے
دوسرا جواب نہین دے سکتے کہ یا اللہ ہمنے تیری کتاب کو اس سبب سے پسِ پشت ڈالدیا
کہ اوسمین تیرے رسول کے اصحاب نے گہٹا بڑہا دیا تہا جسطرح پر کہ تو نے اپنی قرآن کو
نازل کیا تہا ویسا نہین رکہا تہا اور اصل مصحف امام صاحب کے پاس تہا اور وہان
ہمارا پہونچنا دشوار تہا اور امام صاحب کا کہین کچہہ پتا اور نشان بہی نہ ملتا تہا پہر کسطرح
ہم مصحف عثمانی پر عمل کرتے اور کیونکر محرف قرآن کی تصدیق کرتے ہمتو کبہی اس قرآن کو
دیکہتے بہی نہ تہے حفظ کرنیکا تو کیا ذکر کبہی اسکو دیکہکے بہی نہ پڑہتے تہے بلکہ ہمیشہ امام صاحب
کے ظہور اور خروج کی دعا مانگا کرتے تہے اونکے پاس جو اصلی قرآن تہا اوسکے دیکہنے پر
جان دیتے تہے خداوندا ہمارا کیا قصور ہے تو نے امام صاحب کو ایسا چہپایا کہ اونکی
پرچہائین تک بہی نہ دکہائی دی ہزارون عرضیان گِل حکمت یعنی کپڑوٹی کرکے بروز جمعہ
بعد نماز عصر براہ دریاے گنگا و جمنا بمقام جزیرۂ بحر اخضر و بحر ابیض بحضور امام صاحب الزمان
ارسال کہین مگر ایک کا بہی جواب امام صاحب نے نہ دیا بے حساب منتین روانہ کین کچہہ
نہ آیا بڑے بڑے مجتہدون سے دریافت کیا اونہون نے بہی یہی فرمایا کہ ابہی انتظار
کرو امام صاحب کے ظہور کی دعا کرو ابہی وقت نہین آیا لیکن ہمنے بہت انتظار کیا ظہور
کیسا کچہہ خبر تک بہی امام صاحب کی نہ آئی ہمنے امام صاحب کی غیبت سرا کیطرف ہجرت
کرکے اونکو بہت ڈہونڈہا ملنا کیسا اونکی صورت تک بہی تو نظر نہ پڑی پہر بغیر امام صاحب کے

ہم کیا کرتے اور راہ حق پر کیونکر چلتے البتہ امام صاحب کے دیکھنے والون نے جو کچھ
ہمسے کہدیا اوسپر ہم ایمان لائے اور اوسیکو حق جانتے رہے کبھی اوس سے نہین
پھرے اگر تمہارے اس جواب کو سنکر خداے عادل فرمادے کہ ارے بدتو فو بدنصیبو
جس حالت مین کہ مین خود اپنے کلام اور کتاب کا محافظ اور نگہبان ہون چنانچہ خود
مین اپنی کتاب مین کہہ چکا ہون اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ یعنی بتحقیق
ہمنے اوتارا اپنا بیان اور ہمی اوسکے محافظ ہین تو پھر کسیکی قدرت اور مجال تھی
کہ اوسمین وہ بڑہا گھٹا سکتا اور کسکا مقدور تہا کہ وہ باوجود ہماری حفاظت ونگہبانی
کے ہمارے کلام کو بدل دیتا کس شخص نے تمسے کہدیا کہ میری کتاب مین جو ہروقت
دہر لحظہ میری ہی نگہداشت مین تھی کمی وبیشی ہوگئی اوسوقت شاید یہی جواب
دوگے کہ ہمسے زرارہ نے کہا اور مومن الطاق سے سنا اور ہمارے مذہب کے مجتہدون
نے بیان کیا تو اوسوقت اگر خداے غیور یہ فرمادے کہ ارے نادانو کم نصیبو مین سچا تھا
یا زرارہ اور مومن الطاق میرا رسول صادق تہا یا تمہارے مجتہد تم ہرروز میری
قدرت اور حفاظت خود اپنی آنکھون سے دیکھتے تھے پھر کیونکر تم ان لوگون کے بہکانے
سے بہکے تملوگون نے بمقابلہ زرارہ اور مومن طاق اور انکے مجتہدین وغیرہ کے ہمکو اور ہمارے
رسول اور ہماری کتاب کو جھوٹا سمجھا پھر اوسوقت تمکو بجز اقرار گناہ اور اعتراف جرم
وخطا کے کچہ بہی جواب نہوگا پھر یاد رکھو کہ اوسوقت حضرت رب العزت اور احکم الحاکمین سے
تمہاری نسبت سواے اسکے اور کچہ حکم نہوگا فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ
ترجمہ پس اقرار اونہون نے اپنے گناہون کے کیا پس پہٹکار ہو دوزخیون پر۔ اسیطرح اور
بہت سی آیات قرآنی ہین جس سے ہرطرح پر فضایل اور بزرگیان صحابہ رضی اللہ تعالے
عنہم اجمعین کی بخوبی ثابت ہین مگر اس رسالے مین باین خیال کہ اگر درخانہ کس ست
یک حرف بس ست یعنی اگر کچہ بہی دل مین نور ایمان اور اسلام ہے تو یہی مقدار کافی

اور شافی ہی اور نیز بخوف طوالت اسی مقدار پر اکتفا کرکے اب کچھ اقوال حضرات ایمہ علیہم السلام جنکو شیعہ بھی مانتے ہین اونہین کی کتابوں سے نقل کیے جاتے ہین

بیان فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم از اقوال ایمہ علیہم السلام

قول اول نہج البلاغت مین جو شیعون کے نزدیک اصح الکتب ہی حضرت امیر رضہ یون فرماتے ہین لِلّٰهِ بِلَادُ فُلَانٍ لَقَدْ قَوَّمَ الْاَوَدَ وَدَاوَى الْعَمَدَ وَاَقَامَ السُّنَّةَ وَخَلَّفَ الْبِدْعَةَ ذَهَبَ نَقِيَّ الثَّوْبِ قَلِيْلَ الْعَيْبِ اَصَابَ خَيْرَهَا وَسَبَقَ شَرَّهَا اَدّٰى اِلَى اللّٰهِ طَاعَتَهٗ وَاتَّقَاهُ بِحَقِّهٖ رَحَلَ وَتَرَكَهُمْ فِيْ طُرُقٍ مُتَشَعِّبَةٍ لَا يَهْتَدِيْ فِيْهَا الضَّالُّ وَلَا يَسْتَيْقِنُ الْمُهْتَدِيْ ترجمہ خدا انعام کرے فلان یعنے ابوبکر جسنے کجی کو سیدھا کیا جسنے امراض نفسانیہ کی دوا کی جسنے سنت کو پیغمبر کے قایم کیا اور بدعت کو دور کیا۔ گیا اس دنیا سے پاک دامن کم عیب گیا خلافت کی خوبی پائی اور اوسکے فساد سے پہلے رحلت کی خدا کی اطاعت کو اچھی طرح ادا کیا اور موافق حق کے پرہیزگاری کو پورا کیا کوچ کیا اس دنیا سے اور چھوڑ گیا آدمیون کو شاخ در شاخ راہون مین کہ نہ گمراہ ہدایت پاتا ہی اور نہ راہ پانے والا یقین حاصل کرسکتا ہی۔ اور لفظ فلان سے موافق مختار اکثر شارحین نہج البلاغت کے جو امامیہ ہین ابوبکر رضی اللہ عنہ مراد لیتے ہین اور موافق مختار بعض کے عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہین پس اس اپنے قول مین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضہ یا حضرت عمر رضہ کی دس صفتین بیان فرمائی ہین پس اون صفتون کا اونمین پایا جانا ضرور ہی اور اونکی قوت ایمان کی دلیل ہی دوسرے یہ کہ عیسی اربلی امامی اثنا عشری کتاب کشف الغمہ فی معرفۃ الایمہ مین لکھتے ہین اِنَّهٗ سُئِلَ الْاِمَامُ اَبُوْ جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ حِلْيَةِ السَّيْفِ هَلْ تَجُوْزُ فَقَالَ نَعَمْ قَدْ حَلّٰى اَبُوْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقُ سَيْفَهٗ بِالْفِضَّةِ فَقَالَ الرَّاوِيْ تَقُوْلُ هٰكَذَا فَوَثَبَ الْاِمَامُ عَنْ

مَكَانَهٗ وَقَالَ نَعَمِ الصِّدِّيْقُ نَعَمِ الصِّدِّيْقُ نَعَمِ الصِّدِّيْقُ فَمَنْ لَمْ يَقُلْ لَهُ الصِّدِّيْقُ فَلَا صَدَّقَ اللّٰهُ قَوْلَهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ کسی شخص نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ تلوار کے قبضے کو حلیہ کرنا درست یا نہین تب امام نے جواب دیا کہ ہان اسواسطے کہ ابو بکر صدیق رضہ کی تلوار کے قبضے پر حلیہ چاندی کا تہا راوی کہتا ہی کہ اوسنے امام سے کہا کہ یا حضرت آپ بہی ابو بکر کو صدیق کہتے ہین یہ سنکر حضرت امام اپنی جگہہ پر سنبہل بیٹھے اور فرمایا کہ ہان وہ صدیق ہی ہان وہ صدیق ہی ہان وہ صدیق ہی جو کوئی اوسکو صدیق نہ کہے خدا اوسکے قول کی دنیا اور آخرت مین تصدیق نکرے آپ یہ مقام قابل غور ہے کہ اول تو حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو صدیق فرمایا اور سائل جو شیعہ تہا اوسنے بطور تعجب کے عرض کیا کہ یا حضرت آپ بہی ابو بکر کو صدیق کہتے ہین یہ بیان شیعہ کا سنکر حضرت امام نے خفا ہو کر مکرر سہ کرر اوس شیعہ سے فرمایا کہ ہان مین اونکو صدیق کہتا ہون ہان مین صدیق کہتا ہون ہان مین صدیق کہتا ہون اور جو اونکو صدیق نہ کہے اللہ تعالی اوسکے قول کی تصدیق نہ کری دنیا اور آخرت مین اور جب موافق ارشاد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کے ابو بکر رضی اللہ عنہ صدیق ہین تو یقیناً منکر اونکی صدیقیت کی دو جہان مین جہوٹا ہی اور حسب منشای قرآن مجید کے بعد نبوت کے مرتبہ صدیقیت کا ہے اور تمامی امت سے صدیق کا درجہ افضل اور اعلی ہی چنانچہ اللہ تعالی نے قرآن مجید مین فرمایا ہی فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا تیسرے یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خط کو جو امیر معاویہ کو لکہا تہا نہج البلاغت کے شارحین نے نقل کیا ہی اور اوسمین حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے حق مین یہ عبارت ہی لَعَمْرِیْ اِنَّ مَكَانَهُمَا مِنَ الْاِسْلَامِ لَعَظِيْمٌ وَّاِنَّ مُصَابَهُمَا لَجُرْحٌ فِي الْاِسْلَامِ شَدِيْدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ

وَ حَرَا هُمَا اللهُ بِاَحْسَنَ اَعْمَالِهِمَا ترجمہ یعنے اپنی زندگی کی قسم تحقیق مرتبہ اون دونوکا یعنے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا اسلام مین بہت ہی بڑا ہے اور تحقیق واقعہ اون کی وفات کا بہت ہی سخت حادثہ اسلام مین ہے اللہ دونون پر رحمت کیجیو اور اونکی نیک عملونکا بدلا نیک دیجو) دیکھو حضرت علی رضی اللہ عنہ دونون صاحبون کا مرتبہ صاف صاف اسلام مین بہت بڑا بتلاتے ہین اور دعاے نیک اونکے حق مین کرتے ہین پس جو اونکا رتبہ اسلام مین کمتر جانے اور اونکے حق مین بد دعا کرے وہ حضرت علی کی مخالفت پر کمر باندھتا ہے جیسے تھے یہہ کہ صاحب الفصول جو فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کے بڑے عالم ہین حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت یون نقل کرتے ہین اِنَّهُ قَالَ لِجَمَاعَةٍ خَاضُوا فِي اَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ اَلَا تُخْبِرُونِي اَنْتُمْ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِنَ اللهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهُ قَالُوْا لَا قَالَ فَاَنْتُمْ مِنَ الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ قَالُوْا لَا قَالَ اَمَّا اَنْتُمْ فَقَدْ بَرِئْتُمْ اَنْ تَكُوْنُوْا اَحَدَ هٰذَيْنِ الْفَرِيْقَيْنِ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنَّكُمْ لَسْتُمْ مِنَ الَّذِيْنَ قَالَ اللهُ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ جَاؤُا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ یعنے تحقیق امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا واسطے ایک گروہ کے جو کلام کر رہے تھے ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے حق مین کیا تم خبر دیتے ہو مجھکو آیا تم مہاجرین سے ہو جو نکالے گئے اپنے گھرون اور مالون سے ڈھونڈھتے ہین اللہ کا فضل اور اوسکی رضامندی اور مدد کرتے ہین اللہ اور اوسکے رسول کی اوس گروہ نے کہا نہین امام نے فرمایا پس تم لوگ اونمین سے ہو جو گھر پکڑ رہے ہین یعنے انصار اس گھر مین یعنے مدینے مین اور ایمان مین اونسے پہلے محبت کرتے ہین اوس سے جو وطن چھوڑا وسے

اونکے پاس اوس گروہ نے کہا نہین امام رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم آپ ہی تحقیق الگ ہوئے
اس سے کہ ایک فرقہ ان دو فرقون مین سے ہو اور مین گواہی دیتا ہون کہ البتہ تم نہین ہو
اون لوگون سے جنکے حق مین اللہ تعالےٰ نے فرمایا اور جو آئے اون سے پیچھے یہہ کہتے ہوئے
اے رب بخش ہمکو اور ہمارے بہائیون کو جو ہمسے آگے پہونچے ایمان مین اور نہ رکھہ
ہمارے دلمین بیر ایمان والونکا اے رب تو ہی ہے نرمی والا مہربان) اب ذرا انصاف
سے دیکھیے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے اس گروہ کو گمراہ اور دایرۂ اسلام سے
خارج فرمایا جو ایمان والون سے عداوت اور دشمنی رکھے اور بلا شبہ اصحاب رضی اللہ عنہم
سب سے اچھے تھے ایمان مین جو اونسے دشمنی رکھیگا وہ حسب فرمودۂ حضرت امام محمد باقر
رضی اللہ عنہ اسلام سے خارج ہو گا ساتوین یہ کہ معتبر ترین تفسیر شیعون کی جو امام حسن
عسکری علیہ السلام کی طرف منسوب ہو اوسمین لکھا ہو اِنَّ اللّٰہَ اَوْحیٰ اِلیٰ اٰدَمَ لَیُفْضِیَ
اللّٰہُ عَلیٰ کُلِّ وَاحِدٍ مِنْ مُحِبِّیْ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ مَا لَوْ قُسِمَتْ
عَلیٰ کُلِّ عَدَدٍ مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ طُوْلِ الدَّھْرِ اِلیٰ اٰخِرِہٖ وَ کَانُوْا کُفَّارًا لَاَوْ اَھَمَّ
اِلیٰ عَاقِبَۃٍ مَحْمُوْدَۃٍ وَ اِیْمَانٍ بِاللّٰہِ حَتّٰی یَسْتَحِقُّوْا بِہِ الْجَنَّۃَ وَ اَنَّ رَجُلًا مِمَّنْ
یَبْغَضُ اٰلَ مُحَمَّدٍ وَ اَصْحَابَہٗ اَوْ وَاحِدًا مِنْھُمْ لَعَذَّبَہُ اللّٰہُ عَذَابًا لَوْ قُسِمَ عَلیٰ مِثْلِ
خَلْقِ اللّٰہِ لَاَھْلَکَھُمْ اَجْمَعِیْنَ ترجمہ خدائے تعالیٰ نے وحی کی آدم پر کہ خدا اون
لوگون پر جو محبت رکہتے ہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اونکی آل سے اور اون کے
اصحاب سے ایسی رحمت نازل کریگا کہ اگر وہ تقسیم کیجاوے اوپر تمام مخلوقات کے
اول سے آخر تک تو وہ کافی ہو اور اگر سب کفار ہون تو اونکی عاقبت بھی اچھی ہوجاوے
اور وہ مومن ہوجاوین اور اگر کوئی آدمی دشمنی رکھیگا ساتھ آل محمد کے اور اصحاب
محمد کے یا ایک سے بھی اون مین سے تو خدا اوسپر ایسا عذاب نازل کریگا کہ اگر
وہ عذاب نازل ہو تمام مخلوقات پر تو وہ سب کے سب ہلاک ہوجاوین اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ

تفسیر امام حسن عسکری صفحہ ۱۱

محبت سارے آل و اصحاب کی ضروری ہی اور بغض ایک کا بھی ہلاک ہونیکا وسیلہ ہے اسلیے مقام محبت مین اور وَاحِدً مِنْهُمْ نفرمایا اور مقام بغض مین اس کلمہ کو بڑھایا تاکہ معلوم ہو جاوے کہ محبت سب کی رکھنی ضرور ہی اور دشمنی ایک کی بھی معذب ہونے کے لیے کافی ہی اسلیے کہ صاف صاف اللہ تعالی نے حضرت آدم پر وحی کی کہ جو لوگ محبت رکھتے ہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اونکی آل اور اصحاب سے اون لوگوں پر اللہ تعالی ایسی رحمت نازل کریگا کہ اگر وہ رحمت تقسیم کیجاوے تمام مخلوقات پر اول سے آخر تک تو وہ کافی ہی اور اگر وہ سب کفار ہون تو اونکی عاقبت بھی اچھی ہو جاوے اور وہ سب مومن ہو جاوین اور اگر کوئی آدمی دشمنی رکھیگا آل محمدؐ یا اصحاب محمدؐ کے ساتھ یا اونمین سے ایک سے بھی تو خدا اوسپر ایسا عذاب نازل کریگا کہ اگر وہ عذاب نازل ہو تمام مخلوقات پر تو وہ سب کے سب ہلاک ہو جاوین پس مقام غور اور انصاف ہی کہ بموجب اس تفسیر معتبرہ اہل تشیع کے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تبرا اور دشنام کرنے والا ایسے عذاب سخت کا مستحق ہوگا کہ اگر وہ عذاب تمام مخلوقات پر نازل کیا جاوے تو وہ سب ہلاک ہو جاوین۔ اور شیخ ابن بابویہ قمی نے اپنی کتاب مسمی معانی الاخبار مین حضرت امام موسی رضا علیہ السلام سے یہ روایت لکھی ہی عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلْعَمْ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَاِنَّ عُمَرَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ الْبَصَرِ وَاِنَّ عُثْمَانَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ الْفُؤَادِ۔ یعنی امام حسن علیہ السلام روایت کرتے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر بمنزلہ میرے سمع کے ہین اور عمرؓ بمنزلہ میرے بصر کے ہی اور عثمانؓ بمنزلہ میرے دل کے ہے پس موافق روایت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم اجمعین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بمنزلہ آنکھ اور کان اور دل کے ہین تو پھر یہ ثابت ہو گیا کہ جو کوئی حضرت خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے محبت

رکہیگا وہ حقیقت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہین رکھتا ہی اور حضرات
خلفائی رضی اللہ عنہم سے دشمنی رکہنا گویا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت
رکہنا ہی اللہ تعالی جمیع مسلمانون کو اس بلاے سخت اور مرض مہلک سے بچاوے
بِحُرْمَةِ النَّبِيِّ وَآلِهِ الْأَمْجَادِ اس قول پر حضرت امام حسن علیہ السلام کے شیعون
نے ایک دروغ مزخرف اور بیہودہ تاویل کیا ہی اگرچہ وہ محض ہیچ اور قابل ہنسنے
کے ہی مگر بخیال گوش زدہ اثر سے وارد اوس سے بھی آگاہ کردینا ضرور ہے وہ
تاویل یہ ہی اور اصل روایت پر اسقدر شیعون نے گڑھت گڑھی ہے فَلَمَّا كَانَ مِنَ
الْغَدِ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَعِنْدَهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَقُلْتُ
لَهُ يَا أَبَتِ سَمِعْتُكَ تَقُولُ فِي أَصْحَابِكَ هٰؤُلَاءِ قَوْلًا فَمَا هُوَ فَقَالَ نَعَمْ ثُمَّ
أَشَارَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ هُمُ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ وَالْفُؤَادُ وَسَيُسْأَلُونَ عَنْ وِلَايَةِ
وَصِيِّي هٰذَا وَأَشَارَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ
إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ثُمَّ قَالَ
وَعِزَّةِ رَبِّي إِنَّ جَمِيعَ أُمَّتِي مَوْقُوفُونَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَسْئُولُونَ عَنْ وِلَايَةِ
عَلِيٍّ وَذٰلِكَ قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ انتہی۔ ترجمہ
امام حسن علیہ السلام فرماتے ہین کہ جب دوسرا دن ہوا تب مین حضرت کی خدمت مین
حاضر ہوا اوسوقت امیر المومنین علی علیہ السلام اور ابو بکر اور عمر اور عثمان موجود تھے
مینے حضرت سے عرض کی کہ اے پدر بزرگوار مینے کل آپکی زبان سے سنا جو کچھ
ان اصحاب کی نسبت فرمایا وہ کیا ہی حضرت نے فرمایا کہ ہان مینے کہا ہی بعد اسکے
حضرت نے اونکی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہی سمع اور بصر اور دل ہین اور اس
وصی یعنی علی کی محبت سے سوال کیے جاوینگے اور یہ کہکر آیت پڑھی کہ خدا ے
عزوجل فرماتا ہی کہ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا

بعدہ فرمایا کہ قسم ہی مجھکو اپنے پروردگار کے عزت کی کہ تمام امت میری قیامت کے دن کھڑی کیجاویگی اور اونسے سوال علیؑ کی محبت سے ہوگا اور یہی مطلب ہی خدا کے اس قول کا کہ (وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ) کہ کھڑا کرو انکو ابھی اونسے پوچھنا ہی۔ اس حدیث کے ان الفاظ زاید کو ہم چند دلیلون سے صحیح نہین جانتے اور اوسکو دوسرونکا جما یا ہوا فقرہ سمجھتے ہین (پہلی دلیل) یہ کہ حدیث مذکورہ سے ثابت ہی کہ جب پہلے روز حضرت امام حسنؓ نے آنحضرتؐ سے سنا کہ ابوبکرؓ بمنزلہ میرے سمع کے اور عمرؓ بمنزلہ میرے بصر کے اور عثمانؓ بمنزلہ میرے دل کے ہین تو اوس روز امام حسنؓ نے کیون نہ پوچھا دوسرے روز پوچھنے کا کیا باعث اگر کہیہ پوچھنا تھا تو اوسیوقت پوچھتے اگر یہ کہیے کہ اوسوقت صحابہؓ موجود تھے اونکے خوف سے نہ پوچھا تھا تو دوسرے روز بھی ہنگام استفسار موجودگی خلفاء ثلثہ اوسی حدیث سے ثابت ہی اگر پوچھنا تھا تو گھر مین پوچھہ لیتے جہان وہ لوگ موجود نہ تھے نہ کہ اونہین کے سامنے پوچھنا اِس سے بھی صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہ فقرہ دوسرے روز کا محض جما یا ہوا براہ اوس کینہ اور عداوت کے ہے جو شیعون کو حضرات اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھہ ہی (دوسرے) یہ کہ حدیث موصوفہ سے ظاہر ہوتا ہی کہ پہلے دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط تشبیہ اور تمثیل پر قناعت کرکے حضرات خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کو بمنزلہ سمع اور بصر اور فواد کے فرما کر سکوت کیا تو اب یہ فرمانا دو حال سے خالی نہین ہے یا بطور تقیہ اور دل لگی کے فرمایا یا تہ دل سے سچ فرمایا اگر تہ دل سے جیسا کہ ظاہر الفاظ دلالت کرتے ہین وہی مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تہا تو مدعا حاصل ہی جھگڑا ہی ختم ہوا ہم بھی ویسا ہی سمجھتے ہین اور اور اگر تقیہ کے طور پر فرمایا تو اس صورت مین پیغمبر خدا کی نسبت تقیہ کا ثبوت ہوتا ہے جو شیعون کے نزدیک بھی باطل ہی اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ جنکے خوف اور خوشامد سے پہلے روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تقیہ فرمایا وہ دوسرے روز بھی موجود تھے اسکا کیا باعث کہ پہلے روز تو اون کے خوف یا خوشامد سے براہ تقیہ کے ایسا

فرمایا دوسرے روز اونکا خوف یا جوش اسقاط ہو گیا اور اگر معاذ اللہ پیغمبر صلعم نے براہ
استہزا کے ایسا فرمایا تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ٹھٹھے بازی اور مسخرگی کا
ثبوت ہوا جاتا ہی جو پیغمبرون سے محال ہی ایسا خیال باطل سوائے حضرات شیعون کے
دوسرونکو نہین پیدا ہو سکتا وہ جو چاہین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت لگاوین
شاید اونہین معافی کا پروانہ ملا ہوگا (تیسرے) یہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرماتی
تھی وہ سب صاف صاف فرماتی تھے نہ یہ کہ دھوکے دھڑی کی بات کہکر لوگونکو شک و شبہ مین ڈالدیتے تھی اگر یہ
دوسرے روز کا فقرہ جمایا ہوا صحیح سمجھا جاوے تو صریحا پیغمبر صاحب پر تہمت ٹھہری
اسواسطے کہ اگر دوسرے دن امام حسن رضی اللہ عنہ استفسار نہ فرماتے اور پیغمبر صاحب
اصل مطلب نہ بتاتے تو لوگ شبہے اور دھوکے مین پڑے رہتے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ارشاد کو صدق وصفا پر قیاس کرکے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق
رضی اللہ عنہ اور عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کو بمنزلۂ سمع و بصر و دل پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم کے جانتے جیساکہ اول الفاظ سے جو حضرت نے فرمائے معلوم ہوتا ہی کس ایمان
والے سے یہ ہو سکتا ہی کہ پیغمبرون پر ایسی تہمت لگاوے ہرگز نہین کیونکہ پیغمبران
علیہم السلام کا کام تو صاف صاف حکم آلہی بیان کرنے اور ہدایت کرنیکا ہی نہ لگی لپٹی
رکھنیکا سچ تو یہ ہی کہ اِن حضرات کے بڑے دل اور گردے ہین کہ جنہون نے اپنے دین
و مذہب کو دل لگی مین ڈالدیا ہی آیات قرآنی اور حدیث نبوی کو محرّف کر دیا ہے
خدا اور رسول خدا کے کلام کو معاذ اللہ ضلع جگت اور دو معنی جانتے ہین صحیح تو یہ ہی کہ
المرء یقیس علی نفسہ جسکے مذہب کی بنا جھوٹ اور نفاق پر ہی وہ سب کو اپنا ہی سا جانکر
ویسی ہی تاویلات کرتا ہے اور بیہودہ خیالات پکاتا ہے۔ وہ کون ایسا شخص
ہوگا کسی دین و مذہب مین جو اپنے پیغمبر خواہ بانی دین کے نسبت یہ کہیگا کہ وہ ایک روز
کچھہ کہتے تھے اور دوسرے روز اوسکی کچھ تاویل اور کر دیتے تھے اگر ایسا ہو تو بڑا افترا

پیدا ہو کیونکہ فرض کرو کہ کسی دن پیغمبر صاحب نے کچھ فرمایا کہ اوس جلسے کے حاضرین
مین سے دوسرے روز کچھ لوگ کہین اور چلے گئے دوسرے روز پیغمبر صاحب نے پہلے روز
کے اپنے ارشاد کے کچھ اور طرح پر تاویل کردی جو لوگ کہ یہان موجود تھے اونہون نے
تو اوس تاویل کو سُنا اور جانا کہ مقصد اوس سے یون تہا وہ نہ تہا جو ظاہر الفاظ سے
پیدا ہوتا تہا مگر یہ تو فرمائیے کہ جو لوگ پہلے ہی روز کا ارشاد سنکر چلے گئے تھے اونہون نے
اپنے پیغمبر کو ہادی اور نبی جانکر اونکے کلام کو حق جانا ہوگا اور اوسی کو سچ مانا ہوگا
اوسکی تعمیل فرض جانتے ہونگے اونکو یہ تاویل کیونکر معلوم ہو سکتی ہے پس وہ جو ظاہر
الفاظ کے معنے کے پابند ہو کر گمراہ ہوئے اوسکا الزام کس پر ہوگا بیچارے سننے والے پر
یا معاذ اللہ پیغمبر صاحب پر۔ علاوہ ازین ان آیتون کے یہ معنے لینے سیاق وسباق کے
خلاف ہین بلکہ تحریف ہی شیعہ خود اپنی تفسیرون مین ان آیتون کی تفسیر دیکھین اور خدا سے ڈرین
ورنہ اگر کوئی خارجی یہ کہے کہ سمع و بصر و فواد سے علی و حسن و حسین علیہم السلام مراد ہین اور رویت
کو انسے اونکی بے عنوانیان مثل قتال وجدال کے یا خلافت خلفاء ثلثہ سے پوچھے جائینگے تو کوئی
شیعہ اسکا کچھ جواب دیسکتا ہی ہرگز نہین۔ علاوہ ازین اگر ہم ان الفاظ کو صحیح بھی مان لین
تو بھی تمہارا مدعا ثابت نہین ہو سکتا کیونکہ اِذَا جَاءَ الاحتمال بطل الاستدلال مُقرر احتمال
ثانی کی یہ ہی کہ کیا ضرور ہی جس سے قیامت مین سوال ہو وہ ماخوذ اور معذب ہی ہو بلکہ کبھی اظہار
کرامت وفضل کے لیے بھی سوال ہوتا ہی جسطرح ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین سے پوچھا جائیگا
کہ ہمارے احکام آدمیون کو پورے طور پر پونہچائے یا نہین تاکہ انبیا کی کمال امانت وعبودیت اور
کفار کی بے شرمی اور بغاوت اور حق جلشانہ کی جبروت وہیبت ظاہر ہو اور اسیطرح پل صراط
سے گذر کرنا۔ اور قبر مین نکیرین کا سوال سکرات موت میدان حشر کا اضطرار وغیرہ سب کیلئے ہی
مگر بعضون کو اسمین ترقی درجات ہوگی اور بعضون پر مصیبت وعذاب۔ پس مطلب یہ ہی کہ ان
تینون بزرگون سے پوچھا جائیگا کہ حُبِ علی وحُبِ اہل بیت تمہین تھی یا نہین تو شیعونکو معلوم ہو جائیگا

کہ خلفا ثلثہ اول درجے کے دوستدار اہل بیت اور اونکے فضائل کے جاننے والے تھے اور خارجی دیکھ لینگے کہ اہل بیت کا یہ مرتبہ ہی کہ وہ حضرات جو پیغمبر کے بجاے سمع و بصر کے ہین وقتسے بہی سوال ہوتا ہی تو پھر ہماری عداوت کیسی شرمناک بات تہی بلکہ یہی معنے الفاظ حدیث سے ثابت ہین اسلیے کہ آنحضرت کا یہ فرمانا کہ وہ میرے گوش و چشم اور دل ہین اب ممکن نہین کہ حضرت کے گوش و چشم و دل تذلیل و توہین کے قابل ہون معاذ اللہ پس یہ سوال جواب حضرات سے ہوگا سوال کرامت و اظہار فضیلت ہی سوا الزام و اسکات اس صورت مین بہی کمال درجے کی فضیلت ان حضرات کی ثابت ہی غرض بے شمار دلایل فضایل صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کی خود حضرات ائمہ علیہم السلام کے اقوال سے جو شیعون کی معتمد کتابون مین موجود ہین بخوف طوالت وہ سب اس جگہہ نہین لکہے گئے مشتے نمونہ از خروارے اس تہوڑے پر کفایت کی اگر کوئی زیادہ تر دیکھنا چاہی تو کتاب تحفۂ اثنا عشریہ خواہ منتہی الکلام و ازالۃ الغین فی بصارت العین مولفہ مولانا حیدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خواہ آیات بینات مولفہ جناب مولوی مہدی علی خان صاحب بہادر دام برکاتہ کو جو اردو زبان کی باعث ہر شخص اوسکو دیکھ اور سمجھ سکتا ہی دیکھ لیوے کہ ہر جگہہ بکثرت موجود ہین مثل مصحف فاطمہ اور دیگر کتب مذہب شیعہ کے کم یاب اور پردۂ خفا مین نہین ہین

بیان فضایل حضرت ابو بکر صدیق یار غار و محبوب محبوب خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اب کچہہ تہوڑے فضایل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آیات قرآنی اور کتب معتبرۂ حضرات شیعہ اور کتب سیر اور نیز کتب معتمدۂ اہل سنت و جماعت سے لکہتا ہون

اَوَّلُهُمْ وَاَفْضَلُهُمْ قُدْوَةُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ مَعْدَنُ الصِّدْقِ وَالْوَقَارِ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَى الْعَرْشِ وَفِي الْغَارِ الشَّيْخُ الْعَتِيْقُ وَالرَّفِيْقُ الشَّفِيْقُ مُنْجِرُ رَحِيْقِ التَّحْقِيْقِ مِنْ كَاسِ التَّوْفِيْقِ خَلِيْفَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَبُوْبَكْرِنِ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَرَادِيْسُ الْجَنَّةِ مَنْزِلُهُ وَمَثْوَاهُ

اسم شریف آپکا عبد اللہ بن ابی قحافہ ہی اور نام ابو قحافہ کا عثمان عامر بن کعب

ابن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوی ہی اور نسب طاہر آپکا ساتھ نسب اطہر حضرت
سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے مرہ بن کعب مین ملتا ہی اور آفتاب آپکی بزرگی قرابت
کا اوسی جگہہ شرف آفتاب فلک ہوتا اور نجابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملکر چمکتا ہی
اور آپکی والدہ ماجدہ کا نام ام الخیر سلمی بنت صخر بنت ماہر تہا بیٹی عم ابو قحافہ کی اور
بعض کتب سیر مین لکہا ہی کہ جاہلیت مین آپکا نام عبد الکعبہ تہا ظہور اسلام کے وقت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ نام فرمایا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
ایام جاہلیت مین درمیان اہل قریش کے بڑے صاحب مرتبہ اور صاحب مال تھے
اور قریش مین منجملہ روساے قریش کے ایک بڑے رئیس گنے جاتے تھے اور اپنی
قوم قریش مین اہل مشاورت تھے علم انساب اور تعبیر خواب اور علم عروض و قافیہ
سے نہایت ہی ماہر تھے اور اشعار خوب فرماتے تھے چنانچہ اونکی یہ دو بیت بطور
نمونہ لکھے جاتے ہین بیت ؎ مرض الحبیب فزرتہ فرصت من حذری علیہ
فشفی الحبیب فزارنے فشفیت من نظری الیہ چون چشم خود بیمار شد
محبوب و من چون دیدمش ٭ بیمار گشتم از غم نازک تن بیمار او ٭ بہ شد حبیب وآمد
از بہر عیادت سوے من ٭ فی الحال صحت یافتم از دیدن رخسار او ٭ کہتے ہین کہ علم
انساب مین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حذاقت اس درجہ کی رکھتے تھے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت سے فرمایا کہ تم جب مشرکون کا حال
لکھنے لگو تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس جانا اور اوس قوم کے معائب اون سے
دریافت کرنا کہ اون لوگون کے انساب اور ایام اور وقایع وہ خوب جانتے ہین
اور وقت بعثت سے تا وقت وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت صدیق
اکبر رضی اللہ عنہ سے سفر اور حضر مین ہمراہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین بہت کم
تخلف ہوا جب امر خلافت آپسے متعلق ہوا تو آپکو خلیفہ رسول اللہ کہتے تھے ایک مرتبہ

کسی نے آپکو خلیفۃ اللہ کہا آپنے اوس شخص سے کہا لَسْتُ بِخَلِیْفَةِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَنَا خَلِیْفَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَنَا رَاضٍ بِذٰلِكَ یعنے مین نہیں ہون خلیفہ اللہ کا و لیکن مین ہون خلیفہ رسول اللہ کا اور مین اس سے راضی ہون بعض روایت مین ہے کہ آپ مکروہ رکھتے تھے کہ اون کو خلیفۃ اللہ کہا جائے

بیان وجہ لقب صدیق اور عتیق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

آپ کے لقب عتیق کی وجہ مین چند روایتین ہین ایک یہ کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے منہہ کی طرف دیکھکر فرمایا مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی عَتِیْقٍ مِّنَ النَّارِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ - یعنے جو شخص کہ ارادہ کرے کہ مین نظر کرون طرف عتیق من النار کے پس چاہیے کہ وہ نظر کرے طرف منہ ابی بکر رضی اللہ عنہ کے یعنے کہتے ہین کہ جس روز حضرت صدیق رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے اوسی روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ یعنی تو اے ابوبکر دوزخ سے آزاد ہے اوسکے بعد سے اونکو عتیق کہنے لگے اور بعض نے یہ بہی وجہ بیان کی ہی کہ آپکا نسب عیب سے بری ہی اسواسطے نام آپکا عتیق ہی اور یہ بہی وجہ بیان کرتے ہین کہ آپ بہت خوش رو اور خوش خو تھے لہذا اس لقب سے مدعو ہوئے چنانچہ آپکی تعریف مین کسی نے کہا ہے ؎ چشم ایمان جمال او بیند ٭ کور کی چہرۂ نکو بیند ٭ اور ایک یہ بہی وجہ بیان کرتے ہین کہ حضرت صدیق رض کی والدہ کے لڑکا نہین جیتا تہا جب حضرت صدیق رض پیدا ہوئے اور حد جوانی کو پہونچے اونکو عتیق کہا لِاَنَّهٗ اُعْتِقَ مِنَ الْمَوْتِ - یعنی تحقیق وہ آزاد کیا گیا موت سے کہتے ہین کہ حضرت صدیق رض کی والدہ آپکو خانہ کعبہ مین لیگئین اور کہا یَا رَبِّ هٰذَا عَتِیْقٌ مِّنَ الْمَوْتِ فَهَبْ لِیْ خانہ کعبہ کے رکن سے آواز سنے

یَا آمِنَۃَ الرَّحْمٰنِ بِالتَّحْقِیْقِ فَرْتَ بِحَمْلِ الْوَلَدِ الْعَتِیْقِ یُعْرَفُ فِی التَّوْرَاۃِ بِالصِّدِّیْقِ
اسی سبب سے اونکو صدیق بھی کہتے ہین اور صدیق نام کیا اور یہ کہ قصہ معراج
سنکر وہ شخص جنتے فورًا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی حضرت صدیق رضہ
ہین اور قصہ اسکا یون ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کو تشریف لیگئے
اور معراج سے تشریف لائے تو جبرئیل سے فرمایا کون تصدیق کریگا میرے معراج
کی جبرئیل نے کہا کہ ابو بکر تصدیق کرینگے آپکی معراج کی اور وہ صدیق ہی چنانچہ
ایسا ہی ہوا کہ جب صبح کو اپنے صدیق رضہ سے کہا کہ آج کی رات مجکو معراج ہوئی
کہا حضرت ابو بکر رضہ نے خوش ہو کر سچ فرمایا آپنے اوسی صبح سے آپکا صدیق نام ہوا
اور پہلے جس مرد نے کہ تصدیق رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کی حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ ہین اسوجہ سے انکو صدیق کہا اور بعض اہل تحقیق یہ کہتے ہین کہ چونکہ آپکا
ظاہر اور باطن صدق اور راستی سے مستقیم تہا آپکو صدیق کہا وَالصِّدِّیْقُ مَنْ لَمْ یَتَغَیَّرْ
بَاطِنُ اَمْرِہٖ مِنْ ظَاهِرِہٖ وَقِیْلَ الصِّدِّیْقُ هُوَ الصَّادِقُ قَوْلًا وَفِعْلًا وَدِیْنًا وَعَقْلًا
اور یہ وجہ بھی صدیق کہنے کی ہی کہ تمام عمر کبھی آپ جھوٹ نہین بولے بعض عرفا کہتے
ہین صدیق وہ شخص ہے کہ بذل کرے کونین کو رویت حق سبحانہ تعالی مین مانند
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تجہیز لشکر عسرت
مین اونسے پوچھا کہ مَا اَبْقَیْتَ لِنَفْسِكَ کیا باقی تمنے چھوڑا اپنے واسطے جواب مین کہا
اَللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ کہ اللہ اور رسول اوسکا ہے ۔ ۵ ۔ از زبان صادق و با جان صلیق + چون نبی
مشفق و چون کعبہ عتیق + صدق او چون منبر بان ایمان بود + مصطفی ہر چہ خورست
آوان بود + نیمہ خویش کردہ در کارش + نیمہ او گشتہ بہر دیدارش + خواجہ با وقار
آہستہ + دست لطفش شکستہ را بستہ + والیہ المرجع والیہ الرشاد ۔ روایت کی حاکم
نے مستدرک مین نزال بن سبرہ سے کہ کہا ہمنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے خبر دیجیے

ہمکو اے امیر المومنین صفت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ
کہ ابو بکر کا نام رکھا اللہ جلشانہ نے صدیق جبرئیل علیہ السلام اور رسول علیہ السلام کی زبان پر
اور تھے وہ خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ روایت کی دارقطنی اور حاکم نے ابو یحیی
سے کہ بار بار ذکر کیا کرتے تھے حضرت علی منبر پر کہ تحقیق اللہ تعالی نے نام رکھا ابو بکر کا
اپنے نبی کی زبان پر صدیق اور طبرانی نے روایت کی سند صحیح کے ساتھ حکم بن سعد
سے کہا کہ میں نے حضرت علی رض سے سنا اور وہ قسم کھا کر فرماتے تھے البتہ نازل کیا اللہ
تعالی نے نام ابو بکر کا صدیق اور روضۃ الاحباب میں لکھا ہی کہ واقفان آثار اور اخبار
بیان کرتے ہین کہ جب حضرت خیر البشر علیہ افضل الصلوۃ و اکمل التسلیمات اللہ جلشانہ
کی طرف سے رسالت پر مبعوث ہوئے اوس زمانہ مین ابو بکر رضی اللہ عنہ تجارت کیواسطے
ملک شام کی طرف گئے تھے وہان ایک مرد سے کہ منجملہ علما اور احبار کے تہا اور توریت
اور انجیل کا علم بحد کمال رکھتا تہا اور عمر اوسکی تین سو نوے برس کی تہی ملاقات
ہوئی اوس پیر روشن تدبیر نے پس از تحقیق و تفحص شہر اور قبیلہ اور اسم و نسب
اور کنیت اور لقب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حضرت موصوف سے بیان کیا کہ
مجھکو کتب آسمانی اور صحیفہ ربانی سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ حرم مکہ مین ایک ایسا
پیغمبر دین پرور مبعوث ہوگا کہ جوان اور بوڑھے سب اوسکی اطاعت کرینگے مگر ایک
ادھیڑ عمر کا آدمی اور ایک جوان اوسکے بہت بڑے مددگار ہونگے وہ ادھیڑ عمر کا
آدمی بوقت ظہور اسلام اوس نبی کی بہت ہی بڑی مدد کریگا اور اوس نبی کے
ساتھ مین طرح طرح کی ایذا اور تکلیف اوٹھاویگا رنگت کا سفید اور بڑے حلم اور
وقار کا آدمی ہوگا اور اوسکے پیٹ اور بائین ران پر سیاہ تل ہوگا اوس عالم توریت
نے کہ اوسکا نام بحیرا راہب تہا جب حضرت صدیق سے یہ سنا کہ یہ رہنے والے حرم
مکہ کے ہین اور رنگت اور پیشانی کو موافق اپنے علم کے پایا تب مصر ہوا کہ اپنا پیٹ اور

بائین ران بھی دکھاؤ چنانچہ اوسکے نہایت اصرار سے دکھایا تو دونون جگہ خال سیاہ
موجود پایا وہ راہب مذکور بولا بے شک وہ اوہیڑ عمر کا آدمی تو ہی ہے کہ مدد کریگا
تو بڑی سختیون مین اوس نبی ع کی وہ راہب حضرت صدیق کو اپنے گھر لیگیا اور بڑی
خاطر اور ضیافت کی اور کہا کہ وہ وقت قریب ہی کہ یہ دولت اسلام تیرے نصیب
مین آئے خبردار خبردار جو ایذا تجھے اس نعمت کے سبب سے پہونچے گھبرانا نہین اور
صبر کرنا۔ از تاریخ الخلفا۔ روضۃ الاحباب مین اسقدر اور لکھا ہی کہ مرد پیر نے
چند بیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح اور ثنا مین لکھکر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ
کو دیکر اسکا مضمون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سمع ہمایون تک پہونچا دینا چنانچہ
اونمین کا ایک شعر یہ ہی آتی باد سلام سر بسر از مہر از قطرہ بدریا ہر و از ذرہ بمہر
القصہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سفر شام سے لوٹ کر وطن مین پہونچے تو ایک
جماعت اعیان اور سرداران قریش کی برسم تہنیت معاودت از سفر اونکے ملنے کو آئی
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے پس از تمہید قواعد تحیت اور کلمہ و کلام محبت آمیز
اون لوگون سے پوچھا کہ کوئی امر غریب اور شان عجیب تمہارے درمیان پیدا ہوئی
ہے اون لوگون نے جواب دیا کہ ہان امر تازہ اور عجیب یہ ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
بن عبد اللہ بن عبد المطلب دعوی نبوت کرتے ہین اور ہا باو اجداد کی بنیاد دین کے
تیشۂ مخالفت سے ڈھاتے ہین جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اون لوگون سے
یہ حکایت سنی تو شوق قدمبوسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو بے صبر کردیا اور
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے آئینہ سینۂ باسکینہ مین مضمون منظوم کیا نقش کیا
ای آرزوے دیدہ دلم دیرہاے تست ✦ جانم اسیر سلسلۂ مشکساے تست
دل چھین لیا ایک جوان عربی نے ✦ مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے
شعلۂ عشق دل مین بھڑکا اون لوگون کو جو آپکی تہنیت معاودت سفر مین

آئے تھے کچھ عذر خواہی کرکے اونکے گھرون کو رخصت کردیا اور خود ملازمت مین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیتابانہ جذبہ عشق سے جلد جلد یہ کہتے ہوئے ؎
ملائک جسکی دربانی کے خاطر ہاتھ ملتے ہین ٭ درِ دولت سراپر اوسکے پہونچا یہ قسمت نے
راہی ہوکر حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین آحاضر ہوئے اور شرایط سلام اور کلام
کی اوس دستور کے موافق جو سوابق ایام مین معہود تھی جانبین سے مرعی ہوئے
من بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سید انام نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو دعوت
اسلام فرمائے اور کہا کہ اے ابوبکر مجھکو خدائے عزوجل نے نبوت سے مشرف کیا
اور مجھے نبی کیا تو مجھپر اور خدائے تعالی پر ایمان لا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے
خوشی ضبط کرکے دلیل اور برہان طلب کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دلیل
ہماری وہ مرد پیر ہے کہ جو یمن مین تجھکو ملا تہا اور میری حکایت تجھسے بیان کی تھی اور
تجھنے سنی اور وہ تل سیاہ بالای ناف اور چپ ران کا ہی جو تمکو تمہارے جسم پر دکہایا
۱۰ رابیات جو میری مدح مین تہین۔ اوسنے تمکو دین اور تمہارے ہاتہ مجھکو سلام
کہلا بھیجا پس سنتے ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
صدق دل و راخلاص کے ساتھ پڑھا کہتے ہین کہ جملہ اسباب توفیق صدیق سے بہر ایمان ایک یہ تہا کہ قبل از وقت ظہور نبوت
الخذمان شیوع دعوت آنحضرت کی حضرت صدیق رض نے خواب مین دیکھا کہ چاند آسمان سے نیچے اوترکر ہیچ نازل مکہ
مین منتشر ہوا چنانچہ کوئی گھر مکہ معظمہ کا ایسا باقی نہین رہا تہا کہ ٹکڑا گردش چاند کا وہان نہ پونہچا ہو بعد
اوسکے وہ سب ٹکڑے چاند کے ایک جا ہوکر متصل ہوگئی اور گود مین حضرت صدیق رضی اللہ عنہ
کے آپڑے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اوس خواب عجیب غریب کو کسی خبیر بینے
عقلمند نیکو کار سے کہ وہ منجملہ احبار اہل کتاب سے تہا اور فن تعبیر اور علم تاویل رویا
مین بصارت کامل اور مہارت تامہ رکہتا تہا بیان کرکے تعبیر خواب پوچھے اوسنے کہا
کہ تعبیر اس خواب کی یہ ہی کہ عالم بالا سے ایک دولت عظمی اور سعادت کبری تمکو ملیگی

حاصل کلام تعبیر اس خواب صادق کی یہ ہی کہ پیغمبر زمان صلی اللہ علیہ وسلم اور سرور
انس وجان بہترین آدمیان مبعوث ہونگے اور اونکی ہدایت کی نعمتون اور دلالت سے
شرک اور گمراہی دور اور نابود ہو جاویگی اور تم اون پر ایمان لاکر دایرۂ متابعت
اور مبایعت اور معاونت مین در آوگے اور سعود ترین مردم مین سے اونکے تم ہوگے
اور جملہ اقران سے سر برآوردہ تم ہوگے پس ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس تعبیر خواب کا
انتظار تہا یہان تک کہ سید سادات عالم اور سند سعادات بنی آدم حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مسند ظہور نبوت پر جلوہ گر ہوئے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو
خوان ایمان پر دعوت فرمائی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے دلیل طلب کی خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دلیل اور برہان ہماری وہ خواب ہی جو ہماری نبوت سے
پہلے تمنے دیکہا تہا اور اب تعبیر اوسکی ظاہر ہوئی اور صفت ہماری فلان خبیر سے تمنے
سنی تہی صدیق رضی اللہ عنہ نے فوراً قدم جادۂ تصدیق مین رکہا اور سر دفتر اہل ایمان
اور مقدم اصحاب عرفان کے ہوئے کتب سیر مین مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی کہ جسے جس سے ایمان ظاہر کیا اور قبول کرنیکو کہا اوسنے توقف اور تامل کیا
مگر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہ جب اوسکو دعوت ایمان کی کی بلا تخلف و توقف اوسنے
قبول کیا اور یہ خبر وافی اثر دلالت کرتی ہے کمال مناسبت پر درمیان آنحضرت سید
عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اور اوسیدن کہ حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے پانچ آدمی عشرۂ مبشرہ سے کہ وہ عثمان بن عفان اور
طلحہ بن عبید اللہ اور زبیر بن العوام اور عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص
ہین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین یہ پانچون حضرات اوسیدن کے آخر مین بدلالت
اور ارشاد حضرت صدیق رض کے سعادت ملازمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
سے بہرہ ور ہوئے اور دولت اسلام سے مالامال ہوئے اور بمقتضای خیر سبقت سبقت ...

حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَآ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِہِمْ شَیْءٌ صدیق رضؓ کو موازی جمیع مومنان اس امت کا اجر او پر ایمان کے ہوگا۔
کسے کو سنتِ نیکو نہادست + ہمیشہ اجر آنش دست وادست + بدین بوبکر چون
گرو دست آغاز + بدو گرو دہمہ اجر جہان باز + ازان ایمان او دراصل خلقت +
ہمی جوید با ایمان با بہ سبقت (از روضۃ الاحباب) معتبر اخبار اور رسایل سے
ثابت ہی کہ سب سے پہلے جوانان احرار مین سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
ایمان لائے اور عورتون مین سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور لڑکون مین سے
حضرت علی رضی اللہ عنہ اور غلامون مین سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور غلامان
آزاد مین سے حضرت زید بن حارثہ ایمان لائے کتب سیر اور نیز دیگر کتب دینیہ
سے بخوبی ثابت ہی کہ اوایل بعثت مین سید انبیار اور سند اصفیا احمد مجتبیٰ محمد
مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اشتغال امر دعوت اسلام بطریق خفیہ فرماتے تھے اور
طالبان راہ حق کو پوشیدہ راہ صواب دکھلاتے تھے جس وقت سے کہ حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ ایمان لائے اسیوقت سے برابر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ سے اشاعت دعوت اسلام التماس کرتے تھے اور اظہار دین اسلام
اور ملت حنفیہ مین استدعا کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلحاظ کثرت اعدا
اور قلت احباب اسیاری مین تامل اور توقف فرماتے تھے اور اشارۂ غیبی کا انتظار
کھینچے تھے یہان تک کہ اس بارہ مین التماس و استدعا حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ از حد گذر کر بعز اجابت نبوی علیہ السلام کے مقرون ہوئے پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بموافقت یار غار بقصد دعوت کفار بیت الحرم تشریف
لیگئے وہان مہتران قریش گروہ در گروہ بیٹھے تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
بے خوف و خطر کھڑے ہوگئے اور حسب مضمون منظوم ذیل مجمع اوس صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ کا کچھ بھی

اندیشہ اپنے دل میں نہ لایئے اگر تیغ بارد در کسے آن ماو گردن نہادیم الحکم للہ
ایک خطبہ مشتمل ترغیب اہل کفر با یمان اور اسلام اور باز رہنے عبادت اصنام سے اور
ڈرانے عذاب و وبال آخرت سے جو اصنام پرستوں پر ہوگا بحضور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پڑھنے کا قصد کیا اور وہ خطبہ پڑھا لیکن چونکہ قلوب کفار پر مہر قفل اور ابصار پر اونکے
پردہ غفلت تھی حرمان کی تھی بمصداق مصنف محل قابل و انگہ نصیحت قابل چو گوش ہوش نباشد
چہ سود حسن مقال کچھ فائدہ اور نتیجہ نہ نکلا جب اہل کفر اور نفاق نے حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ کے خطبہ کو مناسب کے سبب کہ بکثرت وہاں موجود تھے مجتمع ہوکر
گستاخی حرب و ضرب حضرت صدیق رضی سے پیش آئے تمام جسم شریف آپکا صدمہ ضرب سے
متورم ہوگیا جب بنو تیم کو اس حال سے آگاہی ہوئی تب اون لوگون نے
جمعیت اور ہجوم کرکے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو چنگ بے ادبان سنگین
دل اور بے دینان جاہل سے علیحدہ کرکے ایک چادر میں لپیٹ کر اونکے گھر
لیگئے کسی کو آپ کے بیجان ہو جانے میں شک نہ تھا۔ القصہ دیر تک حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ بے ہوش رہے جب ہوش میں آئے لوگون نے وہ شربت جو آپ کے
واسطے بنایا تھا ہرچند بمبالغہ تمام پلانا چاہا مگر آپ نے ذرا بھی زبان پر نہ رکھا اور فرمایا
کہ مین نے نذر مانی ہی کہ جبتک مین اونس سید انس و جان مایہ درمان صلی اللہ علیہ وسلم کو
سلامت اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لونگا ہرگز نہ کچھ کھاؤنگا نہ پیونگا آخرش رات کے وقت
کہ جب راستہ کفار اشرار سے خالی ہوا حسب اصرار حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے
لوگ حضرت صدیق عاشق زار جان نثار حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو
اوٹھا کر مثل مردہ کے بحضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے یہ حال زار اپنے صدیق یار کو دیکھکر بے اختیار اشک چشم مبارک سے
رخسار انور پر گرنے لگے آپ نے نہایت ہی شفقت اور محبت سے اور مہربانی فرمائی

اور افسوس کیا حضرت صدیق رفیق بالتحقیق نبوی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ؎
گر من در آب و آتشم از چشم و دل خوشم ✤ کاندر میان ہر دو تو یاری ملاحق حسبنا ۔
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دولت اسلام سے مشرف ہوئے اوسوقت
چالیس ہزار درہم نقد آپ کے پاس تھے اون سب کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے
رضائے خدا اور مرضی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین صرف کر ڈالا اسی نظر سے آپ کی
مدح مین کہا ہی ؎ شب خلوت دو دم ہمسر عارست ✤ نثارش روز اول پل ہزار است
اور اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی زبان معجز بیان سے حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ کی مدح مین فرمایا ہے ما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر
اور بھی فرمایا ان من امن الناس علی فی صحبتہ وماله [illegible] ایک [illegible] سخاوت
اور انفاق مین بہ نسبت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے کتب معتبرہ سیر و نیز
احادیث مین بے حد ثنا و صفت لکھے ہین بخیال طوالت اس جگہ نہین لکھا۔
منقول ہے کہ سات شخص مسلمان غلامی کفار مین گرفتار تھے اور کفار بدکردار بوجہ
اختیار اسلام اون ساتون کو بے حد ایذا اور ضرر پہنچاتے تھے اور وہ ساتون
مسلمان اون حالات ظلم اور ستم پر صبر کیے ہوئے تھے اور اسلام پر اوسی طرح ثابت
قدم تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ حال پر ملال دیکھکر مبلغ کثیر
خرچ کرکے اون ساتون شخصون کو کفار سے خرید کرکے فی سبیل اللہ آزاد کر دیا اور
پنجۂ ظلم کفار سے چھوڑا دیا از انجملہ عامر بن فہیرہ اور بلال رضی اللہ عنہما تھے حضرت
بلال رضی اللہ عنہ امیہ بن خلف الجمحی کے غلام تھے اور بسبب کمال دیانت اور
امانت کے اوسکے بڑے پیارے تھے چنانچہ اسی دیانت اور امانت کی وجہ سے
امیۂ مذکور نے حضرت بلال کو پنجانے اور خزانے کی خدمت سپرد کی تھی جب اوسکو
معلوم ہوا کہ یہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نبی اللہ پر ایمان لائے ہین تو امیہ کو سخت

رنج والم ہوا اور دونوں خدمتین حضرت بلال سے چھینکر اور کسی کو سپرد کین اور
حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلاکر اوسنے سمجھانا شروع کیا اور کوئی دقیقہ سمجھانے کا
اوٹھا نہین رکھا مگر چونکہ حضرت بلال سچے عاشق حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کے تھے اور مومن صادق تھے اونکے منھ سے برابر یہی آواز نکلی کہ
جب اوس کافر نے دیکھا کہ سمجھانا بوجھانا کچھ کام نہین آتا تو سخت ایذا دہی او تکلیف رسانی
پر کمر باندھی یہانتک کہ صبح کو ننگے بدن کر کے کانٹے ببول کے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے
بدن مین چھبواتا کہ وہ کانٹے ہڈی تک پہونچتے مگر حضرت بلال اسی طرح ثابت قدم
رہتے آہ بھی نہ کرتے تھے حضور کبریا مین اہل دین کی ازمایش ہی اور اوسکے ساتھہی
اس اہل کین کی بھی ازمایش ہے جسوقت سخت گرمی ہوتی اور دھوپ کی شدت
ہوتی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو وہ موذی کافر دھوپ مین گرم جگہ پر بٹھاتا اور
چھاتی پر گرم پتھر رکھوا دیتا اور پھر چارون طرف سے آگ روشن کرا دیتا تھا
کہ آگ کی لپٹ سے بدن کو صدمۂ عظیم پہونچے اللہ رے مضبوطی ایمان کی کہ حضرت
بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھون مین ہتھکڑی اور پانون مین بیڑی اور گلے مین طوق
ڈال کر اندھیری کوٹھری مین بند کروا تا اور کہدیتا کہ ہان اب تمام رات حضرت
بلال رضی اللہ عنہ پر کوڑے پڑین کسی دم کوڑے کی آواز بند نہوا در جو اہم
میرے کان تک چلی آوے مگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ یہی پکار پکار کر کہتے
تھے کہ اللہ احد اللہ احد اگر بلال کے تمام بدن کو ٹکڑے ٹکڑے
کر ڈالوگے مگر یہی آواز نکلیگی کہ اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے

مریض عشق پہ رحمت خدا کی	مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی	خدا کی دمبدم ہوا وسپہ لعنت	کہ جسنے اسی مومن پر جفا کی
بیان سے کانپتا ہے جسکا کلیجا	جو کچھ ملعون نے اونپر جفا کی	نہ کچھ تیزی چلی ظالم کی اوسدم	مدد پہونچی جب [illegible] کی
کہ آپہونچے وہان صدیق اکبر			

کہا ظالم بڑی تو نے خطا کی
ستاتا ہی عبث کیوں اسکو ظالم
یہی اسپر ہی رحمت کبریا کی
بلالِ ناگہاں آپہنچی تجھپر
لہٰذا مین نے اسکی یہ سزا کی
کہا صدیق نے قیمت وہ دیگا
رہائی قید سے اوسکو عطا کی
بحق مصطفےٰ یارب زمان کو

وہ محبوب خدا تو دشمن حق
ملیگی چرخ گردش سے بلا کی
اگر اتنی جفائین ہو نہین آ
اگر اسنے ذرا سی یہ عطا کی
اگر تو چاہتا ہی مول لینا
سقی جیسے تجھے ثروت عطا کی
رہا ہو کر بلال نیک سیرت
زیارت ہو شہید کربلا کی

ارے کافر نہ تو نے کچھ حیا کی
نہین تو جانتا اسکو ستمگر
خبر تجھکو نہین روز جزا کی
وہ بولا مجھسے یہ باتین نہ کہ
دکر کچھ فکر قیمت کا ادا کی
غرض وہ کچھ بہت سامان دیکر
ہوئی خدمت ادا حضرت مصطفےٰ کی
تفسیر کبیر اور روح البیان مین

لکھا ہی کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امیہ کے مکان کی طرف سے گذرے
اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز سمع مبارک تک پہونچی کہ بلال پکار رہے ہین
اَللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ اَحَدٌ آپنے فرمایا یُنجِیکَ اَحَدٌ اَحَدٌ یعنی نجات دیگا تجھے وہی ایک اللہ
وہی ایک اللہ تفسیر روح البیان مین یہی لکھا ہی کہ روایت کی سعید بن مسیب نے
کہ خرید کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کو امیہ سے
حسب الطلب اوسکے بعوض اپنے غلام نطاس رومی کے لہ اوسنے حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ کے خرید کرنے کے بعد دس ہزار اشرفیان پیدا کی تھین اور خرید کے وہ
و غلام اور مواشی علاوہ اوسکے یہ نطاس رومی غلام حضرت صدیق کا بڑا لایق
آدمی تھا مگر کافر تھا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اوسے مسلمان ہونے کو فرمایا تھا اور
کہا کہ اگر تو مسلمان ہوجاوے تو یہ سب مال تیرا ہی تجھے دیکر آزاد کر دونگا وہ نہ مانتا تھا
جب امیہ نے بعوض حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اوسکو طلب کیا تب حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ نے اس امر کو غنیمت جانا کہ رحمت کے عوض زحمت ہاتھ آتی ہی بہت
خوشی سے قبول کیا اور نطاس رومی کو معہ اوسکے مال کے دیدیا اور ایک سو چالیس تولہ

سونا اور دیا لکھدا فی فتح العزیز والحسینی اور نہایت خوش دلی سے حضرت بلال کو
آزاد کیا تفسیر کبیر اور روح البیان مین لکھا ہے کہ جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے
اسقدر مال دیکر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خریدا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے
باپ ابوقحافہ اور دیگر کفار نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا گلیہ غلام خریدا اور ایسا
تحفہ کما و غلام و بیا اگر اسقدر مال سے عمدہ لائق لیاقت والے غلام
خرید کرتے تو کتنا بڑا دنیا کا نفع پاتے یہ سنکر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ مین نے حضرت بلال کو خدا اور رسول خدا کی رضامندی پانے کے واسطے
کیواسطے خرید کیا ہے مجھے دنیا کی خواہش نہین ہے شعر مجھے تخت کی خواہش ہے نہ
دنیا کی ہوس۔ اے خداوند کریم + دلنشین جاے بجز خاک در یار نہین۔ کہو کہ جیسے کیا
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ اور کفار کے جواب مین یہ فرمایا کہ مین نے یہ
کام خدا اور رسول خدا کی رضامندی کے واسطے کیا ہے تب یہ آیت نازل ہوئی
وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى یعنے قریب ہے کہ بچایا جاویگا ہم
آگ سے اوس شخص کو کہ دیتا ہے مال اپنا واسطے پاک کرنے نفس کے۔ کفار بولے
کہ کیا کچھ حق بلال کا ابوبکر پر ہوگا جو اتنا مال اوسپر صرف کر کر خرید کیا ہے تب آیت
نازل ہوئی وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى ترجمہ اور نہ تھا
کسی بشر کا ابوبکر پر حق نعمت کہ بدلا دیا اوس کا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے إِلَّا ابْتِغَاءَ
وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى مگر کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ کام فقط واسطے طلب
رضاے اللہ اپنے کے کہ بلند و بالا ہے وہ سب سے وَلَسَوْفَ يَرْضَى اور قریب ہی
کہ راضی ہوگا پروردگار ابوبکر سے یعنی راضی اب بھی ہے مگر ظہور رضا کا قریب ہے
کہ قیامت کے دن ہوگا یہ ترجمہ تفسیر روح البیان کا لکھا گیا اور صاحب تفسیر کبیر نے
لکھا ہے کہ کل تفسیر والون کا اتفاق ہے کہ یہ آیتین حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی شان مین

نازل ہوئی ہیں اور ظاہر ہے کہ جب اللہ جلشانہ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو
اتقیٰ فرمایا اور اتقی کے معنے سب سے بڑے متقی کے ہیں تو بعد انبیاء کے کل مخلوق سے
افضل حضرت صدیق ہوئے اور یہی ہے عقیدہ اہل سنت کا کہ بعد از انبیا افضل بشر
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اسی ترتیب سے خلافت بھی ہے حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ نے جب اپنا کل مال کہ چالیس ہزار درم تھا سب کا سب
دین کی مدد اور حمایت میں خرچ کر ڈالا صرف چھ ہزار درم جو باقی تھے اسکو بھی
ہجرت نبوی اور خرید زمین مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں اور دیگر
امورات خیر متعلقہ اسلام میں خرچ کر ڈالا اور خالی ہاتھ رہ گئے اسی وجہ سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا اس کلمہ کو زبان مبارک سے فرمایا ہے کہ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ
اَحَدٍ قَطُّ کَمَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ یعنے مجھکو نفع نہیں دیا کسی کے مال نے کبھی جیسا کہ نفع دیا ہے
مجھکو مال ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کیونکہ ظاہر ہے کہ مال حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا
اور ابوطالب اور عبد المطلب کا محض خرچ خوراک اور پوشاک آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم میں اور نیز دیگر امورات خیر میں قبل از نبوت صرف ہوا کیونکہ پندرہ برس
پہلے نبوت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوا تھا
اور آٹھ برس بعد نبوت سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وفات فرماگئیں حضرت ابوبکرؓ
کا مال سب کا سب ابتدائے اسلام اور کمال ضعف اور غربت اہل اسلام میں مدد اسلام
اور مسلمانوں کے راہ خدا میں حسب مرضی اور خوشنودی مزاج مقدس رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف ہوا حضرت ابوبکرؓ کا مال باعث ازدیاد شوکت اسلام
اور خلاصی مسلمانان از دست کفار اور اعانت ضعفائے اہل اسلام کا ہوا
ان دونوں خرچوں میں فرق زمین و آسمان کا ہے - بہر نوع جب کل مال حضرت

ابو بکر رضی اللہ عنہ کا راہ خدا و رسول مین خرچ ہو گیا اور کچھ نہ رہا بالکل مفلس ہو گئے
یہانتک کہ لباس بدن ہی کچھ نہ رہا ایک کمل کا ٹاٹ بجائے کرتے کے پہنتے تھے اور
اوسکا مونہ [illegible] اوسکے دونون طرف نہ کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت مین بے ملال حاضر رہتے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس نازل ہوئے اور دریافت پوچھا کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ عنہ
باوجود اس مالداری کے یہ کیا حال ہو گیا ہے کہ بایں لباس فقر بیٹھے ہیں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انھون نے اپنا سب مال خدا کی راہ مین خرچ کر ڈالا
اور مفلس ہو گئے اور یہ نوبت ہو گئی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالے
جلشانہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سلام فرماتا ہے اور پوچھتا ہے کہ اس مفلسی اور تہی دستی مین بھی تو ہمسے
راضی ہے یا کسی قسم کی کدورت تیرے دل مین آئی ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ
کلمہ سنتے ہی ایک عجیب حالت ارباب وجد کی طرح پیدا ہو گئی اور فرماتے تھے کہ مین کسطرح
اپنے پروردگار سے کدورت رکھونگا اور نہایت شوق و ذوق مین باربار آواز بلند
اس کلمہ سے نغمہ سرائی کرتے تھے کہ اَنَا عَنْ رَبِّیْ رَاضٍ اَنَا عَنْ رَبِّیْ رَاضٍ یعنے مین
اپنے رب سے راضی ہون مین اپنے رب سے راضی ہون میرے ایسے نصیب
کہان ہین جو خدا مجھسے پوچھے اور اگر وہ مجھکو نہ پوچھے تو کون ہے جو مجھکو پوچھے اب جو کچھ
جان نثاری اور جانبازی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول مقبول
محمد مصطفے صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ساتھ بوقت ہجرت کی ہے اوس مین سے بھی تھوڑا حال
مختصر سننا چاہیے مدینہ منورہ کے رہنے والے مشرکین مین سے ایک جماعت اوس و خزرج
موسم حج مین مکہ معظمہ مین آئے تھے اور ان لوگون سے اور قوم یہود ساکن مدینہ سے
ہمیشہ سے مخالفت اور عداوت چلی آتی تھی مگر جماعت اوس و خزرج یہود پر غالب
رہا کرتے تھے بوقت مغلوبی یہود جماعت مذکورہ کو اس طور سے ڈراتے تھے کہ دیکھو

اس زمانہ ظہور ختم الرسل کا قریب ہے اور اوس خاتم الانبیا کا اللہ تعالیٰ مددگار ہوگا اور
وہ حضرت رسول پاک اہل اسلام کے معین اور حامی ہونگے ہملوگ اوسوقت اوسلام
قبول کرینگے اوسکو ایسا سردار بنا کر مددگار ٹھہراوینگے اور نکو تہ تیغ کرکے خانہ خراب
کردینگے۔ اس مرتبہ جبکہ جماعت اوس و خزرج کے منی مین آئے تو ہان اونکے پاس رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیگئے اور اونسے کہا کہ مین اللہ کا رسول ہون اور مجپر خدا نے
قرآن نازل فرمایا ہے اور اونکے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید پڑہا اور
فرمایا کہ جتنے صحایف آسمانی ہین اون سب مین میرا حال لکھا ہے۔ زبور اور توریت
اور انجیل بھی میری شاہد ہین اور کل انبیا اور مرسلین سابقین میری عزت اور
شان سے واقف ہین اور میری نبوت کا اقرار کرتے چلے آئے ہین جماعت اوس
وخزرج نے یہ کلام حضرت خیر الانام سے جو سُنا اور سر اوٹھا کر چہرہ انور شہنشاہ جن وبشر
کیطرف جو نظر کی فوراً آثار جبروتی اور ہیبت پیغمبری اون لوگون کے دلون پر
اثر کرگئی اور آپس مین ہم صلاح ہوئے کہ شعر ہیبت حق ست این از خلق نیست
ہیبت این مرد صاحب دلق نیست۔ آخرش اونکے باہم مشورہ قرار پایا کہ بیشک
یہ وہی خاتم المرسلین ہین جنکا کتب آسمانی مین ذکر ہے اور انبیاء سابقین نے جنکی
بشارت دی تھی اور یہودی اون پر ایمان لاکر ہمکو خانہ خراب اور تہ تیغ کرینگے
اور انہین کے شریک ہوکر ہمکو قتل کرینگے چنانچہ ہمیشہ یہی دہمکی دیا کرتے ہین پس
اس صورت مین ہملوگ خود ہی کیون نہ پہلے ایمان لاوین چنانچہ اوس جماعت
مین سے چھ شخصون نے کلمۂ حق پڑہ کر بصدق دل ایمان اختیار کیا اور داخل اسلام
ہوکر سربلند ہوئے نام مبارک اون حضرات کے حسب ذیل ہین اسعد بن زرارہ ابو امامہ
عوف رافع جابر عقبہ بعد اسکے عرض کیا کہ اے سرور مرسلین و خاتم النبیین ہماری
جماعت اوس اور خزرج مین باہم نفاق ہے جسکے باعث آپس مین زیادہ

جنگ رہتی ہی اور اس سے ہملوگ تنگ رہتے ہین حضور دعا فرماوین کہ یہہ رنجش
آپس کی ہماری دور ہو جاوے تو ہم اگلے سال آکر تمامی جماعت سے اپنی قوم کے
مسلمان ہو جاوینگے اور پھر گو نہ اہل سلام کے مددگار رہینگے اور رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے زیادہ کوئی چیز دین و دنیا کی عزیز نرکھینگے اور جو حکم خدا اور رسول کا ہوگا
اوسکو جان و دل سے قبول کرین گے یہ اقرار کرکے وہ لوگ پھر مدینے کو واپس گئے اور
مدینے مین آپکا ذکر ہر گلی اور کوچے مین ہونے لگا کہ مکے مین وہ رسول آخرالزمان مبعوث
ہوا پھر اونکے بعد قیامت تک کوئی نبی اور رسول نہوگا اور اون پر کلام خدا نازل ہوا ہی
جو کوئی اون پر ایمان لاتا ہی وہ دولت دین و ایمان کی پاتا ہی یہانتک کہ دوبارہ موسم
حج مین بارہ شخصون نے آکر بڑے شوق اور ذوق سے کلمہ پڑہا اور مسلمان ہوئے
منجملہ اون بارہ شخصون کے معاذ اور عبادہ اور عویم اور ہیثم تھے یہ قافلہ جب مدینۂ منورہ
واپس گیا تو وہان دین اسلام کو خوب رایج کیا اور بے خوف نماز جماعت سے پڑہنے
لگے اور ان لوگون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خلیفہ طلب کیا جو حکم خدا
اور رسول سب کو سکہاوے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب درخواست اون لوگونکے
مصعب بن عمر اپنے ایک یار کو خلیفہ مقرر فرماکر مدینۂ منورہ روانہ فرمایا چنانچہ وہ مدینے
پہونچکر عام طور پر ہر گلی اور کوچے مین وعظ فرماتے تھے اور حکم خدا اور رسول صلی اللہ
علیہ وسلم سناتے تھے سعد بن معاذ وعظ کی خبر سنکر بغرض انسداد وعظ مستعد
جنگ دست بہ نیزہ وہان آئے اور کہا کہ وہ کون شخص ہی جو ہم رئیسون کے مکان
کے قریب آکر اس قسم کا اژدحام اور مجمع عام کرتا ہی خبردار یہان نہ آوے۔ حضرت
مصعبؓ جب دوبارہ وعظ کے لئے وہان گئے تو اگرچہ وہ لوگ آئے مگر کسیقدر نرم دل
پائے گئے سعد نے ابن مصعبؓ سے کہا کہ اچھا وہ قرآن پڑھو جسے خدا کا کلام بتاتے ہو
اور جو تمہارے نبی پر نازل ہوا ہی حضرت مصعبؓ نے بے خوف و خطر بسم اللہ کہکر یہ کلام خدا وند پاک پڑہا

حٰمٓ وَالْکِتَابِ الْمُبِیْنِ اِنَّا جَعَلْنٰہُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنَّہٗ فِیْٓ اُمِّ الْکِتَابِ لَدَیْنَا لَعَلِیٌّ حَکِیْمٌ اَفَنَضْرِبُ عَنْکُمُ الذِّکْرَ صَفْحًا اَنْ کُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِیْنَ ۝ وَکَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِیٍّ فِی الْاَوَّلِیْنَ ترجمہ قسم ہی کتاب بیان کرنے والے کی تحقیق کیا ہمنے اوسکو قرآن عربی تو کہ تم سمجھو اور تحقیق وہ بیچ لوح محفوظ کے نزدیک ہمارے بلند قدر حکمت بھرا ہی - کیا نہ بیان کرین ہم تمسے یہ نصیحت اس سبب سے کہ تم لوگ حد سے بڑہے ہوئے ہو اور بہت بہیجے ہین ہمنے نبی پہلو نمین - یہ سنتے ہی حضرت سعد کا عجب حال ہو گیا عالم وجد مین آگئے تھر تھر کانپنے لگے اور دل اونکا نور الٰہی سے بہرگیا وہان سے وہ اپنی قوم بنی عبد الاشہل مین پونہچے اور اونکو جمع کرکے کہا کہ یہ نبی جو مکہ مین مبعوث ہوئے ہین وہ سچے نبی ہین اور جو صحف بٹ نے پڑہا وہ بے شک خدا کا کلام ہی مینے تو اسلام قبول کیا یہ سنکر اونکی قوم نے بہی بالشوق تمام اسلام قبول کیا قدرت اللہ کی ہی کہ جو کفر مین شیر بنا تہا ایک دم مین اوسکو اسلام کا شیر ببر بنا دیا وہ بہی یعنی حضرت سعد رضی اللہ عنہ بہی مثل حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے رفیق اور شفیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوگئے اور پہر ایسے مقبول بارگاہ صمدیت ہوگئے کہ بوقت وفات اونکے جنازے پہ ستر ہزار فرشتے موجود تھے اور بروز وفات اونکے عرش معلی ہلا تہا یہ بہی عاشق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے - پہر تیسری مرتبہ کے موسم حج عقبۂ ثالثہ مین پانچ سو مرد انصار مکے مین بحضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہوئے اور جمال مبارک اور مہر نبوت دیکھکر قربان ہوگئے اور بقسم مضبوط اقرار حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اون لوگون نے کیا کہ ہم سب آپکے فرمانبردار ہین حضرت عباس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اوس قوم کو حمایت حضرت اور اصحاب کی فہمایش کرنے لگے چونکہ حضرت عباس ابہی مسلمان نہوئے تھے لہذا اہل مدینہ نے اونکے قول پہ خیال نہ کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ

آپ فرمائیے جو کچھ فرماتا ہے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھسے اعدا کا شور
وشغب رفع دفع کرو اور ہمکو دشمن سے محفوظ رکھو اور مثل اپنے اہل وعیال کے میرے
اصحاب کے مددگار رہو اونکے خبرگیران رہو اسبات پر تم لوگ ثابت قدم رہنا چنانچہ
اسبات پر اون سب لوگون نے بیعت کی بعد ختم ہونے بیعت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے جمیع صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے حکم عام فرمایا کہ تملوگ جلد مکے سے
مدینے کی طرف ہجرت کرو کہ حکم خدا یہی ہی اگرچہ اون لوگون کو بمصداق ع
حب الوطن از ملک سلیمان خوشتر + اپنا وطن ترک کرنا گوارا نہ تھا مگر کیا کرین کہ حکم
خدا ورسول سے بجز تسلیم چارہ نہ تھا آخر سب وطن کو چھوڑ گھر بار عزیز واقارب و
دوست واحباب سے منہ موڑ خدا اور رسول کی محبت مین کمر مضبوط باندھکر بحضور
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم رخصت ہونے کیواسطے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہملوگ
بحکم خدا اور رسول جاتے ہین وطن چھوڑتے ہین مگر حضور کی جدائی غضب
ہے یہی ہمارے رنج کا سبب ہے اوسوقت عجیب ایک نالہ وشور برپا تھا شعر
ہر ایک کہتا تھا گریہ کنان ہاے قبلۂ مومنانِ جہان + جدائی تری کسکو منظور ہے
زمین سخت ہی آسمان دور ہی + وہ کیا کرین ہی یہ حکم خدا + کہ جیدی حضوری سی ہو وین جدا
چھٹا ہائے ہمسے رسولِ خدا ہوسکے ہم حبیب خدا سے جدا ہوا اب دیکھین کب خدا ملاتا ہی
کب زیارت حضور اقدس کراتا ہی پس اب رخصت ہوتے ہین سلام کرتے ہین حضور کو سپرد
رب الانام کرتے ہین یہ کہکر سب کے سب سمت مدینۂ منورہ کوچ کر گئے۔ صرف صدیق اکبر
وحیدر کرار رضی اللہ عنہما رہ گئے۔ یہ دونون ہردم بحضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم حاضر رہتے
تھے ایک دم بھی خدمت گذاری مین قصور نکرتے تھے پس اوسوقت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی رفاقت مین صرف یہی دونون تھے اور باقی کل ساکنان بدخواہ بے باک
تھے صرف یہی یہ دونون دوست اور جان نثار تھے باقی دشمن بے شمار تھے

حضرت علی رضہ اور حضرت ابو بکر رضہ کیطرح دوست وفادار فرمان بردار سچے جان نثار سوائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کسکو نصیب ہوئے ہین جو لوگ کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے عداوت رکھتے ہین اور معاذ اللہ اونکی طرف نسبت نفاق کی وہ نادان کرتے ہین پس اون نامنصفون سے پوچھنا چاہیے کہ اگر معاذ اللہ منہا نقل کفر کفر نباشد وہ حضرات پاک منافق ہوتے تو کس دن کے لیے اپنا نفاق اوٹھا رکھا تھا کیونکہ وہ وقت تو معاذ اللہ عین وقت و موقع اظہار نفاق کا تھا اسلئے کہ تمام اہل شہر اور معاندین اسبات کا اشتیاق رکھتے تھے کہ اگر یہ دونون دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پھرین تو جسقدر چاہین ہم اونکو دولت دنیا اور مال ومتاع دیوین بلکہ یہان تک منظور تھا کہ اونکو اسقدر دیدین کہ خود مفلس ہو جاوین پس اگر حسب گمان مخالفین کے یہ حضرات دل مین عناد رکھتے تھے تو کیون یہ موقع عمدہ ہاتھ سے جانے دیا کون مانع تھا کسکا انتظار تھا کس کا خوف تھا کسکی دہشت تھی جو تھوڑے سے جان نثار تھے وہ بھی سب ہجرت کر کے چلے گئے تھے میدان خالی وصاف تھا اودھر امیری تھی امارت کا زور تھا شور تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو محض غریبی تھی نہ زر تھا نہ زور تھا اودھر توبے دو سو خدا اور لاکھ آشنا تھے اودھر صرف ایک خدا اور ایک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے پس اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ وہ قول مخالفین کا صرف بنظر عداوت اور محض جھوٹھہ اور بے اصل ہی۔ روضۃ الاحباب مین لکھا ہی کہ سب سے پہلے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین مصعب بن عمیر رضہ نے مدینے کی طرف ہجرت کی اوسکے بعد ابن ام مکتوم اوسکے بعد عمار بن یاسر اور بلال وسعد بن ابی وقاص ان لوگون کے بعد عمر بن الخطاب نے ہمراہ بیس صحابہ کے رضی اللہ عنہم اجمعین مدینے کی طرف ہجرت کی اور بعض کتب سیر مین لکھا ہی کہ پہلے ابو سلمہ بن عبد الاسد مخزومی تھے کہ حبشہ سے مکے لوٹ آئے تھے بعد اوسکے بسبب ایذاے مشرکین وہان نرہ سکے صحیح بخاری مین مروی ہی کہ ابو بکر صدیق رضہ نے تیاری ہجرت کی مدینے کی طرف کی اوسوقت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیق صبر کر کہ مجھے بھی یہان سے ہجرت کرنا ہے جب مجھکو ہجرت کا حکم ہو گا تو ہمارے ہمراہ چلنا حضرت صدیق رضہ نے عرض کیا کہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون یہ امید ہو حضرت نے فرمایا ہان پس حضرت صدیق رضہ نے توقف کیا یہان تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مصاحب اور رفیق ہجرت ہوئے کہتے ہین کہ ابو بکر رضہ نے اون دنون خواب مین دیکھا کہ چاند آسمان سے طرف بطحائے مکہ نازل ہوا اور شہر مکہ مین آیا اور صحرائے ام القریٰ اوسکے نور اور روشنی سے روشن ہو گیا پھر وہ چاند آسمان کی طرف متوجہ ہو کر مدینے مین اوترکر ٹھہرا اور یثرب کی زمین کو اپنے نور سے منور کیا اور بہت سے ستارون نے اس چاند کی اس حرکت مین موافقت کی اوسوقت وہ ماہ انجم سپاہ کئی ہزار ستارون کے ہمراہ بروسے ہوا ہو کر چرخ مکہ مین اوترا اور ایک روایت مین چار سو گھر کہ وہ اوس نور سے محروم اور بے نصیب رہے جب وہ چاند شہر حرام مین پونہچا تو اطراف حرم محترم اوسکے نور سے منور ہو گئے اوسکے بعد پھر وہ چاند مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور مکان عایشہ رضی اللہ عنہا مین آیا پس زمین پھٹی اور وہ چاند اوسمین غائب ہو گیا ابو بکر رضہ بیدار ہوئے گریہ اون پر طاری ہوا اسواسطے کہ عرب مین مشہور تھا کہ وہ علم تعبیر خواب اچھا جانتے ہین بدیدۂ تامل و اعتبار کے اوس خواب کی تعبیر مین نظر کی تو معلوم ہوا کہ وہ ماہ آفتاب فلک رسالت ہو اور وہ ستارے روشن آپکے یار اور خویش ہین کہ آپکے ہمراہ غربت اختیار کرینگے اور مدینے کی طرف ہجرت کرینگے اور پھر لوٹنا اوس ماہ کا ستارون کے ساتھ دلیل فتح مکہ کی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میسر ہو گی اور نزول اوس ماہ تابان کا منزل حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا مین نشان اسکا ہو کہ وہ شرف فراش حضرت مدینے مین پاوین گے۔ اور پھٹنا زمین کا اور سما جانا اوسمین اوس ماہ روشن کا دلیل وفات اوس ماہ نبوت سید انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو حضرت ابو بکر صدیق رضہ کو

اس واقعہ سے دو غم پیش آگئے ایک تو غم مہاجرت وطن اور دیار سے اور دوسرا غم جو بالاترین غموں کا ہی وہ اپنی مفارقت حضرت سید انبیا صلی اللہ علیہ وسلم سے اندیشہ کر کے خیال کیا کہ جب غربت پیش آویگی بارے مصاحبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ سے ندونگا ع
ما دوست کنج فقر بہشت ست و بوستان × بے دوست خاک بر سر جاہ و توانگری
یہی خیال فرماکر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ دو اونٹ خرید کر کے اونکو خوب دانہ گھاس دیتے تھے تاکہ اچھی طرح قوی اور تیار ہو جاوین اور شب و روز اسی امر کا آپ کو انتظار تھا کہ حضرت کب مامور بہجرت ہون

بیان ہجرت

اہل سیر نے یون لکھا ہی کہ جب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے جانے لگے تو کفار مکہ نے جانا کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہان سے ہجرت کرینگے اور ان لوگون سے جا کر ملینگے اور اہل مدینہ آپکے حامی اور مددگار ہونگے یہ سوچکر کفار دار الندوہ مین جمع ہوئے تاکہ در بارۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی فکر کرین
مکان مشورہ
اور دروازہ اوس مکان کا اسوجہ سے بند کر لیا کہ کوئی شخص بنی ہاشم سے اوسجگہ نہ آوے کہ راز فاش ہو اوسوقت شیطان ملعون ایک بوڑھے کی صورت بنکر اوس جگہ ظاہر ہوا اور بیٹھ گیا کفارون نے کہا اے مرد تو کہان سے آیا ہی اور ہماری خلوت مین بلا ہماری اجازت کے کیون آیا اور کون لایا شیطان ملعون نے کہا کہ مین ایک شخص قبیلۂ نجد سے ہون تمکو نیک جانکر بیٹھے جاتا کہ تمہارے مشورے دین مین بھی شریک ہون اور تمکو رائے دون کہ مین تمہارے مطلب اور مقصد کو جانتا ہون اگر تمکو میرا بیٹھنا اور شریک ہونا گوارا ہو تو مین چلا جاؤن اہل قریش نے آپسمین کہا کہ یہ مرد نجد کا ہی مکے کے رہنے والون مین سے نہین ہی اس سے کوئی خوف و اندیشہ نہین ہی رہنے دو اس سے کچھ ہمارا حرج نہین ہی پس صلاح اور مشورہ کرنے لگے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کو تم لوگ

دیکھتے ہو اور بخوبی جانتے ہو خدا کی قسم جو کچھ وہ کر گذرین اونسے دور نہین ہی جب اونکو کچھ سامان حرب بہم پونہچیگا فوراً ہم لوگون سے بجنگ پیش آوینگے اس بارہ مین کوئی عمدہ فکر کرنا چاہیے ایک نے یہ تجویز نکالی کہ آپکو آہنی زنجیرون سے باندھکر ایک ایسا مکان مین کہ اوسمین دروازہ نہو فقط ایک سوراخ رکھو کہ اوسمین سے آب وطعام دیا کرو اسطرح اوس مکان مین قید رکھو کہ دشمن آپکے ہلاک ہو جاوین اوس پیر مرد نجدی نے کہا کہ یہ راے اچھی نہین ہی کیونکہ جب اونکی قوم اس ماجرے سے خبر پاویگی فوراً تمہارے ہاتھ سے چھوڑا لیجاویگی اور احتمال قوی ہے کہ تمہارے اور اونکے مقاتلۂ عظیم پیش آوے اور تمہاری جماعت مین ایک فساد عظیم واقع ہو۔ ایک دوسرے شخص نے یہ تجویز کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ملک سے علحدہ نکال دو جہان چاہین چلے جائین پھر نجدی یعنی شیطان ملعون نے کہا کہ یہ بھی تجویز اچھی نہین ہے کیا تم لوگ اونکی شیرین کلامی اور سحر بیانی سے واقف نہین ہو اگر اونکو نکال دوگے تو وہ جہان جاوینگے وہان کے لوگ اونکی باتین سنکر شیفتہ اور فریفتہ اور مسخر اور فرمانبردار ہو جاوینگے اور پھر وہ لوگ اونکی بیعت کرکے اور اتفاق کرکے تمسے جنگ کرینگے اور تمہارا نام صفحہ ہستی سے مٹاوینگے مشرکین نے کہا واللہ یہ بوڑھا سچ کہتا ہی پس مشرکین نے اب اس بوڈھے یعنے شیطان ملعون کی بخوبی تعظیم اور تکریم اور خاطرداری اور تواضع کی اوسکے بعد بدترین خلایق شیطان خلایق ابوجہل پسر ہشام بدانجام نے کہا کہ میری یہ رائے ہی کہ ہر ایک قبیلہ سے ایک جوان دلاور علحدہ چن لو اور ہر ایک کو شمشیر بران حوالہ کرو تاکہ وہ سب ایک بارگی اون پر حملہ کرین اور اونکو قتل کرڈالین جب یہ ترکیب کیجاویگی تو خون محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام قبایل مین متفرق ہوگا اور بنو عبد مناف کو یہ قدرت حاصل نہوگی کہ تمام قبایل سے مقاومت کرین لضرورت اور مجبوری دیت پر راضی ہو جاوینگے پیر نجدی نے کہا دیکھو رائے مناسب یہ ہی جو اس مرد نے تجویز کی پس

جملہ کفار اور مشرکین اس رائے مذلت پیرائے پر متفق ہوئے اور مجلس برخاست ہوئی اور اوس مہم کی انجام دہی مین مشغول ہوئے چنانچہ اس آیت مین اللہ تعالی خبر دیتا ہی وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ ترجمہ اور جب مکر کرتے تھے کافر لوگ کہ تجھے قید کرین یا قتل کرین یا نکالدین اور وہ داؤن کرتے ہین وہ اور اللہ اونکے داؤ کا بدلا دیتا ہے اور اللہ خوب بدلا دینے والا ہی داؤن کرنے والون کو نقل ہی کہ جبرئیل امین اللہ جلشانہ کے پاس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کفارون کے قصد اور ارادے سے اور جملہ حقیقت حال سے آگاہ اور خبردار کیا اور اللہ صاحب کا یہ فرمان لائے کہ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکَ بِالْھِجْرَۃِ یعنے بتحقیق اللہ تعالی حکم کرتا ہی تمکو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کا اور کہتا ہی کہ آجکی شب اپنے خوابگاہ مین جہان ہر شب رہتے تھے تکیہ نکرو اور کل تیاری ہجرت کی کرکے جانب مدینہ متوجہ ہو پس جب رات ہوئی جسطرح پر کہ کفارون کا مشورہ قرار پایا تھا در دولت نبوی پر جمع ہوئے اور اس امر کے مترصد ہوئے کہ جسوقت آپ خواب کرین یکبارگی حملہ کرکے خراب کرین پیغمبر اوس حال سے مطلع ہوئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ارشاد فرمایا کہ آج کفار میرے قتل کا ارادہ رکھتے ہین اور مین یہان سے باہر جاتا ہون تم آجکی شب میری خوابگاہ مین سو رہو اور میری سبز چادر خضری کو اوپر سے اوڑھ لو اور وہ چادر تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو ہر شب بوقت خواب اوڑھتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بھی فرمایا کہ تم اپنا دل قوی رکھنا کہ یہ کفار تمہارا کچھ نہین کر سکتے اور ایک یہ بھی روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجکو اجازت ہجرت کی مدینے کی طرف دی گئی ہی کل مین تیاری سفر کی کرونگا اور مدینے جاؤنگا امانتین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھین اون سب کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد کی تاکہ وہ اونکے مالکون کو پہنچاوین اور بعد فراغت اس کام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے آوین حضرت علی مرتضی بہ تعمیل حکم حضرت محمد مصطفے

بستر خاص پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر سوئے اور اوپر سے چادر موصوف اوڑھے اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لیگئے لیکن جاتے وقت سورۂ یٰسین تا
وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ
ترجمہ بادی ہمنے اونکے آگے دیوار اور اونکے پیچھے دیوار اور پھر اوپر سے ڈھانک دیا
اونکو سو اونہیں سوجھتا نہین۔ پڑھ کر آپ نے ایک مشت خاک اون کفارون کے سر پر
چھڑک دے اور اس خاک کے ڈالنے سے اون سرگشتگان بادیۂ ضلالت نے مطلق آپکو
نہ دیکھا اور آپ اونکے سامنے سے تشریف لیگئے۔ واقدی رحمۃ اللہ نے اپنے مشائخ سے
روایت کی ہے کہ ابوجہل و حکم بن ابی العاص و عقبہ بن ابی معیط و نضیر بن الحارث
و امیہ بن خلف و ابن غیطلا و طلحہ بن عدی اور ابولہب و ابی بن خلف و بسران حجاج
اونہیں منجملہ اون لوگون کے تھے جو اوس رات کو بقصد قتل آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے باہر دروازۂ دولتخانہ کے جمع ہوئے تھے۔ منقول ہے کہ جب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان سے باہر تشریف لیگئے اور کفارون سے
سلامت نکل گئے تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص اونپر ظاہر ہوا اور کہا کہ یہاں کیا
انتظار کرتے ہو ان لوگون نے کہا کہ ہم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر ہین اوس
شخص نے کہا کہ خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے باہر آئے اور تمھارے
سرون پر خاک ڈالی اور چلے بھی گئے چنانچہ ان لوگون نے جو ہاتھ اپنے سر اور منھ پر پھیرا
تو اثر خاک ڈالنے کا بخوبی پایا اور خاک اپنے اپنے سر اور منھ سے جھاڑنے لگے اور
شرمندہ ہوئے کہتے ہین کہ اوس شب کو جن لوگون کے سر پر خاک پڑی وہ سب
کفار بدر کی لڑائی مین مارے گئے کفار آئے اور آنکھ پھاڑ کے نظر کیا تو خوابگاہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مین ایک شخص کو دیکھا گمان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ہین کہا واللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر مین سو رہے ہین گھر مین گئے اور چاہا

کہ دست درازی کرین علے مرتضی کرم اللہ وجہ اوٹھہ بیٹھے جب کفارون نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے بستر پر علی مرتضی رض کو دیکھا کہا وہ شخص سچ کہتا تھا اور حضرت علی رض سے
پوچھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہان ہین فرمایا مین نہین جانتا یہ سنکر سب کفار حیران
اور شرمندہ ہوکر تلاش مین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مشغول ہوئے اور حضرت علی رض
سے ہاتھ اوٹھایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ ایک دن ہین
اپنے گھر مین بیٹھی تھی گرمی کے دن تھے کہ کہنے والے نے کہا کہ یہ ہین رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم مقنعہ سر مبارک پر ڈالے ہوئے آتے ہین اور دستور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا نہ تھا کہ اوسوقت ہمارے گھر مین آوین ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے
والدین آپ پر فدا ہون اسوقت کوئی بڑا کام آپکو ادہر لاتا ہی کہ پس آن سرور
صلی اللہ علیہ وسلم بھی پونہچے اور فرمایا کہ جو کوئی تمہارے پاس ہو اوسکو باہر کر دو
ابو بکر رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ سوا دو لڑکیون کے اور کوئی نہین ہی اونمین سے
ایک آپکی اہل ہی یعنے عایشہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی نے
مجھکو اذن ہجرت دیا ہی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اَلصُّحْبَۃُ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یعنی مین چاہتا ہون کہ آپ کے ہمراہ رہون ارشاد ہوا کہ ہان
تم ہمراہ رہوگے اور ایک روایت مین ہی کہ عایشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مینے
دیکھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ پر مارے خوشی کے گریہ طاری ہی اور اوسوقت تک مجھکو
گمان نہ تھا کہ زیادتی خوشی سے بھی گریہ آتا ہی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ان دونون اونٹون مین سے ایک قبول
فرمائیے حضرت نے فرمایا کہ مینے قبول کیا لیکن بقیمت۔ ایک روایت مین یہ بھی
ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین اوس شتر پر سوار نہین ہوتا جو
میرا نہو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ آپ ہی کے ہین فرمایا نہین لیکن وہ اونٹ کہ مین قیمت دیکر تمسے خرید کرونگی ابوبکرؓ
نے عرض کیا کہ آپکی مرضی مبارک اگر یہی ہی تو قیمت پر لے لیجیے - واقدی رحمۃ اللہ علیہ
نے بیان کیا ہی کہ قیمت اوس شتر کی آٹھ سو درم تھے - عایشہ رضی اللہ عنہا کہتی
ہین کہ جلدی جلدی ہمنے سب سامان سفر درست کیا اور سفرہ ترتیب دیا ایک
روایت مین ہی کہ ایک گوسفند پکائی اور دسترخوان مین رکھی مگر کوئی ایسا بند کہ
اوس سے مضبوط دسترخوان باندھون موجود نہ تھا اسمار بنت ابوبکرؓ نے اپنا
کمربند دو ٹکڑے کیا ایک ٹکڑے سے بیٹے دسترخوان اور دوسرے سے مطہرہ آب
باندھا اسیوجہ سے اونکو ذات النطاقین کہتے ہین اور عبداللہ ابن ابی بکرؓ کو کہ جوان
مؤدب اور دانا تھے اس خدمت پر مقرر کیا کہ دن کو قریش مین بسر کرین اور
شب کو غار ثور مین آوین اور جو کچھ کافرین اور مشرکین کے حالات اور اخبار ہون
اوس سے اطلاع دین اور عامر بن فہیرہ کو کہ آزاد کردہ ابوبکرؓ کے تھے کہا کہ رات
کے وقت ہملوگون کے واسطے دودھ لایا کرین تا اوسکو پیا کرین اور بنی دیل کے
قبیلے سے ایک شخص کو کہ اوسکا نام عبداللہ اریقط دیلی تھا راہبری پر باجرت مقرر
کیا اور اوسکو امان دی اور دونون اونٹ اوسکے سپرد کیے کہ بعد گذرنے تین شبانہ روز
کے اونکو غار ثور پر لاوین اور ابوبکرؓ کی صاحبزادی اسمار سے روایت ہی کہ جو
بعد خرچ کرنے چالیس ہزار درم کے راہ خدا مین پانچ ہزار درم نقد گھر مین موجود تھی
اوسکو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھ لیا - شب بست و ہشتم صفر یا غرۂ ربیع الاول
مین از راہ روزنہ کے کہ بام خانے پر بنا تھا باہر گئے اور اکثر اہل سیر کا یہ بیان ہی
کہ خروج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکے سے شنبے کو تھا اور بعض پنجشنبہ بیان کرتے
ہین اور جمع بین القولین یہ ہی کہ خروج خانۂ ابوبکرؓ سے بروز پنجشنبہ ہوا
اور خروج غار ثور سے مدینۂ منورہ کی طرف بروز شنبہ ہوا بہر صورت جب آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم مکان حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مصاحبت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے تھے تو آپ نے نعلین مبارک پائے اقدس سے اوتار لین
تھین اور پنجون کے بھل چلے جاتے تھے تاکہ زمین پر نشان پائے مبارک نہ ہو چنانچہ
سنگ پاؤن چلنے کی وجہ سے ہر دو پائے مبارک آپکے زخمی ہو گئے تھے حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ جان نثار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہ حال دیکھکر بیتاب ہو گئے اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھون پر بٹھا کر غار ثور تک پہنچایا اور عرض کیا
کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک لحظہ آپ توقف فرمائیے تاکہ مین پہلے
اس غار مین جاؤن اگر وہان کوئی آفت ہو تو وہ مجھکو پہونچے نہ آپکو کیونکہ
یہ بات مشہور ہے کہ اس غار مین جانوران گزندہ زہر دار بہت رہتے ہین یہ کہکر
پہلے خود غار مین گئے اوس غار مین نہایت درجہ اندھیرا اور تاریکی تھی کہ کچھ دکھائی
نہ دیتا تھا حضرت ابوبکر صدیق یار غار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وہان بیٹھے
اور اپنے ہاتھون سے ٹٹولا جسقدر وہان سوراخ پائے اون سب مین
اپنا لباس بدن پھاڑ پھاڑ کے وہ جملہ سوراخ بند کر دیئے صرف ایک سوراخ
باقی رہ گیا اور کپڑے نے بھی وفا نہ کی اوس سوراخ مین حضرت صدیق رضی نے اپنا پاشنہ پا
لگا کر اوسکو بھی محکم بند کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اندر تشریف
لائیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس غار مین تشریف لے گئے اور رات وہان
بسر کی جب صبح ہوئی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی کو برہنہ دیکھکر فرمایا
کہ تمھارا کپڑا کیا ہوا حضرت صدیق رضی نے صورت حال عرض کی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی کے حق مین دعائے خیر فرمائی۔ سانپ نے حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاشنہ پا مین کاٹا جسکی شدت سے اشک ابوبکر رضی اللہ عنہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک پر گری اسلیئے کہ آنحضرت زانو پر اپنے یار غار

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سو گئے تھے آپ بیدار ہوئے فرمایا اے صدیق سبب گریہ کا کیا ہے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کسی گزندے نے مجھکو کاٹا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے گزندے سوراخ سے باہر آ ایک سانپ اوس سوراخ سے باہر آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سانپ سے پوچھا کہ تونے کیون میرے یار کے زخم لگایا سانپ مذکور نے نہایت ادب اور فصاحت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین کتنے برسون سے آپ کے جمال مبارک دیکھنے کے انتظار اور شوق و ذوق مین اس جگہ امیدوار ہون کہ آپ کا دیدار مبارک اور جمال اقدس دیکھون چنانچہ خدا نے آج وہ میری امید پوری کی کہ آپ یہان رونق افروز ہوئے اور مین بقصد دیدار جمال تھا تمام سوراخون کے گرد پھرا اونھون نے تمام سوراخ بند کر دیئے اس سوراخ مین جب مین آیا تو یہان بھی پاشنہ پا سے سوراخ بند پایا لہذا مینے پاؤن مین کاٹا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوا اسکی تو جانتا ہے اوس سانپ نے عرض کیا کہ ہان یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین جانتا ہون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس زہر اپنا باہر کھینچ لے اوس سانپ نے پاؤن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اپنا زہر کھینچ لیا اور بعض روایت مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب دہن مبارک اپنا مقام گزندگی سانپ پر مل دیا شفا ہوگئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے حق مین دعا فرمائی چنانچہ اب تک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اوس اولاد پر جو بعد واقعۂ غار کے پیدا ہوئے تھے سانپ کے زہر کا اثر اور ضرر نہین ہوتا اور اس امر کا ہزارہا مرتبہ امتحان ہو چکا ہے جسکا دل چاہے اب امتحان کرے ہزارہا صدیقی دنیا مین ہر جگہ موجود ہین لیکن یہ شرط ہے کہ وہ صدیقی بعد واقعۂ غار کے اولاد کی نسل سے ہون کچھ اثر و ضرر نہین ہوتا واللہ اعلم

بیان غار ثور

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ غار ثور میں تشریف
لے گئے اللہ تعالیٰ جلشانہ نے درخت ببول وہان پیدا کر دیا اور جوڑے کبوتر جنگلی کو حکم ہوا
کہ وہان پونہچکر اپنا بسیرا بناوے اور انڈے دیکر وہان سیوے اور مکڑی کو حکم ہوا
کہ وہان درِ غار پر جالا لگاوے انس بن مالک اور زید بن ارقم اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ
عنہم اجمعین سے مروی ہی کہ اللہ تعالیٰ جلشانہ نے اوس شب تاریک مین درخت کو حکم دیا
کہ برابر روی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر آکر قایم ہو چنانچہ وہ درخت حایل ہوا
درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور درمیان اون اشخاص کے جو بیرون غار تھے
اور اس حدیث کو اکثر اہل سیر نے بیان کیا ہے۔ بہر نوع جب مشرکین لعین نے بستر پر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا تو متلاشی ہوئے اور اپنے ہمراہ ایک کھوجی کو لیکر
ڈھونڈھنے چلے یہانتک کہ جب قریب غار ثور کے پونہچے اوس جگہ وہ نشان قدم گم
ہوگیا کھوجی نے کہا کہ مین نہین کہہ سکتا کہ اون لوگون نے یہانسے اپنے قدم کہان رکھے
جب غار پر پونہچے کھوجی نے کہا کہ تمہارا مطلوب اس غار سے آگے کہین نہین گیا لیکن
جب کفار نے غار مین جھانکا کبوتر آشیانے سے اوڑے اور انڈے رکھے ہوئے نظر آئے
آپسمین کہنے لگے اگر اس غار مین آئے ہوتے بے شک انڈے کبوترون کے اور جالہ مکڑی کا
ٹوٹ جاتا اور یہ چیزین یہان نہوتین ایک روایت مین یہ ہی کہ اون لوگون نے کہا کہ
قبل از پیدایش محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مکڑی نے اِس غار مین جالا لگایا ہے اور
کبوتر کہ اسوقت تک حرم محترم مین اوڑتے ہین اونہین کبوترون کی نسل سے ہین
آنحضرتؐ نے اوسی وجہ سے اون کبوترون کے حق مین دعاے خیر فرمائی اور حرم مکہ کو
اونکا حرز بنایا کہ جہان چاہین اپنا آشیانہ بناوین کوئی اونکا شکار نہین کر سکتا اور
مکڑی کے لیے فرمایا کہ یہ خدا کے لشکرون مین سے ایک لشکر ہی اور اوسکے مارنے کی ممانعت
فرمائی۔ القصہ کفار ملعون وہان سے خائب اور خاسر لوٹے ابوجہل نے منادی کرائی

کہ جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مع ابوبکر رضہ کے گرفتار کر لاوے یا پتا بتاوے اوسکو سو اونٹ دونگا اس لالچ سے بہت کفار آپکو ڈھونڈہتے پہرتے تھے۔ جب کہ تین شب غار مین بسر ہو گئے سحر گاہ شب سوم مین عبداللہ بن اریقط دَیلی نے بموجب وعدے کے اونٹون کو جو اوسکے سپرد کیے گئے تھے در غار پر حاضر کیا اور عامر بن فہیرہ بہی آ گئے اب جملہ چار آدمی ہوئے دو دو ایک ایک اونٹ پر سوار ہوئے یعنے حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضہ ایک اونٹ پر اور عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط دوسرے اونٹ پر سوار ہوئے اور راہ سواحل کی اختیار کی وہ تمام دن ورات اور دوسرے روز برابر چلے گئے یہان تک کہ گرمی کا وقت ہو گیا یعنے دہوپ گرم ہوئی اوسوقت حضرت صدیق رضہ نے ہر طرف نگاہ کی کہ کوئی ہمارے پیچھے تو نہین آتا اور یہ بہی دیکہا کہ اگر کوئی جگہ سایہ دار ملے تو وہان حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذرا آرام فرماوین ایک پتہر دیکہا کہ اوسکے نیچے سایہ ہی وہان جگہ برابر کی اور ایک چمڑا کہ ہمراہ تہا بچہا دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ اسپر آرام فرماوین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس پر آرام فرمایا اور سو گئے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اوس جنگل مین ایک جوان دیکہا کہ بہیڑ بکریان چراتا ہی اوس سے دودہ طلب کیا اوس نے ایک قدح دودہ کا دیا حضرت صدیق رضہ نے اوسمین تہوڑا پانی ملایا تاکہ وہ خنک ہو جاوے کیونکہ عربون کی عادت ہی کہ تازی دودہ مین پانی ملا دیتے ہین تاکہ سرد ہو جاوے وہ قدح شیر حضرت صدیق رضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے دیکہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب سے اوٹھے ہین عرض کیا یا حضرت یہ دودہ نوش فرمائیے آپنے نوش فرمایا اور وہان سے کوچ کیا۔ اس مقام پر اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ حضرت صدیق رضہ نے چرواہے سے دودہ لیا بدون مالک کے اذن اور اطلاع کے یہ کیونکہ درست ہوا۔ اوسکا جواب یہ ہی کہ قریش کی عادت تہی کہ اپنے اپنے چرواہون کو اذن

دیتے تھے کہ اگر کوئی راہ گیر آوے اور دودھ طلب کرے اوسکو دودھ دیدیا کرو۔ یا حضرت صدیق سے اور مالک چرواہے سے ملاقات ہوگی پس باعتماد رضامندی دودھ لے لیا اور اِس امر کا بھی احتمال ہے کہ قیمت اوسکی دیدی ہو اور اوسکے مالک نے اوسکو بیچنے کی اجازت دے رکھی ہو یا خود وہ مالک ہی تھا اسمار بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا کہتے ہین کہ جب مخفی ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو میرے پاس ایک جماعت قریش مکہ کی آئی اور اومین ابوجہل لعین بھی تھا اور پکارا اپنے مکان سے باہر آئی ابوجہل ملعون نے مجھسے پوچھا کہ تیرا باپ کہاں ہے مینے کہا مجھکو معلوم نہین پس اوس لعین نے مجھکو اِس زور سے طمانچہ مارا کہ گوشوارہ میرا کان سے علیحدہ جا گرا اور ابو جہل قریش مین بر سوت جوان تھا۔ جب کفار اشرار تا جبل ثور تجسس اور تلاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بوجہ اتم کر رہے تھے اور اِس محنت مین اپنی جان حزین کھو رہے تھے اور اِدھر اودھر نیچے اونچے سب طرف اوس غار کے دھونڈھ رہے تھے اوسوقت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ جان نثار حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بالتحقیق نے اون کفار روسیاہون کو دیکھکر رو رو کر حضرت سے عرض کیا کہ دیکھیے وہ کفار کھڑے ہین ہماری تلاش مین آئے ہین اگر ذرا بھی اپنے زیر قدم نظر کرینگے تو ہمکو دیکھ لینگے آپ نہ ینگے مجھکو اپنے مارے جانیکا کچھ غم نہین ہے اگر خدا نخواستہ آپکے دشمنون کو کچھ ضرر پہونچا یا تو پھر کوئی زمین پر اللہ کا نام لینے والا نہ رہیگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ترجمہ مت رنج کرو تحقیق اللہ ہمارے اور تمہارے ساتھ ہے یعنے اے میرے سچے رفیق تم رنجیدہ مت ہو بیشک اللہ تعالے جلشانہ نے قرآن مجید و فرقان حمید کے پارہ دس سورۂ توبہ مین اوس مقام پر جہان مسلمانون کو جنگ تبوک مین جہاد کی اور مدد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب دی ہے یون ارشاد فرمایا ہے اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ

اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَکِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ اِلٰی اٰخِرِہٖ ترجمہ اگر اوسکی مدد نکروگے پس
تحقیق مدد دی ہی اوسکو اللہ نے جسوقت نکال دیا تہا اوسکو اون لوگون نے کہ کافر ہوئے
دوسرا دو مین کا جسوقت کہ وہ دونون بیچ غار کے تہے جسوقت کہ کہا واسطے رفیق
اپنے کے مت غم کہا تحقیق اللہ ساتہ ہمارے ہی پس اوتاری اللہ نے تسکین اپنی اوپر
اوسکے۔ یہ قصہ اوپر سے یون چلا آتا ہی کہ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد
جہاد روم کا فرمایا تو اسوجہ سے کہ وہ فصل گرمی اور خرمون کے پکنے کی تہی اور سفر دور دراز
تہا اور نیز بادشاہ روم زبردست تہا مسلمانون کو گہرون سے نکلنا ذرا گران گذرا اسواسطے
اللہ جلشانہ نے ترغیب جہاد مین یہ آیتین نازل فرمائین اور مسلمانون کو فہمایش کی پہلی
آیت مین یون ارشاد ہوا ہی اوسکا خلاصہ مضمون یہ ہی کہ مسلمانون تمہین کیا ہوگیا ہی
کہ جب تمسے جہاد کے واسطے کہا جاتا ہی تب تم اپنے گہرون سے نکلنا نہین چاہتے کیا تم
دنیا کی زندگی کو آخرت سے بہتر سمجہتے ہو ایسا نہین ہی بلکہ متاع دنیا آخرت کی نعمتون
کے آگے بہت ہی حقیر ہی اسلئے تمکو مناسب ہی کہ دنیاے دنی کو محض بے حقیقت اور ناچیز
سمجہو اور جہاد کی طرف متوجہ ہو۔ پہر دوسری آیت کا خلاصہ مضمون یہ ہی کہ اگر تم لوگ
جہاد مین سستی کروگے تو خداے پاک تمکو دنیا و آخرت مین سزا دیگا اور تمہاری جگہ دوسری
قوم پیدا کریگا اور تمکو یہ بہی معلوم رہے کہ تمہارے نہ مدد کرنے سے خدا اور اوسکے
رسول کا کچہ بہی نقصان نہین ہے اسلیے کہ خدا غنی ہی اوسکو کچہ پروا نہین ہے اپنے
رسول کا وہ آپ حافظ اور مددگار ہے اور تمام چیزون پر قادر ہے تمہاری مدد کا
محتاج نہین ہی یہ ترغیب جہاد تو خاص تمہارے ہی فایدہ کے واسطے ہی پس اپنی
بے نیازی اور اپنے رسول کی لاپروائی کو اسطرح ارشاد فرماتا ہی اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ
نَصَرَهُ اللّٰهُ یعنے اگر تم لوگ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نکروگے تو ہمارے رسول کو
تمہاری مدد کی احتیاج نہین ہی پس تحقیق مدد کریگا اوسکی اللہ یعنی اللہ جلشانہ

خود اوسکا مددگار رہی پس اللہ جلشانہ اپنی مددگاری کو یون ثابت فرماتا ہی کہ دیکھو
اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ الی آخرہ جب نکالا مکے سے
ہمارے رسول کو کفار نے اوس حال مین کہ وہ رسول دوسرا تہا دو کا جسکہ وہ
دونون تھے غار مین - یعنے جب ہمارے رسول کو کفار مکہ نے تنگ کیا اور وہ ہمارے
حکم سے مکے سے نکلے تھے اوسوقت کسنے اونکی مدد کی تہی اور کونسی فوج اونکے ساتہ تہی سوائے
ایک یار کے اور کون اونکے ساتہ غار مین گیا تہا اور جسوقت وہ کفار در غار پر آپونچے
اور اونکے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مین کچہہ فاصلہ نرہا اوسوقت اوسکا یار
یہ خیال کرکے کہ ایسا نہو کہ کفار غار مین چھپے ہوون سے آگاہ ہوجاوین اور پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم کو کچہہ صدمہ پونچاوین رنج اور غم کرنے لگا اوس سخت حالت اضطراب مین ہی
کہ بڑے بڑے بہادر اور دلیر گھبراجاتے ہین ہمارا رسول کچہہ بہی نہ گھبرایا اور اپنے یار سے
مخاطب ہوکر فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا یعنے مت رنج کر بہ تحقیق اللہ ہمارے تمہارے
ساتہ ہی - یعنی جسوقت کہ حضرت صدیق یار غار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بسبب
پونہچنے کفار کے بخیال ضرر رسانی رسالت پناہی کے گہبرائے اور رنج وغم کرنے لگے
اوسوقت فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے میرے سچے یار کیا تیرا گمان ہے
اون دو کے ساتہ جنکا تیسرا اللہ ہی یعنے کچہہ رنج وغم نکرو ہمارے تمہارے ساتہ تو اللہ
تو ہی ہی وہ ہم لوگون کی مدد کریگا اور اونکی شر سے محفوظ رکھیگا یہ کہکر فرمایا اَللّٰھُمَّ اَعْمِ
اَبْصَارَھُمْ یعنے اے میرے اللہ تو اندہا کردے انکی آنکھونکو کہ نہ سوجھے اونکو کچہہ چنانچہ
اللہ جلشانہ نے اونکو اندہا کردیا اور اونکے قلب کو بہی اندہا کردیا اور اونکی توجہ سب
اندھی کردی کہ اونہون نے غار کے اندر توجہ نکی - تفسیر روح البیان مین لکھا ہی کہ جب
حضرت صدیق رضہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا تہا کہ اگر ان مین سے
کوئی اپنے قدم کی طرف دیکھیگا تو ہمکو دیکھہ لیگا اوسکے جواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا تہا کہ اگر وہ لوگ اوس طرف سے ہمارے پاس آ جاوینگے تو ہم اسطرف سے یہان سے چلے جاوینگے پس حضرت صدیق رضی اللہ عنہ حیران تھے کہ ادہر رستہ کہان ہی کہ ناگہان حضرت صدیق رضؓ نے دیکہا کہ غار ادہر سے کہل گیا ہی اور اوس سے متصل ایک دریا جاری ہی اور اوس دریا مین اسی جانب ایک کشتی عمدہ بندہی ہوئی ہی اور اوس کشتی پر ایک جوان حسین بیٹہا ہی اور وہ جوان حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے کہتا ہی کہ ہرگز ہرگز غمگین نہو اور یہ کشتی کیا دیکہتے ہو ادہر آؤ دیکہو تو کیسا عمدہ بے مثل و عجیب ایک باغ ہی اوسکی سیر کرو جوان مذکور کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ جواب دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری جان ہین اونکو چہوڑکر مین کہان جاسکتا ہون اور کوئی بہی اپنی جان چہوڑکر کہین جاتا ہے ہماری لئے تو صورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باغ ہی اسی باغ کے گل چننے سے ہمارا دل باغ باغ ہے اس باغ کے آگے کیسا ہی باغ ہو تو وہ بہی داغ ہی یہ ماجرا حضرت صدیق رضؓ نے حضرت رسول خدا سے عرض کیا ارشاد ہوا کہ یہ دریا جو تمکو نظر آیا ہی یہ حوض کوثر با صفا ہی اور جو وہ کشتی تمنے دیکہی ہے وہ تمہاری اخلاص و محبت کی کشتی ہے اور جو تمنے دیکہا کہ ایک حسین جوان ہی وہ خاص رضوان داروغۂ باغ جنان ہی اور وہ باغ جسے دیکہا تہا وہ بہشت برین ہی جائے سکونت مقدسین ہی اگر اوسکے حسب المطلب تم جاتے تو فوراً ابہی جنت مین پہونچ جاتے ہمیشہ وہان عیش و طرب سے بسر ہوتی کسی رنج و غم کا وہان گذر نہوتا جسطرح پر حضرت ادریس علیہ السلام کا وہان مقام ہے اوسی طرح سے تمہارا ابہی وہان قیام ہوتا۔ مگر حضرت صدیق عتیق من النار کی تو حالت دلی ایسی تہی ؎ نجاؤن گا کبہی جنت مین مین نجاؤنگا + اگر نہووے گا نقشہ تمہارے گہر کا سا + تفسیر کبیر اور روح البیان مین بہ تفسیر ثانی اثنین مرقوم ہے کہ پیدا کیا اللہ تعالی نے عالم ارواح مین حضرت

صدیق رضی اللہ عنہ کو دوسرا رسول اللہ کا جو اول ایمان لائی وہ تو دوسرے ہوی رسول اللہ
کے ایمان مین اور شریک ہوی وہ دعوت اسلام مین یہان تک کہ جسدن حضرت صدیق
رضی اللہ ایمان لائی اوس دن اونکی دعوت سے وہ لوگ ایمان لائی کہ عشرہ مبشرہ مین
داخل ہین اور جماعت صحابہ مین وہ لوگ نہایت عالی مرتبت اور عالی شان ہیں اور حضرت
صدیق رض ثانی اثنین تھی ہجرت کے وقت اور ثانی اثنین تھے غار میں اور اکثر جہادون مین
اور ثانی اثنین ہین امامت مین بحالت حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ثانی اثنین
ہین بعد وفات رسول مقبول صلعم کے وعظ فرماتے ہین منبر پر اور ثانی اثنین ہین خلافت مین
اور قبر مین اور ثانی اثنین ہونگے قبر سے نکلنے مین اور جنت کے داخل ہونے مین - حضرت
ابوبکر صدیق رض کو غار مین پیاس کا نہایت غلبہ ہوا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جاکر وسط غار مین پانی پی لو اگرچہ حضرت صدیق رض جانتے تھے کہ غار مین پانی نہین ہے
مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر آپکو یقین کامل ہو گیا کہ ضرور وہان پانی ملیگا
چنانچہ جب بیچ غار مین گئی تو وہان نہر پانی کی دیکھی جو دودہ سے زیادہ سفید تھی اوسکو
پیا تو وہ پانی شہد سے زیادہ میٹھا تھا اور اوسمین وہ خوشبو تھی جو کسی خوشبو سے مشابہ
نہین ہوسکتی تھی اوس خوشبو کے آگے مشک بہی بے حقیقت تھا پہر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ یہ پانی نہر جنت کا ہے اللہ جلشانہ نے تمہاری پیاس بجہانیکے واسطے فرشتے
کو حکم دیا کہ جنت کی نہر سے ایک چشمہ غار مین لاوے کہ تو پیکر سیر ہو حضرت صدیق رض نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ اللہ تعالی کے یہان میرا یہ مرتبہ ہے ارشاد ہوا کہ ہان بلکہ اس
سے بہی افضل ہے الغرض جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یار غار سے یہ فرمایا
کہ بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تم کچھ غم مت کرو وہ کچھ نہین کر سکتے تو حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ کو تسکین ہو گئی سب رنج والم رفع ہو گیا اوسیکو اللہ تعالی فرماتا ہے فانزل اللہ
سکینتہ علیہ پس اوتاری اللہ جلشانہ نے اپنی تسکین اوپر اوسکے - یعنے جب میرے

پیغمبر نے اپنے یار سے لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا کہکر سطمئن کیا تو نبے اپنے پیغمبر کے کہنے سے
اوسکے یار پر تسلی نازل کردی کہ اوسکا خوف اور اضطراب جو پیغمبر پر صدمہ پہونچنے کے
خیال سے تہا جاتا رہا۔ اب ذرا غور فرمائیے کہ اس آیت سے کیسے کچہ فضایل حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ کے ثابت ہوتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکے سے پوشیدہ نکل جانا
اور غار مین چہپ کر بیٹہنا اسکا تو باعث سب پر ظاہر ہو یعنے باعث اوسکا یہی تہا کہ
کفار نے قتل پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمر باندہی تہی اور آمادہ قتل پر تہے
پس اللہ جلشانہ نے کفار کے ارادے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کردیا اور ہجرت
کی اجازت دی تب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے حکم کے بموجب حضرت ابو بکر صدیق رضہ
کو اپنے ہمراہ لیا ظاہر ہی کہ اگر اللہ تعالی کے نزدیک حضرت صدیق ایمان مین سچے اور
اسلام مین پکے ہوتے اور پیغمبر صاحب پر دل وجان سے عاشق ہوتے تو ہرگز خدا ے
علام الغیوب ایسے وقت نازک مین اپنے پیغمبر کو اونکے ساتہہ رکہنے کی اجازت ندیتا اگر
اونکی نیت مین حسب گمان مخالفین کے فساد ہوتا تو ضرور تہا کہ اللہ تعالی اونکی نیت سے
اپنے پیغمبر کو آگاہ کردیتا جیسا کہ کفاروں کے ارادے سے آگاہ کردیا تہا اور اگر خود پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم کو اونکے عشق اور محبت پر یقین کامل ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کبہی اونکو اس سفر نازک مین ہمراہ نہ لیتے اور اگر ابو بکر صدیق رضہ حضرت پر اپنا جان و مال
نثار کرنے پر راضی ہوتے تو وہ بہی ایسی مصیبت کے سفر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے شریک ہوتے بے فایدہ اپنے تئین کیون مصیبت مین ڈالتے ضرور تہا کہ کوئی بات
بنا کر عذر کر کے رہ جاتے۔ یہ امر تو ثابت ہی کہ جتنے صحابہ مدینۂ منورہ بہیجے گئے وہ سب بموجب
وحی آلہی کے بہیجے گئے اور جو حضرت صدیق اور حضرت علی حیدر کرار رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کو رکہے گئے تو وہ بہی موافق حکم خداوند تعالی کے
رکہے گئے اور جو جو کام ان دونون سے لئے گئے اور جن کامون کے واسطے یہ دونون

ماموں کئے گئے وہ بہی حسب مرضی آلہی کے تھا اگرچہ اور صحابہ رضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ قرب قرابت مین زیادہ ممتاز تہے مگر غار کی رفاقت اور سفر ہجرت مدینہ اور راہ کی ہمراہی اور جان نثاری اور فدای مال اور اولادیہ سب اللہ پاک نے حضرت صدیق ہی کے حصہ مین کردیا۔ جملہ صحابہ مین سے صرف حضرت صدیق رضہ کو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا رفیق طریق اور یار غار بنایا اور کسیکو اس مرتبہ کا نپایا اس سے کیسی کچہہ افضلیت حضرت صدیق کی ثابت ہوتی ہی اللہ جلشانہ کو حضرت صدیق رضہ کی خدمت اور رفاقت ایسی کچہہ پسند آئی کہ اونکی خدمت اور رفاقت کو اور لوگون کی رغبت دلانیکو اس آیت مین بیان فرمایا تاکہ اور لوگ بہی مستعد ہو جاوین اگر حضرت صدیق رضہ کی خدمت اور رفاقت اعلی درجے کی نہوتی اور خدا کے یہان مقبول نہوتے تو اونکی یاری اور وفاداری کی مثال اورون کے دل بڑہانیکو کیون دیجاتی اللہ جلشانہ نے قرآن مجید مین حضرت صدیق رضہ کے نسبت لفظ ثانی اثنین کا فرمایا جسکا یہ مفہوم ہی کہ بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرا شخص اوس مناصب دینے کے واسطے ابوبکر صدیق ہی اللہ جلشانہ نے حضرت ابوبکر رضہ کی شان مین لفظ (صاحبہ) کا فرمایا جس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحابیت بنص قرآنی ثابت ہی یہ مرتبہ اور کسیکو نصیب نہین ہوا اونکی صحابیت کا منکر حقیقتہً نص قرآنی کا منکر ہے اور نص قرآنی کے منکر کے لیئے جو حکم شریعت اسلامی ہی وہ ظاہر ہی اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا سے یہ بات بخوبی پیدا اور ہویدا ہی کہ جسطرح پر اللہ تعالے پیغمبر خدا کا حافظ اور ناصر ہی اوسیطرح پر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ یار غار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہی ہی اور جبکہ اللہ تعالی کا حضرت ابوبکر رضہ کے ساتہ ہونا ثابت ہوا تو اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ وہ پاک اور متقی ہین کیونکہ اللہ نہین ساتہہ رہتا مگر مقدسون اور پرہیزگارون کے۔ اللہ تعالی نے حضرت ابوبکر صدیق رضہ پر اپنی تسلی نازل فرمائی اور اللہ اپنی تسلی نہین نازل کرتا مگر اون لوگون پر جو ایمان مین پختہ اور مضبوط ہوتے ہین

اور وہ خدا کے فضل مین شامل ہوتے ہین حسب تشریح یہ امر ثابت ہی کہ یہ آیات جہاد سے
سستی کرنیوالون کی ترغیب اور تہدید مین نازل ہوئی ہین اس سے کیسی کچہہ فضیلت
اور وقعت اور محبت اور رفاقت اور صاحبیت اور صدیقیت حضرت ابو بکر رض کی اللہ
اور اوسکے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک پائی جاتی ہے واسطے ترغیب اور
تہدید اور لوگون کے اللہ جلشانہ نے اونکی صدیقیت اور محبت اور رفاقت اور یاری
اور نصرت کو تمثیلاً ذکر فرمایا - باوجود ان فضایل اور عظمت اور علوشان حضرت ابو بکر
یار لاثانی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اکثر آیات قرآن مجید اور احادیث نبوی
اور اقوال حضرات ایمہ علیہم السلام موجودہ کتب معتمدہ حضرات شیعہ سے ثابت
اور پیدا ہین پہر بہی ہمارے بڑے بہائیون حضرات شیعہ کو اونکے فضایل و عظمت
مین شبہہ ہی سچ ہی کہ جب آنکہین مندی ہوئی ہون تو پہر دن بہی رات ہی + اسمین
قصور کیا ہی بہلا آفتاب کا + مشتے نمونہ از خروارے ہم صرف چند شبہات و اعتراضات
جو چوٹی کے ہین بیان کرکے جوابات دیتے ہین جبکہ اول درجے کے اعتراضون کا یہ حال ہے
کہ بالکل پوچ و لچر ہین تو جو اعتراض ادنی درجے کے ہین اونکے پوچ اور لچر ہونے کا کیا ٹھکانا
ہی قاضی نور اللہ شوشتری مجالس المومنین مین لکہتے ہین کہ (ابو بکر یکی از منافقین بود
بر خلاف امر اقدس نبوی در اثناے راہ ایستاد و آنحضرت بعد از زجر شدید او را ہمراہ
گرفت تا کفار را دلالت نکند) یعنے معاذ اللہ معاذ اللہ کہ ابو بکر منافقین سے تھے اور خلاف
حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے راہ مین کہڑے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو بعد
زجر شدید کے ہمراہ لیا تاکہ کفار کو مطلع نکر دین - سید ابراہیم ابن ولی اللہ استرابادی
رسالہ حسنیہ کے صفحہ ۱۱۳ سطرہ مین لکہتے ہین (چون پارۂ راہ رفتہ بود دید کہ شخصی در برابر
آنحضرت مے آید حضرت توقف کرد چون نزدیک رسید دید کہ ابو بکر است گفت ای ابو بکر
من حکم خدا بشما رسانیدم و گفتم کہ امشب از خانہاے خود بیرون نیائید چرا مخالفت

امر الٰہی کردے ابو بکر گفت یا رسول اللہ صلعم از برائے تو خائف و ہراسان بودنتوانستم کہ در خانہ خود قرار گیرم پیغمبر علیہ السلام متحیر بماند بواسطۂ آنکہ حکم الٰہی نبود کہ کسے را باخود بغار ببرد درساعت جبرئیل علیہ السلام در رسید وگفت یا رسول اللہ بخدائے سوگند کہ اگر اورا بگذاری ہمین ساعت کفار را گرفتہ از عقب تو بیاید وترا بقتل رساند پیغمبرؐ بالضرورت اورا باخود بردو در غار داخل شد) یعنے رسالہ حسینیہ کے مولف لکھتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسیقدر راہ طے کی تھی کہ سامنے سے کسی شخص کو آتے ہوئے دیکھا ٹھہر گئے جب وہ شخص نزدیک پونہچا پہچانا کہ ابو بکر ہے فرمایا کہ اے ابو بکر مینے حکم خدا تمکو پونہچا کر کہدیا تہا کہ اپنے گھر سے باہر نہ نکلنا تمنے کسواسطے خلاف حکم خدا کی کیا ابو بکر نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا دل آپکے لیے خائف اور ہراسان تہا مجھسے گھر مین نرہا گیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم متحیر ہوئے اسواسطے کہ خدا کا حکم نہ تہا کہ کسیکو ہمراہ لیجاوین اوسیوقت حضرت جبرئیلؑ پونہچے اور کہا یا رسول اللہ قسم بخدا اگر ابو بکر کو چھوڑ دوگے اور ہمراہ نہ لوگے تو یہ کفار کو لیکر آپکے پیچھے آوینگے اور آپکو قتل کرینگے پیغمبر صاحب نے تب اوسوقت ضرورۃً اونکو ہمراہ لیا اور غار مین داخل ہوئے حضرات ناظرین انصاف پسند سمجھہ سکتے ہین کہ یہ اعتراض اور قول بالکل پوچ ہی اور سراسر بدیہی البطلان ہی اسلیے کہ دو حال سے خالی نہین ہی یا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تھے یا دشمن اگر دوست تھے تو پہر گرفتاری اور ایذارسانی کے کیا معنے اور جو دشمن تھے تو ہمراہ ابو جہل وغیرہ کے بارادۂ قتل مکان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کیون نہ گئے اون سے علیحدہ کیون ہوئے۔ اور پہر یہ بہی دریافت ہونا چاہیے کہ ابو بکر رضہ کو حال پیغمبر صاحب کی ہجرت کا اور ٹھیک وقت دولت خانے سے نکلنے کا اور غار مین رونق افروز ہونے کا معلوم تہا پیغمبر صاحب نے تبایا تہا یا نہین۔ اگر نہین تبایا تہا تو پہر کیونکر ابو بکر رضہ ٹھیک وقت معین پر عین

اوسی راہ پر جدہر سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاتے تھے راہ روک کر کھڑے ہو گئے اور
اگر پیغمبر صاحب نے پہلے سے بتا دیا تھا تو یہ بھی دو حال سے خالی نہین ہے یا آنکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو بکر رض کا ہمراہ لیجانا منظور تھا یا نہ منظور تھا۔ اگر منظور نہ تھا تو
پہر پہلے سے بتا دینے اور راز فاش کرنے سے کیا فائدہ تھا دشمن پر اپنا راز کہولنے سے
بجز اندیشہ ومضرت کے کیا متصور ہو سکتا ہی۔ اور اگر ہمراہ لیجانا منظور تھا تو یہ اعتراض ہی
باطل ہی ہنگام گفتگو بعض حضرات شیعہ نے یہ بیان کیا کہ وہ صرف خبر لینے کو ٹھہرے
ہوئے تھے مگر بوقت استفسار اون حضرات نے اسکا کچھ جواب نہ دیا کہ اچھا جب خبر
لینے کو ٹھہرے تھے تو جس مقام پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابو بکر صدیق رض
ملے تھے وہان سے کفار اتنے قریب تھے کہ آواز پہونچ جاتی یا اتنے دور تھے کہ اطلاع
اور طلب کے لئے جانا پڑتا اگر نزدیک تھے تو کیون آواز دیکر اطلاع نکی اور طلب نہ کیا
اور اگر دور تھے تو دور ہی سے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی دوڑ کر کفار رونکو
اطلاع کیون نہ کی کس کے انتظار مین کہڑے رہ گئے سخت تعجب کی بات ہی کہ جب حضرت
ابو بکر رض کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گرفتار کرا دینا ہی منظور تھا تو نہین معلوم کہ پہر
کیون ہم سفر ہوئے اور اپنے کندہون پر سوار کرکے غار تک پونہچایا اور پہر غار مین پونہچکر
کیون چپ چاپ بیٹھے رہے کیون نہ کوئی فکر گرفتاری کی کی۔ عقلمندون پر پوشیدہ
نہین ہی کہ جس موقع اور حالت مین حضرت ابو بکر صدیق رض راہ مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو ملے تھے اگر ابو جہل وغیرہ کوئی کافر ملتا تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ کسطرح پیش آتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے ساتھ کیا کرتے کوئی نہین
کہہ سکتا کہ ابو جہل وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیتے یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اونکو اپنے ہمراہ رفیق طریق فرماتے حضرات شیعہ یہ نہین سمجھتے کہ ہجرت کا
وہ زمانہ تھا کہ تمام کفار مکہ قتل پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آمادہ ہوکر در دولت

نبوی پر اکٹھا تھے اور کوئی یہ جانتا بھی نہ تہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مکان سے جسمین وہ گہیرے تھے نکل گئی ہین بلکہ سب یقیناً جانتے تھے کہ آپ اپنے حجرے مین آرام فرمارہے ہین۔ ایسے نازک وقت مین جو رفیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا وہ دوست ہی یا دشمن نہایت ظاہر بات ہی کہ اگر وہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی اور حکم سے رفیق نہوتا تو ضرور اون لوگون کی جماعت مین شامل ہوتا جو آستانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر بارادۂ قتل پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے مجتمع ہوئے تھے راہ روک کر کھڑے ہونے کی کیا ضرورت تھی اور کونسا فایدہ تہا۔ علاوہ ازین کتب معتمدۂ حضرات شیعہ سے یہ اعتراضات باطل اور لغو ثابت ہوتے ہین بلکہ اون کتابون سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی رفاقت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ خدا کی وحی اور رسول کی مرضی سے ثابت ہوتی ہی (اول) علامۂ کاشانی کی تفسیر خلاصتہ المنہج کی عبارت کو حضرت ناظرین ملاحظہ فرماوین بجنسہ عبارت اوسکی یہ ہی کہ (امیرالمؤمنین را بجاے خود خوابانید و خود از خانۂ ابو بکر برفاقت او ور ہمان شب بیرون آمدہ بجانب غار ثور متوجہ شد) اب اس عبارت کو قاضی نور اللہ شوستری کی اس عبارت سے ملانا چاہیے کہ (ابو بکر از منافقین بود و بر خلاف امر اقدس نبوے در اثناے راہ ایستاد و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از زجر شدید او را ہمراہ گرفت تا کفار را دلالت نکند) (دوسرے) حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اپنی کتاب یعنی تفسیر سورۂ بقر مین تحریر فرماتے ہین اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَوْحیٰ اِلَیْہِ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ الْعَلِیَّ الْاَعْلیٰ یَقْرَأُ عَلَیْکَ السَّلَامُ وَیَقُوْلُ لَکَ اِنَّ اَبَا جَھْلٍ وَالْمَلَاءَ مِنْ قُرَیْشٍ قَدْ دَبَّرُوْا عَلَیْکَ قَتْلَکَ اِلٰی اَنْ قَالَ وَاٰمُرُکَ اَنْ تَسْتَصْحِبَ اَبَا بَکْرٍ فَاِنَّہٗ اِنْ اٰنَسَکَ وَسَاعَدَکَ وَوَازَرَکَ وَثَبَتَ عَلٰی تَعَاھُدِکَ وَتَعَاقُدِکَ کَانَ فِی الْجَنَّۃِ مِنْ رُفَقَائِکَ وَفِیْ غُرُفَاتِھَا مِنْ خُلَصَائِکَ اِلٰی اَنْ قَالَ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ بَکْرٍ اَرَضِیْتَ اَنْ تَکُوْنَ مَعِیَ یَا اَبَا بَکْرٍ تُطْلَبُ کَمَا اُطْلَبُ وَتُعْرَفُ بِاَنَّکَ اَنْتَ الَّذِیْ تَحْمِلُنِیْ عَلٰی مَا اَدَّعِیْہِ فَتَحْمِلَ عَلٰی اَنْوَاعِ الْعَذَابِ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَمَّا اَنَا لَوْ عِشْتُ عُمْرَ الدُّنْیَا اُعَذَّبُ جَمِیْعًا اَشَدَّ عَذَابٍ لَا یَنْزِلُ عَلَیَّ مَوْتٌ مُرِیْحٌ وَلَا فَرَحٌ وَکَانَ ذٰلِکَ فِیْ مَحَبَّتِکَ لَکَانَ ذٰلِکَ اَحَبَّ اِلَیَّ اَنْ اَتَنَعَّمَ فِیْہَا وَاَنَا مَالِکٌ لِجَمِیْعِ مَمَالِیْکِ مُلُوْکِہَا فِیْ مُخَالَفَتِکَ وَہَلْ اَنَا وَمَالِیْ وَوَلَدِیْ اِلَّا فِدَاءُکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا جَرَمَ اِنِ اطَّلَعَ اللّٰہُ عَلٰی قَلْبِکَ وَوَجَدَ مَا فِیْہِ مُوَافِقًا لِمَا جَرٰی عَلٰی لِسَانِکَ جَعَلَکَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَالرَّاْسِ مِنَ الْجَسَدِ وَبِمَنْزِلَۃِ الرُّوْحِ مِنَ الْبَدَنِ کَعَلِیٍّ الَّذِیْ ہُوَ مِنِّیْ خلاصہ مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اے محمد اللہ تعالیٰ تمکو سلام کہتا ہی اور فرماتا ہی کہ تحقیق ابو جہل اور ایک گروہ قریش نے تمہارے قتل کی تدبیر کی ہی اللہ تعالیٰ نے کہا ہی اور حکم دیا ہی آپکو یہ کہ رفیق بنائی آپ ابو بکر کو اگر وہ آپکی موانست و مساعدت و وزارت کرے اور اپنے تعاہد اور تعاقد پر ثابت رہے تو جنت مین آپکا رفیق ہوگا اور غرفات جنت یعنے اعلیٰ علیین مین آپکا دوست صادق اور برگزیدہ ہوگا تب پیغمبر صاحب نے حضرت علی سے یہ حال کہا حضرت علی اپنے مارے جانے پر راضی ہوئے بعدہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے ابو بکرؓ تو راضی ہی کہ اس سفر مین میرے ہمراہ ہو اور کفار قریش جسطرح پر مجھے قتل کے لئے تلاش کرین اوسی طرح تیرے قتل کے لیے در پے ہون اور یہ بھی مشہور ہووے کہ تو نے مجھے اس کام پر آمادہ کیا ہی پس پہونچا یا جاوے تو بسبب میری رفاقت کے طرح طرح کے عذاب پہ عرض کیا ابو بکرؓ نے یا رسول اللہ

ہین تو وہ شخص ہون کہ اگر گرفتار ہون تمام عمر ایسے سخت عذاب مین کہ اوسمین قوت
بہی نہو جو اس عذاب سے راحت اور فرحت دیوے اور رہو یہ آپکی محبت مین تو ہر آینہ
ہو گا یہ عذاب سخت مجھکو محبوب تر اوس سے کہ نعمت دیجاوے مجھکو اور مالک ہون مین
تمام ممالک کا بادشاہ ہون کر اور مین اور میرا مال اور میری اولاد سب آپ پر قربان مین
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر قلب تمہارا موافق اوسکے ہی جو تمہاری
زبان پر ہی تو ضرور تجھکو اللہ تعالی بمنزلہ میرے سمع اور بصر کے کریگا اور تجھکو مجھسے وہ
نسبت ہوگی جو سر کو بدن سے اور روح کو جسم سے ہی الی آخرہ اب اس روایت کو جو حضرت
امام حسن عسکری علیہ السلام نے تفسیر سورۂ بقر مین تحریر فرمائی ہی رسالہ حسنیہ کی
اوس روایت سے کہ (جبرئیل ع در رسید وگفت یارسول اللہ بخدا لئے سوگند کہ اگر او را
بگذاری ہمین ساعت کفار را گرفتہ از عقب تو بیاید وترا بقتل رساند) مطابقت کرکے ذرا
دل مین سوچین اور پہر آنکھین ملا کر ارشاد فرماوین کہ ان دونون روایتون مین کون
روایت جھوٹی ہی اور کون سچی اور کون راوی راست گو ہی اور کون دروغ گو بہر حال
حضرت امام حسن عسکری ع کے مقابلے مین کہ حسب عقائد حضرات شیعہ معصوم ہین صاحب رسالہ
حسنیہ صداقت نہین رکھتے جس فرقے کے علماء کا یہ حال ہو کہ جب دل چاہا جھوٹ روایت
بنا کر بیان کر دے اور خدا اور رسول کا خوف نکیا اماموں کی روایت کو تکذیب کرنیکا
دہیان نہ کیا حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر چکنی چپڑی باتین کرکے جھوٹی شہادت
مع قسم خدا دلوادے اوس فرقے کے عوام کا کیا حال ہوگا اے حضرات امامیہ تمکو قسم ہے
حضرت امام حسن عسکری ع کی ذرا اس عبارت کو حضرت امام معصوم کی جعلتک منی
بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَالرَّاْسِ مِنَ الْجَسَدِ وَبِمَنْزِلَةِ الرُّوحِ مِنَ الْبَدَنِ كَعَلِيٍّ
الَّذِي هُوَ مِنِّي اوس عبارت رسالہ حسنیہ سے کہ (جبرئیل در رسید وگفت یارسول اللہ
بخدا سوگند کہ اگر او را بگذاری ہمین ساعت کفار را گرفتہ از عقب تو بیاید وترا بقتل رساند)

ملاؤ اور خود ہی انصاف کرو افسوس امامیہ کہلاتے ہو اور امام معصوم کے اقوال پر عمل کرنا
تو کیسا بلکہ تکذیب کرتے ہو۔ جسوقت اس روایت کو حضرت مولانا حیدر علی صاحب
رحمۃ اللہ علیہ نے بمقابلہ اپنے ہم عصر منشی سبحان علی خانصاحب فضائل حضرت ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ مین پیش کی ہوش باختہ ہو گئی بجز واحسرتاہٗ واسفاہٗ کے کچھ
زبان سے نہ نکلا اگر حضرات شیعہ میرے بیان کو یقین نفرماوین تو خانصاحب کے اوس
خط کو جو بنام مولوی نور الدین حسین صاحب جنکے والد بزرگوار قاضی نور اللہ شوستری نے
مجالس المومنین مین یہ عبارت تحریر فرمائی ہے کہ (ابو بکر یکے از منافقین بود نخلاف امر اقدس
نبوی در اثنای راہ ایستاد و آنحضرت بعد از زجر شدید او را ہمراہ گرفت تا کفار را دلالت
نکند) ملاحظہ فرماوین۔ کتاب رسالۃ المکاتیب فی رویۃ الثعالیب والغرابیب جو مطبع
شرف المطابع دہلی مین باہتمام خواجہ علی حسن صاحب ۱۲۶۱ ہجری مین چھپی ہے اوسکے
صفحہ ۱۸۴ کی سطر ۱۴- اور صفحہ ۱۸۹ کی سطر ۹- اور صفحہ ۱۹۰ کی سطر ۱۳ کو دیکھکر
اطمینان فرمائین۔ نقل خط مولویصاحب منبع المناقب حاوی الفضائل حائز الفواضل
عالی دودمان جامع الکمالات الممکنۃ لنوع الانسان مخدوم مکرم ذوالمجد والکرم دامت
رفعتہم۔ حرف تمنای ملازمت کثیر الافادت نگاشتن دامنی بر آتش حسرت وحرمان کہ بکانون
سینہ متواریست زدنست۔ لہذا ازان باز ماندہ بعد عرض نیاز مدعا طراز الخ۔ چونکہ یہ خط
نہایت طول وطویل ہے لہذا بعد القاب وآداب کے اصل مدعا ب نقل کرتا ہون۔ لکن
اشکال ہمین ست کہ ناصب احادیث طریقۂ امامیہ را التقاط کردہ بالفعل پنج خبر واز کتاب
ابرام بصارت العین یا چہ نام دارد فرستادہ ودران حدیثے مبسوط از تفسیر منسوب بحضرت
امام حسن عسکری ع بقصۂ ہجرت در مدح ابو بکر نقل کردہ پس اگر تالیف وتالیف بندہ
بدست کسی از متمذہبین بمذہبی غیر اسلام افتد واحیرتاہٗ واسفاہٗ یعنی معاذ اللہ حکم
بہ تعارضنا وتساقطا کند مدبر عالم جلت قدرتہ زمان ظہور صاحب الامر والزمان نزدیک نماید

تا این اختلاف از میان برخیزد الی آخرہ - زیادہ بجز آرزومندیہا چہ عرضہ دہد ظل رافت ممدود باد راقم آثم سبحان علی عفی عنہ) ترجمہ بعد القاب وآداب کے خلاصہ مطلب اس خط سبحان علی خانصاحب شیعہ کا یہ ہی (لیکن سخت مشکل یہ ہی کہ ناصبی نے احادیث طریقۂ امامیہ کی نقل کرکے بالفعل پانچ جزو کتاب ابرام بعبارت العین سے یا جو کچھ تام ہو بہیجی ہے جس مین ایک حدیث نہایت طول وطویل تفسیر مسمی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے قصہ ہجرت کی مع ابو بکرؓ مین نقل کی ہی پس اگر تالیف اونکی اور تالیف میری کوئی غیر مذہب والا سوائے مذہب اسلام کے دیکھے تو واحیرتاہ واویلاہ یعنی معاذ اللہ حکم تعارضا وتساقطا کا کرے اللہ جلشانہ زمانۂ ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام کا جلد پہنچاوے جس مین یہ اختلاف شیعہ اور سنی کا دور ہو اور اہل سنت کے اعتراضون سے جان بچے الی آخرہ - زیادہ بجز آرزومندی کے کیا عرض کرے سایہ بلندی کا دراز ہو جیو فقط راقم سبحان علی عفی عنہ - آب حضرات ناظرین ذرا قاضی نور اللہ شوستری اور سید ابراہیم استرابادی مصنف رسالۂ حسینیہ اور تفسیر کاشانی او تفسیر حضرات امام حسن عسکری علیہ السلام کے اقوال کو ملاحظہ فرماوین کہ ایک دوسرے کے ہرگز مطابق نہین ہین نہین معلوم حضرات شیعہ اسمین سے کسکو سچا کہینگے اور کسکو جہوٹا بہر نوع حضرت امام حسن عسکریؑ کے قول کی تو تکذیب ہو ہی نہین سکتی اب لامحالہ قاضی صاحب ہی جہوٹے ٹھہرے بلکہ کل کتابین اور سب اقوال شیعہ کے حضرت امام علیہ السلام کی تفسیر کے مقابلے مین غیر معتبر ہوئے اور حضرت امام صاحبؑ اس امر کی تصدیق فرماتے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے حکم اور وحی کے بموجب حضرت ابو بکرؓ کو اپنا رفیق بنایا اور اپنے ساتھ لیا اور جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ کی نسبت فرمایا اور جو کچھ حضرت صدیقؓ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جواب مین عرض کیا اوس سے بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کس درجہ کی اور کیسی محبت تھی اور

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بہی حضرت صدیق رضہ پر کیسی شفقت اور عنایت تھی کہ حضرت ابوبکر رضہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سمع و بصر اور جان و دل سے تشبیہ دی اور یہ روایت حضرت امام حسن عسکری رضہ کی بجنسہ کتاب منتہی الکلام سے نقل کی گئی ہی جسکا دل چاہے کتاب مذکور کے صفحہ ۹۴ مین دیکھ لیوے - واہ حضرت قاضی جی امام صاحب تو یہ فرماتے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خدا کی وحی اور حکم بموجب ہمراہ لیا اور آپ یہ کہتے ہین کہ وہ راہ روک کر کہڑے ہوگئے اب ذرا غور کیجیے کہ قاضی شوستری حضرت امام صاحب کے قول کی تکذیب کرتے ہین اور پہر امامیہ کہلاتے ہین برعکس نہند نام زنگی کافور - مصنف حملۂ حیدری کہ بڑے غالی شیعہ مشہور ہین اونہون نے جو کچھ قصہ ہجرت اور غار کا اوسمین لکہا ہی اور وہ کتاب ہر جگہہ موجود ہی ذرا دل لگاکر اوسکو بہی پڑہنا چاہیے اونہون نے بہی صاف صاف لکھدیا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گہر تشریف لیگئے اور اونکو ساتہہ لیکر سفر ہجرت کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بسبب خستگی راہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندہون پر سوار کرکے غار تک پہونچایا اور پہلے خود غار مین جاکر اپنی قبا سے تمام سوراخ موجودہ بند کردئے ایک سوراخ باقی رہ گیا تہا اوسمین اپنی ایڑی لگاکر سوراخ بند کردیا اوسکے بعد پیغمبر صاحب اور حضرت صدیق دونون یار غار مین بیٹھے برلے خدا ذرا غور کیجیے کہ مورخان حضرات شیعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حسن خدمات کا کسطرح اقرار کرتے ہین اور پہر بہی اونکی صدیقیت کا اقرار نہین کرتے مزخرفات سے ہی کہ اس مقام پر کچھ اشعار حملۂ حیدریہ کے جو حضرات شیعہ کے نزدیک بے مثل و معتمد کتاب ہی اور وہ کتاب لکھنؤ مین بمطبع سلطانی باہتمام داروغہ مدد علی صاحب چہپی ہی اور حضرات شیعہ کے قبلہ و کعبہ حضرت سید محمد صاحب نے عنوان کتاب مین اپنے کلام صداقت بیان سے اوس کتاب کی تعریف فرمائی ہی اوسکو بہی لکہتا ہون جسکے پڑہنے سے کتاب کے معتبر ہونے مین حضرات شیعہ کو کوئی عذر باقی نرہیگا

عجائب کتابے پر از نور ہست | کہ ہر بیت آن بیت معمور ہست | بہ بزمی کہ خوانند فصلے ازان
سخن لخ حلاوت شود لب گزان | مشام محبان معطر شود | دل از نور ایمان منور شود
تعال اللہ آن بادل بے بدل | کہ آوردہ ہر نکتہ را برمحل | بوفق روایت قدم مے زند
براہ دیانت قدم مے زند | بہ ترجیح اخبار و اسو مناط | برون نیست از جادۂ احتیاط
بہ نہجے گرفت ست ایراد و دق | کہ افتادہ در جان اعدا قلق | عجب نغز سے دل کشائے نوشت
کہ پیچیدہ دارد ہوای بہشت | معطر چو مشک تتار ست این | جگر خستگان را مسیحا ست این
زہر نکتہ سازد معطر دماغ | ز ہر نقطہ اش میشود تر دماغ | بس ست از نعوت وصفاتش ہمین
کہ گردیدہ مقبول سلطان دین | فرازندۂ رایت اجتہاد | ز حق حجت و آیتے بر عباد
طریق شریعت مؤید ازوست | کہ نام و نشان محمد ازوست | دل سنیان داغ دار ست ازو
کہ ہندوستان سبز وار ست ازو

آن اشعار مرقومۂ بالا سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یہ کتاب حملۂ حیدریہ حضرات شیعہ کے نزدیک نہایت ہی معتبر اور بڑا اعتراض ہی کہ جسکے سبب سے بیچارے سنیون کے دل داغدار ہو رہے ہین اور محبان دل خستہ کے واسطے مسیحا ہے جس بزم مین یہ کتاب حملۂ حیدریہ پڑہی جاتی ہی سخن حلاوت سے لب کاٹتا ہی اور محبان کا مشام معطر ہوتا ہی لیکن بفضلہ تعالی ہم اسی کتاب حملۂ حیدریہ سے جس سے حضرات شیعہ سنیون کے دلون کو داغدار کرتے ہین اونکے دلون کو زخمی کرتے ہین اور سنیون کے خستہ دلون کیواسطے حملۂ حیدریہ کو مرہم بناتے ہین اور جسقدر اشعار حملۂ حیدریہ کی ثنا و صفت مین لکھتے ہین اون سب اشعار کو حملۂ حیدریہ کی عبارت اور ثبوت سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب مین عاید کرتے ہین اور حضرات ناظرین شیعہ و سنی سے انصاف چاہتے ہین کہ یہ اشعار جو حملۂ حیدریہ کے اوصاف مین لکھتے ہین صحیح ہین یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان مین شایان ہین کتاب حملۂ حیدریہ کا مورخ ہجرت سے پہلے بیان مین یون لکھتا ہے

چنین گفت راوی که سالار دین — چو سالم بحفظ جہان آفرین
زنند یک آن قوم پر مکر رفت — بسوے سراے ابوبکر رفت
پئ ہجرت او نیز آمادہ بود — کہ سابق رسولش خبر دادہ بود
نبی بر در خانہ اش چون رسید — بگوشش ندائے سفر در کشید
چو بوبکر زان حال آگاہ شد — ز خانہ برون رفت و ہمراہ شد

گرہ

بوفق روایت قدم مے زند
براہ دیانت قدم مے زند

گرفتند پس راہ یثرب بہ پیش — نبی کند نعلین از پاے خویش
بسر پنجہ راہ رفتن گرفت — پئے غور ز دشمن نہفتن گرفت
چو رفتند چندی بدامان دشت — قدوم فلک ساے مجروح گشت
ابوبکر آنگہ بدوشش گرفت — ولی زین حدیث ست جاے شگفت

اعتراض

کہ در کس چنان قوت آمد پدید — کہ بار نبوت تواند کشید

جواب

ندانند در احد طلحہ چسان
سبک بود بار نبوت گران

حلیمہ زنے بود دارے خبر — در آغوش او ماند خیر البشر
کلام الٰہی چو بودے گران — نماندی درون سینۂ حافظان

گر آید ترا زین سخن ہم شگفت
بگو بالیقین آنچہ گفتی نخست

برفتند القصہ چندے دگر — چو گردید پیدا نشان سحر
بپیوستند غارے دران تیرہ شب — کہ خواندی عرب غار ثورش لقب
گرفتند در خوف آن غار جاے — ولی پیش بنہاد بوبکر پاے

بہر جا کہ سوراخ یا رخنہ دید		قبا را بدرید و آن خرقہ چید
بدین گونہ تا شد تمام آن قبا		یکی رخنہ نگرفتہ ماند از قضا
بران رخنۂ ماندہ آن یار غار	گرہ	کف پاے خود را نمود استوار

معطر چو مشک تتارست این
جگر خستہ گان را مسماست این
ز ہر نکتہ ساز و معطر دماغ
ز ہر نقطہ آتش میشو و تر دماغ

نیامد جزا و این شگرف از کسے	اعتراض	کہ دور از خرد مینماید بسے
	جواب	

خردمند داند عنا د آشکار
بگو آنچہ خواہی زیک صد ہزار

نیامد چنین کارے از غیر او		بدین سان چو پرداخت از فرش ورد
در آمد رسول خدا ہم بغار	گرہ	نشستند یکجا بہم ہر دو یار

بہ نہجے گرفتست ایراد دق
کہ افتادہ در جان اعدا قلق

عجب دفترے دل کشاے نوشت		کہ پیچیدہ دارد ہواے بہشت
چو شد کار پرداختہ آن چنان		رسیدند کفرہ بپاے بران
دران دم بکف پاے آن یار غار		کہ بر روے سوراخ بود استوار
رسیدش ز دندان مارے گزند	طعن	وزان درد افغان او شد بلند
پیمبر با و گفت آہستہ باش		رسیدند اعدا کمین را د فاش
مخور غم مگردان صدا را بلند		کہ از زخم افعی نیابے گزند
شنیدی کجا حق بگو خود پسند	جواب طعن	صداے ز افعی گزیدہ بلند

عجب دارم از فہم تو اے عزیز | نداری ز رافضی و عقرب تمیز
نیاید ز عقرب زدہ جز فغان | زدہ مار شد مردہ نیم جان
رسیدش ز دندان مارے گزند | صدائے ابو بکر چون شد بلند
فراز ندۂ رایت اجتہاد | ز حق حجت و آیت بر عباد

اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا اسکو حجت حق کہتے ہین یعنی حقیقت مین یہ آیت قرآن ہی

بغار اندران تا سہ روز و سہ شب | بسر بردہ آن شہ بفرمان رب
شدی پور بو بکر ہنگام شام | بہ بر وسے وران غار آب و طعام
نمودے ہم از حال اصحاب شہ | حبیب خدائے جہان را خبر

ایہا المومنین تمکو شہید ثالث کی شہادت کی قسم ہی ذرا شہید ثالث کی صداقت کو جو مجالس المومنین مین مومنین کی مغفرت کے واسطے تحریر فرمائی ہی کہ (کہ ابو بکر یکی از منافقین بود بر خلاف امر اقدس نبوی در اثنائے راہ ایستادہ و آنحضرت بعد از نجہ شدید اورا ہمراہ گرفت تا کفار را دلالت نکند) اِن اشعار سے ملاؤ اور شرماؤ کہ تمہارے پیشواؤن کے کیسے بیان ہین کہ ایک دوسرے کی تکذیب کرتا ہی ایک مجتہد کا تمہارے یہ بیان ہی کہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد ابو بکر منافق تھے اور خلاف حکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ روک کر کھڑے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد گھڑکی اور جھڑکی کے ہمراہ لیا جسمین کفارون کو اپنی حال سے مطلع نکرین۔ دوسرے مجتہد کا یہ بیان ہی کہ حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے اور کہا یا رسول اللہ قسم بخدا اگر ابو بکر کو آپ اپنے ساتھ نہ لیجاوینگے تو یہ کفارون کو لاکر آپ کو قتل کرا دینگے۔ تیسرے مجتہد صاحب یہ لکھتے ہین کہ ابو بکر کے فرزند غار ثور مین شام کے وقت کہانا اور پانی لیجایا کرتے تھے اور تمام دن جو جو شورہ اور مشورہ کفارون مین بنسبت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتا تہا اوس سے

آپکو مطلع کرتے تھے سے ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا؛ وہان تو حضرت جبرئیلؑ
کا قسم کہا کر یہ فرمانا کہ اگر ابوبکر کو ہمراہ نہ لیجاؤگے تو کفارون کو لاکر تمکو قتل کرا ڈالینگے
اور یہان باذل بے بدل کا یہ بیان کہ ابوبکر کے فرزند کہانا پانی شام کے وقت
غار میں لاکر کہلا جاتے تھے اور کفار کے حال سے آگاہ کر جاتے تھے اب کسکو جہوٹہا
سمجہوگے اور کسکو سچا بہرحال باذل بے بدل کا بیان حضرت امام حسن عسکریؑ کی تفسیر
سورۂ بقر سے جہانتک مطابقت کرے قابل اعتبار ہی اور یہ شعر حضرت ابوبکرؓ کی حسب حال ہی

طریق شریعت موید از دست		کہ نام و نشان محمد از دست
نبی گفت پس پور بوبکر را	گرہ	کہ اے چون پدر اہل صدق و صفا

بس است از نعوت و صفاتش ہمین
کہ گردیدہ مقبول سلطان دین

بہ بین صدق بوبکر بتصدیق شد		کہ فرزند او نیز صدیق شد
دو جمازہ باید کنون راہوار		کہ ما را رساند بہ یثرب دیار
برفت از برش پور بوبکر زود		بہ دنبال کاری کہ فرمودہ بود
ہم از اہل دین بہ یکی جملہ دار		بر او کرد راز نبی آشکار
از و جملہ دار این سخن چون شنود		دو جمازہ در دم مہیا نمود
نہی شد از آن قوم وان کوہ و دشت		رسول خدا عازم راہ گشت
بہ صبح چہارم بر آمد ز غار		دو جمازہ آوردہ بد جملہ دار
نشست از بر یک شتر شاہ دین	گرہ	ابوبکر را کرد با خود قرین
دل شیعہ بس داغ ور است از و		کہ ہندوستان سبزوار است از و
ز مان این چہ کردی درین جا ستم		ز تیغ عدو سر عدو شد قلم
بر آمد بر آن دیگرے جملہ دار		بہمراہی او گشت عام سوار

حضرات شیعہ نے جب دیکھا کہ نہایت درجے کی جان نثاری اور رفاقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایام ہجرت مین کتب معتبرۂ اہل تشیع سے ثابت ہوتی ہے اور سوا اسکے شرمندہ اور پشیمان ہوکر دوسرا فقرہ جمایا کہ سفر ہجرت مین ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نیت اچھی نہ تھی

قربان تری اس ہمہ دانی کے ہمہ دان × ظاہر سے زیادہ ہے تو باطن کا نگہبان
ظاہر سے تو ظاہر ہے تری فہم کی خوبی × جب تو تجھے ناسوت سو لاہوت کی سوجھی

غرض کہ جب سب کچھ کر چکے تو اب نیت کا حال دریافت کرنے لگے۔ ہمارے شیعہ بھائیون کو یہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر سے اسکا بھی جواب عیان ہی جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہی سوا اسکے دل کے حالت حرکات جوارح سے اور نیت کا حال اعمال اور افعال سے ظاہر ہوتا ہے پس جو جو کام شب ہجرت مین حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئے ہین وہ سب نیک نیتی پر دال ہین یا کہ بد نیتی پر ذرا تو انصاف کرو اٰیۃ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا سے جو فضایل حضرت صدیق رض کے ثابت ہوسکتے ہین اوسپر بھی حضرات شیعہ بچند وجوہ معترض ہین اگرچہ اونکے یہ اعتراضات نہایت درجہ مہمل و لغو ہین مگر چونکہ یہ رسالہ ہم اس غرض سے لکھ رہے ہین کہ جو باتین اب تک عموماً لوگ کم جانتے ہین وہ سب باتین رسالۂ ہذا مین حتی الامکان لکھدین تاکہ جو دشمنی درمیان دو بڑے گروہ شیعہ و سنی اہل اسلام کے ہی اور وجہ اوسکی عدم واقفیت اصلی حالات کی ہی جیسا کہ ہم شروع کتاب مین لکھ آئے ہین شاید واقف ہو جانے سے دور ہو جاوے اعتراضات اہل تشیع اور جوابات اہل تسنن اہل انصاف خود دیکھ کر انصاف کرلین اور راہ تعصب و عناد چھوڑ کر آپس مین میل جول پیدا کرکے اس وقت اخیر اور نازک مین باتفاق بسر کرین اعتراض اول ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے اموال اور اولاد کے واسطے جو مکے مین چھوڑ گئے تھے حزن و ملال کرتے تھے نہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے۔ جواب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ

اپنی اولاد اور اموال منقولہ اور غیر منقولہ سب کفار مین خدا کے واسطے چھوڑ گئے تھے اور اپنی
خوشی سے گئے تھے اوسکا کیا غم کرتا تھا اور جو نقد پاس تھا وہ فقط مدد دین اسلام کے
واسطے تھا اگر وہ وہان لٹ جاتا تو اوسکا اونکو کیا غم تھا۔ اعتراض دوم رونا ابوبکر رضی اللہ عنہ
کا از راہ معصیت تھا یا طاعت اگر معصیت تھا تو ابوبکر رضہ کی معصیت ثابت ہوئی اور اگر
طاعت تھا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوبکر رضہ کو طاعت سے منع کرنا ثابت
ہوا جاتا ہی جو نبوت کے خلاف ہی۔ جواب اس اعتراض کا بشمول اعتراض سوم
بصراحت تمام ذیل مین لکھا جاتا ہی۔ اعتراض سوم کہ بہت سی نشانیان ابوبکر رضہ نے
اپنی آنکھ سے حفاظت خدا کی غار کے پاس دیکھین پھر بھی اونکو خدا کی حفاظت پر بھروسا
نہوا اور ہاے واے کرکے زور زور سے رونے اور چلاے۔ جواب اسکا یہ ہے کہ
زور زور سے رونا اور ہاے واے کرنا غار مین حضرت ابوبکر رضہ سے کسیطرح پر ثابت
نہین ہی اسواسطے کہ قرآن مجید و فرقان حمید سے فقط حزن کرنا حضرت صدیق رضہ کا
ثابت ہی اگر حضرت صدیق رضہ غار مین زور زور سے روتے اور چلاتے ہوتے تو کیا اللہ تعالے
جلشانہ کو رونے اور چلانے کی عربی معلوم نہ تھی جو لاتحزن فرمایا اور مقصود اوس سے
رونا اور چلانا رکھا اور اوس قصد پر صرف حضرات شیعہ مطلع ہوگئے اور اونہون نے
حزن کے معنے رونے اور چلانے کے سمجھے تھے حالانکہ حزن کے معنے نوحہ اور فریاد کے
نہین ہین ہان البتہ اپنے طور پر اگر حضرات شیعہ نے حزن کے معنے صرف بغرض طعن
کرنے کے رونے اور چلانے کے رکھے ہون تو ہمکو معلوم نہین ورنہ لغات موجود ہین
دیکھ لو کہ حزن کے معنے رنج و غم کے ہین نہ رونے اور چلانے کے اور علماے شیعہ نے بھی
حزن کے معنے غم کے لکھے ہین چنانچہ تفسیر مفسر کاشانی نے کتاب خلاصۃ المنہج مین ترجمہ
اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ یون گفت پیغمبر یار خود را اندوہ مخور اور نیز علامہ طبرسی
نے فرمایا ہی لَا تَحْزَنْ ای لاتخف) پھر نہین معلوم کہ لاتحزن کے معنے رونے چلانے کے

کہان سے نکالے - صرف اپنے طعن کے کرنیکے خیال سے کہ حضرت ابو بکرؓ کو عدم یقین حفاظت خدا اور نیز یہ کہ ابو بکرؓ اس غرض سے غار مین روے اور چلاے کہ اونکی آواز کفار سنکر غار مین گھس آوین اور پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرلین حزن کے معنی رونی اور چلانی کے حضرات شیعہ بیان کرتے ہین اور اپنے علماء معتبرین کے اقوال اور تفسیر کو غلط بتاتے ہین - اور جبکہ حزن کے معنے خود اونہین کے علمای معتبرین سے ثبوت کو پہونچے تو پھر نہین معلوم کہ رنج وغم سے کیا گناہ بنسبت حضرت ابو بکر رضؓ کے لازم آیا اتنا نہین سمجھتے کہ غم اور خوف خاصۂ بشریت ہے بشر کو ایسے مقامات پر ضرور حزن ہوتا ہی حضرات انبیار اور ائمہ علیہما السلام کو بھی ہوا ہے حالانکہ وہ لوگ معصوم ہین پس معلوم ہوا کہ حزن وخوف کوئی معصیت نہین ہے دیکھیئے قرآن مجید مین لکھا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے خود اللہ تعالی جلشانہ سے عرض کیا کہ - اَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ کہ مین ڈرتا ہون کہ کہین فرعون یا اوسکے لشکری مجھی قتل نکرڈالین تب اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ لَا تَخَفْ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ یعنے ای موسیٰؑ تو ہرگز خوف نکر تو امن امان مین رہیگا - علمای حضرات شیعہ نے حضرت علی رضؓ کو حضرت موسی علیہ السلام پر اسیوجہ سے فضیلت دی ہے کہ حضرت موسیٰؑ جب مصر سے مدین کو جاتے تھے تو خایف اور ہراسان تھے اور حضرت علی رضؓ ہجرت کی رات مین حسب الحکم پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے بے خوف خطر بفراغت ودلجمعی تمام پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سوتے تھے اگر کچھ بھی خوف ہوتا تو ہرگز اونکو نیند نہ آتی - صاحب تقلیب المکاید جو مذہب شیعہ کے ایک بہت بڑے عالم ہین کیہ ہشتاد وہشتم کے جواب مین لکھتے ہین (کہ اگر خوف قتل وقتال نبود پیغمبر خدا چرا مختفی بیرون رفت وحال آنکہ سبب ہجرت فرمودن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم محض خوف قتل بود) اور بہ نسبت خوف حضرت علیؓ صاحب تقلیب المکاید یون تحریر فرماتے ہین (تقیہ بجہت خوف ہلاکت جان خود نبود بلکہ بجہت خوف ہتک

عرض وناموس بودہ الی قولہ کردانستی کہ خوف حضرت امیرالمومنین نہ از ہلاکت جان بود بلکہ خوف ہتک عرض وناموس) اسکے سوا جب حضرت موسیٰ وہارون علیہم السلام کو حکم ہوا کہ تم جاکر فرعون کو سمجھاؤ اور اوسکو ایمان کی دعوت کرو تو وہ ڈرے اور کہا رَبَّنَا اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَا اَوْ اَنْ يَّطْغٰى اے ہمارے رب تحقیق ہم دونوں ڈرتے ہین یہ کہ زیادتی کرے فرعون ہم دونوں پر یا یہ کہ غلبہ کرے تب اللہ جلشانہ نے یون ارشاد فرما کر اطمینان بخشا (لاتخافا اننی معکما) تم دونوں نہ خوف کرو تحقیق مین تم دونوں کے ساتھ ہون۔ اسکے علاوہ چند جگہ حضرت موسیٰ ع کو خوف ہوا ہی پہلے پہل جب حضرت موسیٰ ع نے غیب سے آواز سنی کہ انا اللہ تب ڈرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا تَخَفْ اِنِّیْ لَا يَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ پھر جب فرعون کے جادوگرون سے مقابلہ ہوا اور جادوگرون نے اپنے رسیون کو سانپ بنا کر دکھایا حضرت موسیٰ ڈرے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ اوسکی خبر دیتا ہی فاوجس فی نفسہ خیفۃ۔ وہان بھی اللہ تعالیٰ نے خوف دور کرنے کو فرمایا کہ لا تخف انک انت الاعلیٰ اسکے بھی علاوہ اللہ جلشانہ نے حضرت لوط ع سے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ یعنے تو غم نکر یعنے تجھکو اور تیرے اہل کو نجات دی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہی کہ لَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ یعنے نہ غم کر تو اونکی باتون کا اسکے بھی سوا قران مجید مین اکثر جگہہ پیغمبرون کی نسبت ایسے ہی مضمون آئے ہین جس سے اونکا خوف اور اللہ تعالیٰ جلشانہ کا تسلی دینا ثابت ہی اب ذرا حضرات شیعہ سے کوئی پوچھے کہ پیغمبران علیہم السلام کا خوف طاعت تھا یا معصیت اگر طاعت تھا تو اللہ جلشانہ کا پیغمبرون ع کو طاعت سے منع کرنا ثابت ہوتا ہی اور اگر معصیت تھا تو پیغمبران علیہم السلام کا گنہگار ہونا ثابت ہوتا ہی کہ وہ معصوم ہین جو کچھ حضرات شیعہ اسکا جواب دیوین وہی جواب اس مقام پر ہماری طرف سے سمجھین۔ بعض علماے شیعہ اسکا یون جواب دیتے ہین کہ جو نہی ابوبکر رض کی شان مین ہی اوسکے ظاہری معنے مراد ہین اور جو نہی

انبیاء کی شان مین ہو اوس سے ظاہری مراد نہین ہی چنانچہ قاضی نور اللہ صاحب
شستری نے مجالس المومنین مین بجواب تقریر ابو الحسن جنا طریس معتزلی کے لکہا ہے
کہ نبیوں کی عصمت عقلی دلیل سے ثابت ہے بدین وجہ جو نہی اونکی شان مین ہے او سکے
ظاہری معنے مراد نہین مین اور ابو بکر رض کی عصمت بدلیل عقلی ثابت نہین ہے اسلئے
جو نہی اونکی شان مین ہے اوس سے ظاہری معنے مراد ہین - اور عبارت مجالس
المومنین کی بجنسہ یہ ہے مضمون آن آیات نہی است لیکن انبیاء را از ارتکاب قبیحی
کہ فاعل ان مستحق ذم میشود بواسطۂ دلیل عقلی کہ بر عصمت انبیاء و اجتناب ایشان از
گناہان قایم گشت موجب عدول از ظاہر شدہ از ظواہر آن آیات عدول میکنیم و
ہرگاہ اتفاق حاصل باشد در انکہ ابو بکر معصوم نبود واجب است کہ اجرای نہی کہ در
شان آن واقع شدہ بر ظاہر آن کہ قبح حال ابو بکر است بمانا - یہ تحریر و تقریر اوسکی سخت
تعجب خیز ہے کہ صرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حزن وغم و خوف کو گناہ مین
داخل کرنیکے غرض سے تمام انبیاء معصومین علیہم السلام کے نسبت داغ معصیت
لگایا جاتا ہے اور الفاظ خوف کو اونکے حقیقی اور ظاہری معنے سے بلا ضرورت عدول
کرنا پڑتا ہے اور بسبب کمال دشمنی کے جو حضرات شیعہ کو جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
کے ساتہہ ہے یہ بہی نہین سمجہائی دیتا کہ قرآن مجید مین تو جا بجا الفاظ خوف کے بہ نسبت
انبیاء علیہم السلام کے وارد ہین اور مفسرین نے اوسکے ظاہری معنے مراد لئی ہین اور
کسی نے خوف کو گناہ اور معصیت مین نہین گنا صرف مصنف مجالس المومنین کے
کہنے سے کیا ہوسکتا ہے کلام اللہ خواہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین خوف دور
کرنیکو جو الفاظ لا تخف یا لا تحزن بنظر تسلی وتشفی مذکور ہین اونکو اوس نہی کے قبیل
سے سمجہنا جو گناہ کرنے سے منع کے لئی مستعمل ہوتا ہے سخت نادانی اور غلط فہمی ہے
نہین تو اگر یہ امر تسلیم کر لیا جاوے کہ جہان کہین لفظ لا کا جو حرف نہی ہے مستعمل ہے

اوس جگہہ گناہ سے نہی مراد ہو یا یہ تسلیم کیا جاوی کہ جہان کہین کسی شی کی نہی بیان ہو
اوس سے اوسکا وقوع بہی ضروری سمجہا جاوی تو اس صورت مین بے شمار اعتراض
ایمہ کرام علیہم السلام پر وارد ہونگے کہ پہر سوای عصمت ایمہ کے دوسرا جواب حضرات
شیعہ سے نہ بن پڑیگا۔ مثلاً علل الشرایع مین لکہا ہے کہ پیغمبر خدا صلعم حضرت علیؑ سے
فرماتے تہی کہ یَا عَلِیُّ لَا تَتَکَلَّمْ عِنْدَ الْجِمَاعِ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی فَرْجِ اِمْرَأَتِکَ وَلَا تُجَامِعْ اِمْرَأَتَکَ
بِشَهْوَةِ امْرَأَةِ غَیْرِکَ یعنے ای علی نہ کلام کر وقت جماع کے اور نہ دیکہہ اپنے عورت کی شرمگاہ کو اور
نہ جماع کر اپنے عورت سے اور کسی عورت کی شہوت پر پس اس جگہہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے
کہ حضرت علی علیہ السلام ان افعال کے مرتکب تہے یا نہ تہے اگر یہ کام نہ کرتے تہے تو وہ
قاعدہ باطل ہوا جاتا ہے کہ جہان کسی شے کی نہی بیان ہو اوس سے اوسکا وقوع بہی
ضرور سمجہا جاوی اور اگر کرتے تہے تو آیا یہ فعل طاعت تہا یا معصیت اگر طاعت
تہا تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعت سے کیون منع کیا اور اگر گناہ تہا تو امام معصوم
کا گنہگار ہونا ثابت ہوا۔ اگر کوئی صاحب اسکا یہ جواب دین کہ چونکہ امام معصوم ہوتے ہین
لہذا اگرچہ یہ نہی عن المعصیت ہے مگر ہم اوسکے ظاہری معنے سے عدول کرتے ہین تو بمجبوری
ہم بہی یہ کہینگے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہی محفوظ تہے بدین وجہ نہی لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ
مَعَنَا کے ظاہری معنے سے ہم بہی عدول کرتے ہین۔ حاصل کلام قرآن مجید کے آیات اور
احادیث اور اقوال علمای حضرات شیعہ سے بخوبی یہ ثابت ہے کہ حضرت لوط اور نیز حضرت
موسی ایسے نبی کہ اللہ جلشانہ سے باتین کرتے تہے اور حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم
جو محبوب خدا اور باعث ایجاد عالم تہے اور حضرت مرتضی امیر المومنین اسد اللہ الغالب
علی ابن ابی طالب سے امام جو خدا کے شیر اور باعتقاد حضرات شیعہ جملہ پیغمبرون سے افضل
تہے مگر ان سب کو خواص بشریت کی وجہ سے قتل و قتال او رعزت او رآبرو کا خوف اور
ڈر لاحق حال تہا تو بیچارے ابوبکر رضؓ کو بہی کہ جو نہ نبی تہے اور نہ رسول نہ شیر خدا تہے اور نہ

وصی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نہ اونکے اختیار مین موت اور نہ زندگی تھی نہ فرشتے اونکے
فرمان بردار تھے نہ کان وما یکون کا اونکو علم حاصل تہا نہ اونکو اسّی ہزار جن کے قتل
کردینے کی قوت اور طاقت حاصل تھی اگر خوف اور ڈر ہوا تو کون سے تعجب کی بات ہی
ہزار حیرت اور صد ہزار تعجب کی تو یہ بات ہے کہ موافق اصول اور عقاید حضرات شیعہ کے
یہ بات ثابت ہے بلکہ ہر ایک شیعہ کا یہی عقیدہ ہے کہ تمام ایمہ کرام از امام اول تا امام مہدی
علیہ السلام امام آخر الزمان سب تقیہ کرتے رہے کوی بہی ایمہ اثنا عشر سے ایسا نہین
ہوا کہ جسنے ایک لمحہ بہی خوف سے مہلت پای ہو آخر تقیہ کی بنا تو یہی خوف ہے اور وہ جزو
اعظم ایمان کا قرار دیا گیا ہے اَلتَّقِیَّۃُ دِینِی وَدِینُ آبَائِی امامت کا کلمہ مقرر کیا گیا ہے
حضرت امام مہدی علیہ السلام کی وجہ اختفا بہی یہی خوف دشمنان قرار پای ہی حالانکہ
حضرات ایمہ علیہم السلام کے اختیار مین موت اور حیات جب تک چاہین زندہ رہین بلکہ
بعض حی لا یموت بہی ہین ملائکہ اونکے حکم مین ہین جو چاہین کر گذرین نگاہ مین وہ تاثیر
رکہتے ہین کہ اگر بنظر قہر نگاہ گرم پہاڑ کو دیکہین تو وہ پانی ہوکر بہ جاوی پہٹ جاوے
ٹکڑے ٹکڑے ہوکر روی کے گالے کیطرح اوڑجاوے بازو مین وہ قوت ہے کہ اگر ایک
ہاتہ اوٹہا کر ذرا سا اشارہ کردین تو اسّی ہزار جن ایک دم سے قتل ہوجاوین علم ایسا
کہ جو کچہ ہوگیا اور ہونے والا ہے سب سے مطلع و آگاہ معجزات کی وہ کیفیت کہ اللہ
اللہ ادنی یہ کہ اگر عصای مبارک ہاتہ سے زمین پر گرادین تو فوراً اژدہا ہوجاوے اگر
منافقین اور کفار کے طرف اشارہ کرین تو ایک دم مین سب کو لقمہ دہن کرجای باوجود
ایسی قوت اور قدرت اور طاقت اور اعجاز کے پہر بہی تمام عمر خوف اور ہراس مین ہین
یہان تک خوف کا اثر ہو کہ امامت تک کا اپنی دعوی نکرسکین بخوف جان و ابرو کسی سے سچ
بات بہی نہ کہے اگر اپنے کسی اخص الخواص سے کوی راز کی بات بہی کہنے کو ہون تو
پہلے ادہر اودہر دیکہہ بہال کر کے کیواڑ اور دروازہ بند کرلین تب چپکے چپکے ڈرتے ڈرتے

اپنے شاگردون کو تعلیم علوم دینی کی دیوین اگر ایک بہی ناصبی سامنے آجاوے تو بس
انکار کر جاوین اپنے خاص شاگردون اور مخلص دوستون پر لعنت اور تبرا کرنے
لگین تب بہی حضرات شیعہ اونکے خوف وہراس کا کچہ بہی طعنہ زنی نکرین اور نہ اونکی امامت
اور فضیلت مین کوئی شبہ کرین بلکہ اونکے خوف کو بہترین عبادت سے سمجہین اور ائمہ کرام
علیہم السلام کے تقیہ کو دین سمجہین اور حضرت ابوبکر صدیق رضہ عاشق نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے ایک شب کے خوف پر کہ وہ بہی بسبب ایذا پہونچنے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کے تہا اسقدر موشگافیان اور زبان درازیان کرین کہ معاذ اللہ حضرت صدیق
اکبر رضہ کے خوف وہراس کو اونکے کفر ونفاق کی دلیل سمجہین حالانکہ ابوبکر صدیق رضہ نے
ہمجیسے چار ہی صرف صحابی اور عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہے نہ اونکے اختیار مین
موت تہی نہ زندگی نہ ملائکہ اونکے تابعدار تہے اور نہ ماضی اور مستقبل کا اونکو علم تہا نہ اتنی
ہزار جن کے قتل کی قدرت رکہتے تہے پہر نہین معلوم کہ حضرات شیعہ حضرات ایمہ اور حضرت
ابوبکر صدیق رضہ کے خوف مین کیا فرق نکالتے ہین کہ ایک ہی خوف ائمہ کرام علیہ السلام
کے حق مین فضیلت ہوا اور وہی صرف حضرت ابوبکر صدیق رضہ کے حق مین نقص وعیب
پس سوای تعصب اور عناد کے اور کیا خیال مین آسکتا ہے۔ اگر کوئی شیعہ صاحب
ذکی الطبع یہ ارشاد فرماوین کہ اچہا ہمنے مانا کہ خوف گناہ نہین ہے اور یہ بہی مانا کہ لاتحزن
تسلی کا کلمہ ہے لیکن یہ بہی تو ثابت ہوا کہ ابوبکر رضہ کو کامل یقین پیغمبر صاحب کے وعدے پر اور
اور خدا کی حفاظت پر نہ تہا ورنہ کسطرح اونکو خوف ہوتا اسکا جواب تو بہت ہی صاف ہی
وہ یہ کہ خود حضرات شیعہ کا اقرار ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بار بار ابوبکر رضہ پر خفا
ہوتے تہے اور فرماتے تہے کہ چپ رہو راز کو فاش نہ کرو اور ابوبکر رضہ نہ مانتے تہے۔ یہ
بات تو مثل حضرات شیعہ کے ہر ایک ملحد کہہ سکتا ہے کہ پیغمبر صاحب کو بہی خدا کے وعدہ پر
اور اوسکی حفاظت پر یقین نہ تہا نہین تو پیغمبر صاحب کو افشای راز کرنے سے کچہ گہبراہٹ

نہوتی اور بار بار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افشای راز کرنے پر خفا ہوتے کیونکہ
جب اللہ کی حفاظت پر بہروسا اور یقین کامل ہوتا تو افشای راز کیا نقصان پہونچا سکتا تہا
جو جواب حضرات شیعہ اوس ملحد کو دیوین وہی جواب ہماری طرفسی بہی قبول فرماوین
ذرا ہی غور کیا جاوے تو معلوم ہو جاویگا کہ موافق قواعد و عقاید حضرات شیعہ کے حضرت ابوبکر
صدیق رض کے نسبت حزن و خوف کا اطلاق ہو ہی نہین سکتا کیونکہ حضرات شیعہ حضرت
صدیق رض کے حزن اور خوف کا اقرار کرین تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت صدیق رض کو
اپنے جان کا خواہ اپنے اوپر تکلیف پہونچنیکا خوف تہا یا پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا
اور مصیبت کا اگر اپنی جان کا خوف تہا تو پہر یہ قول شیعون کا کہ وہ دشمنون سے ملے تہے اور
راز فاش کرنا چاہتے تہے باطل ہی کیونکہ یہ بات تو بہت ہی صاف ہے کہ اگر وہ کفار سے
ملے ہوتے تو پہر اونکو کفار سے خوف و ڈر کیسا۔ اور اگر کفار سے ملے نہ تہے بلکہ اونکو کفار سے
خوف ایذا اور ہلاکت کا اپنی ذات پر تہا تو اس سے دو باتین ثابت ہین ایک یہ کہ حضرت ابوبکر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاے تہے اور اونکے رفیق تہے اسوجہ سے کفار اونسے ایسی دشمنی
رکہتے تہے کہ اگر پاوین تو قتل کر ڈالین اور یہی ہمارا مدعا تہا وہ ثابت ہوا دوسری یہ کہ یہ
گمان حضرات شیعہ کا کہ ابوبکر صدیق رض کا ارادہ راز فاش کرنیکا تہا بالکل غلط اور باطل ہے
کبہی اونکا ارادہ راز فاش کرنیکا نہ تہا اسوجہ سے کہ جن لوگون سے خود حضرت ابوبکر رض کو
خوف تہا اور جنکے ڈر سے غار مین جا چہپے تہے اونہین پر اپنا راز ظاہر کرتے اور خواہ مخواہ
اپنے کو معرض ہلاکت مین ڈالتے پس یہ قول عقلای شیعہ کا کہ حضرت ابوبکر رض کو اپنی
جان اور ایذا کا خوف تہا یا یہ کہ افشای راز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مد نظر رکہتے تہے
سراسر باطل ہو گیا اب رہی یہ بات کہ ابوبکر رض کو پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدمہ
پہونچنے کا ڈر رہتا تہا تو یہ خوف ہزارون درجہ اطمینان سے بہتر [illegible]
قربان ہین حضرات شیعہ ایسے خوف کو اگر گناہ خواہ کفر سمجہین [illegible]

کے نزدیک تو یہ ہزار ایمان اور بے شمار سچی عبادت سے بہتر ہے بلکہ یہی خوف تو درحقیقت
حضرت صدیق اکبر رض کی صدیقیت کا باعث ہے اگرچہ حضرت صدیق رض کو حضرت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی جان اور حفاظت پر یقین کامل تھا مگر جب حضرت صدیق رض
نے دیکھا کہ شاہ کونین اور سلطان دارین ایک تنگ و تاریک غار میں پوشیدہ ہے جس کا
مقام عرش و کرسی سے ہے وہ ایک نامناسب اور تنگ جگہ میں رونق افزا ہے بس یہی حالت
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عاشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دل بیتاب کے پارہ پارہ کرنیکو
کافی تھی اسی سے دل اونکا ٹکڑے ٹکڑے تھا اور نہایت بے چین تھے چنانچہ حضرت ابوبکر عاشق
صادق یار موافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اول غار مین خود جانا اور اپنے قبا کو چاک
کرکے سب سوراخون کا بند کرنا اور پھر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اندر غار کے لیجانا اور
اپنی زانو پر سلانا مع دیگر معاملات جان نثاری سب اسی پر دال اور شاہد ہین پھر ایسی نازک
وقت اور درد خیز حالت مین جب حضرت صدیق رض نے کفار کو در غار پر دیکھا ہوگا تو بخیال
ایذای پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ صدمات اونکے دل بیقرار پر ہوی ہونگے اوسکو
وہی خوب جانتے ہونگے یا وہ عاشق صادق مجبور جان سکتا ہے جسکا معشوق محبوب
اوسکے سامنے کسی ایذا و تکلیف مین مبتلا ہوا ہوا اور دشمن روسیاہ اوسکے اوپر حملہ آور
ہوئی ہون اوسوقت کوی اوس عاشق مسکین بیچارہ کی حالت دیکھی کہ اوسوقت اوسکو
اضطراب ہوتا ہے یا وہ چپ چاپ اطمینان سے مزہ سے بیٹھا رہتا ہے حضرات شیعہ بھی
ضرور اسکو ایسا ہی سمجھتے ہونگے مگر کیا کرین مجبور ہین اگر اسکا اقرار کرین تو حضرت صدیق
اکبر رض کی صدیقیت کا اقرار کرنا پڑے اور اگر اونکی صدیقیت کا اقرار کرین تو مذہب ہی
ہاتھ سے جاتا ہے اور اس سرے سے اوس سرے تک سب جھوٹے ٹھہرین مجبورانہ کچھ ڈھنگی
باتین بنا کر جان بچاتے ہین اور نافہمون کو سمجھاتے ہین چوتھا اعتراض یہ ہی کہ لفظ صاحبہ
سے کوی فضیلت حضرت ابوبکر صدیق رض کی ثابت نہین اسلیئے کہ قران مین اللہ نے

کافر کو مومن کا صاحب کہا ہے جیسا کہ یہ اعتراض اوپر مصرح بیان ہوا ہے۔ اوسکا جواب
یہ ہے کہ بے شک اللہ جلشانہ نے آیۂ فقال لصاحبہ وہو یحاورہ مین کافر کو صاحب مومن کا
فرمایا مگر اوسیوقت اوس کافر کی اہانت بھی کردی کہ جس سے معلوم ہوگیا کہ وہ کافر ہے
فرمادیا کہ اکفرت بالذی خلقک من تراب اور اس جگہ جو حضرت صدیق رضہ کو صاحب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمایا تو اوسکے ساتھہ ہی وہ کلمے بھی فرمادئے جو محبت اور تسلی
پر دلالت کرتے ہین اپنے پیغمبر کیطرف فرمایا لاتحزن ان اللہ معنا یعنے نہ غمگین ہو خدا ہمارے ساتھ
ہے پس دونون آیتون مین جو مناسبت ہے اوسے ادنی ذی علم بھی سمجھہ سکتا ہے اور دیگر
ایۃ کا یہ جواب ہے کہ صاحبی السجن مین لفظ صاحب کا سجن کیطرف مضاف ہے نہ حضرت یوسف
کیطرف اور۔ آیۂ اذ یقول لصاحبہ لاتحزن مین لفظ صاحب کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف
مضاف ہے رہا ایمان لانا حضرت ابوبکر رضہ کا بروایات معتبرۂ اہل تشیع کے ثابت ہے چنانچہ
مجالس المومنین مین قاضی نوراللہ شوستری نے یہ لکھا ہے کہ۔ خالد بن سعید از سابقین
اولین بودہ اسلام او مقدم بر اسلام ابوبکر بودہ بلکہ ابوبکر ببرکت خوابی کہ او دیدہ بود مسلمان
شدہ بود وبالجملہ سبب اسلام خالد آن بود کہ در خواب دیدہ بود کہ بر کنار آتشی افروختہ استادہ
است و پدر را میخواہد کہ او را در آتش اندازد کہ ناگاہ رسالت پناہ گریبان او گرفتہ بجانب
خود کشید و باو گفت کہ بجانب من بیا تا بہ آتش نیفتی خالد ازین خواب ہولناک بیدار شدہ
قسم یاد کرد کہ این خواب من صحیح ست و آنگاہ متوجہ خدمت حضرت رسالت گردید و در
راہ ابوبکر باو ملاقات نمود و از حال او پرسید خالد صورت واقعہ را باو بیان نمود ابوبکر نیز
باو موافقت کرد و بخدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمدند و بشرف اسلام فایز گردیدند انتہی
عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ اگرچہ اہل تشیع نے یہ بندش اس غرض سے باندھی کہ حضرت
ابوبکر صدیق رضہ کے ایمان واسلام کو بے وقعت کرین مگر بفضلہ تعالی اس سے بہت کچھ
فضیلت اور صدیقیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ثابت ہوگئی روایت مذکورہ

خاص نور اللہ شوستری کے دیکھنے والون سے انصاف طلب ہے وہ خود انصاف کرینگے کہ جو شخص
اسلام کی سچائی پر بالہام غیبی یقین لایا ہو اور اللہ جلشانہ نے اوسکو بذریعہ رویاے
صادقہ کے ایمان کی طرف راغب کیا ہو کیا اوسکی نسبت اہل اسلام کی زبان سے کچھہ
نکل سکتا ہے اوسکی شان مین کسیکے منہہ سے نکل سکتا ہے کہ وہ بے بہرہ ایمان سے تہا مگر ہان
وہ شخص کہہ سکتا ہے جو خود ایمان سے بے بہرہ ہو اور تماشا دیکھئے کہ قاضی نور اللہ شوستری
ملقب شہید ثالث تو مجالس المؤمنین مین فرماتے ہین کہ ابو بکر ببرکت خوابیکہ او دیدہ بود
مسلمان شدہ بود اور مجتہد صاحب یہ فقرہ زیب تحریر فرماتے ہین خدا اور رسول سے
نہین شرماتے ہین کہ (خلیفۂ اول از اول امر از ایمان بہرہ نداشت) باتفاق اہل العلم الامامیہ
اب قاضی صاحب کے اوس فقرے کو کہ (ابو بکر ببرکت خوابیکہ او دیدہ بود مسلمان شدہ بود
مجتہد صاحب کے اس فقرہ سے کہ (خلیفۂ اول از اول امر از ایمان بہرہ نداشت) سے
ذرا ملاکے او[ر] انصاف کیجیے کہ ان دونون مین کون سچا ہے مگر کیا کرین کہ بوجہ کمال عداوت
وعناد وبمصداق وعلی ابصارھم غشاوۃ کچہہ سوجہائی بوجہائی نہین دیتا ورنہ ایسے
صدیق کے ایمان سے کہ جسکی صدیقیت اور افضلیت از جملہ مومنین بعد از انبیاء کتاب اللہ
واحادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم واقوال ائمہ علیہم السلام سے ثابت ہے اور بہ عقائد مجتہدین
حضرات امامیہ کے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بذریعہ رویا صادقہ کے مسلمان
ہوئے پس کمال ہی تعجب کی بات ہے کہ جسپر اللہ جلشانہ نے رویاے صادقہ کے ذریعے سے
ایمان کی حقیقت کھولی ہو ایسے شخص کے ایمان سے انکار کیا جاوے اور اگر کوئی صاحب
یہ فرماوین کہ وہ دونون اپنے قول مین سچے ہین اسلیے کہ قاضی نور اللہ صاحب نے اسلام کا
اقرار کیا ہے اور مجتہد صاحب ایمان سے انکار کرتے ہین یہ دونون باتین علیحدہ علیحدہ ہین
اوسکا جواب بچند طرح دیا جاتا ہے اول یہ کہ اس مقام پر ہمکو یہی ثابت کرنا ہے کہ حضرت
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت کو

دل سے سچ جانکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت الی الاسلام کو دل سی قبول کیا مجتہد صاحب اس کا جو نام چاہین رکھین ایمان یا اسلام سو یہ بفضل وکرم خدا ے پاک ومعجزہ اصحاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقرار قاضی نوراللہ صاحب شوستری کے ثابت ہو گیا مجتہد صاحب نے باین نظر اسلام اور ایمان مین فرق کیا ہے کہ ایمان سے مراد تصدیق بالجنان ہی اور اسلام سے اقرار باللسان ہے اور ایمان سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس وجہ سے انکار کیا ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو پیغمبر صاحب کی نبوت پر مرتبہ تصدیق قلبی حاصل نہ تھا تو اونکی تردید اور تکذیب کے واسطے اونہین کے عالم علامۂ قاضی نوراللہ شوشتری کا اقرار کافی ووافی ہی وہ اقرار یہ ہے کہ (ابوبکر ببرکت خوابیکہ او دیدہ بود مسلمان شدہ بود) ظاہر ہے کہ جب خالد رضی اللہ عنہ کے خواب نے دل مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے تاثیر بخشی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دل سے نبوت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی تب تو مسلمان ہوئ دوسرے یہ کہ اچھا ہمنے تسلیم کیا کہ ایمان اور اسلام مین فرق ہے اور قاضی صاحب کی روایت سے فقط اسلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ثابت ہوتا ہے نہ ایمان لیکن مجتہد صاحب و دیگر علما ی شیعہ اسکو کیا کرینگے کہ ایمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت امیرالمومنین علے مرتضی علیہ السلام کے اقرار سے ثابت ہے وہ یہ کہ علامۂ حلی نے شرح تجرید مین لکہا ہے کہ قال علے عَلَیْہِ السَّلَام یَوْمًا عَلَی الْمِنْبَرِ اَنَا الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ اَنَا الْفَارُوْقُ الْاَعْظَمُ اَسْلَمْتُ قَبْلَ اَنْ اَسْلَمَ اَبُوْبَکْرٍ وَاٰمَنْتُ قَبْلَ اَنْ اٰمَنَ فرمایا علی علیہ السلام نے ایکدن منبر پر کہ مین ہون صدیق اکبر اور مین ہون فاروق اعظم اسلام لایا مین پہلے اس سے کہ اسلام لائے ابوبکر اور ایمان لایا مین قبل اس کے کہ ایمان لائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صاف صاف ہی کہ اب آپ ہی لوگون کے ہاتھ انصاف ہی دیکھے کہ علامۂ حلی نے اسلام اور ایمان دونون حضرت علی علیہ السلام کی زبان سے ثابت کر دیے ۔ اگر قاضی صاحب کی قول سے مجتہد صاحب کا قول باطل ہوا تہا تو اب حضرت مرتضی علی علیہ السلام کے قول سے مجتہد صاحب کا وہ قول کہ خلیفۂ اول از ایمان بہرہ نداشت) کیسا کچھ باطل ہو گیا بلکہ اس روایت سے ایک بھی

بات ثابت ہوئی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اسلام اور ایمان کی وہ عزت اور شہرت تھی کہ حضرت علی علیہ السلام نے فخریہ بیان کیا کہ مین اون سے بھی پہلے ایمان اور اسلام لایا ہون اگر معاذ اللہ منہا حسب اقوال حضرات شیعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منافق ہوتے یا بطمع دنیا ایمان لائے ہوتے اور ایمان اور اسلام مین کامل نہوتے تو حضرت علی کرم اللہ وجہ اون سے پیشتر ایمان لانے پر فخر نکرتے بفضلہ تعالے ان روایات سے اسلام اور ایمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بخوبی ثابت ہوگیا اور لِصَاحِبِہٖ کے لفظ سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے صحابیت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی بنص قرآن مجید ثابت ہوگئی تو جو فضائل اور مراتب اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین اور علماے شیعہ بھی اسکو مانتے ہین اوسکے مستحق اور مصداق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ٹھہرے پس باوجود ثبوت صحابیت اور افضلیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ از نص قرآن جو کوئی اونکے اصحابی ہونے سے انکار کرے وہ بلاشک منکر نص قرآن ہی اور منکر نص قرآن کے لیے جو حکم ہے اوسکو سب جانتے ہین۔ پانچوان اعتراض یہ ہی کہ خداے تعالے نے اپنی تسلی نبی پر نازل کی ہی نہ ابوبکر رضہ پر اوسکا جواب یہ ہی کہ اگر یہ تسلیم نہ کیا جاوے کہ خدا نے اپنی تسلی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر نازل فرمائی اور علیہ کی ضمیر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف راجع نہ سمجھی جاوے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع سمجھی جاوے تو آیت شریف کے معنی یون ہونگے (کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خوف واضطراب ہوا تب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کچھہ غم نکرو خدا تمہارے ساتھہ ہی پس خدا نے اپنی تسلی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی پس ہم نہین سمجھہ سکتے کہ اس عبارت بے جوڑ پر کس شخص کو تعجب اور ہنسی لاحق حال نہوگی کہ خوف اور اضطراب تو ہو حضرت ابوبکر صدیق کو اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

اونکی تشفی کرین اور خدا کی تسلی نازل ہو۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اگر کوئی کہے کہ پیغمبر صاحب
کو بھی خوف تہا تو اوسکا یہ جواب ہی کہ خوف ہے کے باعث تو حضرات شیعہ جناب ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ کو مطعون کرتے ہین پھر اوسی خوف کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف کس منہ سے منسوب کرتے ہین۔ خیر اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
مخوف ہونا تسلیم بھی کر لیا جاوے اور یہ بھی جان لیا جاوے کہ حضرت پر تسلی کا نزول
ہوا تب یہ آیت قابل اصلاح معلوم ہوتی ہے یعنی بجائے اِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ
اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ کے یون معنے ہونا چاہیے فَاَنْزَلَ اللّٰهُ
سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ یعنی پس نازل کی اللہ نے اپنی تسلی پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پس فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اپنے صاحب کے
مت غم کر۔ مگر ہان جو لوگ قرآن مجید مین اکثر جگہ تحریف لفظی و معنوی کے عادی
ہین۔ اون کے نزدیک یہ امر کچھ دشوار نہین ہے اور یہ بیچارے تو سنت وجماعت
ہین ان کو ایسی ہمت کہان تمام دنیا کے قرآن مجید ایک سے پائے جاتے
ہین کہین کمی بیشی کا وجود نہین ایک حرف بھی اوسمین سے نہ نکال سکتے
ہین نہ اوسمین کچھ بڑہا سکتے ہین یہ بے باکی اور جرأت تو حضرات مومنین پاک پر ختم ہی
شیر دل ہین نہ خدا سے ڈرتے ہین نہ رسول سے جہان کچھ پہنس جاتے ہین وہان تقیہ پر
ٹال دیتے ہین چھٹا اعتراض یہ ہی کہ اللہ تعالی جلشانہ نے جہان کہین مومنین پر
تسلی نازل کی ہی تو پہلے رسول پر نازل کی ہے بعدہ مومنین پر پس اس جگہ بھی اگر
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اللہ کو تسلی نازل کرنا منظور ہوتا تو پہلے ضرور پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم کا ذکر کرکے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر فرماتا۔ کیونکہ جب کسی جگہہ فقط
مومنین پر تسلی نازل نہین کی گئی تو کیونکر ممکن ہی کہ آیت غار مین بخلاف قاعدۂ
مقررہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر فقط ابو بکر رض پر تسلی نازل کی ہوگی

تو اس آیت سے عدم ایمان ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ثابت ہوا گروہ با ایمان ہوتے تو مشمول پیغمبر
کے فرد رخدا اون پر بھی تسلی نازل کرتا۔ اوسکا جواب یہ ہی کہ چونکہ اہل تشیع مین ابتدائے حدوث
مذہب سے آج تک تو کسی مومن پاک کو حافظ قرآن ہونا پسند ہی نہین ہوا ہی بلکہ شوق تلاوت
قرآن و ذوق ناظرہ خوانی کا بھی مطلق نہین معلوم ہوتا ہی تمام عمر مین دو ایک مرتبہ بھی
اول سے آخر تک پڑہنے اور دیکھنے کا شاید اتفاق نہین پڑا ہوگا کیونکہ اگر ایکمرتبہ بھی تمامی
قرآن دیکھ ہی کے پڑہا ہوتا تو ہرگز ہرگز یہ پوچ اور غلط اعتراض نکیا جاتا اور قاضی
نور اللہ شوشتری بڑے زور اور شور سے نفرماتے کہ (خدائے تعالی ہرگز در ہیچ جائے کہ
یکے از اہل ایمان با حضرت بودہ انزال سکینہ ننمود) اب اون آیات کا نشان ہم
حضرات شیعہ کو دیتے ہین کہ جہان نزول سکینہ تنہا مومنین پر بلا شمول پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم کے ہوا ہی چنانچہ سورۃ انا فتحنا مین دو مقام پر اللہ جلشانہ نے تنہا مومنین پر
انزال سکینہ فرمایا ہی جسکو شک ہو وہ سورۂ انا فتحنا کو قرآن مجید منگا کر دیکھ لیوے
چنانچہ پہلے رکوع مین فرماتا ہی هُوَ الَّذِي أَنزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا
إِيمَانًا مَّعَ إِيمَانِهِمْ اور پھر تیسرے رکوع مین ارشاد فرماتا ہی إِذْ يُبَايِعُونَكَ
تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ پس اے حضرات شیعہ
دس بیس قرآن مجید عرب اور عجم اور ہندوستان اور ایران سے منگا کر ملاؤ بغور ان آیات کو
دیکھو اور پھر ہو کسی قرآن مین یہ تو نہین لکہا کہ هو الذی انزل السکینة فی قلب رسوله
وقلوب المومنین یا فانزل السکینة علی رسوله وعلیهم اگر کسی قرآن مین علی رسوله
کا لفظ ہو تو تم سچے اور تمہارے قاضی و مشائخ وملا و مجتہدین سب سچے اور اگر کسی قرآن مین
دنیا بہر کے ایسے موقع پر اس طرح سے سورۂ انا فتحنا مین موجود نہ ہو تو پھر آپ ہی اپنی
اور اپنے اکابرین مذکورین کی نسبت کچھہ تجویز مناسب کیجیے سخت افسوس اور حیرت کی
بات تو یہ ہی کہ صدہا برس سے یہ مباحثہ برپا ہی مگر آجتک کسی نے بھی سورۂ انا فتحنا نکال کر

نہ دیکھا صرف قاضی ہی صاحب کے بھروسہ قابلیت پر فخریہ بحث کرتے رہے مگر کیا کرین کہ تھوڑی
لوگ ایسے ملینگے کہ اونکو کلام اللہ کی سورتون کے نام یاد ہونگے اور چند ہی ایسے نکلینگے کہ اونکو
بعد سورۂ فاتحہ کے انا انزلناہ اور قل ہو اللہ کے سوائے پانچ چار رکوع حفظ ہون باقی سب
کے سب قرآن مجید سے محض بیخبر اور ناواقف پائے جائینگے مگر باوجود اس ناواقفیت اور بیخبری
کے شوخی چشم ایسی کہ اہل سنت وجماعت کے مقابلے مین ہوشگافیان کرتے ہین اور یہ نہین جانتے
کہ اس گروہ حقہ کے اکثرونکو ایک ایک لفظ قرآن مجید کا نوک زبان اور ایک ایک حرف منقش
دل وجان ہے پس بلحاظ اس ناواقفیت اور بیخبری کے قاضی صاحب اور اونکی اکابر قابل رحم
اور معذوری ہین اور اب اس سے مجبور ہو کر اگر کوئی صاحب تیز طبع یہ فرماوین کہ فانزل اللہ
سکینتہ علیہ مین علیہ کی ضمیر اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کیجاوے جیسا کہ اہل سنت
کہتے ہین تو تخلل فی الضمائر لازم آتا ہے اسلیے کہ یہان پہلے جتنے ضمیرین ہین اخرجہ اور لصاحبہ
وغیرہ مین وہ سب رسول کی طرف راجع ہین اور پھر اوسکے آگے وایدہ مین بھی رسول کی طرف
راجع ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ بیچ مین ضمیر علیہ کی ابو بکر کی طرف راجع ہو۔ اس کا جواب منجانب
اہل سنت وجماعت یہ ہے کہ اول تو حسب قواعد مقررۂ علم صرف ونحو کے ضمیر کو اقرب مذکورات
کی طرف رجوع ہونا چاہیے سو قریب تر اس جگہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہین اسلیے کہ لصاحبہ
مین اونہین کی طرف اشارہ ہے دوسرے یہ کہ تخلل فی الضمائر قرآن مجید مین اکثر جگہ ہے جس طرح
اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ مین ہے حسب تصریحات بالا جو اعتراض نزول
سکینہ کا بہ نسبت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تھا رد ہوگیا اور تسلی کا حضرت ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ پر ہونا بخوبی ثابت ہوگیا اور ان اعتراضونکی سفاہت اور بیہودگی
صرف اہل سنت وجماعت ہی کے نزدیک ثابت نہین ہے بلکہ بعض علماء شیعہ بھی ان اعتراضات کی
سفاہت اور بیہودگی کے معترف ہین چنانچہ صاحب مجمع البیان طبرسی نے بھی اپنی تفسیر مین لکھا
ہے کہ وَقَدْ ذَكَرَتِ الشِّيْعَةُ فِیْ تَخْصِيْصِ النَّبِیِّ فِیْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ بِالسَّكِيْنَةِ كَلَامًا رَأَيْنَا الْاِضْرَابَ

عَنْ ذِکْرِہٖ اُخْرٰی لِئَلَّا یَلْتَبِسَ بِ تَأَسُّفٍ اِلیٰ مُنَیٍّ اگر شیعون نے اس آیت مین تسلی کو پیغمبر صاحب کے ساتہ مخصوص ہونے پر ایسی باتین لکھی ہین کہ ہم اونکا نہ لکھنا ہی مناسب سمجھتے ہین تاکہ کوئی کہنے والا ہمکو بھی کچہ نکہے۔ پس اس علامۂ اہل تشیع کے اِن الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ جو باتین اس باب مین شیعہ کہتے ہین وہ ایسی لچر اور بیہودہ اور پوچ ہین کہ ہمین اونکے بیان کرنے سے شرم آتی ہے اب بفضلہ تعالی جسطرح اِن آیات سے وہ فضائل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جن کا اوپر ہمنے دعوی کیا تہا ثابت ہوئے اوسی طرح مخالفین کے اعتراضات کی بیہودگی بھی ظاہر ہوگئی وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

ذکر خلافت افضل البشر بعد الانبیا بالتحقیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

بارہوین ربیع الاول سلا۱۱ہجری یکشنبہ کی شام کو مزاج اقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیماری لاحقہ سے کسیقدر درست پایا گیا اور آپنے دروازہ حجرے کا کہلوا دیا تہا اور باہر کی طرف دیکہتے تہے حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باین خیال کہ آج مزاج اقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم درست ہے اپنے مکان چلے گئے اور نیز جو لوگ وہان جمع تہے وہ سب بہی اسی خیال سے کہ مزاج نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اچہا ہے چلے گئے تہے کہ دفعۃً حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے خبر انتقال حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی سنی اور بعجلت تمام اپنے گہر سے حجرۂ حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہوئے کہ اوسی حجرے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تہی راہ مین روتے آتے تہے اور کہتے تہے وامحمداہ اسی صورت سے مسجد شریف مین پہونچے دیکہا کہ سب لوگ پریشان حال ہین کسیکی طرف ملتفت نہوئے اور نہ کسی سے بات کی سیدہے اندر حجرۂ عایشۂ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے چلے گئے اور چادر مبارک چہرۂ اقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اوٹہائی اور پیشانی نورانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بوسہ دیا اور خوب روئے اور کہا وانبیاہ اور پہر بوسہ دیا اور کہا واصفیاہ

اور پھر سر بلند کر کے خوب روئے پھر تقبیل کی اور کہا واخلیلاہ اور کہا کہ میرے ماں اور باپ
دونون آپ پر قربان خوش اور پاکیزہ اور خوشبودار ہین آپ حالت حیات اور بھی
حالت ممات مین روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ رسول اکرم تو اوس سے بزرگ تر ہے
کہ تیرا وصف بیان کرین اور تو اوس سے بلند اور بالاتر ہی کہ تجھپر رو دین۔ اگر ہماری جان
ہمارے اختیار مین ہوتے تو ہم ابھی آپ پر سے فدا کر دیتے اور اگر آپنے ہمکو میت پر
رونے سے منع نفرمایا ہوتا تو ہم اسقدر روتے کہ ہماری چشمون سے چشمے جاری ہوجاتے
اے ہمارے خدائے برتر تو ہمارا سلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پونہچا دے۔ اور اے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم محبوب خدا آپ ہمکو اپنے پروردگار کے پاس یاد فرمائیے غرضکہ جوکچھ حضرت ابوبکر
وحضرت عایشہ وحضرت فاطمہ جملہ اہل بیت وجملہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی حالت
رنج وبکا قیامت نما کی تھی وہ کب بیان ہوسکتی ہے نہ طاقت اوسکے بیان کی ہی نہ قوت
اوسکے سماعت کی پھر جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب حجرۂ شریف سے باہر آئے
اہل بیت اور صحابہ رضوان اللہ کا رنج وبیتابی سے عجیب حال پریشان دیکھا کہ جسکی
انتہا نہین بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عجیب
حال تہا اور نہایت سراسیمہ وحیران تھے گویا انکی عقل مسلوب ہوگئی تھی اور حواس معطل
ہوگئے تھے بعضون کی زبان بند ہوگئی تھی ہوش ونطق باقی نہ تہا حضرت عثمان بن عفان رضہ
بھی اس قبیل سے تھے چنانچہ روایت ہی کہ حضرت عمر رضہ اونکے سامنے سے گذرے اور
سلام علیکم کہا اور حضرت عثمان رضہ نے سلام کرنا سنا بھی مگر کچھہ جواب نہ دیا بعض صحابہ رضہ
جا ماندہ ہوگئے تھے کہ طاقت جنبش کی بھی نہ رکھتے تھے جیسا کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام
اور ان سب مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نہایت مضبوط اور ثابت ترین تھے باوجود
اسکے یہ حال تہا کہ آنکھون سے آنسو بشدت جاری تھی اور ہر وقت آہ ونالہ لبون پر تہا
بعضے اسی رنج وغم مین مریض ولاغر ہوکر جان بحق تسلیم ہوگئے بعض نے خدا سے یہ دعا اور

التجا کی کہ خدایا ہمکو نابینا کر دے کہ ہمکو دوسرے کے منھ دیکھنے کی طاقت نہین ہے خدا نے
اونکی دعا قبول کر لی چنانچہ عبد اللہ بن زید انصاری صاحب اذان اور مستجاب الدعوات
تھے اونہون نے بھی خدا سے دعا مانگی کہ بار الہا میری آنکھون سے روشنی دفع کر دے
اور مجھے نابینا کر کہ بغیر دیکھے تیرے حبیب کے مین نہین رہ سکتا چنانچہ فوراً دعا اونکی
مستجاب ہوئی اور وہ نابینا ہو گئے - بہت سے ایسے تھے کہ وہ بغیر دیدار سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم کے وہان نہین رہ سکے سکونت وہان کی چھوڑ دی مدینہ منورہ سے
چلے گئے گھر بار چھوڑ دیا غربت اختیار کی چنانچہ حضرت بلال رضہ بھی وہان سے شام کی طرف
چلے گئے چند مہینے گزرے تھے کہ حضرت بلال رضہ نے خواب مین دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم فرماتے ہین کہ اے بلال کیسی جفا تو نے ہمپر کی کہ ہماری زیارت کو نہین آیا چنانچہ آنکھہ کھلتے
کھلتے ہی مدینہ منورہ مین روضۂ اطہر پر حاضر ہوئے - حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تو عشق
و محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے عجیب حال ہو گیا اختلاف عقل لاحق حال پر ملال
اونکے اوس درجہ ہوا کہ فریاد کرتے تھے اور قسم کہاتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کی وفات نہین ہوئی لیکن صعقہ ہو گیا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کو ہوا تھا اور بعض روایت کے
بموجب یہ آپکا بیان تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہین ہوئے بوعدۂ دیدار الٰہی
تشریف لے گئے ہین جیسے کہ حضرت موسیٰ تشریف لے گئے تھی اور کہا کہ مین امید رکھتا ہون کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنا دنیا مین قیام فرماوینگے کہ دست و زبان منافقین کے کٹ
جاوین - بعض منافقین کہتے تھے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پیغمبر ہوتے تو وفات نپاتے
عمر رضہ نے جب یہ بات سنی تلوار کھینچکر درمسجد پر کھڑے ہوئے اور کہا کہ جو کوئی کہیگا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اوسکو اسی تلوار سے دو ٹکڑے کرونگا اس بات کے سننے سے
لوگون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مین شک و شبہہ ہو گیا - اسماء بنت عمیس نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونون بازؤن مین ہاتھہ رکھہ دیکھا تو معلوم ہوا کہ مہر نبوت

مرتفع ہوگئی مہر نبوت آپکی نہین ہی آوازدی کہ اے لوگو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
دنیاسے جوار رحمت خدامین انتقال فرمایا۔ پس حضرت ابوبکر رضہ جب اندرون خانہ سے باہر آئے
تو دیکھا کہ حضرت عمر رضہ لوگون مین کہڑے کہہ رہے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہین ہوئے
اور آپ فوت ہونگے جب تک تمام منافقین کو اور منافقون نے اوسوقت بخیال
فوت ہوجانے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سراوٹہایا تہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضہ
سے اکریہ فرمایاکہ بیٹہو عمر ایسامت کہو مگر اونہون نے عشق کی بیتابی مین نہ سنا پہر فرمایا اے آدمیو
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور آپ جنت الفردوس کو تشریف لیگئے کیا تونے
نہین سناکہ باری تعالی جلشانہ نے اپنی کتاب بزرگ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب
ہوکر فرمایاہے اِنَّکَ مَیِّتٌ وَاِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ بے شک تو مرنے والاہے اور وہ سب مرنے والے
ہین اور فرمایا۔ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِکَ الْخُلْدَ اَفَاِنْ مِّتَّ فَھُمُ الْخَالِدُوْنَ اوسوقت
حضرت ابوبکر صدیق رضہ منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آئے جو لوگ وہان جمع تھے وہ سب حضرت
عمر رضہ کے پاس سے حضرت ابوبکر صدیق رضہ کیطرف متوجہ ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے خطبہ
پڑہا اول حمد خدای پاک بیان کی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑہا اور فرمایا
کہ بتحقیق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی جو کوئی کہ خدای واحد کی پرستش کرتا تہا وہ
حی لایموت ہے یعنے زندہ ہے کبہی اوسکو فنا نہین ہے اور پہر یہ آیت قرآن مجید کی پڑہے وَمَا مُحَمَّدٌ
اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ تا آخر یعنے محمد صلی اللہ علیہ
وسلم صرف خدا کے رسول تہے اونکے پہلے بہت رسول گذر چکے ہین پہر کیا اگر یہ مرجاوین یا مارے جاوین
تو تم پہرجاوگے دین سے اولٹے پیرون الی آخرہ۔ پس لوگون نے یہ آیتین حضرت صدیق رضہ سے
جب سنین سب لوگون کے دل قرار پکڑ گئے اور یقین ہوگیا کہ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی وفات ہوگئی اور گلی کوچون مین مدینہ منورہ کے لوگ یہ آیتین پڑہنے لگے یہ معلوم ہوتا تہا کہ
گویا یہ آیتین آج نازل ہوئی ہین اوسکے بعد حضرت عمر رضہ نے بہی خطبہ پڑہا اور فرمایا ای لوگو وہ

بات کہ جیسے کل کہی تہی یعنے یہ کہ تہین وفات پائی رسول اللہ علیہ وسلم نے وہ کہنا میرا نہ کتاب اللہ سے تہا نہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلکہ مین اپنے دل مین یہ امید رکہتا تہا کہ زندہ ہو جاوین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تدبیر فرماوین آپ ہمارے دینی کاروبار کی اور دل ہمارا یہ چاہتا تہا کہ ہم آپکے سامنے مرین پس اختیار کیا اللہ جلشانہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جو کچہ اوسکا منتظر رہتا اور جو کچہ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے فرمایا وہ سب بموجب کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے اوسکو مضبوط پکڑو اور حق جانو تا راہ راست پاؤ اور اسیطرح پر آیت فرمائی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نیز ہدایت کیے گئے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کہا ابونعیم نے یہ قول حضرت عمر رضہ کا بسبب خوف فتنہ منافقین کے ہا جب دیکہا حضرت عمر رضہ نے قوت یقین حضرت صدیق رضہ کو تسکین ہو گئی اونکے قلب کو اور خود فرمایا حضرت عمر رضہ نے قسم ہے اللہ پاک کی یہ آیت صدیق رضہ کی پڑہنے سے اوسوقت خیال مین آئی گویا نہ سنی تہی ہمنے کبہی جب سنی ہمنے حضرت صدیق رضہ سے یہ آیت تو لرزہ پڑ گیا میرے بدن مین اور گر پڑا مین اپنی جگہہ سے ابن عمر رضہ کہتے ہین گویا ہم سب کے دلون پر پردے پڑے تہی حضرت ابوبکر صدیق رضہ کے خطبہ سے وہ پردہ اوٹہ گیا اور سب نے یقین جانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تب اوسوقت سب نے پڑہا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اوسکے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضہ تعزیت اور تسلیہ اہل بیت رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی بجالائی اور اونسے فرمایا کہ کام غسل اور تجہیز و تکفین کا آپ لوگون سے متعلق ہے آپ لوگ یہان قیام کرین اور غسل اور تجہیز و تکفین مین مشغول ہون اور مین ایک بڑے کام مین کہ وہ اہم مہمات دین و وقوع خلافت و نزاع مسلمین اور باعث انتظام و القیام مہام اسلام ہے مشغول ہوتا ہون یعنے امر خلافت مین سے یہ تصہ یون ہے کہ جملہ اہل بیت و اصحاب کبار رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین منزل مقدس مین جمع تہے اور درباب غسل و تجہیز و تکفین باہم مشورہ کر رہے تہے کہ اوسیوقت مین مغیرہ بن شعبہ رضہ وہان آئی اور حضرت عمر رضہ سے کہا کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ مین جمع ہوئی ہین اور چاہتے ہین کہ سعد بن عبادہ سے بیعت کرین

اور او مین کو خلافت پر بٹھاوین یہ سنکر حضرت عمر و ابوبکر صدیق رض بمعیت حضرت ابو عبیدہ بن جراح
امین الامۃ معہ اکابرین مہاجرین اور اشراف انصار سقیفہ بنی سعد کیطرف روانہ ہوئی اور اس خیال
سے کہ ہنگام مرض بوقت استفسار انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا غسل وغیرہ اہل بیت سے متعلق فرمایا
تہا انہین حضرات کو اس کام کے سرانجام کے لئی یہان چہوڑا اور خود اس نظر سے کہ مبادا اثنہ لعیت آگے
اور امورات دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مین کوئی خلل اور فتنہ و رخنہ پیدا ہو جاوی جسکا
تدارک مشکل پڑی خیال فرمایا کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی ہے اور بعض مقامات
پر چند عرب مرتد بہی ہوگئے ہین بلکہ اسود عنسی اور طلیحہ بن خویلد مدعی نبوت بہی ہین اور نہایت
وقت نازک ہے اگر ایسے وقت نازک مین درمیان اسلام مہاجرین اور انصار کے اختلاف پڑا
تو سخت حیرانی اور مشکل پڑیگی پس حضرت صدیق رض بمعیت مذکورہ سقیفہ بنی سعد مین جاکر
رونق افروز ہوئی وہان دیکہا کہ ایک شخص تخت پر تکیہ لگائی بیٹہا ہے اور گرداگرد اسکے انصار
جمع ہین اور اپنے فضایل بیان کررہے ہین اور خلافت کے خواستگار ہین حضرت ابوبکر صدیق رض
نے فرمایا کہ ای کہ انصار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلی علیین بدرگاہ رب العالمین
تشریف لیگئے یعنے وفات پائی پس اگر کوئی مسلمانون کا امیر نہوگا تو امورات دینی مین خلل
کلی واقع ہونگے اس صورت مین لازم ہی کہ سردار خلافت کو تجویز کرین سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو فضائل
انصار کو حاصل ہین وہ دوسرے کو نہین ہین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کرکے ہمارے
شہر مین گہر بنایا ہملوگون نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور نیز اون کے اصحابونکی بخوبی
حفاظت کی کہ دشمنان اسلام شر و ضرر رسانی سے مجبور و مخذول ہوئی اللہ و رسول
کے کام مین ہملوگون نے اپنا جان و مال نثار کیا اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے انتقال
فرمایا اس صورت مین سزاوار خلافت سوائے انصار کے دوسرا نہین ہوسکتا انصار کی پہر یہہ
رائے ہوئی کہ سردست مہاجرین مین سے کوئی خلیفہ مقرر کیا جاوے مگر بعد اوسکے وفات سکے پہر
انصار مین سے خلیفہ مقرر ہو اور اسیطرح یہ قاعدہ ہمیشہ جاری رہے بہت گفتگو کے بعد

بشیر نے کہا کہ اے گروہ مہاجرین مِنَّا اَمِيْرٌ وَّ مِنْكُمْ اَمِيْرٌ یعنے ہمارا امیر ہم مین سے اور
تمہارا امیر تم مین سے مقرر کیا جاوے حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ اس مین بڑا فتور پیدا ہوگا
لَا يَصْلِحُ سَيْفَانِ فِيْ غِمْدٍ وَّاحِدٍ دو تلواریں ایک میان مین نہین رہ سکتین حضرت
ابوبکر صدیق رضہ نے فرمایا کہ اے گروہ انصار کے ہم لوگون کو تمہارے فضایل ومناقب مین
کوئی کلام نہین ہے تمہارے فضایل کا ہر نوع اقرار ہے لیکن قریش کو بھی جو شرف
ومنزلت عرب مین ہے دوسرے کو نہین ہے اور عرب ہرگز مطیع وتابعدار نہون گے
جب تک کہ کوئی قریش سے متصدی اس امر کا نہوگا پس ایسی حالت مین مناسب
یون معلوم ہوتا ہے کہ امارت درمیان قریش کے اور وزارت درمیان انصار
کے ہو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے انصار کیا تمنے نہین سنا کہ
حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ وَّلَا يَكُوْنُ
هٰذَا الْاَمْرُ اِلَّا فِيْهِمْ یعنے آخر وقت مین جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ قریش کے واسطے بھی کچھ وصیت فرمائی فرمایا کہ امر
خلافت خاص قریش کے واسطے ہے کہ اَئِمَّه مِنْ قُرَيْشٍ وَّلَا يَكُوْنُ هٰذَا الْاَمْرُ اِلَّا فِيْهِمْ
یعنے خلافت سوائے قریش کے اور کے ہاتھ نہین ہوسکتی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے باخود ہا
انصار ومہاجرین کی مکالمت دیکھکر جملہ اصحاب کو بوجہ احسن تسکین دی اور فرمایا کہ اے
گروہ انصار بخدائے پاک کہ شب عقبہ مین جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ بیعت کرتے تھے جملہ اول شرایط سے جو لیتے گئی تہین ایک یہ بھی تھی کہ
امر خلافت اور حکومت مین منازعت اور مخالفت نکرنا اوس شخص کے ساتھ کہ
جو اہل اوس کام کا ہو انصار نے کہا کہ ہان یہ صحیح ہے اور پھر حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ نے سعد بن عبادہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ تمنے نہین سُنا کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وُلَاۃ اس امر کے قریش ہین سعد نے کہا ہان

بے شک اور درست ہے پس زید بن ثابت انصاری کھڑے ہوئے اور کہا کہ رسول
خدا صلعم قوم مہاجر سے ہین آپکا خلیفہ نہین ہو سکتا مگر مہاجرین مین سے اور ہملوگ انصار
خدا کے ہین جسطرح پر کہ انصار خدا کے رسول کے تھے لیے انصار بیعت کرو ساتھ مہاجرین
کے فرمایا حضرت صدیق رض نے جزاکم اللہ خیرا یعنے تمکو اللہ تعالے جزاے نیک دیوے
بعد اوسکے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ہاتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابوعبیدہ
رضی اللہ عنہ کا پکڑا اور کہا کہ مین ہر ایک کو ان مین سے لایق خلافت کے جانتا ہون
عمر رض نے کہا بلکہ ہملوگ تمسے بیعت کرتے ہین کیونکہ تم ہملوگون سے بہتر اور برتر ہو اور ہم
سب مین سے تم دوستر ین تھے رسول اللہ صلعم کے نزدیک اور سواے تمہارے کون
ہے جس مین یہ فضیلتین جمع ہین آیۃ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن
ان اللہ معنا سے معلوم ہوتا ہے اور ہاتھ حضرت ابوبکر رض کا پکڑا اور اون کے ساتھ
بیعت کی اور مہاجرین سے کہا کہ بیعت کرو مہاجرین نے بیعت کی اوسکے بعد انصار نے
بھی بیعت کی - پوشیدہ نرہے کہ اختلاف انصار اور مہاجرین کا بنا بر عادت عرب
کے واقع ہوا کہ اون پر کسی غیر قوم کو حاکم نہین کرتے مگر اوس شخص کو کہ اوسی قوم سے
ہو اور اوس وجہ سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا الائمۃ من قریش
سے غافل او ذاہل سے تھے جب یہہ بات اونکو یاد دلائی گئی اس اختلاف سے باز آئے -
اس مقام پر بسبب جیسے بعض کے کہ انصار و مہاجرین کہ باخودہا کہتے تھے مولف فتح الاحباب
کو شبہہ ہوا کیونکہ اونہون نے لکھا ہے کہ یہ مخالفت مہاجرین اور انصار کی
صریح دلالت ہے اس بات پر کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دربارۂ خلافت نص ثابت
نہین ہوئی اگر نص ہوئی ہوتی تو یہ مخالفت باخودہا مہاجرین اور انصار سے ہوتی اوسکو
دلیل پکڑتے - اور دوسرے فقرے مین جو مولف مذکور نے حضرت امیر المومنین علی مرتضی
کرم اللہ وجہہ کے بیعت نکرنے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ حضرت سیدہ رض کو حضرت

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے غبار تھا وہ یا تو مولف مذکور کی بے توجہی اور عدم تحقیق پر مبنی ہے یا اہل تشیع کا الحاق ہے کیونکہ صفحہ ۳۲ جلد دوم مین صاحب روضۃ الاحباب تحریر کرتے ہین کہ حدیث صحیح سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت علی مرتضی سنے علی روس الاشہاد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت مع جماعت کثیرہ کے کی ہے جسوقت کہ حضرت ابو بکر صدیق رضہ نے اصحاب کو مع حضرت علی رضہ کے طلب کیا اور خطبہ پڑہا اور کہاکہ مین حضرت علی بن ابی طالب کو اپنی بیعت پر الزام نہین دیتا اونکو اختیار ہی اور تمکو بہی اختیار ہے کہ اگر سواے میرے دوسرے کسی شخص کو بہتر جانو اور قصد اوسکے بیعت کا کرو پہلا وہ شخص کہ اوس شخص مجوزہ سے بیعت کری مین ہونگا پس حضرت امیر المومنین علی رضہ اور جو اشخاص کہ ہمراہ اونکے تھے سب نے باتفاق یہی کہاکہ سواے تمہارے اور کسیکو ہم لایق اور اولی بخلافت نہین جانتے کیونکہ رسول خدا صلعم نے امر دین مین تمکو اولی و انسب جانا ہے پس کسکی مجال ہے کہ اوسکے خلاف کرے اور یہ اشارہ طرف امامت کے ہے از روضۃ الاحبا اور بعض کا یہ قول ہے کہ تاخیر اور عدم حضور علی مرتضی رضہ بوجہ اشتغال تجہیز و تکفین انحضرت صلعم کے تھا اور جو لوگ کہتے ہین کہ چھ مہینے تک بیعت مین توقف کیا بعد از فوت حضرت فاطمہ زہرا رضہ کے بیعت کے محض غلط ہے صحیح یہ ہے کہ اوسی روز کے آخر یا دوسرے روز بیعت شیر خدا کے ساتھ حضرت ابو بکر رضہ کے بخوشنودی اور رضامندی تمام واقع ہوئی اور یہ امر بہی قابل غور ہے کہ حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ ہمیشہ مطیع و منقاد حضرت ابو بکر صدیق رضہ بہی اور نماز جمعہ و عیدین و فرض باقتدا و حضرت ابو بکر صدیق رضہ کے گذارتے تھے ظاہر ہے کہ اگر حضرت علی رضہ حضرت ابو بکر رضہ کو مستحق خلافت نہ سمجھتے اور اونکو ظالم و غاصب جانتے تو کیونکر ممکن تھا کہ باوجود شیر خدا ہونے کے اونکی اتباع کرتے اور تا مدت خلافت کسی قسم کا خلاف نکرتے کَمَا لَا یَخْفٰی عَلٰی صَاحِبِ الذِّہْنِ السَّلِیْمِ وَالْعَقْلِ الْمُسْتَقِیْمِ فَافْہَمْ ہٰذَا الْمَقَامَ لِاَنَّہٗ مَزِلَّۃُ الْاَقْدَامِ اب اگر یہ دریافت کیا جاوے کہ مہاجرین انصار

روضۃ الاحباب جلد ۲ صفحہ ۳۲

بلکہ جملہ اصحاب کبار نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کی خلافت کسوجہ سے اتفاق کیا تو مین عرض کرتا ہون کہ ایام مرض شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و نیز غیر مرض مین آنحضرت صلعم نے بخصوصیت و تاکید حضرت صدیق رضہ کی تقدیم و امامت نماز کے لئے حکم محکم فرمایا اور یا ست حضرت صدیق رضہ برقرار پائی لہذا حضرت ابوبکر رضہ کی خلافت پر اجماع امت منعقد ہوا تفصیل اوسکی یہ ہی کہ ایام مرض مین آنحضرت صلعم لوگونکو نماز پڑہاتے رہے مگر جب تین روز رہے اور بعض کے نزدیک سترہ نمازین اور جب عشا کی اذان کہی گئی تو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حکم کرو ابوبکر رضہ کو نماز پڑہے لوگون کے ساتھہ اور امامت کرے لوگون کی

تعین فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوبکر صدیق رضہ کو اپنے مرض موت مین واسطے امامت نماز کے

حدیث صحیح مین آیا ہی کہ غسل کیا آنحضرت صلعم نے سات تریہ سے کہ اوسکا بند نہ تہا پس آئی بلال رضہ اور اعلام کیا آنحضرت صلعم کو حسب عادت واسطے نماز کے کہ بعد اذان شریف پر تکبیر نماز کیواسطے اعلام کیا کرتے تہے پس فرمایا آنحضرت صلعم نے حکم کرو ابوبکر رضہ کو کہ بامامت خود لوگون کو نماز پڑہا دین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہین کہ مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا باپ نہایت رقیق القلب ہے اور اندوہ ناک نرم دل جب کھڑے ہونگے مسجد مین آپکی جگہ تو نہین پڑہا سکینگے نماز لوگون کو اگر عمر رضہ کو فرمائیے تو یہ کام ہو سکتا ہے اس کہنے کے بعد پہر فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ حکم کرو ابوبکر رضہ کو کہ لوگون کو نماز پڑہا دین پیش امامی کرکے پھر کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہ تم کہو آنحضرت صلعم سے کہ یا رسول اللہ ابوبکر مرد نرم دل ہے جب وہ کھڑے ہونگے آپ کی جگہ پر تو نہ پڑہا سکینگے نماز پس فرمایا آنحضرت صلعم نے اے گروہ زنان تم صواحب یوسف عم کی بلا ز رکھتے ہو مجھکو حق سے جیسا باز رکہتی تہین عورتین یوسف عم کو حکم کرو ابوبکر رضہ کو کہ نماز پڑہا دین جب کھڑے ہوے نماز پڑہانے کو ابوبکر رضہ تو کسیقدر آنحضرت صلعم کو آرام معلوم ہوا پس پا دو آدمیونکے

دوسے آپ تشریف لائے مسجد مین ایسی حالت سے کہ پاہای مبارک زمین پر خط کھینچتے آئے
تھے یہان تک کہ پہونچے مسجد شریف مین جب حضرت صدیق رض کو آپکا تشریف لانا معلوم
ہوا تو ارادہ پیچھے ہٹنے کا کیا مگر اشارہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ اپنے حال پر رہو پس بیٹھے
آنحضرت صلعم بائین طرف حضرت صدیق رض کے اور حضرت صدیق رض کھڑے تھے اقتدا
کے حضرت صدیق نے آنحضرت صلعم کی اور اقتدا کی جملہ مقتدیون نے حضرت صدیق کی
اور بعض روایت مین آیا ہے کہ ابو بکر رض امام تھے اور حضرت صلعم مقتدی اور ایک روایت
مین ہے کہ اذان کہی بلال رض نے اور در دولت نبوی صلعم پر کھڑے ہوکر کہا السلام
علیک یا رسول اللہ رحمت کرے تم پر اللہ تعالے پس فرمایا آنحضرت صلعم نے کہدو اے
بلال ابو بکر رض کو کہ نماز پڑہا دین لوگون کو پس باہر آئے بلال رض پیٹتے اور فریاد کرتے فریاد ہی
فریاد کہ قطع ہوگئی ہماری امید اور ٹوٹ گئے ہماری پشت کاش کہ ہماری مان سنے
ہمکو جنا نہوتا اور جنا تھا تو مین جاتا اسوقت کے پہلے دیکھنے سے کہ نہ دیکھتا مین پیغمبر خدا صلعم کا
یہ حال پس آئے بلال رض مسجد مین اور کہا ابو بکر رض کو کہ رسول خدا صلعم حکم فرماتے ہین
کہ پیش امامی کرکے لوگون کو نماز پڑھاو جب دیکھا ابو بکر رض نے خالی ہونا مسجد کا رسول
خدا صلعم سے اور تھے ابو بکر رض نہایت رقیق القلب تاب نہ لا سکے بیہوش ہوکر منہ کے
بل گرے جملہ صحابہ موجود مین مسجد شریف سے ایکبارگی گریہ و فریاد کی آنحضرت صلعم شور
گریہ و بکا سے ہوش مین آگئے پوچھا کہ یہ کیا غل ہے عرض کیا یا رسول اللہ لوگون نے
آپکو مسجد مین نہین دیکھا اس سبب سے فریاد و زاری کر رہے ہین یہ حال مسلمانون کا
دیکھکر حضرت علی و عباس رض پر تکیہ کرکے مسجد مین آپ تشریف لائے اور پند و وعظ
و داعی فرمایا پوشیدہ نرہے کہ تحقیق فرمانا آنحضرت کا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امامت کیواسطے
اور مبالغہ فرمانا اوس مین تاکید یہ ایک دلیل واضح اور روشن ہے اہل سنت و جماعت
کیواسطے اوپر تقدیم حضرت صدیق کے خلافت پر کہ باوجود صحابہ قریش و حضور علی مرتضے

رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو مقدم فرمایا
اسیوجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے قَدَّمَكَ
رَسُولُ اللّٰهِ فَمَنِ الَّذِیْ یُؤَخِّرُكَ یعنے مقدم کیا تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
پس کون ہے ایسا کہ موخر کرے تمکو۔ اور اسدالغابہ مین حسن بصری رضی اللہ عنہ
نے علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہو کہ کہا تقدیم کی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی کہ ادا کی اونہون نے بہ پیش امامی خود نماز لوگون کے
ساتھہ حالانکہ مین حاضر تہا نہ غائب صحیح تہا نہ مریض اگر چاہتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تقدیم فرماتے میرے پس راضی ہین ہم واسطے دنیا اپنی کے اوس شخص سے کہ راضی ہو
خدا اور رسول اوس سے دین کے واسطے اور نام رکہنا خلافت کا ساتھہ دنیا کے باعتبار
ظاہر کے ہے اور شامل ہو امور دین اور دنیا کو اور نماز صرف دین ہو اور ایک مرتبہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانب مسجد قبا کے واسطے اصلاح اور رفع نزاع بنی عمرو کے
تشریف لیگئے جب وقت نماز کا آیا بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے
کہا کہ کیا کہتے ہو وقت نماز کا آگیا اذان کہون شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہی تشریف
لاوین اور پونہچ جاوین چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری مین تاخیر
ہوئی کُجملہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اوپر پیش امامی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے اتفاق
کیا جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہڑے ہوئے نماز کو ناگاہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ پیچہے ہٹ آوین اپنی جگہہ سے تاکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم امام ہون مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ بجاے خود
رہو پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچہے نماز پڑہی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے
اس جگہہ سے بہی معلوم ہوا کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ متعین اور متقدم تھے عام صحابہ
رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین پر کذا فی مدارج النبوۃ تاریخ الخلفاء مین ابو سعید خدری سے

روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بڑا احسان کرنیوالا مجھپر اور ہردم
کی رفاقت کرنے والا اور خرچ کرنیوالا مال کا البتہ رسول کے کام مین ابوبکر رض ہے۔
سب کے دروازے مسجد نبوی سے بند کردو مگر دروازہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کھلا رہنے دو
اور اگر مین سوا اپنے رب کے کسیکو اپنا خلیل بناتا تو بناتا مین ابوبکر کو ولیکن وہ بھائی
میرا اسلام کا ہی یہ حدیث بخاری اور مسلم دونون مین ہی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض مین مجھکو کہ بولا اپنے
باپ اور بھائی کو کہ لکھون مین کتاب کہ مجھکو خوف ہی کہ کوئی آرزو کرے اور کوئی کہے کہ
مین ہون اور نہین ہوگا وہ کہ انکار کرتا ہی اللہ جلشانہ اور سب مومن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے
سوا غیر کو یہ روایت مسلم کی ہے یعنے ظن غالب یہ ہی کہ چاہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لکھدون پھر فرمایا اللہ تعالی اور سب مومنین ابوبکر رض
کے سوا کسیکو خلافت نہ دینگے۔ جبیر ابن مطعم سے روایت ہی کہ آئی ایک عورت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کلام کیا اوسنے کچہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
پھر آئیو وہ بولی کہ اگر آؤن مین اور نہ پاؤن آپ کو یعنے زندہ۔ فرمایا آئیو ابوبکر رض
کے پاس یہ حدیث بخاری اور مسلم کی ہے۔ یہ سب دلائل روشن ہین واسطے اہل سنت
وجماعت کے اوپر خلافت حضرت ابوبکر رض کے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے باوجودیکہ سب صحابہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی موجود اور تندرست تھے مگر حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانیکا حکم دیا اور باوجود منع کے بھی نہ مانا تو اب کیا
اونکی خلافت مین شک رہا اسیواسطے کہا کرتے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہ حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ کو مقدم کیا تمکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر کون ہے کہ موخر کرے
تمکو۔ حضرت حسن بصری رض سے روایت ہی کہ فرماتے تھے حضرت علی رض کہ مقدم کیا ابوبکر رض
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مین اور امام بنایا اونکو دین مین اوسوقت مین

حاضر تہا نہ غایب تندرست تہا نہ مریض اگر چاہتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو مجھے امام بناتے لیکن نہ بنایا مجھکو مین راضی ہون جسمین خدا اور رسول راضی ہے - اور دارقطنی اور حاکم اور ابن عساکر نے روایت کی ہی کہ کہا حضرت علی رض نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سوال کیا مینے اللہ تعالی سے کہ مقدم کرون مین تمکو اوپر تین کے پس انکار کیا اللہ تعالی نے اور حکم فرمایا ابوبکر رض کے مقدم کرنے کا - فرمائیے اب تقدیم خلافت حضرت ابوبکر صدیق رض مین کونسا شبہ رہگیا - یہان سے معلوم ہوا کہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق رض کی بموجب حکم خدا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ تعین اور مقدم کردی اور یہی وجہ ہے جو حضرت علی رض اونکی خلافت سے راضی رہی حاکم نے روایت کی اور ذہبی نے اوسکو صحیح کیا کہ آئے ابوسفیان طرف حضرت علی رض کے اور کہا کہ اگر کہیے تو بہر دون زمین کو گہوڑون اور آدمیون سے فرمایا حضرت علی رض نے اے ابوسفیان تو ہمیشہ عداوت اسلام مین رہا ہمنے پایا ابوبکر صدیق رض کو اہل خلافت کا اب اس مقام پر اون احادیث کا لکہنا بہی بہت ضروریات سے ہے جنکو حضرات شیعہ بڑے شد و مد سے خلافت بلا فصل حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اثبات کے لیے پیش کرتے ہین حالانکہ یہ اونکا محض وہم وخیال ہی پہلی حدیث غدیر خم ہی جسکو حضرات شیعہ نہایت زور وشور سے حضرت علی رض کی خلافت بلا فصل کے ثبوت مین بیان کرتے ہین

بیان غدیر خم

واضح ہو کہ منزل غدیر خم نواحی جحفہ سے ہی جو درمیان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے واقع ہی بعد فراغ حجۃ الوداع کے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے طرف مدینہ منورہ کے تشریف فرما ہوئے تو راہ مین اس منزل مین قیام فرمایا (اس حج کو حجۃ الوداع اس وجہ سے کہتے ہین کہ یہ حج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اخیری ہوا اور آپنے اسمین جو نصایح وپند فرمائے اوسمین اپنے انتقال کی بہی اس عالم سے خبر دی)

بہرحال جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منزل مین نزول فرمایا تو اپنے یارون
کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اَوْلیٰ بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ
یعنے کیا نہین جانتے تم لوگ کہ مین محبوب تر اور بڑھ کر مددگار ہون مومنین کا اون کے
نفوس ذاتیہ سے جیسا کہ اللہ جلشانہ قرآن مین فرماتا ہے اَلنَّبِیُّ اَوْلیٰ بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ
اَنْفُسِهِمْ یعنی نبی محبوب تر ہی مومنون کا اون کے نفسون سے۔ یعنی نبی جو مومنین کو کسی
امر و نہی کا حکم دیتا ہی وہ سراسر مومنین کے حق مین دین و دنیا کے واسطے نیک اور بہتر
ہوتا ہے اور دنیا و آخرت مین اوس حکم کی تسلیم سے خیریت اور نجات ہے بخلاف اونکے
نفسون کے کہ وہ اکثر انکو شر و فساد کی طرف متوجہ کیا کرتے ہین اوسکے جواب مین جملہ یاران
واصحاب نے عرض کیا کہ ہان سچ ہے یا رسول اللہ بے شک آپ نزدیک تر اور محبوب تر
مومنین کے ہین اون کے نفسون سے اور ایک روایت مین ہی کہ گویا مجھکو اوس عالم بالا
مین بلایا ہے اور مینے قبول کیا پس تمکو معلوم ہو کہ مین تمہارے درمیان دو چیزین عظیم
چھوڑتا ہون کہ اون مین ایک دوسرے سے بزرگ تر ہے یعنے قرآن اور میرے اہل بیت
دیکھو اور احتیاط کرو کہ بعد میرے اونکے ساتھ کسطرح سلوک کروگے اور یہ دونون چیزین
آپسمین جدا نہونگی یہان تک کہ میرے پاس پونہچین حوض کوثر پر۔ اوسکے بعد فرمایا
کہ خدا میرا مولا ہے اور مین مولا جمیع مومنین کا ہون اوسکے بعد حضرت علی رض کا ہاتھ
پکڑکر فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ یعنے جسکا مین مولا ہون پس علی اوسکا مولا ہے
اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ اے میرے اللہ دوست رکھ
اوسکو جو دوست رکھے علی علیہ السلام کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے
علی علیہ السلام کو اور ایک روایت مین اسقدر اور زیادہ آیا ہے وَانْصُرْ
مَنْ نَصَرَهُ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ وَدُرِ الْحَقَّ حَيْثُ دَارَ اى خدا
مدد کر اوسکی جو مدد کرے علی علیہ السلام کی اور نیچا دکھا اوسکو جو نیچا دکھاے

علی کو اور پہیرے حق کو اودہر جسطرف علی ہو۔ اور ایک روایت مین آیا ہی کہ بعد اس قضیہ
کے حضرت عمر رض حضرت علی رض سے ملاقی ہوئے اور فرمایا کہ خوش ہو اے ابن ابی طالب
کہ صبح کی تمنے اور شام کی تمنے اس حال مین کہ ہو گئے مولا ہر مومن مرد اور عورت کے
اس حدیث کو احمد نے برا بن عازب اور زید بن ارقم سے روایت کی ہی کذا فی المشکات
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اعلی درجے کی فضیلت اور بزرگی خاص حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کی ثابت ہی اور مؤمنین اور مؤمنات کو حرص اور رغبت دلائی گئی ہے محبت حضرت علی رض پر
اور اونکو احتیاط اور پرہیز بتایا گیا ہے بغض و عداوت حضرت علی رض سے جیسا کہ دوسری
حدیث مین آیا ہی کہ دوست نہین رکہتا حضرت علی رض کو مگر مومن اور دشمن نہین رکہتا
حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مگر منافق آمامیہ کہتے ہین کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالی
کے حکم کی دوبار مخالفت کی غدیر خم مین دوبار وحی آئی کہ علی کو خلیفہ کرو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اوس وحی کو بخوف اپنے اصحاب کے روکیا اور استعفا دیا تیسری مرتبہ جب
سخت عتاب آیا اوسوقت قبول کیا اور شیخ اور اون کے مجتہد مسمی محمد بن نعمان نے
روضہ وغیرہ مین روایت کی ہی کہ حق تعالی نے جبرئیل ع کو طرف پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے
بہیجا وقت فراغت حجۃ الوداع اور متوجہ ہونے طرف مدینے کے راہ مین پس جبرئیل ع
نے کہا اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمکو اللہ سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ علی رض کو قایم
کرو امامت پر پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اے میرے بہائی جبرئیل حق تعالی جانتا ہی
بغض میرے اصحاب کا جو علی کے ساتھ ہے اور مین اپنے اصحاب سے ڈرتا ہون کہ وہ لوگ
میرے ضرر رسانی پر متفق ہو جاوینگے پس میری طرف سے پروردگار کی جناب استعفا
داخل کرو پس جبرئیل ع پروردگار کے پاس واپس گئے اور جواب آپکا عرض کیا پس
پہر بہیجا حق تعالی نے جبرئیل ع کو اور کہا جیسا کہ پہلے کہا تہا پہر معافی چاہی پیغمبر صلے اللہ
علیہ وسلم نے تعمیل حکم سے جیسے کہ پہلے معافی چاہی تہی پہر جبرئیل ع خدا کے پاس گئے

او نکرہ جواب عرض کیا پس حق تعالی نے جبرئیل ؑ کو سخت عتاب کے ساتھ تیسری بار بھیجا اور یہ آیت نازل فرمائی یا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ (فی علی) وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ یعنے اے رسول پونہچا دے اوس چیز کو جو اوتاری گئی طرف تیرے رب سے علی کے حق مین اور اگر نکرے گا ایسا پس نہین پونہچایا تو نے اپنی رسالت کو اور اللہ تجھکو بچاوے گا آدمیون سے پس جب حضرت جبرئیل تیسری مرتبہ یہ آیت لیکر نازل ہوئے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حق تعالی ضامن ہوا نگاہ رکھنے کا اس جماعت سے پس تبلیغ کرینگے ہم پس جمع کیا پالانہاے شتران کو اور بعض کو بعض پر رکھکر منبر بنایا اوس موضع مین جسے غدیر خم کہتے ہین اور وہ درمیان مکہ و مدینہ کے ہے اور اوس منبر پر بیٹھکر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو علی امیرالمؤمنین اور خلیفہ رب العالمین ہے نہین پونہچتا کسیکو کہ ہو خلیفہ بعد میرے سوائے علی کے مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ اور علی بن جعفر نے محمد باقر سے مانند اسکے روایت کی ہے اور کلینی نے کافی مین بعض اوس سے روایت کی ہے۔ اور کتاب مجمع البحرین فی ادلۃ الفریقین مطبوعہ عظیم آباد ۱۲۹۲ہجری مصنفہ حکیم سید احمد حسین کے صفحہ ۸۴ مین لکھا ہے کہ درکشف الغمہ مسطورست کہ حضرت شفیع الامۃ بعد از وصول بغدیر خم ازان موضع کہ بسبب فقدان آب وعلف قابلیت نزول نداشت فرود آمد واہل اسلام لوازم متابعت بتقدیم رسانید ند وسبب نزول دران منزل آن بود کہ قبل ازان حضرت مقدس نبوی کہ بموجب وحی سماوی ماموں شدہ بود کہ جناب ولایت مآب مرتضوی را بخلافت خویش نصب فرمایند وآنحضرت اظہار این صورت بجہت دریافت بعضے مہام در تاخیر انداختہ بود۔ اگرچہ مصنف مجمع البحرین یا کشف الغمہ نے اصل بات کو کسی مصلحت سے چھپایا ہے پھر بھی تاخیر تعمیل حکم آلہی کو تسلیم کیا ہے لیکن اسی مضمون کو محمد بن نعمان نے

درجہ تاخیر مین بیان کیا ہی چنانچہ ابہی مذکور ہو چکا عاقل کو اشارہ کافی ہے۔ پس اس مقام پر حضرات ناظرین کو بغور ملاحظہ فرمانا چاہیے کہ ان روایات مین حضرات مومنین پاک نے کیسے کچھ شنائع اور قبایح آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب کئی ہین جنکی مدح اللہ جلشانہ یون فرماتا ہے قولہ تعالی یُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللّٰہِ وَیَخْشَوْنَهُ وَلَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ یعنے ہمارے پیغمبر ایسی ہین کہ اللہ پاک کی احکام کی تبلیغ کرتے ہین اور اللہ ہی سے ڈرتے ہین اور کسی سے نہین ڈرتے۔ پس اہل تشیع نسبت حضرت سرور پیغمبران محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یون کہتے ہین کہ آپنے بخوف اپنے اصحاب کے اس حکم کے تبلیغ و تعمیل نہین کی اور دو مرتبہ وحی کو رد کیا کسقدر مقام استعجاب ہے کہ ابتدا اسلام مین باوجود تنہائی اور نہ ہونے کسی یار و مددگار و مونس و غمخوار کے اور غلبہ اور ایذا رسانی کفار کے ترک تبلیغ نفرمائی اور جبکہ دین کامل ہوا اور نعمت الہی تمام ہوی و آیۃ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ نازل ہوی اور مخلوق دین اسلام مین فوج در فوج داخل ہوی اور اسد اللہ الغالب من کل غالب اور تمام اہل بیت مع اپنے طرفداروں کے مددگار حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے موجود اوس پر بہی بسبب خوف چند آدمیون کے حکم الہی کی تعمیل نکی اور دو تین بار حکم خدا کو واپس کیا اور خدا کے غضب سے نڈرسے ہٰذَا بُہْتَانٌ عَظِیْمٌ مگر یہ حضرات شیعہ ہی کا دل اور گردہ ہے کہ ایسی نامردی ایسی اولو العزم نبی کے نسبت تجویز کرتے ہین۔ حق تعالی تو حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مخاطب کرکے یہ فرمائے۔ کُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا۔ یعنے ہمارا احسان تو یاد کرو کہ تم پہلے ایک دوسرے کے دشمن تھے اور اب خدا کے فضل سے ہو گئی بہائی بہائی دوسری جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمائے لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّا اَلَّفْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ یعنے اگر تم ساری دنیا کا مال خرچ کرتے تب بہی آپسمین محبت و الفت نہ پیدا کر سکتے مگر خدا تعالی نے اپنے فضل سے ایسی آپس مین الفت پیدا کر دی۔ ایک جگہہ اللہ تعالے فرماتا ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ - یعنے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے ساتھ والے کافرون سے بسختی پیش آتے ہین مداہنت اور نامردی
نہین کرتے اور آپسمین نرمی برتتے ہین پھر آگے اونکی صفت مین فرماتا ہے يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا
مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی اللہ کے مرضی کی تلاش و جستجو مین رہتے ہین
اور حضرات شیعہ یہ فرماتے ہین کہ علی رضی اللہ عنہ اور تمام اہل بیت سے صحابہ دشمنی رکھتے تھے آپسمین
محبت والفت نہ تھی دلون مین عداوت تھی کافرون پر سختی نکرتے تھے بلکہ مسلمانان اہل بیت
پر سختی کرتے تھے خدای تعالی کی مرضی کے خلاف جو دلمین آتا تھا کیا کرتے تھے اوسکی مرضی کی کچھ
پروا نکرتے تھے اہل انصاف غور فرمائین کہ یہ خیال حضرات شیعہ کا صحابہ کے حق مین کسقدر غلط
ہے اور کیظلم کیا تعصب ہے علامہ ابن مطہر حلی جو حضرات شیعہ کے نزدیک محقق و مستند سمجھی جاتے
ہین وہ فرماتے ہین - اَلْجَبَانُ لَايَسْتَحِقُّ الْاِمَامَۃَ یعنے بزدل آدمی لایق امامت کے نہین ہوتا
اور جب بزدل لایق امامت کے جو ادنی درجہ نبوت سے ہے نہین ہوتا تو وہ لایق نبوت کے
جو اعلی درجہ کا کمال ہے کیونکر ہوگا اس صورت مین بقول علما حضرات شیعہ انحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم لایق نبوت کے نہین ٹھہرینگے نعوذ باللہ من ہذہ العقیدۃ الفاسدۃ - اہل انصاف
غور فرمائین کہ آن سرور کائنات اور شیر خدا اور جمیع اہل بیت کو نامرد و بزدل بتلانا اور احکام
خداوندی کا بخوف آدمیون کے چھپانا اور اہل بیت کا بزعم شیعہ تمام عمر نماز و روزہ و حج و
زکوۃ و جہاد خلاف حکم خدا اور رسول کے کرتے رہنا اور اوس پر خلفا کی تعریفین بر سر منبر بآواز
پکار کر کرنی جیسا کہ کتاب نہج البلاغت سے معلوم ہوتا ہے حالانکہ خود صاحب لشکر و صاحب حکومت
تھے اور خلفا انتقال فرما چکے تھے اور اس بزدلی و غلط بیانی پر اونکو مستحق ثواب سمجھنا یہ عقیدہ
اچھا ہے یا یہ عقیدہ اچھا ہے جو اہل سنت رکھتے ہین کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمیل حکم
الہی مین کبھی کسیکی پروا نہین کی مدتون اہل مکہ و طائف وغیرہ سے تکلیفین اوٹھائین یہان
تک کہ وہ لوگ جان کے دشمن ہوگئی قتل و قمع پر مشورہ کرنے لگے بلکہ آمادہ ہوگئی اوسوقت

زبان کا کام باقی نرہا حجت تمام ہوگئی موقع ہاتہہ آیا اونکا آیا موافق حکم الٰہی لشکر کی تیاری اور مددگارون کی تلاش مین عزیز واقارب سے مونہہ موڑ وطن چھوڑ ہزار دشواری مدینہ طیبہ مین پہونچے اور اپنے مددگار تلاش کرکے ایک ایسا لشکر بہادرون کا تیار کیا جس نے بدر مین کفر وتبائی گردن توڑی ابوجہل اور اوسکے لشکریون پر فتح نمایان حاصل کی اور بالآخر مکہ معظمہ کو فتح کرلے اسلام کا سکہ وخطبہ جاری کیا سچ ہے ؎ ہر کہ شمشیر زند خطبہ بنامش خوانند ✤ اسیطرح اہل سنت شیر خدا اور حسنین رضی اللہ عنہم کے نسبت عقیدہ رکھتے ہین کہ وہ کبہی کسی سے نہین ڈرے ظاہر وباطن اونکا ایک سا تہا نامرد بزدل نتھے بے غیرت بے شرم نہ تھے ہمیشہ حضرات خلفاء ثلاثہ کی دربار مین بطور وزارت کام کرتے رہے کبہی اونہون نے تقیہ نہین کیا جو نماز خلفا کے پیچھے پڑہتے تھے وہ نماز ریا کی نہ تہی اگر بزعم شیعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بے بس تھے تو جیسے بہت سے صحابہ ملک حبش مین نجاشی کی سلطنت مین چلے گئے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ بہی چلے گئے ہوتے کیا مدینہ مین آپکی جاگیر تہی کہ اوسکو چہوڑنا دشوار معلوم ہوا کیا دنیاداروں کی ایسی محبت تہی کہ وطن کو نچہوڑ سکے ایمان چہوڑ دیا نعوذ باللہ ننگ وناموس مین دہبہ لگا یا کچہہ غیرت نہ آئی یہ شیعون کے ہی دل وگردے ہین کہ ایسے عیب اہل بیت پر لگاتے ہین اور پہر مستحق جنت کے اپنے آپکو سمجہتے ہین الحق دوستی بے خرد خود دشمنی ست حضرات شیعہ حدیث غدیر خم کو بڑے طمطراق سے اپنی کتب مین مذکور کرتے ہین اور اوسکو نص قطعی خلافت بلافصل حضرت علی کرم اللہ وجہہ مین جانتے ہین اور کہتے ہین کہ اس حدیث مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ مین مولی بمعنے اولی بالتصرف ہے اور اولی بالتصرف ہونا عین امامت ہی ہم اہل سنت وجماعت اسکا جواب یون دیتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ خطبہ فرمایا اوسکا سبب مورخین اور اہل سیر بالاتفاق یون بیان کرتے ہین کہ بحکم آنحضرت ایک جماعت صحابہ رضوان اللہ عنہم کی ہمراہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ملک یمین جانے کو متعین کی گئی مثل بریدہ اسلمی رض اور خالد رض ابن ولید وغیرہ کے پس یہ جماعت ہمراہ حضرت علی رض

ملک یمن گئے وقت واپسی کے اوس سفر سے جماعت مذکور نے شکایت کسی وجہ سے موافق اپنے
زعم کے کہ در حقیقت وہ زعم صحیح نہ تہا حضرت امیرؑ کی حضور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم مین کی
پس یہ شکایت بیجا حضرت امیر رض کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار معلوم ہوئی پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خیال فرمایا کہ اگر دو ایک آدمی کو جو اس شکایت سے
منع کرونگا تو محمول علاقہ قرابت پر کرینگے اسواسطے یہ خطبہ عام فرمایا اَلَسْتُ اَوْلیٰ بِکُمْ
مِنْ اَنْفُسِکُمْ قَالُوْا بَلیٰ یعنے کیا نہین ہون مین دوست تر نفسون تمہارے سے کہا
اونہون نے کیون نہین قَالَ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ
وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ یعنے فرمایا جو شخص کہ ہون مین دوست اوسکا پس علی ہے
دوست اوسکا اے اللہ دوست رکہ اوسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکہ اوسکو
جو دشمن رکھے علی کو پس سبب اس خطبے کے فرمانیکا صریح دلالت اس بات پر کرتا ہی کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت امیرؑ سے لوگون کو دوستی و محبت رکھوانا منظور نظر
تہا لہذا ایسی رغبت و تحریص مین یہ خطبہ فرمایا۔ اور سخت تعجب تو یہ ہی کہ مخالفین اس
حدیث کو کتب اہل سنت و جماعت سے ثابت کرتے ہین مگر معنے اوسکے اپنی طبع زاد دل سے
گڑہتے ہین۔ مخالفین نے مولی کے معنے اولی بتصرف بیان کیے ہین حالانکہ یہ معنے
کسی لغت سے ثابت نہین اسواسطے کہ لغت مین لفظ مولی کا یا اسم مفعول ہے باب
ولی یلی سے بمعنے محبوب کے یا مصدر میمی ہے بمعنے اسم فاعل اور اسم مفعول کے مستعمل ہے
لغت مین اس لفظ کے معنے آزاد کنندہ اور غلام آزاد کردہ شدہ اور غلام اور یاری و بندہ
اور خداوند اور مہتر اور ہمسایہ اور یار کے ہین اور یہ اسم مفعول کا صیغہ اس طرح ہے کہ
اصل مین مولی مولوی تہا مفعول کے وزن پر چونکہ واو اور یا ایک کلمے مین جمع ہوئے
اور اول ساکن بموجب قاعدۂ مقررہ واو یا کے ساتھ بدل کیا اور یا کو یا مین ادغام
کیا اور ضمہ لام کو کسرہ سے بدل کیا واسطے مناسبت کے بعد اوسکے یاے اول کو واسطے

تخفیف کے حذف کیا اور کسرہ فتح سے بدل گیا پس یاء متحرک ماقبل اسکے مفتوح پاکر یا
کو الف سے بدل کیا مولوی سے مولیٰ ہوگیا۔ مگر کتابت مین یا کے ساتھ لکھتے ہین
چنانچہ اکثر نحویون نے بہی تقریر لفظ معنی مین بیان کی ہے بعض ناواقفین مخالفین
نے لکھا ہی کہ مولی کے معنے اولی متصرف ہین بسبب ماقبل حدیث کے اتنا نہین جانتے
کہ بضرورت قرینے کے معنے لغت کے اپنی طرف سے ایجاد نہین کیے جاتے ہین بلکہ کوئی معنے
مناسب معنون لغویہ سے موافق قرینے کے پائی جاوین مثلاً لفظ مولیٰ کا کہ بہت سے
معنون مین مشترک ہے اس صورت مین اس جگہہ قرینہ ملحوظ ہوگا پس قرینہ یہ ہے کہ
حدیث مابعد یعنے اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ صریحی دال ہے اس پر کہ
معنے مولی کے محبت کے ہون کیونکہ مابعد حدیث مین آپنے فرمایا ہے۔ خدایا دوست رکھ تو
اوسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے علی کو۔ پس نادان سے
نادان بہی سمجھ سکتا ہے کہ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوستی و دشمنی کا ذکر فرمایا
تو یہ صریحی دلالت کرتا ہے کہ مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قبول کرانا دوستی
حضرت امیرؑ کا اور بچانا دشمنی حضرت امیرؑ سے ہے نہ بحث تصرف اور عدم تصرف
سے پس ثابت ہوا کہ معنے مولی کے محبوب کے ہی تھے اور اس جگہہ قرینہ بہی یہی چاہتا ہے
پس بسبب قیام قرینہ یہی معنے مناسب جانے گئے۔ دوسرے معنے مولی کے کہ غلام او ہمسایہ
وغیرہ کے تھے اون سب کو اس جگہہ ترک کرو۔ حاصل کلام یہ کہ تخطیۂ تمسک مخالفین ظاہر و
باہر ہے کہ اگر معنے مولی کے اولی ہوتے تو لازم آتا کہ بجاے فلان اولی منک کے مولی منک
کہہ سکتے اور یہہ بالاجماع باطل یقینی ہے۔ پس ثابت ہوگیا کہ معنے مولی کے اسجگہ محبت
کے ہین نہ غیر پس ثابت ہوگیا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو یہہ منظور تہا کہ اس کلام سے
بے تکلف مفہوم ہوجاوے کہ محبت علی رضؓ کی مثل محبت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر مومن
و مومنہ پر فرض ہے اور اوسیطرح دشمنی علی رضؓ کی مثل دشمنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے

ہر ایک اہل ایمان اور مسلمان پر حرام ہے پس الحمد للہ کہ یہی مذہب اہل سنت وجماعت
کا ہے اور مطابق اسی مذہب اہل سنت وجماعت کے ہی عقیدہ اہل بیت نبوی علیہ السلام
کا ہے چنانچہ ابو نعیم نے امام زادے حضرت حسن مثنیٰ بن امام حسن رضہ سے روایت کی ہے
کہ پوچھا کہ حدیث مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ حضرت علی رضہ کی خلافت پر نص ہے
فرمایا کہ اگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ اس حدیث کے خلافت کا ارادہ فرماتے تو
ضرور مسلمانون کی فہم کے واسطے وضاحت اور تصریح کے ساتھ فرماتے جیساکہ نماز حج و
زکوۃ و روزہ وغیرہ اونی ادنی واجبات کو بلکہ سنن تو کیا آداب قیام وقعود اور
اکل وشرب کو نہایت توضیح سے صاف طور پر کہ بخوبی سمجھہ مین آجاوے ارشاد فرمایا ہی
کہ جو معانی وہان مقصود الفاظ سے ہین وہ اچھی طرح ہر ایک حاضر و غائب کی فہم مین
بے تکلف آجاتے ہین اس حدیث مین بھی ایسے ہی ارشاد فرماتے کہ معنے مقصود اوسکے
ہر ایک حاضر اور غائب کی فہم مین بے تکلف آجاتے مثلاً اسطرح فرماتے کہ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ
عَلِیًّا وَالِیَ اَمْرِکُمْ مِنْ بَعْدِیْ وَالْقَائِمُ عَلَیْکُمْ بِاَمْرِیْ فَاسْمَعُوْا لَہٗ وَاَطِیْعُوْا انتھی
یعنے اے لوگو مقرر علی کارگزار تمہارے کام کا ہے بعد میرے اور حاکم ہے تم پر میرے حکم سے
پس سنو اوسکی بات اور اطاعت کرو گویہ حدیث اہل سنت کی کتاب مین ہی اور پھر اسکی
راوی وہ حضرت حسن مثنیٰ ہین جنکو شیعہ برا بھلا کہتے ہین مگر چونکہ استدلال موافق مقتضائے
عقل کے ہے اسلیے کسی شیعہ کو اگر وہ علم و عقل و انصاف رکھتا ہو انکار کی مجال نہیں اور
اسی مضمون کی تائید یہ دو حکایت کرتی ہین **حکایت اول** یہ ہی کہ ایک روز احول نے
امام زادہ حضرت زید شہید سے کہا کہ حدیث مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ دلیل صریح اوپر خلافت
بلا فصل حضرت علی رضہ کے ہے حضرت زید شہید نے فرمایا کہ اے احول بقول تیرے اگر
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضہ کو امام کر دیا تو اس صورت مین یہ ثابت ہوا
کہ زمانہ واحد مین دو ولایتین مجتمع ہوئین جمیع اوقات مین جمیع وجہون سے اور

ظاہر ہے کہ شرکت علی رضی اللہ عنہ کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تصرف میں بیچ حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ممتنع تھی پس اے احول تجھکو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس حدیث سے مراد وجوب محبت علی رضی اللہ عنہ کا ہے کیونکہ دو محبت کے مجتمع ہونے مین کوئی قباحت نہین ہے اور دو تصرف کا اجتماع زمان واحد مین ممتنع ہے اور اس مین بہت قباحتین ہین حکایت دوسری یہ ہے کہ ایک لڑکا کسی مسلمان کا ملا عبد اللہ مشہدی سے پڑہتا تہا ایکدن ملا صاحب مذکور نے اوس لڑکے سے کہا کہ حدیث مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ سے حضرت امیر علیہ السلام کی امامت بلا فصل ثابت ہے طفل مذکور نے ملا صاحب سے پوچھا کہ لفظ مولی کے کیا معنے ہین ملا صاحب نے فرمایا کہ اولی بالتصرف پیر اوس لڑکے نے پوچھا کہ اولی بتصرف سے کیا مراد ہے ملا نے کہا کہ امامت اوس لڑکے نے کہا کہ امامت کسکو کہتے ہین ملا صاحب نے فرمایا کہ نائب پیغمبر کو جو بعد وفات پیغمبر کے اوسکا قائم مقام ہو اوس لڑکے نے کہا کہ ملا صاحب تمہاری تقریر سے ثابت ہوا کہ پیغمبر بہی نائب پیغمبر ہین اور یہ بالاجماع باطل ہے کیونکہ من کنت مولاہ مین پیغمبر مولی ہوے اور مولی کے معنے تمہارے نزدیک اولی بالتصرف ہین اور اولی بالتصرف سے مراد بقول تمہارے نائب پیغمبر ہے پس پیغمبر نایب پیغمبر ٹہرے یہ باطل ہے ملا صاحب بیچارے لاجواب ہو گئے۔ اور نیز اس حدیث غم غدیر پر خوارج و نواصب یہ اعتراض کرتے ہین کہ یہ حدیث خم غدیر حدیث ذیل سے منسوخ ہے وہ حدیث یہ ہے اِنَّ آلَ اَبِي طَالِبٍ لَيْسُوْا لِيْ بِاَوْلِيَاءَ وَاِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ یعنے مقرر آل ابیطالب کے نہین ہین واسطے میرے دوست اور سوا اسکے نہین کہ دوست میرا اللہ ہے اور نیک مسلمان۔ یہ تقریر خوارج کی ہے جو نقل کی گئی اسکا جواب اہل سنت کی طرف سے یہ ہے کہ یہ حدیث کسی کتاب مین اہل سنت وجماعت کے کہین موجود نہین اور روایت خوارج و نواصب کی اہل سنت وجماعت پر حجت نہین ہو سکتی دوسرے حدیث جسکو شیعہ درباب خلافت حضرت علی کے نص قطعی کہتے ہین یہ حدیث ہے جو بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر

کو غزوۂ تبوک مین اپنے اہل بیت پر خلیفہ کیا اور خود طرف عروس کے متوجہ ہوی حضرت امیر رضہ
نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تُخَلِّفُنِيْ فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ یعنے
کیا پیچھے چھوڑے جاتے ہین آپ مجھے عورتون اور لڑکون مین۔ درجواب اسکے حضرت پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ
بَعْدِيْ یعنے کیا نہین راضی تو اسپر کہ ہو تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے موسی سے مگر یے شک نہین
ہے کوئی نبی بعد میرے۔ اس مقام پر مخالفین کہتے ہین کہ لفظ منزلت اسم جنس مضاف ہے
ہارون کیطرف کہ وہ علم ہے پس عام ہے جمیع مراتب کو بصحت الاستثناء اور جبکہ مرتبہ نبوۃ کو استثناء
کیا تو باقی تمام مرتبے باقی رہے اور ہارون خلیفہ حضرت موسی علیہ السلام کے تھے کہ اونکی اطاعت
فرض تھی پس یہی مرتبہ حضرت امیر علیہ السلام کو بہی حاصل ہونا چاہیے پس اس سے امامت
حضرت امیر علیہ السلام ثابت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث
کو بمقابلہ خوارج کے پیش کیا تھا حضرت امیر رضہ کی فضیلت اور خلافت پر اپنے وقت مین پس خوارج
نے اسکا جواب یون دیا کہ یہ خلافت خاص واسطے خبرگیری عورتون اور بچون اور مال ومتاع
کے تھی چنانچہ حدیث کے الفاظ صریح اس مضمون کو ادا کر رہے ہین نہ وہ خلافت کبریٰ جو بعد
وفات آن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوسکتی ہے اور یہی خلافت محل تنازع ہے اور اسکا
اشارہ بہی اس حدیث مین نہین کیونکہ یہ خلافت خاص چند دنون کی واسطے تھی جب آنحضرت صلعم
جنگ تبوک سے واپس آگئے تو یہ خلافت حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے تمام ہوگئے اور یہ امر بدیہی
ہے الفاظ حدیث پر غور کیجیے علاوہ ازین اہل تاریخ کے نزدیک باجماع ثابت ہے کہ محمد بن سلمہ
کو مدینہ منورہ کا صوبہ دار اور سباع بن عرفطہ کو کوتوال مدینہ اور ابن ام مکتوم کو امام نماز
مسجد کا کیا تہا پس علی ہذا القیاس یہ خلافت صبیان اور زنان بہی اوسی قبیل سے ہے جو
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سپرد ہوی پس ایسی خلافت کا سپرد ہونا خلافت کبریٰ کی استحقاق
کا باعث نہین ہوسکتا کیونکہ اگر ایسا ہو تو لازم آویگا کہ محمد بن سلمہ اور سباع بن عرفطہ اور ابن

ام مکتوم بھی مستحق خلافت کبریٰ کے ہوں اور یہ باطل ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ خلافت حضرت علی رضہ کی محض امور خانگی مین اہل وعیال کی خبرداری کیواسطے تھی۔ چونکہ ایسی کام انہین اشخاص سے متعلق اور بوجہ احسن سرانجام پاسکتے ہین جو مستورات سے نسبت محرمیت کی رکھتے ہین پس ضرور ہو کہ جو اشخاص اس کام کیواسطے متعلق ہوں وہ اولاد اور داماد یا امثال انکے ہوں لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ محرم تھے اس کام پر تعین فرمایا پس یہ تعین فرمانا دلیل استحقاق خلافت کبریٰ کی نہین ہوسکتی کیونکہ اس حدیث مین کنایہ یہ اشارۃ بھی خلافت کبریٰ کا ذکر نہین حضرت امیر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قایم مقام چند دنون کیواسطے اپنے اہل وعیال کی خبرگیری کے لئے سفر کیا تھا جب واپس تشریف لائے تو قایم مقامی تمام ہوگئی جو مخالفین نے کہا ہے کہ جمیع منازل حضرت ہارون علیہ السلام کے حضرت امیر علیہ السلام مین ثابت ہین یہ بالکل غلط ہے اسلئے کہ منجملہ منازل ایک یہ ہے کہ حضرت ہارون عمر مین حضرت موسی علیہ السلام سے بڑے تھے۔ دوسرے یہ کہ حضرت موسی علیہ السلام سے فصیح تر تھے۔ تیسرے یہ کہ نبوت مین شریک تھے۔ چوتھے یہ کہ حضرت ہارونؑ حضرت موسیؑ کے حقیقی بھائی تھے یہ سب منازل بالاجماع حضرت علی رضہ مین ثابت نہ تھے۔ پس اگر منزلت کو عموم پر حمل کرین تو کلام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مین کذب لازم آویگا عیاذاً باللہ یہ نہین ہوسکتا۔ اور یہ جو کہا ہے کہ منجملہ اون منازل کے صحت امامت ہی بعد الموت یہ بھی غلط ہے علاوہ اسکے حضرت ہارون علیہ السلام خلیفہ بعد الموت حضرت موسی علیہ السلام کے کہاں ہوئی ہین کیونکہ مورخین متفق ہین کہ حضرت ہارون علیہ السلام کی اول وفات ہوئی پس اگر یہ تشبیہ تمام ہو تو کذب لازم آتا ہے وہو ظاہر پس معنی صحیح اس حدیث کی اہل سنت کے نزدیک یہ ہین کہ جیسے حضرت موسی علیہ السلام وقت تشریف لیجانے کوہ طور کے حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا قایم مقام فرما گئے تھے واسطے انجام دینے بعض امور ضروری کے اسیطرح آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غزوہ تبوک مین مدینہ مین چھوڑ گئے تھے

اسواسطے کہ اگر بعد حضرت موسی ع کے حضرت ہارون زندہ رہتے تو بنی مستقل ہوتے تبلیغ احکام مین نہ امام اور یہ مرتبہ نبوت کا کبھی حضرت ہارون علیہ السلام سے زائل نہوتا اور ظاہر ہے کہ نبوت خلافت کے منافی ہے کیونکہ خلافت کیا چیز ہے وہ نیابت ہی نبی کے سب جان سکتے ہین کہ اصالت کو نیابت کے ساتھ مناسبت ہی کیا ہی پس معلوم ہوگیا کہ اسطورکا استدلال حضرت امیر ع کی خلافت پر راست نہین آسکتا۔ قطع نظر ان سب باتون کے اس حدیث مین خلفاء ثلثہ پر کون چیز دلالت کرتی ہے جس سے مدعا اور مطلب شیعہ کا ثابت ہوا انتہا و رجہ یہ ہے کہ استحقاق امامت حضرت امیر ع کا بعض وقت مین اوقات سے ثابت ہوسکتا ہی پس یہ مین مذہب اہل سنت وجماعت کا ہے سوال مستقطی یعنے خارجی کہتے ہین کہ حدیث مذکور الصدر سے عدم استحقاق خلافت کبریٰ علی ع کا ثابت ہے بدلیل اسکے کہ جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے علی رض کو حضرت ہارون کے ساتھ تشبیہ دی ہے پس اس سے لازم آتا ہی کہ علی رض بھی خلیفہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہون بقید حیات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے عدم غیبت کے جیسا کہ خلافت صبیان اور زنان کے علی رض کو نصیب ہوئی اور بعد وفات پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم علی رض خلیفہ نہون بلکہ اور اشخاص خلیفہ ہون جیسا کہ شیخین خلیفہ ہوئے پس اس صورت مین تشبیہ بھی کامل ہوسکتی ہے ورنہ تشبیہ ناقص کلام پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم مین محمل کرنا کمال بی ادبی ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت ہارون بھی بحالت حیات حضرت موسی ع بغیبت حضرت موسی ع خلیفہ ہوئے اور بعد وفات حضرت موسی کے یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا خلیفہ ہوئے ہین اسیطرح بموجب حدیث شریف کے یہ بات حضرت علی رض کو نصیب ہوئی کہ بحالت حیات پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم زنان اور صبیان کی خلافت علی رض کو سپرد ہوئی اور بعد وفات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے شیخین رضی اللہ عنہما خلیفہ ہوئے غرض کہ ثابت ہوا کہ ہونا علی رضی اللہ عنہ کا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے بمنزلہ

ہارون من موسی کی قرابت مین ہے (انتہی کلامہم) **حدیث** تیسری یہ ہے
اِنَّهٗ قَالَ اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ وَهُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ
یعنے فرمایا علی مجھسے اور مین ہون علی سے اور وہ ولی ہی سب مومنون کا بعد میرے
جواب یہ حدیث باطل ہے اس لیے کہ اسکی اسناد مین اجلح ہے اور وہ شیعہ تھا اور
جمہور نے اوسکی تضعیف کی ہے پس حدیث اوسکی لایق حجت کے نہین ہے اور نیز لفظ ولی
ولی کا بہت معنون مین مشترک ہے یعنے یہ لفظ الفاظ مشترک سے ہے کیا ضرور ہی
کہ اولی بالتصرف مراد ہو اور نیز غیر مقید ہے ساتھ وقت کے یعنے کسی وقت اول و
آخر کے قید نہین ہے اور مذہب اہل سنت کا بھی یہی ہے کہ بعد وفات پیغمبر صلے اللہ
علیہ وسلم کے بیچ ایک وقت کے اوقات سے حضرت امیرؑ امام مفترض الطاعۃ تھے
علاوہ ازین اس روایت موضوعہ سے یہ حدیث صحیح تر ہے حق مین حضرت صدیق
اکبر کے کہ فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے اَبُوْبَکْرٍ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ وَاَبُوْبَکْرٍ اَخِیْ فِی
الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اٰخُوْجُبَّالَاشَکِّیْ یعنی ابوبکر مجھسے اور مین ہون ابوبکر سے اور ابوبکر
بھائی میرا ہے دنیا و آخرت مین بیان کیا اسکو اسلمی نے **حدیث** چوتھی روایت
انس بن مالک کی ہے اِنَّهٗ کَانَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَائِرٌ قَدْ طُبِخَ لَهٗ
اَوْ اُهْدِیَ اِلَیْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ ائْتِنِیْ بِاَحَبِّ النَّاسِ اِلَیْکَ یَاْکُلُ مَعِیْ هٰذَا الطَّیْرَ
فَجَاءَ عَلِیٌّ یعنے مقرر تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک چڑیا کہ پکائی گئی
تھی واسطے آپ کے یا ہدیہ مین آئی تھی واسطے آپ کے پس فرمایا حضرتؐ نے ای اللہ

[illegible]

لا تو میرے پاس محبوب تر اپنا لوگون مین سے کہ کہائے میرے ساتھ اس چڑیا کو پہر آئے
علی آپ کے پاس **جواب** اس حدیث کو بہی صاحب تلخیص نے موضوعات سے
لکہا ہی اور جو بالفرض حدیث صحیح بہی ہو جب بہی مفید مطلب مخالفین نہین ہے
اسواسطےکہ حدیث اسپر دلالت کرتا ہے کہ احبّ النّاس الی اللہ کہانا کہانے مین ساتھ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے مراد ہو بلاشک اس صفت مین حضرت امیرؓ احبّ النّاس تھے
طرف نبیؐ کی اسواسطے کہ ہم پیالہ وہم نوالہ ہونا قریب و داماد کا باعث دوچند لذت طعام
ہوتا ہے اور اگر احبّیت مطلق مراد ہو تب بہی مفید مدعا نہین ہے اسواسطےکہ احبّ الخلق
الی اللہ ہونا مستلزم نہین ہے کہ صاحب ریاست عام ہو اسلیے کہ بہت انبیاء عالیقدر کہ
احبّ الخلق الی اللہ تھے ہوئے ہین اور صاحب ریاست عام نہین ہوئی ہین مانند حضرت
زکریا اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کے بلکہ حضرت شمویل کہ انکے زمانے مین طالوت
بنص قرآنی ریاست عام رکہتے تھے قولہ تعالی اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰہُ عَلَیْکُمْ وَزَادَہٗ بَسْطَۃً
فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللّٰہُ یُؤْتِیْ مُلْکَہٗ مَنْ یَّشَآءُ **حدیث** پانچوین روایت جابر
اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا یعنے فرمایا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے مین ہون شہر علم کا اور علی ہے دروازہ اوسکا **جواب**
یہ روایت بے اصل اور موضوع ہے کما قال ابن الجوزی فی موضوعاتہ اِنَّہٗ مُنْکَرٌ
وَلَیْسَ لَہٗ وَجْہٌ صَحِیْحٌ یعنے مقرر وہ حدیث منکر ہے اور نہین واسطے اوسکے کوئی وجہ صحیح
اور ترمذی نے کہا اِنَّہٗ مُنْکَرٌ غَرِیْبٌ یعنے مقرر وہ حدیث منکر غریب ہی (منکر اور
صحیح اور حسن اور مرفوع وغیرہ اصطلاح محدثین مین اقسام حدیث سے ہین)

معہذا یہ روایت مفید مطلب شیعون کے نہین ہے کیونکہ جو کوئی باب علم مدینہ ہوا تو یہ
لازم اور ضرور نہین ہے کہ وہ صاحب ریاست عام سے ہو بلا فصل بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم غایت درجہ یہ کہ منجملہ شرایط امام کے ایک شرط اوسمین متحقق ہوئی اور ایک شرط کے
پائے جانے سے مشروط کا وجود لازم نہین آتا ہے باوصف اسکے کہ ایسی شرطین اور اصحاب
مین بھی حسب روایات اہل سنت وجماعت کے ثابت ہوئی ہون مثل لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ
لَكَانَ عُمَرُ یعنے اگر ہوتا میرے بعد کوئی نبی تو ہرآئنہ ہوتا عمر رض پس مناسب اور انصاف تو یہ
ہے کہ اگر اہل سنت وجماعت کی روایت کا حضرات شیعہ اعتبار کرتے ہین تو ہر جگہ کرنا چاہیئے والا الزام کا قصد نکرنا
چاہیئے وہی جو حضرات شیعہ نے روایت کی ہے حدیث اَنَّهٗ قَالَ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى اٰدَمَ
فِيْ عِلْمِهٖ وَاِلٰى نُوْحٍ فِي الْفَهْمِ وَاِلٰى اِبْرَاهِيْمَ فِيْ حِلْمِهٖ وَاِلٰى مُوْسٰى فِيْ بَطْشِهٖ وَاِلٰى
عِيْسٰى فِيْ عِبَادَتِهٖ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ یعنے جو دیکھا چاہے علم آدم کا اور
تقوی نوح کا اور بردباری ابراہیم کی اور ہیبت موسی کی اور عبادت عیسی کی پس چاہیے
کہ وہ دیکھے طرف علی ابن ابی طالب کے۔ حضرات شیعہ کہتے ہین کہ اس حدیث سے مساوات
حضرت امیر رض کے انبیاء کے ساتھ پائی جاتی ہے اور انبیاء افضل البشر ہین افراد بشر مین
اور یہ قاعدہ مقرر ہے کہ افضل کا مساوی افضل ہے اور افضل کے ہوتے غیر افضل امامت
کے واسطے متعین نہین ہوسکتا پس حضرت امیر رض امام بلا فصل متعین ہوئے **جواب** اسکا
کئی طرح سے ہے اول یہ کہ حدیث مذکور کا اہل سنت وجماعت کے کتب مین کہین پتہ
نہین ہے ابن مطہر حلی کہ شیعہ مذہب کے مجتہد کلان ہین اونہون نے اپنی کتاب مین
لکھا ہے اور مجتہد صاحب موصوف نے کبھی تو اس روایت کو بیہقی اور کبھی بغوی کی
طرف منسوب کیا ہے حالانکہ ان دونون حضرات کی تصنیفات مین کہین حدیث مذکور کا
ذکر نہین ہے سراسر بہتان اور افترابندی کرکے اہل سنت وجماعت پر الزام دینا چاہا ہے
لیکن الحمد للہ کہ یہ افترا اہل سنت وجماعت پر حجت نہین ہوسکتا ہے اہل انصاف کو اس

موقع پر انصاف ضرور ہے انصاف کو کار فرماوین اور تصنیفات بیہقی و بغوی موجود ہین ذرا
تکلیف فرماکر اسکو ملاحظہ فرمائین اور افترا بندی مجتہدین مخالفین کا تماشا کرین اور باقی
افترا بندیون کو بھی اسی پر قیاس فرماوین **جواب** دوسرا یہ ہی کہ افضیلت موجب خلافت
نہین ہے کیونکہ حضرت شمویل افضل تھے طالوت سے لیکن اللہ جلشانہ نے طالوت کو خلیفہ کیا
باوجودیکہ حضرت شمویلؑ موجود تھے چنانچہ قرآن مجید فرقان حمید مین اللہ جلشانہ فرماتا ہے
قوله تعالی اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللّٰهُ يُؤْتِي مُلْكَهٗ
مَنْ يَّشَآءُ **حدیث** ابوذر غفاری سے روایت کرتے ہین کہ مَنْ نَاصَبَ عَلِيًّا فِي
الْخِلَافَةِ فَهُوَ كَافِرٌ یعنے جو دشمن ہوا علی کا خلافت مین وہ کافر ہوا **جواب** اول تو
اس حدیث کا کتب اہل سنت وجماعت مین کہین پتہ اور نشان بھی نہین البتہ ابن مطہر حلی
نے کہ وہ نقل احادیث مین بڑے دیانت دار ہین اونہون نے اپنی کتب مین اس حدیث
کی نسبت اخطب خوارزم کی طرف کی ہے مگر اوسکی کتاب مناقب امیر المومنینؑ مین جو د
دیکھا گیا تو کہین بھی اس حدیث کا پتا اور نشان نہ ملا یہ کذب اور بہتان بزرگان مخالفین
بھی قابل ملاحظہ حضرات ناظرین ہے جب ایسے بزرگان اور مجتہدان مذہب سے ایسے
امور سرزد ہون تو بجز اسکے کیا کہنا چاہیے کہ ؎ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی
یعنے جب پیشوایان دین کا یہ حال ہو تو پیرو کارون کا کیا ٹھکانہ ہے۔ اور بالفرض اگر
یہ حدیث اوسکی کتاب مین ہو بھی تو معتبر نہین ہو سکتی اسواسطے کہ یہ مخالف ہے اون
احادیث کے کہ حضرات شیعہ کے یہان احادیث صحاح مین موجود ہین چنانچہ نہج البلاغت
مین کہ حضرات شیعہ کے نزدیک وہ کتاب بہت معتبر واصح الکتب ہے اوسمین روایت
حضرت علیؑ کی بحق اہل شام محاربین حضرت امیر علیہ السلام کے موجود ہے

قَالَ عَلِیٌّ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَصْبَحْنَا نُقَاتِلُ اِخْوَانَنَا فِی الْاِسْلَامِ عَلٰی مَا دَخَلَ فِیْهِ مِنَ الزَّیْغِ وَالْاِعْوِجَاجِ یعنے فرمایا علی علیہ السلام نے کہ صبح کی ہمنے کہ لڑتے ہین ہم بہائیون مسلمانون سے اسپر کہ داخل ہوئے اسلام بیچ کدورتون اور کجی سے

حدیث حضرات شیعہ کہتے ہین کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کُنْتُ اَنَا وَعَلِیُّ ابْنِ اَبِی طَالِبٍ نُوْرًا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ اٰدَمَ بِاَرْبَعَةَ عَشَرَ اَلْفِ عَامٍ فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ قَسَّمَ ذٰلِكَ النُّوْرَ جُزْئَیْنِ فَجُزْءٌ اَنَا وَجُزْءٌ عَلِیُّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ یعنے فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تہا مین اور علی ابن ابی طالب نور سامنے خدا کے قبل پیدا ہونے آدم کے چودہ ہزار برس پہر جب کہ پیدا کیا اللہ نے آدم کو تقسیم کیا اس نور کو دو جزء پر ایک جزء مین ہون اور ایک جزء علی ابن ابی طالب **جواب** یہ حدیث موضوع ہے اور اسناد اسکے محمد بن خلف المروزی سے ہے قَالَ یَحْیٰی ابْنُ مُعِیْنٍ هُوَ الْکَذَّابُ وَقَالَ الدَّارَقُطْنِیُّ مَتْرُوْكٌ وَلَمْ یَخْتَلِفْ اَحَدٌ فِیْ کِذْبِهٖ یعنے یحیی ابن معین نے اس راوی کی نسبت کہا کہ وہ کذاب ہے اور کہا دارقطنی نے متروک ہے اور نہین اختلاف کیا کسی نے اوسکے جہوٹے ہونے مین اور دوسری روایت اس حدیث کی سند دوسری ہے اور اوس سند مین جعفر ابن احمد ہے اور وہ رافضی غالی کذاب تہا حال وسکا یہ ہی کہ اوسنے اکثر حدیثین قدح اور سب شیخین رضی اللہ عنہما مین وضع کی ہین اور معہذا یہ موضوع حدیث دوسری روایت کے معارض ہے کہ وہ صحیح ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسکو اپنی اسناد مین سے روایت کیا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اِنَّهٗ قَالَ کُنْتُ اَنَا وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ اٰدَمَ بِاَلْفِ عَامٍ فَلَمَّا خَلَقَ اَسْکَنَنَا ظَهْرَهٗ وَلَمْ یَزَلْ یَنْتَقِلُ فِی الْاَصْلَابِ الطَّاهِرَةِ حَتّٰی نَقَلَنِیَ اللّٰهُ اِلٰی صُلْبِ عَبْدِ اللّٰهِ وَنَقَلَ اَبَا بَکْرٍ اِلٰی صُلْبِ اَبِیْ قُحَافَةَ وَنَقَلَ عُمَرَ اِلٰی صُلْبِ الْخَطَّابِ وَنَقَلَ عُثْمَانَ اِلٰی صُلْبِ عَفَّانَ وَنَقَلَ عَلِیًّا اِلٰی صُلْبِ اَبِیْ طَالِبٍ

ہے پہر مصر رہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تہا مین اور ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی روبرو اللہ کے روبرو قبل پیدا ہونے آدم کے ہزار برس پہر جب پیدا کیا آدم کو ٹھہرایا ہمکو پیٹھ اوسکی مین اور ہمیشہ منتقل ہوتے رہے ہم پشتون طاہرہ مین یہان تک کہ نقل کیا مجھکو اللہ نے طرف پشت عبد اللہ کے اور نقل کیا ابی بکر کو طرف پشت ابی قحافہ کے اور نقل کیا عمر کو طرف پشت خطاب کے اور نقل کیا عثمان کو طرف پشت عفان کے اور نقل کیا علی کو طرف پشت ابی طالب کے اور اگر ہم اس قدر کو بھی تسلیم کرلین جب بھی تو یہ حدیث مدعا سے مخالفین پر دلالت نہین کرتے کیونکہ نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرکت سے وجوب امامت بلا فصل لازم نہین آتا پس قرب نسب حضرت امیرؑ مین بحث نہین ہے بحث تو اسمین ہے کہ یہ قرب موجب امامت بلا فصل کا ہے یا نہین ہے اگر مجرد قرب نسب باعث تقدم امامت تسلیم کیا جاوے تو ضرور ہے کہ حضرت عباسؓ اولی بامامت وخلافت ہون کہ وہ خود عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور ابن عم سے عم کو قرب اتم ہے عرفاً وشرعاً پس اگر حضرات شیعہ کہین کہ حضرت عباسؓ کو بسبب محرومیت شرکت نور لیاقت امامت کی حاصل نہین ہوئی اسلیے کہ نور عبد المطلب کا منقسم ہوا عبد اللہ اور ابو طالب مین دوسرے لڑکے عبد المطلب کے اوس نور سے محروم و بے نصیب ہی تو ہم کہینگے کہ جس صورت مین مدار تقدم امامت شرکت نور پر ٹھہرا پس حسنین علیہما السلام اولی اور احق ہونگے امامت مین حضرت امیرؑ سے اسواسطے کہ حضرت حسنین علیہما السلام نور محمدی اور مرتضوی کے جامع تھے اور حضرت امیرؑ کو ایک نور ابو طالب کا حاصل تھا۔ اسپر اگر مخالفین کہین کہ حضرت حسنین علیہما السلام بعد وفات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صغیر السن تھے امامت لہٰذا اسطے بلوغ شرط ہے تو ہم اسکا یہ جواب دینگے کہ حضرات شیعہ کے نزدیک بلوغ شرط نہین ہے کیونکہ امام محمد تقی علیہ السلام بعد وفات حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے صغیر سن تھے اور صاحب الزمان بھی بعد فوت اپنے پدر کے صغیر السن تھے۔

پس یہ دونون حضرات نابالغ امام تھے اور امام بھی کیسے کہ صاحب الزمان اگر بلوغ شرط ہوتا تو یہ حضرات مخالفین کے نزدیک امام نہ قرار پاتے پس معلوم ہوا کہ مخالفین کے نزدیک امامت مین بلوغ شرط نہین ہے حدیث روایت عمر بن خطابؓ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمَ خَیْبَرَ لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَ یُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ یعنے مقرر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دن جہاد خیبر کے البتہ دونگا مین نشان کل کے دن ایک ایسے مرد کو کہ دوست رکہتا ہے وہ اللہ و رسول کو اور دوست رکہتا ہے اوسکو اللہ اور رسول فتح کریگا اللہ اوسکے ہاتھ پر جواب یہ حدیث بہت صحیح اور قوی ہے روایت مین اور اس حدیث کو اہل سنت وجماعت واسطے دفع اقوال خوارج ونواصب کے پیش کرتے ہین لیکن حضرات شیعہ کا مدعای دل اس سے حاصل نہین ہوسکتا اسواسطے کہ درمیان محبت خدا اور رسول اور محبوبیت خدا اور رسول کے اور درمیان امامت بلافصل کے یا خود یا کچھ ملازمت نہین ہے کہ ایسا شخص امام بلافصل ہو اور نیز اثبات اِن دو صفتون کا واسطے کسی شخص کے کلام مین نفی اِن دونون صفتون کی نہین کرتا دوسرے شخص سے اور کیونکر ہو کہ خدای تعالی نے حق مین ابوبکر صدیق اور اون کے رفیقون کے فرمایا ہے یُحِبُّہُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗ یعنے دوست رکہتا ہی اللہ اونکو اور دوست رکہتے ہین وے اللہ کو اور فرمایا ہے خدای تعالی نے حق مین اہل بدر کے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا الی آخرہ یعنے اللہ تعالے اون لوگون کو دوست رکہتا ہی جو خدا کی راہ مین صف باندہکر لڑتے ہین اور نیز اللہ تعالی اہل مسجد قبا کی شان مین فرماتا ہے فِیْہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَہَّرُوْا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّہِّرِیْنَ یعنی اوسمین وہ لوگ ہین جو پسند کرتے ہین پاک رہنے کو اور اللہ دوست رکہتا ہی ستہرائی والون کو اور حدیث شریف مین آیا ہے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ لَا یَجْتَمِعُ حُبُّہُمْ فِیْ قَلْبِ مُنَافِقٍ وَلَا یُحِبُّہُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ یعنے فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چار شخص ہین کہ نہین جمع ہوتے دوستی اونکی قلب منافق
مین اور نہین دوست رکھتا اونکو مگر مؤمن وے چار شخص خلفاء اربعہ ہین اگر مخالفین
کہین کہ جب محب و محبوب ہونا خدا اور رسول کا دوسرے اشخاص مین پایا گیا پس
تخصیص حضرت علی رض کی نرہی اور اس مقام پر تخصیص درکار ہے۔ ہم کہین گے کہ
کلام عرب بلکہ کلام انام مین دستور یہ ہے کہ پہلے تمہید کرتے ہین کسی چیز کے ساتھ اور
مقصود اوسکا مابعد ہوتا ہے جیسے کہین زید مرد عاقل ہے حالانکہ اثبات مردی کا واسطے
زید کے مقصود نہین ہے مقصود اثبات عاقلیت ہے پس اس حدیث مین بھی مقصود
بالتخصیص مضمون یَفتَحُ اللّٰہُ ہی اور یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَ یُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ تمہید
محض ہے حدیث رَحِمَ اللّٰہُ عَلِیًّا اَللّٰھُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَہٗ حَیْثُ دَارَ یعنے
رحم کرے اللہ علی پر اے اللہ پھیر تو حق کو ساتھ اوسکے جدہر پھرے وہ جواب یہ
حدیث بھی بسر و چشم قبول اہل سنت و جماعت ہی لیکن حضرات مخالفین کا مدعا امامت
بلا فصل اس سے ثابت نہین ہو سکتا ہے کیونکہ حضرت عمار بن یاسر کے بھی حق مین
حدیث اَلْحَقُّ مَعَ عَمَّارٍ حَیْثُ دَارَ اور حضرت عمر رض کے حق مین بھی یہ حدیث مشہور
ہے اور صحیح ہے اَلْحَقُّ بَعْدِیْ مَعَ عُمَرَ حَیْثُ کَانَ یعنے حق بعد میرے ساتھ عمر کے ہے
جدہر ہو وہ۔ بلکہ یہ حدیث جو بحق حضرت عمر رض کے ہو وہ خبر دیتی ہے کہ حق عمر رض کے
ساتھ لازم ہے اور حضرت حیدر کرار رض کی حدیث مین اللہم کرکے دعا ہی ادارت حق کی
ساتھ علی رض کے اور ظاہر ہے کہ اخبار اور دعا مین فرق ہے اور حضرات شیعہ استجابت
دعاء حلیہ پیغمبر کو لازم بھی نہین جانتے رَوَی ابْنُ بَابَوَیْہِ الْقُمِّیُّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعَا رَبَّہٗ اَنْ یَجْمَعَ اَصْحَابَہٗ عَلٰی مَحَبَّۃِ عَلِیٍّ اِلٰی اٰخِرِہٖ یعنی روایت کی
ابن بابویہ قمی نے مقرر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی رب اپنے سے یہ کہ جمع کرلے آپکے
اصحاب کو محبت علی رض پر۔ اور حضرت عمر رض کے حق مین لفظ بعدی کا ہی اور بعض طرفای

اہل سنت وجماعت نے بمقابلہ حضرات شیعہ کے حدیث اَوِ الْحَقُّ مَعَ حَیْثُ دَارَ سے تمسک کیا ہے صحت خلافت حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق وحضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہم اجمعین کو لِاَنَّ عَلِیًّا کَانَ مَعَهُمْ حَیْثُ بَایَعَهُمْ وَتَابَعَهُمْ وَصَلّٰی مَعَهُمْ فِی الْجُمُعَةِ وَالْجَمَاعَاتِ وَنَصَحَهُمْ فِی اُمُوْرٍ تَتَعَلَّقُ بِرِیَاسَتِهِمْ یعنے اسواسطے کہ علی تھے تینوں خلیفوں کے ساتھ اسطرح سے کہ بیعت کی اونکی اور پیروی کی اونکی اور نماز پڑہی اونکے ساتھ جمعہ اور جماعتوں میں اور خیرخواہ رہے اونکی خلافت کے کاموں میں۔ پس قیاس مساوات کا درست ہوتا ہے کہ اَلْحَقُّ مَعَ عَلِیٍّ وَعَلِیٌّ مَعَ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ یعنے حق ساتھ علی کے ہے اور علی ساتھ ابوبکر اور عمر اور عثمان کے ہے اور مقدمہ اجنبیہ کہ مدار صحت نتیجہ کا اس قیاس میں ہوتا ہے صادق ہے لِاَنَّ مُقَارِنَ الْمُقَارِنِ مُقَارِنٌ یعنے مقرر نزدیک ہونے والا نزدیک ہونے والے سے نزدیک ہے ساتھ نزدیک والے کے

حدیث [۱۱] روایت ابوسعید خدری کی ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِیٍّ اِنَّكَ مُقَاتِلٌ عَلٰی تَاوِیْلِ الْقُرْاٰنِ کَمَا قَاتَلْتُ عَلٰی تَنْزِیْلِهٖ یعنے مقرر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے علی کے مقرر تو لڑیگا اوپر تاویل قران کے جیسا لڑا میں اوپر نزول قران کے جواب یہ روایت بھی مدعای مخالفین سے کچھہ مساس نہیں رکھتی ہے اسواسطے کہ مفاد حدیث کا یہ ہے کہ تو کسی وقت میں اوقات سے تاویل قرآن پر قتال کریگا اور یہی مذہب اہل سنت وجماعت کا ہے کہ حضرت علی اپنے مقاتلات میں حق پر تھے اور اونکے مخالفین خطا پر تھے لیکن خطای اجتہادی سے تھے

حدیث [۱۲] اِنِّیْ تَارِكٌ فِیْكُمُ الثَّقَلَیْنِ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ اَحَدُهُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ كِتَابُ اللّٰهِ وَعِتْرَتِیْ یعنے مقرر چھوڑتا ہوں میں تم میں دو بڑی چیزیں اگر چنگل مارو تم ساتھہ ان دونوں کے ہرگز نہ گمراہ ہوگے تم بعد میرے ایکساون دونوں سے بڑا ہے دوسرے سے یعنے کتاب اللہ کی اور اولاد واقارب میرے

جواب یہ حدیث بہت صحیح ہے لیکن مخالفین کے مدعا سے کچھہ بھی مساس نہیں رکھتی کیونکہ امر بالتمسک جمیع خلفای راشدین رضی اللہ عنہم کے حق میں وارد ہوا ہے کَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ مِنْ بَعْدِیْ تَمَسَّکُوْا بِھَا وَعَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ - یعنے لازم کر وا پنے اوپر سنت میری اور سنت خلفاء راہ پانے والون ہدایت پائے ہوونکی بعد میرے ہنگل مارو اوسکے ساتھ اور پکڑو اوسکو کچلیون سے اور دوسری حدیث یہ ہے اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ فَاِنَّھُمَا حَبْلُ اللّٰہِ الْمَمْدُوْدُ مَنْ تَمَسَّکَ بِھِمَا فَقَدْ تَمَسَّکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَھَا اَخْرَجَہُ الطَّبْرَانِیُّ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ یعنے پیروی کرو اون دو شخصون کی کہ بعد میرے ہونگے وہ ابی بکر اور عمر ہین پس مقرر وہ دونون رسی دراز ہین اللہ کی جس نے تمسک کیا اون دونون سے تمسک کیا اوسنے ساتھ رسی مضبوط کے نہین ہے ٹوٹنا واسطے اوسکے

جواب عترت کے معنے لغت مین اقارب کے ہین پس اگر یہ حدیث امامت پر دلالت کرے تو لازم آویگا کہ جمیع اقارب امام ہوں خصوصاً مثل عبداللہ بن عباس اور محمد بن حنفیہ اور حضرت زید شہید اور حسن مثنی اور اسحٰق بن جعفر صادق وغیرہ اور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ اہل سنت وجماعت سمجھتے ہین حق ہے وہ یہ کہ مسلمانون کو ضرور ہی کہ جیسا مجھکو محبوب سمجھتے ہین ویسا ہی علی رض کو بھی سمجھین یعنے محبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جزو ایمان کامل ہے اور یہی مذہب اہل سنت وجماعت کا ہے کہ محبت حضرات خلفاء اربعہ راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کی جنہین حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی داخل اور شامل ہین جزو ایمان کامل ہے اب شیعہ بھائیون کو مناسب بلکہ انسب ہی کہ وہ اپنے علما اور مجتہدین کے قول کی شرم رکھین اور منازعت حدیث غدیر خم سے باز رہین کہ اوس سے اونکا مطلب خلافت بلا فصل حضرت امیر علیہ السلام نہین نکل سکتا ہے ورنہ جناب ملا باقر مجلسی اخوند اصفہانی اور ابن بابویہ قمی بلکہ خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے قول کی تکذیب لازم آویگی - اور اگر حدیث غدیر خم کا مطلب حسب عقیدۂ اہل تشیع اثبات خلافت بلا فصل حضرت امیرع مین تسلیم کیا جاوے اور نیز روایت نزول ستارہ

کی تصدیق کیجاوے تو سخت اشکال لازم آویگا اسواسطے کہ ارشاد حدیث غدیر سم بعد فراغ حجۃ الوداع قبل از علالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وقوع مین آیا تہا پس جس حالت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل از علالت منزل غدیر خم مین حسب گمان اہل تشیع خلافت بلا فصل حضرت امیرع کی تصریح فرما چکے تھے تو پہر بحالت مرض الموت بحضور بنی مقدس اہل بیت و اصحاب کا سوال دربارۂ تعیین خلافت کہ آپ کے بعد کون آپکا خلیفہ اور جانشین ہوگا کیا معنے رکھتا ہے اور اس استفسار کے کیا حاجت تہی اور اس تحصیل حاصل سے کہ ممتنع ہے کیا حاصل تہا۔ علاوہ اسکے اگر حدیث غدیر خم مین خلافت بلافصل ارشاد ہو چکے تھے تو پہر روایت نزول ستارہ مین اس ارشاد کے کیا معنے جو کہ اہل بیت و اصحاب کے مکرر سکرر سوال کے جواب مین فرمایا کہ (فردا ستارۂ از آسمان بخانۂ یکی از اصحاب من نازل خواہد شد او خلیفہ و جانشین من خواہد بود) چنانچہ چوتھے روز ستارہ آسمان سے جدا ہو کر دامن حضرت امیرع مین اوترآیا پس روایت مذکورہ سے ببیان مشرح صدر بخوبی ثابت ہوگیا کہ حدیث غدیر خم مین خلافت حضرت امیرع مقصود نہین ہے خیر یہ امر تو طے ہو گیا۔ اب یہ امر بہی قابل گذارش ہے کہ بملاحظۂ روایت نزول ستارہ ایک سخت حیرت اور استعجاب لاحق حال ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ بوقت استفسار اس امر کے کہ آپکے بعد آپکا جانشین اور خلیفہ کون ہوگا اصحاب و اہل بیت دونون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ جواب نہ دیا اس توقف دو روزہ سے صاف ثابت ہو رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انتظار وحی تھا اس سبب سے کچھ جواب نہین دیا جب وحی آگئی تب تیسرے روز آپنے فرمایا کہ فردا ستارہ از آسمان بخانۂ یکے از اصحاب من نازل خواہد شد او خلیفہ و جانشین من خواہد بود یعنے کل ایک ستارہ آسمان سے میرے اصحاب مین سے ایک کے گہر مین نازل ہوگا وہی میرا خلیفہ اور جانشین ہوگا حضرات مؤمنین محبین اب یہ مقام انصاف ہے تمہین انصاف کرو اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو چیستان اور پہیلی نہ خیال کرو دیکھو کس طرح سے تعیین خلافت کا اصحاب مین صاف صاف ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہو رہا ہے اس جگہ ذکر اہل بیت کا اشارۃً وکنایۃً بھی نہین ہے اس سے یہ بات پائی جاتی ہے کہ سوال کرنے مین تعین خلافت کے بالاتفاق اہل بیت اور اصحاب دونون موجود تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مطابق حکم الٰہی کہ بذریعۂ وحی پونہچا تہا صاف فرمادیا کہ میرے اصحاب مین سے وہ شخص میرا خلیفہ اور جانشین ہوگا جسکے گہر مین ستارہ آسمان سے نازل ہوگا پہر آگے اوس روایت مین لکہتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جو تھے روز اصحاب منتظر نزول ستارہ تھے کہ ستارہ روشن آسمان سے دامن مین حضرت امیرؑ کے نازل ہوا اور حضرت امیر علیہ السلام اہل بیت مین داخل ہین پس اسجگہہ سخت حیرت ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا تھا کہ میرے اصحاب مین سے ایک کے گہر مین ستارہ نازل ہوگا وہی میرا خلیفہ اور جانشین ہوگا اور ستارہ اہل بیت کے دامن مین نازل ہوا یہ امر خلاف وحی اور ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کیونکر ہوا اور پہر اجماع امت بہی واسطے خلافت صحابی کے یعنے حضرت صدیق اکبرؓ کے ہوا اہل بیت سے کیسکے واسطے ہنوا التعجب ہوتا ہے کہ لوگون نے نزول ستارہ بھی دیکہا اور اسکا حکم بہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پایا کہ جہان نزول ستارہ ہو وہی ہمارا خلیفہ اور جانشین ہے پہر کیون اوسکے خلاف سب نے اجماع کیا اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بموجب وحی الٰہی کے اصحاب مین سے ایک کی نسبت خلیفہ اور جانشین ہونے کی بشارت دی اور موافق ارشاد پیغمبری اور ارادۂ الٰہی کے کہ کنجی قلوب کی خدا کے دست قدرت مین ہے امت نے بہی واسطے خلافت اور جانشینی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین سے حضرت صدیق اکبرؓ کو منتخب کرکے اجماع اور اتفاق کیا۔ اور سیاق روایت بہی اسی پر دال ہے کہ بجاے دامن حضرت صدیق اکبرؓ دامن حضرت امیرؑ غلطی کاتب سے سہواً یا بالارادہ وقوع مین آیا ورنہ

پیشین گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز وحی الٰہی کے خلاف لازم آتا ہے جو ہم اہل اسلام کے نزدیک خلاف ہو۔ اور روایت حضرت امام جعفر صادق ؑ سے جسکو ملا باقر مجلسی نے کتاب حیات القلوب کی تیسرے حصے کے صفحہ ۲۶۲ مین لکھا ہے) صاف صاف ثابت ہے کہ حدیث غدیر خم مین خلافت حضرت امیر ؑ کی مقصود نہین ہے۔ وہ کتاب مذکور مین لکھتے ہین اصل عبارت اوسکی یہ ہے کہ ابن بابویہ قمی در امالی از امام محمد جعفر صادق ؑ روایت کردہ است کہ چون حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را مرض عارض شد جمع شدند نزد آنحضرت اہل بیت و اصحاب آنحضرت گفتند ترا عارضۂ موت حادث شدہ کہ خلیفۂ تو خواہد بود در میان ما حضرت جواب نفرمود روز دوم ہم ہمین سوال کردند جواب نفرمود روز سوم فرمود کہ فردا ستارۂ از آسمان بخانۂ یکی از اصحاب من نازل خواہد شد او خلیفہ و جانشین من خواہد بود چون روز چہارم شد ہر یکی از اصحاب بمو در حجرۂ خود نشستہ انتظار نزول ستارہ میکشیدند کہ ناگاہ ستارہ از آسمان جدا شد کہ عالم را روشن کرد و در دامن حضرت امیر ؑ در آمد پس منافقان گفتند واللہ این مرد گمراہ شد در محبت پسر عمش و آنچہ میگوید بخواہش خود میگوید۔ انتہی۔ ترجمہ ابن بابویہ قمی نے امالی مین امام جعفر صادق ؑ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض عارض ہوا جمع ہوئے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اور اصحاب آنحضرت کے اور بالاتفاق حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین عرض کیا کہ آپ کو مرض موت حادث ہوا کون خلیفہ آپکا ہوگا درمیان ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نفرمایا دوسرے روز بھی یہی سوال کیا جواب نفرمایا تیسرے روز فرمایا کہ کل ایک ستارہ آسمان سے ہمارے اصحاب مین سے ایک کے گھر مین نازل ہوگا وہی خلیفہ اور جانشین ہمارا ہوگا جب چوتھا روز ہوا ہر ایک اصحاب اپنے اپنے حجرون کے دروازے پر منتظر نزول ستارہ کے بیٹھے کہ ناگاہ ایک ستارہ آسمان سے جدا ہوا

جس نے عالم کو روشن کیا اور دامن مین حضرت امیر المؤمنین علیؑ کے درآیا پس منافقین نے کہا واللہ یہ شخص گمراہ ہوا ہے محبت مین اپنے چچا کے بیٹے کے اور جو کچھ کہتا ہے بخواہش اپنے کہتا ہے۔ تمام ہوا ترجمہ عبارت ملا باقر مجلسی مندرجہ کتاب حیات القلوب صفحہ ۲۶۲- پس ملا باقر مجلسی اور ابن بابویہ قمی خود کوئی عوام مین سے نہین ہین بلکہ اخص الخواص اور بہت بڑے عالم اور مجتہد مذہب شیعے کے ہین ان حضرات کا قول خود ہی بہت وقعت نزدیک حضرات شیعہ کے رکھتا ہی اوسپر مستزاد یہ کہ اس روایت مذکورہ کو اونہون نے حضرت امام صادقؑ سے نقل کیا ہے اس سبب سے بہت بڑی معتمد اور معتبر ہو گی مگر اسمین بہی کوئی شک وشبہ باقی نہین رہا کہ اس روایت نزول ستارہ کی تیزی روشنی سے مضمون اعتقادی جو حدیث غدیر خم سے حضرات شیعہ سمجھتے تھے وہ بالکل گم شد ہو گیا اور اس روایت نے جھگڑا ہی حدیث غدیر خم کا جو کہ لفظ مولی کی لنسبت واقع تہا کہ معنے اوسکے اولی بالتصرف ہین یا محبوب پورا پورا طے اور ختم کر دیا یعنی اس روایت نزول ستارہ سے بوجہ اتم ثابت ہو گیا کہ مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حدیث غدیر خم سے وہی تہا جو اہل سنت وجماعت سمجھتے ہین اب اس مقام پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حدیث ثقلین اور حدیث سفینہ کی کسیقدر تشریح بیان کر کے اتمام اور اختتام حجت دربارۂ تصفیہ وفیصلۂ حقیت مذہب کیا جاوے۔ واضح ہے کہ حدیث ثقلین اور حدیث سفینہ متفق علیہ سنی وشیعہ ہین۔ حضرات شیعہ یہہ دلیل کرتے ہین کہ شیعہ تابع اور مقلد محبت اہل بیت کے ہین علاوہ اونکے کل مذہب والے غیر اہل بیت کے مقلد اور تابع ہین اور نیز اہل بیت کے افعال واقوال کے خلاف کرتے ہین پس چاہیئے کہ مذہب تشیع حق اور شیعہ ناجی بیقین ہون اور دوسرے فرق ناری پس اسی قول پر اپنی حدیث سفینہ کو دلیل پکڑتے ہین۔ اور اہل سنت وجماعت اسکے جواب مین کہتے ہین کہ درحقیقت اتباع

اور تقلید اہل بیت کی موجب نجات ہے چنانچہ ہم اہل سنت و جماعت کی کتب مین صدہا احادیث
سے یہ امر ثابت ہے لیکن انصاف شرط ہے براے خدا انصاف کو ہاتھ سے ندو اور اپنی آنکھون
کو سرمۂ انصاف سے بینا کرو اور چشم تعصب مین نیل کی سلای پہیر کے دیکھو اور بغور ملاحظہ
کرو کہ کون فرقہ تابع اہل بیت ہے اور کون فرقہ طریقہ اہل بیت سے منحرف ہے پس انصاف پکا
پکار کر یہی کہتا ہے کہ شیعہ کسی صورت سے تابع اہل بیت نہین ہوسکتے صرف زبانی اوعا سے
کام نہین چلتا کہنا امر دیگر ہے اور کرنا امر دیگر دیکھو کہ مشرکین مکہ اپنے تئین پیرو اور تابع ملت
ابراہیمہ کہتے تھے اور مسلمانون کو ملقب بلقب صابی کرتے تھے مگر بصرف اونکا زبانی دعوی تھا
در حقیقت تبع ملت ابراہیمہ کی نہ تھی۔ پس بنظر انصاف احق باتباع مذہب اہل سنت وجماعت کا سے دین واللہ
ہے کہ جناب امیر اور دوسرے ایمۂ اطہار اسی مذہب پر تھے جس پر کہ اہل سنت وجماعت ہین
چنانچہ حضرات ایمہ مخالفین اس مذہب کو اپنی مجلس سے نکلوا دیتے تھے۔ اور راویان مذہب
تشیع کا یہہ حال ہے کہ کتب معتمدہ اہل تشیع سے ثابت ہے کہ سرگروہ اس مذہب کے زمانۂ
حضرت امام سجاد و امام باقر اور امام صادق رضی اللہ عنہم اجمعین مین ہشام بن الحکم اور ہشام
بن سالم اور ابو البختری وہب بن وہب قرشی اسدی اور مومن طاق اور زید بن جہم ہلالی
اور ابو ربیع سابی اور زرارہ بن امین اور حکم بن عتبہ وغیرہم تھے کہ ان ہر سہ امامون کی روایا
انہین لوگون کی وساطت سے کتب شیعہ مین مندرج ہین اور یہی لوگ اوعا روایات کا ان
تینون امامان معصومین موصوفین سے رکھتے ہین اور ان راویون کے حالات کتب شیعہ
سے یون ثابت ہو رہے ہین کہ یہ تینون امام کسان مذکورۂ بالا سے سخت بیزار تھے اور ہمیشہ
بیزار رہے اور اونکے عقاید کو رد فرماتے رہے اور برابر اونکی روایات کی تکذیب کرتے رہے
مگر یہ لوگ براہ ابلہ فریبی کے لوگون سے یہی اظہار کرتے رہے کہ امام صاحبو نکی سرزنش ہماری
ساتھہ بسبب خیرات تورۂ یعنے تقیہ کے ہے اصل مین جو کچھہ رسائی اور خصوصیت ہم لوگون کو
حضرات ایمۂ سے ہے وہ دوسرون کو نہین ہے سب کے سامنے ہمسے بیزاری ظاہر کرتے ہین

مگر تنہائی مین کہدیتے ہین کہ ایسا ہی کرو ہم تمسے خوش ہین معاذ اللہ امام صاحب بھی بڑے درجہ کے
دنیا دار ٹہرے کہ مصلحت وقت سمجھکر لوگون کے سامنے اونکو برا بھلا کہدیتے تھے مگر تنہائی مین
مداح رہتے تھے۔ اور تماشا تو یہ ہے کہ کلینی اور دیگر امامیہ اپنی کتب صحاح مین ان لوگون یعنے
راویان مذکور کی مذمت حضرات ایمہ سے نقل کرتے ہین وہ عبارت یہ ہے کہ۔ اَلشِّیْعَۃُ کَانُوْا
یَکْذِبُوْنَ عَلَی الْاَئِمَّۃِ وَھُمْ قَدْ تَادُّوْا مِنْھُمْ پہر انہین لوگون کی روایات کو صحیح
جانکر اونکو اپنا قبلہ و کعبہ سمجھتے ہین لہذا چند روایات ایمۂ معصومین کی کہ ان لوگون کے مذہب
مین ہین اور راونکو مجتہدان اور پیشوایان شیعون نے نقل کیا ہے انکی کتابون سے مثل
کافی کلینی وغیرہ کی اس مقام پر لکھتے ہین تا ہمارے شیعہ بہائی اپنے پیشواؤن اور بزرگون
کی ہوشیاری اور چالاکی کو ملاحظہ فرماوین اور یقین ہے کہ اگر دیدۂ انصاف سے ملاحظہ فرماینگے
تو بخوبی نا انصافی اور زیادتی روشن ہوجاویگی اور حق و باطل کا پردہ اوٹھ جاویگا
کھوٹا کھرا صاف نظر آویگا۔ رَوٰی عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰی عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّہٗ غَضِبَ عَلٰی
شِیْعَتِہٖ وَقَالَ لَوْ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ مَا اَقُوْلُ لَا قَرَرْتُ اَنَّکُمْ اَصْحَابِیْ ھٰذَا اَبُوْحَنِیْفَۃَ
لَہٗ اَصْحَابٌ وَھٰذَا الْحَسَنُ الْبَصْرِیُّ لَہٗ اَصْحَابٌ وَاَنَا امْرُءٌ مِنْ قُرَیْشٍ وَلَدَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ
وَعَلِمْتُ کِتَابَ اللّٰہِ وَفِیْہِ تِبْیَانُ کُلِّ شَیْءٍ اِلٰی اٰخِرِ الْحَدِیْثِ۔ اس روایت سے
صاف ظاہر ہے کہ ان لوگون پر حضرات ایمہ نے غضب فرمایا ہو ایضًا رَوٰی عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ
الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ ع قَالَ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ وَاللّٰہِ اِنَّ اَحَبَّ اَصْحَابِیْ اِلَیَّ اَوْرَعُھُمْ
وَاَفْقَھُھُمْ لِحَدِیْثِنَا وَاِنَّ اَسْوَءَ ھُمْ عِنْدِیْ حَالًا وَاَمْقَتَھُمْ لَدَیَّ الَّذِیْ اِذَا سَمِعَ
الْحَدِیْثَ یُنْسَبُ اِلَیْنَا وَیُرْوٰی عَنَّا وَھُوَ کَارِہٌ یَرٰی لَعَلَّ الْحَدِیْثَ مِنْ عِنْدِ اٰخَرَ
پس اس روایت مین اشارہ یہ ہے کہ یہ لوگ اقوال ایمہ کو راہ غلطی سے احادیث مرفوعہ
کرکے روایت کرتے ہین از انجملہ ابو ربیع شامی ہے کہ کلینی مین اکثر روایات اوسکی مندرج
ہین حالانکہ خود صاحب کلینی اوسکے حق مین کہتے ہین کہ حضرت امام باقر ہنے اوسکو زنش

کی ہے اور معلوم کرنا چاہیے کہ کتب انکے مذہب کی بہت ہین لیکن چار کتابین نزدیک ان کے نہایت معتبر ہین ایک کافی کلینی دوسری تہذیب تیسری استبصار چوتھی من لا یحضرہ الفقیہ پس مدار اس مذہب کا ان چار کتابون پر ہے اور مباحث امامت کے انہین چار کتابون سے اخذ کرتے ہین اور اکثر راوی ان چار کتابون کے ہشام بن سالم اور ہشام بن حکم اور صاحب الطاق اور زرارہ بن اعین اور بکیر بن اعین اور میثمی اور سلمان جعفری اور محمد بن مسلم اور ابو بصیر ہین پس یہ راوی ان چار کتابون مذکورہ کے وہ راوی ہین کہ جنکی روایات کی ائمہ معصومین نے تکذیب کی ہے رَوَی الْکُلَیْنِیْ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْخَزَّازِ وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَیْنِ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰی اَبِی الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقُلْنَا اِنَّ هِشَامَ وَالْمِیْثَمِیْ وَصَاحِبَ الطَّاقِ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَجْوَفُ اِلَی السُّرَّةِ وَالْبَاقِیْ صَمَدٌ فَخَرَّ لِلّٰهِ سَاجِدًا ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا عَرَفُوْكَ وَلَا وَحَّدُوْكَ فَمِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ وَصَفُوْكَ یعنے کلینی کہ بہت بڑے معتبر راوی شیعون کے ہین وہ روایت کرتے ہین ابراہیم بن محمد اور محمد بن حسین سے کہ بیان کیا ان دونون نے کہ داخل ہوئے ہم پاس ابو الحسن رضا کے اور کہا ہمنے کہ ہشام اور میثمی اور صاحب الطاق کہتے ہین کہ اللہ تعالی کھوکھلا ہے ناف تک اور باقی سپند یعنے ٹھس ہے پس اوسوقت حضرت امام موصوف سجدہ مین گرے اور فرمایا پاک ہے تو نہین پہچانا اونہون نے تجھکو اور نہ پایا تجھکو اسی سبب سے وصف کیا تیرا آدم برمطلب وہ حدیث سفینہ اور ثقلین کی جسکو اہل سنت وجماعت ومخالفین اپنے اپنے دعوی محبت اہل بیت اور عترت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر دلیل لاتے ہین یہ ہے۔ **حدیث سفینہ** عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ اَهْلِ بَیْتِیْ کَمَثَلِ سَفِیْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَهَا نَجٰی وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ رَوَاهُ الْحَاکِمُ وَاَحْمَدُ وَالْبَزَّارُ فِیْ صَحِیْحِهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ الزُّبَیْرِ **ترجمہ** مثل اہل بیت میری کے مثل کشتی نوح کے ہے جو شخص کہ سوار ہوا اوسمین نجات پائی اور جس نے تخلف کیا اوس کشتی سے وہ ہلاک ہوا۔ روایت کیا اوسکو

حاکم نے اور روایت کیا اوسکو احمد اور بزار نے اپنے صحیح مین حسین بن عباس اور ابن زبیر سے
اور حدیث ثقلین یہ ہے عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ تَارِکٌ
فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابُ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمْ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ
بِہٖ لَنْ تَضِلُّوْا کِتَابُ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ترجمہ زید بن ارقم سے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث کی کہ فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق مین چھوڑنے والا ہون تم
مین دو بڑے چیز کتاب اللہ اور اپنی عترت اور ایک روایت مین یہ ہے کہ تحقیق مین چھوڑنیوالا
ہون تم مین وہ چیز کہ اگر تمسک کرو تم ساتھ اوسکی ہرگز نہ گمراہ ہوگی کتاب اللہ اور میری عترت
پس اسمین کوئی شک وشبہہ نہین ہے کہ اس حدیث سفینہ اور ثقلین کی پوری تعمیل
اہل سنت وجماعت کرتے ہین اور بوجہ اکمل اتباع اور تقلید اہل بیت اور عترت اور اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتی ہین اور بموجب ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اون سے
محبت رکھتے ہین بلکہ اونکی محبت کو جزو ایمان حقیقی اور باعث نجات اخروی جانتے ہین اور
ہر ایک کو اونمین سے موافق اون کے درجے کے مانتے ہین اور کتاب اللہ کو بھی بحیثیت کتاب اللہ
جانتے اور مانتے ہین اور بخوبی پہچانتے ہین کہ یہ وہی کتاب ہی جو محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھے اسمین ایک لفظ کی بھی کمی وبیشی نہین ہوئی اور نہ ہوسکتی ہی
کیونکہ خدائے برتر خود اوسکا حافظ اور نگہبان ہی پس کسکی مجال ہی کہ باوجود نگہبانی خدائے
غالب کے اوسمین کمی وبیشی کرسکے بالکل دار ومدار ایمان اور نجات آخرت کا اہل سنت وجماعت
کتاب اللہ پر سمجھتے ہین پس اہل سنت وجماعت اوسی کشتی پر سوار ہین جس سے بیڑا پار ہے
کسیطرحکا خوف ہلاکت نہین اور ثقلین کو ایسا مضبوط پکڑا ہی جس سے حسب الارشاد نبوی
اونکو ہرگز خوف گمراہی باقی نہین۔ ہان مخالفین کا دعوی نسبت محبت و تقلید اہل بیت
وعترت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز تسلیم وپابندی کتاب اللہ کی قولاً ہی فعلاً بالکل نام کو
نہین پس دعوی محبت اہل بیت اور عترت پیغمبر علیہ السلام اور اونکی اتباع کا جو مخالفین

کرتے ہین وہ محض غلط اور باطل ہے کیونکہ اہل بیت عبارت ہی زنان اور فرزندان اور دیگر اقربا سے اور اسی طرح عترت عبارت ہی نسل سے کسی مرد یا کسی قوم کے اور اوسکے عشیرہ سے اور مخالفین کو اظہار اور دعوی محبت نہین ہے مگر اہل بیت اور عترت مین سے چند لوگون کے ساتھ کیونکہ ظاہر ہے کہ مخالفین نسب حضرت زینب اور حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیان ہین انکار کرتی ہین اور اکثر اولاد فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے عداوت رکھتے ہین اور اونکی تکذیب کرتے ہین چنانچہ زیدیہ حضرت محمد باقر اور اونکی اولاد امجاد سے انکار کرتے ہین اور اثنا عشریہ زید بن علی بن حسین اور اونکے بیٹے حضرت یحیی اور ابراہیم بن موسی اور جعفر بن موسی کی کہ یہ سب عالم اور متقی اور صاحب ظاہر اور باطن تھے تکفیر اور تفسیق کرتے ہین اور جعفر بن موسی کا جعفر کذاب نام رکھا ہی اور ایسیطرح جعفر بن علی برادر حسن عسکری کی تکذیب کرتے ہین اور حسن بن حسن مثنی اور اونکے بیٹے عبد اللہ اور اونکے بیٹے ملقب بنفس زکیہ اور ابراہیم بن عبد اللہ اور زکریا بن محمد الباقر اور محمد بن عبد اللہ بن الحسین بن الحسن اور محمد بن قاسم بن حسین اور یحیی بن عمر احفاد زید بن علی بن الحسین بن الحسن سے ہین اور شیخ عبد القادر جیلانی اور انکے سوا ایک جماعت کثیرہ کو علما اور اولیا اور شرفا سادات سے کافر جانتے ہین اور مخلد فی النار کہتے ہین اور ایک جماعت امامیہ مین سے ان سبکو اعراف مین بتاتے ہین اور بہت تھوڑے لوگ ہین امامیہ مین سے کہ اوس جماعت اہل بیت کو عقیدے مین گمراہ جانکر اس بات کے قائل ہین کہ ایک مدت دراز تک یہ لوگ دوزخ مین رکھے جاوینگے بعد اسکے بہشت مین جائینگے۔ پس یہ حال ہی حضرات شیعہ محبین کا اولاد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور نیز دیگر اہل بیت کے ساتھ اور اولاد و ازواج اور عصبات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے

تفصیل کا یہ محل نہیں لا یتحمله المقام ۱۲ ... [illegible]

جب یہ حال ہے تو دعوی محبت اور تقلید وتابعیت اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم منجانب
حضرات شیعہ محض لغو اور باطل ہے صرف زبانی اوعا ہے اوسپر طرہ یہ کہ انھین حالات پر
مذہب تشیع کو حق اور شیعہ کو ناجی بیقین جانتے ہین کیا حدیث سفینہ اور ثقلین کا یہی
مطلب ہی کہ بعض اہل بیت کو امام برحق مانو اور بعض بلکہ اکثر کو کافر اور فاسق اور کذاب کہو
البتہ اہل سنت وجماعت کا دعوی محبت اور اتباع اہل بیت صحیح اور حق ہے اسلیے کہ وہ
تمامی اہل بیت اور عترت اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت رکھتے ہین
اور سب کی اطاعت کرتے ہین اس باب کے تو امامیہ بھی معترف ہین کہ مجتہدین اہل سنت
وجماعت رح نے حضرات ایمہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اخذ علم کیا ہے چنانچہ
حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت امام جعفر صادق ع سے اور حضرت امام مالک
رحمہ اللہ نے بھی حضرت امام جعفر ع سے علم سیکھا ہے اور نیز ربیعہ سے اور ربیعہ نے عکرمہ
سے اور عکرمہ نے ابن عباس سے اور اونھون نے علی بن ابی طالب ع سے۔ اور حضرت
امام شافعی رحمہ اللہ نے اون لوگون سے اخذ علم کیا ہے جنکے سلسلے روایت کے حضرات
اہل بیت تک پونہچتے ہین کذا ذکرا بن المطہر الحلی فی النہج والمنہج۔ اور نیز حضرت
ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے جناب حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کی اور اونھون نے
زیدؓ بن علی رض سے اور حضرت امام باقر و حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما دونون
حضرات نے حضرت ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو اجتہاد کی اجازت دی ابی اویس سے مروی ہے
کہ مینے سنا ربیع بن یوسف سے کہ داخل ہوئے ابو حنیفہ رح پاس خلیفہ ابو جعفر منصور کے
پس پوچھا منصور نے کہ اے نعمان تمنے کس سے علم سیکھا ہے پس کہا ابو حنیفہ نعمان کوفی رح
نے کہ مینے اصحاب علی بن ابی طالب رض اور اصحاب بن عباس رض سے اخذ علم کیا ہے
یہ سنکر منصور نے کہا کہ تمنے اپنا کام محکم کیا ہے۔ مروی ہے کہ حضرت ابو حنیفہ رح ایک مرتبہ
مسجد حرام مین بیٹھے تھے اور گرد اون کے خلقت کا اژدحام تھا اور مسائل شرعی بیان کررہے تھے

اور جواب مسائل دیرہی ہے تھے کہ اسی اثنا مین حضرت امام جعفر صادق رض آکر اونکے سر پہ کہڑے ہو گئے جب ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس ماجرے سے خبردار ہوئے کہ آپ کھڑے ہین فوراً تعظیم کو کہڑے ہو گئے اور کہا اے ابن رسول اللہ اگر مجھکو پہلے سے آپکی تشریف آوری معلوم ہوتی تو مین بیٹھا نہ ہتا حضرت امام جعفر صادق ع نے فرمایا بیٹھو اے ابو حنیفہ اور لوگون کو جواب دو اوراسے کام پر پایا ہی ہمنے اپنے اجداد امجاد کو یعنے یہی کام ہمارے جد بزرگوار بہی کرتے تھے۔ اور ابوالمحاسن حسن بن علی نے باسناد خود ابی بختری سے روایت کی ہے کہ جعفر صادق ع نے جب ابو حنیفہ رح کو دیکھا کہا گویا کہ مین دیکھتا ہون طرف تمہارے کہ میرے جد کی سنت کو زندہ کرتے ہو بعد کہنہ ہونے اوسکے کے اور ہو تم جاے فرار ہر مظلوم کے اور فریاد رس ہر غمزدہ کی تمسے راہ پاوین متحیر لوگ جب کہ عاجز ہون اور تم راہ دکہاؤ اون لوگون کو راہ واضح جبکہ وہ حیران ہون پس ہو تمکو خدا سے مدد اور توفیق تاکہ طالبان تمہاری راہ پر راہ چلین (یعنے جو لوگ کہ طالب رضای خدا و دین حق کے ہین وہ تمہاری پیروی کرین) رہا یہ دعوی مخالفین کا کہ باوجود اسکے کہ ابو حنیفہ نے حضرات ایمہ اہل بیت رض سے اخذ علم کیا لیکن اونسے مخالفت کی یہ دعوی محض بے دلیل ہے اگر ابو حنیفہ رح نے حضرت امام جعفر صادق رض کی مخالفت کی ہوتی تو ہرگز حضرت امام جعفر صادق ع اونکی ایسی مدح نفرماتے اور قاضی ابو یوسف اور محمد بن حسن رحمہما اللہ واسطے زیارت حضرت امام موسی کاظم رض کے جاتے تھے چنانچہ اس بات کو صاحب مقبول نے کہ امامیہ مین سے ہین کہا ہی کہ جسوقت کہ ہارون الرشید نے حضرت موسی کاظم کو قید کیا تہا یہ لوگ اوسی جگہ اونکے پاس جاتے تھے۔ از سیف المسلول پس حدیث سفینہ اور ثقلین سے حسب مضمون بالا بخوبی ثابت ہو گیا کہ اہل سنت وجماعت قولاً وفعلاً وتعملاً محبت تمامی اہل بیت اور عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور نیز اصحاب رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رکہتی ہین پس چاہیئے کہ یہی ناجی بالیقین ہون اور مخالفین صرف تولاً بعض اہل بیت کی

محبت کا دعوی کرتے ہین وہ اس یقین سے علیحدہ ہون۔ پس حال محبت واطاعت مخالفین کا عترت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تو اوپر معلوم ہو چکا کہ قولاً ہی مگر فعلاً ومعنےً نام کو بھی نہین بلکہ بجاے محبت واطاعت کے معنےٰ بغض وعداوت ولعن وطعن ہی گو بعض کے ساتھ سہی مگر جبکہ حدیث عترت مین کسی نام کے ساتھ عترت واہل بیت مخصوص نہین کئے گئے تو اُنہین سے بعض کے ساتھ عداوت رکھنا اور لعن وطعن کرنا گویا سب سے ہی رہتی تابعداری اور اطاعت اور عظمت خدمت وکتاب اللہ کی اوسکی یہ کیفیت ہے کہ قرآن مجید پر مخالفین اعتماد نہین رکھتے کہتے ہین کہ قرآن مین صحابہ رض نے تحریف کردی ہی اور جو کچھ کہ متواتر ہے عثمان رض سے متواتر ہی نہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور نیز جو حدیثین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہ رض سے مروی ہین وہ اونکے نزدیک معتبر نہین ہین کیونکہ اونکا قول ہی کہ بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سب کے سب مرتد ہوگئے مگر چار آدمی پس اجماع صحابہ بھی اس صورتین مخالفین کے نزدیک حجت نہین ہوسکتا مگر یہ نہین کھلتا کہ پھر جو مخالفین یہ مذہب لائے ہین اور اس مذہب کی نسبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرتے ہین وہ کہان سے کرتے ہین مگر اس موقع پر کہینگے کہ ہمنے اپنا مذہب ایمہ ع سے اخذ کیا ہی تو یہ دعوی مخالفین کا کئی وجہ سے باطل ہے۔ اول یہ کہ پہلے امامت کو ثابت کرو پیچھے یہ دعوی کرو کیونکہ امامت فرع نبوت کی ہے جس حالت مین نبوت خود ہی بجز متواتر صحابہ رض ثابت نہوئی جیسا کہ ذکر ہو چکا پس امامت کیونکر ثابت ہوگی اور جس حالت مین تم لوگ قول جماعت بیشمار کا کہ وہ صحابہ اور تابعین ہین معتبر اور مفید علم نہین جانتے اور ان لوگون کے اتفاق کو کذب پر حمل کرتے ہو تو ظاہر ہے کہ قول علی و دیگر ایمہ ع کا کہ ہر قرن مین زیادہ ایک شخص سے امام نہین ہے کیونکر معتبر اور مفید یقین ہوگا اب رہا دعوی عصمت کہ مصحح اون کے قول کا ہوسکا ثبوت محال ہی۔ اور نیز عصمت فرع امامت کی ہے جب امامت ہی ثابت نہین ہے تو عصمت کہان سے ثابت ہوگی۔ دوسرے یہ کہ اگر امامت حق ہوتی امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ اپنے

بیٹے محمد بن حنفیہ کو اوس سے مطلع کرتے ایسی خبر کو کہ اصول دین سے ہو اور اوسپر اسلام مبنی ہو کبھی اوسکو مہمل نچھوڑتے اور محمد بن حنفیہ کو کبھی ایسی خبر سے غافل نچھوڑتے اگر ضبر و ذکر جاتے تو محمد بن علی کو علی ابن الحسین سے دربارۂ امامت جھگڑا ہوتا جیسا کہ مخالفین کا گمان ہے کہ امامت مین محمد ابن حنیفہ نے علی بن الحسین سے جھگڑا کیا اور حجر اسود کو حکم بنایا الی آخر افزدہ اور پھر اسیطرح علی بن الحسین اپنے بیٹے زید کو مطلع کردیتے تاکہ زید امامت سے محمد باقر کے انکار نکرتے۔ حالانکہ کلینی نے کافی مین ابان سے روایت کی ہے کہ ہشام واحول نے کہا کہ مجھسے زید بن علی نے کہا کہ تو میرے ساتھ رہ تاکہ جہاد کرین احول نے جواب مین کہا نہین تب زید نے کہا کہ تو اپنی جان کو ہمسے عزیز رکھتا ہے احول نے کہا کہ مین ایک جان رکھتا ہون حق تعالی کے واسطے زمین مین حجت ہی یعنے محمد باقر امام برحق ہین پس میرا تمہارے ساتھ رہنا اور نرہنا برابر ہی زید نے کہا کہ میرے باپ مجھسے ایسی محبت رکھتے تھے کہ ہمیشہ لقمہ ٹھنڈا کرکے میرے منھہ مین دیا کرتے تھے کیونکر گوارا کرسکتے کہ مجھکو آتش دوزخ مین ڈالتے یعنے اگر محمد باقر امام برحق ہوتے تو میرے باپ مجھے ضرور اطلاع دیتے۔ تیسرے یہ کہ امامت مین مخالفین کے نزدیک نص جلی شرط ہی اور یہ امر یقینی ہے کہ اگر امامت اصول دین سے ہوتی تو ضرور ہے کہ شارع اوسکو ہرگز مہمل نچھوڑتے اور اگر امامت مین نص بطریق احاد کے کافی متصور کرین تو یہ امر جائز نہین ہوسکتا کیونکہ روایت آحاد کی موجب علم کی نہین ہے اور بنا عقائد کی اوسپر ہو نہین سکتی پس واجب ہی کہ نص متواتر ہو اور اسیوجہ سے مخالفین دعوی تواتر کا کرتے ہین مگر دعوی تواتر اونکا باطل ہے کیونکہ اگر تواتر ہوتا تو اسقدر اختلاف امامت ایمہ مین واقع نہوتا اسلیے کہ متواترات مین اختلاف محال ہے جبکہ اختلاف بسیار امامیہ ایمہ مین واقع ہی یہانتک کہ اصحاب ایک امام کے کہ ہر ایک دعوی اخذ علم اوسی امام سے رکھتا ہے باہم مختلف ہین پس تواتر کہان رہا چنانچہ جعفر صادق ع کے اصحاب عمر بن سعید مدائنی وغیرہ کہتے ہین کہ امام بعد جعفر کے اونکے بیٹے عبداللہ ہین اور علی بن ابی حمزہ سالم اور

علی ابن رباح وغیرہ کہتے ہین کہ امام بعد جعفر کے موسی ہین اور موسی پر امامت ختم ہوئی آور
ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ امام بعد موسی کے اونکے بیٹے علی ہین اور یہی اسیطرح سے
موسی ہو کے اصحاب مین اختلاف ہو احمد بن امی بشر سراح ابی جعفر وحسین بن مہران
ومحمد بن ابی نصیر سکونی وعثمان بن عیسی ابو عمرو عامری وصفوان بن یحیی ابو محمد علی تے
ہین کہ امامت موسی پر ختم ہوئی اور دیگر اصحاب موسی کے کہتے ہین کہ امام بعد موسی کی علی ہے
اسیطرح کے بہت اختلاف درمیان اصحاب ہر امام کے واقع ہوئے ہین اور یہ اختلاف
دلیل کذب کی ہے اور موجب اضطراب اور نادرستی کا ہے احادیث احاد مین چہ جائیکہ
متواترات مین کما لا یخفی چوتھے یہ کہ امامت کا دعوی ایمہ سے متعارض آیا ہے مثلاً محمد باقر
اور زید دونون بیٹے علی بن الحسین کے ہین اور دونون عالم اور متقی اور متصف باوصاف
کمال اور مخالفین دونون سے دعوی امامت نقل کرتے ہین زیدیہ زیدؓ سے اثنا عشریہ
وباقریہ محمد باقر ؓ سے پس ایک کی تصدیق کرنا اور دوسرے کی تکذیب کرنا ترجیح بلا مرجح ہے
وَاِذَا تَعَارَضَا تَسَاقَطَا یعنے جب دونون متعارض ہوئے دونون ساقط ہوئے۔ اور نیز بعض
لوگ اصحاب ایمہ مین سے چنانچہ حسن بن علی بن وصال اصحاب امام رضا و جواد سے
منکر امامت دونون کے تھے اور اوس شخص کی تکذیب کرتے تھے کہ جو اونکو امام واجب الطاعت
جانتے۔ اور سماعہ بن مہران حضرمی اصحاب صادق اور کاظم سے اور عثمان بن عیسے
اصحاب کاظم اور رضا سے منکر امامت رضا ہو کے تھے پس ظاہر ہی کہ باینہمہ اتنا ذہب تعارض
درمیان احوال ایمہ و اقوال اصحاب ایمہ امامت کیونکر ثابت ہوسکتی ہے۔ یہ تہوڑے سے
وجوہات بطلان دعوی مخالفین بطور مشتی نمونہ از خرواری اس رسالہ مختصر مین لکھے گئے
پورے طور پر تشریح کے ساتہہ دیکہنا ہو تو جناب قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی
رحمہ اللہ کی کتاب سیف المسلول کے برہان ثامن مقالہ اولی ابطال مذہب مخالفین
مین ملاحظہ کیجیے۔ یہ حال ہے مخالفین کا کتاب اللہ اور احادیث وعترت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ پس جس حالت میں مخالفین کتاب اللہ کو تحریف کردہ صحابہ رضی اللہ عنہ اور
احادیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کہ بروایۃ صحابہ رض مروی ہیں غیر معتبر سمجھتے ہیں اگرچہ وہ متواتر
سے ہیں پس اس صورت میں اگر مذہب مخالفین کا صحیح سمجھا جاوے تو نبوۃ ثابت ہوتی ہے
اور نہ جو کچھ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے خدا کے یہاں سے نازل ہوا بلکہ تمام متواترات
سے وثوق جسکا نام ہے وہی اوٹھا جاتا ہے اور متواترات کے انکار سے سفسطہ لازم آتا ہے اسلیے
کہ ہمنے نہ تو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور نہ حضرت ابوبکر و حضرت علی کو اور نہ پیغمبر صاحب
کی معجزے کو دیکھا ہے نہ جبرئیل کو اور نہ ہمارے سامنے قرآن نازل ہوا بلکہ ہمنے قرآن کو پایا
اور بخبر متواتر دریافت ہوا کہ یہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا اور بڑے بڑے
فصحاے عرب نے قاطبۃ اوسکا معارضہ کیا اور سب کے سب باوجودیکہ جم غفیر اور
جماعت کثیر تھی اور مدت دراز تک معارض رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے
یہی تحدی رہے کہ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ پس لاؤ تم کوئی سورۃ بھی مانند اوسکے
مگر معارضہ سے عاجز رہے اور محمد صاحب ایک مرد امی تھے قریش سے دعوے نبوت کا کیا
اور یہی قرآن جواب موجود ہے پڑھا اور لوگوں کو اسکی طرف بولایا اوسوقت محمد صاحب
صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ کوئی رفیق تھا اور نہ کوئی آپ کی پاس فوج تھی جو ظلم بلکہ احد من الناس
تھی یہ بات محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی وضیع و شریف اہل مکہ کو کہ اپنے دین آبائی سے
سخت مالوف تھے ناگوار گذری اس سبب سے وہ لوگ محمد صاحب کی عداوت پر مستعد
ہوگئے جب محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر معجزات باہرہ نے ظہور پکڑا اور اللہ پاک کے
کلام نے لوگوں کے دلوں میں اثر کیا بقدر استعداد لوگوں نے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم
قبول کیا سب سے پہلے جو ایمان لاے ابوبکر رضی اللہ عنہ یا علی رضی اللہ عنہ تھے پھر ایک جماعت
قلیل مسلمان ہوئی عمر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ بھی اوسی جماعت سے تھے اوسکے
بعد روز بروز آفتاب ہدایت الہی نے قوت پکڑی اور تاریکی کفر روبہ ضعف ہوئی اور جو کعبہ ...

بھی محمد صاحب اور آپ کی اصحاب کے عداوت اور آپ کی دین کے برہم کرنے مین کوئی قصور نہین کرتے تھے جو مسلمان کہ تابع محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو گئے تھے وہ لوگ محبت و تائید محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم اور دین محمدی مین جان و مال تصدق کر دینے مین تقصیر کرنا نہین چاہتے تھے ہمہ نوع مستعد اور کمر بستہ اطاعت تھے یہانتک کہ دور دراز بلاد و دوسرے کے لوگ جو دوسرے دین سے الفت رکھتے تھے حقیقت دین محمدی دریافت کرکے ہر جانب سے آتے تھے اور حسب مضمون یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللہِ اَفْوَاجًا داخل دین محمدی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ہوتے تھے۔ اوسوقت بخطاب اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ سے بشر ہوئے اور آن سرور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بحکم اِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ کی ندا اَلرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی کی بلند کی۔ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ اصحاب آپ کی حیات مین ساعی فی الدین تھے اوسی طرح سے بعد وفات آپ کی بھی ترویج دین مین سعیان و کوششین کرتے رہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بنی حنیفہ وغیرہ قبائل عرب سے کہ مرتد ہو گئے تھے جہاد کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسقدر بلاد کفر کو نور اسلام سے منور کیا کہ کسری و قیصر کو بھی برہم کر دیا پس یہ سب خبرین ہمکو بذریعہ اخبار متواترہ کے معلوم ہوئین پس اگر یہ سب خبرین متواتر موجب علم یقین کے ہین تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت بھی مسلم اور قرآن بھی مسلم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حق بھی ہم مسلمانون کے گردنون پر مسلم کہ یہ سب رنج اوٹھا کر اور کوششین فرما کر ہم لوگون کو تاریکی کفر سے نکال کر نور اسلام سے آپنے مشرف فرمایا اور جنت کی راہ دکھائی اور اسیطرح حق ابوبکر و عمر و عثمان و علی وغیرہم رضی اللہ عنہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ہم لوگون یعنی اہل اسلام کے گردنون پر ثابت اور متحقق ہے کہ یہ سب حضرات محمد وحین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان سب رنج کشیون اور سعیون مین شریک اور رفیق تھے لیکن یہ حقوق ان حضرات کے برابر نہین ہین بلکہ متفاوت درجات ہین چنانچہ حق تعالے

فرماتا ہے لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى وقال اللہ تعالیٰ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى

ترجمہ نہین برابر ہوتے پیچھے رہنے والے مسلمانون سے سواے ضرر والے یعنی اندھے لنگڑے بیمار و رجہاد کرنے والے بیچ راہ اللہ کے ساتھ مالون اپنے کے اور جانون اپنے کے بزرگی دی اللہ نے جہاد کرنے والون کو ساتھ مالون اپنے کے اور جانون اپنے کے اوپر پیچھے رہنے والون کے درجون مین اور ہر ایک کو وعدہ دیا اللہ نے اچھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے نہین برابر تم مین سے وہ شخص کہ جس نے خرچ کیا تھا پہلے فتح مکہ سے اور لڑائی کی تھی یہ لوگ بڑے ہین درجون مین اون لوگون سے کہ خرچ کیا اونھون نے پیچھے سے اور لڑائی کی اور ہر ایک کو وعدہ دیا اللہ نے اچھا ختم ہوا ترجمہ دونون آیتون کا پس نظر حالات بالا نادان سے نادان بھی سمجھ سکتا ہے کہ مذہب مخالفین باطل ہے اور مذہب اہل سنت وجماعت برحق وثابت اور اگر یہ سب خبرین متواتر کچھ مفید علم ویقین مضامین بالا مین نہین ہین تو لازم اویگا کہ یہ سب لاکھون مرد وعورت کہ عرب وعجم کے باشندے تھے مختلف قبایل سے تھے دور دراز ملکون کے رہنے والے تھے مختلف المزاج تھے جنھین لوگون نے اپنا آبائی دین چھوڑ کر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کیا تھا اور نیز اون لوگون نے ہر طرح کی رنج اور تکالیف جان اور مال کی برداشت کر کے دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مستحکم کیا تھا اور اون سبھون نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے صحبتین پائین یقین مگر صحبت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکو کچھ فائدہ نہ کیا سبھون نے بپاس خاطر ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہ کے دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو برباد کیا اور قرآن منزل من اللہ کو معدوم کر کے قرآن عثمان رضی اللہ عنہ کو خدا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب کر کے متواتر روایت کیا اور ایک دوسرا دین علاوہ

دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے تراش کر کے ہم لوگون تک پہونچایا ہے پس ایسی حالت مین کہ خبر متواتر قابل اعتماد و وثوق کے نہ سمجھی جاوے تو محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود اور آپ کے معجزات پر علم کہان سے اور کیونکر حاصل ہو سکتا ہے گویا تمامے متواترات سے وثوق اوٹھا جاتا ہے کیونکہ جائز ہے یہ کہ کوفہ و بصرہ و بغداد و مصر و نجف اشرف و کربلا وغیرہ جہان مین موجود ہنوان لوگون نے جھوٹ پر متفق ہو کر اونکی موجودگی کی خبر متواتر تم تک یعنی اون لوگون تک جنھون نے اون مقامات کو دیکھا نہین پہونچائی ہو اور یہ در حقیقت سفسطہ ہے اور یہ دعوی کرنا کہ اس خبر متواتر سے علم موجود اور ثبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حاصل ہوتا ہے اور علم باحسان مع اسلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا حاصل نہین ہوتا یہ دعوی ہے محض بے دلیل اور تفریق ہے بلا فارق کما لا یخفی بہ سیف المسلول برہان سابع و ثامن پس جب سب تشریحات بالا بخوبی ثابت ہو گیا کہ حدیث غدیر خم مین مخالفین جو لفظ مولی الکو معنی اولی با مستعمل کرتے ہین وہ مفہوم اونکا سراسر باطل و غلط ہے اور ملا باقر مجلسی کہ بہت بڑے عالم اور مقتدا مذہب اہل التشیع کے ہین اونھون نے مفہوم مخالفین کو جو حدیث موصوف سے سمجھے تھے تصدیق حدیث نزول ستارہ کہ اسکی بھی تصریح مع نام و نشان کتاب و صفحہ گذر گئی ہے بیخ و بن سے کہود بہایا اور باواز بلند کہدیا کہ غدیر خم مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا خلیفہ نہین فرمایا تھا ورنہ حدیث نزول ستارہ بے معنی ہوا جاتا بلکہ بعض علماے قدیم نے مخالفین مین سے بے سوچے اور سمجھے و اندیشہ انجام کار کے جو حدیث خم غدیر کو اٹھا کر اذان مین اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰهِ وَصِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَخَلِيْفَتُهٗ بِلَا فَصْلٍ کو داخل کر دیا ہے اوسکو و محققین کے علماے متقدمین و متاخرین متقدمین نے عقل لطیف کو کام فرما کر اور انجام کار سے اندیشہ کر کے بخیال مضحکہ غلط قرار دیکر صاف لکھدیا اور بدلائل کتب حدیث و فقہ اذان کے صرف اٹھارہ کلمے جسمین یہ کلمات نہین ہین ثابت کر کے جائز

جواب صورت مذکورہ مین وہ شخص خاطی و گنہگار ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم ۔ ہوالعالم
نقل عبارت لفافہ ڈاک فتوی مذکورۃ الصدر بعونہ تعالیٰ لفافہ ہذا در شہر الہ آباد
دائرہ شاہ اجمل مکان غلام ضامن صاحب سپردہ ببطالعہ ساطعہ والا منزلت عالی مرتبت
مصدر لطف و محبت سید غلام حسین صاحب زاد مجدہم موصول باد (السید ابراہیم
عفی عنہ ۱۷ ماہ صیام ۱۲۹۶ ہجری ببرنگ از لکھنؤ

نقل فتوائے حال مجتہد موصوف

کیا فرماتے ہین علمائے فرقہ شیعہ اس مسئلے مین کہ اذان مین اَشْہَدُ اَنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ
عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ وَوَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَخَلِیْفَتُہٗ بِلَا فَصْلٍ کہنا جزو ایمان اور مستحب ہے
یا نہین اور کہنے والا عند اللہ مستحق ثواب ہوگا یا نہین جواب کلمۂ مذکور کا کہنا اور اعتقاد
کرنا جزو ایمان ہی اور اذان مین کہنا باعث اجر و ثواب عظیم ہی علاوہ برین اسکے کہنے سے
شیعہ لوگ سمجھتے ہین کہ اذان ہی شیعہ کی اور یہ سنکے معلوم کرتے ہین کہ اب نماز ہمارے مذہب کا
بیش نماز ادا کیا چاہتا ہی اپنی مسجد مین اور جو مسافر وارد ہوتے ہین شیعہ یا کوئی اپنے
کاروبار مین مصروف ہوتا ہی وہ اوسکو ترک کرکے حاضر ہوتا ہی واسطے نماز کے جسطرح
اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ خاص اہل سنت کی نماز صبح کی اذان کے واسطے معین کیا گیا ہے
تا کہ جو لوگ سوتے ہین وہ مطلع ہو جاوین اور معلوم کرین کہ یہ اذان اہل سنت کی نمازیون
کی ہی اور اپنی مسجد اور نماز کی طرف سعی کرین واللہ تعالیٰ اعلم ہوالعالم محمد ابراہیم عفی عنہ ۔
بتاریخ ۱۵ جولائی ۱۸۸۱ء عدالت منصفی درجۂ اول شہر الہ آباد مین بمقدمہ نمبری ۲۵ سنہ ۱۸۸۱ء
داخل ہوا اور صحیح ہو کہ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ معتبر حدیث شیعہ مین اور کتاب حدیث شیعہ
استبصار اور کتاب حدیث شیعہ تہذیب الایمان مین کہ یہ تینون کتابین معتبر کتب حدیث شیعہ
کی ہین اشارہ کلمے اذان مین لکھے ہین یہ کلمہ داخل نہین اور کتب فقہ معتبر فرقہ شیعہ مثل
شرح لمعہ و شرائع و جامع رضوی وغیرہ مین بھی یہ کلمے نہین ہین بلکہ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ مین

اٹھارہ کلمے اذان کی نسبت لکھے ہین کہ یہی اذان صحیح ہی نہ زیادہ کیا جاویگا اوسمین اور نہ کم کیا جاویگا
اوس سے اور فرقۂ مفوضہ نے کہ لعنت کرے اونکو اللہ چھوٹی حدیثین بنالی ہین اور زیادہ کیا ہے
اونکو اعتبار سے اذان مین محمد وآل محمد خیر البریہ دو مرتبہ اور اونکی بعض روایت مین ہے بعد
أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ کے أَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰهِ دو مرتبہ اور اونمین مفوضہ
سے ہی جو شخص کہ روایت کی اوسنے بدلے مین اوسکے أَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِيْنَ حَقًّا
دو مرتبہ اور بیشک عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰهِ ہین اور تحقیق کہ وہ امیر المومنین ہین اور تحقیق محمد اور آل محمد خیر البریہ
ہین لیکن نہین ہے یہ اصل اذان مین خاصکر مین نے ذکر کیا اس مضمون کا اسلیے کہ پہچانے
جائین اس زیادہ کرنے سے وہ لوگ جو متہم ہین ساتھ مذہب تفویض کے یعنی مُفَوِّضَہ
لَعَنَهُمُ اللّٰهُ جو چھپائے ہوئے ہین اپنے کو ہمارے فرقے مین انتہے ترجمہ - اور کتاب مسمے
بشرح لمعہ مین ہی لیس ہوگا داخل کرنا اوسکا یعنی تشہد بولایۃ لعلے علیہ السلام وغیرہ کا
اذان مین بدعت اور نئی شرع کا پیدا کرنا جیسا کہ اگر زیادہ کرے نماز مین ایک رکعت یا قعود یا مثل
اوسکی عبادات سے اور بالجملہ یہ احکام ایمان سے ہی نہ کہ کلمات اذان سے کہا صدوق نے
کہ تحقیق داخل کرنا اسکا اذان مین حدیث بنا لینے فرقہ مفوضہ سے ہی اور فرقۂ مفوضہ ایک گروہ
غلات روافض سے ہی غلات کو شیعہ کافر سمجھتے ہین - اور کتاب ... یون ہی ہویگی کلمے کا اذان مین
کلمات مذکورہ سے حرام لکھا ہی اور کتاب جامع عباسی مین ہی اذان عبادتیست متلقے از شارع
و زیادہ کردن چیزے یا کم کردن چیزے ازان بدعت و ہر بدعت ضلالت ست محدثین اور
فقہا کی کتب معتبرہ مین جو کچھ لکھا تھا وہ تو آپنے دیکھا کہ جسمین أَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰهِ
کی نسبت حرام اور بدعت اور ضلالت اور نئی شرع کا بنا لینا لکھا ہی اور اوسکو شعار اور پہچان
فرقۂ مفوضہ کا قرار دیا ہی اور لَعَنَهُمُ اللّٰهُ کا لفظ اونکی نسبت لکھا ہی کلمہ خَلِيْفَةٌ بِلَا فَصْلٍ کا
تو کہین ذکر بھی نہین ہی یہ کلمہ تو مفوضہ پر بھی حاشیہ لگاتا ہی تعصب کی سلامتی کی دعا
فرمائی جاوے افسوس کہ حضرت مجتہد نے ان روایات اور عبارات صحیحہ کا کچھ لحاظ نفرمایا

اور اپنے فتوے سابقہ محررہ ۱۷ رمضان شریف [illegible] ہجری کو بھی بقول حافظہ نباشد نظر انداز
فرما کر بعض متعصبین کے خاطر سے نیا اجتہاد فرمانیکا ارادہ فرمایا بنیاد فساد کو شل بغوضہ کے
جنکی نسبت ۰۰۰۰۰ اوپر مذکور ہے بابے اجتہاد کے ایجاد کیا سبحان اللہ کبہی فتوے
خطا و عصیان اور کبہی فتوائے اجر و ثواب و ادخال فلان جز و ایمان سے [illegible]
اور کجا سے [illegible] فرمانے کی بات ہے کہ ادلہ احکام فقہیہ نزد فرقہ امامیہ [illegible]
ایک کتاب اللہ دوم سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ عبارت ہے حدیث نبوی و
احادیث ائمہ علیہم السلام سے تیسرے دلیل احکام فقہیہ کے ثبوت کی اجماع ہے جو عبارت ہے
اتفاق جمیع اہل حل وعقد امت مصطفوی سے ہے اور اوسکی تین قسمیں ہین اول اجماع جمیع
فرق اسلام جسکی مخالفت کفر ہے دوسرے اجماع جمیع علماے فرقہ امامیہ جسکی مخالفت
سے شیعہ ہونے سے خارج ہوجاتا ہے تیسری دلیل عقل ہے جو قیاس سے بھی عام ہے
بدین وجہ مجتہد کو چار امر مین کامل ہونا ضروریات سے ہے اول قرآن دانی دوم حدیث دانی
و مہارت علم اصول حدیث سوم علم تواریخ لصحت و اقوال علما و احوال علماے مجتہدین
سابقین اور اونکی ادلہ کی واقفیت تامہ چہارم سلامت عقل و صحت حواس و صحت بدنی و
قواے ظاہری و باطنی۔ اب اس فتواے حال کو ملاحظہ فرما کر دیکھیے کہ کس دلیل شرعی پہ
مبتنی ہے اول کتاب دوم سنت سوم اجماع کو حسب مضامین عبارت کتب سابقہ کے کچھ
تعلق اس فتوے سے نہین ہے باقی رہی چہارم عقل جسکا مقتضیٰ یہ ہے کہ ہر مسلمان کو خوف خدا
اور مستعدی امور دینی مین لازم ہے جسکی کیفیت ان دونون فتوؤن پر بغور لحاظ کرنے سے
ظاہر ہوتی ہے فتواے اول جو ناشایستہ آدمی نے طلب کیا تھا اور اوس سے کوئی
غرض متعلق نہ تھی کیسی بے پروائی سے اوسکا دو لفظی جواب دیا حالانکہ وہ سائل
عبارت کتاب کا بھی طالب تھا اوس سے بھی دریغ فرمایا گیا بلکہ شق ثانی سوال یعنی
اس کہنے کی نسبت شرعًا کیا حکم ہے کا بنظر سہل انکاری و بے پروائی جواب بھی نہ دیا باخاطر

قرار پاکر اوسکا جواب بھی نہ دیا گیا اور فتوای حال جو ایک رئیس اہل دولت کی خاطر سے
لکھا گیا فتوای سابق کے خلاف۔ یعنے عبارت سے کہ وقت اعتراض کچھ توجیہ بار دگر کرنے
کی جگہہ ہو اور مکنون خاطر سائل بہت صراحت کے ساتھہ بیان کیا جاوے گو خلاف کتب معتبرہ
حدیث وفقہ کے بھی ہو جائے (کیا پرواہے) اب جواب حال کو بغور دیکھئے کہ کسقدر عقل صحیح
پر مبنی ہے جسکا مختصراً ذیل مین حوالہ دیتا ہون عبارت فتوی کی کلمہ مذکور کا کہنا اور اعتقاد کرنا
جزو ایمان ہے۔ یہ عبارت فتوی بالکل غلط ہے اذان مین کہنا اور اعتقاد کرنا ہرگز
جزو ایمان نہین ہے بلکہ جزو اذان بھی نہین ہے اور اگر اس عبارت سے حکم خارج از اذان
مقصود ہو تو سوال از آسمان کا جواب از ریسمان ہے۔ برین عقل و دانش بباید گریست
حالانکہ خارج از اذان بھی اسکا کہنا اور اعتقاد کرنا جزو ایمان نہین ہے بلکہ یہ کلمہ بالکل غلط
اور خلاف کلام حضرت امیر المومنین اسد اللہ الغالب جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے
ہے کما فے نہج البلاغۃ دیکھیے ترجمہ کتاب مذکور مندرجہ خط حضرت علے
علیہ السلام جو بنام معاویہ رض کے ہے کہ تحقیق بیعت کی میری اوس قوم نے جس نے
بیعت کی ابوبکر و عمر و عثمان سے اوس قرار پر جس پر بیعت کی اون لوگون نے
اونکی یہ نہوگا کہ موجود تو قبول کرے اور جو موجود نہوا انکار کرے اور مشورہ مہاجرین
اور انصار کا ہے پس اگر اتفاق کرین کسی شخص پر اور اوسکو امام نام زد کرین تو
ہو جائیگا یہ اتفاق رضامندی اللہ کی پس اگر باہر ہوا اوسکے حکم سے کوئی باہر
ہونے والا بسبب طعن یا بدعت کے پھیرو اوسکو طرف اوس چیز کے جس سے وہ خارج
ہوا ہے پس اگر انکار کرے قتال کرو اوس سے بسبب پیروی کرنے اوسکے کہ ایسی راہ
کی جو نہین ہے راہ ایمان والون کی) عبارت خط مذکور سے بصراحت ثابت ہے کہ حضرات
خلفاے ثلثہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین قبل حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلیفہ ہوئے
تھے لہذا معنے صریحی اس کلمے کے بالکل غلط قرار پا گئی اب رہا مدلول التزامی اس کلمے کا

ھ بیعت ... (margin note, handwritten, largely illegible)

جو درحقیقت طعن اور سبّ صحابہ مین داخل ہے یعنے بظاہر گو خلیفہ ہوئے تھے لیکن
نعوذ باللہ اونکی خلافت خلافت حقّہ نہ تھی بلکہ خلافت حقہ بلافصل خلافت حضرت علی
کرم اللہ وجہ کی تھی جو بجبر حضرت موصوفین رضی اللہ عنہم سے غصب کر لی تھی اس
معنے کا لازم بیّن طعن اور سبّ ہی اسے خط حضرت مرتضوی رضوان اللہ تعالی
علیہ وعلی آلہ سے بطلان اس دعوی کا بھی ثابت ہے جیسا کہ عبارت خط مذکور سے
ظاہر ہے اس خط شریف مین یہ عبارت جو مندرج ہے (بسبب پیروی کرنے اوسکی
ایسی راہ کے جو نہین ہے راہ ایمان والون کی) یہ امر آیت شریف قرآنی سے بھی
ثابت ہی کہ حضرت باری عز اسمہ نے اپنے کلام پاک مین انحصار مسلمانونکا تین گروہ
مین فرمایا ہے اول مہاجرین دوسرے انصار تیسرے وہ لوگ جو اونکے بعد ہونگے
اور اونکو اچھا کہین گے نہ کہ وہ لوگ جنکا جزو ایمان خلاف اسکے ہو (دیکھو آیت
للفقراء المهاجرين الى اخر الاية) ابن حدید شارح کتاب نہج البلاغت نے جو
اس خط مولی المؤمنین جناب امیر علیہ السلام کو محمول تقیہ پر کیا ہے قیاس مع الفارق
ہے حضرت اشجع المسلمین یعسوب الدین اسد اللہ الغالب حضرت امیر المؤمنین
علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ کو اپنے عہد خلافت مین کیا خوف تھا جسکی جہت سے
تقیہ فرماتے اور خود عبارت خط مذکور منافی امر تقیہ ہے بلکہ اوس سے اٹھانا صولت
اور امر بقتال بحالت نافرمانی ظاہر و ثابت ہے یہ امر بھی متفق علیہ حضرت شیعہ ہے کہ
حضرات ایمہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین منجانب اللہ مخیر تھے کہ جب تک چاہین زندہ
رہین اور جب چاہین انتقال فرمائین پھر خوف کیا بالجملہ خوف کا احتمال کرکے نسبت
تقیہ کے طرف حضرت موصوف سلام اللہ علیہ وآلہ کے سوء ادب سے خالی نہین ہے
نعوذ باللہ من ذلک شاید حضرات شیعہ آیۂ کریمہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ اِلٰى اٰخِرِهٖ کو بھول گئے جسمین خلیفہ کے خوف سے مامون ہونیکا وعدہ ہے

ط [illegible]

یا جناب باری عز اسمہ کے وعدہ کے کچھ قدر نہ سمجھی - فرمایئے کہ اللہ تعالی صادق الوعد ہی کہ نہین اور یہ وعدہ خداوند کریم نے پورا کیا یا نہین اور اگر پورا کیا تو بعد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے وعدہ پورا کیا وہ اپنے اوقات خلافت مین حضرت خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین تھے یا نہین اور اسصورت مین کسی وقت مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کیا ضرورت تقیہ کی تھی نعوذ باللہ ورصورت خلافت بلا فصل حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وہ وعدہ کسطرح وفا ہو سکتا ہی اور امن من الخوف کہان رہا کہان تک آیات قرآنی اور احادیث کا حوالہ دون شاید طوالت باعث ملالت ہو آیندہ اگر کسیکو طالب پاؤنگا تو اور بھی عرض کرونگا اسوقت اسی قدر پر اختصار کرتا ہون عبارت فتوی (اور اذان مین کہنا باعث اجر اور ثواب عظیم ہے) - یہ عبارت فتوی تو دعوی بلا دلیل ہے - مین دلایل اولیہ یعنے کتاب اور سنت اور اجماع تو شاہد اس دعوی کے نہین ہین باقی رہی دلیل چہارم عقل سو اسکی سلامتی کا حال آگے معلوم ہوگا فتوے سابق کا لفظ ،، وہ شخص خاطی اور گنہگار رہوگا ،، بھی قابل ملاحظہ ہے اور عبارت ہای سابقہ کتب حدیث و فقہ اس مقام پر قابل ملاحظہ ہے ،، عبارت فتوی (بلکہ اسی کے کہنے سے شیعہ لوگ سمجھتے ہین الی آخرہ) یعنے فتوی کی عبارت اخیر تک دیکھی جاے سبحان اللہ حضرت نے یہان پر دلیل چہارم یعنے عقل کو خرچ فرمایا ہے اوسکی نسبت اسیقدر مختصرا عرض کرنا کافی ہے کہ لفظ (اسی) کلمہ حصری کو ذرا غور کرکے دیکھئے کیا سواے اس کلمہ کے اور کوئی کلمہ اذان شیعہ مین ایسا نہین ہے جس سے فرق درمیان اہلسنت اور امامیہ کے سمجھا جاوے واہ کیا خوب آپکو کلمہ (حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ) اذان شیعہ کا بھول گیا اور شاید یہ بھی یاد نہ رہا ہو کہ اخیر اذان امامیہ مین کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ دو مرتبہ کہا جاتا ہے شاید آپکی عقل نے اس فرق کو کچھ فرق نہ سمجھا بلکہ ایسی مخالفت پر

کمر باندہی کہ گو مفوضہ مین داخل ہون یا جو کچھ ہو فرق در فرق کرتے جائین مکروہ یا حرام یا تشریع کا کچھ لحاظ نفرمائین انسان دوسرے کی بدشگونی چاہنے مین کچھ تو اپنے چہرے بگڑنے کا خیال رکھے - اب لیجیے اگر ایسا ہی فرق منظور رہے تو سنیونکی خدا و رسول و کعبہ کو بہی چھوڑ دیجیے خصوصاً کعبہ بالضرور اس دلیل عقلی سے چھوڑ دینگی لائق ہے کہ سنیون کی اذان کو اوسنے منظور کیا ہے جسپر سیکڑون حضرات شیعہ جو وہان تشریف لیگئے ہین شاہد ہین کہ وہان بالالتزام علی الاستمرار یہی اذان اہل سنت ہوا کرتی ہے بلکہ سنیون کے پیشوا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو چھوڑ کر دوسرے کو ڈہونڈہین جسنے خط مندرجہ کتاب نہج البلاغۃ نہ لکھا ہو اور حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام مقتدای اہل سنت کو چھوڑ کر کسی ایسے کو اختیار کیجیے جسنے ترک منصب خلافت پر صلح نکی ہو اور شواہد بھی عرض کرتا لیکن بخوف طوالت اسیقدر پر اختصار کرتا ہون فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ سطلبہ شیعہ صفائی اٹاوہ آورشل الہ آباد کے لکھنؤ مین بہی اپریل ۱۹۰۷ء سے اذان مین کلمہ خلیفہ بلافصل حضرات شیعہ نے بہ نسبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کہنا شروع کیا اور اسی ضمن مین کچھ آپسمین تکرار ہوئی چنانچہ چند اہل تشیع ۱۰ جون ۱۹۰۷ء مین قید شدید کے سزایاب ہوئے اوسپر شیعہ اڈیٹر اخبار تہذیب نے جو کچھ اذان مذکورہ کے جاری رکہنے اور مستحسن ہونے کے نسبت بمقابلہ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اذان صبح اہل سنت وجماعت کے اپنے اخبار نمبر مین لکھا ہے اور اوسکا جواب فاضل اجل نور الانوار نے اخبار نور الانوار نمبر ۸ مین تحریر فرمایا ہے اور اذان مین کلمہ نزاعی خلیفہ بلافصل کا کہنا کتب امامیہ سے ناجائز و حرام و بدعت و اختراع جدید ہونا ثابت کردیا ہے اوسکا بہی کتاب ہذا مین درج کرنا خالی از لطف نہوگا لہذا اوس تحریر کو جسے حافظ محمد عبد الحمید خانصاحب منیجر مطبع نظامی نے اخبار سے علیحدہ

باسم ضمیمہ چھاپا ہے بجنسہ درج کتاب ہذا کرتا ہون

(ضمیمہ اخبار نور الانوار)

(مراسلات)

مخدومنا اڈیٹر اخبار نور الانوار مدظلہ تسلیم۔ آپنے اپنے اخبار نمبر آٹھ مین جو مضمون بعنوان ہدیۂ تہذیب لکھا اوسکو عاجز دیکھکر کمال مسرور ہوا واقعی آپنے نہایت متانت و انصاف سے کلمات متنازعہ کا کہنا ناجائز و اختراع جدید ثابت کیا ہے مجھکو یقین تھا کہ ہر انصاف پسند اوسکو پسند کریگا مگر تہذیب نمبر دس ۱۰ مین تحریر اڈیٹر صاحب نامہ نگار صاحب موسوم بہ انصاف پسند دیکھکر کمال تعجب ہوا کہ یہ حضرات اون امور کا جنکا جواب مفصل نور الانوار نمبر آٹھ مین درج ہو چکا ہے پھر اعادہ فرماتے ہین اور جس امر مین بحث پیش ہے اوس سے قطع نظر کرکے وہ امور پیش کرنا چاہتے ہین جنکو اس بحث سے کچھ تعلق نہین بہرحال کمال ادب سے آپکی خدمت عالی مین یہ عرض ہے کہ تحریر جواب نامہ نگار صاحب تہذیب کی تکلیف آپ نفرمائی اور یہ خدمت میرے سپرد فرمائی مجھکو آپ کے الطاف سے امید ہے کہ میری اس التجا کو منظور فرما کے ذیل کی تحریر کو درج اخبار فرما کے ممنون کیجیے

درستی تہذیب کے لیے

جناب انصاف پسند صاحب یہ امر کہدینا کہ مفہوم غلط سمجھا اور امر حق کو چھوڑ دیا آسان ہے مگر بلا ثبوت انصاف کے بالکل خلاف ہے آپ لکھتے ہین کہ معاملہ صرف یہ تھا کہ اظہار ولایت حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا وقت اذان کہنے کے امر جدید ہے یا دستور قدیم۔ اول تو اظہار ولایت دوسرے وقت اذان کہنے (حالانکہ مذہب امامیہ مین یہ بھی ضرور نہین) پر بحث نہین بلکہ بحث تو یہ ہے کہ درمیان اذان کے حضرت علی مرتضے کرم اللہ وجہہ کی شان مین (معاذ اللہ) خلیفہ رسول اللہ بلافصل کہنا جائز ہے یا نہین اور دستور قدیم اہل تشیع کا ہے یا جدید چنانچہ فاضل اڈیٹر اخبار نور الانوار نے کتب

مذہب امامیہ سے بخوبی ثابت کر دیا کہ یہ جائز نہین اور اختراع جدید ہے یہ تاویل آپکی
کہ ہم کلمات اذان سمجھکے نہین کہتے مگر وہ کلمہ جزو ایمان ہے لہذا ہم لوگون مین اظہار
اس کلمے کا تکملہ اظہار ایمان کے لیے قدیم سے برابر چلا آتا ہے دعوی بے دلیل ہے
فقہاے امامیہ نے بتصریح لکھدیا ہے کہ اذان مین کوئی کلمہ سواے کلمات موظفہ کے کہنا بدعت
ہے کہین تخصیص نہین کہ اظہار جزو ایمان سمجھکر جائز ہے۔ دوسرے سوائے کلمہ متنازعہ کی
اور بہی تو جزو ایمان ہین اونکو بہی تکملہ مین شامل فرمایئے۔ تیسرے اختراع جدید ہونا اسکا
بخوبی ثابت ہے دیکھیے اخبار نور الانوار نمبر آٹھ صفحہ ۸۹ کالم ۳ قوی ثبوت اسکا یہ ہی
کہ جدید تصنیفات مطبوعہ مین بہی یہ کلمہ درج نہین ہے جناب خلافت۔ ولایت۔ امامت
وصایت کی تعریف اپنی کتب معتبرہ مین دیکھیے اور پہر اوسکو حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
کی شان مین بلافصل جزو ایمان سمجھنے کو یا اذان مین کہنے کو دیکھیے اور انصاف فرمایئے
ان سب کی تصریح ہم بہی آیندہ کرینگے خلاصہ یہ ہی کہ تحقیق مذہب کے موافق کتب امامیہ
سے بہی خلافت و امامت وغیرہ بلافصل حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی شان مین
ثابت نہین ہوتی نہ جزو ایمان ہونا ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ اس بارہ مین علامۂ اجل
فاضل اکمل حضرت مولانا محمد عبد القادر صاحب متوطن ہوگلی مدظلہ العالی نے کتب مذہب
امامیہ سے ایک رسالہ احقاق الالزام تحریر فرمایا ہے مختصراً یہان دو ایک روایات
درج ہوتے ہین اپنی کتاب نہج البلاغہ کو ملاحظہ فرمائیے حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ خلافت
کی نسبت کیا ارشاد فرماتے ہین عبارت کتاب مع ترجمہ درج ذیل ہو اِنَّہٗ بَایَعَنِیْ
الْقَوْمُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا اَبَا بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ عَلٰی مَا بَایَعُوْھُمْ عَلَیْہِ فَلَمْ یَکُنْ
لِلشَّاھِدِ اَنْ یَّخْتَارَ وَلَا لِلْغَائِبِ اَنْ یَّرُدَّ فَاِنَّمَا الشُّوْرٰی لِلْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ
فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی رَجُلٍ وَّسَمَّوْہُ اِمَامًا کَانَ ذٰلِکَ لِلّٰہِ رِضًا فَاِنْ خَرَجَ مِنْ
اَمْرِھِمْ خَارِجٌ بِطَعْنٍ اَوْ بِدْعَۃٍ رَدُّوْہُ اِلٰی مَا خَرَجَ مِنْہُ ترجمہ تحقیق بیعت کی

مجھسے اوان لوگون نے جنھون نے بیعت کی حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سے
اوس بات پر کہ بیعت کی اونسے اوس پر پس نہین جائز حاضر کو کہ اختیار کرے اور
نہ غائب کو کہ رد کرے اور مشورہ مہاجرین و انصار کے لیے ہی پس اگر جمع ہو جاوین
کسی شخص پر اور اوسکا امام نام رکھین ہوگا یہ واسطے اللہ تعالی کے رضا پس اگر نکلے
امر اون کے سے کوئی نکلنے والا ساتھ طعن یا بدعت کے تو لوٹاوین اوسکو طرف اوس
چیز کے کہ نکلا ہے وہ اوس سے - دیکھیے اس کلام بلاغت انضمام مین کیسے صاف طور
پر حقیقت امامت کی اور حقیت امامت حضرات خلفاے کرام رضوان اللہ تعالی علیہم
اجمعین کو حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا ہے اب فرضیت امامت حضرت
علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی جو آپ کے محققین تحریر فرماتے ہین اوسکو بھی ملاحظہ فرمائیے
کہ کتاب منہج المقال مین فاضل استرابادی شیعے تحریر فرماتے ہین کَانَ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ سَبَاْ
اَوَّلَ مَنْ شَھَرَ بِالْقَوْلِ بِفَرْضِیَّۃِ اِمَامَۃِ عَلِیٍّ اِنْتَھٰی بِقَدْرِ الْحَاجَۃِ مطلب عبد اللہ
ابن سبا یہودی نے اول مشہور کیا فرضیت امامت حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو - کیا
اسی بنا پر آپ فرما رہے ہین کہ اظہار امامت جزو ایمان ہے - چونکہ یہ بحث بہت طویل ہے
مناسب ہے کہ آپ بھی لکھنؤ مین تشریف لائیے اور عاجز بھی حاضر ہو اور ایک جلسہ
مناظرہ موافق اصول کے قرار دیا جاوے اور اوسمین حکام عربی دان کو بھی شرکت کی
تکلیف دیجاوے اور بالمشافہ کتب مذہب امامیہ سے ثبوت ہو جاوے اگر آپکو منظور ہے
تو تاریخ معین فرمائیے اور بذریعہ اخبار تہذیب مطلع کیجیے کہ اشتہار دیا جاوے اور
شائقین کو مطلع کر کے بلایا جاوے اور عاجز بھی لکھنؤ مین حاضر ہو - آپ لکھتے ہین کہ اذان
صبح مین اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ - کہنا آپ کے کتب اعتقاد مین آپ کے علما نے بدعت
لکھا ہے اے حضرت پہلے یہ تو کسی سے پوچھ لیا ہوتا کہ کتب اعتقاد مین کیا مباحث ہین اور یہ
مسئلہ کس علم کا ہے خدارا کسی کتاب اعتقاد کا حوالہ لکھیے جسمین یہ مسئلہ لکھا ہو یہ تو بات ایسی ہوئی

کہ چہ خوش گفت است الخ کیون صاحب اسی تحقیق پر تحریر جواب فاضل اڈیٹر نورالانوار
کا شوق اذان صبح مین الصلوۃ خیر من النوم کا کہنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے آپ کس بنا کی
سے اوسکو بدعت تحریر کرتے ہین ایسی جرات کو کام نہ فرمای تراویح بہی سنت حضرت
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم وعلی الہ واصحابہ کی ہے دیکھئے غایۃ التنقیح فی اثبات التراویح
آپ لکھتے ہین کہ بہرکیف مذہبًا یا اعتقادًا کسی کلمہ سے آپکا دل دکھے یا ہمارا دل دکھے چونکہ اوس
کلمہ کا کہنا زمانہ سابق سے چلا آتا ہے (نہین بلکہ جدید ہے جیسا اوپر ثابت کیا) اسکو اس
ملک ہند مین نہ ہم روک سکتے ہین نہ آپ۔ کیون صاحب اگر خوارج باعلان اظہار کرین کہ
(معاذ اللہ) حضرت معاویہ خلیفۂ بلافصل ہین تو اس سے کیا نفی خلافت علی مرتضی اور اونکے
اعتقاد کی نسبت انتقال ذہن سامع کا ہو کر ہمارا اور آپکا دل نہ دکھے گا ہمکو تو ضرور جس
طرح آپ کے کلمۂ اختراعی سے تکلیف ہوتی ہے اوسیطرح تکلیف ہوگی۔ جسطرح آپ کو روک
رہے ہین اونکو بہی ہم روکین گے مگر شاید آپ اپنے مسلمہ قاعدہ کے موافق اونکو اجازت
دیدیجیگا۔ اور گورنمنٹ عالیہ انشاء اللہ تعالی آپکے کلمۂ اختراعی کو بہی جلد موقوف کرائیگی
اور اگر کوئی اور وجہ اس قسم کی ایجاد کیجئی گا تو اوسکو بہی روکی گی۔ ہمکو بہی سخت ناگوار
ہے کہ مذہبی کوئی بحث شروع کیجاوے اسکو جلد تحقیق کرکے ختم نہ کیا جاے اور بذریعہ
اخبارات کے اوسکو اشاعت ہو۔ پس ان دونون سے بچنے کا عمدہ طریقہ یہی ہے کہ ایک جلسہ
مباحثہ مقرر کرکے اوس مین امور متنازعہ کو طی کرلیا جاوے۔ راقم منصف عظیم آبادی
قُل جَاءَ الحَقُّ۔ آڈیٹر نورالانوار نے بجواب تہذیب جب کتب معتبرۂ مذہب امامیہ سے
کلمۂ مخترعہ خلیفہ بلافصل کو کامل طور پر بدعت ثابت کردیا تو اوس لاجواب تحریر کے جواب مین
آڈیٹر تہذیب نے یہ جملہ لکھکر اپنے دل کی تشفی کرلی کہ سنیون کی اذان صبح مین جو الصلوۃ
خیر من النوم کہا جاتا ہے اوس سے شیعون کی دل شکنی متصور ہے اول تو یہ کلمہ نبی صاحب کے حکم سے
برابر کہا جاتا ہے یہ کوئی نئی بات نہین کہ اوس کلمۂ مخترعۂ بلافصل کے مقابل ہو دوسری عقلًا الصلوۃ خیر من

الصلوٰۃ خیر من النوم پر شیعون پر کیا موقوف ہی کسی فرد بشر کا دل نہین دکھہ سکتا کیونکہ ہر فرقہ کے لوگ اپنے خدا کی عبادت کو خواب سے افضل جانتے ہین ہان شاید اڈیٹر تہذیب اور نامہ نگار اونکے اپنے خواب کو نماز سے افضل جانتے ہونگی جب الصلوٰۃ خیر من النوم کے کہنے سے اونکا دل دکھتا ہے اب خلاف اسکے نعوذ باللہ منہا اگر النوم خیر من الصلوٰۃ کہا جاوی تو اڈیٹر صاحب تہذیب اور اون کی نامہ نگار صاحب خوش ہوسکتے ہین سچ ہے سب۔ راوی کی کل زہر سینا تلخ ناقم حق گوش ہے

کلمہ حق زبان پہ جاری ہے

اڈیٹر اخبار تہذیب کہتی ہین کہ اذان مین خلیفہ بلا فصل کے کہنے سے تبرا نہین مفہوم ہوتا حالانکہ اونکے نامہ نگار صاحب جو ایک سچی آدمی ہین خلیفہ دوم اور حضرت مرتضیٰ علی کو اخبار نمبر دس مین خلیفہ چہارم ہونیکا اقرار فرماتے ہین اَللّٰہُ الْمُوَفِّقُ بِالْحَقِّ وَالصَّوَابِ پھر اشنا بھی نہین سمجھتی کہ خلیفہ چہارم کو بلا فصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ کہنا صریح حق پوشی اور اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت کا نعوذ باللہ منہا انکار کرتا ہے۔ اور اسیکا نام تبرا ہے اب تو اونکی نامہ نگار کی تحریر سے تبرے کا مفہوم ثابت ہو گیا ۱۲ منہ

التماس بخدمت اڈیٹر تہذیب میرے معزز ہمعصر آپ مہربانی کرکے اشتہار مندرجہ ذیل کو اپنے اخبار مین درج فرمائی کیونکہ لطف ناظرین کو جب ہی ہوتا ہی کہ جانبین کی تحریر کو ملاحظہ فرمائین

اشتہار واجب الاظہار

ہمنے التزام کرلیا ہے کہ جو کچھہ جواب معزز اخبار تہذیب کا اخبار نورالانوار مین لکھا جائے اوسکا ضمیمہ علیحدہ ہو اور اوسکی فردین زیادہ چھپوائی جاوین انشاء اللہ تعالیٰ لہذا ناظرین اخبار تہذیب کی خدمت مین التماس ہے کہ اگر ملاحظہ فرمانا اوسکا منظور ہو تو صرف محصول ڈاک ارسال کرنے سے وہ فردین مفت نذر کی جاوین گی (المشتہر حسن جان اڈیٹر اخبار نورالانوار کانپور مطبوعہ مطبع نظامی کانپور) ایہا الناظرین ہمنے اپنے اخبار نمبر آٹھہ مین ایک مضمون جسکا عنوان ہدیہ تہذیبیہ ہے باصرار معزز اڈیٹر تہذیب ہدیتہً درج کیا تھا جسکو ہمارے معزز ناظرین نے غالباً دلچسپی سے ملاحظہ فرمایا ہوگا ہمکو اسکے بعد اپنے معزز ہمعصر کی

ای انصاف پسندی ہے۔ امید تھی کہ وہ ہماری اوس دوستانہ اور منصفانہ تحریر کو ملاحظہ فرمائے خاموش رہینگے اور ایسی تحریر پر جسمین ارنہین کے مذہب کی کتب معتبرہ کا ٹھیک ٹھیک حوالہ دیا گیا ہے قلم اوٹھانا سوء ادب سمجھینگے مگر افسوس کہ وہ ہمارا گمان ہی گمان تھا اڈیٹر موصوف نے اپنے اخبار نمبر دوسنل مین گویا اپنے خیال مین اوس لاجواب دوستانہ تحریر کا جواب خود بھی لکھا اور ایک نامہ نگار صاحب کو بھی شریک کر لیا اور اپنی خاص تحریر مین تاویل رکیک یعنے یہ کہ ہمکو پہلے توجیہ کے علاوہ اسلیے بھی کہ خلفاے برحق مین ایک نام کے کئی معصوم ہین حضرت امیر المومنین کو وصی بلافصل کہنی کی توی ضرورت ہے (نہ ضرورت ہی نہ ضرورت رفع ہوئی) لکھکر میری دوستانہ التماس کو اک گونہ تسلیم تو فرمایا مگر اپنے قول ماسبق سے جسکو اونہون نے اپنے اخبار نمبر پانچ مین تحریر فرمایا تھا اعتراف نکیا اور وہ جملہ یہ ہے۔ تحقیق سے بھی اکثر قطع نظر کر لیجاتی ہے عالم ہون یا جاہل سب اپنے آبا ئی طریق پر چلتے ہین (یہ تو آبائی بھی نہین بلکہ اختراعی ہے) میرے معزز ہمعصر آپنے میری تحریر حقہ کا جو کچھ جواب لکھا ہے اوسکو آپکا انصاف پسند دل سمجھہ سکتا ہے کہ کس وزن کا جواب ہے بہر کیف آپنے اس کلمۂ محدثہ جدید خلیفہ بلافصل کو بدعت تو مان لیا مگر اب تک اوسکے کہنے سے استغفار نفرمایا انشاء اللہ تعالی آئندہ ہمکو امید ہے کہ آپ پر حقیقت میری تحریر کی ظاہر ہو جائیگی اور آپ اس بدعت سے محفوظ رہین گے اور اپنے دوسرے ہم مذہبون کو بھی ہدایت فرمائینگے۔ میرے مکرم ہمعصر اگر شوق مناظرہ ہے تو پہلے آداب سینہ دیکھیے اصول مناظرہ ملاحظہ فرمایئے پھر مناظرہ کی طرف توجہ کیجیے۔ قاعدہ ہے کہ جب ایک دعوی کیا جاوے اور کوئی شخص اوسکا جواب دے تو مدعی کو جواب الجواب لکھنا چاہیے۔ نہ کہ جو دعوی کیا ہے اوسی کو کہے چلا جاوے اور جو جی مین آوے لکھکر دل کو سمجھالے کہ جواب ہو گیا مین نہین کہسکتا کہ ایسی تحریر کی وقعت کہانتک واقفین علم مناظرہ کرین گے۔ دوسرے جس مسئلہ پر بحث پیش ہے

تا اختتام جہانتک جواب وسوال ہون اوسی کے متعلق ہو دین نہ کہ اورامو مین بحث
چہیڑ دیجاوے اگر دوسری بحث بہی شامل کردیجاوے گی تو بہت بڑی بڑی کتابین
مباحثہ سُنی وشیعہ مین چہپ چکی ہین رفتہ رفتہ اون سب کے مضامین کا اس بحث
مین آنا ممکن ہے۔ پس ضرور ہے کہ جس امر مین بحث ہو رہی ہے اوس سے باہر قدم
نہ رکہا جاوے۔ تیسرے ضرور ہے کہ ہر فریق کے مقتدا و پیشوا کی تعظیم قایم رکہی جاوے
تاکہ مناظرہ ہی کی حدتک یہ بحث رہے مکابرہ کی صورت نہ پیدا ہو۔ چوتھے اگر کسی فریق
کی کتب کی عبارت نقل کیجاوے تو بقدر ضرورت بلاکمی وبیشی نقل ہو نہ کہ اپنی طرف سے
کمی بیشی کرکے بیکار کے اعتراض کئے جاوین۔ اب آپ چشم انصاف سے اپنی تحریر کا جواب
ملاحظہ فرمائیے۔ آپنے جو وجہ ادخال اس کلمی کی ارشاد فرمائی ہے آپ عذر سے لکھنے کے
قابل ہے اے صاحب اگر آپ اسی اعتقاد کو کہ حضرت امیر علیہ السلام اول ایمہ اثنا عشر
و اب الاوصیا ہین ظاہر فرمانا چاہتے تھے تو اسکا اظہار دوسرے عنوان سے بھی
نہایت مناسب طور سے اگرچہ اذان مین کہنا ہی ہوتا ہے کرسکتے تھے مثلاً
اشہدُ ان امیرَ المُؤمنِین عَلیاً اَوّلُ الاَیمۃ الاثنی عشر وَابوھُم یہ وہ عنوان
ہے جس سے آپکا اعتقاد نہایت تصریح کے ساتھ ظاہر ہو سکتا ہے اور بندگان خدا کو
صدمہ بھی نہ پونہچے بلکہ جو عنوان آپنے تجویز فرمایا ہے اوسا تکو اعتقاد مذکور پر دال قرار
دیا ہے وہ تو از قبیل المعنے فی بطن الشاعر ہے اور آپنے شاید سنا ہو کلامی کہ محتاج
یعنے باغد لا یعنی ست۔ مین خیال کرتا ہون کہ اس عنوان کی دلالت اس معنے پر ایسی
مخفی ہے کہ جب تک اوسکے ساتھ ہی اوسکی تفسیر نہ کیجائے ہرگز اوس سے مفہوم نہین
ہوسکتا یقین ہے آپ بہی اپنے دل مین انصاف فرماوینگے اگرچہ ظاہر فرمانے سے شرماوینگے
اور دوسری توجیہ سے شاید آپنے کسی جاہل کو بہکانا چاہا ہوگا۔ سچ سمجہیے نحو میر پڑہنے والے
بہی اسپر ہنستے ہین ہمکو نہایت عار آتی ہے کہ ہمارے مخاطب ایسے عالم ہین جو فنون عربیہ مین

نہ صرف واقفیت بلکہ مہارت وحذاقت تامہ رکھتے مین اسی سے رفع جس اشتباہ سے کے رفع کے لیے آپنے بلا فصل کہنے کی حاجت سمجھی ہے وہ اشتباہ تو اب باقی ہے اسلیے کہ یہ تو اب بہی نہ معلوم ہوا کہ کونسے حضرت علی کو خلیفہ بلا فصل کہہ رہے ہین جانب خبر مبتدا اکے لیے قید و ممیز واقع نہین ہوسکتے ورنہ اہل نحو کے نزدیک جیساکہ نکرۂ مخصصہ کا مبتدا واقع ہونا جائز ہے نکرۂ صرفہ کا بہی جائز ہوتا کیونکہ خبر سے تو تخصیص حاصل ہو ہی جاتی اول مبتدا کا تعین ضرور ہے بعد اسکے اوسپر خبر محمول کیجاتی ہے۔ آپ خیال فرمایئے اس فقرے مین جانب مبتدا مین کونسی تخصیص، تمیز حاصل ہو گئی کیونکہ خَلِیفَۃٌ بِلَا فَصْلٍ خبر واقع ہوئی نہ قید مبتدا کما لا یخفی علی طالب النحو فَضْلًا عَنْ عَالِمِہٖ بلکہ اگر غور کیجیے تو آپ کے اعتقاد کے موافق اسکے بڑہانے سے ایک خرابی پیدا ہو گئی یہ تو اول ثابت ہو چکا کہ جانب مبتدا غیر متعین وغیر متمیز و محتمل للاشتراک باقی ہے پس بدون بڑہانے اس کلمے کے اگر کوئی شخص حضرت علی رضہ سے خلافت مقصود بہی سمجہتا تو کوئی ایمان مین خرابی نہ تہی کیونکہ ہر بزرگ مسلمے بدین اسم اس صفت کو ساتھہ موصوف ہین بخلاف صورت زیادت کے کہ اگر بوجہ احتمال اشتراک کے کوئی شخص دوسرے حضرت علی کو اسکا مصداق سمجہکر اونکے نسبت یہ اعتقاد کرے تو ضرور ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علی مرتضی رضہ سے نفی اوسکی ہوگی پہر فرمایئے ایمان کہان باقی رہا واہ صاحب خوب ممیز بڑہایا جس سے ایمان رخصت ہونیکا احتمال ہے۔ آپنے اخبار تہذیب نمبر دس مین جو مضمون ہدیۂ تہذیب مندرجۂ اخبار نور الانوار نمبر آٹھہ کے جواب کے متعلق صرف اسقدر لکہا ہے۔ کہ کتب اثنا عشریہ کی عبارات جو لکہی اوس سے قدامت اس کلمے کی نقل کر آپکا دعوی افضلیت بالکل غلط ہو گیا اور ہمارے قول کے مصداق ہے شرح لمعہ کی عبارت کا اخیر فقرہ دیکہیے وَلَوْ فَعَلَ ہٰذِہٖ الزِّیَادَۃَ اَوْ اَحَدَ ہَا بِنِیَّۃِ اَنَّہٗ مِنْہُ اَثِمَ فِی اِعْتِقَادِہٖ صاف کہرہا ہے کہ بہ نیت جزئیت اگر کوئی اذان مین کہیگا تو گنہگار ہوگا

تعلیقات حاشیہ: (حاشیے پر ہاتھ سے لکھی عبارت، ناخواندہ)

جواب معلوم ہوا کہ علم ادب و معانی مین جناب کو خوب دخل ہے یا تجاہل عارفانہ فرمایا ہے اے جناب عبارت شرح لمعہ کو ملاحظہ فرمائیے اوسمین دو حکم بیان ہین ایک یہ کہ اعتقاد کرنا کہ سوائے کلمات موظفہ کے اور بھی کلمات اذان مین ہین جایز نہین۔ دوسرے داخل کرنا سوائے کلمات موظفہ کے کسی کلمے کا جایز نہین۔ عبارت یہ ہی (بعد نقل اذان واقامت) فہذہ جملۃ الفصول المنقولۃ شرعاً (پہلا حکم) وَلَا یَجُوْزُ اِعْتِقَادُ شَرْعِیَّۃِ غَیْرِ ہٰذِہِ الفُصُوْلِ فِی الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ کَالتَّشَهُّدِ بِالْوِلَایَۃِ لِعَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا وَّاٰلِہٖ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ اَوْ خَیْرُ الْبَشَرِ وَاِنْ کَانَ الْوَاقِعُ کَذٰلِکَ (دوسرا حکم) فَمَا کُلُّ وَاقِعٍ حَقًّا یَجُوْزُ اِدْخَالُہٗ فِی الْعِبَادَاتِ الْمُوَظَّفَۃِ شَرْعًا الْمَحْدُوْدَۃِ مِنَ اللہِ تَعَالٰے فَیَکُوْنُ اِدْخَالُ ذٰلِکَ فِیْہَا بِدْعَۃً وَّتَشْرِیْعًا (مثال) کَمَا لَوْ زَادَ فِی الصَّلٰوۃِ رَکْعَۃً اَوْ تَشَهُّدًا اَوْ نَحْوَ ذٰلِکَ مِنَ الْعِبَادَاتِ۔ ترجمہ (بعد الفاظ اذان واقامت کے) پس یہ وہ کلمے ہین جو شرعاً منقول ہین۔ (پہلا حکم) اور جایز نہین ہے مشروع سمجھنا سوائے کلمات کے اذان واقامت مین جیسے گواہی دینا حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کی اور گواہی اس امر کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی آل تمام جہان یا تمام آدمیون سے بہتر ہین اگرچہ واقع مین یون ہی ہے (دوسرا حکم) یہ ضرور نہین ہے کہ جو سچی بات ہو اوسکو داخل کرنا جایز ہو اون عبادات مین جو خدائے تعالی کی طرف سے مقرر اور محدود ہو گئی ہون پس ان کلمات کا داخل کرنا اذان مین بدعت اور نئی شریعت پیدا کرنا ہے (غور سے دیکھ لیجیے کہ اسمین کسی طرح ہوا اذان مین سوائے الفاظ محدودہ کے داخل کرنے کو بدعت اور نئی شریعت بنانا لکھا ہی اور مصنف علامہ نے کس تصریح کے ساتھ اوسکی مثال دی ہے)۔ (مثال) جیسے کوئی نماز مین ایک رکعت یا ایک تشہد یا ایسی ہی کوئی عبارت بڑھا دے (اب کیا آپ یہ کہہ سکتے ہین کہ نماز مین بجائے چار رکعتون کے پانچ رکعت کسی نیت سے پڑھ سکتے ہین یا وہ الفاظ کہ جو نماز مین نہین کسی اور نیت سے داخل کر سکتے ہین

ہرگز نہین) صدوق مرحوم نے کہا ہے کہ سوائی کلمات موظفہ کے اور کسی کلمہ کا داخل کرنا
اذان مین طریقہ مفوضہ کا ہے جو ایک گروہ ہے غلاۃ سے (یہان بہی عام ہے کہ کسی نیت
سے داخل کرے پس یہ تاویل آپکی کہ ہم کلمات اذان سمجہکر اسکو داخل نہین کرتے کسیطرح چل
نہین سکتی کیونکہ فقہای مذہب امامیہ نے بالتصریح زیادہ کرنے والون کو خواہ کسی نیت سے
ہو بدعتی لکہا ہے) عبارت من لایحضرہ الفقیہ ملاحظہ فرمایئے قَالَ مُصَنِّفُ هٰذَا الْكِتَابِ رَحِمَهُ اللّٰهُ
هٰذَا هُوَ الْاَذَانُ الصَّحِيْحُ لَا يُزَادُ فِيْهِ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُ وَالْمُفَوِّضَةُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ قَدْ وَضَعُوْا اَخْبَارًا وَزَادُوْا
وَالَيْهَا فِي الْاَذَانِ الی آخرہ ترجمہ کیا اس کتاب کے مصنف نے یہی اذان صحیح ہے اس مین زیادہ
کیا جاوے نہ اس مین کم کیا جاوے اسکو بہی ملاحظہ فرمالیجیے کہ اس مین بہی صاف لکہا ہے کہ جن کلمات کا اوپر
بیان ہوچکا ہے اونکے سوا کم زیادہ کسی نیت سے نہین ہوسکتا آگی دیکہئے مصنف کس
تشدد سے زیادہ کرنے والون کی خبر لیتے ہین اور کن الفاظ سے اونکو یاد کرتے ہین)
فرقہ مفوضہ نے لعنت کرے اون لوگون پر اللہ بنائی ہین اخبار اور زیادہ کیا اگر
آپکے قیاس کے موافق جایز ہوتا کہ سوائی کلمات اذان کے اور کلمات بہی اذان مین نہ سمجہکر
رکہ سکتے ہین کہ یہ کلمہ اذان کا نہین تو مصنفین قدیم کا زیادہ کرنے والون پر لعنت کرنا بیجا
ہوگا اسلئی کہ جنہون نے زیادہ کیا اونکو تو یقین تہا کہ یہ کلمہ اذان مین نہین ہے ہمنے زیادہ کیا ہے
اذان مین محمد وآل محمد خیر البریۃ دو بار اور بعض اونکی روایتون مین بعد اشہد ان محمدا رسول اللہ
کے اشہد ان علیا ولی اللہ دو بار اور بعض اون مین وہ ہین کہ اسکے بدلے کہا ہے اشہد
ان علیا امیر المؤمنین حقا دو بار اور اس مین کوئی شبہہ نہین ہے کہ حضرت علی مرتضی ولی اللہ
ہین اور بے شک وہ امیر المومنین ہین یقینا اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل آپکی
بہترین مخلوق ہین لیکن نہین ہے یہ اصل اذان مین (اصل اذان دیکہکر ذرا عجلت کو کام
نہ فرمائیگا آگی زیادہ کرنے والون کی کیا پہچان لکہتے ہین دیکہہ لیجئے) یہ مینی اسلئی ذکر کردیا
تاکہ پہچانے جائین بسبب زیادتی کے وہ لوگ جو متہم ہین تفویض کے ساتہہ اور اپنے کو ہم مین

لاہی ہوئے ہین (یہان بہی زیادتی عام ہے چاہے کسی نیت سے ہو اور مسالک کو بہی دیکھ
بہی کہ حسن ہین - فَاتَّقِیَادَةُ فِیْھَا سَعِیٌ مُحَرَّمٌ ترجمہ پس اذان مین بڑہانا (کسی نیت سے
ہو) اپنی طرف سے شریعت نانا ہے اور یہ حرام ہے - پس آپکا یہ ارشاد کہ عبارات کتب
مذہب امامیہ ہمارے قول کی تائید کرتے ہین کہان تک سچ ہے آپ خود ملاحظہ کرلین گی اور
ناظرین بہی چشم انصاف سے معاینہ کرین گے - عبارت تہذیب شیعہ جزو ایمان سمجکر اس
کلمہ کو تبرعًا کہتے ہین - جواب ایک جواب ہم اس کا پہلے لکھ چکے ہین کہ جو چیز حق ہے اور جزو
ایمان ہے ضرور نہین ہے کہ وہ ملائی جاوے عبادات موظفہ اور محدودہ کے ساتہہ - دوسرے
فقہا بالتصریح لکہتے ہین کہ اسکا داخل کرنا اذان مین بدعت ہے کسی نیت سے ہو - تیسرے
یہ تبرع اب آپکو معلوم ہوا حضرات فقہای قدیم نے اسکو بدعت لکہا ہے آپکی سمجنے سے تبرع
نہین ہوسکتا اسکی بعد جناب نے اپنے زعم مین ایک عمدہ نظیر بسم اللہ کہنے کی تحریر فرمای
ہے ایک عمدہ نظیر (برعکس نہند الخ) ہم دکہلاتے ہین حضرات حنفیہ الحمد کے سوا (غلط ہے)
بسم اللہ کو وجوبًا جزو کسی سورۃ کا نہین جانتے آپ توماشاء اللہ حافظ ہین اگر ہر سورہ پر
بسم اللہ نہین پڑہتے توتارک سنت اور پڑہتے ہین تو اپنے قیاس کے مواقق (معاذاللہ)
مبتدع ہین (واہ رے علم واہ رے عقل ہمنے کب قیاس کیا کہ کوی امر جس حیثیت سے سنت
ہے اوسی طور سے اوسکو کرنا معاذ اللہ بدعت ہے جناب من (علاوہ اسکے جو آپنے نقل
مذہب حنفیہ مین غلطی فرمای ہے مگر مقصود سے خارج ہونے کی وجہ سے ہمنے اوس سے
تعرض نہین کیا) یہ آپکا قیاس سراپا غلط ہے قبل اسکی کہ آپکی اس نظیر کا جواب دین ہم
آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہین کہ آپنے شرف حفظ قرآن شریف وتلاوت کلام مجید
کو ہمارے طرف نسبت فرمایا الحمد للہ ہم بہی اس نعمت کے حصول پر نہایت شکر ادا کرتے ہین
کہ یہ نعمت ہمارے خصائص مین سے ہے جزاکم اللہ وہداکم اللہ - اب جواب سنئے حضرت اول
تو گفتگو عبادات موظفہ محدودہ مین ہے کہ اوس مین کسی طرح سے زائد کرنا جایز ہے

یا نہین تلاوت قرآن مجید کی عبادات موظفہ سے نہین ہے بلا اداب تلاوت سے ہے کہ آیت رحمت پر دعا اور آیت عذاب پر استغفار کرے اور درمیان مین گفتگو کرنا بضرورت جائز ہے بخلاف اذان کے کہ عبادات موظفہ سے ہے اور کمی زیادتی اوس پر بعض فقہای مجتہدین شیعہ حرام و بدعت کما مین غیر مرۃ فافہم اور اگر بالفرض والتقدیر جب شریعت سے ممانعت ثابت ہوا اور بسم اللہ کہنا وقت تلاوت کلام مجید کے ہر سورت پر زمانہ شارع علیہ السلام والتحیۃ سے اب تک متوارث و متعارف ہے بلا انکار منکر و نزاع منازع چنانچہ آپ اس فقری) کہ اگر نہین پڑہتے تو تارک سنت ہوسے) مین خود اسکی ثبوت عن الشارع ع کے معترف ہین پس جب شارع سے زیادتی ثابت ہے پہر فرمای عدم جواز کی کیا وجہ۔ البتہ جس طور سے شارع سے ثبوت ہے اوس سے بڑہا دینا بدعت ہے یعنے اوسکو خبر و قرآن سمجہ جانا اور مطلقاً زیادتی بوجہ ثبوت عن الشارع کے جائز ہوگی بخلاف اذان کے کہ اوس مین زیادتی ثابت نہین بلکہ منہی عنہا ہے فکیف القیاس مع قیام الفارق اسکی توضیح ہم ایک مثال سے کرتے ہین مثلاً نماز فرض کہ عبادات موظفہ سے ہے اور ارکان اوسکے مثل قرارت و قیام و رکوع و سجدہ وغیرہا منضبط ہین مگر مطلقاً زیادہ ممنوع نہین ہے بلکہ جس زیادتی کی شارع ع نے اجازت دی ہے جیسی قرارت مقدار فرض سے زائد پڑہنا ونحو ذلک وہ جایز ہوگی مگر اوس مقدار کو فرض سمجہنا ممنوع نہین ہوگا البتہ جو زیادہ کہ شارع سے ثابت نہو جیسے ایک رکعت زاید کر دینا یہ البتہ حرام ہوگا پس اس سے بخوبی واضح ہوگیا کہ جو زیادتی عبادات موظفہ مین جس مرتبہ مین شارع سے ثابت ہوا اوس مرتبہ مین اوسکا کرنا جایز ہے اور جو ثابت نہ ہوا وسکا کرنا حرام اب تو آپ کو کلمۂ خیر عیہ اذان و بسم اللہ کہنے مین فرق معلوم ہوگیا حق پوچہیے تو الصلواۃ خیر من النوم آپکی اذان مین بدعت ہے (غلط ہے) جس سے ہمارا دل دکہتا ہے اپنے علما کے اقوال ملاحظہ فرمائیے (علما کے اقوال مین اپنے ایسی کمی بیشی کی ہے جس سے اصل مطلب بدل گیا) اور پہر جو آپنے حق تبلایا ہے اوس سے آپکی حق پرستی

کا اندازہ بخوبی ہوگیا سبحان اللہ کیا خوب حق ظاہر فرمایا ہے اگر اسیکا نام حق ہے تو باطل
کسکو کہتے ہونگے اب ذرا انصاف سے اپنے حق کو دیکھیے کہ آپنے اوسکا کیا حق ادا فرمایا اپنی
جو موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت اِنَّ الْمُؤَذِّنَ جَاءَ اِلٰی عُمَرَ رضی یُؤذِنُہٗ لِصَلوٰۃِ الصُّبْحِ
فَوَجَدَہٗ نَائِمًا فَقَالَ اَلصَّلوٰۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ فَاَمَرَہٗ عُمَرُ اَنْ یَّجْعَلَهَا فِیْ نِدَاءِ الصُّبْحِ یعنے موذن نے یہ
کہکر کہ نماز بہتر ہے سونے سے خلیفہ دوم کو جگایا تو خلیفہ دوم نے حکم دیا کہ اسی بہی اذان صبح
مین ملا وے (سبحان اللہ یہ کتنا صحیح ترجمہ ہے) فرمائی اس سے آپکی کیا مطلب برآری
ہوئی خدا کے واسطے نقل عبارت یا ترجمہ مین تو امانت کو کام فرمایا کیجیے آپکو یجعلہا کے معنے
ملا دینے کے کس نے پڑہائے ہین یا آپنے کسی معتبر کتاب لغت مین دیکہا تہا اگر کوئی سند ہو
تو پیش فرمائی حضور اول تو اس مقام پر یہ متعین نہین کہ جعل بسیط ہے جو مقتضی مفعول
واحد کو ہے ممکن ہے کہ جعل مرکب ہو اور دوسرا مفعول اسکا محذوف ہو یعنے باقیۃ اور معنے
کلام کے یہ ہون کہ ای بلال اسکو اذان صبح مین باقی رکھنا کبہی ترک مت کرنا اور باقی کا مفعول
ثانی صحیح الوقوع ہونا استعمال قرانی سے بہی ثابت ہے کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجَعَلَهَا كَلِمَةً
بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ الاٰیۃ اور اگر جعل بسیط ہے ہوا اور ایک مفعول پر اکتفا مسلم ہو تب بہی
آپکا مقصود حاصل ہونا بخیر ہے بلکہ معنی کلام کے یہ ہین کہ ای بلال اس کلمہ کو صبح کی آذان
ہی مین رکہو دوسرے محل مین استعمال مت کرو کیونکہ شارع صلعم نے اسکو جزو اذان صبح
گردانا ہے دوسری جگہہ اسکو استعمال کرنا خلاف ادب ہے — دیکہیے اس سے حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا اتقا و تورع و ادب و حفظ حدود و رعایت احکام شرعیہ
ثابت ہوتا ہے کہ اگر انصاف ہو تو اونکے نام مبارک پر جان فدا کر دیجاوے دیکہیے
یہ بہی گوارا نہ ہوا کہ کلمۂ اذان کو دوسرے موقع مین دوسری غرض سے استعمال کیا
جاوے اور بحمد اللہ اب تک اہل سنت کے یہان یہ پاس ادب چلا آتا ہے کہ الفاظ قرآن مجید
و احادیث شریف بے محل اور اپنے کلام کی جگہہ استعمال نہین کرنے فقہا نے تصریح فرمائی ہے

کہ اگر کوئی شخص مسمی بہ یحییٰ کو کتاب دینے کے وقت کہے یا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ یا کسی پیالہ لبریز کو دیکھکر کہے وکاساً دہاقا اوسکے زوال ایمان کا خوف ہے - اب تو آپکا دل بہت خوش ہوا ہوگا کہ سنیون کو بدعتی بنایا تہا یہ تو برعکس اونکا تتبع سنت بدرجۂ کمال ہونا ثابت ہوگیا سہ مین الزام اونکو دیتا تہا تصور اپنا نکل آیا + اسکے بعد جو حوالہ مظاہر حق کا دیا ہے - مظاہر حق مظہر ہے کہ حضرت علی ؑ نے اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کو اچہا نہین سمجہا (کتنا سچ ہے) اور اوسکے کہنے والے کو مسجد سے نکلوا دیا - عاقل کو اسی سے کٹہکا پیدا ہوگیا کہ کیا وجہ عبارت مظاہر حق کی نقل نفرمائی بلکہ مظہر کہکر ٹال دیا اب اپنے اظہار کو دیکہیے کیا خوب اظہار ہی برلے خدا یہ تو خیال کرنا تہا کہ مظاہر حق کسی دوسرے شخص کے پاس بہی ہے اور دوسرون کو بہی اردو پڑہنا آتا ہے نہ معلوم کس بہروسے پر اتنی بڑی جراٴت فرمائی - جنابمن مظاہر حق کی عبارت مختصر منقول ہوتی ہے جس سے حقیقت امر منکشف ہوجاویگی - تثویب کی کتنی قسمین ہین ایک تو یہ کہ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہنا اذان فجر مین - یہ تثویب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے زمانے مین تہے اور سنت یہی ہے بعد اسکے بعض علما نے بعد اذان و قبل تکبیر کے حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہنا احداث کیا بعد اونکے ہر قوم نے کچہہ کچہہ موافق عرف کے نکالا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے انکار اسکا منقول ہے کہ فرمایا اَخْرِجُوْا ھٰذَا الْمُبْتَدِعَ مِنَ الْمَسْجِدِ - انتہی مختصراً اب چشم حق بین کہول کر ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے اس تثویب محدث کا انکار ثابت ہے یا اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہنے کا جو اذان صبح مین مسنون ہے - دیکہیے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تو بعد اذان کے بہی کوئی کلمہ جدید جو حضرت شارع علیہ السلام سے ثابت نہین ہے کہنا گوارہ نفرماوین اور آپ اذان مین اختراع جدید گوارہ کرین ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - بعد اسکے ترمذی شریف - صحیح ترمذی مین ہے (حضرت) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ سنکر و ترمذی سے

(معاذ اللہ) پہرا (بی تہذیبی کی کوئی انتہا ہے علاوہ اسکے یہ ترمذی شریف کا نہ ترجمہ ہے
نہ مطلب آختراعی مضمون ہے) یہ حوالہ اس سے زیادہ حیرت انگیز و تعجب خیز ہے -
جنا بمن یہ کونسی لفظ ترمذی کا ترجمہ ہے کہ عبد اللہ بن عمر اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ
سنکر درمسجد سے پہرا الخ (عیاذاً باللہ) یہ ترجمہ علاوہ خلاف واقع ہونے کے کس درجہ ناشائستہ
ہے - آپکو بحیثیت ناقل ہونے کے عبارت کتب اہل سنت کا ایسا ترجمہ لکھنا چاہیے تہا
جو ایک مترجم سنی لکھتا کیا سنی اپنے پیشوا ے دین کو یہی لفظ خلاف ادب لکھتا کہ پہرا - پہر
آپنے داب تہذیب سے کیون قطع نظر فرمائی آیندہ اسکا لحاظ رہے ورنہ مناظرہ سے نوبت
بہ مشاتمہ پونہچنے کا احتمال ہے آدم بر سر مطلب جس عبارت کا یہ ترجمہ ہے اوسکو نقل
فرما دیجیے ہم آپ کے ممنون ہونگے - چونکہ ہم جانتے ہین کہ قیامت تک آپ نقل نہ فرما سکینگے
اب ہم ہی نقل کرتے ہین - وَرُوِیَ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رض
مَسْجِدًا وَقَدْ اُذِّنَ فِيْهِ وَنَحْنُ نُرِيْدُ اَنْ نُّصَلِّيَ فِيْهِ فَثَوَّبَ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ
بْنُ عُمَرَ رض مِنَ الْمَسْجِدِ وَقَالَ اُخْرُجْ بِنَا مِنْ عِنْدِ هٰذَا الْمُبْتَدِعِ وَلَمْ يُصَلِّ فِيْهِ
وَاِنَّمَا كَرِهَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رض التَّثْوِيْبَ الَّذِيْ اَحْدَثَهُ النَّاسُ بَعْدُ ترجمہ مجاہد سے
مروی ہی کہ مین عبد اللہ بن عمر رض کے ساتہ ایک مسجد مین داخل ہوا اور اوسمین اذان ہوچکی
تہی اور ہم اوسمین نماز پڑہنا چاہتے تہے (ذرا ناظرین اس لفظ کو یاد رکہین کہ اذان ہوچکی
تہی جس سے اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کو جو اثنای اذان صبح مین کہا جاتا ہی کوئی مس
نہین) پس تثویب کہی موذن نے پس باہر کو چلے عبد اللہ بن عمر رض اور فرمایا لے چلو ہمکو
اس بدعتی کے پاس سے اور اونہون نے اوسمین نماز نہ پڑہی - اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
تعالی عنہما نے اوسی تثویب کو ناپسند فرمایا جو لوگون نے بعد مین ایجاد کی تہی - ختم ہوا ترجمہ
کیا افسوس ہے کہ باوجود تصریح ترمذی کے کہ اِنَّمَا كَرِهَ الخ کیا جرأت کو کام فرمایا اَلصَّلٰوۃُ
خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کو تثویب مین متعین فرمایا - اور لیجیے عبارت مذکورہ سے ایک سطر اوپر

یہ عبارت موجود ہے وَرُوِیَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رض اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ فِیْ صَلٰوۃِ
الْفَجْرِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ۔ یعنے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے
کہ آپ نماز صبح کی اذان مین اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ فرماتے تھے بہلا جب عبداللہ بن
عمر رض کا خود معمول تہا وہ اوسکو بدعت کیسے فرماتے ۔ آپنے عجب طرز اختیار فرمایا ہے
لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ فرماکر وَاَنْتُمْ سُکَارٰی کو حذف فرمادیا ہی ؎ این کار از تو آید و
مردان چنین کنند ۔ جناب من حقیقت اپنی دلایل کی معلوم ہولی جس بنا پر آپ سنیون کو
بدعتی کہتے ہین اب ہم سے دلایل اسکی سنیت کی سنیئے ترمذی مین ہے ۔ عَنْ بِلَالٍ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُثَوِّبَنَّ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الصَّلٰوۃِ اِلَّا فِیْ صَلٰوۃِ
الْفَجْرِ ۔ وَرَوَی ابْنُ مَاجَۃَ عَنْ بِلَالٍ اَنَّہٗ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُؤْذِنُہٗ
بِصَلٰوۃِ الْفَجْرِ فَقِیْلَ ھُوَ نَائِمٌ فَقَالَ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ
فَاُقِرَّتْ فِیْ تَاْذِیْنِ الْفَجْرِ ۔ وَرَوَی اَبُوْدَاوٗدَ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ عَنْ اَبِیْ مَحْذُوْرَۃَ
قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلِّمْنِیْ سُنَّۃَ الْاَذَانِ قَالَ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَاْسِہٖ وَقَالَ تَقُوْلُ
الخ وَفِیْ اٰخِرِہٖ فَاِنْ کَانَ صَلٰوۃُ الصُّبْحِ قُلْتَ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ
مِّنَ النَّوْمِ اَلْحَدِیْثَ ۔ قَاتَلَہُ ذرا انکہ ملا ئے ایکے پیشواے دین کیا کہہ رہے ہین معلوم ہوا کہ
فرصت سیر کتب نہین (پیشوایان دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ارشاد
مین کمی بیشی کرکے سند پیش کرنا اور پہر آنکہ ملانیکو تیار رہنا آپ ہی کا کام ہو واقعی ہمکو
فرصت تحریف کتب کی نہین) پس جناب اسی پر آنکہ ملانیکو تیار ہین یَلُوْحُ ھٰذَا الْوَجْہُ
شَمْسَ نَھَارِنَا ثُمَّ لَا یُوْجَہُ لَیْسَ فِیْہِ حَیَاءٌ واقعی ایسی سیر کتب کی ہمکو فرصت نہین کہ
لکہا ہو بال اور پڑہین لٹھہ ۔ خدا آپ ہی کو ایسی سیر اور فرصت مبارک فرماوے ۔ شاید
آپکا اسپر عمل ہے کہ ملا آنست کہ چپ نشود عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت است ۔ اب آپ
اس تحریر کو بچشم انصاف ملاحظہ کرکے مومنین کو بدعت سے محفوظ رکہنے کی سعی فرمائی ایک

جدید فتنہ انگیز کلمے سے جو دوسری جماعتون مین مومنین کی تفرقہ پڑ رہا ہے اسکو رفع کیجئے
جواب اوسیکا لکھنا چاہیئے جسکا کچھ جواب بھی ہو میرے معزز ہم عصر نے جو کچھ اپنے اخبار نمبر آٹھ
مین لکھا تھا وہ آپ ہی کی کتب معتبرہ کی عبارت اور آپ ہی کے مقتدایان دین کی تحقیق
تھی میرا گمان تھا کہ آپ اسپر قلم اوٹھانا سوء ادب سمجھینگے اور اپنے اسم گرامی کا لحاظ
فرماوینگے مگر ~ خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم + پھر بھی ہم دوستانہ سمجھاتے ہین کہ احکام خدا
ورسول مین نفسانیت سے درگذر کرنا اور امور حق کا مان لینا تہذیب حقیقی ہے آیندہ آپکو
اختیار ہے ~ حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن ست وبس + در بند این مباش کہ نشنید یا شنید +
راقم محمد حسن خان سہسرامی اڈیٹر اخبار ہذا - مطبع نظامی محمد عبد الرحمن خان واقع کانپور
مین حافظ محمد عبد الحمید خان منیجر مطبع کے اہتمام سے چھپا مسئلہ باہتمام سید عابد علی
مالک مطبع اثنا عشری لکھنؤ محلہ فراشخانہ مین طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہین جناب حجۃ الاسلام آیۃ اللہ فی الانام اعلم العلماء الاعلام وافقہ الفقہاء
الکرام سیدنا السند ومولانا المستند جناب السید علی محمد صاحب اس مسئلہ مین کہ اکثر لوگ
کہتے ہین کہ آپ نے ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے اس مسئلے مین کہ اَشْهَدُ اَنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ
عَلِيًّا حُجَّةُ اللّٰهِ وَصِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِلَا فَصْلٍ کا کہنا جائز نہین ہے اذان مین کیونکہ
جزو اذان نہین ہے پس آیا یہ صحیح ہے یا نہین اور بنا بر اسکے صحیح ہے تو اسکو تصریح سے
بیان فرمائیے کہ مراد اس سے آپکی کیا ہے اور اوس رسالے کا جسمین اس مسئلہ خاص کا ذکر
ہے کیا نام ہے اور کہان مطبوع ہوا ہے اور یہ تحریر فرمائیے کہ اس کلمۂ طیبہ حقہ کا اس
شہر مین بلکہ اور بلاد ہند مین بلکہ عراق مین بھی کہنے کا رواج تھا اور ہے یا نہین اور جو
شخص کہ اسمین کسی طرح سے اہانت کرے اور شریک ہو اور مصر ہو اسپر کہ یہ کلمۂ حقہ
کہا جاوے آیا وہ مثاب و ماجور ہوگا یا نہین اور بلا فصل بلکہ کل کلمۂ طیبہ مین کہین دلالت

صریح یا اشعار تبرے پر ہے یا نہین ہے بینوا و توجروا

جواب باصواب

کلمہ طیبہ اَشْهَدُ اَنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ عَلِیًّا حُجَّةُ اللّٰهِ وَوَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَخَلِیْفَتُهٗ بِلَا فَصْلٍ کا اذان مین کہنا عبادت ہے اور منع کرنا اُسکا ازبسکہ مستلزم توہین حضرت ہے تو قطعًا ناجایز ہے اور جزو اذان نہونا مستلزم ترک کو نہین اسلئے کہ جب یہ جزو ایمان ہے اور ذکر خیر حضرت جزو ہماری نماز کا ہے چنانچہ صدر نماز مین تصریح نام نامی حضرت کی کیجاتی ہے حضرت ابراہیم ع و حضرت جناب رسالتمآب ع کے اسم گرامی کیطرح تو اذان کا جز قرار دینے کی کیا ضرورت ہے کہ اذان مقصود بالذات نہین بلکہ مقدمہ نماز ہے اور نماز مقصود بالذات ہے اور میرا کوئی رسالہ مطبوع یا غیر مطبوع معاذ اللہ اسکی ممانعت مین نہین ہے یہ خبر بالکل غلط بلکہ اتہام ہے اور قدیمًا و حدیثًا ہند وغیرہ کے شیعون مین پشت در پشت سے یہی شعار شیعون کا رہا کہ وہ بلکہ اونکی عورتین بلکہ اونکے لڑکے مساجد و اماکن مین برابر باعلان کہتے رہے بلکہ مخالفین بلکہ عیسائی بلکہ ہنود عہد شیخ الطایفہ اعلی اللہ مقامہ سے برابر شہادت ولایت اذان مین مذکور ہوا کرتے ہے ولایت و ہندوستان سب مین خصوصًا لکھنؤ مین اور خود کہا کرتا ہون اور جن مساجد مین نماز پڑہاتا ہون برابر اون مین باعلان یہ کلمہ طیبہ اذان مین کہا جاتا ہے علی رؤس الاشہاد اور فتوی بہی میرا یہی ہے کہ یمن و برکت اور اعلان ایمان کے لئے ضرور یہ اذان مین کہا جاے بطور استنباط شروع ایسی حدیثون سے استنباط کرکے کہ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب ذکر خیر حضرت سید المرسلین ہو تو اوسکے ساتھ ذکر خیر جناب سید الوصیین ع بہی ہونا بطور تشریع آور برابر یہی فتوا ہم لوگونکا رہا اور جو کوئی اعانت و شرکت کرے اس کلمہ طیبہ کی اذان مین باعلان کہے جانے کی وہ مثاب و ماجور ہوگا اور جو پہلوتہی کریگا وہ ملام و مذموم ہوگا اور رد کلمہ طیبہ مین تو لا ہے نہ تبرا اور فرق تولا اور تبرا مین کسی

بالکل صحیح پہلے سے ہی یہی (رفیع الدین)

عاقل پر پوشیدہ نہین مگر یہ کہ جاہل یا متجاہل زبان عرب سے ہو۔ الغرض کسیطرح کی دلالت
اسکی تبرے پر نہین لیکن مطابقت وتضمن پس صریح البطلان ہے اور لیکن التزام پس اسوجہ
سے کہ اس مین لازم ہونا شرط ہے اور اس فقرۂ طیبہ کو نفی خلافت خلفا ر اہل سنت لازم
نہین بلکہ یہ احتمال نفس کلام مین ضرور رہتا ہے کہ دونون خلیفہ بلافصل ہون ایک شیعون
کے اونکے اجماع سے دوسرے سنیون کے اونکے اجماع سے اور یہ بہی ممکن کہ دونون مین
مصالحہ ہوا ایک بخوشی متوجہ عبادت وغیرہ رہے ہون اور ایک متوجہ انجام وہی مہم
مملکت پس اس فقرہ سے تفضیل حضرت امیر علیہ السلام پر بہی تو دلالت نہ کی جسکے قائل تفضیلے
ہین کہ جو ایک مشہور فرقہ اہل سنت کا ہے حالانکہ تفضیل تک تو کبہی توہین خلفار ثلاثہ
کی سمجہی نہ گئی پہر یہ بہی تو موزون نہین کہنا کہ بعد رسول اللہ یا علی جمیع الائمہ پس احتمال
ہے کہ وہ حضرت کی خلافت بتوکیہ کا ذکر اظہار فضیلت حضرت کے لئے کرتا ہوا اور یہ فریقین
کا مسلمہ ہے کہ واقعہ تبوک مین حضرت نے اپنے اہل بیت پر جناب امیر کو اپنے طرف سے بلافصل
خلیفہ اور جانشین کیا جیسا کہ صحیح مسلم وترمذی وغیرہ مین مصرح ہے پس جب یہ بہی احتمال
ہوا تو اس فقرۂ پاک کو تبرا کیونکر لازم ہوا کہ اِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ
جب آیا احتمال تو باطل ہوگیا استدلال رہا یہ کہ قرینۂ اعتقاد موذن سے تبری کا مطلب
بٹہانا تو یہ دوسرا امر ہے یون تو شیعہ کی صورت سے تبرا سمجہی جا سکتی ہے پہر اسکا کیا
علاج ہے باقی اس کلام مین کسیطرح کی دلالت تبرے پر نہین اور یہ تو ہر مذہب کی بنا ہے
کہ ہین سچا اور باقی سب مذہب دنیا بہر کے جہوٹے پس اگر یہی توہین سمجہی جاوے تو کوئے
مذہب اس سے خالی نہوگا پس اعلان اُسکا ناجائز ہوگا قانون کی راہ سے اور یہ ایک
شر عام ہے کہ کبہی کسی حکومت مین جاری نہین ہو سکتا الغرض یہ تولا ہے اور تبرا نہین
مثلا ہم ملکہ معظمہ کو شاہنشاہ کہین تو یہ محبت وخصوصیت کی بات ہے اس گورنمنٹ باقی
زار روس یہ نہین کہہ سکتے کہ یہ میری توہین یا میری شاہنشاہی کی نفی ہوئی تا وقتیکہ ہم

اسکی تصریح نکرین بلکہ انکی شاہنشاہی مسکوت عنہ رہے گی کہ پہلی بات سے ملکہ معظمہ کے بارہ
مین شاہنشاہی روس کا نہ اقرار سمجھا جائیگا نہ انکار الغرض یہ ہرگز ہرگز تبرا نہین وگرنہ ایک
دن بھی سنی اسکے کیے جانے پر راضی نہوتے اور پہلے ہی انگریزی مین اسکی تسدید کردیتے
جیسی فی الفور تبرے کی تسدید مین کوشش کی جو دستور قدیم شیعیان لکھنو وغیرہ کا تھا
پس ابھی تک تو یہ کبھی تبرا نہ تھا آج اتنے برسون کے بعد یہ تبرا ہوگیا واہ یہ عجب انصاف ہے
پس صاف ظاہر ہے کہ یہ انکی حیلہ حوالے ہین باقی وہ خود تو ہین حضرت کے لئے انکا نام مٹانا
چاہتے ہین اور اپنے مذہب کی ہو باندھنا اور یہ تحریر ہے اپنے روم مین جو چاہین ظلم کرین
باقی ہندوستان مین کہ جہان گورنمنٹ کے حسن انتظام سے سب رعیت آزاد ہے ایسے خیال
کرنا عبث ہین خلاصہ یہ کہ یہ جب تبرا نہین تو مزاحمت انکی نہ چاہیے اور موقع دست اندازی
حکام عالی مقام سے بھی باہر ہے اگرچہ ہم اُسے خلاف شرع بھی کرتے ہون اسلئے کہ ہمارے امور فقاتی
مین سرکار سے ہمین آزادی ہے اور غیر فرقے ہمارے تابع نہین کہ ہمارے متعرض حال ہون اگر
کوئی معاذ اللہ حضرت امیر علیہ السلام کو خدا بھی کہی اور خلاف اپنی شرع کے بھی کرے تو
کسیکو کیا جیسا کہ بہت باتین خلاف سند مذہبی بلکہ خلاف شرع اکثر فریقین سے ظاہر ہوتی
ہین لیکن کوئے اُن مین مزاحم نہین ہوتا ہے۔

جواب از جانب مولانا وبالفضل اولانا حضرت مولانا اشرف علی صاحب [illegible] دام فضلہ

القول الفاصل بین الحق والباطل

بسم اللہ الرحمن الرحیم ونصلی علی رسولہ الکریم

بعد الحمد لاہلہ والصلوٰۃ علی اہلہا گذارش ہے کہ یہ چند ورق ہین درباب حقیقت کلمہ خلیفہ
بلا فصل کے جو آج کل اکثر شیعہ خلاف دستور قدیم اذان مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے
نام مبارک کے ساتھ بڑھا کر اہل سنت کے دلون کو ایذا پہونچاتے ہین اور اوس مین
طرح طرح کے حیلہ بہانے کرکے چاہتے ہین کہ حکام وقت سے اسکی اجازت ہوجاوے مگر تحریر ہے

اسے ایران مین جو چاہین ظلم کرلین اس سلطنت مین کہ سب کو ایک نظر سے دیکھا جاتا ہے
ممکن نہین کہ ایسی شر عام کی اجازت دیجادے۔ پس جاننا چاہیے کہ منشاء دفعہ ۲۹۰۔
تعزیرات ہند کا یہ ہے کہ کسی کے مذہبی خیالات کو صراحتہً یا اشارۃً رنج پہونچانا موجب
جرم ہے۔ پس اسکی تفتیش باقی رہی کہ یہ کلمہ خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے حق مین صراحتہً
یا کنایۃً طعن ہے جو موجب ایذا رسانی مذہب اہل سنت ہے یا نہین کسی عاقل پر پوشیدہ
نہین کہ کلمہ خلیفہ بلا فصل کے معنی لغوی یہ ہین کہ بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ
برحق حضرت علی رضی اللہ عنہ بلا فصل کسی دوسرے خلیفہ کے ہین پس نفی خلافت خلفا کی تو
اس سے ظاہر ہی جیسا کہ مدلول لفظ بلا فصل کا ہی۔ اب رہا یہ امر کہ نفی خلافت خلفاء ثلاثہ
کے آیا وقوعاً ہی یا استحقاقاً دہی احتمال ہین احتمال اول باتفاق فریقین منتفی ہے کیونکہ
کذب صریح ہی شیعہ بھی اس امر کو تسلیم کرتے ہین کہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
خلیفہ ہوئی پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تو نفی وقوع کی
اونکی مراد ہو نہین سکتی کیونکہ ایسے کذب صریح کو جسکو خود بھی دروغ محض جانتا ہوا ور بموجب
قول الٰہی لعنۃ اللہ علی الکاذبین سبب لعنت کا سمجھتا ہو داخل اذان نہین کرسکتا پس ضرور
احتمال ثانی متعین ہوگیا کہ اس کلمے کے معنے یہی ہین کہ خلفاء ثلاثہ خلافت کا استحقاق رکھتے
تھے جب لیاقت کی نفی ہوئی اسکی نقیض ثابت ہوگئی یعنے معاذ اللہ سبہا نالائق سے تھے
ایک طعن تو یہ ہوا پھر جب اوسکے مستحق نہ تھے اور خلیفہ بن بیٹھے تو ضرور کسی مستحق کا حق غصب
کرکے خلیفہ ہوئے تو غاصب ٹھہرے اور فریقین کے نزدیک غاصب ملعون و مستوجب
لعن ہوتا ہے اگرچہ ادنی مسلمان کا حق غصب کرے قال اللہ تعالی وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ
بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ الآیۃ چہ جائیکہ کوئی شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا حق غصب کرے
جو داماد بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بقول شیعہ اونکی خلافت منصوصہ ہو اسکا
بے استحقاق بھی کتنا بڑا اقدام ملک کی حق تلفی جس مین لاکھون مسلمانون کے حقوق ضائع

ہوئے لا بد ایسے حق کا غاصب اعلیٰ درجے کا ملعون ہوگا یہ دوسرا طعن ہے پھر غاصب ظالم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ظالمین کے حق میں فرمایا ہے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ پس بوجہ ظلم کے ملعون ہونا لازم آتا ہے تیسرا طعن ہوا علیٰ ہذا القیاس یہ کلمہ اعتراض کثیرہ کو محتمل ہے جس کی تفصیل طویل ہے رہا یہ امر کہ معنے اس کلمے کے دلالۃ حقیقی و تطابقی ہیں یا مجازی والتزامی دونوں احتمال صحیح ہو سکتے ہیں لیکن حقیقۃً پس تعریف حقیقت کی اہل عربیہ کے نزدیک یہ ہے اَلْحَقِيْقَةُ الْكَلِمَةُ الْمُسْتَعْمَلَةُ فِيْمَا وُضِعَتْ لَهٗ فِي اصْطِلَاحٍ بِهِ التَّخَاطُبُ هٰكَذَا فِي تَلْخِيْصِ الْمِفْتَاحِ لِلسَّكَّاكِي یعنی حقیقت وہ کلمہ ہے کہ استعمال کیا جاوے ایسے معنی میں کہ اوس معنی کے لئے اوس کلمے کو ٹھہرایا ہوا اور یہ ٹھہرانا باعتبار اوس اصطلاح کے ہو جس میں خطاب و کلام ہے انتہے اور ظاہر ہے کہ کلمہ بالفعل اصطلاح ورف خاص اہل تشیع میں موضوع واسطے نفی خلافت خلفائے ثلثہ کے اور اظہار مطاعن خلفا کے ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں پس یہ صاف گالیاں ہیں جن کا تحمل ہرگز کسی شخص کو نہیں ہو سکتا اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ دلالت اسکی ان مطاعن پر التزامی ہے یعنی اسکے ترجمے سے مطاعن خلفا مفہوم ہوتے ہیں کیونکہ التزامی کے لیے لزوم عقلی ضرور نہیں جیسا بعض ناواقفوں کا گمان یا تجاہل ہے بلکہ لزوم مطلقاً کافی ہے خواہ عقلاً ہو یا عرفاً کما فی التلخیص والثالثۃ بالالتزام وشرطہ اللزوم الذہنی ولو لاعتقاد المخاطب بعرف وغیرہ انتہے - اور ظاہر ہے کہ یہ کلمہ بسبب اعتقاد متکلم و مخاطب ذہن کو منتقل کرتا ہے طرف نفی خلافت خلفا و مطاعن انکے کے بالاضطرار اہل سنت کا مشوش ہو جانا دلیل اس امر انتقال ذہنی کی ہے جیسا کہ حکام پر پوشیدہ نہیں کہ کئی بار یہ نزاع و شورش برپا ہو چکی ہے ورنہ شیعہ امر فرائض مذہبی اپنے برابر ادا کرتے ہیں سنی کبھی تعرض نہیں کرتے اور خاص کر ایسی حالت میں کہ سنیوں کو کسی قسم کی شہرت و عزت و وجاہت ظاہری نہیں اور یہ بیچارے حتےٰ الوسع بہت چشم پوشی کرتے ہیں ایسی حالت عجز میں برہم ہونا علامت ہے اسامر کی کہ اس کلمے

رسا[illegible] اوسکی ظاہر ہی اور رنج قلب کو ہوچکا ہوگا کہ نوبت حکام عالیمقام تک پہونچی کہ ہو وقت
بجز اسکے کوئی چارہ نہین ایسا امر ہے واضح ہے کہ اس کلمے کے اس مطاعن پر دلالت التزامی
ولا[illegible] ایہ ہی جو قسمیہ [illegible] ہے المنجی ہی لما فی التلخیص اَطْبَقَ البُلَغَاءُ عَلٰی اَنَّ المَجَازَ
وَالکِنَایَةَ اَبْلَغُ مِنَ الحَقِیْقَةِ وَالتَّصْرِیْحِ جیسا ملکہ معظمہ کے بڑے صاحبزادے ولیعہد ہین
اور ایک گروہ اپنے گمان باطل مین اونکو لایق ولیعہدی وجانشینی کے نہ جانتا ہو توجب
اوس گروہ کا اور کوئی شخص اونکے چھوٹے صاحبزادے یا صاحبزادی کو کہنے لگے کہ آپ
بلافصل ملکہ معظمہ کے ولیعہد ہین تو کیا یہ بڑے صاحبزادے کو اوسکے ظن باطل کا خیال
یہ کلمہ سنکر ہوگا یا رنج نہ پہونچیگا یہ ملکہ معظمہ سے بغاوت نہین اور کیا یہ صاحبزادہ کلان کو
رنج رسانی نہین بیشک ہے یا کوئی شخص کہے کہ بعد موسی علیہ السلام کے
نبی صاحب شریعت مستقلہ بلافصل جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ ہین تو کیا یہ نفی
رسالت حضرت عیسی علیہ السلام کی نہین اور کیا اسکا اعلان موجب رنج دہی قوم عیسائیون کا
نہین ضرور ہے ضرور ہے یا کوئی شخص کسی کے چھوٹے لڑکے کو اکلوتا بیٹا کہے تو کیا دوسرے
بڑے بیٹون کے نسب کی نفی نہین اور کیا اونکو مثل حرامزادے کہنے کے بلکہ اس سے زیادہ
نہین بیشک ہے ضرور ہے بلکہ عادۃً مشاہدہ ہوتا ہے کہ کلمہ کھلا کہنے کی نسبت جیسر معیار سے
سخت رنج ہوچکا ہے پس ہر طرح سے ظاہر ہوگیا کہ یہ کلمہ تبرا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
جنکے نام پر یہ لوگ اپنے زعم مین قربان ہوتے ہین جب اونکے زمانے مین بعض لوگون نے
آپکو حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر فضیلت دی تو آپنے فرمایا کہ جو کوئی ایسا کریگا اوسکو
اسی درے لگاؤنگا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اہل لسان تھے وہ صیغۃ التفضیل سے سمجھے کہ
اونکے حق مین طعن ہے اسوجہ سے کہ ایک امر غیر واقع کو مشتہر کرنا بجز ایذا رسانی
ہوا جوا ہانت شیخین اور کیا سمجھا جا سکتا ہے اگر یہ حضرات شیخین کے حق مین مثل گالی کے نہ تھا تو
اسی درے کو جو حد شرعی ہے کیو اوسکے ساتھ وعید فرماتے جب ایسے خفیف کلمے پر اسقدر

دھمکایا جو جائیگا یہ کلمہ ثقیل اسپر تو نہیں معلوم کیا سزا تجویز فرماتے پس معلوم ہوا کہ جبال لسان
کے نزدیک اس سے خفیف کلمہ طعن ہو تو یہ ضرور استدواجی کا طعن ہوگا پس جب یہ معنے
ایسے ہنباد رہین اسکے التزامی ہونے مین کیا کلام ہے حدیث صحیح مین وارد ہی کہ آپ کے
زمانے مین ایک یہودی نے ایک مسلمان کے روبرو قسم کھائی کہ قسم اوس ذات کی جسنے
موسیٰ علیہ السلام کو سب البشر پر فضیلت دی اوسی وقت مسلمان نے اوسکے منھ پر ایک
طمانچہ مارا یہان تک کہ آپ کی خدمت مین اسکی نوبت پہونچی اسپنے فیصلہ فرمایا کہ انبیا مین
ایک کو دوسرے پر فضیلت مت دو اللہ خیال کرنیکا مقام ہی کہ باوجودیکہ اہل اسلام
یہودیون کے کفر پر بھی تعرض نہ کرتے تھے مگر اس کلمے نے اوس مسلمان کو ایسا جوش
دلایا کہ اوسکو مار بیٹھا معلوم ہوا کہ ذوق لسانی سے اوسکو اس کلمے سے مفہوم ہوا کہ
یہ آپکی تحقیر ہی اور اوس سے برداشت نہوئی اور اسی لیے آپ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ ایک کو
دوسرے پر فضیلت مت دو مطلب یہی ہی کہ ایسے طور سے فضیلت مت دو کہ دوسرے کی
تحقیر لازم آوے معلوم ہوا کہ اس قسم کے کلمات تحقیر پر صاف دلالت کرتے ہین شاید کوئی
شخص شبہ کرے کہ جب یہی بات ہی کہ ایک کی فضیلت سے دوسرے کی تحقیر لازم آتی ہی تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت دینے سے موسیٰ علیہ السلام کی تحقیر ہوا اور حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت دینے سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تحقیر ہو جواب
یہ ہی کہ مطلق کسی کو کسی پر فضیلت دینا موجب تحقیر مفضول نہین جو یہ اعتراض لازم
آوے بلکہ اوس وقت ہی کہ جب مفضل مفضول کو اپنے عقیدے مین برا سمجھتا ہو اوسی وقت
مین مخاطب کو جوش ہوتا ہی پس یہودی کہ منکر نبوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیعہ
کہ منکر خلافت خلفاء ثلثہ ہین یہ لوگ اگر موسیٰ علیہ السلام کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پر یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرات خلفائے ثلثہ پر فضیلت دین ضرور
تحقیر مفضول کی ہوگی اسی وجہ سے مسلمان کو یہودی پر غصہ آیا اور اسی وجہ سے

حضرت علی کرم اللہ وجہ نے ابن سبا کے توابع کو دھمکایا بخلاف اسکے کہ اگر مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت دی یا سنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فضیلت دی چونکہ وہ منکر رسالت موسیٰ علیہ السلام کا اور یہ منکر فضیلت حضرت علی کرم اللہ وجہ کا نہین اسلیے تحقیر نہ لازم آئیگی البتہ اگر خارجی حضرات شیخین کو حضرت علی کرم اللہ وجہ پر فضیلت دیگا تو بیشک اس مین تحقیر حضرت علی کرم اللہ وجہ کی ہی جسکی وجہ سے سنی اوسکے خون کے پیاسے ہو جائینگے زیادہ شیعہ سے فافہم فانہ من الہامات رب العالمین اور اگر کوئی روباہ حیلہ یہ کہے کہ مراد میری اس کلمہ سے وہی معنے ہین جو بالکل دروغ ہین اور مین اپنی اذان مین جھوٹ بول کر ملعون بنتا ہون تمکو اس سے کیا بحث اوسکو کہا جاویگا کہ اگر تمکو ملعون بننا ہو اپنے گھر مین بیٹھکر ملعون بنو جب ایسے کلمے کا اعلان کروگے جو باعتبار معنے متبادر کے رنج رسان ہو ضرور منع کئے جاوگے ورنہ منشاء دفعہ ۲۹۸ کا بالکل ہوا جاتا ہے یون تو کوئی کسی کے پیشوایان مذہب کو گالیان دیتا پھرا کرے اور کہدے کہ مین جھوٹ بول کر ملعون بنتا ہون تمکو اس سے کیا۔ یا کہدے کہ یہی نام دوسرے لوگون کے ہین مین تو اونکو برا کہتا ہون کیا کوئی عاقل اس عذر کو مسموع کریگا۔ چند سال کا قصہ ہے کہ ایک قصبہ مین ایک رئیس کے مکان مین ایک شخص رہتا تھا اوس رئیس نے کسی وجہ سے دوکان خالی کرانی چاہی چونکہ وہ کرایہ پیشگی دے چکا تھا دوں انقضاے مدت کیونکر نکل سکتا تھا اوس شخص نے اپنے بھائیون کے نام اوس رئیس کے خاندان پر مقرر کر لیے جب اونمین سے کسی کو دیکھتا وہی نام لیکر بلا تہذیب پکارتا اور کبھی حلیم وغیرہ بھرنے کی فرمایش کرتا تاکہ اوس رئیس کو رنج پہونچے انجام یہ ہوا کہ خوب درستی ہوئی۔ بھلا کوئی عاقل اوس دبنیے کے اس عذر کو سن سکتا ہے کہ صاحب بنیے اپنے بیٹے بھائیون کے نام جھوٹ موٹ مقرر کر لیے ہین مین تو اون کو کہتا ہون تمکو اس سے کیا بحث ہر گز نہ سنیگا و علیٰ ہذہ۔

قابل اعتبار نہین ہر شخص صرف اوسکو قابل سزا کہیگا اسطرح یہ کہنا اونکا ہٹ دھرمی کے حکم
مین ہی احتمال ہی کہ خلافت اجماعی شیعہ مراد ہوا ور وہ بلا فصل حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ہے
اور خلفاء ثلاثہ کی خلافت باجماع اہل سنت تھی صرف حیلہ بازی ہے اول تو ا
صاحبون کے نزدیک تمام اہل سنت شیعہ تھے وہ قت خلافت خلفاء ثلاثہ اتفاق رکھتے
تھے جسمین حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی داخل ہین وہ بھی اس اجماع مین تھے پس اوسے
خلافت بھی باجماع شیعہ ہی اگر عذر تقیہ کا ہو تو اول تو اونکی شیر مردی کے خلاف ہے دوسرے
یہ لوگ بھی تقیہ کیون نہین کرتے کہ سنت اہل بیت ہی اور اگر کہیے کہ اوسوقت شیعہ مصطلحہ جو صحابہ کو
گالیان دیتے ہون نہ تھے بعد مین پیدا ہوے اور حضرت علی کی خلافت پر اجماع کیا تو یہ بھی
غلط ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی انعقاد خلافت کے وقت ایک شخص بھی گالیان دینے والا
اصحاب کا بیعت مین داخل نہ تھا اگر کہیے کہ بعد انعقاد خلافت کے گالیان دینے والے یعنی
اصحاب عبد اللہ بن سبا آگئے اور اونھون نے اجماع کیا یا او پیچھے کے لوگ جو ہر زمانے میں
پیدا ہوتے ہے اونکا اجماع مراد ہے تو اول تو اجماع خلافت پر وقت انعقاد خلافت چاہیے
اور یون تو اب کوئی جماعت اشقیا یزید کی خلافت پر اجماع کر کے اپنی اذان مین اوسکو خلیفہ
رسول اللہ بلا فصل باختیار اپنے اجماع کے کہنے لگے تو کیا حضرت شیعہ اوسکو سب و شتم
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان مین سمجھینگے اور کیا اس اجماع کو معتبر جانینگے ہرگز نہین علاوہ اسکے
یہ اجماع ان لوگون کا اس قبیل سے ہی کہ جیسے کوئی طالب علم کہتے تھے کہ آجکل ہم بیاہ کے
بادشاہزادے سے نکاح کرنے کی فکر مین ہین کسی نے حال پوچھا کہنے لگے کہ آدھا معاملہ تو
ہوگیا ہی اور آدھا باقی ہے کسی نے تفسیر پوچھی فرمایا ہم تو راضی ہین وہ راضی نہین ہی مثل
اس اجماع کی ہی کہ خود من کہ الاجماع اسنے راضی نہین تھے اور برابر ایسے لوگون کو ڈانٹتے
دھمکاتے رہے پھر انکی اجماع کو کون پوچھتا ہے قطع نظر اسکے یہان بھی وہی حجاب
مشترک ہی کہ اس اجماع کو گھر مین بیٹھکر گاسکے اور بجب معنی متبادر کسیکا دل دکھانے

ورنہ دفعہ ۲۹۰ موجود ہی۔ اسیطرح یہ کہنا کہ دونون خلیفہ بلا فصل ہون اور یہ صالحہ ہو یہ بھی
دروغ محض ہی زمان خلفاے ثلاثہ مین کسیطور حضرات علی رض کی خلافت ثابت نہین پھر اگر یہی
تھا تو حضرات شیعہ خلفا کو غاصب کیون قرار دین بلکہ وہ موہوب لہ تھے علاوہ اسکے جواب مشترک
مشترک ہی اسیطرح یہ کہنا کہ شاید خلافت سے کوئی مراد ہو محض لغو ہی اول تو وہ ایسی بڑی فضیلت
ہین جسکو اعلان کیا جاوے پس مقتضاے حال و قرینہ مقام آپکی اس ارادے سے ہے
دوسرے خلیفہ بلا فصل کے معنے عرف مین یہ ہین کہ خلیفہ تو متعدد ہوئے مگر یہ بلا فصل اور
دوسرے یہ فصل پس سفر تبوک کے وقت کتنے شخص تھا تب خلیفہ ہوئے تھے کہ جنمین حضرت علی
خلیفہ بلا فصل تھے بلکہ کئی صحابہ مختلف خدمات پر ایک ساتھ مامور تھے منجملہ اونکے حضرت علی رض
کی خلافت محض امور خانگی مین اہل و عیال کی خبرداری کے واسطے تھی اور محمد بن مسلمہ کو مدینہ منورہ
کا صوبہ دار اور سباع بن عرفطہ کو کوتوال مدینہ اور ابن ام مکتوم کو امام نماز مسجد کا کیا تھا پس
یہ معنے محض باطل ہین اور اگر یہی مراد ہی تو وہی مشترک جواب یہان بھی ہی کہ چونکہ معنی متبادر
اسکے رنج رسان ہین اعلان نفرمایئے ورنہ دفعہ مذکور موجود ہی غرض ایسے احتمالات سے
بیارہ نہین ہو سکتی ورنہ کوئی شخص مجرم نہ ٹھہریگا ایسی رو بابازیان تو ہر شخص کر سکتا ہے
منشار سیاست مدینہ کا یہ ہی کہ شر عام نہ پھیلے یہی وجہ ہے کہ تبرا باوجودیکہ بزعم شیعہ عبادات
مین سے ہی مگر حکام نے اوسکے اعلان سے منع کیا کہ فتنہ عام تھا اور اوسکا انسداد ضروری
تھا اور ہر سلطنت مین اسکا لحاظ رہا ہمارے فقہاء و قضاۃ مین سے بعض نے سباب الشیخین
کے کفر و قتل کا حکم دیا ہی اور فرمایا ہی کہ توبہ اوسکی مقبول نہین اور قتل سے نجات نہ پائیگا
حالانکہ کفر سے توبہ کرنا مخلصی تھی قتل سے مگر یہ قتل بوجہ انتظام ملکی اور دفع شر عام
کے ہے۔ جیسا کہ ساحر کی توبہ کو غیر مقبول کہا ہی کہ اوس سے احتمال فتنہ عام کا ہے
فافہم ہاں شبہ کہ اگر یہ کلمہ تبرا ہی اور واجب الانسداد تو ہر وقت تبرا ہونا چاہیے پس مناظرہ
کا باب مسدود ہونا چاہیے حالانکہ فریقین مین ہمیشہ سے رد و قدح و مناظرہ چلا آتا ہے

نہ شرعاً مناظرہ ممنوع نہ قانوناً - جواب اوسکا یہ ہے کہ وقت مناظرہ مین مقصود تحقیق اصل امر
ہوتا ہی تحقیر مقصود نہین ہوتی اور دوسرا فریق جو مناظرہ پر مستعد بیٹھا ہے وہ اس امر کی بالالتزام
اجازت دیتا ہی کہ تم بلا فصل کہو ہم اسکا جواب دینگے اور اوسکو وہ جواب سننا پڑتا ہے
اور یہ نہین کہہ سکتا ہے کہ ہم تمسے جواب نہین سنتے ہمتو یہی کہینگے تمہارا اجارہ نہین ورنہ ہٹ دھرمی
او تعصب سمجھا جائیگا اور پھر تبرا ہو جائیگا - پس بوجوہ مذکورہ وہ تبرا نہین بخلاف اوسوقت کے
کہ کسی کے ساتھ مخاطبہ بھی نہیں اور اگر کوئی جواب دینے پر مستعد ہوا اور الزام دیکر ساکت کرنا
چاہے تو اوسکو بھی منظور نہ کیا جاوے صرف اپنی مرغی کی ایک ٹانگ گاے جائے اور جابجا اوسکا
اعلان براہ تحکم کرے بیشک ان قراین سے وہ اوسوقت تبرا ہو گا کما لایخفے علی العاقل
پس اسکا تبرا ہونا بوجہ احسن ثابت ہو گیا پس اگر بالفرض والتقدیر یہ کلمہ جزو اذان کیا
بلکہ جزو ایمان بھی ہوتا تب بھی حکام اسکو بند کرنے کی تجویز فرماتے جیسا کہ نظیر مقدمہ مجوزہ
باجلاس مسٹر بیٹ الیف بی پیرسن صاحب جج الہ آباد مشہور ہی وہ فیصلے مین لکھتے ہین کہ اگر
شیعہ اپنے اوپر واجب سمجھتے ہین کہ دوسرے کے مذہبی خیالات کو بذریعہ تلفظ یا اشارات کے
رنج پہونچانا فرض ہی تو اسکا اجر شاید آخرت مین ملے لیکن اس دنیا مین دفعہ ۲۹۸ تعزیرات
ہند کا نتیجہ خواہ مخواہ انکو اوٹھانا پڑیگا الخ - چہ جائیکہ جزو اذان بھی نہو بلکہ کہنا ممنوع اونکے
مذہب مین بھی ہو پھر اذان مین اعلان کہنے سے بجز ایذای اہل سنت کیا منظور ہی اسوقت
مناسب ہی کہ کتب معتبرہ شیعہ سے کیفیت اذان کی ثابت کیجاے تا کہ حقیقت حال منکشف
ہو جاوے کتاب شرایع الاسلام کتاب الصلوۃ رکن اول مقدمہ سابعہ مین مرقوم ہے
وَالْاَذَانُ عَلَی الْاَشْهَرِ ثَمَانِیَةَ عَشَرَ فَصْلًا اَلتَّکْبِیْرُ اَرْبَعًا وَالشَّهَادَةُ بِالتَّوْحِیْدِ ثُمَّ
بِالرِّسَالَةِ ثُمَّ یَقُوْلُ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ ثُمَّ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ثُمَّ حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ وَالتَّکْبِیْرُ
بَعْدَهٗ ثُمَّ التَّهْلِیْلُ کُلُّ فَصْلٍ مَرَّتَانِ وَالْاِقَامَةُ فُصُوْلُهَا مَثْنٰی مَثْنٰی وَیُزَادُ فِیْهَا قَدْ قَامَتِ
الصَّلٰوةُ مَرَّتَیْنِ وَیَسْقُطُ مِنَ التَّهْلِیْلِ فِیْ اٰخِرِهٖ مَرَّةً وَّاحِدَةً ترجمہ اذان مشہور مذہب کے موافق

اٹھارہ کلمہ ہیں چار بار اللہ اکبر اور توحید کے شہادت یعنی اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دو بار پھر
رسالت کی شہادت یعنے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ دو بار حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ دو بار
کہے پھر حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ دو بار کہے پھر کہے حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ دو بار پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ دو بار پھر
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دو بار (اور اقامت کے کلمے دو دو بار ہیں مگر قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ دو مرتبہ
بڑھاوے اور آخر میں ایک مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے فقط) اور کتاب روضۃ البہیہ
فی شرح اللمعۃ الدمشقیہ کتاب الصلوۃ فصل ثالث میں ہے فَيُكَبِّرُ اَرْبَعًا فِيْ اَوَّلِ
الْاَذَانِ ثُمَّ التَّشَهُّدَانِ بِالتَّوْحِيْدِ وَالرِّسَالَةِ ثُمَّ الْحَيْعَلَاتُ الثَّلٰثُ ثُمَّ التَّكْبِيْرُ ثُمَّ التَّهْلِيْلُ
مَثْنٰى مَثْنٰى فَهٰذِهٖ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ فَصْلًا وَالْاِقَامَةُ مَثْنٰى فِيْ جَمِيْعِ فُصُوْلِهَا وَهِيَ فُصُوْلُ الْاَذَانِ
اِلَّا التَّهْلِيْلَ وَيَزِيْدُ بَعْدَ حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ مَرَّتَيْنِ وَيُهَلِّلُ فِيْ
آخِرِهَا مَرَّةً وَاحِدَةً فَفُصُوْلُهَا سَبْعَةَ عَشَرَ تَنْقُصُ عَنِ الْاَذَانِ ثَلٰثَةً وَتَزِيْدُ
اِثْنَيْنِ فَهٰذِهٖ جُمْلَةُ الْفُصُوْلِ الْمَنْقُوْلَةِ شَرْعًا وَلَا يَجُوْزُ اعْتِقَادُ شَرْعِيَّةِ غَيْرِ هٰذِهِ
الْفُصُوْلِ فِي الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ كَالتَّشَهُّدِ بِالْوِلَايَةِ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَنَّ
مُحَمَّدًا وَآلَهٗ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ اَوْ خَيْرُ الْبَشَرِ وَاِنْ كَانَ الْوَاقِعُ كَذٰلِكَ فَمَا كُلُّ وَاقِعٍ حَقًّا يَجُوْزُ
اِدْخَالُهٗ فِي الْعِبَادَاتِ الْمُوَظَّفَةِ شَرْعًا الْمَحْدُوْدَةِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَيَكُوْنُ اِدْخَالُ
ذٰلِكَ فِيْهَا بِدْعَةً وَتَشْرِيْعًا كَمَا لَوْ زَادَ فِي الصَّلٰوةِ رَكْعَةً اَوْ تَشَهُّدًا اَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ مِنَ
الْعِبَادَاتِ وَبِالْجُمْلَةِ فَذٰلِكَ مِنْ اَحْكَامِ الْاِيْمَانِ لَا مِنْ فُصُوْلِ الْاَذَانِ قَالَ
الصَّدُوْقُ رَحِمَهُ اللّٰهُ اِنَّ اِدْخَالَ ذٰلِكَ مِنْ وَضْعِ الْمُفَوِّضَةِ وَهُمْ طَائِفَةٌ
مِنَ الْغُلَاةِ وَلَوْ فَعَلَ هٰذِهِ الزِّيَادَةَ اَوْ اِحْدٰهَا بِنِيَّةِ اَنَّهٗ مِنْهُ اَثِمَ فِي اعْتِقَادِهٖ
وَلَا يَبْطُلُ الْاَذَانُ بِفِعْلِهٖ بِدُوْنِ اعْتِقَادِ ذٰلِكَ بَلْ لَا حَرَجَ وَفِي الْمَبْسُوْطِ اَطْلَقَ عَدَمَ الْاِثْمِ
بِهٖ وَمِثْلُهُ الْمُصَنِّفُ فِي الْبَيَانِ اِلٰى آخِرِهٖ یعنی اول اذان میں چار مرتبہ کہے اَللّٰهُ اَكْبَرُ
پھر دو دو مرتبہ یعنے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

پہر تینون حیعل یعنے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ پہر اللّٰہُ اَکْبَر
پہر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دو مرتبہ پس یہ اٹھارہ کلمے ہین اور تکبیر مین سب کلمہ دو دو بار ہین اور
اسکے وہی کلمات ہین جو اذان کے ہین مگر کچہہ کم ہین اور تکبیر مین بعد حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ
کے دو بار قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہے اور آخر مین ایک بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے پس اسکے
سترہ کلمے ہوئے اذان سے تین کم ہوگئے اور دو بڑھ گئے پس یہ وہ کلمات ہین جو شرعًا منقول
ہین اور جایز نہین مشروع سمجہنا سواے ان کلمات کا اذان اور اقامت مین جیسے گواہی دینا
حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کی اور گواہی اس امر کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی
آل تمام جہان یا تمام آدمیون سے بہتر ہین گرچہ واقع مین یون ہی ہی مگر یہ ضرور نہین
کہ جو سچی بات ہو اکرے اوسکا داخل کرنا جایز ہو اون عبادات مین جو خدا یتعالی کی
طرف سے مقرر اور محدود ہوگئے ہون۔ پس ان کلمات کا داخل کرنا اذان مین بدعت
اور نئی شریعت پیدا کرنا ہی جیسے کوئی نماز مین ایک رکعت یا ایک تشہد یا ایسی کوئی
عبادات بڑہاوے حاصل یہ ہے کہ یہ احکام ایمان سے ہی نہ کلمات اذان سے ۔صدوق
مرحوم نے کہا ہی کہ اسکا داخل کرنا اذان مین طریقہ ہے فرقہ مفوضہ کا جو ایک گروہ
ہے غلات سے اور اگر کسی نے ان کلمات زائدہ کو یا انہین سے بعض کو اذان مین کہا
اس نیت سے کہ یہ اذان مین داخل ہے وہ اپنے اعتقاد مین گنہگار رہوگا) اور اذان باطل
نہ ہوگی اور بدون اعتقاد کے گناہ نہوگا اور مبسوط مین مطلقًا کہا ہے کہ گناہ نہوگا اور
اور مصنف نے بیان مین یہی کہا ہی فقط اور کتاب من لایحضرہ الفقیہ کے باب الاذان
والاقامت مین لکھا ہے وَالْمُفَوِّضَۃُ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ قَدْ وَضَعُوْا اَخْبَارًا اَوْزَادُوْا فِی
الْاَذَانِ مُحَمَّدٌ وَاٰلُ مُحَمَّدٍ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ وَفِیْ بَعْضِ رِوَایَاتِھِمْ بَعْدَ اَشْھَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ مَرَّتَیْنِ وَمِنْھُمْ مَنْ رَّوٰی بَدَلَ
ذٰلِکَ اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ حَقًّا مَرَّتَیْنِ وَلَا شَکَّ فِیْ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ

وَاَنَّهٗ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ حَقًّا وَاِنَّ مُحَمَّدًا وَاٰلَهٗ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ وَلٰکِنَّ لَیْسَ ذٰلِكَ فِیْ
اَصْلِ الْاَذَانِ اٰخِرُ یعنے فرقۂ مفوضہ نے اللہ اونپر لعنت کرے اپنی طرف سے اخبار گہڑے ہین
اور اذان مین مُحَمَّدٌ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ بڑہایا ہے اور اونکی بعضی روایتون
مین بعد اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے اَشْهَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَّلِیُّ اللّٰهِ دو بار ہے
اور اونمین سے بعضون نے اسکا بدلہ یہ کہا ہے کہ اَشْهَدُ اَنَّ عَلِیًّا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ
حَقًّا دو بار اور اسمین کچہ شک نہین کہ حضرت علی اللہ کے ولی ہین اور بے شک
امیر المؤمنین ہین اور محمد اور اونکی اولاد بہترین مخلوق ہین لیکن یہ اصل اذان مین
نہین فقط صاحب مسالک نے لکھا ہو لَفْظُ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ ثَابِتَانِ مُتَلَقِّیَانِ مِنَ
الشَّرْعِ کَسَائِرِ الْعِبَادَاتِ فَالزِّیَادَةُ فِیْهَا تَشْرِیْعٌ مُّحَرَّمٌ کَمَا یُحَرَّمُ زِیَادَةُ مُحَمَّدٍ
وَّاٰلِهٖ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ اول یعنے اذان واقامت دونون شرع سے ثابت اور ماخوذ ہین
جیسے اور عبادتین پس اوسمین بڑہانا اپنی طرف سے شریعت بنانا ہے یہ حرام ہے جیسا
مُحَمَّدٌ وَّاٰلِهٖ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ کا زاید کرنا حرام ہے فقط۔ اور صاحب نہایہ نے لکھا ہے
فَاَمَّا مَا رُوِیَ فِیْ شَوَاذِّ الْاَخْبَارِ مِنْ قَوْلِ اِنَّ عَلِیًّا وَّلِیُّ اللّٰهِ وَاٰلُ مُحَمَّدٍ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ
فَمِمَّا لَا یُعْمَلُ عَلَیْهِ فِی الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ فَمَنْ عَمِلَ کَانَ مُخْطِئًا انتہی یعنے بعض
شاذ الاخبار مین جو یہ کہنا منقول ہے اَشْهَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَّلِیُّ اللّٰهِ وَاٰلُ مُحَمَّدٍ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ
اسپر اذان اور اقامت مین عمل نکرنا چاہئے اور اگر عمل کریگا گنہگار ہوگا فقط ان پانچ
معتبر کتب امامیہ کی عبارات سے علی قدر مشترک یہ بات ثابت ہوگئی کہ اَشْهَدُ اَنَّ عَلِیًّا
وَّلِیُّ اللّٰهِ وَنَحْوُ ذٰلِكَ اذان مین کہنا حرام اور گناہ اور بدعت اور طریق فرقۂ ملعونہ کا
اور نئی شریعت ایجاد کرنا ہے اور مرتکب اسکا خاطی اور مبتدع اور ملعون ہے اگر کسی کا اختلاف
بہی ہے تو وہ مرجوع ہے اور مخالفین خطا پر ہین ایسے اختلاف کا اعتبار نہین پس
ثابت ہوگیا کہ خود امامیہ کے نزدیک یہ جزو اذان نہین اور کہنا موجب گناہ ہو ہرگاہ

ایسی کلمات کا کہنا جس کا مضمون صحیح ہے اور کسی کے ایذا اور رنج کا مد نہین ہزد یا
حرام ٹھہرا چہ جائیکہ یہ کلمہ بلا فصل کہ مضمون بھی غلط اور باعث ایذا اہل سنت ہے
کا کہنا کیسے جائز ہوگا۔ پس ایک امر موجب گناہ کو اپنی اذان مین داخل کرنا واسطے
ایذای اہل سنت کے مصداق اس مثل ہندی کا ہے کہ پرائی بدشگونی کے واسطے اپنی
ناک کٹانا۔ اگر ایذا دہی مقصود نہیں تو کیا ہے چنانچہ خود مجتہد صاحب نے اپنے فتوے محررہ
ماہ رمضان ۱۲۹۰ ہجری مین اسکے کہنے والے کو خاطی و گنہگار فرمایا ہے۔ اگر کوئی عذر کرے
کہ اس کلمہ کو اسلیے کہتے ہین تاکہ اذان اہل سنت سے فرق ہوجاوے اور شیعون کو
معلوم ہوجاوے کہ اب ہمارا امام نماز ادا کیا چاہتا ہے پس اول تو فرق کے دوسرے
وجوہ موجود ہین انکی اذان مین حَيَّ عَلَىٰ خَيْرِ الْعَمَلِ ہے سنیون کی اذان مین نہین اور
انکی اذان مین آخر مین دوبار لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ ہے سنیون کی اذان مین ایکبار
کیا فرق نہین اور اگر اس فرق پر قناعت نہین تو اس کلمہ کی کیا تخصیص ہے جب شریعت
سے ثابت نہین پھر یہ اور جمیع کلمات برابر ہین بدون بلا فصل کے بھی فرق ہوسکتا ہے بعد
فراغ اذان کے ہذا اذان الشیعہ علے الاعلان کہدینا موجب فرق ہوسکتا ہے اور اگر
شریعت سے بھی ثابت ہوتا تو اس شریعت پر اپنے گھر مین عمل کرنا چاہیے اعلان کرکے
اہل سنت کو کیون دکھ پہونچاتے ہو اور سزاوار دفعہ ۲۹۸ کے ہوتے ہو۔ بالجملہ تحریر بالا سے
ثابت ہوا کہ کلمہ مذکورہ علی کلا المذہبین گناہ اور حرام ہے اور مطابق اصول اہل سنت وذوق
لسان عربی ہتک آمیز تبرا ہے جو شرعا و قانونا واجب الانسداد ہے اور جسقدر عذرات اسکے
متعلق ہین سب لچر و پوچ ہین اگر فرصت زیادہ ہوتے تو بعد تتبع کتب کچھ زیادہ لکھتا
مگر انشاء اللہ تعالے یہ قدر ضروری بھی کافی ہوگی اہل ایمان پر واجب ہے کہ اس بدعت
شنیعہ قبیحہ کے رفع مین جہان تک ممکن ہو سعی فرماوین ورنہ دنیا مین بے لطفی کا دھبا اور
آخرت مین مشارکت اس فرقہ کا الزام سر پر لینا ہوگا۔ والله اعلم فقط تحریر تاریخ

٦ جمادی الاخری روز پنجشنبہ ۱۳۱۰ ہجری رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَ اَمِتْنَا عَلٰى حُبِّ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَخُلَفَائِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَثَبِّتْنَا عَلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ وَاسْتَعْمِلْ هٰذِهِ السُّطُوْرَ تَاْيِيْدًا لِّلدِّيْنِ الْقَوِيْمِ وَتَسْدِيْدًا لِّلزَّيْغِ وَالْعِوَجِ الَّذِيْ يَاْمُرُ بِهِ الشَّيْطَانُ الرَّجِيْمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْقَدِيْمُ الْكَرِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

یعنی یہاں تک بدلائل واضحہ اور ساطعہ ثابت کیا اور یہی اہل حق پر ظاہر کر دیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلا فصل کہنا اور خلفائے ثلثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو غاصب خلافت کا قرار دینا محض غلط اور باطل و بہتان ہے اب مناسب معلوم ہوا کہ خلافت کی تعریف اور ضرورت اور ثبوت خلافت واسطے خلفائے ثلثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا بیان کیا جاوے اگرچہ جناب حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنی کتاب ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء میں خلفائے ثلثہ کی خلافت کو اس زور شور سے بیان اور ثابت کیا ہے کہ مخالف اوسکے مقابلے میں دم نہیں مار سکتا ہے اور کسی منصف مزاج کو بجز تسلیم کے چارہ نہیں ہے میرے بیان کرنیکی ضرورت نہیں ہے مگر مجملا کتاب موصوف سے خلافت کا کچھ بیان حالی نقل کر دینا خالی از فائدہ نہیں ہے تاکہ خلفائے ثلثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت کا ثبوت مجملا اہل حق پر ظاہر ہو جاوے لہذا مختصرا بیان خلا[...] سج ذیل کیا جاتا ہے۔ یا ان معنے خلافت عامہ و خاصہ کے اور سا وہکی شرط[...] اور جو کچھ اوسکے متعلق ہے اور ان حضرات کے خلافت پر دلائل اور [...]ت کا حل کہ خلافت از روے نص کے تھی یا اجتہاد کے

[...]ل بیان خلافت عامہ کا

خلافت عامہ [...] یہ ہے هِيَ الرِّيَاسَةُ الْعَامَّةُ فِي التَّصَدِّيْ لِاِقَامَةِ الدِّيْنِ بِاِ[...] خیلہ التلقوما[...] اِقَامَةِ اَرْكَانِ الْاِسْلَامِ مِنَ الْقِيَامِ بِالْجِهَادِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهٖ مِنْ تَرتیب الجیش [...] مِنَ الْمُقَاتِلَةِ وَاِعْطَائِهِمْ مِنَ الْفَيْءِ وَالْقِيَامِ بِالْقَضَاءِ

وَاِقَامَةِ الْحُدُوْدِ وَدَفْعِ الْمَظَالِمِ وَالْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ نِيَابَةً عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اس تعریف کی تفصیل یہ ہے کہ ملت محمدیہ علی صاحبہا صلوات و تسلیمات سے یقینی معلوم ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطے خلق اللہ کے مبعوث ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگون کے ساتھ معاملات فرمائے اور تصرفات کیے اور ہر معاملے کے واسطے نائب متعین فرمائے اور ہر معاملے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہتمام عظیم مبذول فرماتے تھے۔ پس جبکہ ہم ان معاملات مین تجسس اور تلاش کرتے ہین اور جزئیات سے کلیات کی طرف اور کلیات سے ایک ایسے کلی کی طرف جو سب کو شامل ہو منتقل ہوتے ہیں تب جا تو جنس اعلی اونکی اقامت دین پاتے ہین جو جمیع کلیات کو شامل ہے اور اوسکے نیچے دوسرے جناس ہین کہ ایک انمین سے زندہ کرنا علوم دین کا ہے تعلیم قرآن اور سنت اور تذکیر اور نصایح سے قال اللہ تعالی هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيِّيْنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۔ ترجمہ اللہ تعالی ایسا ہی جسنے بھیجا عرب کے ناخواندہ لوگون مین ایک پیغمبر اونہین مین سے جو پڑھتا ہے اونپر اوسکی آیتین اور اونکو پاک کرتا ہے اور سکھاتا ہے اونکو کتاب اور حکمت فقط اور مشہور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبرگیری کرتے تھے صحابہ رضی اللہ ... کے ساتھ تذکیر اور موعظت کے دوسرے جنس اقامت ارکان اسلام ہے اسواسطےکہ مستفیض ہے ... ت جمعون اور عیدون اور جماعت کی خود فرماتے تھے اور ہر محلے مین امام نصب ... نے اور زکوۃ لیتے تھے اور اوسکا صرف مصارف پر کرتے تھے اور عمال کو اس لینے کے وا... رتے تھے اسیطرح رویت ہلال رمضان اور عید کی شہادت سنتے تھے اور بعد ثبوت ... کے حکم روزہ اور افطار کا کرتے تھے۔ اور واسطے حج کے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ ... امت فرمائے اور سال نہم مین کہ تشریف آوری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ مین ... ونے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو بھیجا تا اقامت حج کی کرین۔ اور بعد ... حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

واسطے جہاد اور نصب امرای اور بعث جیوش اور سرایا اور واسطے دینے حکم کے خصومات مین اور نصب قاضیون کی بلاد اسلام مین اور واسطے اقامت حدود اور امر معروف اور نہی منکر کی مستغنی اوس سے ہے کہ تنبیہ کی احتیاج رکھتا ہو۔ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رفیق اعلی مین انتقال فرمایا تو واجب ہوا کہ اقامت دین کی اوسی تفصیل سے کہ گذری کیجاوے پس اقامت دین موقوف ہوئی ایسے شخص کی نصب پر جو اس امر مین اہتمام عظیم فرماوے اور اطراف و آفاق مین اپنے نائب بھیجے اور اونکے حالات پر مطلع رہے اور نائبین اوسکے حکم سے تجاوز نکرین اور اوسکے اشارہ کے موافق جاری ہون پس وہ شخص خلیفہ اور نائب مطلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا پس کلمہ ریاست عامہ سے خارج ہوئے علماے اسلام کہ تعلیم علوم دینیہ مین مشغول ہون اور قضاۃ امصار اور امرای جیوش کہ بامر خلیفہ اس تعیین مین اقامت کرین اور عصر اول مین موعظت اور تذکیر ضمیمہ خلافت تھی قال صلی اللہ علیہ وسلم لا یقص الا امیر او مامور او مختال یعنے نہین وعظ کہتا مگر حاکم یا جسکو حاکم نے حکم کیا ہو یا متکبر اور لفظ فی التصدی لاقامۃ الدین سے وہ شخص نکل گیا تاکہ اہل آفاق پر ریاست و غلبہ پیدا کرے اور اہتمام کرے محصول لینے کا بطور جو شرعی ہو جیسے شاہان جابر و متغلب اور لفظ تصدی سے نکل گیا وہ شخص کہ قابلیت دین کی ہر وجہ کمال رکھتا ہو اور اپنے اہل زمان سے افضل ہو لیکن بالفعل اوسکے ہاتھ سے کوئی چیز ان امور سے ظاہر نہ ہوئی ہو پس خلیفہ مختفی اور غیر متصدی اور غیر متسلط نہوگا اور قید نیابۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم خارج کرتی ہے مفہوم خلیفہ کو انبیاء علیہم السلام سے ہر چند کہ قرآن مجید مین حضرت داؤد علیہ السلام خلیفہ کہے گئے ہین کیونکہ گفتگو خلافت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے اور حضرت داؤد خلیفۃ اللہ تھے اسلیے مستثنی ہوگئے یہی وجہ ہے کہ ابوبکر صدیق رض باسم خلیفۃ اللہ کے راضی نہین ہوئے فرمایا کہ مجھکو خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرو [illegible] مسئلہ مسلمانون کو یوم القیام تک نصب کرنا خلیفہ مستجمع شروط کا [illegible]

جبکہ وہ لوگ اپنے ہی مال پر قدرت نہین رکھتے تو مسلمانون کے اموال اور رقاب پر البتہ تسلط ان لوگون کا صحیح نہوگا اور کارہای مطلوبہ استخلاف اس جماعت سے یقیناً سرانجام نہونگی ازانجملہ یہ ہے کہ مرد ہو یا عورت ہو اسواسطے کہ حدیث بخاری مین آیا ہے مَا اَفْلَحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَهُمْ اِمْرَاَۃً جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنا کہ اہل فارس نے دختر کسری کو اپنا بادشاہ بنایا ہے فرمایا فلاح نہین پای اوس قوم نے جس نے اپنا والی امر عورت کو کیا کیونکہ عورت ناقص عقل اور دین ہے اور جنگ و پیکار مین بیکار اور قابل حضور محافل اور مجالس نہین ہین پس اون سے کارہای مطلوب نہین نکل سکتے ازانجملہ یہ ہے کہ حُر ہو کیونکہ غلام قابل شہادت خصومات کے نہین ہے اور لوگون کی نظر مین حقیر اور بے عزت ہے اور غلام پر واجب ہے کہ اپنے مولی و سید کی خدمت مین مشغول رہے ازانجملہ یہ ہی کہ متکلم اور سمیع اور بصیر ہو اسواسطے کہ لازم ہے خلیفہ پر اسطرح سے حکم کرنا کہ اوسکے مقصد مین اشتباہ واقع نہو اور مدعی اور مدعا علیہ اور مقر اور مقر لہ اور شاہد اور مشہود علیہ کی معرفت حاصل ہو اور اس جماعت کے کلام کو سنے اور اوس پر واجب ہے قضاۃ امصار کی تولیت اور نصب عمال اور عساکر کو حکم کرنا جو کچھہ کہ جہاد مین پیش آوے یہ سب باتین بدون سلامت اعضا کے متحقق نہین ہو سکتین اور مقدمۂ واجب واجب ہی اور ازانجملہ یہ ہی کہ شجاع ہو اور جنگ اور صلح اور عقد ذمہ اور تعین سپاہیان اور امرا و عمال مین صاحب رای ہو اور راحت اور تن آسانی کو دوست نرکھتا ہو اور تا گروہ کار نہو کہ امور مین ضبط کرے اور مہمات کو سرانجام ندے سکے اسواسطے کہ جہاد بجز شجاع اور صاحب رای کافی کے صورت پذیر نہین ہو سکتا اور وہ مطلب اعظم ہے مطالب خلافت سے اور ازانجملہ یہ ہے کہ عدل ہو یعنے کبایر سے مجتنب ہو اور صغایر پر مصر نہو اور صاحب مروت ہو نہ ہرزہ گرد نافرمان کہ کسی کی بات ہے نہ سنے اور نمانے اسواسطے کہ قاضی اور شاہد اور راوی حدیث مین یہ معانی شرط ہین تو ریاست عامہ مین کہ زمام خلق کی اوسکی ہاتھہ مین ہے بطریق اولی

ان شرطون کا وجود ہونا چاہیے اللہ جلشانہ فرماتا ہے مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ اور پسندیدہ ہونا مُفَسَّر ہے ساتھ عدالت اور مروت کے ازانجملہ یہ ہے کہ مجتہد ہو مطلقاً خلافت شامل ہے قضا اور احیاء علوم دینیہ اور امر معروف اور نہی منکر کو اور یہ سب امور بدون اجتہاد نہیں ہوسکتے اور اصل معنے اجتہاد کے یہ ہین کہ کلیات فقہ بادلۂ تفصیل کتاب وسنت و اجماع و قیاس ور ہر حکم کو اوسکی دلیل سے وابستہ جانتا ہو اور ظن قوی اوس دلیل کے ساتھ حاصل کیا ہو پس اس زمانے مین مجتہد نہین ہوسکتا مگر وہ شخص کہ کہ جمع کیے ہون اوسنے پانچ علم - علم کتاب اللہ از روی قرأۃ اور تفسیر کے اور علم سنت معہ اوسکے اسانید اور شناخت صحیح اور ضعیف وغیرہ کے اور علم اقاویل سلف مسائل مین تا اجماع سے تجاوز نکرے اور وقت اختلاف قولین کے قول ثالث اختیار نکرے اور علم عربیت لغت اور نحو وغیرہ سے اور علم طرق استنباط اور وجوہ تطبیق بین المختلفین اوسکے بعد مسائل جزئیہ مین فکر کرے اور ہر حکم کو اوسکی دلیل سے وابستہ پہچانے اور لازم نہین ہے کہ مجتہد مستقل ہو مثل ابی حنیفہ و شافعی رحمہما اللہ کے بلکہ مجتہد منتسب کہ تحقیق سلف کو پہچانکر اور استدلال سلف کو سمجھ کر ہر مسئلے مین ظن قوی بہم پونہچاوے کافی ہے - اور تحقیق یہ ہی کہ احیاء تفسیر قرآن بہی بغیر ان علوم پنجگانہ کے میسر نہین ہے لیکن اوس جگہہ احادیث اسباب نزول اور مناسب اوسکے اور آثار سلف درباب تفسیر اور حفظ وقوت فہم سیاق وسباق اور توجیہ اور مانند اوسکے معتبر ہین اور جمیع فنون دینیہ کو علم تفسیر پر قیاس کرنا چاہیے واللہ اعلم - اور یہ بہی معلوم رہے کہ بزمان حضرات صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین یہ شرطین لازمی نتھین صرف معرفت قرآن اور حفظ سنت درکار تہی کیونکہ عربیت تو خود اونکے زبان تہی بغیر سیکھے نحو کے کلام عربی کو اچھی طرح سے سمجھتے تھے اور اوس زمانے تک احادیث متعارضہ بہی ظاہر نہوئین تہین اور سلف کا اختلاف بہی ظہور پذیر نہ تھا - ازانجملہ یہ ہے کہ قریشی ہو باعتبار نسب

اباہی خود- کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے انصار کو خلافت سے اس
حدیث سے باز رکھا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اَلۡاَئِمَّۃُ مِنۡ قُرَیۡشٍ
ائمہ قریش سے ہین اور حضرت ابوہریرہ وجابر رض روایت کرتے ہین اَلنَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَیۡشٍ
فِیۡ ھٰذَا الشَّاٰنِ ترجمہ لوگ فرمانبردار واسطے قریش کے ہین اس شان مین - اور
ابن عمر رض روایت کرتے ہین لَا یَزَالُ ھٰذَا الۡاَمۡرُ فِیۡ قُرَیۡشٍ مَابَقِیَ مِنۡھُمۡ اثۡنَانِ
ہمیشہ رہیگا یہ امر قریش مین جب تک کہ باقی رہجاوین اونمین سے دو اور سوا ے ان
طرق کے دوسرے طرق سے بہی یہ حدیثین ثابت ہین لیکن اسجگہ بنظر اختصار اسی مقدار پر
اکتفا کیا گیا اور اشتراط کتابت مین اختلاف کیا ہے ایک جماعت نے اوسکو ثابت کیا ہی
باین خیال کہ اکثر کام دین کے موقوف ہین معرفت خط پر علم کتاب اللہ اور سنت اور
انشا ءاحکام اور ناموں سے اور بعضون نے اسکو رد کیا ہے باین دلیل کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے اور حق یہ ہی کہ دوسرون کو اس امر مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر قیاس کرنا نچاہیے - اسوقت معرفت دین کی موقوف ہے پہچاننے اور
جاننے علم خط پر اور بہت سے مصالح دین کے وابستہ ہین لکھنے پر- حاصل کلام یہ کہ
جب یہ شرایط کسی شخص مین موجود ہون تو وہ مستحق خلافت ہے اور اگر اوسکو خلیفہ
کرین اور خلافت کو اوسکے واسطے منعقد کرین تو وہ خلیفہ راشد ہے - اور جسمین یہ
شروط نہ جمع ہون اگر اوسکو خلیفہ کرین تو ساعیان خلافت اوسکے عاصی ہون گے
لیکن اگر وہ کسی طرح مسلط ہو جاوی تو اوسکا وہ حکم جو شرع کے موافق ہونا فذ ہو گا
باین ضرورت کہ اوٹھا دینا اوسکا مسند خلافت سے امت مین اختلاف پیدا کریگا اور
اس سے ہرج اور مرج ظہور پذیر ہو گا - (مسئلہ طرق انعقاد خلافت مین)
انعقاد خلافت چار طریق سے واقع ہوتا ہے - طریق اول بیعت اہل حل و عقد کی ہے
علما اور قضاۃ اور امرا اور وجوہ ناس سے یعنے جنکا حاضر ہونا ممکن ہو - اور

اور اتفاق اہل حل وعقد جمیع بلاد اسلام کا شرط نہین ہے کیونکہ یہ امر ممتنعات سے ہے اور دو
ایک آدمیون کی بیعت کچھ مفید نہین ہو سکتی اسواسطے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے
خطبہ کے آخر مین فرمایا ہے فَمَنْ بَایَعَ رَجُلًا عَلٰی غَیْرِ مَشُوْرَۃٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَلَا یُبَایَعُ
ھُوَ وَالَّذِیْ تَابَعَہٗ تَغِرَّۃً اَنْ یُّقْتَلَا اور انعقاد خلافت حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ تعالی عنہ اسی طریق سے ہے طریق دوسرا استخلاف خلیفہ کا ہے مستجمع شروط
کو یعنی خلیفہ عادل بمقتضای نصح مسلمین کے کسی شخص کو مستجمعین شروط خلافت مین سے
اختیار کرے اور لوگون کو جمع کرکے اوسکے استخلاف کا اظہار کرے اور اوسکی اطاعت اور
فرمانبرداری کی وصیت کری پس اس شخص کو تمام مستجمعین مین خصوصیت ہے قوم کو لازم
ہے کہ اوسی شخص کو خلیفہ کرین انعقاد خلافت حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا اسی طریق سے
تھا طریق تیسرا شوری ہے اور وہ یہ ہے کہ خلیفہ شایع کری خلافت کو مستجمعین شروط
مین سے اور کہی کہ اس جماعت مین سے جسکو خلافت کے لیے انتخاب کرکے اختیار کرلین گے
وہی خلیفہ ہوگا پس بعد [illegible]ت خلیفہ کے باہم مشورہ کرکے ایک کو اوس جماعت مجوزہ مین
سے [illegible]ت کے واسطے تعین کرین۔ اگر خلیفہ واسطے اختیار کے ایک شخص یا جماعت
کو معین کرے تو اختیار اوسے شخص یا جماعت کا معتبر ہوگا چنانچہ انعقاد خلافت حضرت
ذی النورین عثمان بن عفان جامع القرآن رضی اللہ تعالی عنہ اسی طریق سے تھا کہ حضرت
عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے خلافت کو چھ شخصون مین شایع فرمایا اور آخرین عبدالرحمن
بن عوف واسطے تعین خلیفہ کے مقرر ہوئے اور عبدالرحمن بن عوف نے حضرت عثمان ذی
النورین رضی اللہ عنہ کو خلافت کیواسطے اختیار کیا طریق چوتھا استیلا ہے یعنی جب
ہوتا جب خلیفہ مری اور کوئی شخص متصدی خلافت ہو بغیر بیعت اور استخلاف کے اور
سب کو اپنے حلقہ اطاعت مین جمع کری باستیلاف قلوب یا قتال سے خلیفہ ہو جاوی تو ایسے
صورت مین لوگون کو لازم ہے کہ جو کچھ موافق شرع کے ہو اوس مین اوسکے فرمان کا اتباع

کرین اور یہ طریق دو طرح پر ہے ایک یہ کہ وہ مستولی مستجمع شروط کا ہے اور منازعین کو
بصلح وتدبیر باز رکہے بغیر ارتکاب کسی امر محرم کے یہ قسم جائز ہے اور رخصت چنانچہ انعقاد
خلافت امیر معاویہ بن ابی سفیان رہ بعد حضرت مرتضی علی علیہ السلام اور بعد صلح حضرت
امام حسن علیہ السلام کے اسی نوع سے تہا۔ دوسرے یہ کہ وہ مستجمع شروط کا نہو اور منازعین
کو بقتال اور ارتکاب محرمات کے باز رکہتا ہے یہ جائز نہین اور اسکا فاعل عاصی گنہگار ہے
لیکن واجب ہے کہ جو احکام اوسکے موافق شرع کے ہون وہ قبول کئے جاوین اگر اوس کے
عمال رقم زکوۃ کی وصول کرین گے تو ارباب اموال کے ذمہ سے زکوۃ ساقط ہوجاویگی
اور جو اوسکے قضاۃ حکم جاری کرینگے وہ نافذ ہونگے اور اوسکے ساتہہ جہاد کرسکتے ہین مگر اس
قسم کا انعقاد بنا بر ضرورت کے ہے اسلئے کہ اوسکے معزول کرنے مین مسلمانون کی جان ضایع
ہوگی اور ظہور ہرج مرج شدید کا لازم آتا ہی اور یقینی معلوم نہین کہ ان شداید کا نتیجہ صلاح
ہو یا نہو۔ احتمال ہی کہ دوسرا پہلے سے بہی بدتر غالب ہو پس ایک مصلحت موہوم اور محتمل پر
یہ آفتین کہ قباحتین اونکی یقینی ہین کیون اختیار کیجاوین چنانچہ انعقاد خلافت عبد الملک
بن امروان اور اول خلفاے بنی عباس اسی نوع سے تہا۔ حاصل کلام یہ کہ اگر کوئی
شخص شروط خلافت مین بزبان خود متفرد ہو یا کوئی جماعت شروط خلافت سے
متصف ہو اور یہ شخص سب سے افضل ہو تو منعقد نہوگی خلافت اوسکی بغیر ایک کے ان
طرق مذکورسے۔ اسواسطے کہ جو صفت وہ رکہتا ہی صرف اوس سے بدون تسلط یا بیعت کے
مخالفت منقطع نہوگی اور فتنہ ساکن نہوگا۔ اور اسیواسطے ایک جماعت نے صحابہ رضی اللہ
تعالی عنہم سے بعد انتقال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلدی کی بیعت حضرت صدیق
رضی اللہ تعالی عنہ مین اور اکتفا نہ کیا صرف اونکی افضلیت پر۔ اور اہل علم نے کلام کیا ہے
اس امر مین کہ خلافت حضرت علی مرتضی علیہ السلام کی کس طریق سے طرق مذکورہ مین سے
واقع ہوئی۔ مقتضای کلام اکثر کا یہ ہی کہ حسب بیعت مہاجرین اور انصار کے جو مدینے مین

حاضر تھے خلیفہ ہوئے اور اسپر اکثر مامے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے جو اہل شام کو لکھے ہین
گواہ ہین۔ اور کچہ لوگون نے یہ بہی کہا ہی کہ انعقاد خلافت حضرت مرتضی علیہ السلام مشورے
سے ہوا۔ کیونکہ مشورہ اس بات پر قرار پایا تہا کہ خلیفہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہون یا علی
علیہ السلام جبکہ عثمان رض باقی نہ رہے تو علی متعین ہوئے مگر یہ قول ثانی ضعیف ہے اسلیے
کہ استقرار مشورہ کسی شخص پر کسی وقت مین مستلزم صحت اوسکی خلافت کا دوسرے وقت مین
نہین ہوسکتا خصوصاً جبکہ استقرار مشورہ احد الشخصین پر لا علی التعین ہو بعد اسکے ایک کو
ترجیح دیکر خلیفہ کیا ہو۔ ذیل مین اس مسئلے کے ایک نکتہ قابل سمجھنے کے ہے۔ کہ اس جگہہ
ایک سوال پیدا ہوتا ہی وہ یہ کہ تم کہتے ہو کہ خلافت حضرت شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کی بنص
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تہی پس انعقاد خلافت حضرت صدیق رضی اللہ تعالی عنہ بہ بیعت
اہل حل وعقد وانعقاد خلافت حضرت فاروق رضی اللہ تعالی عنہ باستخلاف تمہارے قول پر
کیونکر درست آتا ہی **جواب** اسکا یہ ہی کہ مقصود ہمارا یہ ہی کہ بنص آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے لازم ہوا خلیفہ کرنا حضرت صدیق وحضرت فاروق رضی اللہ تعالی عنہما کا زمان مخصوص
مین اور متوجہ ہونا طرف اونکے اور عقد خلافت باندہنا اونکے ساتہہ اور اونکے حکم کے فرمانبرداری
کرنا اون امور مین جو خلیفہ کے ساتہ متعلق ہین لیکن وجود خلافت بالفعل یعنے ظہور خلافت
کا انہین دو طور سے ہوا یعنے بہ بیعت اہل حل وعقد یا باستخلاف۔ (مثل اسکے کہ نماز
فرض ہوئی زید پر کلام ازلی مین اور بنص شارع اور تعلق حکم وجوب بالفعل کا وابستہ
ہوا ساتہ دخول وقت کے) پس باعتبار حکمت اسباب اور علل کے نسبت کیا جاتا ہی انعقاد
خلافت کو طرف بیعت اہل حل وعقد یا استخلاف کے (اسیطرح ہم یقینی جانتے ہین کہ شارع
علیہ الصلوۃ والسلام نے نص فرمایا ہے اس امر کا کہ متصل زمان قیامت کے حضرت امام مہدی
موجود ہونگے اور وہ عند اللہ اور عند الرسول امام برحق ہین اور زمین کو عدل وانصاف سے
پر کرینگے جیساکہ اوسکے پہلے جور اور ظلم سے پر ہوئی ہوگی پس باین کلمہ افادہ فرمایا ہے

استخلاف امام مہدی عم کا اور واجب ہوا اونکا اتباع اون امور مین جو خلیفہ سے متعلق ہین جب اونکی خلافت کا وقت آوے لیکن یہ معنے بالفعل نہین ہین مگر نزدیک ظہور امام مہدی ع اور بیعت ساتہ اونکے درمیان رکن اور مقام کے) پہر مشورہ کرنا قوم کا واسطے حضرت صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے یا اپنا خلیفہ کرنا حضرت صدیق رضہ کا حضرت عمر فاروق رضہ کو اور قصد کرنا عبد الرحمن بن عوف کا واسطے حضرت ذی النورین رضی اللہ تعالی عنہ کی مستلزم اسکا ہین ہی کہ یہان کوئی نص نہو بلکہ ظاہر ہی کہ ان بزرگون نے کوئی نص یا اشارہ شارع سے دست آویز اپنا کیا ہی - اور لوگون مین ان بزرگون کی طرف نسبت مشہور ہوگئی جیسا کہ کہتے ہین کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ نے اسکو واجب کہا ہی یا امام شافعی رحمہ اللہ نے اسکو واجب کہا ہے یا کہین کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے اسکو حلال کہا ہے حالانکہ ان بزرگون نے بغیر نص یا اشارہ شارع کے وجوب اور حلت کا حکم معین نہین فرمایا مگر لوگون مین انہین حضرات کی طرف اوسکی نسبت مشہور ہی

بیان مین اوس چیز کے جو خلیفہ پر واجب ہی

(اجرائے مصالح مسلمین سے) اصل اس مسئلہ مین نظر کرنا ہے یعنے خلافت پر اور جاننا مقدمات امامت دین کا کہ بغیر اون مقدمات کے امامت دین کی متصور نہین ہو سکتی اور مکملات خلافت کا کہ بدون اون مکملات کے امامت دین کامل طور پر نہین ہو سکتی تو واجب ہے خلیفہ پر نگہداشت دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوس صفت سے کہ سنت مستفیضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہوکر اجماع سلف صالح کا اوس پر منعقد ہوا ہو اور نگہداشت کے یہ معنے ہین کہ اوسکی خلافت پر انکار کرے انکار اسطرح پر ہو کہ مرتدین اور زنادقہ کو قتل کرے اور مبتدعہ کو زجر کرے - دوسرے امامت ارکان اسلام کی کرنا جمعہ اور جماعات اور زکوۃ او رحج اور روزے سے اسطرح سے کہ اپنی جگہہ مین بذات خود اقامت کرے اور مواضع بعیدہ مین ائمہ مساجد اور مصدقون کو مقرر کرے اور امیر الحج متعین کرے اور جسقدر میسر ہو احیاء علوم دین کی بذات خود کرے اور ہر شہر و دیار مین مدرسون کو مقرر کری جیسا کہ حضرت عمر رضہ

رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن مسعود کو مع ایک جماعت کے کوفہ مین مقرر کیا اور معقل بن یسار
اور عبداللہ بن معقل کو بصرہ مین بھیجا اور خلیفہ پر واجب ہے کہ اہل خصومت کے معاملات کو
فیصل کرے یعنے اونکے دعوون مین حکم کرے اور قضاۃ مقرر کرے اور بلاد اسلام کو کفار کے
شر سے محفوظ رکھے اور نیز رعایا کو لڑاکوؤن اور زبردستون سے بچاوے اور سرحدہاے
دارالسلام کو افواج اور آلات جنگ سے مجہز اور درست رکھے اور جہاد کرے اعداءاللہ کے
ساتھ ابتداءً اور دفعاً اور لشکرون کی ترتیب کرے اور تعین روزینے کا کرے واسطے
جنگ کنندگان کے اور اخذ جزیہ اور خراج اور اوسکی تقسیم غزوہ کنندگان پر عمل مین
لاوے اور عطاہاے قضاۃ و مفتیان و مدرسان و واعظان و ائمہ مساجد کی تعین باجتہاد
خود کرے بغیر کمی وبیشی کے اور ابناء عدل اور نیک خواہون کو کامون مین نائب مقرر
کرے اور متلاشی امور اور متجسس حالات رعایا اور افواج اور امراءِ امصار اور لشکریان
غزاۃ اور قضاۃ وغیرہم کا رہے تاکہ کوئی خیانت اور ظلم ہونے پاوے اور مسلمانون کے
کامون کو کفار کے سپرد کرنا بالکل درست نہین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اوسکی
ممانعت سخت فرمائی ہے یہ مختصر بیان ہے جو کچھ کہ واجب ہے خلیفہ پر

بیان مین اسکے کہ جو واجب ہے رعایا پر اطاعت خلیفہ سے

مسئلہ جو کچھ کہ خلیفہ مصالح اسلام سے حکم فرماوے اور وہ حکم خلاف شرع کے نہو عام
اس سے کہ خلیفہ عادل ہو یا جابر تو اوسمین اطاعت واجب ہی اگر قوم فروع مذاہب مین
مختلف ہون اور خلیفہ حکم فرماوے امر مجتہد فیہ کا بغیر مخالفت کتاب اللہ اور سنت مشہورہ
اور اجماع سلف اور قیاس جلی کے جو کہ اصل واضح الثبوت پر مبنی ہو تو مسلمانون کو لازم
ہے خلیفہ کی بات سننا اور ماننا اور موافق اوسکے حکم کے چلنا اگرچہ وہ حکم موافق مذہب
محکوم علیہ کے نہو۔ اور ایسے بادشاہ پر جسکو مسلمانون نے باتفاق راے خود اپنا سلطان

تسلیم کیا ہوا وسپر خروج حرام ہے اگرچہ وہ سلطان مستجمع شروط نہو مگر ہان جسوقت اوس سلطان سے کفر علانیہ سرزد اور ظہور پذیر ہو تو اسی حالت مین اوس پر خروج جائز ہے اور خلیفہ پر تین طرح سے خروج ہو سکتا ہے ایک یہ کہ خلیفہ کافر ہوجاوی اور ضروریات دین سے منکر وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ اس صورت مین خلیفہ پر خروج کرنا اور اوس سے قتال کرنا واجب ہے اور یہ قتال اعظم انواع جہاد سے ہے تاکہ اسلام ضعیف نہو اور کفر غالب نہوجاوی دوسرے یہ کہ خروج کری واسطے لوٹنے اور غارت کرنے اموال اور قتل نفوس اور تحلیل خروج کے بغیر تاویل شرعی کے تلوار کو حکم کری نہ قانون شرع کو اس جماعت کا حکم قطاع الطریق کا ہے ان لوگون کا دفع کرنا اور انکی جماعت کو متفرق کرنا واجب ہے تیسرا یہ کہ خروج کرے بہ نیت اقامت دین کے اور ثابت کرے خلیفہ اور اوسکے احکام مین کسی شبہ کو پس اگر وہ تاویل قطعاً باطل ہے تو اوسکا کچھ اعتبار نہین مثل تاویل اہل ردت اور مانعین زکوۃ کے بزمان خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ مین اور معنے قطعیت بطلان تاویل کے یہ ہین کہ مخالف ہو نص کتاب یا سنت مشہورہ یا اجماع یا قیاس جلی کے اور اگر وہ تاویل مجتہد فیہ ہے نہ قطعی البطلان تو وہ قوم باغیون کی کہلاویگی اور زمان اول مین حکم اس قوم کا حکم مجتہد خاطی کا تھا اِنْ اَخْطَاءَ فَلَہٗ اَجْرٌ یعنے اگر خطا کرے تو اوسکے واسطے ایک اجر ہے جب حدیث منع بغی کہ صحیح مسلم وغیرہ مین مستفیض ہے ظاہر ہوی اور اجماع امت منعقد ہوا تو اب حکم عصیان باغی کا کیا جاویگا۔ اگر خلیفہ سے جور صریح صادر ہو یا شرع کے خلاف حکم کری اور اوس مسئلہ مین کوی دلیل منجانب شرع ہمارے پاس موجود ہو (اور معنے برہان یعنے دلیل کے وہی ہین جو ہم تقریر کرچکے تو جایز ہے قیام واسطے دفع ظلم مظلوم کے اپنے سے اور ترک فرمان برداری اوسکی اور جو جماعت کہ رفیق سلطان کی ہو واسطے اوسکے ایذادہی کے وہ جماعت عاصی ہوگی اور اگر اوس مسئلہ مین

کوئی برہان منجانب شرع کے نہو تو صبر کرے اور جو آفتین اوسپر گذرین اونکو آفات آسمانی سمجھے اور جنگ سے باز رہے اور اعظم انواع جہاد سے ہی امر کرنا خلیفہ کو ساتہ معروف کے اور نہی کرنا اوسکو منکر سے بغیر خروج بالسیف کے اور چاہیکہ یہ حکم بلطف ہو نہ بسختی تنہائی اور خلوت مین ہو نہ جلوت مین تا فتنہ نہ برپا ہو جاوے جب معنی خلافت اور شروط خلیفہ اور متعلقات خلافت معلوم ہوگئے تو اب اصل مقصد کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

اثبات خلافت عامہ کا واسطے خلفاے اربعہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کے

حضرات خلفا کی ثبوت خلافت بدیہی ہین اسلیے کہ جب مفہوم خلیفہ اور اوسکی شروط کو ذہن مین تصور کرتے ہین اور حالات خلفای اربعہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو جو کچھ کہ مستفیض ہوا یاد کرتے ہین تو البداہت ثبوت شروط خلافت اور ظہور مقاصد خلافت علی وجہ الکمال ان بزرگون مین پایا جاتا ہے اگر خفا ہے تو اوس وجہ سے ہے کہ خلافت کے مفہوم مین وہ امورات داخل کرتے ہین جو واقع مین داخل نہین جیساکہ شیعہ عصمت اور وحی باطنی کو امام مین شرط کرتے ہین والا وجود اسلام اور عقل اور بلوغ اور حریت اور ذکورۃ اور سلامت اعضا اور قرشیت ان بزرگان دین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین ہین کسی عاقل کے نزدیک محل بحث نہین ہوسکتا اور کوئی عاقل انکار نہین کرسکتا کہ مقاتلہ اہل ردت اور فتح بلاد عجم اور بلاد روم اور مدافعت جیوش کسری اور قیصر بتدبیر اور حکم انہین حضرات مقدسین رضی اللہ تعالی عنہم کے تہا و فی ہذا الکفایۃ لمن اکتفی سا سکے تو خود ہی شیعہ قائل ہین کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما نے خلافت کو حضرت علی مرتضی علیہ السلام سے بغصب چھین لیا تہا اور ظاہر ہے کہ یہ امر متصور نہین ہوسکتا مگر بکمال جرأت اور تدبیر اور ایتلاف مردمان دانشمند کے پس اس سے تو بخوبی ثابت اور ظاہر ہوگیا کہ اہل تشیع بھی ان حضرات رضی اللہ عنہما کی شجاعت اور بزرگی اور کفایت کے قائل ہوئے

اب باقی رہی شرط اجتہاد اور عدالت کے اسکی نسبت اقوال خلفاء رضی اللہ عنہم مین تامل
نظر کرنا چاہیے اور اِن حضرات رضہ کے قضایا اور مناظرات مین غوض کرنا چاہیے تا اِن
حضرات مقدسین کا اجتہاد اظہر من الشمس ہو جاوے اور آج تک کسی ایک شخص نے
بھی مخالفین مین سے اوپر دامن پاک اِن حضرات رضہ کے فسق ظاہر نہین باندہا اور
جو کچھ ژاژخائی کی گئی ہے مرجع اوسکا امر مختلف فیہ ہے کہ جمہور اسلام اوسکو نہین جانتا اور
مانتا مگر یہی فرقہ حَامِلُهُمُ اللهُ بِعَدْلِهِ پس اثبات خلافت واسطے اِن حضرات خلفاء
رضی اللہ عنہم اجمعین کے معنی مذکور مین مستغنی ہے برہان سے اور جو کچھ کہ اس باب مین
مطلوب ہی وہ خالص کرنا ہی اوسکے معنے کا زوائد اور معنی دیگر سے اور تحریر شروط خلافت
اور بیان مقاصد نصب خلیفہ کا ہی یہ سوا اسکے اور یہ انشاء اللہ اسجگہ بیان کیا جاویگا

بیان لوازم خلافت خاصہ

صحیح حدیث مین وارد ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ کچھ دن نبوت
اور رحمت ہو گی بعد اوسکے خلافت اور رحمت اوسکے بعد مُلک عضوض اوسکے بعد جبریت
اور عُتو- اور بعض روایت مین خلافت اوپر منہاج نبوت کے واقع ہوئی ہے
اور نیز ثبوت کو پونہچا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْخِلَافَةُ بَعْدِي
ثَلٰثُوْنَ سَنَةً یعنے خلافت بعد میرے تیس برس ہے- اور خدائے پاک عزوجل نے کتنی ہی
آیات مین قرآن عظیم کے اوصاف اور علامات اوس خلافت کے کہ کمال رضا اور محبوبیت
مین ہی تلویح اور تصریح فرمائی ہے از انجملہ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ
وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ترجمہ وہ لوگ کہ اگر
ہم اونکو قدرت دین ملک مین تو اچھی طرح نماز پڑہین اور زکوۃ دین اور بھلے باتونکا حکم
کرین اور بری باتون سے منع کرین (اور آیت) وَعَدَ اللهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ ترجمہ تم مین سے جو ایمان لائے اور نیک کام کئے

اون سے اللہ نے وعدہ کیا کہ بلا شبہ اونہین ملک مین حاکم بنائیگا (دو آیت) مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ مَعَهٗ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ ترجمہ محمد اللہ کے رسول ہین اور اونکے ساتھ والے کافرون پر سخت ہین (اور آیت) يَا اَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ ترجمہ اے ایمان والو جو کوئی تم مین سے اپنے دین سے پھر گیا تو اللہ آگے لاویگا ایک قوم کو اونہین چاہتا ہو اور وہ اللہ کو چاہتے ہونگے (اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِنَ الْاٰیَاتِ) اسکے علاوہ بہت سے آیات ہین مگر بنظر اختصار کے اسی مقدار پر کفایت کی گئی۔ اور صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین نے بوقت مشاورت کے تعین خلیفہ مین ساتھ بعض اوصاف کی گویائی کی ہی جیسا کہ کہا ہی اَحَقُّ بِهٰذَا الْاَمْرِ الَّذِي تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ ترجمہ زیادہ حقدار اس کام کو وہ لوگ ہین کہ وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالانکہ آپ اون سب سے راضی رہی اِسْتَقْرَأَ اٰیَاتِ اِدِلَّه سے چند وصف زیادہ اعلی اوصاف سے کہ خلافت عامہ مین بیان ہوئے حاصل ہوتے ہین اون مین سے چند اس جگہ بیان کئے جاتے ہین اور ثبوت اونکا خلفائی اربعہ رضوان اللہ تعالی عنہم اجمعین ہین بیان کیا جاتا ہے اور چونکہ خلفا مین باوجود قریشی ہونیکے لوازم خلافت خاصہ مجتمع تھے اس لئے تابعین سے قتادہ نے جو اہل بصرہ کے شیخ تھے خلفا کو حواری قرار دیا اور حواری کی تفسیر یہ کی کہ جو خلافت کے لایق ہون قَالَ مَعْمَرٌ قَالَ قَتَادَةُ الْحَوَارِيُّ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَحَمْزَةُ وَجَعْفَرٌ وَاَبُوْعُبَيْدَةَ وَعُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ معمر نے قتادہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری کل قریشی تھی اور وہ حواری ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور حمزہ اور جعفر اور ابوعبیدہ اور عثمان بن مظعون اور عبدالرحمن بن عوف اور سعد ابن ابی وقاص اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ تعالی عنہم ہین اور وَفِيْمَا رَوٰى قَتَادَةُ فِيْمَا رَوٰى عَنْهُ مَعْمَرٌ بْنُ الْقَاسِمِ الْحَوَارِيُّوْنَ الَّذِيْنَ تَصْلُحُ لَهُمُ الْخِلَافَةُ كَذَا فِي اِسْتِيْعَابِ اِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

ہوے ابن قاسم نے قتادہ سے حواری کی تفسیر اسطرح نقل کی ہے کہ حواری وہ لوگ ہین خلافت
کی صلاحیت رکھتے ہون اسیطرح ہے کتاب استیعاب ابن عبد البر مین۔ اور اصل اعتبار
مین ان اوصاف کے تین نکتے ہین پہلا نکتہ یہ ہے کہ نفوس قدسیہ انبیاء علیہم السلام کے
درجہ غایت صفا اور علو فطرت مین پیدا کئی گئی ہین اور حکمت الٰہی مین اوسی صفا اور علو
فطرت کے سبب سے مستوجب وحی کے ہوے ہین اور ریاست عالم کی اون حضرات علیہم السلام
کو سپرد کی گئی ہے قال اللہ تعالیٰ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ اور امت مین
سے ایک ایسی جماعت مین کہ اونکا جوہر نفس قریب بجوہر نفوس انبیاء علیہم السلام کے مخلوق
ہوا ہے اور یہی جماعت اصل فطرت مین انبیا کے خلفا ہین مثلاً آیئنہ آہنی آفتاب سے
وہ اثر قبول کرتا ہے جو خاک اور چوب اور سنگ کو میسر نہین ہے اسی طرح سے یہ فریق کہ
خلاصہ امت کے ہین نفس قدسیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھ ایسے وجہ کے متاثر ہوتے ہین
کہ دوسرون کو میسر نہین آتا جو کچھ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا ہے وہ شہادت
دل سے لیا ہے گویا ان حضرات رض کے دلون نے اون چیزون کو اجمالاً معلوم کیا تھا اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام نے اوس معانی اجمالی کی شرح اور تفصیل فرمائے بعد
اس جماعت کے دوسری جماعت ہین پایہ بپایہ فروتر یہانتک کہ نوبت عوام مسلمین کی
پہونچی۔ پس خلافت خاصہ وہ ہے کہ یہ شخص جیسا کہ ظاہر حال مین رئیس مسلمانون کا ہو بسبب
وضع طبعی کے کہ مراتب استعدادات افراد بنی آدم کے ہین صفا اور علوی فطرت مین الاشل
فالاشل کے بھی رئیس امت کا ہو تا ریاست ظاہری ہمدوش ریاست باطنی کے ہو
اور یہ جماعت کہ بوضع طبعی خلفای انبیا علیہم السلام کے ہین شریعت مین انکا نام صدیقین
اور شہدا اور صالحین ہے۔ اور یہ مضمون مفاد ہوتا ہے ان دو آیات کریمہ سے قال اللہ تعالیٰ
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ یعنے دکھا ہمکو راہ سیدھی وہ راہ
کہ انعام کیا تو نے اون پر و قال تبارک و تعالیٰ اُولٰئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ

عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا

پس ان دونو آیتون مین افادہ فرمایا کہ مطلوب اور مسؤل مسلمانون کا اپنے نماز و دعا مین اور مقصود ان لوگون کے ہمتون کا سلوک مراتب قرب مین جماعت منعم علیہم کے موافقت ہے اور مراد مُنْعَمْ عَلَیْہِمْ سے یہ چار فریق ہین نبیین صدیقین شہداء و صالحین اور دوسری جگہہ اسی مطلب کی طرف اشارہ ہے چنانچہ فرمایا ہے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ الی ان قال اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ و سے معنے عام مسلمانون کے ولی انہین کے وہ بزرگ ہین کہ باوصاف امامت صلوٰۃ اور محبت اور محبوبیت وغیرہ سے متصف ہین ۔ اور اس معنے کو عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا ہی اَخْرَجَ اَبُوْ عُمَرَ فِیْ خُطْبَۃِ الْاِسْتِیْعَابِ عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ فِیْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَاصْطَفَاهُ وَبَعَثَهٗ بِرِسَالَتِهٖ ثُمَّ نَظَرَ فِیْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ قُلُوْبَ اَصْحَابِهٖ خَیْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَجَعَلَهُمْ وُزَرَآءَ نَبِیِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُقَاتِلُوْنَ عَنْ دِیْنِهٖ ۔ اور بیہقی نے بہی مثل اسکے ذکر کیا ہے مگر یہ کہ کہا بیہقی نے فَجَعَلَهُمْ اَنْصَارَ دِیْنِهٖ وَوُزَرَآءَ نَبِیِّهٖ فَمَا رَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ وَمَا رَاٰوْهُ قَبِیْحًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ قَبِیْحٌ ۔ ترجمہ تحقیق اللہ نے نظر کی قلوب بندگان مین پس پایا قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین قلوب بندگان کا پس برگزیدہ کیا آپ کو اور مبعوث کیا ساتہ اپنی رسالت کے پہر نظر کی قلوب عباد مین بعد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پایا قلوب اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین قلوب عباد سے پس گردانا اللہ نے اصحاب کو وزرا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ لڑتے تھے دین کے لیئے اور بیہقی نے بہی مثل اوسکے ذکر کیا ہے مگر اتنا زیادہ کیا ہے کہ گردانا اللہ نے اصحاب کو انصار اپنے دینکا اور وزرا اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا پس جو چیز مسلمانون کے نزدیک اچہی ہے وہ اللہ کے نزدیک بہی اچہی ہے اور جو چیز اون کے نزدیک بُری ہے وہ اللہ کے

نزدیک بہی بری ہے - اور جیساکہ اولویت اس فریق کے خلافت مین متحقق ہے اوسیطرح
اجتہاد اس فریق کا اولی اور احق ہے دوسرون کے اجتہاد سے - اور ہر وصف اوصاف
مذکورہ سے علامات اور خواص رکھتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان مناقب صحابہ
رضی اللہ عنہم مین کبہی نص فرمایا ہے باثبات اوصاف اِن حضرات رضی اللہ عنہم کے جو انمین
موجود تھے اور کبہی اثبات علامات اور خواص مین اشارہ فرمایا اسلیے کہ اشارہ ابلغ ہو صراحت
سے - اور نکتہ دوم یہ کہ خلیفہ حقیقی پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل نے کے ہین کہ نے نواز
اوسکو اپنے آواز بلند کرنیکو اپنے مُنہہ پر رکہتا ہے اور پیدا کرنا نغمہ کا اور تعین کیفیت کی راجع
ہے نے نواز کی طرف اسیطرح سے جو کچہ تقاسیم رحمت الٰہی سے نصیب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
کے ہوا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے قبل ملنے رفیق اعلی کے ہمیشہ کسی نہ کسی وجہ سے بطور سببیت
اور نیابت کے اون امور کے خلفاء کے ہاتہ سے مکمل فرمایا ہے مگر درحقیقت وہ سب راجع ہین
طرف پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے اور یہ حضرات مثل جوارح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین لاغیر
پس خلافت خاصہ وہ ہی کہ خلیفہ کے ہاتہ سے وہ امور سرانجام پاوین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا حصہ تہا اور قرآن مجید و حدیث قدسی مین آپکی طرف منسوب ہین - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اوسکی نیابت کو صراحۃً اور اشارۃً بہت مرتبہ فرمایا ہو - تاکہ وہ سب کام حضرت پیغمبر
صلے اللہ علیہ وسلم کے نامۂ اعمال مین لکہے جاوین اور اِن حضرات صحابہ رض سے شرف وساطت
حاصل کیا ہو چنانچہ آیت ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ
أَخْرَجَ شَطْأَهُ الی اخر لآیہ اور حدیث قدسی بہی اوسکی شاہد ہے اِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ اِلٰی اَهْلِ
الْاَرْضِ فَمَقَتَهُمْ عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ اِلَّا بَقَايَا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَقَالَ اِنَّمَا بَعَثْتُكَ
لِاَبْتَلِيَكَ وَاَبْتَلِيَ بِكَ رواہ مسلم اور یہ قصہ اوس کے مانند ہے کہ حضرت داؤد علی نبینا
وعلیہ السلام اپنی نہایت علو ہمتی سے مسجد اقصی کے بنانے کی طرف متوجہ ہوئے مگر وہ کام اونکے
ہاتہ سے سرانجام نہ ہوا حق تعالی سے اِس کام کے سرانجام کے لیے ایک فرزند طلب کیا تاکہ اوسکے

ہاتھ سے یہ کام سرانجام پائے اور اس فرزند کے علاقہ سے یہ حسنات حضرت داؤد علیہ السلام
کے جریدہ اعمال مین ثبت ہو کہ حضرت داؤد بانی مسجد اقصی کے ہین نکتۂ سوم یہ کہ خلافت
امر عظیم ہے اور نفوس بنی آدم پیدا کئے گئے ہین اتباع ہوا وہوس پر اور شیطان مجرا خون
بنی آدم مین جاری ہے جب خلافت کسی شخص کے واسطے مستقر ہو تو احتمال ہوتا ہے کہ وہ شخص
ظلم اختیار کرے اور مقاصد خلافت مین تہاون صریح عمل مین لاوے اور اوسکا خلیفہ بنانا زیادہ مضر ہو
اور اوسکے خلیفہ نہ بنانے سے اور یہ احتمال کثیر الوقوع ہے یہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ سب بادشاہ
الا ماشاء اللہ اس بلا مین گرفتار ہوئے ہین اور ہوتے ہین تاوقتیکہ یہ احتمال دور نکیا جاوے
(خواہ وعدہ الٰہی کے وجہ سے یا اوصاف کے سبب سے جسکے حصول کے وقت ظلم اور تہاون ممتنع
عادی ہو اور ظن قوی اوسکے انصاف اور امور مذہبی کے قایم کرنے کا ہو اوسوقت تک
اوسکا خلیفہ بنانا خیر محض نہوگا اور لوگون کو اوسکے خلافت سے اطمینان نہوگا اور جو شخص خلافت کا
رہنما اور اونکے علم ظاہر اور باطن کا مربی ہو احتمال رکھتا ہے کہ خود اپنے علم اور حال مین غلط
کرتا ہو اور دوسرے لوگون نے بعض قرائن سے متمسک ہو کر اوسی غلط کو رواج دیا ہو اور
کیا خوب حضرت مولوی معنوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎ ای بسا ابلیس آدم روے ہست +
پس بہر دستی نباید داد دست + لہذا جب تک کہ شخص کے علم وحال پر مشہور حدیث نبی برحق
اور اوسکی اشارات کی وجہ سے اعتماد حاصل نہو تو اوسوقت تک کام ناتمام ہوگا پس خلافت
کاملہ وہی ہے کہ ہم اوسکے صاحب پر بنص اور اشارات شارع کے وثوق رکھتے ہون اور
خلافت عامہ وہ ہے کہ مجرد عدالت خلیفہ اور اوسکے علم پر اکتفا کرین - جبکہ یہ نکات ثلثہ
ظاہر و مبین ہوگئے تو اب ہمکو تفصیل مین تامل کرنا ضرور ہے پس معلوم ہوا کہ از جملہ لوازم
خلافت خاصہ یہ ہے کہ خلیفہ مہاجرین اولین سے ہو اور حاضران حدیبیہ اور حاضران نزول
سورۂ نور اور حاضران دیگر مشاہد عظیمہ مثل بدر و تبوک سے ہو کہ شرع مین رفعت شان اون
مشاہد کے اور وعدہ جنت کا واسطے حاضران اون مشاہد کے مستفیض ہوا ہے اور یہ امر کہ

خلیفہ مہاجرین اولین سے ہو باین جہت مطلوب ہی کہ اللہ جلشانہ نے مہاجرین اولین کے
شان مین فرمایا ہے أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ترجمہ اجازت دیگئی اون کو
لڑنے کے اسوجہ سے کہ اونپر ظلم کیا گیا بعد اوسکے اللہ پاک فرماتا ہے الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ
دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ وہ لوگ نکالی گئی اپنے گھرون سے ناحق بعد اوسکے پہر فرمایا الَّذِينَ
إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَوٰةَ وَآتَوُا الزَّكَوٰةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ
حاصل معنے ان آیات کے یہ ہین کہ اللہ تعالی درباب مہاجرین اولین کے کہ اذن قتال کے واسطے
ان لوگون کے دیا گیا تعلیق فرماتا ہے کہ اگر ہم انکو زمین پر قدرت دینگے یعنے رئیس بنائینگے تو یہ لوگ
نماز قائم کرینگے اور زکوۃ دینگے اور امر بالمعروف اور نہی منکر عمل مین لائین گے اور
نہی منکر شامل ہے اقامت جہاد کو اسواسطے کہ اشد منکرات کا کفر ہے اور اشد نہی کا قتال
اور نہی منکر شامل ہے اقامت حدود کو اور رفع مظالم کو اور امر معروف شامل ہے احیاء علوم دینیہ
کو پس بمقتضاے اس تعلیق کے لازم ہوا کہ جو شخص مہاجرین اولین سے ملک کا حاکم ہوا اوسکے
ہاتھ سے مقاصد خلافت کے سرانجام پاوین اور ظاہر ہے کہ وعدہ آلہی مین خلف نہین ہے پس
خلیفہ اگر مہاجرین اولین سے ہوگا تو امن حاصل ہو ویگا اوسپر اور اطمینان قلب متحقق ہوگا اوسکے
خلافت سے اور یہ خصلت نمونہ اوس عصمت کا ہی کہ واسطے انبیاء علیہم السلام کے ثابت ہے
اور نیز اللہ تعالی فرماتا ہی فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي
وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ اور پہر ارشاد فرماتا ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا وَ
هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ
اور پہر کسی جگہہ یہ فرمایا ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ
آوَوْا وَنَصَرُوا أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ اور خلیفہ کا حاضران
حدیبیہ سے ہونا اس جہت سے مطلوب ہی کہ خدا تعالی اونکے حق مین ارشاد فرماتا ہے

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ ترجمہ محمد اللہ کے رسول ہین اور
اونکے ساتہ والے کافرون پر سخت ہین اور پہر اوسکے اثر پر فرماتا ہے ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ
وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ حاصل معنے ان آیات کے یہ ہین کہ
جو گروہ ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واقعہ مبارکہ مین حاضر تہا اوسکے ہاتہ سے
اظہار دین اور اعلاء کلمۃ اللہ ہوگا پس جب یہ وصف خلیفہ مین ثابت ہوا تو اعتماد متحقق ہوا
کہ مقاصد خلافت اوس سے سرانجام ہوگئے اور قرآن عظیم مین خدا تعالی کی رضامندی اس
فریق کی ثابت ہے چنانچہ اللہ تعالی جلشانہ نے فرمایا لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ
يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ اور حدیث مین آیا ہی جابر رض سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے لَنْ يَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ وَعَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ مِّمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ - ترجمہ یعنے جو شخص کہ
بدر اور حدیبیہ مین حاضر تہا دوزخ مین نجائیگا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
نہ داخل ہوگا دوزخ مین کوئی جسنے بیعت کی نیچے درخت کے اور خلیفہ کا حاضران نزول
سورہ نور سے ہونا اس وجہ سے مطلوب ہے کہ اللہ تعالی جلشانہ اون کے حق مین فرماتا ہے
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ پس لفظ مِنْكُمْ
راجع ہے طرف حاضرین کے نہ طرف تمام مسلمین کے کیونکہ اگر جمیع مسلمین مراد ہوتے تو باوجود
کلمہ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے لفظ مِنْكُمْ کے ذکر کرنے سے تکرار لازم آتی ہے
حاصل معنے یہ ہین کہ وعدہ واسطے اوس جماعت کے ہی کہ شاہدان نزول آیت سے تہی کہ استحکام
دین کا اونکی کوشش اور سعی سے ظہور پذیر ہوگا۔ اور خلیفہ کا حاضران مشاہد خیر سے ہونا
اسوجہ سے ہی کہ اہل بدر افضل صحابہ کے ہین اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ
رَافِعٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْ اَبِيْهِ وَكَانَ اَبُوْهُ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ قَالَ جَاءَ جِبْرِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ

صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما تعدون اہل بدر فیکم فقال من افضل المسلمین
او کلمۃ نحوہا قال وکذلک من شہد بدرا من الملائکۃ ترجمہ بخاری نے روایت کی
معاذ بن رفاعہ بن رافع زرقی سے اونہون نے اپنے باپ سے اور تھے باپ اونکے اہل بدر سے
کہا آئے جبرئیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پس کہا کیا شمار کرتے ہین آپ اہل بدر کو اپنے
لوگون مین فرمایا افضل مسلمین سے یہی الفاظ فرمائے یا سوائے اسکے اور الفاظ) حضرت جبرئیل
نے کہا اسیطرح فرشتون مین وہ فرشتہ افضل شمار کیا جاتا ہے جو بدر مین حاضر تھا اور شان مین انہین
اہل بدر کے صحیح ہوا ہی لعل اللہ اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم او فقد وجبت لکم الجنۃ ترجمہ
اللہ خبردار ہوگیا اہل بدر سے اور فرمایا کرو تم جو چاہو بیشک مین بخشدیا تمکو اور نسبت حاضران تبوک کے نازل ہوا
لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین والانصار الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ
اور مبتنی اسی اصل پر ہے وہ کلام کہ ابن عمر رض نے کہا کیا تھا کہ معاویہ بن ابی سفیان
سے کہین احق بہذا الامر منک من قاتلک وقاتل اباک علی الاسلام اوجہ
العنادی ترجمہ احق ساتھ اس امر کے تمسے وہ شخص ہے جو تمسے لڑا اور تمہارے باپ سے اسلام پر
اور کلام عبد الرحمن بن غنیم اشعری فقیہ شام کا ہے جب ابوہریرہ رض اور ابو درداء رض
حضرت علی مرتضی رض کے پاس سے پھرے اور یہ لوگ قاصد تھے درمیان معاویہ رض اور حضرت
مرتضی رض کے اور معاویہ رض طلب کرتے تھے کہ خلافت چھوڑ دو اور مسلمانون مین شوری کرو
فکان مما قال لہما عجبا منکما کیف جاز علیکما ما جئتما بہ تدعوان علیا ان یجعلہا
شوری وقد علمتما انہ قد بایعہ المہاجرون والانصار واہل الحجاز والعراق
وان من رضیہ خیر ممن کرہہ ومن بایعہ خیر ممن لم یبایعہ وای مدخل
لمعاویۃ فی الشوری وہو من الطلقاء الذین لا یجوز لہم الخلافۃ وہو وابوہ
رؤس الاحزاب فندما علی مسیرہما وتابا بین یدیہ اخرجہ ابو عمر فی الاستیعاب
جو کچھ عبد الرحمن نے ان دونون قاصدون سے کہا اوسمین یہ بھی تھا کہ تم دونون سے تعجب ہے

کر جو پیغام تم لائے ہو اوسکا لانا تمہین کیونکر جایز تہا تم چاہتے ہو کہ علی رض خلافت کو مشورہ کردین
حالانکہ تم جانتے ہو کہ اوسسے بیعت کی ہی مہاجرین اور انصار اور اہل حجاز اور اہل عراق نے اور
جو اوسسے راضی ہوئے بلاشبہ وہ بہتر ہین اونسے جو اوسسے ناخوش ہوئے اور جنہون نے
بیعت کی وہ اون سے بہتر ہین جنہون نے بیعت اوسسے نہین کی اور معاویہ
رضی اللہ عنہ کو مشورہ میں کیا دخل ہے وہ تو اون لوگون مین ہے جو فتح مکہ مین ایمان
لانیکے بعد اسیرا چھوڑ دیے گئے تھے اور انکی اسلام مین ضعف تہا جسکے لیے خلیفہ ہونا
درست نہین ہے اور معاویہ رض وہ ہی کہ وہ اور اوسکے باپ غزوۂ خندق مین اسلام کے
مقابلے مین سرگروہ تھے یہ سنکر ابی ہریرہ رض اور ابو درداء رض اپنے جانے آنے پر نادم ہوئے
اور عبدالرحمن کے روبرو توبہ کی اور لوازم خلافت خاصہ سے یہ ہی کہ خلیفہ مبشر بہ بہشت ہو۔ یعنے
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زبان مبارک پر گذرا ہو کہ فلان شخص مخصوص اسم اوسکا
بغیر تعلق کسی شرط کے اہل بہشت سے ہے اور عاقبت حال اوسکا نجات اور سعادت ہی
اسواسطے کہ یہ بشارت افادہ فرماتی ہے اس شخص کے قطعاً سعادت اور ایمان اور تقوی پر
آخر حال مین اور آخر حال خلفا کا قیام بامر خلافت تہا اور یہ حضرات حالت خلافت مین
عالم سے گذرے ہین اور یہ بشارت زیادہ فرمائی کہ بگمان غالب قریب بیقین افعال
اونکے تمام عمر مین خیر تھے اور یہ لوگ گناہون سے بچنے والے اور طاعات پر عمل کرنے والے
تھے اگرچہ مغفرت مرتکب کبیرہ کی اہل سنت وجماعت کے نزدیک جائز قلیل الوجود ہے
لیکن اس جگہ تلبیس عظیم اور تدلیس شدید لازم آتی ہے اور تلبیس اور تدلیس آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے منتفی ہے اور خلفاے اربعہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی نسبت
جنت کی بشارت حد تواتر کو پہونچی ہی اسطرح کہ احتمال اوسکی خلافت کا باقی ہی نہ رہا
اولاً اجمالاً اون آیات مین بشارت ہی جنمین مناقب مہاجرین اور حاضرین جنگ حدیبیہ
اور جنگ تبوک وغیرہ مذکور ہوئے ہین اور اون احادیث مین جنمین مناقب مطلق صحابہ

اور تعریف حاضرین مشاہد مذکورہ بیان ہوئے ہین ثانیا بشارت عشرۂ مبشرہ کے ضمن مین جو سعید
بن زید سے مروی ہے ثالثا بشارت خاص خلفاے ثلثہ کے لیے جو ابی موسی اور جابر وغیرہما
سے مروی ہے رابعاً بشارت شیخین کے لیے جو حدیث ابو سعید خدری اور ابن مسعود مین
آئی ہے خامساً ہر ایک خلیفہ کے علحدہ علحدہ بشارت جیسے جماعت کثیر نے روایت
کیا ہی از انجملہ حدیث عثمان رَفِیْقِیْ فِی الْجَنَّۃِ عُثْمَانُ عثمان میرا رفیق ہے جنت مین کذا علی اِنَّ لَکَ بَیْتاً
فِی الْجَنَّۃِ اور واسطے علی کے باغ ہے جنت مین۔ اور لوازم خلافت خاصہ سے یہ ہی کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نص فرما دین کہ وہ طبقہ عُلیای امت سے ہی صدیقین یا شہداء یا صالحین
اور محدث بہی شقیق صدیق کا ہی اور ایک اعتبار سے تو اوسکی حد مین داخل ہے۔ یا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان اوسکے علو درجہ کا بہشت مین فرمایا ہو اور اس سے یہ لازم آتا
ہے کہ وہ شخص طبقۂ علیاے امت سے ہی۔ یا تبواتر ثابت ہو کہ سیرت اوسکی عبادات
اور تقرب الی اللہ مین اکمل ہے تمام مسلمانون کی سیرت سے اور آراستہ ہو خصال مرضیہ
اور مقامات علیہ اور احوال سنیہ اور کرامات قویہ سے۔ یعنے اون چیزون سے آراستہ ہو
جنہین اس زمانہ مین طریق صوفیہ کہتے ہین اور صاحب قوت القلوب وغیرہ نے اپنے
کتابوں میں بیان کیا ہی اور ہر مسئلے کو ساتہ احادیث اور آثار کے محکم کیا ہے اور یہ بھی
صدیقیت اور شہادت کو لازم ہے اور یہ معنے خلیفہ میں اس جہت سے مطلوب ہین کہ ریاست
ظاہری اوسکی مقرون بریاست باطنی کے ہو جاوے اور تشبیہ کامل آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتہ پیدا کرے اور شمار مین آیہ کریمہ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ
بَیْنَہُمْ تَرٰہُمْ رُکَّعاً سُجَّداً یَّبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَاناً سِیْمَاہُمْ فِیْ وُجُوْہِہِمْ
مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ اور شمار مین یُحِبُّہُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی
الْکٰفِرِیْنَ کے داخل ہو جاوے اور ثبوت اس معنے کا واسطے خلفاے رضوان اللہ
علیہم اجمعین کے ضروریات اور بیشمار احادیث سے ثابت ہی از انجملہ حدیث ابو ہریرہ کی ہے

وان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان علی حراء هو وابو بکر وعمر وعثمان وعلی وطلحة والزبیر فتحرکت الصخرة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اهدأ فما علیک الا نبی او صدیق او شهید۔ اخرج الحدیث المسلم والترمذی اور حدیث انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صعد احدا وابو بکر وعمر وعثمان فرجف بہم فقال اثبت احد اراہ ضربہ برجلہ فانما علیک نبی وصدیق وشہیدان اخرجہ البخاری وابو داود والترمذی ترجمہ

بتحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیگئے کوہ احد پر اور ابو بکر اور عمر اور عثمان پس جنبش کے احد نے بسبب ونکے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہر احد اور مارا اوسکو اپنے پائے مبارک سے فرمایا نہین ہے تجھپر مگر نبی اور صدیق اور دو شہید روایت کیا اوسکو بخاری اور ابو داؤد اور ترمذی نے اور ازانجملہ حدیث عثمان رضی مثل حدیث انس کے اور اسکے آخر مین شہد معہ رجال اخرجہ النسائی اور ازانجملہ حدیث ابی ہریرہ رضی اما انک یا ابا بکر اول من یدخل الجنة من امتی اخرجہ ابو داؤد ترجمہ آگاہ ہو بتحقیق تو اے ابو بکر اول اوس شخص کا ہے کہ داخل ہوگا جنت کو میری امت مین سے بیان کیا اوسکو ابو داؤد نے یعنے اے ابو بکر تو وہ شخص ہے کہ میری امت مین سے پہلے تو داخل جنت ہوگا۔ اور حدیث جابر کی ما اعطاک اللہ الرضوان الاکبر فقال بعض القوم وما الرضوان الاکبر یا رسول الله صلی الله علیه وسلم قال تجلی الله لعبادہ فی الاخرة عامة ویتجلی لابی بکر خاصة اخرجہ الحاکم ونوزع فی صحتہ والحق مع الحاکم ترجمہ یعنے اللہ ابا بکر رضی دیا تجھکو اللہ نے رضوان اکبر پس کہا بعض قوم نے اور کیا ہے رضوان اکبر اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر ہوگا اللہ جلشانہ بازالہ مانع رویت واسطے اپنے بندون کے عموماً اور ظاہر ہوگا اللہ جلشانہ بازالۃ المانع من الرویۃ واسطے ابی بکر رضی کے خاصۃً اور ازانجملہ حدیث عبداللہ بن عمر کی ہے

بہت سی حدیثیں ... سب سے ...

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لِاَبِی بَکرٍ اَنْتَ صَاحِبِی عَلَی الحَوضِ وَصَاحِبِی فِی الغَارِ ترجمہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے ابی بکر رض کے تو میرا صاحب ہیگا اوپر حوض کوثر کے اور میرا صاحب ہے غار بین - ازانجملہ حدیث جَعَلَ اللّٰہُ الحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلبِہٖ بروایۃ ابن عمر وابی ذر وعلی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم ترجمہ گردانا اللہ نے حق کو زبان اور قلب عمر رض پر روایت کیا اسکو ابن عمر وابی ذر اور علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم نے اور ابی ہریرہ اور عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے لَقَد کَانَ فِیمَا کَانَ قَبلَکُم مِنَ الاُمَمِ نَاسٌ مُحَدَّثُونَ فَاِن یَکُ فِی اُمَّتِی اَحَدٌ فَاِنَّہٗ عُمَرُ - ترجمہ تمسے پہلے امتوں میں بعض آدمی سچے اور راست گمان تھے اگر میری امت مین کوئی ہے تو وہ عمر رض اور اسکے مثل عقبۃ بن عامر کی حدیث ہے لو کان بعدی نبیا لکان عمر بن الخطاب اگر ہوتا بعد میرے کوئی نبی تو وہ عمر بن الخطاب ہوتا ازانجملہ حدیث ھذان سَیِّدَا کُھُولِ اَھلِ الجَنَّۃِ مِنَ الاَوَّلِینَ وَالاٰخِرِینَ اِلَّا النَّبِیِّینَ وَالمُرسَلِینَ ترجمہ یہ دونون سردار بوڑھون اہل جنت کے مین اولین اور آخرین سے مگر نبیین اور مرسلین کے سردار نہین ہین اور حدیث لِکُلِّ نَبِیٍّ رَفِیقٌ وَرَفِیقِی فِی الجَنَّۃِ عُثمَانُ اخرجہ الترمذی واسطے ہر نبی کے رفیق ہے اور رفیق میرا جنت مین عثمان ہی روایت کیا اسکو ترمذی نے وحدیث اَمَا تَرضٰی اَن تَکُونَ مِنِّی بِمَنزِلَۃِ ھَارُونَ مِن مُوسٰی بروایت سعد بن ابی وقاص وجابر وغیرہما ترجمہ یعنی حضرت علی رض کی طرف خطاب کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو خوش نہین ہے اس بات سے کہ تو میرے لیے ایسا ہو جیسے ہارون موسیٰ کے لئے تھے اور حدیث لَاُعطِیَنَّ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُولَہٗ وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُولُہٗ روا اجماعۃ مِنَ الصَّحَابَۃِ وَقَالَ عَلِیٌّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ سَبعَۃَ نُجَبَاءَ نُقَبَاءَ وَاُعطِیتُ اَنَا اَربَعَۃَ عَشَرَ قَالَ اَنَا وَابنَایَ الحَسَنُ وَالحُسَینُ وَجَعفَرُ وَحَمزَۃُ وَاَبُوبَکرٍ وَعُمَرُ وَمُصعَبُ بنُ عُمَیرٍ وَبِلَالٌ وَسَلمَانُ

وَعَمَّارٌ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَاَبُوْ ذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ترجمہ مین
کل ایسے مرد کو نشان دونگا کہ وہ اللہ کو اور اوسکے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور
اوسکا رسول اوسے دوست رکھتا ہی اور لوازم خلافت خاصہ سے یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم قولاً اور فعلاً خلیفہ کے ساتھ بہت مرتبہ بکثرت تمام ایسا معاملہ کرین جیسا بادشاہ
ولیعہد سے کرتے ہین اور یہ امر چند طور پر ہو سکتا ہے ایک یہ کہ استحقاق خلافت کا اوسکے
بیان فرماوے اور اوسکے فضائل باعتبار معاملے کے ساتھ امت کی ذکر کرے۔ دوسرے
یہ کہ بہت سے مرتبہ اظہار فرماوین کہ فقہاے صحابہ جان جاوین کہ خلیفہ کرنا چاہینگے تو فلان شخص کو
خلیفہ کرینگے اور جان جائین کہ فلان شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ محبوب
ہے بہ نسبت اور لوگون کے اور کہین تَوَفّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ عَنْھُمْ
رَاضٍ یعنے وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس حال مین کہ آپ اونسے راضی تھے
اور جو کچھ کہ اس باب سے متعلق ہو تیسرے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو
ایسے کامون کا حکم فرماوین جو بحسب نبوت آپکی ذات مبارک سے تعلق رکھتے ہین۔ اور یہ
معنے امر خلافت ہین میں اسوجہ سے مطلوب ہی کہ وثوق بخلافت خلیفہ از روے شرع کے
بہم پہونچے اور حضرت شیخین رضی اللہ عنہما جب چاہتے تھے کہ کسی شخص کو ایسے کام سے
کہ متعلق بخلافت ہو امر کرین تو اس امر کی تلاش کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس شخص کو کبھی متولی کسی امر کا امور مسلمین سے کیا ہی اگر ایسا پاتے تھے تو مقرر
کرتے تھے اگر نہین تو موقوف رکھتے تھے اور یہ قصے بحد تواتر کو پہونچے ہوئے ہین۔ اور
اسوجہ سے مطلوب ہی کہ امور دین مین اس شخص کا قیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف منسوب ہو جاوے جسطرح کام حکم کرنے والے کی طرف منسوب ہوا کرتے ہین
مثلاً یون کہتے ہین بَنَی الْاَمِیْرُ الْمَدِیْنَۃَ یعنے بادشاہ نے شہر بنایا۔ لیکن بیان فرمانا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال خلفا کا ایسے اوصاف کے ساتھ کہ جنسے خلافت

نسبت اون کے حاصل ہو پس مستفیض ہوا یہی بیان مناقب جماعت مین افاضل صحابہ سے
اور تنہا بھی اور یہ بیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بمنزلہ احادث روایت حدیث اور
اجازت تدریس علم اور فتاوی کی ہے۔ جیسا کہ اس زمانے مین علما کسی ایک جماعت
کو اپنی خلافت پر ممتاز کرتے ہین اور اون اشخاص کے استحقاق کو تصریح بیان فرماتے ہین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرتبہ کا اظہار فضلا اور کبرای صحابہ کے لئے فرمایا ہے۔
ازانجملہ حدیث ابو سعید خدری کی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْحَمُ
اُمَّتِیْ بِھَا اَبُوْبَکْرٍ وَاَقْوَاہُمْ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ عُمَرُ وَاَصْدَقُہُمْ حَیَاءً عُثْمَانُ وَ
اَقْضَاھُمْ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اِلٰی اٰخِرِہٖ اَخْرَجَہٗ اَبُوْعُمَرَ فِیْ اَوَّلِ الْاِسْتِیْعَابِ
ترجمہ میری امت مین سے زیادہ رحم کرنے والا اوسی امت پر ابوبکر ہین اور اللہ کے
دین مین زیادہ مضبوط عمر ہین اور زیادہ سچے حیا والے عثمان ہین اور سب سے
زیادہ عمدہ فیصلہ کرنے والے علی ابن ابی طالب ہین (رضی اللہ عنہم اجمعین) روایت
کیا اسکو ابو عمر نے استیعاب مین۔ ازانجملہ حدیث ابی سعید قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا وَلَہٗ وَزِیْرَانِ مِنْ اَھْلِ السَّمَاءِ وَوَزِیْرَانِ
مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ اَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرَئِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ وَاَمَّا
وَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ اَخْرَجَہُ التِّرْمِذِیُّ وَلِلْحَدِیْثِ طُرُقٌ
عِنْدَ الْحَاکِمِ وَغَیْرِہٖ ہر ایک نبی کے لیے دو وزیر آسمان کے رہنے والون مین ہوتی ہین
اور دو زمین کے رہنے والون مین سے دو وزیر آسمان کے رہنے والون مین سے جبرئیل
اور میکائیل ہین اور زمین کے رہنے والون مین سے ابوبکر اور عمر ہین روایت کیا
اسکو ترمذی نے اور حاکم وغیرہ نے اس حدیث کو کئی طریقون سے روایت کیا ہے
اما فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکی ساتھ معاملہ بنظر الامارۃ کا پس شاہد اوسکا
سونپنا امامت نماز کا ہے قصہ جانے قبیلہ عمرو بن عوف مین اور تبوک مین جیسے کہ

افواج مسلمین کے بیرون شہر آئین تھین اورحضرت صدیق رضؓ کو واسطے عرضۂ لشکر اور اقامت
نماز کے معین فرمایا اور بیمارے آخر مین اور وہ متواتر بالمعنے ہی اور امیر الحج کرنا سال
نہم مین اور چندین مرتبہ غزوات بیہیجنا اور ہمیشہ مشاورت فرمانا شیخین رضؓ سے
امور مسلمین مین اور امیر کرنا حضرت عمرؓ کو بعض غزوات مین اور عامل صدقات مدینہ
کا فرمانا حضرت عمر رضؓ کو اور بیہجا حضرت عثمان رضؓ کو جانب اہل مکہ کے مصالحۂ حدیبیہ مین
اور والی یمن گردانا حضرت امیرؑ کو اور دعا فرمانا واسطے اونکے کہ قضا (یعنے حکم و فیصلہ) اونپر آسان
ہو اور یہ احادیث بہیئت مجموعی متواتر بالمعنے ہین۔ اور لوازم خلافت خاصہ سے یہ ہی
کہ جو کچہ خدائے عزوجل نے واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وعدہ فرمایا ہی بعض
اوسکا اوپر ہاتہ اسی خلیفہ کے ظاہر ہو اور یہ علامت خلافت خاصہ کے ہے اوسکو وقت
خلافت کے پہچاننا چاہیئے نہ قبل از خلافت کے بخلاف دوسرے علامات کے اور وجود
اس معنے کا خلفاء مین متحقق ہے آیہ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ
مین اقامت صلوۃ اور ایتای زکوۃ اور امر معروف و نہی از منکر مذکور ہوئے۔ اور آیہ
وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ تمکین اور تقویت دین بحسب
سعی ان حضرات کے اور حصول اطمینان کا کافرون سے مذکور ہے اور آیہ ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ
فِی التَّوْرٰىۃِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ مین اشارہ ہے بفتح بلدان اور شرع اسلام کا اقالیم
معمورہ مین اور آیہ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ مین غلبہ اوپر دین یہودیت کے
اور نصرانیت اور مجوسیت کے مذکور ہے اور یہ بزمانہ خلفاے ثلثہ رضؓ کے ہوا ہے اور آیہ
وَمَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ مین قتال مرتدین کا مذکور ہے اور وہ بزمان خلافت حضرت صدیق
اکبر رضی اللہ عنہ کے ظہور پذیر ہوا اور آیہ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ
مین جمع عساکر بندائے عام واسطے قتال فارس و روم کے مذکور ہے اور زمانے مین
حضرات مشایخ ثلثہ رضؓ کے متحقق ہوا اور آیہ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ مین جمع

قرآن کا مصاحف مین مذکور ہے اور یہ سب بزمان خلافت حضرات خلفای ثلثہ رضہ کی ظہور پایا۔
اور حدیث قدسی اِنَّ اللهَ مَقَتَ عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ مین قتال عجم مذکور ہے اور یہہ
خلافت مین حضرات ثلثہ رضہ کے ظاہر ہوا۔ اور حدیث هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ
اور حدیث لَتُفْتَحَنَّ كُنُوزُ كِسْرٰى مین فتح فارس اور روم کی مذکور ہے اور یہ بزمان
خلافت خلفای ثلثہ رضہ کے واقع ہوا۔ اور حدیث قتال خوارج مین لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ
لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ اور حدیث دیگر يَلِي قَتْلَهُمْ اَوْلَى الْفِئَتَيْنِ مین کہ یہ بزمان
خلافت حضرت مرتضیٰ کے واقع ہوا یہ مختصر بیان خلافت کا منے کتاب ازالۃ الخفا
عن الخلافۃ الخلفاء مصنفہ جناب ولایت مآب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث
دہلوی مرحوم مغفور طاب اللہ ثراہ وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَثْوَاهُ سے نقل کر دیا ہے جس سے
حضرات خلفای ثلثہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے خلافت کا ثبوت کافی طور سے ہوتا ہے
مگر جو پوری بحث کا طالب اور مشتاق ہو تو وہ کتاب موصوف کو ملاحظہ کرے اوس
مین جناب حضرت شاہ صاحب ممدوح نے بہت سے آیات اور احادیث اور دلایل
واضحہ اور ساطعہ سے خلافت حضرات خلفاے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ثابت کی ہے
مخالفین کے اوہام باطلہ کا دفع دخل کامل طور سے ہو جاتا ہے اور منصف مزاج کو پوری
پوری تشفی ہو جاتی ہے اگرچہ بدلائل قاطعہ ساطعہ جو قبل از بیان خلافت عامہ وخاصہ
کے خلافت بلا فصل حضرت علی کرم اللہ وجہ مین بیان ہوئے ہین کامل طور سے دافع
شکوک معاندین ہین مگر یہی سہی تسوید کی تبییض اس بیان خلافت سے بخوبی
ہو جاوے یہ بھی معلوم کرنا چاہیے لوگو تمکو اللہ تعالیٰ ہدایت دے کہ شیعون نے اول یہ دعوی
کیا کہ خلافت حق جناب امیر کا تھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام
کو اپنی حیات مین خلیفہ کر دیا تھا مگر خلفاے ثلثہ نے اونکا حق چھین لیا اور نیز بعد
دیگرے خود خلیفہ بن بیٹھے اور خلافت کو خلفاے ثلثہ نے اصول دین مین داخل کر دیا

کہ اوسکا منکر گویا توحید اور نبوت کا منکر ہے - بس اس اصول سے یہ نتیجہ نکالا کہ
خلفاے ثلثہ رضی اللہ عنہم معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کافر ہوگئے اور چونکہ ایک
لاکھ آدمی سے زیادہ مسلمان بعد پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے اور جسمین مہاجرن
مہاجرین و انصار اور بیعت الرضوان والے تھے سبھون نے خلیفۂ اول کی بیعت
کی تو اونکی نسبت بہی ارتداد کا حکم قایم کیا اور معاذ اللہ سب کو مرتد ٹھہرایا جب
یہ خیال کیا کہ ہمارے اس قول بیہودہ کو کوئی نہ مانے گا تو اپنے مطلب کے موافق
عبارت عربی زبان مین گرہکر ایمہ کی طرف منسوب کردی کہ فلان امام نے ایسا
فرمایا ہے اور اس امر کے ثبوت کے واسطے اوسکو ایمہ کا قول قرار دیا اور کہدیا کہ ایمۂ
کرام نے فرمایا ہے کہ بعد وفات پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے جملہ اصحاب معاذ اللہ
مرتد ہوگئے تھے مگر تین اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایسے مجبور ہوگئے کہ وہ اکثر فرمایا
کرتے تھے کہ اگر چالیس آدمی جانباز میرے شریک ہوتے تو مین مقابلہ کرتا - پہر جب
دیکھا کہ تمام قرآن اصحاب مہاجرین و انصار کے ثنا و صفت سے بہرا ہوا ہے تو اوسمین
تاویلات بعیدہ کرنا شروع کیا مہاجرین سے شعب ابو طالب کی ہجرت کرنے والے
یا حبشے کی ہجرت کرنے والے مراد لئے انصار سے وہی ستر آدمی جو اول اول مکۂ معظمہ
مین پیغمبر صاحب کے حضور مین حاضر ہوئے تھے مقصود رکہی اور سابقون سے وہ
لوگ مراد لئے جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے مرچکے تھے جب یہ خیال کیا کہ آخر یہ
تعریفین صحابہ کی جو کلام اللہ مین ہین اسکا مصداق کسکو بناوین کوئی تو ہونا چاہیے
اس خدشے کے دفع ہونے کے لیے جہانتک ہوسکا اونکا مصداق حضرت علی رض کو ٹھہرایا
اور جو کچہ وعدہ شوکت و غلبہ قرآن مجید مین بعہد خلافت خلفاے ثلثہ رضی اللہ عنہم
کے خاص کے ہاتہ سے ہونا مذکور تہا اوسکو امام مہدی آخر الزمان کے ظہور پر ملتوی
کیا - اب جو آیتین خاص اصحاب نبوی کے لئے رہ گئین اور اونکا مصداق سواے

اصحاب کے اور کوئی نہین ہوسکتا تہا اوسمین سے خلفاے ثلثہ کو مستثنی کرکے باقی چار ہزار
اصحاب کے باایمان ہونیکا اور اونکی خوبیون کا اقرار کیا چنانچہ شیخ صدوق محمد بن
بابویہ قمی نے بارہ ہزار اصحابون کے باایمان ہونیکا اقرار کیا جسمین آٹھ ہزار مدنی اور
دو ہزار غیر مدنی اور دو ہزار آزاد اور رہاکردہ یہ بارہ ہزار سب کے سب پاک
تھے رات و دن خدا کا خوف رکہا کرتے تھے مگر کسی والونکا کچہ ذکر نہین کیا۔ پس جب
کسی سُنی نے اوپر اعتراض کیا کہ تمہارا مذہب خراب ہی کہ اصحاب نبوی کو جنکی تعریف
و مدح وثنا سے قرآن بہرا ہے بدکہتے ہو تو یہ جواب فریبی دیدیا کہ واہ ہم تو بارہ ہزار
اصحاب کو پاک اور مقدس جانتے ہین اور اوسمین سے ایک سو اصحاب کی فہرست بہی
بنالی اور باقیون کی نسبت کہدیا کہ سنیون نے وہ کتاب جسمین سب کے نام تہے جلادی
اس سبب سے ہم سب کے نام نہین بتا سکتے۔ اسکا جواب آجتک کسی شیعے نے نہ دیا
کہ جو لوگ غاصب حقوق اہل بیت تھے وہ تو صرف تین ہی آدمی تھے باقی رہے جو ہونگے
وہ اونہین تینون کے مددگار ہونگے کیونکہ اگر اون تین آدمیون کے بہت سے
مددگار نہوتے تو وہ کسطرح حقوق اہل بیت کا غصب کرنے پاتے اس سے معلوم ہوا
کہ خلفاے ثلثہ کے مخالفین بہت کم تھے ورنہ اگر اون بارہ ہزار اصحاب نیک طینت
اور مقدسین مین سے دو چار ہزار بہی مستعد بجنگ ہوجاتے تو ممکن نہ تہا کہ حقوق
اہل بیت غصب ہوجاتے اسیوجہ سے بعض روایت حضرات شیعہ مین ہی کہ حضرت
علی مرتضیٰ مو فرمایا کرتے تھے کہ بعد پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سبہون نے وصیت
نبوی بہلادی اور ایمان چہوڑدیا کوئی مجھے ایسا نہ نظر پڑا کہ مین اوسپر بہروسا کرکے
مخالفین سے مقابلہ کرتا اس روایت سے وہ دعویٰ بارہ ہزار اصحاب مقدسین کا
باطل ہوگیا ورنہ اونہین سے ہزار دو ہزار بہی اگر مددگار ہوجاتے خاصکر اوسوقت
ہین جبکہ حسب روایات باطلہ شیعیان پاک کے حضرت فاطمہ زہرا ع روتی پہرتی تہین

اور گھر گھر حضرت علی مرتضیٰ ع کے ساتھ مدد مانگتی پھرتی بحقین گوشہ عبادت اور کلبہ احزان سے نکلکر ضرور مدد کرتے اور غاصبین کو مارتے اور زیارات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو ظلم وستم سے بچاتے کہ اس سے زیادہ کونسی عبادت تھی اور حضرت علی مرتضےٰ شیر خدا رض کو جبکہ حضرت عمر اور حضرت خالد رضی اللہ عنہما معاذ اللہ جسکے لکھنے سے رونگٹا رونگٹا کانپتا ہے حسب روایات شیعہ حضرت علی ع کے گلے مین رسی ڈالکر بزور وظلم وتعدی واسطے بیعت کرانے حضرت صدیق رض کے گھسیٹے لیے جاتے تھے کسی نے بھی مدد نہ کی آخر ش بہ لاچاری اور مجبوری حضرت علی رض نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی چنانچہ حملہ حیدری مین موجود ہے کہ ع بدست عمر آن یک ریسمان ٭ دگر در کف خالد پہلوان ٭ فگندند در گردن شیر نر ٭ کشیدند اور ابوبکر ٭ جب اہل سنت وجماعت نے یہ اعتراض کیا کہ کیا بیہودہ خرافات بکتے ہو اوس اسد اللہ الغالب من کل غالب کی مجبوری اور لاچاری کیسی اونہوں نے بخوشی اور برغبت تمام بیعت کی تھی تو یہ کہا کہ نہین صاحب بیشک مجبوری تھی اور مجبوری یہ تھی کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی کہ خبردار تم ہرگز ہرگز خلفائے ثلثہ سے مقابلہ اور مقاتلہ نکرنا اگر یہ وصیت نبوی نہوتی تو ذوالفقار حیدری کا تماشا دکھا دیتے اوسپر یہ اعتراض کیا گیا کہ بھلا پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے کیون ایسی وصیت کی کہ جس سے دین اور خاندان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تہ وبالا ہو گیا معاذ اللہ تو بہ تو بہ منصب خلافت کی غاصب ہو گئی تو جھٹ پٹ یہ کہدیا کہ کیون وصیت نکرتے حضرت جبرئیل ع ایک چھٹی خاص علی مرتضیٰ کے واسطے اللہ تعالیٰ کی لائے تھے اور حضرت جبرئیل ع نے سب لوگون کو وہان سے ہٹا کر رسول اور وصی کو خاص چھٹی بہت پوشیدگی اور احتیاط سے دی تھی اوسپٹے بہت سے عہد وپیمان اور قسمین لے لین تھین کہا یہ سب ضرور عمل کرنا اوسی چھٹی مین لکھا تھا کہ تم خلفائے ثلثہ رض

سکے مقابلے مین تلوار نہ اوٹہانا اس سبب سے حضرت علی ع نے مقابلہ نہ کیا اوس پر یہ سوال ہوا کہ پہر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امیر شام سے کیون جنگ کی اور ہزارون آدمیون کو کیون قتل کیا تب یہ کہدیا کہ اوس چہٹی مین امیر شام اور خوارج کے جنگ اور قتل کا حکم تہا بہلا اس نادانی اور کم فہمی کا کچہہ ٹہیک ہے کہ ابہی تک تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اسد اللہ الغالب من کل غالب کو ہے معاذ اللہ بخوف صاحب تقیہ بنایا تہا اب اس چہٹی سے خدا کا بہی مخوف ہونا ثابت ہوا جاتا ہے کیونکہ اس چہٹی سے تو اور کوئی مطلب مخالفت مقابلے اور مقاتلے کا معلوم نہین ہوتا یا اون لوگون کو اللہ جلشانہ نے کچہہ ایسا ہی مقبول اور بہتر اور پاک اور مقدس سمجہا جو اونکے مقابلے ومقاتلے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منع کیا اور اگر یہ نہین تو شاید اللہ میان نے یہ ہی سمجہا ہوگا کہ کہین انکے چہیڑنے سے وہ لوگ ہمسے ناراض ہو کر ہمارا عرش نہ چہین لین اسکے جواب مین شرمندہ ہو کر یہ کہا کہ تم سنی جاہل ہو کیا جانو اللہ میان خدا کی باتین خدا ہی جانے بندہ گندہ اوسکی حکمتون کو کیا جانے - اس پر اگر کسی نے یہ اعتراض کیا کہ پہر حضرت امام حسین علیہ السلام نے اوس چہٹی پر کیون نہ عمل کیا کیون یزید پلید سے لڑے اور اوس سے بیعت نکی گو ہزارون رنج ومصیبت سہی یہان تک کہ جب آپ روانہ حالت مسافرت مین کہ اہل وعیال اور ننہے ننہے بچے ساتہہ تہے معہ اپنے تمامی خاندان کے شہید ہوگئی کچہہ بہی اپنے ننہے ننہے بچون پر نہ اہل وعیال کی بیکسی پر خیال کیا رنج ومصیبت سے شہادت اختیار کی مگر بیعت فاسق کی نہ کی اور نہ کچہہ تقیہ کو دخل دیا اوسکا جواب شوخ چشمی سے یہ دیا کہ حضرت علی علیہ السلام کے لئی وہ ہی حکم تہا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے لئی یہی حکم تہا اب اہل سنت وجماعت نے دایرہ اختیار حضرت مخالفین یون تنگ کیا کہ اللہ تعالی جلشانہ نے تو اپنے قران مجید مین اکثر جگہہ فرمایا ہے کہ منافقین ذلیل اور خوار ہونگے اور قتل کئی جاینگی اصحاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تو خدا کے فضل مین شامل تہے اللہ تعالی نے اونکو خلیفہ کیا زمین کا وارث کیا مومنین کا امیر بنایا کیسی

کچہہ عزت اور شوکت عطا فرمایی کہ غیر دین و مذہب کے لوگ بہی اونکو بخوبی جانتے ہین اوسکی سب شاہد و گواہ ہین اونکی تاریخین اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم کی عظمت و شوکت و فتوحات سے بہری ہین چار دانگ عالم مین ڈنکہ دین اسلام انہون نے بجا دیا تمام دنیا مین اونہین کے بدولت نشان اسلام قایم ہوگیا باطل پرستی صفحہ ہستی سے مٹا دی حق پرستی سے عالم منور و روشن کر دیا۔ چنانچہ ڈاکٹر شیلی صاحب نے اپنی کتاب لب التواریخ کی جلد دوم کی فصل چہارم مین لکہا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قرآن کی تدوین و ترویج کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظفر کی پیروی کی اور مشرقی سلطان ہیراکلیس کی فوج کو اوس نے ہزیمت دی اور شلیم کو اپنے قبضے مین لائی اور لبنان پہاڑ سے لیکر روم تک سارا ملک اپنا مطیع کیا اونکے انتقال کے بعد عمر رضی اللہ عنہ براہ بیعت خلیفہ مقرر ہوی اور ایک ہی خروج مین ممالک سیریا اور رتوینقی معہ فلسطین اور سسولوتیا اور خالدیہ متعلقہ مملکت یونان او نہون نے لے لیا دوسری چڑہائی مین کل ولایت فارس اپنے زیر حکومت کرکے سب کو اپنے مذہب مین لائی اوسی زمانہ مین اوسکے سپہ سالارون نے ملک مصر اور ربنیا اور رتیولیدیا مطیع کیا۔ پانچوین فصل مین لکہا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ عثمان نے ملک ایک ترپانا اور ملک تاتار کے بعض دیار اپنے قبضہ مین کئی اور بہودس یعنے روس اور یونان کے جزایر لوٹ لئی اوسکے بعد ختن محمد یعنے علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئی جو آج تک محمدیون مین مکرم ہین انتہی۔ لہذا تمہارا یہ کہنا کہ خلفای راشدین معاذ اللہ منافق تہے محض باطل اور لغو ہے نہین تو اللہ جلشانہ کے کلام پاک کی تکذیب لازم آتی ہے اور نیز یہ کہ خدا کا وعدہ پورا نہوا پس یا تو اصحاب رضی اللہ عنہ کے نفاق سے توبہ کہو یا اللہ جلشانہ کے کلام اور وعدون کی تکذیب کرو۔ یہ سنکر اگرچہ مقابل مخالف کے چہرہ کا رنگ عجالت سے متغیر ہوگیا مگر پہر دل کو سنبہال کر کہا کہ تم لوگ نہین جانتے کہ اب اسہر دست صحابہ کو عزت و شوکت حاصل ہوئی تو کیا ایک وقت ایسا آنے والا ہے

کہ اصحاب رضی اللہ عنہ اپنے کئے کی سزا پاوینگے یعنے جب حضرت امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہونگے اوسوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بہی زندہ ہوکر دنیا مین آوینگے اور اونکی ہمراہ جتنے نیک اور پاک بندے ہین سب زندہ ہوکر آوینگے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام بہی زندہ ہوکر آوینگی اوسوقت خلفاے ثلثہ بہی اپنی اپنی قبرون سے نکالے جاوینگے اور مقدمہ دایر ہوگا حضرت علی علیہ السلام اپنا دعوی پیش کرینگے کہ میری خلافت غضب کرلی تہی حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام دعوی کرینگی کہ میرا باغ فدک چہین لیا اور مجکو مجروح کیا اور محسن کو شہید کیا چنانچہ اصل مضمون اوس رسالہ کا اس جگہہ تحریر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے رسالہ رجعت از اخوند مجلسی صفحہ ۳۵ مفضل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ مولا اور آقا میرے مکان سکونت حضرت امام مہدی علیہ السلام اور جگہہ اجتماع مومنان کہان ہوگی حضرت امام ع نے فرمایا کہ مقام کوفہ پای تخت حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ہوگا اور مسجد کوفہ مین آپ بیٹہکر حکم احکام اجرا فرماوینگے اور مکان استراحت آپکا نجف اشرف ہوگا اور جای بیت المال و تقسیم غنایم مسجد سہلہ ہوگی پس مفضل نے عرض کی قربانت شوم کیا کل اہل کوفہ مومنین مین سے ہونگے فرمایا بیشک اے مفضل قسم ہے خدا یال کی سوا کوفہ اور حوالی کوفہ کے کوئی مومن نہو گا مگر ہان جسکا دل کوفی کیطرف مائل ہو اور کوفہ سے محبت رکہتا ہو وہ بہی مثل اہل کوفہ کے ہمارے شیعان مین سے ہوگا اور اوسوقت مین زمین کوفہ کی ایک گوسفند کے بیٹہنے کیواسطے دو ہزار درم کو ملیگی اور اوس زمانہ مین وسعت کوفہ کی چون میل کی ہوگی اور عمارات کوفہ و کربلای معلی کی ایک ہوجائیگی یہ فرما کے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ٹہنڈی سانس لی اور فرمایا کہ اے مفضل بقعہای زمین نے آپس مین ایک دوسرے پر فخر کیا چنانچہ کعبہ نے کربلا پر فخر کیا پس اللہ پاک نے کعبہ پر وحی نازل فرمائی کہ خبردار خاموش ہو اور کربلا پر فخر و نازش مت کر بدرستیکہ وہ جاے پاک ہے کہ جس جگہہ سے ندا ہوئی انا اللہ

کی شجرۂ مبارک سے موسیٰ ع کو پہونچی تھی اور یہ وہی مقام مقدس ہے کہ جس جگہہ حضرت مریم
اور حضرت عیسیٰ ع کو بیٹے جگہہ دی اور جس جگہہ پر حضرت امام حسین ع کے سر مبارک کو بعد
شہادت غسل دیا اور اسیجگہ حضرت مریم نے عیسیٰ ع کو وقت ولادت غسل دیا تھا اور خود بھی
حضرت مریم ع نے غسل کیا تہا اور وہ مقدس مقام ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے بھی کوفہ سے عروج کیا تھا اور واسطے ہمارے شیعان کے خیر و برکت و رحمت
بے پایان کوفہ مین مہیا ہے وقت خروج حضرت امام مہدی ع کے شیعان کو عطا کیجائیگی
پس مفضل نے پھر عرض کی کہ اے سردار میرے کوفہ سے پھر کس جانب کو حضرت مہدی ع
متوجہ ہونگے فرمایا کہ طرف مدینے کے اپنے جد امجد کیطرف تشریف لیجائینگے اور جسوقت
امام صاحب مدینے مین داخل ہونگے عجیب ایک امر ظاہر ہوگا جو باعث خوشی مومنان
اور سبب خواری کا فران ہوگا مفضل بولے روحی فداک وہ کیا بات ہوگی فرمایا جب
امام مہدی ع اپنے جد امجد کی قبر مبارک کے پاس جاکر کھڑے ہونگے اسوقت لوگون سے
دریافت فرماوینگے کہ اے لوگو یہی قبر میرے جد امجد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی
سب لوگ عرض کرینگے ہان اے مہدی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم تب پھر ارشاد ہوگا کہ
یہ کسکی قبرین میرے جد امجد کے برابر ہین لوگ عرض کرینگے کہ یہ دو قبرین رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کے مصاحب اور دو ہمخوابہ کے پایون کی ہین یعنے ابوبکرؓ اور
عمر رضؓ کی پس حضرت صاحب الامر مصلحۃً مکرر لوگون سے دریافت فرماوینگے کہ کون
ابوبکرؓ اور عمر رضؓ اور کسواسطے انکو میرے نانا کے پاس تمام لوگون کی قبرون سے
علیحدہ کرکے دفن کیا ہی اور بہی کبہی کسیکو اسجگہہ دفن کیا تہا لوگ کہین گے نہین
یا ابن رسول اللہ صرف انکو اسوجہ سے یہان دفن کیا ہے کہ یہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے وزیر اور خلیفہ تھے اوسوقت حضرت امام صاحب فرماوینگے کہ کوئی انکو
پہچانتا ہے عرض کرینگے کہ ہان پہچاننے والے بہی ہین ارشاد ہوگا کہ ان کے یہان

دفن ہونے مین کسیکو کسیطرحکا شک اورشبہ تو نہین ہی واقفکار عرض کرینگے کہ مطلق نہین
بعد تین روز کے امام صاحب حکم فرمائینگے کہ قبر کہود کر دونون کو معاذ اللہ نکالو غرض قبرین
کہود کر دونون خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالینگے جسوقت یہ نکلینگے یہ معلوم ہوگا
کہ گویا اسیوقت دفن ہوئی تہے پس امام مہدی علیہ السلام ارشاد فرماوینگے کہ ان دونون خلیفہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ درخت خشک مین باندہ کر لٹکاو چنانچہ لوگ
لٹکاوینگے جسوقت یہ درخت سے لٹکائی جائینگے فورا درخت خشک سبز ہو جائیگا اور پہل اوس
مین لگ جائینگے یہ حالت دیکہکر ایک شور مچیگا کہ دیکہو کیا مقبولیت خلفا کی ہے کہ برکت
انکی جسم کے درخت خشک سبز ہوگیا ہے اور پہل بہی اوسمین پیدا ہوگئی ہین یہ خبر سنکر پہر تو
وہ مجمع ہوگا کہ جسکی انتہا نہین اور جسکے دلمین ایک ذرہ برابر بہی محبت خلفا کی ہوگی سب
موجود ہو جائینگے اور ہر ایک کی زبان سے یہی کلمہ نکلیگا کہ دیکہو کیا مقبولیت ہے کہ درخت
خشک سبز اور بار آور ہوگیا اوسوقت حضرت صاحب لامر ارشاد فرمائینگے کہ جو لوگ خلفا کو
دوست رکہتے ہین ایکجانب ہو جائین اوسوقت موجودین کے دو گروہ ہو جائینگے ایک گروہ
دوستداران خلفا کا اور دوسرا دشمنان اور نفرین کنندگان خلفا کا اوسوقت حضرت امام
مہدی علیہ السلام دوستداران خلفا کیطرف مخاطب ہوکر ارشاد فرمائینگے کہ ای گروہ دوستداران
خلفا اپنی بیزاری اور ناخوشی خلفا کے جانب ظاہر کرو ورنہ سخت عذاب مین گرفتار ہوگے
دوستداران خلفا جواب دینگے کہ ای امام مہدی علیہ السلام آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہم تو خلفا کو خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مقبول خدا جانتے اور مانتے آئی ہین اسوقت
ان سے کیونکر ناخوشی اور بیزاری اپنی ظاہر کرین انسی تو بہت کرامتین ظہور مین آئی ہین
اور انکو ہم مقرب بارگاہ خداوندی جانتے ہین اسلئے اپنی بیزاری ظاہر نکرینگے بلکہ آپ سے اپنی
بیزاری ظاہر کرتے ہین اور آپکی گروہ سے ناخوشی رکہتے ہین جو آپ پر ایمان لائی ہین یہ سنکر
حضرت امام باد سیاہ یعنی کالی آندہی کو حکم فرماوینگے کہ ان پر آوے اور انکو ہلاک کرے پس اوسوقت

دونون خلیفہ رسول اللہ کو درخت سے زمین پر کہڑا کرینگے اور تمام ظلمونکا بار جو اونکے سبب سے
ہر زمانہ مین ظاہر ہوا ہے مثل سلمان فارسی کا مارنا اور حضرت زہرا بنت رسول اللہ کو مارنا
اور اونکا گھر جلانا حضرت امیر المومنین کی گردن مین رسی باندہ کر گھسیٹنا حضرت محسن کی تہمات
حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر دینا حضرت امام حسین علیہ السلام کو معہ اونکے اولاد و اصحاب
کے میدان کربلا مین قتل کر ڈالنا ہر خون جو ہر زمانہ مین ناحق زمین پر بہا ہے ہر زنا جو
ہر زمانی مین ہوا ہے اور سود جو ہر زمانہ مین کہا یا گیا ہے غرض کہ روز وفات رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے دن ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام تک جو جو بد کام دنیا مین ہوئی
ہین دونون خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن پر معاذ اللہ رکہکر اور اون سے
اقرار کرا کر کیونکہ اگر حق خلافت غصب نہوتا تو یہ افعال بد ظاہر نہوتے پہر درخت سے لٹکا کر حکم
فرماوینگے آگ کو کہ انکو جلاوے آگ جلاویگے تب ارشاد فرماوینگے ہوا کو کہ اوڑالیجا انکی خاک
کو اور دریا مین ڈالدے۔ یہ سب سنکر مفضل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
عرض کی کہ ای سردار میرے یہ انکا آخری عذاب ہوگا حضرت امام نے جواب دیا ہیہات ہیہات
ای مفضل قسم ہے خدا کی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام
اور حضرت حسنین علیہما السلام اور حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام اور جملہ ائمہ معصومین علیہم السلام
اور جمیع مومنین اور کافرین رجعت کرینگے یعنے قبل قیامت کے دنیا مین ایک بار بعد مرنے کے
لوٹین گے اور واسطے تمامی ائمہ معصومین اور اونکی شیعان کے ان پر عذاب ہر ایک رجعت
مین نازل کیا جائیگا الی آخرہ سبحان اللہ فضل وکمال اور صدق مقال مولانائی اخوند
مجلسی صاحب کا رسالہ رجعت سے بخوبی ظاہر ہو گیا مضامین رسالہ مذکور خود حضرت موصوف
کے راست بازی اور صدق مقالی کے پورے پورے گواہ ہین اگر اون سب کے تشریح کی
جاوی تو بجای خود ایک کتاب ہو جاوی مقصود اصلی اپنا جو اس رسالی مین لکہنا ہے
رہجاوی لہذا بخوف طوالت بمصداق اسکے کہ اگر دیگ مین سے دو چار چاول دیکھ لئی جاوین

تو حال خامی اور پختگی تمامی دیگ کا دریافت ہوجاتا ہے ہم بھی دو چار باتین رسالہ مذکور
سے بطور مشتے نمونہ از خروارے نکال کر دکہاتے ہین اونہین سے تمامی رسالی کے صدق
مقالی اور راست بیانی ظاہر ہوجاویگی - یہ تو گمان ہو نہین سکتا کہ ملا صاحب علم جغرافیہ
سے ناواقف تھے کیونکہ ایسی بڑے عالم اور فاضل کو ہم کیونکر ناواقف کہہ سکتی ہین مگر ہان
ملا صاحب ایک سیدہے سادے آدمی تھے اونہون نے ایسے وقت مین یہ رسالہ تصنیف
فرمایا کہ لوگون مین چرچا علم جغرافیہ کا بہت کم تہا بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ ناواقف تھے یہ تصور فرماکر
کہ اسقدر دور دراز ملکون کے باہم قرب وبعد اور اتصال اور انفصال کا حال کسطرح
معلوم ہوسکیگا جو ہم لکھتے ہین اوسی کو صحیح جانین گی یہ کول مال کر دیا اسرانقلاب سے زمانہ
کی اونکو کیا خبر تہی کہ ایک ایسا وقت آنے والا ہے جسمین اطفال مدارس بہی بتوجہ وعنایت
والی ملک علوم ریاضی سے واقف وآگاہ ہوسکے اور جغرافیہ جہان تو بازیچہ طفلان ہوجائیگا
اوسوقت لوگ میرے اس بیان پر مضحکہ کرینگے اسوقت تو اطفال مدارس چھوٹی جماعتون
کا یہ حال جغرافیہ دانی کا ہے کہ اندہیرے مین نقشہ و ہر کر دریافت کرو کہ کلکتہ ونیپال و
برہما سراندیپ پہر عرب عراق عرب حجاز عرب مصر بغداد کربلا بصرہ کوفہ ارض منوی اسیبینہ
دمشق بعلبک بیت المقدس مسجد اقصی بیت اللحم وغیرہ کہان ہین تو اوسی اندہیری
مین بہی اونگلی اونکی ٹہیک اوسی جگہہ پہونچ جاویگی اگرچہ اندہیری مین اونکو نظر نہ آوے
اور حال تاریخ دانی کا بہی مثل جغرافیہ دانی کے ہے ملا صاحب مجلسی کی یہ نازک خیالی
کہ اللہ پاک نے کعبہ کو کربلا پر فخر کرنیکی ممانعت بذریعہ وحی کے نازل فرمائی یہ ایک عجب حیرت
انگیز فقرہ ہے جو درحقیقت فقرہ ہے ہی منجملہ ۷۳ فرق اسلامی کے سوائی گروہ ملا صاحب
کے بقیہ ۷۲ فرقہ اسلامی مین سے کوئی بہی اس بات کو مان نہین سکتا۔ معلوم نہین کہ در
حقیقت اللہ پاک نے کعبہ کو کربلا پر فخر کرنیکی ممانعت مین وحی نازل فرمائی یا اخوند صاحب
کی تسلی خاطر کے لئے دم دیا اور یہ عقدہ بہی نہین کہلتا کہ کعبے پر وحی ممانعت فخر کربلا نازل

فرمائیگا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے کہ نہ وہ اپنا تفاخر مخلوق سے بیان کر سکتا ہے نہ اس فعل سے عناد الدکو منع و در رجوع کر سکتا ہے بلکہ یہ وحی تو اپنے رسول پاک پر بھیجنا مناسب تھا تا کہ وہ خدا کے بندون اور اپنے امت کو بہ سبب فضیلت دینے کعبہ معظمہ کے کربلا پر اطلاع فرمائے جو نتیجہ ممانعت سے تھا وہ چل نکلتا۔ کمال تعجب کی بات تو یہ ہے کہ خدای پاک نے اپنے کلام مجید مین مسجد اقصی اور مکہ معظمہ کا ایسے طور سے ذکر فرمایا جس سے بندگان خدا کو مکہ کی فضیلت سب جگہہ سے بڑہکر ذہن نشین اور کنقش الحجر ہوگئی۔ خدا اور خدا کا رسول اور حضرات ایمہ کی نزدیک تو کعبے کے فضیلت تمام قطعات زمین پر ہے مگر اخوند صاحب ہی کوئی بڑے ہی شخص معلوم ہوتے ہین جو خدا اور رسول خدا و حضرات ایمہ علیہم السلام کے خلاف اون کے حکم کو منسوخ کر کے اپنے حکم سے کعبے پر کربلا کو فضیلت دیتے ہین۔ کیا یہ بات تعجب کی نہین ہے کہ اگر کعبے سے کربلا یا کوفہ افضل تھا تو کیون خداے پاک نے اپنے کلام مجید مین کوفہ خواہ کربلا کا ذکر نہ فرمایا اور جیسا کہ اللہ جلشانہ نے مکہ معظمہ کے عظمت و شان مین تعظیما فرمایا لا اقسم بهذا البلد وانت حل بهذا البلد ویسا ہی فرماتا لا اقسم بهذا الكوفة یا بهذا الكربلاء۔ اور کیون نماز مین متوجها الی جنة الكعبة المشرفة کہنے کا حکم دیا گیا کیون نہ متوجها الى الكوفة والى الكربلاء کہنے کا حکم ملا اور کیون حضرات مومنین محبین کعبے کی طرف منہ کر کے نماز اور اس رخ پر مسجد بناتے ہین کیون جو جگہہ کعبے سے افضل ہے اوسطرف منہ اور مسجد کا رخ نہین کرتے۔ اور مکہ معظمہ کی یہ فضیلت ہی کہ ایک نیکی وہان کرنا برابر ایک لاکھ نیکی کرنے کے ہے اور ایک روزہ وہان رکھنا برابر لاکھ روزے کے ہی اور ہر عبادت وہان کرنے سے بسبب دوسری شہرونکی ثواب چند ہوتا اور حدیث شریف مین وارد ہی من مات بمكة بعثه الله تعالى فى الآمنين يوم القيامة ومن مات بمكة فكانما مات فى السماء الدنيا یعنے جو شخص مکے مین مریگا اوسکو اللہ تعالی قیامت کے دن آمنین مین اوٹھاویگا۔ اور جو شخص مکے مین مرا

لس گویا آسمان دنیا پر مرا - روضۃ الصفا صفحہ ۱۱ مین لکھا ہی کہ (چون آدم ؑ بمکہ شریف رسیدند
بدستہاے جبرئیل و تعلیم و مددگاری سایر ملایکہ خانہ کعبہ را اساس نہادہ حجر اسود را کہ
با خود از بہشت آوردہ بود کہ عہدنامۂ بندگان با حضرت عزت دران مودع است و از رکنے
از ارکان آن خانہ نصب نمود و این بیت در زمین بر محاذات بیت المعمور افتاد کہ
در آسمان ست) یعنے جب حضرت آدم مکہ شریف مین پہونچے بمدد جبرئیل ؑ اور تعلیم او
مدد سایر فرشتگان خانہ کعبہ کی بنیاد رکھکر حجر اسود کو کہ اپنے ہمراہ بہشت سے لائے تھے
اور اوسمین بندونکا عہدنامہ خداے کریم کے ساتہ سونپا گیا ہے مکہ شریف کے ایک کن
مین ارکان خانۂ کعبہ مین سے قایم کیا اور یہ خانۂ کعبہ زمین مین مقابل اور محاذی
بیت المعمور کے ہی جو آسمان پر ہی اسے بوقت طوفان نوح ؑ حجر اسود کو ملائکہ نے کوہ
ابوقبیس مین جو مکہ مین ہے امانت رکھا اور جامع التواریخ کے صفحہ ۲ مین لکھا ہے
(آدم ؑ از جنت الماوی بخاکدان دنیا نزول فرمودہ بحضرت جباری زوال بنالید
وگفت کہ بعدم استماع آواز ملائک ملول و محزونم خطاب رب الارباب در رسید کہ
خانہ از بہر تو از آسمان بزمین فرستادہ چنانکہ ملائک عرش مجید ترا طواف نمایند
و مومنان طواف آن نمودہ سراپردۂ دل از ماسوائے غیر پرداختہ بخلوت خانۂ قدس
ما او نس گیرند باستماع آن آدم خوشحال شدہ بہمراہی یکی از فرشتہ بمقصد رسیدہ خانۂ دید
از یاقوت بہشتی کہ دو در داشت از زمرد سبز درے سمت مشرق و دری بجانب مغرب
آدم ؑ بتعلیم فرشتۂ مناسک حج بجاے آورد و در زمان طوفان نوح ؑ ملائک آنخانہ را
باسمان بردند بعد از طوفان محل و موضع بیت مثل تل سرخ بنمود خلایق از اطراف عالم
آمدہ حوائج و مہمات را بقاضی الحاجات مرفوع میداشتند و آثار اجابت ظاہر میشد
بار دیگر ملک علام را ارادۂ عمارت کعبہ گردید با براہیم ؑ امر شد الجناب بتعلیم جبرئیل
و بدستہاے اسمعیل ؑ خانۂ کعبہ با تمام رسانید و فرشتگان حجر اسود را از جبل ابوقبیس

آوردند و بمقامش استوار کردند گویند کہ حجر مرقوم مانند شیر سفید بود از مس دست عاصیان
چون دل ایشان سیاہ و تیرہ شد بعد فراغ از عمارت ابراہیم و اسمٰعیل علیہم السلام طواف
بیت اللہ و مناسک حج بجا آوردند و بموجب وحی الٰہی بالاے کوہ بزرگ برآمدہ
و بندائے بلند اہل عالم را بطواف آن خانۂ صلاے عام فرمودند و از اطراف و جوانب
ربع مسکون لبیک لبیک جواب آمد و از ابن عباس منقول ست کہ از طائفۂ حاضرین
آن سعادت کسانیکہ در عالم موجود بودند و آنہا کہ در ارحام امہات و اصلاب آبا وجود
داشتند جواب دادند و فرقہ کہ ازان بے نصیب ند مہر سکوت بر بان نہادند انتہی
یعنے آدم ع نے جنت الماویٰ سے خاکدان دنیا مین نزول فرمایا درگاہ خدا مین رو کر
عرض کیا کہ بسبب نہ سننے آواز ملائک کے ملول اور محزون ہون خطاب رب الارباب
پہونچا کہ تمہارے واسطے ایک گھر آسمان سے زمین پر بھیجا ہی جسطرح ملائک میرے عرش مجید کا
طواف کرتے ہین مومنین طواف اوسکا کرکے سرا چہ دل کو ماسواے غیر سے خالی کرکے
خلوت خانۂ قدس مین ہمارے انس پکڑینگے یہ سنکر آدم ع خوشحال ہوکر ہمراہی ایک
فرشتے کے مقصد کو پہونچے اور ایک گھر دیکھا یاقوت بہشتی کا کہ اوسمین دو دروازے زمرد
سبز کے تھے ایک مشرق کی جانب دوسرا مغرب کی طرف آدم ع نے فرشتے کی تعلیم سے مناسک
حج ادا کئے زمانہ طوفان نوح مین فرشتے اوس گھر کو آسمان پر لیگئے طوفان کے بعد محل اور
موضع اوس خانہ موصوف کا تل سرخ کی طرح دکھائی دیتا تھا خلایق اطراف عالم سے
آکر اپنے حاجتون کو قاضی الحاجات مین عرض کرتے تھے اور آثار قبولیت ظاہر
ہوتے تھے دوبارہ ارادۂ خداوندی کعبہ معظمہ کی عمارت کا ہوا ابراہیم ع کو حکم ہوا
جناب ممدوح نے بتعلیم جبرئیل ع اور مدد اسمٰعیل ع کے خانہ کعبہ کی تعمیر تمام کی اور
فرشتون نے حجر اسود کوہ ابو قبیس سے لاکر اوسکی جگہہ قایم کردیا کہتے ہین کہ حجر مرقوم
مانند دودھ کے سفید تھا گنہگارون کے ہاتھون کے چھونے سے سیاہ ہوگیا پس ان

فراغ تعمیر ابراہیم اور اسمعیل ع طواف بیت اللہ کا اور مناسک حج بجالائے اور بموجب وحی الٰہی کے اونچے پہاڑ پر جاکر بآواز بلند اہل عالم کو اوسکے طواف کے واسطے صلاے عام فرمائی اطراف و جوانب ربع مسکون سے لبیک لبیک کا جواب آیا ابن عباس رض سے منقول ہے کہ جن لوگون کی قسمت مین وہ سعادت تھی اور وہ لوگ رحام امہات اور اصلاب آبا مین وجود رکھتے تھے اونہون نے جواب دیا اور جو فرقے کہ اوس سے بی نصیب ہین اون لوگون کی زبان پر سکوت کی مہر ہوگئی یعنے جواب نہ دیا انتہی یہ وہ جگہہ پاک ہے کہ آدم ع و شیث ع و ابراہیم ع و اسمعیل ع اور دوسرے انبیا علیہ السلام و محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے طواف کیا یہ وہ جگہہ مقدس ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہان پیدا ہوے اور نبوت پر مبعوث ہوئے قرآن مجید نازل ہوا حضرت جبرئیل وغیرہ مقدس ملائک یہان نازل ہوئے یہان سے نور ایمان نے طالع ہوکر اطراف عالم کو منور فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ از حضرت فاطمہ بضعہ رسول اللہ اور حضرت امام حسن و امام حسین و حمزہ و عباس و دیگر اہل بیت علیہم السلام سب کے سب مکہ مدینہ مین پیدا ہوے ہر قسم کا نشو و نما و عیش و خوشی یہان حاصل رہے ان حضرات کی شادی بیاہ لڑکے بالے ہین ہوے ہر قسم کا فرح و سرور اور ہر وقت رب الارباب کا حضور میسر رہا پس ظاہر ہے کہ اس مقام مقدس کو فضیلت ہوگی یا اوس جگہہ کو جہان اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا جان و مال ضایع ہوا جو ظلم و ستم ابتداے آفرینش عالم سے کہین کسیپر نہ کیا ہوگا اس جگہہ خاندان نبوت پر کیا گیا ننھے ننھے بچے بے آب و دانہ شہید کیے گئے مال و اسباب لوٹا گیا حرم محترم بے پردہ ہوے سر مبارک تن مقدس سے جدا کیا گیا شہداے مظلومین کے نعشون پر گھوڑے دوڑائے گئے واہ واہ ہاے رے عقل اسی جگہہ کو کعبے پر فضیلت دینا ہر محب پنجتن و مومنین کا کام ہے ہان بیشک اوس جاے خاص کو جہان حضرت امام اور اونکی اقربا کی

اشین و نین مین اسس وجہ سے مقدس اور زیارت گاہ سمجھتے ہین مگر اسطرح کہ کعبہ پر فضیلت دین فضایل کعبہ معظمہ کے اسقدر ہین کہ وہ حیز تحریر مین نہین آسکتے مگر اسمین تھوڑے سے اس وقت ہم کے جو تواریخ سے ثابت ہین جس سے انکار کرنیکی کسی کو مجال نہین ہے۔ بیان ہوئے بھلا یہ فضایل کسی دوسری جگہہ کو بھی میسر ہوسکتے ہین دوسری کون جگہ بیت المعمور کے محاذی زمین پر ہوسکتی ہے مگر تعصب نے چشم ظاہری و باطنی پر پردہ ڈالا ہے۔ تاریخ دانی تو معلوم ہو چکی اب ملا صاحب کا حال جغرافیہ دانی کا بھی سنیے کہ اخوند مجلسی صاحب قبلہ و کعبہ حضرات امامیہ نے بمقولہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام یہ بیان تحریر فرمایا ہے کہ ولادت حضرت عیسے بن مریم علیہ السلام کی اور ندائے انی انا اللہ شجرۂ مبارکہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مقام کربلا مین بتایا ہے یہ خیال اقدس مین نہ گذرا کہ اس بیان سے تو امام صاحب کے بھی علم کا ن مایکون پر دھبہ آتا ہے باتفاق مورخان ولادت حضرت عیسے علیہ السلام کی بیت اللحم مین ہی جو کنعان کے علاقہ مین بیت المقدس سے چھہ میل جانب دکھن واقع ہے۔ اور صدائے انی انا اللہ شجرۂ مبارکہ سے حضرت موسیٰؑ کو طور سینا پر ہوئی تھی یہ دونون مقام کربلائے معلی سے سیکڑون میل دور ہین کربلائے معلی بغداد شریف سے جانب گوشۂ پچھم و دکھن بفاصلہ ۵۰ میل کے ہے اور بغداد سے جانب پچھم ۷۵ ہم میل پہاڑون سے گھرا ہوا ایک میدان وسیع اور عمدہ باغون مین فاریدی کے دونون کنارون پر دو لاکھ آدمیون کی بستی دمشق ہے دمشق سے تخمیناً ۱۶۰ میل دکھن کے سمت بیت المقدس ہی جہان حضرت عیسی علیہ السلام صلیب پر چڑہائے گئے تھے اوسی جگہہ حضرت عیسیٰؑ کی قبر بھی ہے تین ہزار آدمیون کی بستی ہے حضرت داؤد علیہ السلام کا پایۂ تخت اوسے جگہہ تھا فلسطین یعنے کنعان کے ملاقہ مین ڈیڈ سی جسیل اور ساحل شیر سمن کی کہاڑی ہے

بیچمین پہاڑون سے گہرا ہوا ایک وینچے میدان مین یہ مقام ہے بیت المقدس سے ۶ میل بیت اللحم مولد حضرت عیسی علیہ السلام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج مکہ معظمہ سے ہوئی ہے نہ کربلا یا کوفہ سے آئیے مقلدان اخوند مجلسی ذرا مہربانی فرماکر کتب تواریخ اوٹھاکر ملاحظہ کیجیے دیکھیے تو معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے لکھی ہے یا کوفہ سے کتاب روضۃ الصفا جو اہل تشیع کے نزدیک معتمد ہے کیونکہ اوسکے مصنف پر شیعہ ہونیکا گمان ہی صفحہ ۲۹۰ روضۃ الصفا مین یون لکھا ہے (آنگاہ جبرئیل ع دست مکرم اورا گرفتہ از موضعیکہ بود بیرون آورد چون بمیان صفا و مروہ رسید مرکبے دید ایستادہ) آنحضرت سوار شد چون مقداری از طریق مطوی شد جبرئیل گفت یا محمد فرود آی و نماز گذار کہ این مدینہ طیبہ است کہ ہجرت گاہ تو خواہد بود آنحضرت فرود آمدہ باداے صلوۃ قیام نمودہ باز بر براق سوار شدہ روان گردید چون بطور سینا و بیت اللحم کہ مولد عیسی بود رسید فرود آمدہ باشارت جبرئیل دران موضع نماز بگذارد چون بمسجد اقصے رسید جمعے از فرشتگان مقرب کہ باستقبال آمدہ بودند گفتند السلام علیک (بعد ازان جبرئیل ع او از الصخرہ برآوردہ نردبانی ظاہر شد حضرت رسالت پناہ سوار شدہ بران معراج بگذشت۔ ترجمہ۔ اوسوقت جبرئیل ع دست مکرم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پکڑکر اوس جگہہ سے کہ آپ وہان تھے باہر لائے جب درمیان صفا اور مروہ کے پہونچے ایک سواری کہڑی دیکھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسپر سوار ہوے جب کسیقدر راہ طے ہوئی جبرئیل نے کہا اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اوترو اور نماز پڑھو کہ یہ مدینہ طیبہ ہی کہ ہجرت گاہ تمہارا ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوترکر وہان نماز پڑہی پہر براق پر سوار ہوکر روانہ ہوئے جب طور سینا اور بیت اللحم مین کہ مولد عیسیٰ کا تہا پونہچے اوترکر باشارۂ جبرئیل ع وہان بہی نماز ادا کی جب مسجد اقصی مین پہونچے ایک گروہ فرشتگان مقرب سے کہ پیشوائی کو آئے تھے کہا

اسلام علیک بعد اوسکے جبرئیل علیہ السلام آپ کو صخرہ پر لائی ایک سیڑھی ظاہر ہوی اوسپر سوار ہوکر آپ معراج کو تشریف لیگئے۔ یعنے اسمان پر گئے۔ اے مطیعان مولانا ای اخوند مجلسی ذرا اپنے پیشوا اور رہادی کے صدق مقالی اور راست بیانی کو ملاحظہ کرو اور کتاب روضۃ الصفا کو کہ بکثرت ملیگی اور جغرافیہ اور نقشجات کو دیکھو اور اخوند صاحب کی جرات کی داد دو سبحان اللہ واہ کیا کہنا پہلے ملا صاحب نے یہ خیال فرمایا ہوگا کہ کون کتب تواریخ اور جغرافیہ اور نقشجات وغیرہ کا ملان کریگا جو مین لکہتا ہون اوسی کو صحیح کہینگے تہوڑا بہت جو خوف ہوا اوسکا یہ بندوبست کردیا محافظت اوسکی مومنان پر واجب ہے تاکہ نہ کوئی اہل حق اور واقف کار دیکہیگا نہ اسکے راست بیانیکا حال کہلیگا کجا کوفہ اور کربلا اور کہان بیت المقدس اور بیت اللحم اور طور سینا و سیکڑون میل کا تفاوت ہی مصرعہ بہ بین تفاوت رہ از کجاست تابکجا ہیہ ارشاد اخوند صاحب کا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کوی مومن نہوگا مگر ہان جسکا دل کوفہ کی جانب مائل ہو ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ اس عبارت مین سہو یا تقنع کو دخل ہوا موقع تو حضرت امام علیہ السلام کے قول کا یہ ہے کہ مومن نہین جسکا دل کوفہ کیجانب مائل ہو کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بہی اہالیان کوفہ سے جو اپکی لشکر مین تہے ناراض رہے کیسے کیسے کلمات ناخوشی کے اونکی نسبت لکہے ہین ملاحظہ فرمائی از نہج البلاغت منقل۔ اور نیز باعث قتل و غارت ابا و اجداد و بزرگان حضرت امام علیہ السلام کوفہ ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شہادت کا باعث مسماۃ قطامہ ساکنہ کوفہ ہی اور کوفہ سے متقل ہے۔ قاتلان حضرت امام حسین علیہ السلام مع اعزہ و خدام و قاتلان مسلم مع فرزندان مطیعان ابن زیاد و ابن سعد اہالیان کوفہ مین حضرت رسول اللہ صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی نسبت کوفہ کے فرمایا ہے۔ از تحفہ اثناعشریہ

رَاسُ الْكُفْرِ هٰهُنَا اَشَارَ نَحْوَ الْمَشْرِقِ حَيْثُ تَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ فِي رَبِيْعَةَ وَ مُضَرَ

سر کفر یہ ہے اور اشارہ فرمایا طرف مشرق کے اوس جگہ کہ طلوع کرتے ہین قرون شیطان کے

سمت مسکن ربیعہ اور مضر مین۔ اور اس امت مرحومہ مین جسقدر فتنے کہ اوٹھے اسی طرف سے اوٹھے ہین۔ پہلا فتنہ خروج مالک اشتر کا ہے اور اوسکے اصحاب کا کہ حضرت عثمان پر کوفہ سے ہوا کہ مدینہ سے مشرق رویہ ہے اور اوسکے حوالی مین مسکن ربیعہ اور مضر واقع ہین۔ پھر فتنہ عبد اللہ ابن زیاد کا ہے کہ باعث شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام و حضرت مسلم وغیرہ اقارب حضرت امام کا ہوا پھر فتنہ مختار ثقفی کا اور اوسکے نبوت کا دعوی کرنیکا ہوا۔ یہ خروج اکثر اہل بدعت اور عقائد باطلہ کا اسے نواح سے ہوا ہے پس معدن روافض یقینی کوفہ ہے اور نشو ونما معتزلہ بصرہ سے ہے اور سرچشمہ انکا واصل بن عطا بصری ہے اور قرامطہ سوا و کوفہ سے پیدا ہوئے ہین اور خوارج نہروان سے اور دجال اصفہان سے یہ سب سمت اور حوالی کوفہ سے ہین مقام غور ہے کہ ایسی جگہہ کے واسطے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ایسا فرماوینگے جیسا اخوند مجلسی صاحب تحریر فرماتے ہین۔ اور جو کوئی حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اسوقت مین کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کو سفر بصرہ درپیش آیا محل فتنہ مانکر کہی بلاشبہہ کافر ہے اسواسطے کہ وہ مسکن راس اہل ایمان محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا تہا کہ کفر اور فتنہ اپکی نام سے بہاگتا ہے۔ (از تحفہ اثنا عشریہ باب مطاعن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ ایسی ہی کل باتون کے چہپانے کے واسطے اخوند صاحب نے مومنین کو تاکید محافظت فرمائی ہے کہ راز فاش نہو اور ہمارے راست بیانی اگر ہمارے مقلدین معلوم کرلینگی تو منحرف ہوجاوینگے اور پہر آخر مین رسالہ کا مولف متعصب لکہتا ہے کہ (رسالہ این کہ محافظت آن بر مومنان واجب ست زیرا کہ ارباب معاندت یعنے سنی در قصہ غیبت بمذہب رجعت بنا بر عصبیت وحمیت جاہلیت خود اظہار مخالفت مینمایند و وقوع آنرا مستبعد می شمارند) پس اہی معاندین اسلام و مذہب حق ہی تو یہی چاہتا ہے کہ جواب تمہارا ترکی بہ ترکی ہو مگر بباعث چند وجوہ کے کہ خلاف ہمارے عقائد پاک کے ہے اور بد زبانی کو ہم اہل اسلام بد جانتے ہین اور سچ تو یہ ہے کہ جتنے مذہب فی زمانہ زمین پر موجود ہین وہ سب

خراب بات کو خراب جانتے ہین بخلاف تمہارے کہ تمہارے عقیدہ و طریقے مین دشنام و بدزبانی کو عبادت اور نجات آخرت جانتے ہین اور جھوٹھ کو جسکا نام تقیہ شریف رکھا ہے افضل العبادات سے مانتے ہین۔ دشنام بمذہبی کر طاعت باشد مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم ان سب بدزبانیون کو تمہارے حوالہ بخدا کیا منتقم حقیقی تمسے اسکا انتقام بروز باز پرس پورا پورا لیگا۔ لیکن خیر کے ان دو فقرون نے ملا باقر مجلسی اخوند اصفہانی کے صدق مقال کی صداقت کو او نہین کی زبان سے اچھی طرح ظاہر کردیا ہے کیا لطف جو غیر پردہ کہولے جادو وہ جو سر چڑھکے بولے آ یارو ذرا اپنے پیشواؤن کی صفائی بیان کی داد دیو جسکی نسبت تمکو ہدایت کرگئے ہین کہ خبردار خبردار اپنے اصول کی کتابون کو مستور رکھنا دیکھو لکھتا ہے۔ کہ رسالہ ایست کہ محافظت آن بر مومنان واجب ست۔ واہ کیا حق مذہب ہی کہ صرف دیکھنے سے باطل ہوتا ہی اور تاکید محافظت سے صاف یہ ٹپک رہا ہی کہ بانی مبانی اس مذہب نے بہی خوب سمجھ لیا تہا کہ جہان اسکو اہل حق نے دیکھا تو اس بندش دروغ کی ایسی تکذیب کرینگے کہ ضرور ہمارے پیرو کار اپنے عقاید باطل پر خود نفرین کرنے لگین گے۔ واہ کیا مذہب ہی کہ جو جی مین آیا بے دہڑک لکہدیا اور اسکو اعتبار کے لیے امام معصوم سے منسوب کردیا اور طرہ یہ کہ اہل حق کی نظرون سے چہپانیکی سخت تاکید و ہدایت کردی اور یقین کرنے والے بہی ایسے کوڑہ مغز ملے کہ نہ غور سے سمجھتے ہین نہ دہیان لگا کر دیکھتے ہین سنتے ہی آمنا و صدقنا کی صدا پکارتے ہین اور اقوال موضوعہ کو آیہ کا قول یقین کرتے ہین اور دوسرے مذہب والون کو (جو آواگون کے قایل ہین کہ انسان جب مرجاتا ہے تو اوسکی روح دوسرا جسم لیتی ہے) ہنستے ہین (کہ خدا کو ان لوگون نے مجبور کردیا ہے کہ جسقدر ارواح شروع مین پیدا کردی ہین اونسے زیادہ نہین پیدا کرسکتا ہے بباعث مجبوری اونہین ارواحون کو ادہرادہر کر رہا ہے) اور خود فضیحت دیگرے را نصیحت کے مصداق سے اپنے عقاید کو نہین دہیان کرتے ہین جو اونسے بہی زیادہ لچر اور پوچ ہے وہ تو موافق دستور زمانی کے اپنے والدین کے ذریعہ سے تولد ہوتے ہین لیکن اہل رجعت

پاک تو زمین پھوڑ کر نکلینگے اور خاکی کہلاوینگے حسب اور نسب سے کچھ واسطہ نہ رہیگا اور یہین تو حضرات شیعہ کی بیبا کی اور شوخ چشمی پر سو جان سے نثار ہون کہ کس ڈھٹائی سے بے دھڑک لکھتے ہین کہ جب حضرت امام مہدی ؑ خلفاے راشدین کے مطیعان سے ارشاد فرمادینگے کہ تم لوگ خلفاء کی محبت سے بیزاری ظاہر کرو اور اہل بیت کی محبت کا اقرار کرو ورنہ ہم تمکو عذاب شدید مین مبتلا کرینگے اوسوقت بھی سنی یہی جواب دینگے کہ اب تو ہم لوگ حضرات خلفا کو اچھا جان چکے ہین انکی محبت مین جو کچھ ہمین ہو منظور ہے صرف اسیقدر لکھکر مخالف مذہب زبان نے رہنے دیا پورا پورا سوال و جواب سنیون کا جو امام مہدی ؑ سے ہوگا نہین لکھا اس بیان پر اگر کوئی صاحب ناظرین رسالہ یہ ارشاد فرماوین کہ اہل سنت وجماعت تو رجعت کے قایل ہی نہین ہین پورا پورا سنیون کا جواب اور حضرت امام مہدی ؑ کا سوال چہ معنے دارد اوسوقت مین یہ جواب دونگا کہ یہ بات تو سب جانتے ہین (کہ دروغ گو را حافظہ نباشد) جب کسی اہل حق کو دروغ گو سے سابقہ پڑتا ہی تو وہ اہل حق ایک بار اوس جھوٹے کے کلام کو سنکر تجاہل عارفانہ سے یہ کہتا ہے کہ صاحب مین خوب سمجھا نہین قصور معاف پھر سے ارشاد فرمایئے جب وہ دوبارہ اوسکو بیان کرتا ہے تو سابق کا بیان اکثر بھول جاتا ہے پھر از سر نو جو زبان پر آتا ہے بکتا ہے اسی انکشاف راست و دروغ کے لئے حکام عدالت نے سوالات کرنا مقرر فرمائی ہین پس اوسوقت یہ اہل حق اوس کاذب کے بیان کی تکذیب پوری پوری کرنا شروع کرتا ہے حتی کہ اوسکی عافیت تنگ کردیتا ہے اسی مثال کو حضرات ناظرین رسالۂ ہذا اس مقام پر بے کم وکاست تصور فرماوین اور جو کچھ سنی بحضور امام مہدی ؑ دربارۂ محبت خلفای راشدین کے عرض و معروض کرینگے ملاحظہ فرماوین ۔ جسوقت حضرت امام مہدی ؑ حسب بیان مخالف سینون سے مخاطب ہوکر ارشاد فرماوینگے کہ محبت خلفا سے بیزاری اپنی ظاہر کرو ورنہ عذاب شدید مین مبتلا کیے جاؤگے اوسوقت اہل سنت وجماعت عرض کرینگے کہ اے آقاے نامدار یہ حضرات تو آپکے جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

کیونکہ خلیفہ اور یار ہیں انکی محبت کے واسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید مزید فرمائی
ہے اور انسے عداوت رکھنے والوں کو یعنے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو برا کہے
اور جانے آپکے نانا جان نے کافر فرمایا ہے اگر حضور کو میرے کہنے کا یقین نہو تو اپنے جد امجد
کی حدیث ملاحظہ فرمائیے اور نیز خداوند عالم نے اپنے کلام پاک میں صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے ہمیشہ کے لیے جنت میں رکھنے کا وعدہ کیا ہے خلفاے راشدین کی جان و مال
و بعوض اپنی رضامندی کے مول لے لیا ہے رضی اللہ عنہم و رضوعنہ صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو خطاب دیا ہے بھلا کیونکر ہوسکتا ہے کہ اللہ پاک جنسے اپنی رضامندی قرآن مجید میں
ظاہر فرمائے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایکے جد امجد اصحاب کے برا کہنے والونکو
کافر ارشاد فرماوین باوجود موجود ہونے قرآن اور حدیث کے کیونکر اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم اپنی بیزاری ظاہر اور بیان کرین یہ سنکر حضرت امام مہدی
علیہ السلام ارشاد فرماوینگے کہ کہان ہے کلام اللہ اور کدہر ہے حدیث رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جسمین یہ تعریفین موجود ہین میرے سامنے لاؤ اور ہمکو پڑہکر سناؤ تین روز کی
مہلت تمکو ملتی ہے اس عرصے مین تمنے ثبوت کامل دیا تو سخت عذاب مین مبتلا کیے جاؤگے
اہل سنت وجماعت عرض کرینگے اے آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد ہو تو ابھی ہم
اپنے ثبوت کو پیش کرین ہم تو حافظ قرآن ہین فرمائیے تو ابھی پڑھ سنائین الف لام میم سے
والضالین آمین تک ہمکو یاد ہے حضرت امام ارشاد فرماوینگے اچھا سناؤ عرض کرینگے
بہت مناسب ملاحظہ فرمائیے اور پہلے اپنے جد امجد کی حدیث کو سنیئے کہ صحابہ کے برا کہنے والونکو
واسطے کیا خطاب ارشاد فرمایا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ
فَقَدْ کَفَرَ یعنے جس نے برا کہا میرے اصحاب کو بتحقیق اوسنے کفر کیا۔ اور حضور یہ حدیث
اِنَّ کُلَّ صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی نسبت حضرت رحمۃ للعالمین نے ارشاد
فرمائی ہے۔ اونکی نسبت ملاحظہ فرمائیے جنکی محبت کے ترک کرنے کا ارشاد ہوتا ہے

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَسَبُّ الشَّیْخَیْنِ کُفْرٌ یعنے ابوبکر و عمر کو برا کہنا
کفر ہے - اب آیات قرآنی کو ملاحظہ فرمائیے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ یعنے اللہ پاک حضرات خلفاء راشدین
ونیز صحابۂ انصار و مہاجرین کے حق مین یہ ارشاد فرماتا ہے کہ (تم بہترین امت ہو
چُن لیے گئے ہو لوگون کے لیے حکم کرتے ہو نیک باتونکا اور روکتے ہو بری باتون سے
اور ایمان لائے ہو اللہ پر) حضرت امام مہدی ع امتحاناً ارشاد فرماوینگے کہ یہ آیت شریف
کونسے پارہ مین ہے حافظ عرض کرینگے لن تنالوا مین یعنے چوتھے پارہ مین دوسرے
رکوع کے شروع پر یہ سنکر آپ مسکرائینگے اور مدعی کی طرف نظر اوٹھاکر اشارہ فرماوینگے
کہ بولو کیا کہتے ہو حضرت امام عالی مقام کو مخاطب پاکر مخالف کی باچھین کھل جائینگی
اور کہینگے واہ حافظ صاحب خوب پڑھا شاباش یہی مقام تحریف ہے (ائمۃ کا امۃ
دشمنون نے بنایا ہے) حافظ جواب دینگے کچھ آپکو خبر ہے شاید تمام عمر مین کبھی ناظرہ بھی
پڑھا ہوگا یا نہین سوم اور چہلم مین انیس و دبیر کے مرثیون کو پڑھکر اپنے بزرگون کی
اروا حون کو ثواب بخشتے ہو تمکو قرآن سے کیا سروکار تمہارے واسطے تو ملا محمد یعقوب
کی کلینی کافی ہے مدعی صاحب کہینگے محرف قرآن تمہین کو مبارک ہو دشمنون نے پڑھنے
کے لایق ہے نہین رکھا کیونکر پڑھتے اور اوسپر عمل کرتے حافظ جواب دینگے معاذ اللہ
اس فرقے کے لوگ ایسے گمراہ ہوئے ہین کہ خدای پاک کے کلام کی بھی تکذیب کرتے ہین
اور معاذ اللہ خدا کو جھوٹا بتاتے ہین حضرت امام مہدی ع فرماوینگے اے حافظ کیونکر
عرض کرینگے حضور اللہ پاک فرماتا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ
یعنے بتحقیق ہمنے اوتارا اپنا کلام اور ہمین اوسکے محافظ ہین حضرت امام صاحب
فرماوینگے شاباش لیکن ای حافظ مقابل تیرا ہم پلہ تیرے نہین ہی ذرا چلنے تو دے
ابھی سے وارمت کر گھبرا جائیگا اور تم تو حافظ اپنے تئین کہتے ہو اور کوئی آیت قرآن کی

حسمین فضایل صحابہ رضو ہون پڑھو حافظ عرض کرینگے بہت اچھا سنیے وَالسَّابِقُونَ
الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا
اور آگے بڑھ جانیوالے (نیک اعمال میں) پہلے (اسلام لانیمین) گھر چھوڑنیوالون اور مدد کرنیوالے اور وہ جو [illegible] انکی
پیروی کی ساتھ نیکی کے اللہ راضی اونسے اور وہ راضی اللہ سی اور مہیا کین اوسکے واسطے [illegible] بہتی ہیں [illegible] تلے
نہرین ــــ رہتے مین ہمیشہ کے واسطے) یہ سنکر پھر مخالف بیہودہ تاویل کرینگے کہ مہاجرین
کا لفظ انصار کے لفظ کے ماقبل بڑھا دیا ہے اور اس آیت مین صفت مشترک ہے ۔۔
خلفا انصار نہ تھے حافظ جواب دینا چاہینگے امام صاحب منع فرماوینگے اور ارشاد فرماوینگے
کہ تم تو حافظ قرآن اپنے کو کہتے ہو کیا قرآن پورا ہو گیا اگر تمہارے پاس خلفا کی اچھے
ہونے کی کوئی دلیل قرآنی اور ہو اوسکو بیان کرو حافظ عرض کرینگے بہت اچھا اور
مخالف سے کہینگے اے بے انصاف سن کہا تک بیہودہ اعتراض کریگا اللہ تعالی جلشانہ
اپنے قرآن مجید و فرقان حمید مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو صاحب
رسول اللہ فرما کر اون کے دشمنون کے دل پر زخم کاری لگاتا ہے اور یون فرماتا
ہی قولہ تعالی ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ
مَعَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ دوسرا دو کا جب وہ دونون تھے غار مین جب کہنے لگا
اپنے رفیق کو تو غم نہ کہا اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے اوتاری اپنی طرف سے تسکین
اوسپر یہ سنکر امام صاحب بہت خوش ہونگے مگر مخالف صاحب کے چہرہ کا رنگ زرد
ہو جائیگا بے موت سرد ہو جائینگے مگر واہ ری بے باکی ڈھٹائی سے کہینگے کہ یہ آیت
تو صرف خلیفۂ اول کی شان مین ہے وہ بیچارے تو بوڑھے آدمی تھے اونہون نے
بذات خود ظلم اور ستم نہین کیا چونکہ خلیفۂ دوم کی ہدایت سے کل کام کرتے تھے لہذا
ہملوگ اونسے بھی عداوت رکھتے ہین ورنہ بانی فساد تو خلیفۂ دوم ہین جب تک اونکی

کوئی صفت قرآن سے بیان نکروگے ہم نہ مانینگے حافظ جواب دینگے اللہ اکبر کیسی کیسی دلیلین پیش کرتا ہون مگر اس فرقے کو ایسا شیطان نے گمراہ کیا ہے کہ اپنی گمراہی سے باز نہین آتے اس عرصے مین حضرت امام صاحب ارشاد فرماوینگے کہ حافظ کیون چپ ہے اور کچھہ بیان کر حافظ عرض کرینگے بہت اچھا ملاحظہ فرمائیے اور اپنے مخالف سے مخاطب ہوکر کہینگے خوب غور سے سنیئے اور اعتراض کیجیے اللہ تعالی فرماتا ہے لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا وَمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا یعنے خدا راضی ہوا اون ایمان والون سے جنہون نے درخت کے تلے تجسے بیعت کی اور اونکے دلون کے اخلاص کو اللہ نے معلوم کرلیا اور اوتاری اونکی دلون پر اللہ نے تسلی اور اونکی شکستگی دور کرنے کے واسطے اونکو بہت ہی جلدی بہت سی غنیمتین دین اور تحقیق اللہ بڑی حکمت والا ہی مگر واہ ری بے باکی اوسوقت کیا جواب دینگے کہ ہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تو یہ سب ایسے ہی تھے بعد رسول اللہ علیہ وسلم کے جو جو آفتین انہون نے برپا کین ہین اونکی برائت بیان کرو اور امام صاحب سے کہینگے حضور یہ آیتین تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کی ہین بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان لوگون نے اہل بیت کو سخت ایذائین دین ہین ہمتو اون ظلم وستم کا دعوی کرتے ہین جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور آپ کی ولادت کے قبل اگلے وقوع مین آئی ہین امام صاحب حافظ سے فرماوینگے جواب دو حافظ عرض کرینگے سب انکا بہتان ہے خدا فرماتا ہی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ یعنے محمد رسول اللہ کے ہین اور جولوگ کہ ساتھ اونکے ہین سخت تر ہین کافرون پر اور رحم دل ہین آپس مین اس آیت کو بہی سنکر حضرت امام مہدی علیہ السلام بہت ہنسینگے اور مدعی سے فرماوینگے کہ کیون اب

کیا کہتا ہے یہ بولینگے حضور یہ آیت اوس وقت نازل ہوئی تھی جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کرنے تشنہ لبیٔ لیگئے تھے اور صحابہ سب نبی کے ساتھ تھے اور تہین ہم سفر تھے ایسے حالت مین آپسمین میل نرکتے اور جدا ہوکر رہتے تو کفار انکو قتل کر ڈالتے اپنے اپنی جان کے خوف سے سمٹے سمٹائے رہتے تھے اور مین تو مدینے کا ذکر کرتا ہون جب یہ لوگ اپنے اپنے گہروان مین اپنے اپنے بال بچون مین رہتے تھے اور یہ لوگ اور انکے بال بچے بہوک وپیاس سے بیچین ہوتے تھے اور خرچ اخراجات کو کچھہ پاس نرکتے تھے عیش وارام کے خواہان اور طالب تھے غصب حق خلافت و فدک تو اوسوقت مین ہوا ہے اور یہ آیت عین حالت سفر جہاد مین نازل ہوئی تھی جب سب صحابہ خوف اعدا سے اپسمین ملے ہوئے تھے یہ سنکر حافظ جواب دینگے لاحول ولاقوت کیسے سخت گمراہ ہین تاویل کرنے سے باز نہین آتے اور امام صاحب کی خدمت مین دست بستہ عرض کرینگے کہ ہم سب سنیون کی روح آپ پر فدا اور نثار ہو اب مین انکی سب تاویل اور اعتراض گو کہ سب محض لغو اور جھوٹھ اور بہتان ہین بالفرض تسلیم کرتا ہون اور پہر اوسی قرآن مجید سے جسکو حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے نانا جان کے پاس بحکم خدا لائے تھے رد کرتا ہون اور آپ بہی حافظ قرآن ہین اور کیونکر ایسا ہوسکتا تہا آپ صاحب الامر وارث علوم نبوت حق کے ظاہر کرنیوالے باطل کے مٹانیوالے ہین اور قرآن بہی آپکے پاس موجود ہے اگر کوئی آیت مین محرف پڑہتا تو آپ مجھکو ضرور ٹوکتے لیکن یہ مدعی اپنے عقیدۂ باطل سے باز نہین آتا ہے اور محض فترا خلفاے راشدین پر کرتا ہے اور جو شخص ایسا عقیدہ خلفاے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ رکہتا ہو وہ کتاب اللہ کا منکر ہے اور ایمان سے اوسکو بہرہ نہین ایسی صاف دلیلون سے جان بوجھہ کر چشم پوشی کرتا ہے مگر مین بہی اِس کی جان نچھوڑون گا انشاء اللہ کلمۃ الحق کہلواہی لون گا اچھا بقول تمہارے اگر خلفاے راشدین نے جو جو تم کہتے ہو

نہین بھی کیا تو کیا لیکن اونکے جتنے مونے ہین پہر بھی کوئی کلام ہین اللہ پاک تو خود
اونسے مخاطب ہوکر فرما چکا ہے کہ جتنے صحابۂ اہل بدر ہین وہ سب قطعی جنتی ہین اونپر
جنت واجب ہوگئی ہے اب چاہے جو کرین کوئی امر اونکو جنت سے روک نہین سکتا
یہ سنکر حضرت امام مہدی علیہ السلام پہڑک جائینگے اور فرماوینگے حافظا مرحبا جزاک اللہ
مین تیرے حافظ کی خوبی سے نہایت خوش ہوا اور تیرے مطلب کو تیری تقریر عمدہ
سے جانگیا اب مین بہی تیری تائید مین ایک آیت قرآن کی پڑہتا ہون وَقُلْ جَاءَ
الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا مدعی کہینگے حضور ذرا پڑہیئے تو پہیچے
ہم اوسکو بہی رد کردینگے حضرت امام صاحب فرماوینگے اوس سے تو تمہارے قبلہ وکعبہ
مجتہد صاحب کا بہی منہہ بند ہوجائیگا یہ تو بے باکی مین یکتا ہین نہ مانین گے اور کہین گے
ذرا سنین تو حافظ کہینگے اللہ تعالی جلشانہ اصحاب اہل بدر سے اسقدر راضی اور خوشنود
ہوا کہ اونکے اگلے پچھلے گناہ سب بخشدیے اب یہان پر مین تجھکو ایک روایت اہل بدر
کی خاص حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موجودگی کی سناتا ہون اور تمہاری
گمراہی کا علاج کرتا ہون اگر اس روایت کو سنکر اب بہی تم اپنے بد عقیدے سے باز
نہ آؤگے تو تمہارے گمراہی لاعلاج ہے یعنی ہمیشہ گمراہ رہوگے اور کبہی ہدایت نپاؤگے
تواریخ حبیب اِلٰہ صفحہ ۱۳۱ سطر ۹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طیاری لشکر کشی کی
مکۂ معظمہ پر فرمائی اور خبرین بند کردین کہ قریش کو آپکے عزم کی خبر ہوا چاہتے اونکی
سر پر جا پہونچین مسمی حاطب بن ابی بلتعہ نے ایک قریش کو خط لکہا اور آپ کے
عزم کا حال اوس خط مین تحریر کیا اور ایک عورت کو دیا کہ چپکے سے لیکر مکے کو روانہ
ہوا اللہ تعالے نے اس حال سے آپکو مطلع فرمایا آپنے حضرت علی اور حضرت زبیر
اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم اجمعین کو بلاکر فرمایا جہپٹ کے مکے کی راہ پر روضۂ خاخ
تک جاؤ وہان ایک عورت مع خط کی جاتی ہے اوسسے لے آؤ یہ تینون صاحب گہوڑے

دوڑاتے ہوئے روضۂ خاخ تک کہ ایک جگہہ مکہ کی راہ مین ہے پہونچے وہان ایک عورت ملی
تلاشی مین اوسکے پاس کوئی خط نہ نکلا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تلوار نکال کر اوس عورت
کو دہمکایا اور فرمایا کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمین جہوٹ خبر نہین دی ہے
خط تیرے پاس بے شک ہے اگر تو مجہے خط نہ دیگی مین تجہے ننگا کر ڈالونگا تب اوس نے
سر کے بالون کی جوڑے مین سے خط نکال کر دیا حضور اقدس مین لی آئی اوس خط مین
لکہا تہا بنام سرداران قریش کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع لشکر جرار تمپر آتے ہین
اور اگر تمہا بہی تمپر قصد کرین تو خدای تعالی اونکو تمپر غالب کریگا تم اپنی فکر کرو حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب سے دریافت کیا حاطب نے اقرار کیا کہ ہان
مینے لکہا ہے مگر براہ ارتداد نہین لکہا باین خیال مینے لکہا کہ اور مہاجرین جو یہان ہین
مکہ مین عزیز و اقارب اونکے موجود ہین اور میرا کوئی مکہ مین عزیز نہین ہے میرا مال اسباب کون
بچائیگا اور دیگر مہاجرین کے عزیز و اقارب اونکے مال کی خبرداری کرینگے اور یہ مین جانتا
ہون کہ اللہ تعالی اپکو فتح دیگا میرے اس لکہنے سے کچہہ ضرر نہوگا اپنے فرمایا سچ ہے حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حکم ہو تو اس منافق کی گردن مارون اپنے فرمایا کہ اے عمر یہ
اہل بدر سے ہے اور تم نہین جانتے ہو ای عمر کہ اللہ تعالی نے ایک توجہ خاص کی اہل بدر
پر اور اونہین فرمایا اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ یعنے جو تمہارے جی مین آوے
کرو مینے تمہین بخشدیا یہ سنکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر رقت طاری ہوئی رونے لگے
اور کہا اللہ اور اللہ کا رسول خوب جانتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب
بن ابی بلتعہ کو رخصت کر دیا کچہہ سزا ندی اور مجمع البیان طبرسے مین لکہا ہے فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
وَمَا یُدْرِیْکَ یَا عُمَرُ لَعَلَّ اللّٰہَ اَطْلَعَ عَلٰی اَھْلِ بَدْرٍ فَغَفَرَ لَھُمْ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ
اور تفسیر خلاصۃ المنہج مین یون لکہا ہے کہ خدای تعالی بدریان را وعدہ مغفرت دادہ
ایشان را بخطاب مستطاب اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ نوازش فرمودہ۔ بعد از اسقدر بیان

کے حافظ امام صاحب کی خدمت مین عرض کرینگے کہ حضور اب ذرا آپ اس مومنین پاک سے دریافت فرماوین کہ یہ تفسیر تمہارے مذہب کی کتاب مستند مین ہے یا نہین جسوقت امام صاحب دریافت فرماوینگے مومنین پاک سرجھکا لینگے اور جواب نہ دے سکینگے اوسوقت حافظ عرض کرینگے کہ حضور نے انکی دینداری کو ملاحظہ فرمایا کہ جنکے نسبت اللہ پاک فرماتاہی کہ جو تمہارا جی چاہے کرو مینے تمکو بخشدیا اونکے نسبت یہ لوگ ایسی بے ادبیان کرتے ہین خدا سے خوف نہین کرتے اور اب حضور اپنے ابا جان کی تفسیر کو ملاحظہ فرمائی کہ آپکی والد ماجد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبت کیا تحریر فرماتے ہین اِنَّ اللّٰہَ اَوْحٰی اِلٰی اٰدَمَ اِنَّ اللّٰہَ لَیُفِیْضُ عَلٰی کُلِّ وَاحِدٍ مِنْ مُحِبِّیْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِ مُحَمَّدٍ مَالَوْ قُسِّمَتْ عَلٰی کُلِّ عَدَدِ مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ طُوْلِ الدَّھْرِ اِلٰی اٰخِرِہٖ وَکَانُوْا کُفَّارًا لَاَوْ اِلَیْھِمْ اِلٰی عَاقِبَۃٍ مَحْمُوْدَۃٍ وَالْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ حَتّٰی یَسْتَحِقُّوْا بِہِ الْجَنَّۃَ وَاِنَّ رَجُلًا مِمَّنْ یُبْغِضُ اٰلَ مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابَہٗ اَوْ وَاحِدًا مِنْھُمْ لَعَذَّبَہُ اللّٰہُ عَذَابًا لَوْ قُسِّمَ عَلٰی مِثْلِ خَلْقِ اللّٰہِ لَاَھْلَکَھُمْ اَجْمَعِیْنَ ترجمہ خدای عزوجل نے وحی کی آدم پر کہ خدا اُن لوگون پر جو محبت رکھتے ہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اونکی آل سے اور اونکے اصحاب سے ایسی رحمت نازل کریگا کہ اگر وہ تقسیم کیجاوی اوپر تمام مخلوقات کے اول سے آخر تک تو وہ کافی ہے اور اگر سب کفار ہون تو انکی عاقبت بھی اچھی ہوجاوے اور وہ مومن ہوجاوین مستحق جنت کے اور اگر کوئی آدمی دشمنی کیگا ساتھ آل محمد کے اور اصحاب محمد یا ایکسے بھی ان مین سے تو خدا اُس پر ایسا عذاب نازل کریگا کہ اگر وہ عذاب نازل ہو تمام مخلوقات پر تو وہ سب کے سب ہلاک ہوجاوین بعد اسقدر بیان کرنیکے حافظ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت مین عرض کرینگے کہ حضور نے اپنے ابا جان حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر سورۂ بقر کی روایت کو ملاحظہ فرمایا اب کسکے واسطے کیا حکم ہوتا ہے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھین یا نہین اور

اہل امامیہ سے حضور دریافت فرمائیں کہ یہ قول امام حسن عسکری علیہ السلام کا ہے یا نہین
یا تو مومنین اس سے انکار کریں یا اقرار، انکا انکار ہو ہی نہین سکتا لہذا اقرار لازم آیا
حضرت امام صاحب فرماوینگے اے حافظ مین تیرے عقیدے اور ایمان سے بہت خوش ہوا
تم لوگ یعنے اہل سنت و جماعت ایمان کے پکے ہو اور اپنے عقاید مین بہت سچے ہو اللہ اور
رسول تمہارے عقاید سے خوش ہو اور راضی اور اے محب اہل بیت دیکھا اسکو عقیدہ کہتے
ہین کہ لاکھ طرح سے ڈرایا اور دھمکایا کہ اصحاب کی محبت سے باز رہو اور ان سے بیزاری
ظاہر کرو مگر چونکہ قران اور حدیث نبوی صلعم انکا دین اور ایمان ہے اور ہم اہل بیت پر فدا
انکی جان ہے حق بات پر یہ ضرور قایم رہینگے اور تم لوگ لاکھ ہماری محبت کا دم بھرو مگر
تقیہ سے باز نہ ا ؤ گے یہ صاحب عرض کرینگے اے اتا ئے نامدار باعث عداوت دلی کے سنیون
نے ہم لوگون کو بدنام کر رکھا ہے ورنہ محب اہل بیت اور شیعان شیر خدا بھی کہین تقیہ کرتے
ہین حافظ کو تاب نہ رہیگی کہینگی جو خوش ہوئے بہی بولون تو سامنے یہ بات مخالف صاحب
کو نہایت ناگوار گذریگی کہ ایسی وقت نازک ہین کہ امام صاحب کی نظر بدلی ہوئی معلوم
ہوتی ہے اس نے بیخ کنی کی اور یہ بھی خیال ہوگا کہ ہماری کتابون سے اس سنی کو کیا غرض
و دسرے کتاب ہی اسکو دستیاب ہونا غیر ممکن ہے یہ سوچکر نہایت غصہ سے کہینگی اگر یہ بات
ہمارے کتاب سے ثابت کردو کہ شیعہ بمقابلہ سنی تقیہ کر جاتے ہین تب ہم جانین کہ تم سچے ہو حافظ
کہینگے تقیہ سے تو نہین کہہ رہی ہو اتنا حافظ کا کہنا غضب ہو جائیگا شیعہ صاحب تو میان سے
باہر ہو جاوینگی اور کہینگے کہ تمنے ثابت نکیا تو تمہارے حق مین اچھا نہوگا حافظ کہینگے کیون اتنا گرم
ہوتے ہو یہ تو نئی ہوئی روایت بیان کرتا ہون اپنے دل سے گڑھکر نہین کہتا تمہاری کتاب
موجود ہے دیکھ لو میرن صاحب حضرات شیعہ کے تبابہ و کہہ حدیقۃ سلطانیہ کے باب سوم مین تحریر
فرماتے ہین از حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام منقولست کہ بعض مخالفان از کہ شان مجلس
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام در آمدہ بمردی از شیعیان آنحضرت گفت کہ ما تقول

فی الْعَشَرَۃِ مِنَ الصَّحَابَۃِ یعنے چہ میگوئی درحق عشرہ مبشرہ از صحابہ پیغمبر شیعہ گفت میگویم در
حق شان کلمہ خیری کہ خداوند عالم بسبب آن گناہان مرا فرو میریزد و درجات مرا بلند میفرماید) ای
صاحب یہ تقیہ ہے یا اور کچھ صحابہ کی عداوت مذہب تشیع کی عبادت مشہور ہے روزے نماز
کی ضرورت نہیں صحابہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم کو برا کہا کرے بہشت برین اوسکا مکان ہے
اور یہان پر بخوف سنی یہ بیان ہے کہ (میگویم درحق شان کلمہ خیری کہ خداوند عالم بسبب آن
گناہان مرا فرو میریزد و درجات مرا بلند میفرماید) اپ فرمائی کہ یہ تقیہ نہیں ہے تو کیا ہے کہ
سامنے سنی کے اچھا کہو اور پیچھے برا بتاؤ حضرت امام صاحب فرماوینگے کہ ای حافظ جب شیعہ
سے ایسے کلمہ سنی نے سنے تب کہا کیا حافظ نے جواب دیا حضور وہ بہت خوش ہوا اور کہنے
لگا (حمد و شکر برای خداست کہ مرا از دشمنی تو نجات داد من گمان داشتم کہ تو رفض و بغض
اصحابہ کبار رواری مرد مومن بار دیگر گفت آگاہ باش ہر کسیکہ از صحابہ یکی را دشمن دارد
بروست لعنت خدا ناصبی گفت شاید تاویلی کردہ لکن صاف بگو ہر کسیکہ عشرہ مبشرہ را دشمن
دارد درحق او چہ میگوئی مرد مومن گفت ہر کسیکہ عشرہ صحابہ را دشمن دارد بروست لعنت
خدا و ملائکہ و تمامی خلق پس آن ناصبی از جائی خود برجست و سرش را بوسہ داد و گفت
کہ بخش مرا من ترا برفض متہم ساختہ بودم مرد مومن گفت بر تو چیزی نیست من باین رفتہ
از تو مواخذہ ندارم تو برادر منی پس آن ناصبی از ان جا برفت حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام فرمود کلا بی محکلی گفتی بر خداست جزای تو ہر آئینہ ملائکہ از حسن توریہ تو خوشنود
شدند کہ دین خود را از اختلال نگاہ داشتی و خود را از دست او بازداشتی زادَ اللہُ فی مَحَالِعِنَا
لکھے گئے یہ سنکر حضرت امام مہدی علیہ السلام فرماوینگے ای حافظ سچ بتا تیرا کیا گمان
ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایسا فرمایا ہوگا حافظ عرض کرینگے کہ حضور سچ
تو یہ ہے کہ میں بخدا عرض کرتا ہوں کہ جتنی باتیں شیعہ لوگ اہل بیت کی مظلومی اور خلفا
کے ظلم کی بیان کرتے ہیں اور اہل بیت کیطرف تقیہ وغیرہ کی نسبت دیتے ہیں سنی سبکو

سب کو اختراع اور جھوٹ جانتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ فرقہ گمراہ کیا ہوا اوسے عبداللہ
ابن سبا یہودی یمنی صنعانی کا ہو امام صاحب فرماوینگے اوسنے کیونکر گمراہ کیا غرض
کرینگے کہ حضور خلفاے راشدین کے زمانے میں اسلام کو رونق ہوئی اور فتوحات بلاد
بعنایت ایزدی پے درپے ہونے لگی آخرکار یہودیون سے سخت مقابلہ اور مقاتلہ ہوا
اللہ تعالی نے مسلمانون کو یہودیون پر غلبہ دیا یہودی لوگ بہت قتل ہوئے اور تھوڑے
اپنی جان بچاکر وطن چھوڑکر بھاگ گئے زن بچہ اونکے اہل اسلام کے لونڈی غلام بنے
اور فتوحات اسلام بعنایت آلہی روز بروز زیادہ ہوئی اور چارون طرف اسلام
کے ڈنکے بجنے لگے کل ملک اہل اسلام کے قبضے مین آیا اوسوقت یہ سخت حیران ہوکے
کہ ابتو بجز کلمہ پڑہے جان بچنی دشوار معلوم ہوتی ہے چلو ظاہر مین کلمہ پڑہکر مسلمان
ہو جاؤ کیا عجب ہی جو خلیفہ وقت ہملوگون کی لیاقت علمی اور شرافت خاندانی
دہیان کرکے کسی جگہہ کا حاکم مقرر کردین غرض بطمع دنیا عبداللہ بن سبا معہ چند لوگ
اپنی قوم کے آکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت مین بظاہر مسلمان ہوا اور
موقع پاکر خواستگار کسی معزز عہدے کا ہوا چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اونہون نے اسمین خلوص ایمان نہ پایا لہذا اوسکی
درخواست نامنظور فرمائی اسنے یہ خیال کیا کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوجائین
تو عجب نہین ہی کہ نئے انتظام مین مجھکو کوئی عہدہ ملجائے اس خیال سے اس نے
لوگون کو بہکانا شروع کیا کہ خلافت حق حضرت علی رض کا ہے عثمان رض کو خلافت سے
معزول کرنا چاہیے یہ خبر حضرت عثمان رض کو پہونچی آپنے مدینہ منورہ سے نکلوا دیا یہ
کوفی اور بصری و مصر مین جاکر توڑ جوڑ کرنے لگا غرض اسلام مین اسنے رخنہ ڈالدیا
مسلمانون کے دو فرقے کرادیے اول تو اسنے یہ ڈہنگ ڈالا کہ اہل بیت کا شیعہ
بنا کر اور اپنی قوم کے لوگون کو اور اپنے شاگردون کو اہل بیت کا دوست دار بنایا

جد مین اصحاب کو برا کہنا شروع کرایا جب یہ عقیدہ لوگو نکا پکا ہو گیا تب اہل بیت کی
در پردہ مظلومی بیان کرکے ہجو شروع کی چنانچہ اصحاب کو علانیہ طور پر تبرا کہنا اور
اہل بیت کو در پردہ تبرا کہنا جاری کرا دیا اور عوض مسلمانون سے پوری طور بدلا
لیا یہ سنکر حضرت امام صاحب فرماوینگے کہ اسکا ثبوت ہے حافظ عرض کرینگے مین اچھی طرح سے ثبوت دے سکتا ہون کہ یہ
[illegible] وت رسالے مین کہنا ارشاد ہو تو امی ہو دی ابن سبا کے پیروکار و نکا بیان عرض کرون حضرت امام صاحب فرماوینگے
بیان کر عرض کرینگے کہ یہ تو حضور پر روشن ہے کہ اہل سنت رجعت کے قایل نہین اور
زمانہ رجعت مین خاص شیعان پاک محبان اہل بیت کا زمانہ ہوگا کوئی سنی زندہ نہوگا
جو اہل بیت کی معاذ اللہ عداوت ظاہر کرے ایسے خاص زمانے مین تقیہ بھی طاق پر
رکھدیا جائیگا شیعان علی بے خوف محبت اہل بیت ظاہر کرینگے فضائل اور مناقب
اہل بیت کے سوا دوسرا کام نہوگا ایسے زمانہ خاص کو مومنین نے پنا یا ہے نہ پائینگے
اگر اس زمانہ رجعت مین بھی شیعان علی اہل بیت کے نسبت کلمہ توہین بیان کرین
تو صاف یقین ہو سکتا ہے کہ یہ دشمن اہل بیت ہین اور راوسی عبد اللہ ابن سبا کے
پیرو کار ہین یا نہین اسکا حضور جواب دین اور اس مومن پاک سے جو غیبت صغری
مین وکیل حضور کا رہا ہے میری طرف سے جواب طلب فرماوین شیعہ صاحب سے امام
صاحب الامر ارشاد فرماوینگے کہ بولو کیا کہتے ہو شیعہ صاحب دہیان کرینگے کہ
رجعت کا زمانہ خاص اپنا ہی سنیون کا وہان گذر نہین وہ تو محرم کی آٹھوین سے زیادہ
مقفل رہیگا علاوہ ازین پردہ زمین پر سنیون کا ہونا غیر ممکن ہے سب سنی
اوس زمانے مین مردہ پڑے ہونگے کتابین جو رجعت کی ہین اونکے مولف مومنین
پاک کو ہدایت فرما گئے ہین کہ کافی کلینی سے زیادہ محفوظ رکھنا خبردار خبردار چاہے
بارش مین کیڑے کہا جائین مگر دہوپ نہ دکہانا ایسا نہو کہ دہوپ کی گرمی سے حروف
اوڑ جائین اور سنیون کے ہاتہ لگین ان سب باتون کا خیال کرکے بزدہڑک بولا ٹھینگے

کہ ہان اگر اسبات کو جو بڑے دعوی سے کہہ رہے ہین اور ڈینگ مار رہے ہین ثابت کرین
تو یہ سچے اور ہم جھوٹے اور اگر ثابت نکیا تو یہ جھوٹے اور ہم سچے حافظ کہینگے یہ بات ٹھیک
نہین جھوٹ کو تمہارے مذہب مین عبادت جانتے ہین جھوٹ بولے گو یا عبادت کی
یہ کہو اگر ثابت کر دیا تو محبان اہل بیت سے نہین بلکہ دشمنان اہل بیت سے ہین شیعہ حسب
کہینگے اگر ثابت نہ کیا تو یہی کلمہ تم پر بھی عاید ہوگا حافظ جواب دینگے کیا مضایقہ اور حضرت
امام صاحب کو اپنی طرف مخاطب کرکے عرض کرینگے کہ حضور دشمنان اہل بیت کا بیان
ملاحظہ فرمایئے اور اپنے دربار سے اپنے دشمنون کو نکلوا دیجئے امام صاحب فرماینگے بھلا
بیان تو کرو حافظ عرض کرینگے حضور یزیدیون نے ہاتھون سے کیا ہے اور مومنین پاک
زبان سے کہکر اپنے دل کا غبار اظہار کرتے ہین کہ جسکے بیان کرنے سے رونگٹا رونگٹا
کانپتا ہے فرماینگے نقل کفر کفر نباشد عرض کرینگے ملا باقر مجلسی اخوند اصفہانی بہار
رجعت کی حدیث دوازدہم مین شیخ قطب الدین راوندی وغیرہ حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام سے روایت کرتے ہین صفحہ ۷۵ سطر ۶ (کہ حضرت امام حسین ع بیرون آید
از زمین با ہفتاد کس از اصحابش کہ با وشہید شدہ اند و ہمگی خودہاے طلاے بر سر
داشتہ باشند- و در روایت دیگر ہفتاد پیغمبر با و بیرون آیند چنانچہ با حضرت موسیٰ ع
بودند و ہمہ ایشان بمردم برسانند کہ این حسین بن علی ست کہ خروج کردہ است
تا آنکہ مردم باو شک نیاورند و بدانند کہ دجّال وشیطان نیست) معاذ اللہ یہ سنکر حضرت
امام مہدی ع کانون پر انگلی رکھ لینگے اور فرماینگے بے شک یہ فرقہ گمراہ ہو گیا ہے
حافظ عرض کرینگے حضور سے نیش عقرب نہ از پئے کین است مقتضای طبیعتش این است
اب حضور کو میرے کلام کی تصدیق ہوئی یا نہین اسیطرح سے یہ شیعان علی رض تمام اہل بیت
کی اہانت بیان کرکے صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام لگایا کرتے ہین حتیٰ کہ
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہین چھوڑتے رجعت مین کہ زمین سے پہلے نکلنے گے

سوائے شیعان علی اور محبان اہل بیت کے کوئی دشمن اہل بیت نہیں ہوگا جو حضرت
امام حسین ع کو معاذ اللہ شیطان اور دجال سے مناسبت دے پس اب بیان سے
اہل انصاف پر صاف ظاہر اور واضح ہو جائیگا کہ محب اہل بیت کون ہے اور دشمن
اہل بیت کون پس تحقیق ہو گیا کہ انہین محبان اہل بیت نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا
کی نسبت بہی ھُوَ اَوَّلُ فَرجٍ غُصِبَتْ سنا کاہکر حضرت امام جعفر صادق ع کی طرف افترا
کیا ہے یہ بیان بہی انہین مومنین پاک کا ہے کہ حضرت عمر رض نے حضرت فاطمہ ع کے شکم
مبارک پر کوڑا مارا جسکے صدمے سے حمل اسقاط ہوا اور حضرت محسن شہید ہوئے یہ کلام
بہی انہین موئمنین پاک کا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا کی گردن مین رسی باندھ کر
گھسیٹا کتاب حملہ حیدری ۵ بدست عمر بود یک ریسمان + دگر در کف خالد پہلوان +
فگندند در گردن شیر نر + کشیدند او را بر بوبکر + اور یہ ملا باقر مجلسی ایک روایت
بیان ہجرت مین لکھتے ہین جسکو کسی نے آجتک نہ سنی ہوگی وہ یہ ہی کہ ایک خارجی
نے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ سے کہا کہ اوسوقت آپ کہان تھے جب
حضرت ابوبکر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار مین ستھے آپ نے فرمایا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سویا ہوا تہا اور آپ پر اپنی جان فدا کیے
ہوئے تہا جب قریش مع صلاح جنگ آئے اور آپکو نہ دیکہا غصہ ہوئے اور مجہپر نہایت
ظلم و تعدی کی اور زنجیرون سے مجھکو باندھکر مکان مین قید کیا اور ایک عورت کو نگہبان
مقرر کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش مین گئے پس مینے ایک آواز سنی کہ
کہ کسی نے کہا یا علی پس سب درد میرے بدن کا رفع ہو گیا ناگاہ دوسری آواز سنی
کہ کسی نے کہا یا علی پس زنجیرین مجھسے جدا ہو گئین پس تیسری آواز سنی کہ کسی نے کہا
یا علی یکبیک دروازہ کہل گیا اور مین نکل آیا اصل عبارت اوسکی یہ ہی حیات القلوب
جلد دوم صفحہ ۱۰۳ قطب راوندی روایت کردہ است کہ یکی خارجی با امیر المومنین

گفت کجا بودی در وقتیکہ ابوبکر با حضرت رسول ؐ در غار بود فرمود کہ در جای آنحضرت خوابیدہ بودم و جان خود را فدای او کردہ بودم و چون قریش با حربہ و سلاح خود آمدند و آنحضرت را ندیدند در خشم شدند و ظلم و تعدی بسیار کردند و مرا بزنجیرہا بستند و در خانہ انداختند و در خانہ را قفل کردند و زنی را پاسبان من کردند و بطلب آنحضرت رفتند پس صدائی شنیدم کہ کسے گفت یا علی پس ہمہ دردہا از من برطرف شد ناگاہ صدای دیگر شنیدم کہ کسی گفت یا علی پس زنجیرہا گسیختہ شد و افتاد پس صدای دیگر شنیدم کہ یا علی ناگاہ در کشودہ شد و بیرون آمدم اب جو کچھ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبیاں مومنین پاک کرتے ہیں اوسکو ملاحظہ فرمایئے حیات القلوب حصہ دوم باب پنجاہ و چہارم صفحہ ۵۷۰ سطر ۱۹ از ملا باقر مجلسی کلینی بسند صحیح از حضرت صادق ؑ روایت کردہ کہ روزے ابوبکر و عمر نزد ام سلمہ آمدند و گفتند ای ام سلمہ تو پیش از آنکہ بحبالہ رسول خدا درآئی زن مرد دیگر بودی بگو کہ رسول خدا در قوت مجامعت با او چہ نسبت ام سلمہ گفت کہ نیست او درین باب مگر مانند سایر مردان چون آن دو منافق (معاذ اللہ خدا سمجھیگا) بیرون رفتند حضرت رسول ؐ داخل خانہ شدہ ام سلمہ از گفتۂ خود پشیمان شدہ ترسید کہ در باب او امرے از آسمان نازل شود پس مبادرت نمود و بخدمت حضرت عرض کرد آنچہ میان او و میان آن دو منافق (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) گذشتہ بود پس حضرت بمرتبۂ در غضب شد کہ رنگ مبارکش متغیر گردید و عرق غضب در میان دو دیدہ اش پیچیدہ و از خانہ بیرون آمد و ردائی مبارک خود را از شدت غضب بر زمین میکشید تا آنکہ بر منبر بالا رفت و انصار را طلبید و چون ایشان آن حالت را دیدند ہمگی اسلحہ جنگ پوشیدند و چون ہمہ حاضر شدند حضرت حمد و ثنای حق تعالی ادا نمود و فرمود کہ ایہا الناس چہ سبب دارد کہ گروہی از منافقان تتبع عیب من میکنند و از غیب من سوال مے نمایند الی آخرہ پس انصار برخاستند

وگفتند یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عفو کن از ما تا خدا عفو کند از تو بدرستیکہ حق تعالے
ترا برای رحمت فرستادہ است وچون عادت آنحضرت آن بود کہ چون نزد او سخن میگفتند
وشفاعت میکردند شرم میکرد و عرق حیا از جبین با صفایش میریخت و دیدہ از بدیہا ی
مردم می پوشید پس از منبر فرود آمد و بخانہ رفت وچون سحر شد جبرئیل بر آنحضرت نازل شد و
کاسۂ از ہریسۂ بہشت برای آنحضرت آورد وگفت یا محمد این ہریسہ را حور العین برای تو ساختہ
اند پس بخور ندا زان تو و علی و فرزندان شما بدرستیکہ صلاحیت ندارد غیر شما را کہ ازان بخورند
پس حضرت رسول و علی و فاطمہ وحسن وحسین نشستند و از ان ہریسۂ تناول نمودند پس بان
سبب حق تعالی بحضرت رسول علیہ السلام در مجامعت قوت چہل مرد کرامت فرمود و بعد
ازان چنان بود کہ ہرگاہ میخواست دریک شب با جمیع زنان خود مقاربت می نمود بعد
اسقدر بیان سے حافظ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت مین عرض کرینگے کہ
حضور اب ذرا مہربانی فرما کر اپنے شیعون سے دریافت فرمائین کہ یہ تمنے حضرت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بیان کی ہے یا توہین میرے خیال مین تو یہ بات آتی ہے
کہ صرف مومنین پاک نے حضرت شیخین کی شان مین بدزبانی کرنیکو یہ بیہودہ روایت
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کیطرف منسوب کرکے اپنے عبادت ادا کی ہے استغفر اللہ
مومنین کو یہ خیال نہین کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بھی بے حیا ے اس روایت سے
ظاہر ہوتی ہے کیون اونہون نے غیر مردون سے نبی کا راز فاش کیا کیا یہ بھی کوئی
مسئلہ تہا اور اگر مسئلہ بھی ہوتا تو نبی صاحب تو موجود تھے یہ کہدیا ہوتا کہ حضرت سے دریافت
کرلو ہمسے کیون ایسی بات دریافت کرتے ہو نہ کہ یہ کہدینا کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
بھی قوت مجامعت مین مثل اور مردون کے ہین معاذ اللہ اور طرہ یہ کی انہین روایتون
کو بیان کرکے ذاکرین مومنین کو رولاتے ہین اور مومنین چیخین مار مار کر واویلا مچاتے
ہین کہ شیخین معاذ اللہ کیسے سخت دل تھے جو ازواج مطہرات نبی سے ایسے باتین پوچھا کرتے

کرنے تھے یہ نہین ہوا بیان کرتے کہ یہ کلام تو شیخین کا نہین ہے کہ قوت باہ کے ہریسہ کے کھلائے ہین
حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کو کسنے شریک کیا یہ بیان شیخین کا ہے یا مومنین کا کیون نہو عبد اللہ
بن سبا پیر اسطلب شیعون سے خوب حاصل ہوا آب ذرا حضور مومنین سے دریافت فرماوین
کہ یہ محبت اہل بیت کی ہے یا عداوت اس فرقہ کو شرم نہین آتی کہ اپنے کو محب اہل بیت
بھی کہتے جاتے ہین اور اہل بیت کی توہین بھی کئے جاتے ہین اور سچ تو یہ ہے کہ
اگر حضور کے جد امجد حضرت رسول اللہ صلعم مومنین کو معافی کا پروانہ عنایت نفرماتے
تو یہ لوگ ایسی بے ادبی نکرتے بسبب اوسی پروانے کے انسے جو نیک کام ہوتے ہین
انکے اعمال نامہ مین لکھے جاتے ہین اور جو بد فعل ہوتے ہین وہ حضرت رسول اللہ
صلعم پر معاذ اللہ لادے جائینگے یہ سنکر امام مہدی عم فرماوینگے حافظ توبہ کر
کیا بکتا ہے حافظ عرض کرینگے حضور نقل کفر کفر نباشد مین تو مومنین کا بیان عرض
کرتا ہون حق الیقین کے صفحہ ۲۲۰ سطر ۱۴ کو ملاحظہ فرمائیے اور مولف اسکی ملا باقر مجلسی ہین
اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ
عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا مفضل پرسید از حضرت امام جعفر صادق عم کہ چہ گناہ داشت حضرت
رسول خدا کہ حقتعالی سیفرماید کہ تا بیامرزد از برائے تو اللہ تعالی آنچہ گذشتہ است از گناہان تو و آنچہ باقی
است وبعد ازین خواہد شد حضرت صادق فرمود کہ ای مفضل رسول خدا دعا کرد کہ خداوندا گناہان
شیعیان برادر من علی بن ابیطالب وشیعیان فرزندان من کہ اوصیای من اند گناہان گذشتہ وآیندہ
ایشانرا تا روز قیامت بر من بار کن ومرا در میان پیغمبران بسبب گناہان شیعیان رسوا مکن پس
حقتعالی گناہان جمیع شیعیان را بر آن حضرت بار کرد وہمہ را از برای آن حضرت آمرزید
حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۳۱۲ مین لکھتے ہین کہ جب کفار قریش جستجوی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مین غار ثور پر پہونچے پس یکی از قریش رو بغار نشست کہ بول کند
ابوبکر گفت کہ این مرد مارا دیدہ حضرت فرمود کہ خدا نمیگذارد کہ مارا ببیند واگر مارا میدید

عورت خود را رسوا بنی کشود - معاذ اللہ دوستی بے خرد خود دشمنی ست + ای حضرات
شیعہ اگر تمہاری اس روایت لغو کو غیر مذہب والے دیکھین یا سنین تو کیا خیال کرینگے
اور حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم پر کیسا سخت طعن کرینگے واہ عبداللہ بن سبا
کیون نہو تیرا مطلب اس فرقے سے خوب حاصل ہوا مرزا محمد ہادی ابن مرزا علی صالح باشندہ لکھنو
حضرت خاتون جنت کی نسبت اور حضرت شیر خدا کی نسبت کلمہ توہین لکھکر اپنے دل کا بخار
نکالتے ہین اور خلفاے راشدین کی طرف عاید کرتے ہین اشتہار ضروری جو کل ڈیڑہ جز کا
ہے جسمین دس سوال تحریر کیے ہین چنانچہ تیسرے سوال مین بڑے شد و مد سے لکھتے
ہین کہ حضرت ابوبکر رض نے حضرت شیر خدا اور حضرت سیدہ ع کو بالمشافہ فرمایا اِنَّمَا هُوَ ثُعَالَةٌ
شَهِيدُهُ ذَنَبُهُ مُرِبٌّ لِكُلِّ فِتْنَةٍ هُوَ الَّذِي يَقُولُ كَرُّوهَا جَذَعَةً بَعْدَ مَا هَرِمَتْ
يَسْتَعِينُونَ بِالضَّعَفَةِ وَيَسْتَنْصِرُونَ بِالنِّسَاءِ كَأُمِّ طِحَالٍ أَحَبُّ أَهْلِهَا إِلَيْهَا الْبَغْيُ
یعنے نہین ہے وہ مگر مثل لومڑی کے کہ گواہ رکہتے اپنے دعوے پر اپنی دم کو وہ پالتا ہے ہر فتنہ
و فساد کو وہ چاہتا ہے کہ فتنۂ پارینہ کو تازہ کرے اب جو کچھ نہو سکا تو مدد چاہتا ہے ضعیفون
اور عورتون سے مانند ام طحال کے کہ وہ دوست رکہتے تھے زناکارون کو - معاذ اللہ
لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ اچہا محبان اہل بیت نے حق محبت اہل بیت کو ادا کیا اور شیر خدا کی
شجاعت کو بیان کیا جو لومڑی سے معاذ اللہ مناسبت دی اور حضرت خاتون جنت
کو ام طحال سے مثال دیکر خوب ہے عبداللہ ابن سبا کا عوض لیا اور اسی مناقب
کے بدلے مین نصف حسنات حضرت شیر خدا کی اور نصف حسنات حضرت خاتون جنت کی
اور نصف حضرت امام حسن ع اور نصف حضرت امام حسین ع اور نصف حسنات حضرت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شیعان کو ملے اور اللہ پاک نے بعوض اس مناقب کے
شیعان پاک کو بہشت برین عطا فرماکر تمام گناہ عفو فرمائے اسی مناقب کے سہارے
یہی مرزا محمد ہادی صاحب اپنی کتاب کاشف سر خفی فی شہادت حسین بن علی کے

صفحہ ۵۶ اور ۵۷ مین تحریر فرماتے ہین کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
خانہ جناب امیرؑ مین تشریف لائے اور ہنس کے فرمایا کہ سلام ہو تمپر اے علی حضرت نے
جواب سلام دیا اور تعظیم کے لئے سب اہلبیت اوٹھے جناب امیرؑ نے حضرت سے خوشی کا
سبب پوچھا حضرت نے فرمایا اے علی نازل ہوئے جبرئیل اور بشارت دی مجھے جانب
خدا سے کہ جتنے شیعہ علی ہین ہم سب کو بہشت مین داخل کرینگے جناب امیرؑ نے پہلے
سجدہ شکر کیا اور پہر عرض کی کہ یا حضرت مین آپ کو گواہ کرتا ہون کہ مینے نصف حسنات
اپنے شیعون کو بخشے جناب سیدہ نے بہی کہا اے بابا مینے بہی نصف حسنات علیؑ کے
شیعون کو بخشے جناب امام حسن اور امام حسین ؑ نے بہی یون ہی فرمایا پس جناب
رسول خداؑ نے فرمایا اے اہل بیت میرے تم مجہسے کریم تر نہین ہو جب تم نے یہ
کرم کیا - اِنِّیْ اَشْهَدُکُمْ وَهَبْتُ لِشِیْعَتِهٖ بِنِصْفِ حَسَنَاتِیْ یعنے مین بہی تمہین گواہ
کرتا ہون کہ مینے بہی اپنے نصف حسنات علیؑ کے شیعون کو بخشے پس آواز آئی جانب
خدا سے کہ اے اہل بیت تم مجہسے زیادہ کریم نہین ہو جب تمنے یہ کرم کیا تو سنو اِنِّیْ غَفَرْتُ
لِشِیْعَتِهٖ ذُنُوْبَهُمْ جَمِیْعًا یعنے ہمنے بہی بخشا شیعان علی کو اونکے سب گناہونکو لیکن
معلوم نہین کہ کس حسن خدمتی کے عوض مین یہ بخشش شیعون کے حق مین ہوئی اور کونسا
کار نمایان جو کسی سے نہوسکے انسے ظاہر ہوا کہ جسکی وجہ سے خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
اور آپکی اہل بیت نے نصف نصف حسنات اپنے بخشدیے - ظاہرا تو اعلی درجے کی برائی
کا کام جو کسی سے نہوسکے انہین سے ہوا ہو کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنی مدد اور
بیعت کے حیلے سے بلوایا پہر بیوفائی کرکے عمرو ابن سعد کے شریک ہوکر قتل و غارت
کیا جملہ نا کردنی جو دشمن سے ہوسکے کر گذرے مین انکے محبت ملنع آتی ہو نواسہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہ کین فرات کی ندی کا پانی جو جانور تک پیتے تھے
جگر گوشگان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نور چشمان علی و فاطمہ علیہما السلام کو

ندیا تھی ہی بچون سے بھی قطرۂ آب فرات کا مضائقہ رکھا چنانچہ جامع التواریخ کے
صفحہ ۱۵۵ سطر چار مین جو لکھنو مین بمطبع منشی نول کشور صاحب کے چھپی ہے لکھا ہے ۔
اتفاق شیعہ بر طلب خون امام حسین علیہ السلام در تاریخ کلیات بنی امیہ آوردہ اند
کہ طائفہ کہ با مسلم بن عقیل بیعت کردہ نامہا نوشتہ امام حسین علیہ السلام را طلب داشتند
مسلم را مدد نکردند تا او بہ تیغ ستم کشتہ شد بعد ازان در ظل رایت عمرو سعد بہ کربلا
رفتہ امام و اہلبیت را نیز بقتل رسانیدند چنانچہ سابق ذکر یافت بعد از چند گاہ متنبہ
شدہ انگشت تحیر بدندان گزیدن و بر خود نفرین کردن گرفتند و گفتند کہ خسران دنیا و
آخرت نصیب ما شد مسیب بن نجبہ آغاز سخن کردہ گفت اگر ما از اعمال سیئہ خود نادم
گشتہ دست در دامن توبہ و انابت زنیم و خویشتن را در معرض تلف اریم چنانچہ بنی اسرائیل
تیغ بر یکدگر نہادند شاید خدای عز و جل توبۂ ما قبول و جرایم ما را عفو فرماید الی آخر الذکر
ترجمہ اتفاق شیعہ طلب خون امام حسین علیہ السلام پر۔ تاریخ کلیات بنی امیہ مین
بیان کیا ہے کہ جس طائفہ نے مسلم بن عقیل سے بیعت کر کے خطوط بھیجے تھے اور امام حسین
علیہ السلام کو طلب کیا تھا مسلم کی مدد نہ کی یہانتک کہ وہ تیغ ستم سے مارے گئے بعد اسکے
بزیر سایۂ نشان عمرو بن سعد کے کربلا مین جا کر امام اور اہل بیت کو بھی قتل کیا جیسا کہ
پہلے ذکر ہوا تھوڑے دنون کے بعد متنبہ ہو کر حسرت اور اپنے اوپر نفرین کرنے لگے
کہا کہ خسران (نقصان) دنیا اور آخرت کا ہمکو نصیب ہوا مسیب بن نجبہ نے ذکر شروع
کر کے کہا کہ اگر اپنے اعمال سیئہ سے توبہ کرین اور اپنے تئین ہلاکت مین ڈالین جسطرح
کہ بنی اسرائیل نے آپسمین لڑائی کی اور قتل ہوئے تو شاید خدای عز و جل توبہ ہمارے
قبول کرے اور گناہ معاف کرے انتہی اور کتاب روضۃ الصفا صفحہ ۵۹۷ مطبوعہ مطبع منشی نول کشور
مین بھی قریب قریب اسی مضمون کے ہے بلکہ زیادہ کچھ اس سے ہے۔ اور کتاب
سنین الاسلام تالیف ڈاکٹر جی ڈبلیو لیٹنر صاحب بہادر مطبوعہ انجمن پنجاب صفحہ ۳۹

مین لکھا ہے لہذا ثابت ہے اہل کوفہ جنہون نے حسین بن علی کو خط بھیجکر بلایا اور پہر رفاقت نہ کی (اب زمانہ کا رنگ دیکہکر پچھتاتے ہے) الی اخرہ - پس کسیطرح عقل مین نہین اتا کہ یہ افعال اور جرائم جو خاندان نبوت سے ان لوگون نے کئے جسپر اونہین کی معتبر کتاب تاریخ روضۃ الصفا گواہ ہے یہ احسان حضور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت سے عطیات نصف اعمال حسنہ کا فرمایا گیا ہو بدیہی البطلان ہے - اسکے علاوہ کوئی بات سمجھ مین نہین آتی کہ کس حسن خدمت کے صلہ مین یہ مرتبہ حضرات شیعہ کو ملا نہ خدا و رسول و حضرات اہل بیت نے کچھ تصریح فرمائی نہ مرزا محمد ہادی صاحب نے کچھ بیان فرمایا شاید اس پوشیدگی کی وجہ خاص یہ ہو کہ کہین اہل سنت و جماعت بھی وہی کام کر کے نصف باقیات حسنات جناب مقدسین محمد و معین سے حاصل کر کے مقام حضرات شیعہ مین پہنچین تو بڑی مشکل پیش آوے بہر حال کہ مرزا محمد ہادی صاحب نے اوس امر کو جسکی سبب یہ مراتب شیعان کو حاصل ہوئی نہین لکھا اور نہ ہم سنیون مین اسقدر سمجھ ہے جو اسرار الوہیت اور بھید پنجتن پاک کو سمجھ سکین جو مثل شیعان علی کے نصف نصف حسنات پنجتن پاک سے لیکر جنت مین داخل ہون اگر بہت زور لگایا تو صرف اسقدر سمجھینگے کہ اگر شیعان علی پنجتن پاک کی فرمانبرداری اور رفاقت کرتے تو یہ مظلومی پنجتن کو حاصل نہوتی اور جب اسقدر مظلوم نہوتی تو یہ مراتب بھی اونکو نہ ملتے پس معلوم ہوا کہ اون حضرات کو جو یہ درجہ شہادت اور مظلومی کا حاصل ہوا خاص حضرات شیعان کے بدولت ملا اگر شیعان علی ترک رفاقت نہ کرتے تو پنجتن پاک کبھی مغلوب نہ ہوتے اور جب مغلوب نہ ہوتے تو یہ مراتب بھی اونکو حاصل نہوتے غرضکہ خاص شیعان کے بدولت پنجتن پاک کو یہ مراتب نصیب ہوئے باین وجہ احسان فراموشی نفرماکر شیعان پاک کو پنجتن پاک نے نصف نصف حسنات اپنے تقسیم فرمائے جس مین اول درجہ اعلی مرتبہ شیعان اہل کوفہ کا ہے کیونکہ جناب ملا باقر مجلسی اخوند اصفہانی رسالہ رجعت کے صفحہ ۲۰۳ سطر ۱۶ مین حضرت امام جعفر صادق ؑ سے روایت کرتے ہین کہ مفصل

پرسیدامی مولائے من خانۂ حضرت امام مہدی ع بمحل اجتماع مومنان کجا خواہد بود فرمود کہ
پاے تخت آن حضرت شہر کوفہ خواہد بود ومجلس دیوان وعلمش مسجد کوفہ خواہد بود وموضع
خلوتش نجف اشرف خواہد بود ومحل جمع بیت المال وقسمت غنایم مسجد سہلہ خواہد بود پس
مفضل پرسید کہ جمیع مومنان در کوفہ خواہند بود فرمود کہ بلے اے مفضل واللہ کہ ہیچ مومن
نباشد مگر آنکہ در کوفہ یا در حوالی کوفہ باشد یا دلش مائل بسوے کوفہ باشد مین کہتا ہون
کیون نہین بلاشک اہل کوفہ کی وجہ سے اہل بیت کے مراتب بلند ہوئے مین اگر اہل کوفہ
حضرت مسلم بن عقیل رض کے ہاتھ پر حضرت امام حسین ع کی بیعت کرکے حضرت مسلم اور اونکے
فرزندان کو شہید نکرتے اور حضرت سید الشہدا کو میدان کربلا مین مع اونکی اولاد و عزیزان
واصحاب کے بھوکا پیاسا شہید نکرتے تو یہ مرتبہ شہادت کا اونکو کہان حاصل ہوتا۔
پھر ملا باقر مجلسی کتاب تحفۃ الزائرین مین لکھتے ہین کہ حدیث معتبر از حضرت امام جعفر صادق ع
منقولست کہ حق تعالی عرض کرد ولایت ما را بر اہل ہر شہر پس قبول نکردند مگر اہل کوفہ۔
پھر اوسی کتاب تحفۃ الزائرین مین لکھتے ہین کہ حضرت امام زین العابدین ع فرماتے ہین کہ تقدیر
جائے پا در کوفہ مرا بہترست از ان خانہ کہ در مدینہ داشتہ باشم۔ پھر اوسی کتاب مین ملا صاحب
تحریر فرماتے ہین کہ کوفی بودن شخص دلیل تشیع است اگرچہ ابو حنیفہ کوفی باشد۔ کیونکر
کہ اہل کوفہ نے جو کچھ احسان اور مہمان نوازی اہل بیت کی کی ہے آج تک کسی نے نہین
کی کسی شاعر نے ایک شعر مین کل احسان اہل کوفہ کا بیان کر دیا ہے وہ شعر یہ ہے ؏

از آب ہم مضایقہ کردند کوفیان   خوش داشتند حرمت مہمان کربلا

پس معلوم ہوا کہ جو کچھ اہل بیت کے ساتھ شیعان اہل کوفہ نے احسان کیا اوسی کے عوض
مین یہ مراتب اہل کوفہ کو حاصل ہوئے بایں طمع جناب مولانا مرزا محمد یار دیما صاحب لکھنوی
کو خیال ہوا کہ اب زمانہ اہل بیت کا ملنا دشوار ہے اہل کوفہ کے مثل ہونا ممکن نہین کیونکہ
اونھون نے کیا ہی مگر تم کہنے سے کیون باز رہو عجب نہین جو کہتے کہتے کچھ مطلب نکل آئے

اس غرض سے مرزا صاحب نے حضرت شیر خدا کو مثل لومڑی کے لکھا اور حضرت خاتون جنت ؑ کو معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد عورت فاحشہ ام طحال سے نسبت دی سچ تو یہ ہے کہ اس فرقے نے کسیکو نہین چھوڑا اور اوسپر دعوی یہ ہے کہ ہم شیعان علی ہین اور کس بے باکی کے ساتھ لکھتے ہین کہ کوئی اہل سنت سے دریافت کرے کہ کیون صاحب حضرت ابو بکر رض کو یہ کلمہ حضرت امیر ؑ کی شان مین کہنا لایق اور حضرت سیدہ کو مثال ام طحال سے دینا واجب تھا جو باغ فدک کے دعوی کرنے پر خلیفہ اول یہ سخت کلامی کرین کیا حکومت مین انصاف نہین کرتے اگر کسی اہل سنت نے جواب دیا کہ کیون صاحب شیر خدا کیسے تھے جنھون نے ایسے کلمے سنے اور خصوصاً حضرت خاتون جنت کی نسبت بموجودگی اپنی اوسوقت یہ جواب دیتے ہین کہ کیا کرتے تنہا کس کس کا مقابلہ کرتے اب مین اس مقام پہ حضرات شیعہ کے ایک بڑے محقق کے قول کو بمقابلہ مرزا محمد ہادی صاحب لکھنوی کے لکھکر حضرات شیعہ سے دریافت کرتا ہون کہ ان دونون حضرات مین کسکا بیان سچ ہے اور کسکا بیان جھوٹ ہے براہ انصاف جواب دیجیے کتاب حق الیقین صفحہ ۱۱۹ - از ملا باقر مجلسی پس ابوبکر عمر را طلبید و گفت دیدی علی امروز با ما چہ کرد اگر دریک مجلس دیگر چنین بما رسد بنا را میکند کار ما را برہم میزند درین باب چہ تدبیر بخاطر تو میرسد عمر گفت رائے آنست کہ امر کنیم بقتل او ابوبکر گفت این کار را کہ می آید عمر گفت از خالد بن ولید پس خالد را طلبیدند و گفتند میخواہیم ترا بر امر عظیمی بداریم گفت برہر چہ میخواہید بدارید اگرچہ بر قتل علی ابن ابی طالب رض باشد گفتند ما نیز ہمین را میخواہیم خالد گفت در چہ وقت او را بکشم ابوبکر گفت در وقت نماز کہ در مسجد حاضر شود در پہلوے او بایست و چون من سلام نماز را بگویم برخیز و گردنش را بزن گفت چنین باشد اسما بنت عمیس کہ در ان وقت زن ابوبکر بود و سابقاً زن جعفر طیار و از شیعان حیدر کرار بود این سخنان را شنید و نتوانست کہ علانیہ این خبر را بآنحضرت برساند بکار کنیزہ خود گفت برو بخانہ علی رض و فاطمہ ؑ و سلام مرا بایشان برسان

و در گذار این آیه را بخوان که مومن آل فرعون بموسی ع پیغام کرد إِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمِرُونَ
بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ مِنَ النَّاصِحِينَ یعنی اشراف قوم فرعون مشورت میکنند
در باب تو که ترا بکشند پس بیرون رو بدرستی که من از برای تو از خیر خواهانم و اسما گفت اگر
متفطن نشوند مگر بخوان پس جاریه آمد و سلام رسانید و برگشت و این آیت را خواند
حضرت ع فرمود که خاتونت را سلام برسان و بگو خدا نمیگذارد که ارادهٔ ایشان بعمل آید
و بروایت دیگر فرمود که اگر ایشان مرا بکشند که با ناکثان و قاسطان و مارقان جنگ
خواهد کرد پس حضرت ع برخاست و مهیای نماز شد و به مسجد آمد و پشت سر ابوبکر ایستاد
از برای تقیه و نماز خود را تنها بعمل آورد و خالد شمشیر بسته در پهلویش ایستاد چون ابوبکر
به تشهد نشست از آن اراده پشیمان شد و از فتنه ترسید و شدت و سطوت و شجاعت
آنحضرت را میدانست و پیوسته فکر میکرد و تشهد را مکرر میخواند و از ترس سلام نمیگفت
تا آنکه مردم گمان کردند که در نماز سهوی کرده است پس ملتفت شد بجانب خالد گفت
ای خالد مکن آنچه من ترا بآن امر کرده بودم و بروایتی سه مرتبه این سخن را گفت و بعد از آن
سلام نماز را گفت حضرت گفت ای خالد چه بود آنچه ترا بآن امر کرده بود گفت امر
کرده بود که گردنت را بزنم حضرت فرمود که خواهی کرد گفت آری بخدا سوگند اگر پیش از
تسلیم مرا نهی نمیکرد هر آینه ترا میکشتم پس حضرت او را گرفت و بلند کرد و بر زمین زد
عمر گفت بخدای کعبه که میکشد ش پس مردم جمع شدند و او را بصاحب قبر قسم دادند حضرت
دست از آن برداشت و گریبان عمر بن خطاب چسبید و گفت ای عمر اگر نه وصیت رسول الله
و تقدیر الهی بود هر آینه میدانستی که کدام یک از ما دو کم یاور تر و کم عدد تریم و داخل خانه خود
شد و بروایتی دیگر در نماز صبح بود و آنقدر تشهد را طول داد و فکر میکرد که نزدیک بود که
آفتاب طالع شود و بروایت ابوذر آنحضرت ع خالد را بانگشت سبابه و میانین گرفت
و فشاری داد و او نعره زد که نزدیک بود که جانش برآید و جامه را نجس کرد و دست و پا میزد

وقدرت بر سخن گفتن نداشت پس ابوبکر با عمر گفت این از مشورت شوم تست من میدانستم این حالت را و مدارا تشکر کن که متوجہ ما نشد وہر کہ نزدیک میرفت کہ خالد را خلاص کند حضرت نگاہی میکرد باو کہ او از ترس برمیگشت پس ابوبکر عباس را طلبید کہ شفاعت کند عباس نزد آنحضرت رفت وقسم داد او را بقبر و صاحب قبر و حسنین ع و مادر ایشان صلوات اللہ علیہم حضرت دست برداشت عباس پیشانی نورانی آنحضرت را بوسید و در کتب معتبرہ مذکورست کہ بعد از غصب فدک حضرت امیرالمؤمنین بابوبکر نامہ نوشت در نہایت شدت و حدت و تہدید و وعید بسیار در آن درج نمود چون ابوبکر نامہ را خواند بسیار ترسید و خواست کہ فدک و خلافت ہر دو را رد کند عمر گفت من از برائے تو آب زلال خلافت را صاف گردانیدہ ام کہ بیاشامی و تو میخواہی کہ تشنہ باشی چنانچہ ہمیشہ بودی و گردن ہائے گردن کشان عرب را برائے تو ذلیل کردہ ام و قدر آن را نمیدانی این علی ابن ابی طالب کہ بزرگان قریش را کشتہ است و سلسلہ ہا برانداختہ است من بہ تدبیر او را رام میکنم تو از تہدیدات او پروا مکن ابوبکر گفت اے عمر ترا بخدا قسم میدہم کہ دست ازین افسانہ ہا برداری بخدا سوگند کہ اگر او ارادہ کشتن من و تو بکند بدست چپ ہر دو را میکشد بی آنکہ دست راست را حرکت دہد و ما را او و نجات ندادہ است مگر سہ خصلت اول آنکہ تنہا است و یاوری ندارد دوم آنکہ رعایت وصیت رسول خدا میکند کہ او را امر کردہ است کہ شمشیر نکشد سوم آنکہ جمیع قبایل عرب از و کینہ ہا در دل دارند اگر اینہا نبودی الحال خلافت باو برگشتہ بود آیا فراموش کردی روز احد را کہ ما ہمہ گریختیم و او بہ تنہائے شمشیر کشید و علمداران و شجاعان ایشان را بر خاک ہلاک افگند تو فریب خالد را مخور و تا او متعرض ما نشود متعرض او مشو خلاصہ مطلب اس روایت کا یہ ہے کہ جب حضرت علی ع نے معاملہ فدک مین ابوبکر اور عمر کو بہت سخت سست کہا اور ان سے معارضہ کیا۔ پس ابوبکر نے عمر کو بلایا اور کہا کہ دیکھا تمنے آج علی نے کیا کیا اگر اسیطرح سے اور ایک مرتبہ ایسا معارضہ

کرینگے تو سب کام ہمارے درہم برہم کر دینگے اب اس معاملہ مین تمہاری کیا صلاح ہے
عمر نے کہا میرے صلاح یہ ہے کہ علی قتل کر دی جائین ابو بکر نے کہا یہ کام کس سے انجام ہوگا
عمر نے کہا خالد بن ولید سے اور خالد کو بلا کر کہا کہ ہم تمہارے متعلق ایک بہت مشکل کام
کرنا چاہتے ہین خالد نے جواب دیا کیا مضائقہ اگر تم کہو تو مین علی ابن ابیطالب کو بھی
قتل کر ڈالون کہا پس ہم یہی چاہتے ہین خالد نے کہا کسوقت اونکو قتل کرون ابو بکر نے کہا
وقت نماز فجر کے جب مسجد مین آوین تم اونکے پہلو مین کھڑے ہو جب مین بعد نماز سلام
پھیرون تم اوٹھ کر سر اونکا کاٹ لینا خالد نے جواب دیا کہ ایسا ہی ہوگا۔ اسما بنت عمیس زوجہ
ابو بکر کہ پیشتر یہ زوجہ جعفر طیار کی تہین اور شیعان حضرت حیدر کرار سے اس امر سے مطلع
ہوئین لیکن علانیہ اطلاع حضرت علی کو نکر سکین اپنی لونڈی سے کہا کہ علی اور فاطمہ علیہ السلام
کے مکان مین جا کر میرا سلام پہونچا اور اس آیت کو پڑھ کہ مومن آل فرعون نے موسی
علیہ السلام کو پیغام کہا ہے اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّىْ لَكَ مِنَ
النّٰصِحِيْنَ یعنے شرفای قوم فرعون آپکے بارے مین مشورہ کرتے ہین کہ آپکو قتل کرین
پس چلے جاؤ باہر و بدرستی مین تمہارے خیر اندیشون مین سے ہون۔ اور اسما نے کہا
کہ اگر اچھی طرح نہ اطمینان ہو تو مکرر پڑہنا۔ پس لونڈی آئی اور سلام پہونچا کر یہ آیت
پڑہی حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ تو جا اور اپنی خاتون سے ہمارا سلام کہنا اور
کہنا کہ خدا اونکے ارادی کو پورا نکریگا۔ اور دوسری روایت مین ہے کہ آپنے فرمایا کہ اگر
یہ لوگ مجھکو قتل کر ڈالینگے تو ناکثان اور قاسطان اور مارقان سے جنگ کون کریگا۔
پس بعد ازان حضرت علی علیہ السلام اوٹھے اور برای ادای نماز فجر مسجد مین آئی اور از
راہ تقیہ پیچھے ابو بکر کے کھڑے ہوی اور تنہا اپنی نماز پڑہنے مین مشغول ہوی خالد تلوار
باندہ کر حضرت کے پہلو مین کھڑے ہوی جب ابو بکر تشہد پڑہنے کو بیٹھے اوس قصد
سے پشیمان ہوئے اور فتنی اور فساد سے ڈرے اور شدت و سطوت و شجاعت آپکی

دھیان کرکے متفکر ہوئی مارے خوف کے باربار تشہد پڑھنے لگے سلام پھیرنا دشوار ہوگیا
حتیٰ کہ لوگون نے خیال کیا کہ آپ کو سہو ہوا پس خالد سے مخاطب ہوکر کہا کہ اوس
کام کو مت کرنا جسکے واسطے تمکو کہا تھا بعد منع کرنے کے سلام نماز کا پھیر حضرت علی نے
خالد سے کہا اے خالد وہ کیا کام تھا جسکے نسبت تمکو منع کیا خالد نے کہا مجھکو حکم دیا تھا
کہ بعد نماز آپکا سر کاٹ لون پس یہ سنکر حضرت علی نے خالد کو پکڑکر اوٹھا لیا اور
زمین پر دے مارا عمر نے کہا قسم ہے رب کعبہ کی کہ علی خالد کو مار ڈالینگے پس لوگ جمع
ہوگئے اور حضرت علی کو رسول خدا کی اور اون کے مزار کی قسم دیکر چھوڑایا تب آپنے
خالد کو چھوڑا اور عمر کا گریبان تھام کر فرمایا کہ اے عمر اگر وصیت رسول خدا کی نہوتی
اور تقدیر الٰہی مانع نہوتی تو تم دیکھتے کہ ہم مین اور تم مین کون قوی اور کون ضعیف ہے یہ فرماکر کاشانہ
اپنے تشریف لیگئے۔ اور دوسری روایت مین یون مذکور ہے کہ حضرت علی نے خالد کو
ایک اونگلی پر اوٹھا لیا اور ایسا چکر دیا کہ خالد واویلا کرنے لگے اور قریب جان نکلنے
کے ہوگئی اور پاخانہ و پیشاب خطا ہوگیا اور ہاتہ پاؤن پٹخنے لگے بات کرنا دشوار
ہوگیا یہ حال دیکھکر ابوبکر نے عمر سے کہا کہ یہ تمہاری صلاح کا نتیجہ ہے اور مجھکو یہ
حال معلوم تھا اور خدا کا شکر کرو کہ علی ہماری طرف مخاطب نہین ہوئے اور
جو کوئی خالد کے چھوڑانے کو نزدیک جاتا تھا حضرت شیر خدا ایسی نظر غضب سے
اوسکی طرف دیکھتے تھے کہ مارے ڈر کے لوٹ آتا تھا پس ابوبکر نے عباس کو بلایا کہ وہ
شفاعت کرین پس حضرت عباس شیر خدا کے نزدیک گئے اور آپ کو حضرت رسولخدا
صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے مزار اور حسنینؑ اور اونکے والدہ کی قسمین دیکر خالد کو چھڑایا
پس حضرت عباس نے آپ کی پیشانی نورانی کا بوسہ لیا اور دیگر کتب معتبرہ مین مذکور
ہے کہ بعد غصب فدک کے حضرت امیر المومنینؑ نے ابوبکر کو نامہ لکھا نہایت شدت
و حدت و تہدید و وعید کے ساتہ جسوقت ابوبکر نے نامہ پڑھا مارے خوف کے چاہا

کہ فدک اور خلافت سے دست بردار ہون عمر نے کہا مینے آب زلال خلافت کو تمہارے
واسطے صاف کیا کہ تم نوش کرو اور تم چاہتے ہو کہ تشنہ رہو جیسے ہمیشہ رہتے تھے
اور خاص تمہارے واسطے مینے سر برآوردگان اہل عرب کو ذلیل اور خوار کیا لیکن
تمنے اوسکی قدردانی نہ کی خصوصاً علی ابن ابی طالب ع جنہون نے سرداران قریش کو
قتل کیا ہے اور انکے سلسلے کی بیخ کنی کی ہے اونکو بہی فکر و تدبیر کے زور سے تمہارا
تابعدار کرتا ہون تم اونکی تہدیدات کی پروا نکرو ابوبکر نے کہا اے عمر مین تمکو
خدا کی قسم دیتا ہون کہ تم اِن قصون سے دست بردار ہو اور قسم ہے خدا پاک کی
کہ اگر علی میرے اور تمہارے قتل کرنیکا قصد کرین تو بدون استعانت دست راست
کے دست چپ سے مجھکو اور تمکو دونون کو قتل کر ڈالین لیکن ہمکو جو امان اور نجات
ہے تو صرف تین سبب سے ہے اول یہ کہ وہ تنہا ہین کوئی اونکا معین اور مددگار نہین
دوسرے رعایت وصیت رسول خدا ع کی کرتے ہین کہ حضرت نے اونکو حکم کیا ہے
کہ تلوار نہ نکالنا۔ تیسرے یہ کہ تمام قبایل عرب دلمین اونسے کینہ رکھتے ہین اگر یہ نہ
ہوتین تو آج خلافت اونکے قبضے مین ہوتی اور کیا تمکو جنگ احد کا حال یاد نہین ہے
کہ جب ہم لوگ جنگ سے بہاگے اور علی نے تنہا شمشیر کھینچ کر علمداران اور شجاعان کفار کو خاک
مذلت و خواری ہلاکت پر ڈالدیا اے عمر تم خالد کے فریب مین مت آؤ اور علی سے تعرض
مت کرو جب تک وہ ہمسے تعرض نکرین۔ ایہا المومنین حضرت ابوبکر اور حضرت عمر تو
صرف خلیفہ رسول اللہ تھے اور حضرت خالد لشکر اسلام کے سپہ سالار تھے ان حضرات
کو اگر شیر خدا نے دو انگلیون سے اوٹھا بہی لیا تو کیا کمال کیا اب مین آپ لوگون کو وہ
روایت صحیح اور معتبر سناتا ہون جسکے آگے اس روایت کی کچھ وقعت نہین حضرت
شیر خدا کی طاقت اور شجاعت سے حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل اور حضرت
اسرافیل کے چھکے چھوٹ گئے۔ ملا باقر مجلسی حیات القلوب جلد دوم کے صفحہ ۲۱۸ سطر ۱۷ مین

تحریر کرتے ہین۔ در کتاب مشارق الانوار روایت کردہ است کہ چون صفیہ را بخدمت
حضرت آوردند او در نہایت حسن و جمال بود حضرت خراشے در روے او دید و سبب آن پرسید
صفیہ گفت کہ چون علی در قلعہ را حرکت داد تمام قلعہ بلرزید و نظارگیان کہ بر قلعہ مشرف شدہ
بودند بر افتادند و من از تخت خود افتادم و روئیم بر پایۂ تخت خورد و شکست حضرت فرمود
کہ اے صفیہ مرتبۂ علی نزد خدا عظیم ست و علی چون در را حرکت داد قلعہ بلرزید و آسمانہا
و زمین ہا و عرش اعلا از برائے غضب آن برگزیدۂ اعلا بلرزہ آمدند و چون حضرت
مرحب را بدو نیم کرد جبرئیل متعجب نزد آنحضرت رسالت پناہ آمد حضرت فرمود کہ اے جبرئیل
از چہ چیز تعجب میکنی جبرئیل گفت ملائکہ در موضع ملکوت ندا میکنند کہ لَا فَتیٰ اِلَّا عَلِی لَا سَیفَ
اِلَّا ذُو الفِقَار و تعجب من از آنست کہ چون مامور شدم کہ قوم لوط را ہلاک کنم ہفت شہر
ایشان را از طبقۂ ہفتم زمین جدا کردم و بیک بال خود برداشتم و بلند کردم تا بجاے
رسانیدم کہ اہل آسمان صدائے مرغان ایشان (یعنے ککڑون کون) و گریۂ اطفال ایشان
(یعنے ہاؤن ہاؤن) را می شنیدند و تا صبح نگاہداشتم و منتظر امر حق تعالیٰ بودم و
سنگینیٔ انہا را بر بال خود نیافتم و امروز چون علی اللہ اکبر گفت و از روی غضب آن
ضربت ہاشمی را بر مرحب زد از جانب خدا مامور شدم کہ زیادتی قوت ضربت او را بگیرم
کہ زمین را با گاو و ماہی بدو نیم نکند و آن ضربت بر بال من گران تر از آن ہفت شہر بود
با آنکہ میکائیل و اسرافیل در ہوا بازوے او را گرفتہ بودند ترجمہ جناب مجتہد ملا باقر
مجلسی حیات القلوب جلد دوم کے صفحہ ۱۴۲ سطر ۱۱ مین کتاب مشارق الانوار اہل تشیع
سے روایت کرتے ہین کہ جب صفیہ کو خدمت مین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے لائے جو نہایت حسین تھین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے چہرے پر ایک نشان
خراش کا دیکھا صفیہ سے اوس نشان کا سبب پوچھا صفیہ نے کہا کہ جب علی رض نے
دروازہ قلعۂ خیبر کو حرکت دی تمام قلعۂ خیبر کا ہل گیا اور تماشائے جو قلعے پر تھے

گر پڑے مین اپنے تخت سے منہہ کے بہل گرے اور معہ میرا تخت کے پائے پر لگا جسکے سبب سے یہ نشان میرے چہرے پر پڑ گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے صفیہ مرتبہ علی کا نزدیک خدا کے بہت بڑا ہے اور علی نے جسوقت دروازے کو حرکت دی قلعہ تہرا گیا آسمان و زمین و عرش اعلا بسبب اوس برگزیدۂ برتر کے جنبش مین آئے اور جسوقت علی نے مرحب کے دو ٹکڑے کئے جبرئیل متعجب پاس حضرت رسالت پناہ کے آئے حضرت نے فرمایا اے جبرئیل کس چیز سے تعجب کرتے ہو جبرئیل نے کہا ملائکہ صوامع ملکوت مین یعنے آسمان پر ندا کرتے ہین کہ نہین ہے کوئی جوان مگر علی اور نہین ہے کوئی تلوار لیکن ذوالفقار علی اور تعجب مجھکو اس سبب سے ہی کہ جب اللہ پاک نے مجھکو قوم لوط ؑ کے ہلاک کرنے کو مامور فرمایا یعنے اوس قوم کے ساتہ شہرونکو ساتوین طبق زمین سے جدا کیا اور اپنے پر کے ایک بال پر اوٹھایا اور بلند کیا اور اسقدر اونچا لے گیا کہ اہل آسمان اونکے مرغون کی بانگ یعنے ککڑون کون اور بچونکا ٹہاؤن ٹہاؤن رونا سنتے تھے اور صبح تک اوسی مقام پر اوٹھائے رہا اور منتظر حکم خدا کا رہا (مولف کیون نہین کیا اللہ پاک رات کو سوتا تہا آپنے کیون دیر کی شام تک اوٹھا لیجاتے اوسیوقت حکم مناسب صادر ہو جاتا بعد برخاست اجلاس کے پہونچے دوسرے روز کی اجلاس کی انتظاری کرنی پڑی جو خلاف وقت دربار کے پہونچیگا ضرور منتظر دربار کا رہیگا) اور گرانی اوسکی یعنے اپنے پرون پر نپائی آج جسوقت علی نے اللہ اکبر کہا اور غصے سے وہ ضرب ہاشمی مرحب پر مارنے خدا کیطرف سے مین مامور ہوا کہ علی کی زیادتی قوت کو روک لون کہ زمین کو معہ گاؤ ماہی کے دو ٹکڑے نکر ڈالین اور علی کے ضرب میرے پر پر اوس ساتون شہر اور ساتون طبق زمین سے بہاری زیادہ معلوم ہوی باوجودیکہ میکائیل اور اسرافیل حضرت علی کے بازو کو پکڑتے ہوے تھے اے حضرات شیعہ اس روایت کو دیکھو اور شیر خدا و صحابی

رسول کی شجاعت اور مردانگی پر خیال کرو اور للہ میری طرف سے ذرا اپنے مذہب کے عالم
یعنے مرزا محمد ہادی صاحب لکنھوی سے دریافت کرو کہ حضور کیا لکھتے ہین اور حضرت ملا
باقر مجلسی کیا تحریر فرماتے ہین آپ دونون صاحبوں مین کون سچے ہین اور کون جہوٹے اگر
حضرت شیر خدا کو معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد لومڑی بنانا چاہو تو مولانا مرزا محمد ہادی
صاحب کی روایت کی تصدیق کرو اور مرزا صاحب کی روایت کو راست جانو اور حضرت
ملا باقر مجلسی کی روایت کی تکذیب کرو اور جہوٹ سمجھو اور اگر حضرت اسد اللہ الغالب
من کل غالب کو شیر خدا جانتے ہو تو مرزا صاحب کی روایت لغو اور لاطائل خیال کرکے
حضرت خاتون جنت کے نسبت جو معاذ اللہ الامان الامان ام طحال عورت فاحشہ کی
مثال دی ہے محض اختراع خیال کرو کیونکہ جسوقت حضرت شیر خدا نے سنا کہ خالد ہمیں
قتل کیواسطے تلوار باندہ کر میرے پاس کہڑے ہوی تھے ایسا غصہ آیا کہ خالد کو ایک انگلی پر
اوٹھا کر ایسا زور سے پٹکا کہ خالد نے ہگ مارا اور مارے ڈر کے ابوبکر اور عمر چہوڑانے
تک قریب نہ آئے جسوقت حضرت شیر خدا کو معاذ اللہ لومڑے کہا اور حضرت سیدہ بنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زن فاحشہ سے مثال دی یہ غصہ حضرت شیر خدا کا
کہان گیا تہا پس معلوم ہو کہ شیر خدا اپنی جان کو اپنی آبرو سے زیادہ عزیز رکھتے تھے
اور جان کا خوف کیسا اگر حضرت ابوبکر کو ایک انگلی پر اوٹھا لیتے تو حضرت عمر لڑے کے پاس آتے اور اگر حضرت عمر کو
اوٹھا لیتے تو ابوبکر قریب نہ آتے پس ایک بار اور ایسا غصہ آجاتا سب کام بگڑے ہوی بن جاتے
اسقدر بے ابروی اور معیبت تمام عمر نہ ہوتی - واہ کیا مذہب اہل تشیع ہے کہ ایک
عالم دوسرے کے خلاف ایک روایت دوسرے روایت کے برعکس کہین شجاعت کا
زور اور کہین تقیہ کا شور جو جسکے جی مین آیا لکھتے چلے گئی یہ دہیان نہین کہ اپنے مذہب
کی روایتون کے خلاف لکہہ رہے ہین غیر مذہب والے جب دیکھینگے کہا کہینگے جسا ہو
تو اسکا لحاظ کرین اور اس پر طرہ یہ کہ کس شد و مد سے مرزا صاحب تحریر فرماتے ہین

ہر ایک طرح پوبارہ اپنی ہوئی + ہم اسد والون سے چھکے چھٹے + اوڑا کر سرزور تاریخ لکھا
دو خمسہ سوالون سے چھکے چھٹے + مگر مرزا صاحب نے اپنے پیشوا ملا باقر صاحب مجلسی
کی کتاب حق الیقین وحیات القلوب کی تکذیب کا وہ بیان نکیا کہ اونکی دار و گیر سے
کیونکر نجات ملیگی کہا مرزا صاحب سے اخوندنے + میرے تیری چالون سے چھکے چھٹے + لکھے
تونے ایسے یہ مہمل سوال + جو اپنے سوالون سے چھکے چھٹے + لکھا دیکھکر میری حق الیقین
یہ نازک خیالون سے چھکے چھٹے + بہیڑا یا زمان خوب اخوند کو + ہم چھکے والون سے چھکے
چھٹے + بعد ازان حافظ امام صاحب کی خدمت مین عرض کرینگے کہ حضور نے محبان
اہل بیت کے اقوال کو ملاحظہ فرمایا اور پہر بہی محبان بیان کرتے ہین کہ جب حضرت
سیدہ خاتون جنت کو حضرت علی علیہ السلام کی زوجیت مین فاقہ کشی اور برہنگی کی
تاب وطاقت نرہی تو حضرت علی سے بیزار ہوکر حضرت رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے سمجھایا اور تشفی فرمائی کہ ای فاطمہ اپنے شوہر علی پر قناعت کر وہ بہترین
خلایق دنیا و آخرت مین ہے اور علاوہ ازین قبل نکاح کے بہی حضرت سیدہ نے حضرت
علی کو باعث غریبی اور افلاس اور بدصورتی کے ناپسند کیا تہا اور نکاح سے عذر
کیا تہا لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رضامندی سے باوجود عذر سیدہ
کے حضرت خاتون جنت کو حضرت علی کے ساتھہ بیاہ دیا اگر حضور کو میرے بیان کا
یقین نہو تو اصل عبارت ملاحظہ فرماوین ملا باقر مجلسی حیات القلوب کے تیسرے حصہ
کے صفحہ ۲ سطر ۱۱ مین تحریر فرماتے ہین از ابن شہر اشوب از ابن عباس روایت کردہ
کہ حضرت فاطمہ روزے گریہ کرد نزد حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم از گرسنگی و برہنگی
حضرت فرمود کہ قانع شو ای فاطمہ بشوہر خود کہ او سید و بزرگ است و بہترین خلایق
است در دنیا و آخرت پس خدا این آیات را فرستاد مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ
یعنی خداوندی کہ دو دریا را فرستاد علی بن ابیطالب دریای علم ست و فاطمہ علیہ السلام

دریاے پیغمبری کہ بیک دیگر متصل شدند ومن ایشان را بیکدیگر متصل گردانیدم بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ یعنے میان ایشان مانعی ست کہ حضرت رسول ست کہ منع میکرد علی را ازانکہ دلگیر شود از تنگ دستی دنیا و منع میکند فاطمہ را ازانکہ درین باب با علی منازعہ نماید کتاب قران السعدین مولفہ مولوی خواجہ شیخ عابد حسین صاحب انصاری مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی جو باہتمام منشی سید علی حسین صاحب شیعی ۱۳۲۳ھ مین شایع ہوئی ہے اوس کتاب کے صفحہ ۸۱ سطر ۱ مین محبان اہل بیت تحریر فرماتے ہین (کہ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد کیا سیدہ کو حضرت علی ع سے نامزد فرماوین تو خلوت مین علیحدہ ہوکر سیدہ سے مشورہ کیا خاتون جنت سے عرض کیا یا رسول اللہ آپکا فرمانا بسر و چشم جو حضرت کی رائے ہو وہ سب سے اولی ہے البتہ اتنی بات ہے کہ قریش کی عورتین مجہسے بیان کرتی ہین کہ علی کا پیٹ بڑا ہی بازو لنبے لنبے ہین اور جوڑ نہ بہاری ہین پنڈریون پر بال نہین یعنے چیرڑے ہین آنکھین بہت بڑی ہین اور گردن پتلی ہے منہ کہلا رہتا ہے اور غریب اور نادار بہی ہے حضرت نے فرمایا اے فاطمہ کیا تو نہین جانتی کہ جب اللہ تعالی نے دنیا کی طرف نظر کی تو مردون مین سے مجکو انتخاب کیا اور پہر دوبارہ علی کو انتخاب کیا الی آخرہ) پہر اسی کتاب قران السعدین کے صفحہ ۸۴ مین لکہا ہے کہ شب عروسی کی صبح کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی مرتضی ع کے گہر تشریف لائے اور حضرت علی ع سے فرمایا کہ ذرا باہر ہو جاؤ تنہائی مین حضرت نے اپنی بیٹی سے پوچہا تو نے اپنے شوہر کو کیسا پایا سیدہ نے عرض کیا اے بابا عمدہ خاوند ہے مگر میرے پاس کچہ عورتین قریشی آئین اور کہنے لگین رسول اللہ نے تجہے ایک فقیر کنگال سے بیاہ دیا جسکے پلے کچہ نہین حضرت نے فرمایا اے میری پیاری بیٹی نہ تیرا باپ محتاج ہے نہ تیرا خاوند نادار ہے الی آخرہ) اب مین مولف کتاب قران السعدین سے جو مجتہد مذہب تشیع کے ہین اور نیز اوسکے مقلدین سے اسی کتاب کی قسم دیکر دریافت کرتا ہون کہ اس سنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جسکو تمنے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی داماد کے نسبت تحریر کی ہے اپنی بیٹی داماد کی

نسبت بہی ادا کر سکتے ہو یعنے شب عروسی کی صبح کو اپنے داماد کو ہٹا کر اپنی بیٹی سے دریافت کر سکتے ہو کہ ای بیٹی تو نے اپنے شوہر کو کیسا پایا براہ مہربانی جواب دیجیئی۔ اب مجتہد عمار علی صاحب کی صدق مقال کو بغور ملاحظہ فرمائی اور اونکی راست بیانی اور صدق مقالی کی داد دیجیئی۔ کتاب ہدیۃ الشیعہ مولفہ جناب مولانا حضرت مولوی محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صفحہ ۲۰۴ نقل خط مولوی عمار علی صاحب حضرات شیعہ کے قبلہ و کعبہ بنام شیخ احمد صاحب آپنے لکہا تہا کہ رسول خدا کی بیٹیون کا نکاح کس سے ہوا یہ سوال بے محل ہے اسواسطے کہ جناب رسول خدا کے نطفہ سے ایک بیٹی تہی فاطمہ زہرا سو وہ حضرت علی سے منسوب تہی اور دو بیٹیان جو اور آنحضرت کی اہل سنت مشہور کرتے ہین وہ دونون حضرت کے نطفہ سے نہ تہین بلکہ وہ حضرت خدیجہ کے پہلے شوہر کے نطفہ سے تہین ہمراہ حضرت خدیجہ کے آئی تہین اور نام اون دونون صاحبزادیونکا رقیہ اور کلثوم تہا ابن حجر محدث اہل سنت نے کتاب اصابہ مین لکہا ہے کہ ایک کا نکاح تو انمین سے عتبہ بن ابی لہب سے ہوا تہا اور دوسریکا نکاح ابو العاص بن الربیع سے اور یہ دونون کافر تہے انتہی بعد اسکے اون دونو کا عثمان سے نکاح ہوا۔ ایہا المومنین ملاحظہ فرماؤ اپنے مجتہدین کی صداقت اور انصاف کو کہ کس شان اور شوکت سے اہل سنت کی کتابونکا حوالہ دیکر تحریر فرماتے ہین کہ حضرت رسول خدا کے نطفہ سے صرف ایک صاحبزادی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا تہین اور کتاب کا حوالہ بہی معہ نام مولف کتاب تحریر فرماتے ہین کہ دریافت کرنے والے کو یقین کامل ہو جاوی کہ اب اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا اب اس روایت کو مشتے نمونہ از خروارے تصور فرما کر حضرات ناظرین انصاف پسند انصاف فرمائین کہ جب ایسی روایت مشہور اور معروف مین جو عوام الناس شیعہ و سنی دونون جانتے ہین مجتہدین تشیع ایسا سخت دہوکا دیتے ہین تو اون حالات مین جسکو عوام نہین جانتے اور خواص اہل سنت التفات نہین فرماتے کیسے کیسے دہوکے دیتے ہونگے۔ دیکہئی اول مولوی صاحب یہ ارشاد کرتے ہین

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نطفہ سے فقط ایک ہی بیٹی تہی جنکا نام حضرت فاطمہ
رضی اللہ عنہا تہا اور اہل سنت جو دو بیٹیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور
کرتے ہین وہ آپ کے نطفہ سے نہ تہین بلکہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض کے پہلے خاوند
کے نطفہ سے تہین خیر غنیمت ہی کہ جناب مولوی عمار علی صاحب نے اتنا تو لحاظ رکہا
کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی اولاد ہونے سے تو اونکو خارج نہین کیا ہم ایسی ناانصافی
پر اسکے بہی شکرگذار رہین ورنہ جہان مولویصاحب نے جرأت کرکے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے اونکا نسب منقطع کیا تہا اگر حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے بہی اونکا نسب منقطع
کردیتے جیسے بعضے ایسے ہی دشمنان نہانی اہل بیت نے کیا ہی تو کون مانع تہا سچ تو یہ
ہے کہ اس جگہ مولویصاحب نے غیرت کی ناک ہی کترلی ہے اور موافق مثل مشہور
دروغ گویم برروے تو نہ کلام اللہ کی سنی نہ اپنی معتبر کتابون کا لحاظ کیا آفرین ہے
کیون نہو اے مولوی عمار علی صاحب ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند
برائے خدا اہل انصاف انصاف فرمائین کلام اللہ موجود ہے اگر مولوی عمار علی صاحب
کو یہ عذر ہو کہ شیعون کو کلام اللہ یاد نہین ہوتا ہم کلام اللہ کے حوالونکی کیونکر تصدیق
کرین تو مین پتے وار بتلاتا ہون سورۂ احزاب مین بائیسوین سپارہ مین قریب
ربع کے آخر کے رکوع سے پہلے رکوع کے شروع ہی مین یون اللہ پاک ارشاد فرماتا ہی
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ
جَلَابِيبِهِنَّ یعنے کہدے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹیون کو اور اپنی بیبیون کو اور
مومنون کی عورتون کو کہ اپنے اوپر اپنی چادرین ڈال لیا کرین فقط اب گذارش
یہ ہے کہ اتنی بات تو مولوی عمار علی صاحب بہی سمجہتے ہونگے کہ بنات جمع ہی اور جمع
کم سے کم تین پر بولی جاتی ہے اور اگر کبہی توسع کرکے دو پر بہی اطلاق کردین تب بہی
ایک سے تو زیادہ ہی ہوگا بہرحال یہ کہنا کہ حضرت فاطمہ کے سوا اور کوئی رسول اللہ صلعم

کی بیٹی ہی نہ تہی تب بہی غلط ہوگا افسوس مولویصاحب کو اتنی شرم بہی نہ آئی کہ کوئی سنے گا تو کیا کہیگا بالجملہ یا تو مولویصاحب یہ تسلیم فرمائین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی بیٹیان تہین پہر یہ آپ تسلیم کرینگے کہ وہ حضرت رقیہ وغیرہا تہین کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیونکے نسبت سوا اونکے کسی نے اور دعوی نہین کیا ورنہ آیات ربانی کے منکرے واسطے یہ تازیانہ موجود ہی وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الْكَافِرُونَ یعنے نہین انکار کرتے ہماری آیات سے مگر کافر اور اگر نہ گوارا کرین اور اسبات کو نہ مانین کہ سوائے حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بیٹیان نہ تہین تو ناچار پہر ہمین حضرت شیعہ ہی کی کتابون کی سند دینی لازم ہوگی او نہین تو جہوٹا نہین بنا ئینگے اور اگر ہماری ضد مین اوسسے بہی دست بردار ہون تو سبحان اللہ چشم مار وشن دل ماشاد بہرحال اس امید پر اس باب مین روایات کتب معتبرۂ شیعہ ہی نقل کرتے ہین نہج البلاغت مین جو شیعون کے نزدیک مثل صحیفۂ آسمانی اور آیات قرآنی کے ہے اور اوسکے مرویات کو سب اثناعشریہ متواتر سمجھتے ہین علامہ رضی جو اوسکے جامع ہین حضرت امیر کا قول حضرت عثمان کے خطاب مین یون نقل فرماتے ہین قَدْ نِلْتَ مِنْ صِهْرِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَنَالَا یعنے الشیخین حاصل اسکا یہ ہوا کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کو یون فرماتی ہین کہ تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا وہ شرف ہے کہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو بہی میسر نہین آیا اور شیخ الطائفہ ابوجعفر طوسی تہذیب مین جو صحاح اربعۂ شیعہ مین سے ہے اور ہم سنگ کافی کلینی ہے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے یون روایت کرتے ہین كَانَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُقَيَّةَ بِنْتِ نَبِيِّكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى أُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ نَبِيِّكَ یعنے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام دعا مین یون کہا کرتے تہے کہ یا اللہ رحمت بہیج حضرت رقیہ پر جو تیرے نبی کی بیٹی ہین یا اللہ رحمت بہیج حضرت ام کلثوم پر جو تیرے نبی کی بیٹی ہین اور اگر اس پر بہی تسکین خاطر

نہوا ور حضرات شیعہ خصوصاً جناب مجتہد عمار علی صاحب یون تاویل کرنے لگین کہ عرف سے
روسی اونہین بیٹیان کہدیا ہوئے پالک کو سارا جہان بیٹا بیٹی کہتا ہے ورنہ حقیقت مین حضرت
فاطمہ ہی بیٹی تہین تو مین بہی انشاء اللہ تسلیم ہی کراکے چہوڑونگا کلینی مین روایت موجود
ہے تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيْجَةَ وَهُوَ ابْنُ بِضْعٍ وَعِشْرِيْنَ سَنَةً وَلَدَ
مِنْهَا قَبْلَ بَعْثَتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْقَاسِمُ وَرُقَيَّةُ وَزَيْنَبُ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ وَوُلِدَ لَهٗ بَعْدَ الْبَعْثِ
الطَّيِّبُ وَالطَّاهِرُ وَفَاطِمَةُ حاصل اس روایت کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے جب نکاح کیا تو اوسوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی
عمر شریف کچہہ اوپر بیس برس کی تہی سو حضرت خدیجہ سے آپکی نطفہ سے پہلی نبوۃ کے تو حضرت
قاسم اور حضرت رقیہ اور حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم پیدا ہوئین اور بعد نبوت
کے حضرت طیب اور حضرت طاہر اور حضرت زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین تولد ہوے
اس روایت مین شیعون کو کچہہ تین پانچ کرنیکی گنجایش نہین لی پالک ہونے کے احتمال
کو بہی پیش نہین کرسکتے اور اس روایت سے یہ بہی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی علیہ
وسلم کے چار صاحبزادیان تہین ایک تو حضرت زہرا رضی اللہ عنہا اور تین اور حضرت
زینب حضرت رقیہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہن اور یہی ہم سنیون کا دعوی ہے بعد
اسقدر بیان کرنے کے پہر حافظ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت مین دست بستہ
عرض کرینگے کہ حضور نے شیعان علی کی محبت کو ملاحظہ فرمایا اسی محبت کی وجہ سے پنجتن
پاک نے اپنے اپنے نصف نصف حسنات مومنین کو عطا فرمائی ہین - اب حضرت عقیل اور
حضرت عباس رضی اللہ عنہم کے نسبت جو حضرات شیعہ اپنی کتابون مین تحریر فرماتے ہین
اوسکو ملاحظہ فرمائی جناب مولوی مہدی علی خان صاحب بہادر دام اقبالہ کتاب آیات
بینات کے حصہ اول صفحہ ۱۴۴ مین تحریر فرماتے ہین کہ دیکہنے سے کتب معتبرہ شیعہ کے
ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عقیل اور حضرت عباس حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک ذلیل

اور خوار تھے چنانچہ علامہ طبرسی سے علماء شیعہ سے اپنی کتاب احتجاج میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ذَهَبَ مَنْ كُنْتُ اَعْتَضِدُ بِهِمْ عَلٰى دِيْنِ اللّٰهِ مِنْ اَهْلِ بَيْتِىْ وَبَقِيْتُ بَيْنَ حَضْرَتَيْ قَرِيْبَتِي الْعَهْدِ بِجَاهِلِيَّةٍ عَقِيْلٍ وَعَبَّاسٍ کہ وہ لوگ میرے اہل بیت کے جاتے رہے جنکی قوت کا خدا کے دین میں مجھے بھروسا تھا اور اب صرف دو خوار اور ذلیل قریب زمانہ جاہلیت کے رہ گئے ہیں یعنے عقیل اور عباس اور فقط خوار و ذلیل کہہ دینے پر جناب امیر نے قناعت نہین کی ہے بلکہ اگر انکی کتب معتبرہ سے ڈھونڈھا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر نے اپنے اور پیغمبر صاحب کے چچا عباس کو صاف صاف گالیان سنائی ہیں اور معاذ اللہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد جناب امیر علیہ السلام نے حضرت عباس کو ولد الزنا بتایا ہے اگر کسیکو شک ہووے وہ روضۂ کلینی اور حیات القلوب کو ملاحظہ کرے مولانا و بالفضل اولانا مولوی علی بخش خانصاحب اپنے ایک رسالے مین اُسکی نقل کرتے ہین اُس سے ہم منتخب کرکے مشتاقین کو سناتے ہین وھو ہذہ ملا باقر مجلسی نے حیات القلوب مین لکھا ہے (کہ ابو جعفر طوسی بسند معتبر روایت کردہ از امام صادق کہ نفیلہ مادر عباس کنیز مادر زبیر و ابو طالب و عبد اللہ ابنای عبد المطلب بود عبد المطلب با او مقاربت کرد کہ عباس ازان بہم رسید زبیر با عبد المطلب دعوی کرد و بہ پدر خاش بر آمد کہ این کنیز از مادر ما بمیراث رسیدہ است تو بی رخصت او با او مقاربت کردی و این فرزندی کہ بہم رسید یعنے عباس بندۂ ماست پس عبد المطلب اکابر قریش را بہ شفاعت نزد وی فرستاد تا آنکہ زبیر راضی شد کہ دست از عباس بردارد بشرطیکہ نامہ نوشتہ شود کہ عباس و فرزندانش در مجلسی کہ ما و فرزندان ما نشستہ باشند نہ نشینند و در ہیچ امری با ما شریک نشوند و حصہ نبرند پس باین مضمون نامہ نوشتہ شد و اکابر قریش مہر کردند و این نامہ نزد ائمہ علیہم السلام بود) پس اس روایت مین صاف صاف حضرت عباس کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کنیزک زادہ اور ولد الزنا تحریر کیا شاید اسی کے عوض حضرت رسول خدا نے

اپنے آدیے حسنات حضرت شیعان علی کو مرحمت فرمائے بمصداق اس فقرہ کے کہ گاہ باشد کہ بسنامی خلعت دہند واہ کیا مذہب حضرات شیعہ کا ہے کہ جنکی بدزبانی سے کسیکو امان نہین
شیعہ کے لعن سے اصحاب واہل بیت نبی + غضب ہے قہر ہے آفت ہے ایک بھی نہ بچے +
جو کوئی دست محبت کو پھیرے کژدم پر + یقین ہے نیش سے عقرب کے وہ کبھی نہ بچے –
اب اس مقام پر تھوڑا سا حال حضرت عباس رض کے حسب اور نسب کا معہ فضائل تحریر کرتا ہون حضرات مومنین بگوش خاطر سنکر اپنے عقائد باطلہ پر نفرین کر کے سخت زبانی سے جو حضرت عباس رض کی نسبت کرتے ہین باز آئین اور دارین مین اپنے تئین رسوا اور ذلیل نہ بنائین روضۃ الاحباب مین لکھا ہے کہ عبدالمطلب کے تیرہ [۱۳] فرزند اور چھ دختر تھین اور بعضے لکھتے ہین کہ عبدالمطلب کے دس فرزند تھے اور بعض گیارہ بیان کرتے ہین مواہب لدنیہ مین ذخائر العقبے فی مناقب ذوی القربیٰ سے لکھتے ہین کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ چچا تھے جو عبدالمطلب کے بیٹے ہین حضرت عبداللہ والد ماجد آپکے حارث ابوطالب زبیر کنیہ حمزہ ابولہب غیداق مقوم ضرار عباس قثم عبدالکعبہ جحل اور بعضون نے گیارہ چچا حضرت کے بیان کیے ہین مقوم کو اسقاط کیا ہے اور بعض نے مقوم اور عبدالکعبہ کو ایک کہا ہے اور بعضون نے حضرت کے دس چچا بیان کیے ہین غیداق اور جحل کو اسقاط کیا ہے اور بعض نے قثم کو اسقاط کیا ہے اور اکثر مخالف روایتین بیان کی ہین اور حضرت کی چھ پھوپھیون کے یہ نام ہین ام حکیم جنکا نام بیضا ہے برہ عاتکہ صفیہ اروی امیمہ ام حکیم عبداللہ ابوطالب زبیر عبدالکعبہ بیضا امیمہ اروی عاتکہ ایک ماں سے ہین جنکا نام فاطمہ بنت عمر بن عابد بن عمران بن مخزوم ہے اور حمزہ مقوم جحل صفیہ ایک ماں سے جنکا نام ہالہ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ ہے اور عباس ضرار قثم ایک ماں سے جنکا نام شیلہ بنت جناب بن کلب تھا اور حارث اور ابولہب ایک ان دو سے اعیانی بھائی اور بہن نہین رکھتے ماں حارث کی صفیہ بنت جنیدب وزن جعیفر بصیغہ مصغر بنت ہاجر تھی اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چچون

مین سے سوائے حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے کوئی اسلام مین داخل
نہین ہوا گو کہ ابو طالب اور ابو لہب کو زمانہ اسلام ملا۔ ای حضرات مؤمنین متتبعین ذرا
مہربانی فرماکر بگوش دل حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل سنکر اپنے
عقاید باطلہ سے توبہ کرو نام آپکا حضرت عباس رض بن عبد المطلب کنیت آپکی ابو الفضل
کہ آپ کے بڑے فرزند کا نام فضل تھا جو عبد اللہ ابن عباس سے بڑے تھے اور آپ کی
والدہ کا نام شیلہ بنت ضباب بن طلب ہی جسکو معاذ اللہ حضرات شیعہ نے نفیلہ لونڈی
قرار دیا ہی اور حضرت عباس رض کی والدہ ماجدہ کی پہلی صفت یہ ہی کہ وہ مستورہ ہنین یعنے
اونہون نے بیت الحرام کی پوشش کی تہی نقل ہے کہ حضرت عباس رض ایام طفولیت مین کہو گئے
تھے آپکی والدہ نے منت کی تہی کہ میرے فرزند عباس مجھکو مل جاوینگے تو مین حرم شریف کا
غلاف چڑہاؤنگی چنانچہ جب حضرت عباس اونکو ملے اونہون نے دیبا وغیرہ سے حرم شریف
کا غلاف چڑہایا اس سبب سے اونکا مستورہ لقب ہوا ولادت حضرت عباس رض کی تین
برس پیشتر عام الفیل سے ہے یعنے جب ابرہہ فیل محمود لیکر واسطے منہدم کرنے خانۂ کعبہ کے چڑہ
آیا تہا اور غارت ہوا اوس سے تین برس قبل آپ تولد ہوئے تھے حضرت رسول خدا سے
حضرت عباس دو یا تین برس بڑے تھے حضرت عباس قریش مین معزز تھے اور جسوقت
حضرت عباس باصرار ابو جہل وغیرہ بکراہت ہمراہ کفار قریش بمقابلہ اہل اسلام جنگ بدر
مین آئے اور اہل اسلام نے مع چند کفار قریش اونکو اسیر کرکے ہاتھ باندہے رات کو وقت
حضرت عباس کی آواز پر درد سنکر حضرت رسول خدا نہایت بے چین ہوئے تھے کہ سونا
دشوار ہوا اور اسقدر بے چین ہوئے کہ پریشان خاطر اوٹھ بیٹھے صحابہ نے سبب بیچینی
دریافت کیا فرمایا عباس کی تکلیف اور آواز پر درد سنکر ہماری یہ حالت ہوئی صحابہ نے
فوراً حضرت عباس کے بند ڈہیلے کردیے آپ نے فرمایا سب کے بند ڈہیلے کرو چنانچہ
ویسا ہی کیا گیا ایہا المومنین حضرت عباس کی تکلیف سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

کی نیند آنکھون سے اور آرام دل سے جاتا رہا جسوقت تملوگ ایسے کلمے ناشایستہ اونکی شان مین کہتے ہو اور اپنی کتابون مین لکھتے ہو کیا اس سے حضرت رسول خدا تم لوگون سے خوش ہونگے بلکہ یقین ہے کہ آپکی روح پاک کو صدمہ سخت پہونچتا ہوگا شاید اسی خدمت کے بدولت حضرات شیعہ کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بقول مرزا محمد ہادی لکھنوی صاحب اپنے نصف حسنات عنایت فرمائی واہ کیا مذہب ہے کہ حضرت رسول خدا کے چچا کو معاذ اللہ لونڈی بچہ کہین اور حضرت رسول خدا کے نصف حسنات اس خیرخواہی مین لین۔ منہاج النبوۃ کے صفحہ ۸۸ سطر ۲ مین لکھا ہے کہ ایک روز حضرت عباس رضہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آتے تھے حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم آپکو آتے دیکھکر برائے استقبال کھڑے ہو گئے اور حضرت عباس کی پیشانی چوم کر اپنے داہنی طرف بہت نزدیک بٹھایا اور ارشاد فرمایا کہ اے حاضرین یہ ہمارے چچا عباس ہین اور مین ان پر فخر کرتا ہون حضرت عباس رضہ نے عرض کی یارسول اللہ آپ یہ کیا فرماتے ہین ہمکو آپکی ذات پاک سے فخر اور عزت ہے آپ نے فرمایا کیون نہ کہون اسبات کو کہ تم میرے چچا ہو اور بھائی ہو میرے باپکے اور میرے باپ دادا کی نشانی ہو اور فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز حضرت عباس رضہ سے کہا اے چچا اپنے گھر مین موجود رہنا اور باہر مت جانا جب تک مین آؤن پاس تمہارے پس جب آئے حضرت اور اوڑھا اپنی ردا اون پر اور ایک روایت مین ہے کہ اوڑھایا اپنا کمل اور کہا اے پروردگار میرے یہ چچا میرا ہے اور یہ اوسکے فرزند ہین میری اہلبیت پوشیدہ کر اونکو آتش دوزخ سے جسطرح مینے انکو پوشیدہ کیا اپنی ردا سے پس آمین کہی در و دیوار نے اوس گھر کے اور کہا آمین آمین آمین اور ایک روایت مین ہے کہ باقی نہ رہا گھر مین کوئی پتھر اور کوئی کلوخ مگر یہ کہ آمین کہی اوسنے اور ترمذی کی روایت مین ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ اوڑھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے اوپر

اپنا کہل اور کہا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِہٖ مَغْفِرَۃً ظَاھِرَۃً وَّبَاطِنَۃً لَّا تُغَادِرُ ذَنْبًا اَللّٰھُمَّ احْفَظْہُ فِیْ وَلَدِہٖ یعنے اے پرورگار مغفرت کر واسطے عباس کے اور اوسکی اولاد کی مغفرت ظاہر او رچھپی کہ نہ چھوڑے کوئی گناہ اور رب نگہبانی کر اوسکی اولاد کی اور وفات پائی حضرت عباس نے دو برس قبل شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سنہ ۳۲ بتیس مین جسوقت آپکا سن شریف ۸۸ یا ۸۹ برس کا تہا بروز جمعہ بارہوین تاریخ یا چودہوین تاریخ رجب کی آپنے وفات فرمائی اور ایک روایت مین ہے کہ رمضان شریف کے مہینے مین سنہ ۳۲ بتیس یا تیتیس مین آپنے وفات پائی اور جنت البقیع مین مدفون ہوئے بعد اس بیان کے حافظ حضرت امام صاحب کی خدمت مین عرض کرینگے کہ حضور ان شیعون کا ایسا فرقہ ہے کہ جس نے اچھی طرح سے اپنے پیشوا عبداللہ بن سبا کا عوض اصحاب نبی اور اہل بیت سے لیلیا اور اپنے تئین شیعان علی بنا لیا ہے اور اولاد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا کہتے رہے اور ہنوز کہتے جاتے ہین اور اس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر خوب عمل کرتے ہین مَعْرِفَۃُ اٰلِ مُحَمَّدٍ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ وَحُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ اَمَانٌ مِّنَ الْعَذَابِ یعنے پہچاننا مرتبہ آل محمد کا بری کرتا ہے آتش دوزخ سے اور محبت آل محمد کی امان ہے عذاب سے اب حضرات شیعہ سے مین دریافت کرتا ہون کہ آپ لوگ حضرت زید شہید رضی اللہ عنہ کو پہچانتے ہو یا نہین کہ وہ کون تہے آیا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے فرزند ہین یا نہین اور امام عالیمقام حضرت سید الشہدا شہید کربلا کے پوتے ہین یا نہین اور حضرت امیر المومنین شیر خدا کے نور عین یعنے حسین کے پوتے ہین یا نہین سوای اقرار کے انکار تو ہو ہی نہین سکتا پھر آپ لوگ اونکو کیون برا کہتے ہو کیا وہ آل رسول نہین ہین بلکہ وہ تو حضرت رسول خدا علیہ السلام سے بہ نسبت چند ایمہ علیہ السلام کے نزدیک تر ہین چاہیے کسی محبان اہل بیت یعنے حضرات شیعہ سے کوئی پوچھہ دیکہے کہ حضرت زید شہید کو علیہ السلام تو کہو کبھی نہ کہینگے بلکہ اپنی بیزاری اپنے دلمین بیان کرینگے اور اسیطرح حضرت یحیی فرزند حضرت زید شہید کو جو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے پوتے ہین اونکو بھی برا کہتے ہیں اور اسیطرح سے حضرت

ابراہیم کو جو فرزند حضرت امام موسی کاظم کے ہین برا کہتے ہین چاہئے کو ئی پوچہہ دیکہے بلکہ اونکو
تو معاذ اللہ کذاب کہتے ہین اور حضرت جعفر بن علی رضی اللہ عنہ کو جو بہائی حضرت امام حسن
عسکری علیہ السلام کے ہین برا کہتے ہین بلکہ اونکو بہی کذاب کہتے ہین اور اسیطرح حضرت امام
حسن علیہ السلام کے فرزندون کو یعنے حضرت حسن المثنی اور اونکی اولاد کو یعنے حضرت امام
حسن علیہ السلام کے پوتون کو معاذ اللہ مرتد کہتے ہین اور ابراہیم بن عبداللہ اور زکریا بن
محمد باقر و محمد بن عبداللہ محسن اور اونکے فرزندون کو مرتد کہتے ہین بلکہ حضرت امام حسن علیہ السلام
کی کل اولاد کو جو بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے زندہ رہے شہید نہین کہتے
اور معاذ اللہ برا کہتے ہین بعد اسقدر بیان کرینگے حافظ ایسے مخالف سے کہینگے کہ کیا کہتا
ہو یہ جو مینے بیان کیا سچ ہے یا غلط مخالف جواب دینگے محض جہوٹہ ہے حضرت امام صاحب
فرماوینگے ای شخص باوجودیکہ تیرا مقابل تیرے طریق کے مستند کتابون سے دلیل پیش کرتا ہے
اور تب بہی تو جہٹلاتا ہے کیون نہین بیان کرتے دیتا تیرے بیان مین تو یہ رخنہ انداز ہوا
جو جتنے جی مین آیا بے سوچے سمجہے خلفای رسول اللہ کے نسبت کہہ گیا اب تیرے بیان کو وہ
تیری کتابون معتبر سے رد کرتا ہے تو تو بار بار کہتا ہے کہ جہوٹہ ہے پہر فقط جہوٹہ کہنی سے جہوٹہ کیونکر
ہو سکتا ہے جب تک تو ثابت نکردے حافظ جواب دینگے حضور یہ اب گہبرایا ہے اور چاہتا ہے
کہ مجہکو فریب دیکر دوسری طرف مخاطب کرے اور ڈرتا ہے کہ ایسا نہو کہین آپکا ذکر آجائے
اور حضور ہی مین نہایت ذلیل ہونا پڑے حضرت امام صاحب فرماوینگے کہ ہمارے نسبت
کوئی بات نہین ہو سکتی کیونکہ ہم غیبت مین رہے ہین حافظ عرض کرینگے کہ حضور شیعان
پاک مین بہی تو ایک عمدہ صفت ہے کہ یہ لوگ غیب دان ہوتے ہین اور آپکے حال سے خوب
واقف ہین اور صرف دادہالی رشتہ سے نہین بلکہ نانہالی رشتہ کو خوب جانتے ہین مخالف بولیگا
حضور اب تو حافظ عداوت کی باتین کرتا ہے حافظ جواب دینگے ملا باقر صاحب رسالہ رجعت مین
لکہتے ہین کہ ایک روز حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے اپنے غلام کا فور کو بہیجکر سلمان

بن بشیر کو جو ابو ایوب انصاری کے خاندان سے تھے بلایا اور ۲۲۰ دو سو بیس اشرفی دیکر ارشاد
فرمایا کہ بغداد کے پل پر جا کر بیٹھیو عمرو ابن یزید بردہ فروش ایک کشتی لونڈی غلام کی لاتا ہے
اونمین سے ۔ سماۃ نرجس فرنگن کو میرے واسطے ، دو سو بیس اشرفی دیکر خرید لاؤ اوسی سے میرا
پوتا امام مہدی علیہ السلام پیدا ہوگا چنانچہ سلمان بن بشیر بردہ فروش بغداد جا کر عمرو بن یزید
بردہ فروش سے نرجس فرنگن کو خرید لایا اور حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے اپنے فرزند امام
حسن عسکری علیہ السلام کو عنایت فرمائی جسکے پیٹ سے تو یہ بھول گیا عنایت فرمائی جنکی ران
سے آپ تولد ہوئی اور کل ائمہ ران سے تولد ہوتے ہین تاکہ نجاست سے آلودہ نہون امام
صاحب یہ بات سنکر ہنس دینگے اور فرماوینگے کہ یہ بھی اخوند اصفہانی نے لکھا ہے کہ نطفہ ران
مین کس طرف سے پہونچا یا جاتا ہے عرض کرینگے یہ تو نہین لکھا لیکن مجھکو اب حضور سے
معلوم ہوجائیگا ۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ ۔ امام صاحب فرماوینگے ہمسے مزاح کرتا ہے
عرض کرینگے کیا مجال شیعہ صاحب کہینگے کہ سنی بڑے بے ادب ہوتے ہین حافظ جواب دینگے
بات مت کاٹ آگے سمجھونگا امام صاحب فرماوینگے کسیکو پیٹ کا حال نہین معلوم کہ کیا وہان ہوتا ہے
عرض کرینگے عام اور خاص مین بڑا فرق ہے فرماوینگے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے زیادہ خصوصیت کسیکو نہین ہوئی حافظ عرض کرینگے کہ ملا باقر لکھتے ہین کہ حضور نے اپنی
پھوپھی جان حضرت حکیمہ کو پیٹ کے اندر سے لقمہ دیا تھا اور جو جو سورتین قرآن کی وقت
ولادت آپکی حضرت حکیمہ پڑھتے تھین آپ باواز بلند اپنی ماں کے پیٹ مین پڑھتے تھے جسکو
آپکی پھوپھی و والدہ سنتی تھین امام صاحب فرماوینگے یہ بات قابل اعتبار نہین تاوقتیکہ تو
ثبوت کامل نہ دے اور لے حافظ اگر تو نے بسند معتبر اسکو ثابت کر دیا تو کل بیان تیرا قابل
اعتبار ہے حافظ عرض کرینگے حضور نے جب ایسی تاکید فرمائی ہے تو مین بھی اپنے بیان کو ایسے
مجتہدین کے اقوال سے ثابت کرتا ہون جنکے اجتہاد کا مذہب تشیع مین شہرہ ہے اور حضور
اونکے نام نامی ملاحظہ فرمائین مشایخ عظام ذوالاحترام مذہب تشیعہ محمد بن یعقوب کلینی

محمد بن بابویہ قمی شیخ ابو جعفر طوسی سید مرتضی یہ چار یار اہل تشیع مین بڑے مجتہدین سے ہین اسکے اقوال سے اپنی بیان کو ثابت کرتا ہون

بیان خریداری والدۂ ماجدۂ حضرت امام مہدی کتب معتبرۂ حضرات شیعہ سے

حدیث چہارم از رسالہ رجعت مولفۂ ملا باقر مجلسی اخوند اصفہانی ذ دو شیخ بزرگوار شیخ محمد بن بابویہ قمی و شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہما در کتابہای غیبت بسند معتبر روایت کردہ اند از بشیر بن سلیمان بردہ فروش کہ از فرزندان ابو ایوب انصاری بودہ و از شیعان خاص امام علی نقی و امام حسن عسکری صلوات اللہ علیہما و ہمسایۂ ایشان بودہ در شہر سُر من رای گفت کہ روزی کافور خادم حضرت امام علی نقی صلوات اللہ نزد من آمد و مرا طلب نمود چون بخدمت آنحضرت رفتم و نشستم فرمود کہ تو از فرزندان انصاری و ولایت و محبت ما اہل بیت ہمیشہ درمیان شما بودہ است از زمان حضرت رسول علیہ السلام تا حال و پیوستہ محل اعتماد بودہ اید و من ترا اختیار میکنم و مشرف میگردانم بفضیلتی کہ بسبب آن بر شیعیان سبقت گیری در ولایت ما و ترا برازی پنہان مطلع میگردانم و بخریدن کنیزے میفرستم پس نامۂ پاکیزہ نوشتند بخط فرنگی و لغت فرنگی و مہر شریف خود را بر آن نامہ زدند و کیسۂ زر بیرون آوردند کہ دران دویست و بیست اشرفی بود فرمودند کہ بگیر این نامہ و زر را و متوجہ بغداد شو و در چاشت فلان روز بر جسر حاضر شو پس چون کشتیہای اسیران بساحل رسد جمعی از کنیزان در آن کشتیہا خواہی دید و جمعی از مشتریان از وکیلان امرای بنی عباس و قلیلے از جوانان عرب خواہی دید کہ بر سر اسیران جمع خواہند شد پس از دور نظر کن بہ بردہ فروشی کہ عمرو بن یزید نام دارد در تمام روز تا ہنگامیکہ از برای مشتریان ظاہر سازد کنیزکے را کہ فلان و فلان صفت دارد و تمام اوصاف او را بیان فرمودند و جامۂ حریر گندہ پوشیدہ است و ابا و امتناع خواہد نمود آن کنیز از نظر کردن مشتریان و دست گذاشتن بہان و خواہی شنید کہ از پس پردہ صدای رومی از او ظاہر میشود پس بدانکہ بزبان رومی میگوید کہ وای کہ پردۂ

عفتم دریده شد پس یکی از مشتریان خواهد گفت که من سیصد اشرفی میدهم بقیمت این
کنیز و عفت او مرا در خریدن راغب تر گردانید پس آن کنیز بلغت عربی با آن شخص
خواهد گفت که اگر بزی حضرت سلیمان بن داؤد ظاهر شوی و بادشاهی اورا بیابی
که من بتو رغبت نخواهم کرد مال خود را ضایع مکن و بقیمت من مده پس آن برده فروش
گوید که من برای تو چه چاره کنم که بهیچ مشتری راضی نمیشوی و آخر از فروختن تو چاره
نیست پس آن کنیزک گوید که چه تعجیل میکنی والبته باید که مشتری بهم رسد که دل من
باو میل کند و اعتماد بر وفا و دیانت او داشته باشم پس درین وقت تو برو بنزد صاحب
کنیز و بگو که نامهٔ با من هست که یکی از اشراف و بزرگان از روی ملاطفت نوشته است
بلغت فرنگی و خط فرنگی و در ان نامه کرم و سخاوت و وفاداری و بزرگی خود را وصف
کرده است این نامه را بآن کنیز بده که بخواند اگر بصاحب این نامه راضی شود من وکیلم
از جانب آن بزرگ که این کنیز را از برای او خریداری نمایم بشیر بن سلیمان گفت که
آنچه آنحضرت خبر داده بودند همه واقع شد و آنچه فرموده همه را بعمل آوردم پس چون کنیز
در نامه نظر کرد بسیار گریست و گفت بعمرو بن یزید که مرا بصاحب این نامه بفروش و
سوگندهای عظیم یاد کرد که اگر مرا باو نفروشی خود را هلاک میکنم پس با او در باب قیمت
گفتگوی بسیار کردم تا آنکه بهمان قیمت راضی شد که حضرت امام علی نقی علیه السلام
بمن داده بودند پس زر را دادم و کنیز را گرفتم و کنیز خندان و شاد شد و با من آمد
بحجرهٔ که در بغداد گرفته بودم و تا بحجره رسید نامهٔ امام را بیرون آورد و می بوسید
و بر دیده های می چسپانید و بر رو می گذاشت و بر بدن می مالید پس من از روی
تعجب گفتم که می بوسی نامهٔ را که صاحبش را نمی شناسی کنیز گفت که ای عاجز کم معرفت
به بزرگی فرزندان و اوصیای پیغمبران گوش خود را بمن سپار و دل برای شنیدن
سخن من فارغ بدار تا احوال خود را برای تو شرح کنم من ملیکه دختر یشوعا فرزند

قیصر پادشاه روم و مادرم از فرزندان شمعون بن حمون الصفا وصی حضرت عیسی علیه السلام
است ترا خبر دهم بامر عجیب بدانکه جدم قیصر خواست که مرا بعقد فرزند برادر خود در آورد و هنگامیکه
سن سیزده ساله بودم پس جمع کرد در قصر خود از نسل حواریان عیسی ع از علمای نصاری و عباد
ایشان سه صد نفر و از صاحبان قدر و منزلت هفتصد کس و از امرای لشکر و از سرداران
عسکر و بزرگان سپاه و سرگروهای قبائل چهار هزار نفر و تختی فرمود که حاضر ساختند که
در ایام پادشاهی خود بانواع جواهر مرصع گردانیده بود و آن تخت را بر روی چهل پایه تعبیه
کردند و بتها و چلیپاهای خود را بر بلند پیا قرار دادند و پسر برادر خود را بر بالای تخت فرستاد
پس چون کشیشان انجیلها بر دست گرفتند که بخوانند بتها و چلیپاها همگی سرنگون بر زمین
افتادند و پایهای تخت بر زمین افتاد و پسر برادر ملک از تخت در افتاد و بیهوش شد
پس در آن حال رنگهای کشیشان متغیر شد و اعضای ایشان بلرزید و بزرگ ایشان بجدم
گفت که ای پادشاه ما را معاف دار از چنین امری که بسبب آن نحوستها رو نمود که دلالت
میکند بر آنکه دین مسیحی بزودی زایل گردد پس جدم این امر را بفال بد دانست و گفت
بعلما و کشیشان که این تخت را بار دیگر برپا کنید و چلیپاها را بجای خود قرار دهید و حاضر
گردانید برادر این برگشته روزگار بدبخت را که این دختر را باو تزویج نمایم تا سعادت
آن برادر دفع نحوست این برادر بکند پس چون چنین کردند و آن برادر دیگر را بر بالای
تخت بردند همینکه بخواندن انجیل کردند همان حالت اولی رو نمود و نحوست این برادر با
نحوست آن برادر بود و سر این کار را ندانستند که این از سعادت سروریست نه از نحوست
دو برادر پس مردم متفرق شدند و جدم غمناک بحرم سرای بازگشت و پردهای خجالت
در آویخت پس چون شب شد و بخواب رفتم در خواب دیدم که حضرت مسیح و شمعون و جمعی از
حواریان در قصر جدم جمع شدند و منبری از نور نصب کردند که از رفعت بر آسمان سر بلند
مینمود و در همان موضع تعبیه کردند که جدم تخت را گذاشته بود و پس حضرت رسالت پناه

محمد مصطفی ص با وصی و دامادش علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہ و جمعے از امامان و
فرزندان بزرگوار ایشان قصر را بنور قدوم خویش منور ساختند پس حضرت مسیح ع
بقدم ادب از روی تعظیم و اجلال باستقبال حضرت خاتم الانبیاء شتافت و دست در گردن
مبارک آنحضرت در آورد پس حضرت رسالت پناہ ص فرمود کہ یا روح اللہ آمدہ ام کہ ملیکہ
فرزند وصی تو شمعون را برائے فرزند سعادتمند خود خواستگاری نمایم و اشارہ فرمود
بماہ برج خلافت و امامت امام حسن عسکری علیہ السلام فرزند آن کسے کہ تو نامہ اش را
بمن دادی پس حضرت عیسیٰ ع نظر افگند بسوی حضرت شمعون و گفت کہ شرف دو جہانی
بتو رو آوردہ است پیوند کن رحم خود را برحم آل محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین شمعون گفت
کہ کردم پس ہمگی بران منبر بر آمدند و حضرت رسول ص خطبہ انشا فرمودند با حضرت مسیح ع
مرا با امام حسن عسکری ع عقد بستند و فرزندان حضرت رسالت پناہ حواریان گواہ شدند
پس چون ازان خواب سعادت مآب بیدار شدم از بیم کشتن آنخواب را برائے پدر و جد خود
نقل نکردم و این گنج راز را در سینہ پنہان داشتم و آتش محبت آن خورشید فلک امامت
روز بروز در کانون سینہ ام مشتعل میشد و سرمایہ صبر و قرار مرا بباد فنا میداد تا بحدیکہ
خوردن و آشامیدن بر من حرام شد و ہر روز چہرہ کاہی میشد و بدن میکاہید و آثار
عشق نہانی در بیرون ظاہر میگردید پس در شہرہائے روم طبیبے نماند مگر آنکہ جدم برائے
معالجہ من حاضر کرد و از دوائے درد من از او سوال نمود و ہیچ سود نبخشید و پس او چون
از علاج درد من مایوس گردید روزی بمن گفت کہ اے نور چشم من آیا در خاطرت ہیچ
آرزوئی در دنیا ہست کہ برائے تو بعمل آورم گفتم اے جد من درہائے فرج را بر روی
خود بستہ می بینم اگر شکنجہ و آزار را از اسیران مسلمانان کہ در زندان تواند رفع نمائے
و بندہا و زنجیرہا را از ایشان بگشائے و ایشان را آزاد کنی امیدوارم کہ حضرت
مسیح ع و مادرش مریم بمن عافیتی بخشند پس چون چنین کرد اندک صحتی از خود ظاہر ساختم

واندک طعامی تناول نمودم پس خوشحال و شادمان شد و دیگر اسیران مسلمانان را
عزیز و گرامی داشت پس بعد از چهارده شب در خواب دیدم که بہترین زنان عالمیان
حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام بدیدن من آمد و حضرت مریم ع با ہزار کنیز از حوریان
بہشت در خدمت آنحضرت اند پس مریم بمن گفت کہ این خاتون بہترین زنان مادر
شوہر تست امام حسن عسکری ع پس من بدامن مبارکش در آویختم و گریستم و شکایت
کردم کہ حضرت امام حسن عسکری ع بمن جفا میکند و از دیدن من ابا می نماید پس آنحضرت
فرمود کہ فرزندم چگونہ بدیدن تو آید و حال آنکہ بخدا شرک می آوری و بر مذہب
ترسایانی و اینک خواہرم مریم دختر عمران بیزاری می جوید بسوے خدا از دین تو اگر
میل داری کہ اللہ تعالیٰ و حضرت مسیح و مریم علیہا السلام از تو خوشنود گردند و حضرت
امام حسن عسکری ع بدیدن تو بیاید پس بگو اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ اَبِی مُحَمَّدًا
رَّسُوْلُ اللّٰهِ پس چون باین دو کلمۂ طیبہ تلفظ نمودم حضرت سیدۃ النساء مرا بسینۂ خود
چسپانید و دلداری فرمود و گفت اکنون منتظر آمدن فرزندم باش کہ من او را
بسوے تو میفرستم پس بیدار شدم و آن دو کلمۂ طیبہ را بر زبان میراندم و انتظار ملاقات
آنحضرت میبردم چون شب آئندہ در آمد و بخواب رفتم خورشید جمال آنحضرت ع طالع
گردید گفتم اے دوست من بعد از آن کہ دلم را اسیر محبت خود گردانیدی چرا از مفارقت
جمال خود مرا چنین جفا دادی فرمود کہ دیر آمدن من نزد تو نبود مگر برائے آنکہ تو مشرک
بودی اکنون کہ مسلمان شدی ہر شب بہ نزد تو خواہم بود تا آن زمان کہ حق تعالیٰ ما و ترا
بظاہر بیک دیگر برساند و این ہجران را مبدل بوصال گرداند پس از آن شب تا حال
یک شب نگذشتہ است کہ درد ہجران مرا بشربت وصال خود دوا نفرماید بشیر بن سلیمان
گفت کہ چگونہ درمیان اسیران افتادی گفت مرا خبر داد حضرت امام حسن عسکری ع در شبے
از شبہا کہ در فلان روز جدت لشکری بجنگ مسلمانان خواہد فرستاد پس خود از عقب

ایشان خواهد رفت تو خود را در میان کنیزان و خدمتگاران بیند از بهیاتے که
ترا نشناسند و از پی جد خود روانه شو و از فلان راه برو پس چنان کردم و طلیعهٔ لشکر
مسلمانان با بر خوردند و مارا اسیر کردند و آخر کار من آن بود که دیدی و تا حال کسے
بغیر از تو ندانسته است که من دختر پادشاه رومم و مرد پیری که در غنیمت من بحصهٔ او
افتادم از نام من سوال کرد گفتم نرجس نام دارم گفت این نام کنیزان ست بشیر
گفت که این عجب ست که تو اهل فرنگی و زبان عربی را نیک میدانی گفت که بلی از بسیاری
محبتے که جدم نسبت بمن داشت وے خواست که مرا بر یاد گرفتن آداب حسنه بدارد و زنی
مترجمی راکه زبان فرنگی و عربی هر دو میدانست مقرر کرده بود که هر صبح و شام مے آمد و
لغت عربی بمن مے آموخت تا آنکه زبانم باین لغت جاری شد بشیر گوید که چون اورا
بسُرمن رای بردم و بخدمت حضرت امام علی نقی ؑ رسانیدم حضرت بکنیزک خطاب فرمود که
چگونه حق سبحانه و تعالی بتو نمود عزت دین اسلام و مذلت دین نصاری و شرف و بزرگواری
محمد و اهل بیت اورا ـ او گفت که چگونه وصف کنم برائے تو اے فرزند رسول خدا ؐ چیزیرا که
تو بهتر میدانی از من پس حضرت فرمود که می خواهم که ترا گرامی دارم کدام یک بهتر ست
نزد تو اینکه ده هزار اشرفی بتو بدهم یا ترا بشارتی بدهم بشرف ابدی گفت بلکه بشارت
بشرف ابدی می خواهم و مال نمی خواهم حضرت فرمود که بشارت باد ترا بفرزندی که پادشاه
مشرق و مغرب عالم شود و زمین را پر از عدل و داد کند بعد از آنکه پر از ظلم و جور شده
باشد گفت که این فرزند از که بعمل خواهد آمد فرمود که از آن کسے که حضرت رسالت پناه ؐ
از برائے او خواستگاری کرد پس از و پرسید که حضرت مسیح و وصی او ترا بعقد که در آورد
گفت بعقد فرزند تو امام حسن عسکری ؑ حضرت فرمود که اورا می شناسی گفت که مگر از آن
شبی که بدست بهترین زنان مسلمان شده ام شبی نگذشته است که او بدیدن من نیاید
پس حضرت کافور خادم خود را طلبید و فرمود که برو و خواهرم حکیمه خاتون را طلب کن

چون حکیمه داخل شد حضرت فرمود که این آن کنیز است که میگفتم حلیمه خاتون او را در بر گرفت
و بسیار نوازش کرد و شاد شد پس حضرت فرمود که ای دختر رسول خدا او را ببر و او را بخانه خود
و واجبات و مستحبات را باو بیاموز که او زن حضرت امام حسن عسکری و مادر حضرت صاحب الزمان
صلوات الله علیهما است **حدیث پنجم** مشایخ عظام ذوی الاحترام محمد بن یعقوب کلینی
و محمد بن بابویه قمی و شیخ ابو جعفر طوسی و سید مرتضی و غیر ایشان از محدثین عالیشان بسندهای
معتبر روایت کرده اند از حکیمه خاتون رضی الله عنها که روزی حضرت امام حسن عسکری ع
بخانه من تشریف آوردند و نگاه تندی به نرجس خاتون کردند پس عرض کردم او را اگر
شما را خواهش او هست بخدمت شما بفرستم فرمود که ای عمه این نگاه از روی تعجب بود
زیرا که درین زودی حق سبحانه و تعالی از او فرزندی بزرگواری بیرون آورد که عالم را
پر از عدل و داد کند بعد از آنکه پر از جور و ستم شده باشد گفتم که پس بفرستم او را نزد تو
فرمود که از پدر بزرگوارم رخصت بطلب درین باب حکیمه گوید که جامهای خود را پوشیدم
و بخانه برادرم امام علی نقی ع رفتم و چون سلام کردم و نشستم بی آنکه من سخنی بگویم حضرت
از باب اعجاز ابتدا فرمود و گفت ای حکیمه نرجس را بفرست برای فرزندم گفتم ای سید
من از برای همین مطلب بخدمت تو آمده ام که درین امر رخصت بگیرم فرمود که ای بزرگوار
صاحب برکت خدای تعالی میخواهد که ترا در چنین ثوابی شریک گرداند و بهرهٔ عظیم از خیر
و سعادت بتو کرامت فرماید که ترا واسطه چنین امری گرداند حکیمه گفت که بزودی
بخانهٔ خود برگشتم و زفاف آن معدن فتوت و عفاف را در خانهٔ خود واقع ساختم و بعد
از چند روز آن سعد اکبر را با آن زهرهٔ منظر بخانه خورشید الزرینی والد مطهر او بردم
و بعد از چند روز آن آفتاب مطلع امامت در مغرب عالم بقا غروب نمود و ماه برج
خلافت امام حسن عسکری ع در امامت جانشین او گردید و من پیوسته بعادت
مقرر زمان پدر بخدمت آن امام البشر میرسیدم پس روزی نرجس خاتون آمد و گفت

ای خاتون من پا دراز کن که کفشت از پایت بیرون کنم گفتم توئی خاتون و صاحب من
و هرگز نگذارم که کفش از پاے من بکشی ، بخدمت کنی بلکه من ترا خدمت میکنم
و منت بر دیدهٔ خود مے نهم چون حضرت امام علیه السلام این سخن از من شنید
گفت خدا ترا جزاے نیکو دهاد اے عمه پس در خدمت آنحضرت نشستم
تا وقت غروب آفتاب پس صدا زدم بکنیز خود که بیاور جامهاے مرا تا بروم حضرت
فرمود که اے عمه امشب نزد ما باش که درین شب متولد می شود فرزند گرامی که حق تعالی
باو زنده میگرداند زمین را بعلم و ایمان و هدایت بعد از آن که مرده باشد بشیوع
کفر و ضلالت گفتم از که ای سید من و من در نرجس هیچ اثر حمل نمی یابم
فرمود که از نرجس بهم میرسد نه از دیگرے پس برجستم و شکم و پشت نرجس را ملاحظه کردم
هیچ گونه اثرے نیافتم پس برگشتم و عرض کردم حضرت تبسم فرمود و گفت چون صبح
میشود اثر حمل برو ظاهر خواهد شد و مثل او مثل مادر موسی علیه السلام است که
تا هنگام ولادت هیچ تغیرے بر او ظاهر نشد و احدی بر حال او مطلع نگردید زیرا که
فرعون شکم زنان حامله را میشگافت برای طلب حضرت موسی ع و حال این فرزند
درین امر شبیه است بحال موسی علیه السلام ۔ و در روایت دیگر اینست که حضرت
فرمود که حمل ما اوصیای پیغمبران در شکم نمی باشد بلکه در پهلو مے باشد و از رحم
بیرون نمی آئیم بلکه از ران مادران فرود مے آئیم زیرا که ما نورهاے حق تعالی ایم
و چرک و کثافت و نجاست را از ما دور گردانیده است حکیمه گفت که بنزد نرجس
رفتم و این احوال را باو گفتم گفت اے خاتون هیچ اثرے در خود مشاهده نمی نمایم
پس شب در آنجا ماندم و افطار کردم و نزدیک نرجس خوابیدم و در هر ساعت
ازو خبر میگرفتم و او بحال خود خوابیده بود و هر ساعت حیرتم زیاده میشد و این
شب پیش از شبهاے دیگر به نماز تهجد برخاستم و نماز شب ادا کردم و چون بنماز

و تر رسیدم نرجس از خواب برجست و وضو ساخت و نماز شب بجا آورد و چون نظر
کردم صبح کاذب طلوع کرده بود پس نزدیک شد که در دلم شکی پدید آید از وعدهٔ
که حضرت کرده بود ناگاه حضرت امام حسن عسکری علیه السلام از حجرهٔ خود صدا زدند
که شک مکن که وقتش در رسیده واست درین حال در نرجس اضطرابی مشاهده کردم
پس او را در بر گرفتم و نام الٰهی برو خواندم و حضرت آواز دادند که سورهٔ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ
فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ را برو بخوان پس از و پرسیدم که چه حال داری گفت ظاهر شد اثر
الخ مولایم فرموده پس چون من شروع کردم بخواندن سورهٔ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةِ
الْقَدْرِ شنیدم که آن طفل در شکم با من همراهی میکرد در خواندن و بر من
سلام کرد و من ترسیدم پس حضرت صدا زدند که تعجب مکن از قدرت
الٰهی که حق تعالی خردان ما را بحکمت گویا میگرداند و ما را در بزرگی حجت خود
ساخته در زمین پس چون کلام حضرت امام علیه السلام تمام شد نرجس از دیدهٔ
من غایب شد گویا پرده در میان من و او حائل گردید پس دویدم بسوے
حضرت امام حسن عسکری علیه السلام فریاد کنان حضرت فرمود که برگرداے عمه
که او را در جاے خود خواهی دید چون برگشتم پرده کشوده شد و در نرجس نوری
مشاهده کردم که دیده ام را خیره کرد و حضرت صاحب الامر علیه السلام را دیدم
که رو بقبله بسجده افتاده بزانو و انگشتان سبابه را بآسمان بلند کرده میگوید
اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ جَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَّ اَبِیْ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ
پس یک یک امامان را شمرد تا بخودش رسید پس فرمود که اَللّٰهُمَّ اَنْجِزْ لِیْ
وَعْدِیْ وَاَتْمِمْ لِیْ اَمْرِیْ وَثَبِّتْ وَطْأَتِیْ وَامْلَاِ الْاَرْضَ بِیْ قِسْطًا وَعَدْلًا
یعنی خداوندا وعدهٔ نصرت که بمن فرمودهٔ وفا کن و امر خلافت و امامت مرا تمام کن و
استیلاے انتقام مرا از دشمنان ثابت گردان و پر کن زمین را بسبب من از عدل و داد

و در روایت دیگر چنانست کہ چون حضرت صاحب الامر متولد شد نورے ازو ساطع گردید و با فاق آسمان پہن شد و مرغان سفید دیدم کہ از آسمان بر زمین آمدند و بالہاے خود را بر سر و بدن آنحضرت مالیدند و پرواز میکردند پس حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام مرا آواز داد کہ اے عمہ فرزند مرا در برگیر و بسوے من بیاور پس چون برگرفتم او را ختنہ کردہ و ناف بریدہ و پاک و پاکیزہ یافتم و بر ذراع راستش نوشتہ بود کہ جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا یعنے حق آمد و باطل مضمحل شد و محو گردید بدرستیکہ باطل مضمحل شد نیست و ثبات و بقائی دارد و پس حکیمہ گفت کہ چون آن فرزند سعادتمند را بنزد پدر بزرگوارش بردم ہمین کہ نظرش بر پدر افتاد سلام کرد پس حضرت او را گرفت و زبان مبارک بر ہردو دیدۂ مبارکش مالید و در دہان و در ہردو گوشش زبان بگردانید و بر کف دست چپ او را نشانید و دست مطہر بر سر آن سرور مالید و گفت اے فرزند سخن بگو بقدرت آلہی پس حضرت صاحب الامر استعاذہ فرمود و گفت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ وَ نُمَكِّنَ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ وَ نُرِىَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ - و این آیۂ کریمہ موافق احادیث معتبرہ در شان آنحضرت و آباے بزرگوار او نازل شدہ است و ترجمۂ ظاہر لفظش اینست کہ میخواہیم کہ منت گذاریم بر جماعتے کہ ایشان را ستمگاران در زمین ضعیف گردانیدہ اند و بگردانیم ایشان را پیشوایان دین و بگردانیم ایشان را وارثان زمین و تمکین و استیلا بخشیم ایشان را در زمین و بنمائیم بفرعون و ہامان (معاذ اللہ) یعنے ابو بکر و عمر و لشکرہاے ایشان از ان امامان آنچہ را حذر میکردند بر گشتیم!

ترجمہ حدیث پس حضرت صاحب الامر علیہ السلام بر حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحضرت امیر المومنین وجمیع اماما ن علیہم السلام
صلوات فرستادہ تا پدر بزرگوار خود پس دریں حال مُرغان بسیار
نزدیک سر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا شدند پس آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم یکی ازان مرغان صدا زد کہ این طفل را بردار و نیکو محافظت
نما و ہر چہل روز یک مرتبہ نبزد ما بیار مرغ آنحضرت علیہ السلام را
گرفت و بسوے آسمان پرواز کرد و سائر مرغان نیز از عقب او پرواز کردند
پس حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرمود کہ سپردم ترا آن کسے کہ مادر
موسیٰ علیہ السّلام موسیٰ را بآن سپردہ بود پس نرجس خاتون گریان شد حضرت
علیہ السلام فرمود کہ ساکت شو کہ شیر از غیر پستان تو نخواہد خورد و نزدے
او را بسوے تو برمیگردانند چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام را بمادرش بر
گردانیدند چنانچہ حق تعالے فرمودہ است کہ پس برگردانیدیم موسیٰ علیہ السلام
بسوے مادرش تا دیدۂ مادرشس باو روشن گردد پس حضرت حکیمہ پرسید
کہ این چہ مرغ بود کہ صاحب الامر را باو سپردید فرمود کہ این روح القدس ست
کہ موکل ست بائمہ علیہ السلام ایشان را موفق میگرداند از جانب خدا
واز خطا نگاہ میدارد وایشان را بعلم و حکمت زینت میدہد حکیمہ
گفت کہ چون چہل روز گذشت بخدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
رفتم دیدم طفلے درمیان خانہ راہ میرود گفتم اے سیدمن این طفل
دو سالہ است حضرت علیہ السلام تبسم نمود و فرمود کہ اولاد
پیغمبران و اوصیاے ایشان ہرگاہ امام باشند بر خلاف
اطفال دیگر نشو و نماے کنند و یکماہہ ایشان مانند یک سالہ

دیگران ست و ایشان در شکم مادر سخن میگویند و قرآن میخوانند و عبادت پروردگار میکنند و در هنگام
شیر خوردن ملائکه فرمان ایشان میبرند و هر صبح و شام بر ایشان نازل میشوند پس حکیمه فرمود
که هر چهل روز یک مرتبه بخدمت او میرسیدم در زمان حضرت امام حسن عسکری علیه السلام
تا آنکه چند روزی قبل از وفات آنحضرت او را ملازمت کردم بصورت مردی کامل مشاهده
نمودم او را نشناختم بفرزند برادر خود گفتم که این مردکیست که مرا میفرمائی که نزد او بنشینم فرمود
که این فرزند نرجس ست و خلیفه منست بعد از من و عنقریب من از میان شما میروم باید که
سخن او را قبول کنی و امر او را اطاعت نمائی پس بعد از چند روز حضرت امام حسن عسکری
صلوات الله علیه بعالم قدس ارتحال نمودند و من حضرت صاحب الامر صلوات الله علیه را هر
صبح و شام ملازمت می نمودم و از هر چه سوال میکردم مرا خبر میداد و گاهی می خواستم که
سوالی بکنم هنوز سوال نکرده جواب میفرمود. و در روایت دیگر چنین وارد شده است که
حکیمه گفت که بعد سه روز از ولادت حضرت صاحب الامر مشتاق لقای آنحضرت شدم و رفتم
بخدمت حضرت امام حسن عسکری علیه السلام و پرسیدم که مولای من کجاست فرمود که سپردم
او را بآن کس که از ما و تو باو احق و اولی بود و چون روز هفتم شود بیا نزد ما چون روز هفتم شد
رفتم گهوارهٔ دیدم بر سر گهواره دویدم مولای خود را دیدم چون ماه شب چهاردهم و بر روی
من می خندید و تبسم میفرمود پس حضرت آواز دادند که فرزندم را بیاور چون بخدمت آنحضرت
رفتم زبان در دهانش گردانید و فرمود که سخن بگو ای فرزند حضرت صاحب الامر شهادتین
فرمود و صلوات بر حضرت رسالت پناه و سائر ائمه علیهم السلام فرستاد و بسم الله گفت و
آیت که گذشت تلاوت نمود پس حضرت امام حسن عسکری علیه السلام فرمود که بخوان ای فرزند
از آنچه حق سبحانه و تعالی به پیغمبران فرستاده است پس ابتدا کرد و صحف آدم را بزبان سریانی
خواند و کتاب ادریس و کتاب نوح و کتاب هود و کتاب صالح و صحف ابراهیم و توریت موسی
علیه السلام و زبور داؤد و انجیل عیسی علیه السلام و قرآن جدم محمد مصطفی صلوات الله علیه

وعلیہم اجمعین ہمہ را خواند پس قصہای پیغمبران را یاد کرد پس حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرمود کہ چون حق تعالی مہدی این امت را بمن عطا فرمود دو ملک فرستاد کہ او را بسراپردہ ہای عرش رحمانی بردند پس حق تعالی باو خطاب نمود کہ مرحبا بتو ای بندۂ من ترا خلق کردہ ام برای یاری دین خود و اظہار امر شریعت خود و توئی ہدایت یافتہ از بندگان من قسم بذات مقدس خود می خورم کہ باطاعت تو ثواب میدہم و بنا فرمانی تو عقاب میکنم مردم را و بسبب شفاعت و ہدایت تو بندگان را می آمرزم و بمخالفت تو ایشان را عذاب میکنم ای دو ملک برگردانید او را بسوی پدرش و از جانب من سلام برسانید و بگوئید کہ او در پناہ و حفظ و حمایت منست او را از شر دشمنان حراست و محافظت می نمایم تا ہنگام کہ او را ظاہر گردانم و حق را باو بر پا دارم و باطل را باو سرنگون سازم و دین حق برای من خالص باشد و از نسیم خادم امام حسن عسکرے علیہ السلام منقول ست کہ در ساعتی کہ حضرت صاحب الامر علیہ السلام متولد شد عطسہ کرد و فرمود کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ پس فرمود کہ ظالمان گمان میکنند کہ حجت الہی را باطل و ضائع میتوانند کرد وقتے کہ رخصت فرماید حق تعالی ما را در سخن گفتن ہر آئینہ شکہا برطرف شود و چون یک شب از ولادت آنحضرت علیہ السلام گذشت من در خدمت آنحضرت عطسہ کردم فرمود یرحمک اللہ من خوشحال شدم پس فرمود کہ میخواہی کہ ترا در عطسہ بشارتی بدہم گفتم بلی فرمود کہ امانست از مرگ تا سہ روز۔ خلاصہ مضمون حدیث چوتھی کا یہ ہے کہ دو شیخ بزرگوار شیخ محمد بن بابویہ قمی اور شیخ ابو جعفر طوسی رحمۃ اللہ علیہما کتاب غیبت میں بسند معتبر بشیر بن سلیمان بردہ فروش سے جو کہ ابو ایوب انصاری اور شیعیان خاص امام علی نقی علیہ السلام و امام حسن عسکری علیہ السلام سے تھے اور مقام سُرّمن رای میں امام صاحب کے ہمسایہ میں رہتے تھے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز کافور غلام حضرت امام علی نقی علیہ السلام کا میرے مکان پر آکر مجھکو بلا لیگیا جب میں امام صاحب کی خدمت میں جاکر حاضر ہوا آپنے فرمایا کہ تم اولاد انصار سے ہو اور محبت ہم اہلبیت کی

ہمیشہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آج تک تم لوگون مین چلی آتی ہے اسواسطے ہم تمکو ایک
بزرگی اور فضیلت پر مامور کرتے ہین جسکے انجام کرنے سے تم ہماری ولایت مین تمام ہمارے
شیعون پر سبقت لیجاؤگے وہ یہ ہے کہ تمکو ایک راز مخفی پر اپنے مطلع کرتے ہین اور ایک لونڈی
کے خرید کرنیکو روانہ کرتے ہین پس تب انکر حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے ایک نامہ پاکیزہ خط
انگریزی ولغت انگلش مین تحریر فرماکر اپنی مہر و دستخط شریف سے اوس نامہ کو مزین فرمایا
اور ایک تھیلی جسمین دو سو بیس اشرفی تھی مکان مین سے لاکر نامہ و تھیلی اشرفی کی مجکو دیکر
حکم دیا کہ بغداد مین پہونچکر بوقت دو پہر فلان روز فلان پل پر حاضر ہو۔ پس جس وقت کشتی
قیدیونکی کنارے پر پہونچیگی تو ایک جماعت لونڈیونکی تم اوس کشتی مین دیکھوگے اور ایک
جماعت خریدارون اور وکیلون امراے بنی عباس کی اور کچھ لوگ جوانان عرب کو جو واسطے
خریداری کے موجود ہونگے دیکھوگے پس تم دور سے عمرو بن یزید بردہ فروش کو دیکھتے رہنا
تاوقتیکہ وہ فلان ہیئت و فلان صورت کی لونڈیکو جو دو جامے موٹے حریر کے پہنے ہو نکالی
اور وہ لونڈی خریدارون کے منظر کرنے اور ہاتھ لگانے سے نفرت ظاہر کریگی اور پردہ کے
اندر سے رومی آواز سنوگے۔ پس معلوم کرنا کہ زبان رومی مین کہتی ہے کہ افسوس میرے
عفت کا پردہ چاک ہوا یہ آواز سنکر ایک خریدار کہیگا کہ مین تین ہزار اشرفی اس لونڈی کی
قیمت دیتا ہون کیونکہ اس لونڈی کی عفت نے مجکو خرید کرنے پر راغب کیا۔ پس وہ لونڈی
لغت عربی مین اوس خریدار سے کہیگی کہ اگر تو مثل حضرت سلیمان بن داؤد کے اپنی حشمت
ظاہر کرے اور بادشاہی پاوے تب بھی مجکو تیری طرف رغبت نہوگی اپنے مال کو میری خرید
کرنے مین ضائع مت کر یہ بات سنکر عمرو بن یزید بردہ فروش کہیگا کہ مین تیرا کیا علاج
کرون کہ کسی خریدار سے رضامند نہین ہوتی اور مجھے ضرور فروخت کرنا ہے۔ پس وہ
لونڈی جواب دیگی کہ کیون ایسی عجلت کرتا ہے عنقریب میرا خریدار بھی آتا ہے جسکی
اور دیانت پر میرا دل رغبت کریگا جب یہ آواز تیرے کان مین پہونچے مالک لونڈی سے کہے

پاس جاکر بیان کر کر ایک نامہ میرے پاس ہے جسکو ایک رئیس اور شریف نے بلغت فرنگی وبخط
انگریزی نہایت مہربانی سے لکھا ہی یہ بیان کرکے نامہ اوس لونڈی کو دینا کہ پڑہے اور
یہ بہی کہنا کہ اگر صاحب نامہ کو تو پسند کرے تو اونکی طرفسے مین تجھکو اونکے واسطے خرید
کرون بشیر بن سلیمان کہتے ہین کہ جو کچھ حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا تہا
سب بےکم وکاست ظاہر ہوا اور جو کچھ مجھے ارشاد کیا تہا اوسپر مینے عمل کیا پس
جسوقت لونڈی نے نامہ کو دیکھا بہت روئی اور عمرو بن یزید بردہ فروش سے کہا
کہ مجھکو نامہ لکھنے والے کے ہاتھ فروخت کر اور سخت قسمین کہائین کہ اگر مجھکو اس خریدار
کے ہاتھ نہ فروخت کیا تو اپنے کو ہلاک کر ڈالونگی غرض بشیر بن سلیمان بردہ فروش
نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی طرف سے بعد گفت وشنید ورد وبدل اوسی دوسو
بیس اشرفی پر جو امام صاحب نے دی تہین عمرو بن یزید بردہ فروش سے لونڈی کو
خرید کیا اور لونڈی نہایت خوش ہوئی اور مین لونڈی کو ہمراہ اپنے بغداد مین جہان
مقیم تہا لایا جب لونڈی اوس مکان مین جہان مین ٹھہرا تہا پہونچی حضرت امام صاحب
کے نامے کو نکال کر کبہی تو چومتی تہی اور گاہے آنکہون مین لگاتی تہی اور کبہی منہ سے ملتی اور
گاہے سر پر رکہتی تہی مینے یہ حالت دیکہکر کہا کہ ہنوز نامہ لکھنے والے کو تونے دیکھا نہین
اور نامہ سے یہ محبت ہے لونڈی نے کہا اے عاجز کم معرفت فرزندان اور اوصیان پیغمبر کی
بزرگی سنے کو گوش دل اپنا میری طرف مخاطب کر تو احوال اپنا تجھے سناؤن مین ملکہ
دختر یشوع فرزند قیصر بادشاہ روم کی ہون اور مان میری اولاد شمعون بن حمون الصفا
وصی حضرت عیسیٰ ع کی ہے عجیب وغریب میرا واقعہ ہے ذرا گوش دل سے دہیان لگا کر
سن میرے جد قیصر نے چاہا تہا کہ میرا عقد اپنے بہائی کے فرزند سے کرے جب مین
تیرہ برس کی تہی غرض کہ اپنے محل مین اولاد حواریان عیسیٰ ع کو جمع کیا اور علماے
نصاریٰ اور اونکے شاگردان تین سو جمع ہوئے اور سات سو امرا اور چار ہزار سرداران

درباری اور لشکری موجود ہوئے اور تخت شاہی جسکے چالیس پایے تھے انواع اقسام کے جواہرات سے مرصع کیا تھا اور ہر ایک پایے پر بتون اور چلیپون کو کھڑا کرکے نوشہ کو تخت پر بٹھایا پس خطیبون نے انجیل ہاتھون مین لیکر جیسے پڑھنا شروع کیا تمام بت اور چلیپا سرنگون زمین پر گر پڑے اور پایے تخت کے ٹوٹ گئے اور نوشہ بے ہوش ہوگیا پس اس واقع سے رنگ خطیبون کا زرد ہوا اور بدن کانپنے لگے ایک بزرگ نے میرے جد سے کہا کہ اے بادشاہ ایسے کام سے ہمکو معاف کر جسکے سبب سے یہ نحوست ظاہر ہوئی ہے جو دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ دین مسیحی عنقریب زایل ہو جائیگا پس میرے جد نے اس امر کو فال بد جانا اور علماے نصارا سے کہا کہ اس تخت کو از سر نو دوبارہ قایم کرو اور چلیپون کو اونکی جگہہ پر رکھو اور اس نوشہ برگشتہ روزگار بدبخت کے بھائی کو بلاؤ اس دختر کا نکاح اوسکے ساتھ کرونگا اور اس نوشہ کی نحوست کو اوسکے بھائی کے اقبال سے دفع کرونگا پس جب سامان درست کرکے دوسرے نوشہ کو تخت پر بٹھایا اور سب لوگ انجیل پڑھنے لگے وہی حالت پہلے پھر ہوئی اور اوسکی بھی نحوست مثل اوسکے وقوع مین آئے لیکن اس بھید کو کسی نے نہ جانا کہ یہ سعادت سروری ہے نہ نحوست دونون بھائیون کی۔ پس سب لوگ واپس گئے اور میرا باپ غمگین مکان مین آیا اور پردے خجالت کے لٹکا کر سو رہا جب دوسری رات ہوئی اور مین سوئی خواب مین مینے دیکھا کہ حضرت مسیح ع و شمعون و جمیع حوارین میرے باپ کے محل مین جمع ہوئے اور ایک منبر نور سے نصب کیا کہ بلندی مین آسمان پر فوق رکھتا تھا اور یہ منبر اوسی جگہہ تھا جہان میرے باپ نے تخت نصب کیا تھا پس حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اور داماد اونکے داماد حضرت علی علیہ السلام اور تمامی ایمہ اور فرزندان اونکے تشریف لائے اور حضرت مسیح علیہ السلام نے نہایت ادب اور تعظیم سے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا اور حضرت سے معانقہ کیا پس آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا روح اللہ میں اسواسطے آیا ہون کہ آپ کے وصی شمعون کی دختر ملکہ نرگس کو اپنے فرزند سے نامزد کرون اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمایا پس حضرت مسیح ؑ نے یہ بات سنکر طرف حضرت شمعون کے نظر کی اور فرمایا کہ یہ شرف دارین کا تمکو حاصل ہوا پس پیوند کرو رحم اپنے کو رحم آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے شمعون نے قبول کیا پس جمیع حضرات منبر پر تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور حضرت مسیح ؑ نے عقد نکاح پڑھا اور فرزندان حضرت رسالت پناہ معہ حواریون کے گواہ ہوئی۔ پس جب مین اوس خواب سے بیدار ہوئی مارے ڈر کے مینے اپنے والدین سے نہ بیان کیا کہ مجھکو قتل کر ڈالین گے اور اس راز کو پوشیدہ کیے رہے اور آتش فراق اوس آفتاب فلک امامت سے جلتی بھنتی رہی صبر و شکیبائی نے مجسے کنارا کیا حتی کہ خورد و خواب سب حرام ہوا روز بروز لاغر ہونے لگی کوئی حکیم اور طبیب میرے باپ کی سلطنت مین باقی نرہا جسنے میرا علاج نکیا ہو جب میرے علاج سے مایوسی ہوئی ایک روز میرے باپ نے مجسے کہا کہ لے نور چشم دختر میری کوئی آرزو تیرے دلمین ہو تو بیان کر کہ اوسکو مین پوری کرون مینے جواب دیا کہ اے پدر بزرگوار میرے مینے تمام عیش و عشرت خورد و نوش جہان سے کنارہ کیا ہے کسی شے کی میرے دل مین خواہش نہین ہے ہان ایک آرزو رکھتی ہون وہ یہ ہے کہ قیدیان اہل اسلام کو اگر تم رہا کرو تو کیا عجب ہے جو حضرت مسیح اور اونکی والدہ حضرت مریم انکی رہائی سے مجھے صحت عطا فرمائین پس جسوقت میرے باپ نے قیدیان مسلمانان کو رہا کیا کسیقدر مینے صحت اپنی ظاہر کی اور تھوڑا کھانا بھی کھایا میرا باپ یہ حالت دیکھکر نہایت خوش ہوا اور جسقدر مسلمان قیدی تھے اون سب کو اوسنے چھوڑ دیا اور پندرہ روز کے عرصے مین مین بالکل تندرست ہوگئی اور جب سوئی تو حضرت فاطمہ زہرا ؑ کو مینے خواب مین دیکھا کہ میرے دیکھنے کو تشریف لائی ہین و حضرت مریم

ایک ہزار حوران بہشتی اونکے ہمراہ ہین۔ پس حضرت مریم نے مجھسے فرمایا کہ یہ خاتون بہترین
زنان تمہارے شوہر کی والدہ ماجدہ یعنے تمہاری ساس ہین پس مینے اونکے دامن مبارک
کو پکڑا اور رونے لگی اور شکایت کی کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام مجھپر نہایت جفا کرتے
ہین اور اپنی صورت نہین دکھاتے حضرت سیدہ نے فرمایا بھلا کیونکر ہو سکتا ہے کہ
میرا فرزند تمہارے دیکھنے کو آوے کہ تم خدا کے ساتھ شرک کرتی ہو اور مذہب ترساؤن کا
رکھتی ہو اور یہ بہن مریم دختر عمران بہی تم لوگون سے اپنی بیزاری ظاہر فرماتے ہین
اگر تجھکو خواہش میرے فرزند کی ہے تو اس دین سے توبہ کر جسمین خوشی حق تعالی و
حضرت مسیح و مریم کی ہے اور حضرت امام حسن عسکری تیرے دیکھنے کو آئین پس کہو
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ اَبِی مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ پس جسوقت مینے یہ دونون کلمے کہے
حضرت سیدہ نے مجھکو اپنے سینے سے لگا لیا اور میری دلداری فرمائی اور فرمایا اب منتظر
میرے فرزند کے آنیکی رہنا اور مین اپنے فرزند کو تیرے پاس روانہ کرونگی پس مینے
اون دونو کلمون کو ورد زبان کیا جب رات ہوئی تو حضرت امام حسن عسکری کو
مینے خواب مین دیکھا اور کہا اے یار میرے دل کو اپنی محبت مین گرفتار کرکے کیون
اسقدر جفا کرتے ہو حضرت امام نے فرمایا کہ مین تیرے پاس اس سوجہ سے نہین آتا تھا
کہ تو مشرک تھی اب چونکہ مسلمان ہو گئی ہے ہر شب تیرے پاس آیا کرونگا جب تک
خدا یتعالی مجھکو اور تجھکو باخود بظاہر مین نہ ملائیگا اور اس مفارقت کو وصال سے
نہ بدلیگا پس اوسی رات سے کوئی رات ایسی نہین گذری کہ حضرت امام نے اپنے وصال
سے محروم رکھا ہو۔ بشیر بن سلیمان نے کہا کیونکر تم قیدیون مین گرفتار ہوئین جواب دیا
کہ مجھکو حضرت امام نے خبر دی تھی کہ ایک شب فلان روز تمہارا باپ مسلمانون کے ساتھ جنگ
کرنیکو لشکر روانہ کریگا اور آپ بعد اوسکے روانہ ہوگا تم بہی ہمراہ لونڈیون کے چلے آنا چنانچہ مینے ویسا ہی
کیا جب مسلمانون کے لشکر کا مقابلہ ہوا اون لوگون نے ہم لوگون کو گرفتار کیا اور اس حالت کو پہونچی

جو تمنے اپنی آنکھون سے دیکھی اور اب تک سوائے تمہارے کوئی میرے حال سے واقف نہین
ہوا ہی کہ مین دختر بادشاہ روم کی ہون اور جس شخص کے مین حصے مین آئی اوسنے میرا نام دریافت
کیا مینے کہا کہ میرا نام نرجس ہے اوسنے کہا یہ نام لونڈیون کا ہی بشیر نے کہا تعجب ہی کہ تم فرنگن ہوکر
عربی زبان جانتی ہو نرجس نے کہا میرے باپ نے میرے واسطے ایک عورت ایسی نوکر رکھی تھی
جو عربی بھی خوب جانتی تھی اوس سے مینے عربی زبان سیکھ لی بشیر کہتے ہیں کہ جب مین نرجس
کو سُرمن رائے مین لایا اور حضرت امام علی نقی ؑ کی خدمت مین پہونچایا حضرت امام نے
نرجس سے فرمایا کہ کسطرح حق سبحانہ تعالی نے عزت دین اسلام و ذلت دین نصاری کی اور شرف
و بزرگی محمد اور انکی آل کی تجھکو دکھائی نرجس نے کہا کسطرح مین آپکی تعریف کرون اے فرزند
رسول خدا ؐ ہر شئے کو آپ مجھسے بہتر جانتے ہین پس حضرت امام نے فرمایا کہ ہم چاہتے ہین کہ تمہاری
بزرگی کریں ایسی چیز سے جو تمہارے نزدیک بہتر ہو آیا دس ہزار اشرفی تمکو دون یا بشارت ابدی
دون نرجس نے کہا مین بشارت ابدی چاہتی ہون مال نہین چاہتی حضرت امام نے فرمایا بشارت
ہو تجکو ایسے فرزند کی جو بادشاہ مشرق و مغرب کا ہوگا اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیگا
بعد اسکے کہ ظلم اور ستم سے بھر گئی ہو نرجس نے کہا یہ فرزند کس سے پیدا ہوگا حضرت امام نے فرمایا
اوس شخص سے کہ حضرت رسالت پناہ نے جسکے واسطے خواستگاری کی تھی بعد ازان اپنے نرجس سے
دریافت کیا کہ حضرت مسیح ؑ اور اونکے وصی نے تمہارا نکاح کس سے کیا تھا نرجس نے جواب دیا
کہ آپکے فرزند امام حسن عسکری ؑ سے حضرت امام نے فرمایا کہ ایسا نہین ہوا جو تمنے دیکھا ہو
بعد ازان حضرت امام علی نقی ؑ نے اپنے غلام کافور کو بلا کر فرمایا کہ جاؤ اور ہماری ہمشیر حضرت
حکیمہ خاتون کو بلا لاؤ جب حضرت حکیمہ تشریف لائین امام صاحب نے فرمایا کہ اے بہن یہ وہی فرزندی
ہے جسکے واسطے ہمنے کہا تھا حکیمہ نے نرجس کو آغوش مین لیکر بہت محبت ظاہر کی اور خوش ہوئین
حضرت امام صاحب نے فرمایا اے دختر رسول خدا صلعم اسکو اپنے مکان لیجاؤ اور واجبات اور سنت تعلیم کرو
کہ یہ بی بی حضرت امام حسن عسکری ؑ کی اور والدہ حضرت امام مہدی علیہما السلام کی ہین

بیان ولادت حضرت امام مهدی علیه السلام

خلاصہ حدیث پانچوین کا یہ ہے۔ مشایخ عظام ذوی الاحترام محمد بن یعقوب کلینی و محمد بن بابویہ قمی و شیخ ابو جعفر طوسی و سید مرتضی وغیرہ محدثین عالیشان بسند ہای معتبر حضرت حکیمہ خاتون سے روایت کرتے ہین کہ ایک روز حضرت امام حسن عسکری ع میرے مکان مین تشریف لائی اور تند نگاہ سے نرجس خاتون کیطرف دیکہا مینے یہ بات دیکہکر عرض کی کہ اگر آپکو خواہش انکی ہے تو اپکی خدمت مین بہیجدون اپنے فرمایا ای پہوپہی جان یہ نگاہ از روی تعجب کی تہی کیونکہ خدا وند تعالی عنقریب اوس سے ایسا فرزند پیدا کریگا جو تمام عالم کو عدل و انصاف سے سرسبز کریگا ایسے وقت مین کہ جہان ظلم و ستم سے بہرا ہوا ہوگا۔ پس حضرت حکیمہ نے کہا نرجس کو آپکی خدمت مین بہیجدون اپنے ارشاد فرمایا کہ میرے والد ماجد سے اس امر مین اول دریافت کر لو حضرت حکیمہ کہتے ہین کہ مینے کپڑے اپنے پہنے اور بہای امام علی نقی علیہ السلام کے مکان گئی اور سلام کرکے بیٹہہ گئی قبل اسکے کہ مین کچہہ عرض کرون آپنے اپنے اعجاز سے فرمایا کہ ای بہن حکیمہ نرجس کو امام حسن عسکری کے مکان پہونچادو مینے عرض کیا ای سید مین تو خاص اسی غرض سے اسوقت حاضر ہوئی ہون کہ آپ سے اس امر مین اجازت طلب کرون حضرت نے فرمایا اسے ہمشیرہ مہربان صاحب برکت خدا تعالی چاہتا ہے کہ تمکو بہی اس ثواب عظیم مین شریک کرے اور حصہ بزرگ خیر و سعادت کا تمکو عطا فرماوے کیونکہ تمکو ایک وسیلہ اس کام کے انجام دینے کا بنایا ہے حکیمہ کہتے ہین کہ مین فورًا اپنے مکان کو لوٹی اور سامان زفاف اوس معدن فتوت و عفاف کا اپنے مکان مین کیا بعد چند روز کے اوس سعد اکبر کو اس زہرہ منظر کے ساتہہ مکان میں خورشید انور نے اونکے والد بزرگ کے لالائی بعد چند روز کے اوس آفتاب مطلع امامت نے مغرب عالم بقا مین غروب فرمایا اور ماہ

بعد خلافت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام عہدۂ امامت پر اونکے جانشین ہوئے۔
مین ہمیشہ موافق عادت کے خدمت مین اون امام البشر کے جایا کرتی تھی ایک روز نرجس
خاتون نے مجھسے کہا اے میری خاتون قدم آگے بڑہایئے کہ مین آپکے قدمون سے کفش اوتارون
مینے کہا تم خود میری خاتون و صاحب ہو مجھسے ایسا ہرگز ہرگز نہو گا کہ اپنی کفش اوتروائون
اور خدمت لون بلکہ مین آپکی خدمت کرنا چاہتی ہون اور آپکا احسان اپنی آنکھون پر
رکھتی ہون جس وقت میرا یہ کلام حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے سُنا فرمایا اے
پھوپھی خدا تمکو جزای نیک دے غرض مین آپکی خدمت مین آفتاب غروب ہونے تک بیٹھی
رہی جب آفتاب غروب ہو گیا مینے اپنی خادمہ سے کہا کہ میرا جامہ لاؤ اپنے مکان جاؤن
حضرت نے فرمایا ای پھوپھی جان آج کی رات ہمارے یہان رہ جاؤ آج ہمارے فرزند
گرامی تولد ہو گا جسکے سبب سے اللہ تعالی زمین کو علم ہدایت سے زندہ کریگا بعد مردہ
ہو جانیکے بسبب ظاہر ہونے کفر و ضلالت کے۔ مینے کہا اے میرے سید کس سے فرزند پیدا ہو گا
کیونکہ مین تو نرجس مین کوئی علامت حمل کی نہین پاتی ہون۔ آپنے فرمایا کہ اسی نرجس خاتون
سے پیدا ہو گا یہ سنکر مین اوٹھی اور نرجس کے شکم اور پشت کو دیکھا کوئی علامت نہ پائی واپس
آکر حضرت امام علیہ السلام سے بیان کیا آپ ہنسے اور فرمایا کہ صبح ہوتے اون پر علامت حمل
کی ظاہر ہو گی کیونکہ اونکی مثال مثل مادر حضرت موسی علیہ السلام کے ہے کہ وضع حمل تک
کوئی علامت حمل کی ظاہر نہو ئی تھی اور کوئی اونکے حمل سے واقف نہ تہا کس واسطے کہ فرعون
شکم عورتون کا چاک کراتا تہا حضرت موسی علیہ السلام کی تلاش مین اور اس فرزند کا
بھی ویسا ہی حال ہے۔ اور دوسری روایت مین ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام
نے فرمایا کہ حمل ہم اوصیا ی پیغمبرون کا شکم مادر مین نہین رہتا ہے بلکہ پہلو مین رہتا ہے
اور ہم لوگ شکم مادر سے پیدا نہین ہوتے ہین بلکہ ران مادر سے پیدا ہوتے ہین کیونکہ ہم نور
حق تعالی کے ہین حق کثافت و نجاست سے ہمکو پاک رکھتا ہے۔ حضرت حکیمہ بیان

کرتے ہین کہ مین پاس نرجس کے گئی اور کل کیفیت بیان کی نرجس نے کہا اے خاتون مجھکو کوئی علامت حمل کی اپنے مین معلوم نہین ہوتی غرض رات کو مین وہین رہی اور کہاتا بہی وہین کہایا اور نرجس کے پاس سو رہی لیکن ہر ساعت خبر لیتی رہی نرجس اپنی حالت اصلی پر سوتی رہین اور مجھکو ہر ساعت حیرت زیادہ ہوتی تہی حتی کہ اوس رات بہ نسبت اور راتون کے مین جلدی واسطے نماز تہجد کے اوٹہی اور نماز ادا کی جسوقت نماز وتر کی پڑہنے لگی نرجس بہی اوٹہین اور وضو کرکے نماز تہجد پڑہنے لگین میٹنے آسمان کیطرف جو نظر کی تو صبح کاذب کے آثار نظر پڑے قریب تہا کہ میرے دلمین شبہہ گذرے اوس وعدہ سے کہ حضرت نے فرمایا تہا کہ دفعۃً حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے حجرے سے آواز دی کہ اے پہوپہی جان شک اور شبہہ مت کرو عنقریب وہ وقت آیا جاتا ہے پس فورًا نرجس مین مینے تغیر حال پایا اورا ونکو مینے اپنے اغوش مین لگایا اور اسم باری تعالی جلشانہ پڑہ کر دم کرنا شروع کیا اس عرصے مین حضرت امام نے آواز دی کہ اے پہوپہی جان سورۂ اِنَّآ اَنْزَلْنَاہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ پڑہکر دم کرو مینے نرجس سے دریافت کیا کہ کیا حال ہے نرجس نے جواب دیا کہ جو کچہ میرے مولا نے فرمایا تہا وہ علامت آپہونچی۔ پس جسوقت مینے سورۂ اِنَّآ اَنْزَلْنَاہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ پڑہنا شروع کیا میرے کان مین آواز آئی کہ وہ لڑکا بہی شکم مین سے میرے ساتہ پڑہتا ہے (مؤلف اے صاحب تو یہ کیجی زبان تہا مئی شکم بیار زچرک چو معنی ولد پہلوسے یاران سے پڑہتا ہے) اور مجھکو سلام کیا مین ڈری حضرت نے آواز دی کہ اے پہوپہی تعجب مت کرو قدرت الہی سے حق تعالی ہمارے بچون کو گویا کرتا ہے اور ہمکو دنیا مین اوسکے ساتہ بزرگی کے اپنی دلیل اور حجت بنائی ہے پس جسوقت کلام حضرت امام کا ختم ہوا نرجس میری نظرون سے غائب ہوگین گویا میرے اور اون کے درمیان مین پردہ تہا مین فریاد کرتی ہوئی حضرت امام کیطرف دوڑی اپنے فرمایا

اے پھوپھی جان لوٹ جاؤ اونکو اونکی جگہہ پر پاؤگی جب مین لوٹی تو اپنی جگہہ پر
پایا اور نرجس کو دیکھتے تھی تو میری نظر اونکی طرف نہ ٹھہرتی تھی اور حضرت امام مہدیؑ
کو مینے دیکھا کہ رو بقبلہ سجدے مین ہین اور کلمے کی اونگلی کو آسمان کی طرف اوٹھائے
ہوئے کہتے ہین اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ جَدِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَّ اَبِيْ
اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ بعد ازان ہر ایک امام کو یاد کیا جب اپنے نوبت آئی تو فرمایا۔
اَللّٰهُمَّ اَنْجِزْ لِيْ وَعْدِيْ وَاَتْمِمْ لِيْ اَمْرِيْ وَثَبِّتْ وَطْاَتِيْ وَاَمْلَأِ الْاَرْضَ
بِيْ قِسْطًا وَعَدْلًا یعنے اے رب جو مجھسے وعدہ فتح و نصرت کا کیا ہے وفا کر اور امر خلافت
و امامت کا میرا اتمام کر اور غلبہ میرے انتقام کا دشمنون سے ثابت کر اور آباد کر زمین
کو میرے عدل و انصاف سے (مولف واہ حضور جتنی دعا مانگی خاص اپنے لیے
سنیون کی خطا تو ظاہر تھی کہ کبھی عرضی نہ روانہ کرینگے لیکن مومنین پاک کو دعا مین
کیون نہ شریک کیا اونکے عرائض تو برابر بسبیل گنگا مائی اور جمنا بائی روانہ ہوا کرتے
ہین پنجتن پاک نے اپنے اپنے نصف نصف حسنات حضرات مومنین کو عطا فرمائی
آپنے دو کلمۂ خیر سے کیون یاد نہ فرمایا) اور دوسری روایت مین ہے کہ جسوقت حضرت
صاحب الامر تولد ہوئے ایسا نور اونسے نکلا کہ آسمان تک پھیلگیا اور مرغ سفید
دکھائی دیے کہ آسمان سے زمین پر آتے ہین اور اپنے بال آپکے سر اور منھہ پر
ملتے ہین اور اوڑ جاتے ہین بعد ازان حضرت امام حسن عسکری ؑنے حضرت
حکیمہ خاتون کو آواز دی کہ اے پھوپھی جان میرے فرزند کو میرے پاس لاؤ جسوقت
مینے اوٹھایا تو مختون اور ناف بریدہ پایا اور داہنے بازو پر لکھا تھا۔ جَآءَ الْحَقُّ وَ
زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ یعنے حق آیا اور باطل مضمحل اور محو ہوا
بتحقیق باطل مضمحل ہونے والا ہے اور ثبات و بقا نہین رکھتا۔ پس حکیمہ بیان کرتے
ہین کہ جسوقت مین اوس فرزند سعادت مند کو اون کے باپ کے پاس لیگئی جیسے

بچے کی نظر اپنے والد ماجد پر پڑی فوراً سلام کیا اور حضرت نے بچے کو لیکر اپنی زبان
مبارک بچے کے آنکھون پہ ملا اور دہان مین اور دونون کانون مین ڈال کر گھمائے
اور کف دست چپ پر بٹھا کر اپنا دست مبارک بچے کے سر پر پھیر کر فرمایا کہ اے
فرزند جان بحکم الٰہی سے اپنے والد سے باتین کرو پس حضرت صاحب الامرؑ نے تعوذ
فرما کر کہا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی
الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِیْنَ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَنُرِیَ
فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَحْذَرُوْنَ اور یہ آیت کریمہ موافق
احادیث معتبرہ کے شان مین آنحضرت اور آپ کے آبا کی نازل ہوئی ہے اور ترجمہ لفظی
اسکا یہ ہی کہ مین چاہتا ہون کہ احسان کرون ایک جماعت پر کہ جنکو ظالمون نے
دنیا مین کمزور کیا کرون مین انکو پیشوا دین کا اور وارث زمین کا اور دبدبہ اور
غلبہ دون انکو زمین پر اور دکھاؤن فرعون وہامان کو یعنے (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد)
ابوبکر وعمر اور اون کے لشکرون کو انہین امامون سے جیسے انکو پرہیز تھا (مؤلف
ارے بے انصافو اہل بیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تو در پردہ لونڈی بچہ
بناتے ہو اور اصحاب نبی رضوان اللہ علیہم کو صاف صاف برا کہتے ہو کچھ تمکو خدا
اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم بھی ہے یا نہین اور دعوی یہ کہ ہم شیعان اہل بیت
ہین اللہ تمکو ہدایت دے) پس حضرت صاحب الامر نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم وحضرت امیر المؤمنین وتمام ائمہ علیہم السلام پر اپنے والد ماجد تک درود پڑھی
اور یہان پر بہی بہت مرغ سر مبارک کے قریب موجود ہوئی حضرت امام حسن عسکری ع
نے ایک مرغ کو آواز دی کہ اس فرزند کو بحفاظت اوٹھا لیجاؤ اور چالیسوین روز
ہمارے پاس واپس لانا مرغ بچے کو لیکر آسمان پر اوڑ گیا اور دیگر مرغ بھی اوسکے
بعد پرواز کرگئے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا اے فرزند مینے تجھکو

اوسکے سپرد کیا جیسکے سپرد حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام
کو کیا تہا (مؤلف حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ نے حضرت موسی علیہ السلام کو
بخوف فرعون جسنے صرف موسیٰ علیہ السلام کی جستجو مین ہزارون بچون کو ہلاک
کرڈالا تہا ایک صندوق مین رکہکر محض بحفاظت خدا رود نیل مین بہادیا تہا اور
حضرت امام صاحب کے لینے کو روح القدس مرسلہ رب العالمین تشریف لائے ہین
اور شیر اپنی مادر مہربان کا نوش فرائینگے - چہ نسبت خاک را با عالم پاک *
وہ دریا مین یہ جاتے ہین با فلاک * پس حضرت نرجس خاتون رونے لگین حضرت
امام نے فرمایا خاموش رہو وہ تمہارا ہی پئین گے اور جلدی واپس لائین گے
جسطرح سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اونکی والدہ کے پاس لائے تھے جسطرح سے
اللہ تعالی فرماتا ہے کہ لوٹادیا ہمنے موسی علیہ السلام کو طرف اوسکی مان کے جسمین اوسکے
مان کی آنکھین روشن ہون حضرت حکیمہ نے دریافت کیا حضور یہ مرغ کون تھے جنکے
سپرد آپنے صاحب الامر کو کیا امام صاحب نے فرمایا یہ روح القدس تھے (مؤلف کہتا ہی
کیون نہو عبد اللہ بن سبا یہان تیرا عقدہ خوب حل ہوا) جو موکل کئے گئے ہین
ایمہ پر واسطے توفیق دینے نیک کامون کے جانب خدا سے اور نگاہ رکہنے کی خطا سے
اور واسطے تعلیم علم و حکمت کے (مؤلف کہتا ہے کہ اے صاحب تو یہ کہیے علم ما کان
و مایکون کا ایمہ کو حاصل ہوتا ہے) حضرت حکیمہ سے روایت ہی کہ بعد چالیس روز کے
مین حضرت امام کی خدمت مین حاضر ہوئے دیکہا کہ ایک لڑکا مکان مین گہومتا ہے
مینے کہا اے سید میرے یہ لڑکا تو دو برس کا ہے حضرت ہنسے اور فرمایا اولاد پیغمبرون
اور اونکے اوصیا ؤن کی جو امام ہوتے ہین بہ نسبت اور لڑکون کے بہت زیادہ نشو نما
کرتے ہین اور لڑکے جسقدر سال ایک سال مین بڑہتے ہین یہ ایک ماہ مین بڑہتے ہین
اور شکم مادر مین گفتگو کرتے ہین قرآن پڑہتے ہین اور عبادت اپنے پروردگار کی کرتے ہین

اور زمانہ شیر خوارگی مین ملائکہ انکی فرمانبرداری کرتے ہین اور ہر صبح و شام ملائکہ انکے
پاس نازل ہوتے ہین حضرت حکیمہ فرماتے ہین کہ زمانہ حیات حضرت امام حسن
عسکری علیہ السلام تک مین چالیسوین روز ایک مرتبہ آپ کی خدمت مین حاضر
ہوتی تھی ایک روز مین بموجب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام آپکی خدمت مین
حاضر ہوئے حضرت امام مہدی ع کو مین نے مرد بالغ پایا اور نہ پہچانا اور حضرت امام حسن
عسکری ع سے کہا کہ یہ مرد کون ہے جسکے نزدیک مجھے بیٹھنے کو کہتے ہو آپ ہنسے
اور فرمایا کہ یہ نرجس کا فرزند اور ہمارا خلیفہ ہے میرے بعد اور عنقریب مین اس دنیا سے
عالم بقا کو جایا چاہتا ہون تمکو چاہیے کہ بعد میرے اونکی تابعداری کرنا چنانچہ بعد چند
روز کے آپنے اس دار فانی سے طرف ملک جاودانی کی رحلت فرمائی۔ مین برابر آپکی
خدمت مین ہر صبح و شام حاضر ہوتی تھی اور جو کچھ سوال کرتے تھے آپ اوسکا جواب
دیتے تھے اور کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ بدون میرے سوال کیے میرے سوال کا جواب دے
دیتے تھے۔ اور دوسری روایت مین اسطرح سے حضرت حکیمہ بیان فرماتے ہین کہ
حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کے تیسرے روز مین مشتاق آپکے دیکھنے
کی ہوئی اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میرے مولا کہان
ہین آپ نے فرمایا کہ مین نے اونکو ایسے کے سپرد کیا ہے کہ جو ہمسے اور تمسے اونکا زیادہ والی
ہے ساتوین روز آنا اور دیکھ جانا جب ساتوان دن ہوا مین گئی اور دیکھا کہ ایک
گہوارہ ہے اور گہوارے کے اوپر آپ ہین اور مانند چودھوین رات کے چاند کے
چہرہ آپکا چمک رہا ہے اور میری طرف دیکھتے ہین اور مسکراتے ہین حضرت
امام حسن عسکری علیہ السلام نے آواز دی کہ میرے فرزند کو میرے پاس لے آؤ
مین لیگئی آپنے اپنی زبان بچے کے منہہ مین دیکر گھمائی اور فرمایا کہ اے صاحب زادے
بات کرو حضرت صاحب الامر نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور تمامی ایمہ پر درود پڑھکر بسم اللہ کہے
اور آیت سابقہ کو جو اوپر بیان ہو چکی پڑھی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے
فرمایا کہ اے میرے فرزند اوسکو پڑھو جو حق سبحانہ تعالی نے اپنے پیغمبرون پر نازل
فرمایا ہے پس حضرت امام مہدی علیہ السلام نے پہلے صحف آدم علیہ السلام زبان
سریانی مین پڑھے اور کتاب ادریس علیہ السلام وکتاب نوح علیہ السلام وکتاب
ہود علیہ السلام وکتاب صالح علیہ السلام وصحف ابراہیم علیہ السلام وتوریت
موسی علیہ السلام وزبور داؤد علیہ السلام وانجیل عیسی علیہ السلام اور قرآن
اپنے جد صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھا بعد ازان سب نبیون کے قصے بیان کئے اوسکے
بعد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالی نے اس امت
کے مہدی کو مجھے عطا فرمایا تو دو فرشتون کو بھیجا جو اونکو سراپردہ عرش رحمانی پر
لیگئے حق تعالی نے اون سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ مرحبا اے بندے میرے تجھکو مینے
اپنے دین کی مدد کرنے واسطے اور شریعت کے اظہار کے واسطے پیدا کیا ہے اور تو
ہدایت یافتہ میرے بندون مین سے ہی قسم ہے مجھکو اپنی ذات پاک کی کہ جو کوئی
اطاعت کریگا تیری وہ ثواب عظیم پاویگا اور جو کوئی نافرمانی کریگا تیری عذاب سخت
مین مبتلا کرونگا اور جسکی تم شفاعت کروگے اوسکو بخشدونگا اور جو تم سے مخالفت
کریگا اوسپر عذاب نازل کرونگا لے میرے دو فرشتو لیجاؤ اسکو انکے باپ کے پاس اور
میرا سلام کہو اور بعد سلام کے یہ کہو کہ وہ ہمارے حفظ وامان مین ہے اور اوسکو دشمنون
کے شر وفساد سے اوسکے ظہور تک محفوظ رکھونگا اور باطل کو اوسکے ہاتھ سے سرنگون
کرونگا اور دین حق خاص میرے واسطے ہے (مولف کہتا ہے اے مومنین سے
خدا خوب تو نے امام صاحب کی حفاظت فرمائی اور اپنے پناہ کا جلوہ دکھایا تیرے بندی
گندے تو جسکو پناہ اپنی دیتے ہین اوسکو اوسکے دشمنون کے درمیان گھوماتے ہین

تا پناہ کا اثر ظاہر ہو کہ یہ شخص بزور پناہ دہندہ اپنے دشمنوں مین بلا خوف و خطر علانیہ گھومتا ہے تو نے یہ کیسی پناہ دی ہے کہ دشمنوں کا کیا ذکر ہے امام صاحب کے جان نثار دیکھنے کو ترستے ہین) اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے نسیم خادم سے منقول ہے کہ جسوقت حضرت امام صاحب الامر تولد ہوئے عطسہ کیا یعنے چھینکا اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ۔ بعدازان فرمایا کہ ظالم گمان کرتے ہین کہ حجت آلہے کو باطل وضایع کرین لیکن جسوقت اللہ تعالے مجھکو کلام کرنے کی اجازت دیگا بتحقیق تمام شکوک کو مٹاؤنگا۔ اور نسیم کہتے ہین کہ آپکی ولادت کی ایک شب بعد مین آپکی خدمت مین تھا اور مجھے چھینک آئی آپنے فرمایا یَرْحَمُکَ اللّٰہُ مین خوش ہوا بعدازان آپنے فرمایا کہ تم چاہتے ہو کہ اس چھینک سے تجھکو بشارت دون مینے عرض کیا ہان آل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ امان ہے تجکو موت سے تین روز تک ختم ہوا خلاصہ مضمون حدیث پانچوین کا اسقدر بیان کرکے حافظ امام صاحب کی خدمت مین عرض کرینگے کہ حضور نے اپنے شیعون کی صدق مقالی کو ملاحظہ فرمایا کیسا اہل بیت کی محبت کا حق ادا کرتے ہین کہ حضور کو فرنگن لونڈی کا فرزند بتاتے ہین اور کیا خوب محبت کا حق ادا کرتے ہین حضرت امام صاحب یہ سنکر فرمائینگے کہ اے حافظ یہ کہانی تو نے خوب سنائی اور ہمارے شیعہ یہ بھی کچھ کہتے ہین کہ بعد پیدا ہونے کے ہم کیا ہوئے اور کہان رہے حافظ عرض کرینگے اے آقاے نامدار خدا کی قسم کوئی ایسی بات نہین ہے جو امام سے اور اماموں کے شیعون سے پوشیدہ ہو شاید حضور کو اسوقت یاد نہین ہے شیخ صالح متورع زین الدین علی بن فاضل مازندرانی مجاور مشہد مقدس نجف اشرف کو حضور اپنے ہمراہ اپنے قیام گاہ پر لے گئے ہین اور پندرہ روز اپنے مقام پر مقیم رکھا ہی اونکی زبانی حضور کے مقام کا پتا

اور نشان ظاہر جناب قاضی نور اللہ شوشتری اپنی کتاب مجالس المؤمنین میں تحریر فرماتے ہیں

بیان مقام قیام حضرت امام مہدی ع کا مع اولاد و اصحاب و افواج کے

جزیرۂ بحر اخضر و بحر ابیض جزیرۂ ایست در سرزمین بربر در میان دریای اندلس که حضرت صاحب الزمان وا ولاد و اصحاب او در انجا می باشند و از اندلس تا کنار آن دریا پانزده روز راه است و ابتدای آن مسافت دو روزه راه معمور نیست و آب در آنجا یافت نمیشود و باقی مسافت معمور است و آبادانیها با یکدیگر متصل و دیه بدیه پیوسته است و در ساحل آن دریا موضعیست بشکل جزیرۂ که اہل اندلس آن را جزیرۂ رفضه میگویند چه ساکنان آن ساحل ہمگی شیعۂ امامیه اند و قوت ضروری ایشان را از جزیرۂ اخضر که مقام حضرت صاحب الزمان است وکیل ناحیۂ مقدسه در سالی دو بار کشتی ہا بار کرده از راه بحر ابیض که محیط بآن ناحیۂ مقدسه است می آرد و به اہل آن جزیره قسمت کرده مراجعت مینماید و در بعضی از ازمنۂ سابقه یکی از صلحای شیعه بمساعدت توفیق بآنجا رسیده و شرح آن قصه را که طولی دارد شیخ اجل سعید شهید بن محمد مکی قدس الله روحه که یکی از اعاظم مجتهدین شیعۂ امامیه است باسناد خود از ان شخص صالح روایت نموده و در بعضی از امالی خود آن را تحریر فرموده و سید اجل صدر عالیقدر نامبر شمس الدین محمد اسد الله شوشتری رحمة الله آن را حسب الارشاد بادشاه صاحب قران مغفور در طی رساله که در بیان حکمت و مصلحت غیبت حضرت صاحب الزمان علیه السلام نوشته مذکور ساخته و از آنجا معلوم میشود که حضرت را دران ناحیۂ مقدسه اولاد و اصحاب هستند و در مساجد و منازل خود بطاعت و عبادت و تعلیم و تعلم مسائل دینی اشتغال میدارند و در خارج جزیرۂ مقدسه سپاهیان لشکر ہا نیز مهیا شده ہمگی انتظار فرج آل محمد میکشند و فرج یکی از اسماء حضرت صاحب الامر علیه السلام است و الحق آن رساله ایست که محافظت آن بر مومنان واجب است

زیراکہ ارباب معاندت یعنے سنی در قصۂ غیبت حضرت صاحب الزمان وخلیفۃ الرحمن
بنا بر عصبت وحمیۃ جاہلیت خود اظہار مخالفت وانکار مینمایند و وقوع آنرا مستبعد می شمارند
حضور نے اپنے پتی و نشان کو ملاحظہ فرمایا حضرت امام فرماوینگے ای حافظ تیرا عقیدہ
بہت ٹھیک ہے جو شخص کلام الہی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کریگا اور
حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اور اصحاب کی پیروی کریگا وہ کبھی گمراہ
نہوگا مین تجسے اور تیرے عقیدی سے بہت خوش ہوا تونے اپنے مخالف کے دعوی کو
بالکل رد کردیا بلاشک خلفای راشدین ایسے ہی تہی جیسا تونے قرآن سے ثابت کیا رُحَمَاءُ
بَیْنَهُمْ یعنے رحم دل تہی آپسمین اب توجا ہمکو احکام رجعت اجرا کرنے ہین حافظ عرض کرینگے حضور
میرے مخالف نے خلفا راشدین کی نہایت توہین کی ہے زنا اور سود کا اون پر الزام لگایا
ہے اور قیامت تک جو کچہ زنا اور سود خواری ہوگی اوسکا عذاب نعاذ اللہ یہ کہتا ہے
اونکی گردن پر رکہا جائیگا اور حضور کے روبرو کہہ چکا ہے یا تو یہ اسکا ثبوت دے ورنہ
اس بہتان کی یہ سزا پائی تا اینده کوئی ایسی حرکت ناشایستہ نکرے مخالف کہیگا حضور
اسکو رخصت فرمائی تمام کام رجعت کے بند ہو رہے ہین حافظ کہینگے یہ خوش چلے جانا
عمر بہر سود خواری اور زنا کاری کرتے رہے رجعت مین خلفائی پیغمبر کی طرف منسوب کی
دیکہو تو اب کیسا بتاتا ہون اور تمہارے بدفعلون کا اجر امام صاحب سے تمکو دلاتا ہون
امام صاحب فرماوینگے ایسی بات نہ کہو جو تمکو بہی شل تمہارے مخالف کے شرم اوٹہانی پڑے
دیکہو اس نے جو کہا تہا اوسکا ثبوت ندے سکا آخر کار ذلیل اور شرمندہ ہوا ایسا نہو کہ
تمہارا بہی یہی حال ہو تب تو دونون برابر ہوگے حافظ عرض کرینگے حضور مین ان کی
زبان سے اقرار کرادونگا اور اپنے مخالف سے مخاطب ہو کر کہینگے اچہا فرمائی مخالف
صاحب اب آپکی سود خوری پہلے ثابت کرون یا زناکاری امام صاحب فرمادین گے
ابی حافظ تمکو کیا ہوگیا ہے عرض کرینگے ای آقا ہی نامدار اس سے دریافت فرمائی

جو کہائی اور کئی بیٹھا ہے امام صاحب فرماوینگے جواب کیون نہین دیتے ہو عرض کرینگے
حضور حافظ زبان دراز ہے ثابت کرے تب سچا ہے امام صاحب فرماوینگے اسے حافظ
اپنے دعوی کا جلد ثبوت پہونچا ورنہ تیرا بھی وہی حال ہوگا جو تیرے مخالف کا ہے
حافظ عرض کرینگے لیجیے مین ثابت کرتا ہون اور بیشتر سود خوری کو ثابت کرتا ہون
جسکو کہا کرنا کرتے ہین یہ صاحب کہینگے کیا ثابت کروگے وثیقے کی نسبت سنی
لوگ سود کا گمان کرتے ہین حافظ کہینگے ایصاحب پہلے سُن تو لیجیے مین تو وثیقہ کا
ذکر بھی نہین کرتا اور نہ کرونگا مین اوس سود کی نسبت کہتا ہون کہ دو ہزار خواہ
ڈیڑھ ہزار کا زیور طلائی اور نقرئی رکھکر ایک ہزار روپیہ قرض دیتے ہین اور
روپیہ سیکڑے خواہ سوا روپیہ سیکڑے کی متی سود جسکو حضرات مومن زرمنفعت
کہتے ہین لکھا لیتے ہین اور اوس زرمنفعت یعنے سود کو طیب و طاہر جانکر نوش
فرماتے ہین اوسکو مین ثابت کرتا ہون فرمایئے یہ سود ہے یا نہین مخالف صاحب
کہینگے کسی جاہل دنیادار نے ایسا کیا ہوگا حافظ کہینگے مجتہد صاحب کا فتویٰ

بیان سود

(ضمیمۂ اخبار امامیہ طبع لکھنؤ صفحہ ۹- سوال چہ میفرمایند علمائے دین و مفتیان
شرع متین اندرین مسئلہ کہ زید یک ہزار روپیہ بہ یکی از ہنود کہ فی زمانہ مطیع الاسلام
و اکثر با اہل اسلام موادوستد دارد قرض سودی بدہد و آن ہنود جہت طمانیت زید
چیزے زیور طلائی وغیرہ کہ زیادہ از ہزار روپیہ مالیت داشتہ باشد بطور رہن ما نتا
گذارد پس دریں صورت زید یعنے شیعہ را منفعت گرفتن جائز ست یا نہ بینوا توجروا
جواب جائز ست - خلاصہ مطلب اس فتویٰ کا یہ ہے مجتہد العصر یعنے جناب مولانا میر
آقا صاحب حضرات شیعہ کے قبلہ و کعبہ سے مسئلہ دریافت کیا کہ زید شیعہ نے ایک ہزار
روپیہ ایک ہندو کو جو کہ مطیع اسلام ہے اور اکثر مومنین شیعہ سے دادوستد قرض

سودی کی رکھتا ہے دیا اور اوس ہندو نے واسطے اطمینان زید شیعہ کے زیور طلائی
وغیرہ جو کہ زیادہ مالیت ہزار روپیہ سے رکھتا ہے بطور رہن کے امانتاً زید شیعہ کے
پاس رکھدیا اس صورت مین زید شیعہ کو منفعت یعنے سود لینا جایز ہے یا نہین بینوا
توجروا۔ جواب مجتہد میر آغا صاحب جایز ہے یہ بیان کرکے حافظ شیعہ سے کہین گے
کیون شرم تو نہ آئی ہوگی لیکن سود خوار کو شرم کہان کیون صاحب کہاؤ تم اور
کہلائین تمہارے مجتہدین اور ذمہ رکھو معاذاللہ خلفای راشدین کے کیسے گمراہ
ہوئے ہین یہ نہین کہتے کہ اونکی گردن پر اس سود کا عذاب رکھا جایگا جنہون نے
دین محمدی مین رخنہ ڈالا ہے اور قرآن کو محرف کہکر آنکھ والون کو اندہا بنایا ہے
اے سود خورو دیکھو اللہ پاک قرآن مجید مین بیان فرماتا ہے قوله تعالى مَنْ
ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً یعنے کون ہے
وہ جو قرض دے اللہ کو قرض اچہا پس دونا کرے اوسکو دونا بہت پس اس آیت
شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ کا حکم ہے کہ قرض جسکو دو قرض حسنا دو سود مت لو
قرض خواہ کو قرض دیکر اوسکے ساتھ سلوک نیک کرو اور اللہ سے اوسکا اجر عظیم لو
اور یہ خیال کرو کہ تمنے یہ قرض اوسکو نہین دیا بلکہ اللہ کو دیا ہے اللہ تمکو بہت زیادہ
فائدہ اسکے عوض دیگا لیکن حضرات شیعہ کا کیا سو دسے جی بہتوڑی خوشی ہوتا ہے
وہ تو یہ چاہتے ہین کہ جو شخص اپنی چیز رہن کرے وہ مرجائے تب نفع کثیر ہاتہ آئے حضرات
شیعہ کے یہان یہ بہی جایز ہے کہ اگر رہن کرنے والا مرجائے تو اوسکا دعوی ساقط
ہوجاتا ہے وہ چیز جو رہن رکہی مرتہن کے باپ دادی کی ہوگئی اور اگر مرتہن مرجاے
تو جو وارث مرتہن کا ہوگا وہ راہن سے وہی معاملہ کریگا جو مرتہن متوفی کرتا
یعنے سود پر سود [illegible] جایگا یہ مسئلہ شیعہ صاحب [illegible] دیکھے صریح بہتان ہے خدا [illegible]
حافظ جواب دیگے [illegible] قبلہ و کعبہ [illegible] کے ہین کبہی جامع عباسی [illegible] پائی کو

دیکھا ہے تمہارے پیر و مرشد ملا باقر مجلسی لکھتے ہین گر یقین ہو تو باب نہم کے صفحہ ۷۷ کی سطر ۱۳ مین دیکھ لو اصل عبارت اوسکی یہ ہے (اما گر و کنندہ اگر بمیرد گرو باطل میشود واگر گرو گیرندہ بمیرد باطل نمیشود بلکہ بورثۂ او منتقل میشود) بعد اس بیان کے حافظ کہینگے کتاب دیکھو گے شیعہ صاحب سر جہکا لینگے حافظ کہینگے الحمد للہ سود خوری تو مینے اپنے مخالف کی اوسیکی کتاب سے ثابت کردی اب زناکاری سے ثابت کرتا ہون حضرت امام صاحب فرماوینگے بس رہنے دے معلوم ہو گیا حافظ عرض کرینگے حضور میرے مخالف صاحب کہینگے ثابت نکرسکے خاموش ہو رہے امام صاحب فرماوینگے اچھا بیان کر حافظ کہینگے حضور بیان کرتے بھی شرم آتی ہے لیکن افسوس یہ فرقہ نہین شرماتا

بیان متعہ

نقل کرتا ہون رسالۂ فضایل متعہ مولفۂ ملا باقر مجلسی صفحہ ۳ سطر ۴ سے روایت از سلمان فارسی و مقداد ابن اسود کندی و عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کہ گفتہ اند بودیم روزی در ملازمت سید الانبیا و سرور اصفیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقتی کہ برخاست آنحضرت و حمد و ثنا گفت مرخدارا و یاد کرد خود را و درود فرستاد و بعد از آن از راہ التفات روی مبارک خود را بسوے ما کرد و فرمود اے مردمان تحقیق کہ برادرم جبرئیل فرود آمد بسوے من با تحفۂ آیت فاستمتعتم و پروردگار عالم برائے ما فرستادہ کہ برائے ہیچکس از پیغمبران سابق نفرستادہ امر نکیم شمارا بمتعہ کردن تا باشد سنتی باین و بعد از من پس ہر کس کہ قبول کنند قول مرا و عمل کنند بان و احیا بعد آن را پس او از من ست و کسیکہ مخالفت امر متعہ کند تحقیق مخالفت حکم خدا کردہ باشد آگاہ باشید کہ از نشستگان این مجلس ہست کسیکہ تکذیب نماید و معطل گردانند بہ طرف گردانند آن را از جہت مصاحبت کہ او را نسبت بمن باشد پس گواہ باشید و ہم خدائے تعالے ملائکہ از آن پیغمبر فرستادہ و لعنت خدا بکسی باد کہ مخالفت من کند در متعہ کردن و کسیکہ

انکار آن کند تحقیق چنان باشد کہ مخالفت من کردہ است وکسیکہ مخالفت من کردہ
باشد چنان باشد کہ مخالفت خدائے تعالی کردہ باشد وکسیکہ مخالفت خدائے تعالی کند
اواز اہل دوزخ ست - خلاصہ مطلب اس حدیث کا یہ ہی کہ حضرات سلمان فارسے
ومقداد ابن اسود کندی وعمار بن یاسر رضی اللہ عنہم اجمعین سے بقول شیعہ روایت
ہی کہ ایک روز ہملوگ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مین موجود تھے
وقت برخاست مجلس کے آنحضرت نے ہملوگون سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ اے
لوگو آگاہ ہوکہ بھائی جبرئیل علیہ السلام ابھی میرے پاس تحفۂ آیت فما استمتعتم کالیکر
نازل ہوئے اور بیان کیا کہ پروردگار عالم نے یہ تحفۂ خاص آپکو مرحمت فرمایا ہے جو
آجتک کسی نبی کو عطا نہین ہوا تھا چنانچہ مین تم سب لوگون کو متعہ کرنیکا حکم دیتا ہون
جس مین میری سنت قایم رہے بعد میرے پس جو شخص اسکو قبول کرے اور اس پر عمل
کرے اوسنے میری سنت گویا قایم رکھی اور وہ مجھسے ہی اور جس شخص نے متعہ سے
مخالفت کی تحقیق اوسنے حکم خدا کی مخالفت کی خبردار ہو جو لوگ میری مجلس مین
موجود ہو کہ جس کسی نے موقوف کیا متعہ کو سبب عداوت کے کہ اوسکو مجھسے ہی گواہ
کرتا ہون مین خدائیتعالی کو کہ وہ دوزخی ہے اور خدا کی اوسپر لعنت ہے جو مخالفت
کرے میری متعہ کرنے مین اور جس نے متعہ سے انکار کیا اوسنے میری مخالفت کی
اور جس نے میری مخالفت کی اوسنے خدا کی مخالفت کی اور جس نے خدا کی مخالفت
کی وہ جہنمی ہے - اب اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو مومن شیعہ یا مومنہ شیعہ متعہ
نکرے وہ قطعی جہنمی ہے متعہ کا ترک اور انکار ایسا ہی جسطرح سے فرض سے انکار کیا
جاتی (ہی یہ بات کہ مقدرت بھی ہوتی ضروریات اور واجبات سے ہی اوسکے واسطے
بھی اللہ پاک نے اپنے مین فضل وکرم سے کہ شامل حال شیعان پاک کے ہو آسانی
کردی وہ یہ ہی - روایت منقولست از سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بقول شیعہ کہ

گفت در زمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم متعہ میکردیم بکفی از خرما و بکفی از گندم - یعنے حضرت
سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم زمانۂ موجودگی حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مین متعہ مٹھی مٹھی چھارہی اور مٹھی مٹھی گندم پر کرتے تھے سبحان اللہ اس سے
زیادہ کیا آسانی ہوگی مٹھی بھر گندم کی مقدرت تو یقین ہے کہ ہر شیعہ مومن اور شیعہ
مومنہ کو ہوگی جسطرح سے اللہ پاک نے متعہ کی سخت تاکید فرمائی ہے کہ جو متعہ نکریگا وہ
جہنمی ہے اوسیطرح سے آسانی بہی کردی کہ مٹھی بھر گندم دیکر جہنم سے آزاد مطلق ہوجائی
اب اسپر بہی شیعان پاک جنت قبول نکرین تو بڑے کم بخت اور بدنصیب ہین اب فضائل
متعہ سنیے کہ جسکے سننے سے بوڑہا جوان ہوجاتا ہی اور جو اونکا کیا ذکر ہی جو ان کی حالت
لکھنے کو قلم دوات سے باہر نہین آثار رسالہ متعہ صفحہ ۲ سطر ۸ ملا باقر مجلسی عقد اول

عقد اول در بیان فضیلت و ثواب متعہ

بدانکہ احادیث بسیار در فضیلت متعہ وارد گشتہ کہ بعضے از انہا اینجا آوردہ مے شود
انشاء اللہ تعالی رُوِیَ عن سلمان الفارسی و مقداد ابن الاسود الکندی
وعمار بن یاسر رضی اللہ عنہم قال رسول اللہ من تمتع فی عمرہ مرۃ واحدۃ
فھو من اھل الجنۃ فان المتمتع والمتمتعۃ اذا جلسا فی مجلسہما نزل علیہما
ملک یحرسہما الی ان یتفرقا فاذا تحدثا کان کلامہما ذکرا وتسبیحا فاذا اخذ
احدہما بید الآخر تساقطت ذنوبہما من اصابعہما فاذا قبلہا کتب اللہ لہما الی قبلۃ
و ... حسنات کامثال الجبال فاذا قاما فاغتسلا علما ان اللہ ربہما
وانہما من شی قال اللہ تبارک وتعالی یا ملائکتی انظروا الی ہذین العبدین
قاما فاغتسلا علما انی ربہما اشہدوا علی انی قد غفرت لہما ولا یمر
الماء علی شعرۃ من جسدہما مما یکتب لہما بکل شعرۃ عشر حسنات ویمحی
عنہما عشر سیئات [illegible]

عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ أَنَا مُصَدِّقٌ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ فَمَا أَجْرُ مَنْ يَسْعَى فِي ذٰلِكَ
فَقَالَ لَهُ أَجْرُهُمَا قَالَ إِذَا قَامَا وَاغْتَسَلَا يَخْلُقُ اللهُ مِنْ كُلِّ قَطْرَةٍ سَقَطَتْ
مِنْ جَسَدِهِمَا مَلَكًا يُسَبِّحُونَ اللهَ وَيُقَدِّسُونَهُ وَثَوَابُهُ لَهُمَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ اسْتَقَلَّ هٰذِهِ السُّنَّةَ فَلَيْسَ شِيعَتِي وَأَنَا بَرِيٌّ مِنْهُ
ترجمہ فارسی این حدیث صحیح انست کہ حضرت رسالت پناہ علیہ السلام فرمود ہر کس کہ
متعہ کند در عمر خود یک بار را او از اہل بہشت است وتحقیق کہ مردی ارادہ متعہ کرد و
زنیکہ متعہ شدہ با یکدیگر نشنید فرود آید ملکی کہ ایشان را نگاہ دارد تا ازان مجلس بیرون
روند وچون با یکدیگر سخن گویند چنان باشد کہ ذکر و تسبیح میکردہ باشند وچون دست
یکدیگر را بگیرند بریزد گناہان ایشان از انگشتان ایشان ووقتیکہ بوسہ کند مرد زن را
بنویسد خدای تعالی برای ایشان بہر بوسہ ثواب حج وعمرہ ووقتیکہ یکدیگر عیش کنند
بنویسد خدای تعالی بہر لذتی وشہوتی ثواب مثل کوہ ہا حسنات ایشان وچون برخیزند و
غسل کنند درحالیکہ عالم باشند کہ حق سبحانہ وتعالی پروردگار ایشان است ومتعہ کردن
سنت من ست خطاب میکند خدای تعالی بملائکہ کہ نظر کنید برین دو بندۂ من کہ برخاستند
اندو غسل میکنند وعالم اند کہ من پروردگار ایشان ام گواہ باشید کہ آمرزیدم گناہان
ایشان را ونہ ریزد آب بہیچ موی از بدن ایشان مگر آنکہ نوشتہ شود از برای ایشان
بہر موی دہ ثواب وبرطرف ساختہ شود دہ گناہ وبالا بردہ شود مرتبہ ایشان دہ درجہ
گفتہ اند سلمان وعمار ومقداد رضی اللہ عنہم اجمعین کہ برخاست حضرت امیر المومنین ع
وگفت من تصدیق کنندہ شما ام ای رسول خدا پس چیست ثواب کسیکہ سعی کند
دران پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ ثواب او مثل ثواب ایشان است پس امیر المومنین
گفت چیست ثواب ایشان پیغمبر فرمود وقتیکہ برخیزند وغسل کنند خلق کند خدای تعالی
بہر قطرہ کہ جدا شود از بدن ایشان ملکی کہ تسبیح وتقدس گوید خدای تعالی را

وثواب از برای ایشان باشد تا روز قیامت پس امیر المومنین علیہ السلام گفت کہ بر کس دشوار دانداین سنت را واجابت نکند از شیعہ من نیست ومن بیزارم از وترجمہ حضرت سلمان فارسی ومقداد بن اسود کندی وعمار بن یاسر رضی اللہ عنہم اجمعین سے بقول شیعہ روایت ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے ایک مرتبہ بہی اپنی تمام عمر مین متعہ کیا وہ اہل جنت سے ہے اور تحقیق جسوقت مرد اور عورت باہم بقصد متعہ خلوت اور تخلیہ مین بیٹھے ہین اللہ تعالی اونکی محافظت کیواسطے فرشتہ نگاہ بان مقرر فرماتا ہے جو حاضر ہو کر جب تک یہ دونون خلوت مین رہتے ہین شر دشمنون سے دونون کی حفاظت کرتا ہے اور جسوقت یہ دونون تنہائی مین کلام کرتے ہین ملائکہ بحکم خالق اکبر دونون کے اعمال نامے مین لکہتے ہین سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اور جب ایک دوسری پر دست درازی کرتا ہے اللہ پاک دونونکی انگلیون سے دونون کے گناہونکو جہاڑ دیتا ہے اور جسوقت مرد عورت کا بوسہ لیتا ہے خدای تعالی بعوض ہر بوسی کے ثواب حج وعمرہ کا دونون کو عطا فرماتا ہے سبحان اللہ کیا اللہ پاک کی خاص رحمت ہے شیعان پاک پر ہم خرما وہم ثواب سنی بیچارے مصیبت کے مارے مصیبت اوٹھا کر کس کس محنت اور مشقت سے کعبے مین جاکر حجر اسود کو بوسہ دیں تب بہی یہ ثواب نہ پائین جو ممتوعہ کے رخسارون مین اللہ پاک نے مومنین کے واسطے مخفی رکہا ہے سچ تو یہ ہے جسکو پیا چاہے وہی سہاگن اور جسوقت قربت کرین عوض ہر قربت کے ثواب مثل پہاڑون کے انکے نامہ اعمال مین لکہواتا ہے اور جسوقت بعد الفراغ قربت کے غسل کرین اور دل مین صرف اسقدر خیال کرلین کہ حق تعالی ہمارا پروردگار ہے اور متعہ کرنا سنت ہے پس اللہ تعالی حکم فرماتا ہے ملائکہ کو کہ گواہ رہو جنے ان کے تمام گناہون کو جو ان سے ہوئے تھے بسبب کرنے متعہ کے آج سب بخشدیے ملائکہ کہتا ہے اے میرے رب گناہ تیرے نزدیک کس طرح اور جسقدر پانی [illegible]

وقت غسل کے ترکیا ہے بعوض ہر رونگٹے جسم کی دس دس ثواب انکے نامہ اعمال مین
لکھدو جلشانہ کیا نظر رحمت باری ہے حضرات شیعہ پر کہ آپ ثقلین کا مرتبہ آب زم زم سے
کہین بالا ہے۔ رسالہ متعہ صفحہ ۸ سطر ۱۳ گفتہ اند سلمان وعمار ومقداد رضی اللہ عنہم کہ
برخاست حضرت امیر المومنین علیہ السلام وگفت من تصدیق کنندہ شما ام ای رسول خدا
پس چیست ثواب کسیکہ سعی کند و آن پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمود کہ ثواب او مثل
ثواب ایشان ست پس امیر المومنین گفت چیست ثواب ایشان پیغمبر فرمود وقتیکہ برخیزند
وغسل کنند خلق کند خدای تعالی بہر قطرہ کہ جدا شود از بدن ایشان ملکی کہ تسبیح
وتقدیس گوید خدای تعالی را و ثواب از برای ایشان باشد تا روز قیامت پس
امیر المومنین علیہ السلام گفت ہر کس دشوار دانداین سنت را و اجابت نکند انرا او
شیعۂ من نیست ومن بے زارم ازو روایت کرتے ہین حضرات سلمان وعمار ومقداد
رضی اللہ عنہم اجمعین کہ جسوقت بقول شیعہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
زبان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فضائل متعہ شریف کے سنے آپ کہڑی ہوگئی اور
کہا یا رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم من تصدیق کنندہ اپکے کلام پاک کا ہون لیکن
یا رسول اللہ اوس شخص کے واسطے کیا ثواب ہے جو متعہ کرانے مین سعی اور کوشش
کرے اپنے ارشاد فرمایا ای علی رضی اللہ عنہ اوسکو بہی وہی ثواب ملیگا جو اون
دونون کو ملیگا (بجا ہے) علاوہ ثواب کے دنیا مین بہی میان جی کہلائینگے چاہے الف
بے بہی نہ پڑہے ہون پہر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کیا ثواب ان لوگون کو ملیگا جو متعہ کرتے ہین حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جسوقت یہ دونو قربت سے فارغ ہوکر غسل کرتے ہین اللہ پاک غسل کے پانی
کے ہر قطرون سے ایک ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے اور وہ فرشتہ خدا کی تسبیح کرتا ہے چنانچہ
روز قیامت تک جسقدر وہ خدا کی تسبیح اور تقدیس کریگا سب کا ثواب ان دونون کے

نامۂ اعمال مین لکھا جائیگا بعد اسکے حضرت امیر المومنین علی رض نے فرمایا کہ جو شخص دنیا
باوجود ایسی تنبیہ اور تاکید اور آسانی تمام کے کہ ایک ایک مٹھی گندم پر بھی متعہ ہوسکتا
ہے اور اسقدر فضایل پر کہ آب غسل کے قطرون سے ملائکہ پیدا ہوتے ہین متعہ نکریگا
وہ ہمارے شیعون مین نہین اور مین اوس سے بیزار ہون دیگر وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ
مَنْ تَمَتَّعَ بِامْرَأَةٍ مُؤْمِنَةٍ فَكَأَنَّمَا زَارَ بَيْتَ اللهِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً سید عالم فرمود
ہرکسیکہ متعہ کند زن مومنہ را چنین باشد کہ زیارت کردہ باشد خانۂ کعبہ را ہفتاد
مرتبہ یعنے حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مومن نے مومنہ عورت کو
متعہ کیا اوسنے گویا ستر مرتبہ خانۂ کعبہ کی زیارت کی جلشانہ متعہ شریف تو حضرات
مومنین پاک کے واسطے اونکے کعبے کی دوربین ہین بقول شخصے **شعر** دل کے آئینے مین
ہے تصویر یار ۔ جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی ۔ شاید اسی سبب سے مومنین پاک
کعبہ کو نہین شریف لیجاتے ہین ؎ ہے کتنا مومنون ممتوعہ کا احسان تم پر ۔ گئے
نہ کعبے کو تم رنج سے سفر کے بچے + نہین ہے ترکہ مین ورثہ بچارے کا افسوس ۔
سینہ بھی ناجی ونقصان سے مال وزر کے بچے **حدیث دیگر** قَالَ رَسُوْلُ اللهِ
مَنْ تَمَتَّعَ مَرَّةً عُتِقَ ثُلُثُهُ مِنَ النَّارِ وَمَنْ تَمَتَّعَ مَرَّتَيْنِ عُتِقَ ثُلُثَاهُ مِنَ النَّارِ
وَمَنْ تَمَتَّعَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ عُتِقَ كُلُّهُ مِنَ النَّارِ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ
ہرکس یکبار متعہ کند آزاد شود ثلث جسدش از آتش دوزخ وکسیکہ دو بار متعہ کند
آزاد شود دو ثلث جسدش از آتش دوزخ وکسی کہ سہ بار متعہ کند آزاد شود تمام جسد
او از آتش دوزخ **حدیث دیگر** وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ فَلْيَحْرِصْ يَا عَلِيُّ كُلُّ مُؤْمِنٍ
وَمُؤْمِنَةٍ اَنْ لَا يَخْرُجَ مِنَ الدُّنْيَا حَتّٰى يَتَمَتَّعَ فِيْ عُمْرِهٖ وَلَوْ مَرَّةً وَاحِدَةً فَاِنَّ
رَبِّيَ الْاَعْلٰى اَقْسَمَ عَلٰى نَفْسِهٖ اَنْ لَا يُعَذِّبَ مُتَمَتِّعًا وَلَا مُتَمَتِّعَةً مِنَ النَّارِ
فَمَنْ تَمَتَّعَ مَرَّةً وَاحِدَةً اٰمِنَ مِنَ النَّارِ وَمَنْ تَمَتَّعَ مَرَّتَيْنِ حُشِرَ مَعَ الْاَبْرَارِ

ومن تمتع ثلث مرات شارکنی فی الجنۃ ومن زاد کان الله علوا ودفعتہ یا علی اذا کان
یوم القیامۃ یوتی بالزوج والزوجۃ بحائب من النور قوائمھا من الطور واذنابھا
من زبرجد الاخضر وعیناھا یاقوتان وباطنھا من النور والمرجان یخرجون
علی الصراط کالبرق الخاطف بین ایدیھم سبعون صفا من الملائکۃ فیقول
الناس ھؤلاء ملائکۃ مقربون ام انبیاء مرسلون فیقولون ھؤلاء الذین
احیوا سنۃ النبی فی الدنیا ثم یدخلون الجنۃ بغیر حساب یا علی من سعی
لاخیہ المؤمن کان لہ مثل اجرھما یا علی اذا اغتسلا خرجا من الذنوب
کیوم ولدتھما امھما ولم یسقط من اجسادھما قطرۃ الا وقد یخلق الله ملکا
یسبح الله ویقدس ویکون ذلک لھما ترجمہ این حدیث کہ نقل کردہ شدہ است
کہ آن سید وآن سرور شفیع امت عاصی روز محشر فرمود کہ ای علی باید حریص
کردہ شود مرد مومن وزن مومنہ کہ بیرون نروند از دنیا تا متعہ نکنند اگرچہ یک نوبت
باشد بتحقیق کہ خدا تعالیٰ سوگند خوردہ بنفس خود کہ عذاب نکند مرد یرا کہ متعہ کردہ و
زنی را کہ متعہ شدہ باشد بآتش دوزخ پس کسیکہ یکبار متعہ کند امون باشد از آتش دوزخ
وکسیکہ متعہ کند دو بار حشر کردہ شود با نیکو کاران وکسیکہ سہ بار متعہ کند سیر کند در جنت
وکسیکہ زیادہ کند خدای تعالیٰ مرتبہ او زیادہ کند ای علی چون روز قیامت شود
آوردہ شود از برای زوج وزوجہ مرکبی از نور کہ پاہای آو از دو باشد وگوشہای
آو از زبرجد سبز وچشمہای آو از یاقوت وشکم او از لولو ومرجان وایشان بگذرند
از صراط چون برق جہندہ وباشند با ایشان ہفتاد صف از ملائک پس گویند آدمیان
کہ این با ملائک مقرب اند یا انبیای مرسل پس ملائکہ گویند کہ اینہا کسانی اند کہ اجابت
کردہ اند سنت پیغمبر را پس درآیند در بہشت بغیر حساب یا علی کسیکہ سعی کند از جہت
برادر مؤمن باشد ثواب او مثل ایشان یا علی وقتیکہ غسل کنند جدا نشود از ایشان ہیچ

قطرہ از بدن ایشان مگر آنکہ خلق کند خدای تعالی بعد دہر قطرہ ملکی کہ تسبیح و تقدیش
گویند خدای تعالی را و باشد ثواب آن از برای ایشان خلاصہ مطلب اس حدیث
کا یہ ہی کہ ملا باقر مجلسی اخوند اصفہانی رسالہ متعہ کے صفحہ ۹ سطرے مین اس حدیث
کو لکھتے ہین کہ آن سیدوان سرور شفیع امت گناہ گاران روز محشر نے فرمایا کہ اے
علی چاہیئے کہ رغبت دلا و مرد مومن اور زن مومنہ کو کہ قبل مرنے سے ضرور متعہ کرین
دنیا مین اگر زیادہ نہو سکے تو ایک ہی بار متعہ کرلین تحقیق کہ خدای تعالی نے اپنی ذات
پاک کی قسم کہا کر فرمایا ہے کہ عذاب نہ کیا جائیگا آگ دوزخ سے وہ مرد اور وہ عورت
جس نے کہ متعہ کیا ہے پس وہ شخص جس نے کہ ایک بار ہی متعہ کیا ہے عذاب اتش
دوزخ سے بے خوف ہے اور جو کہ دو بار متعہ کرے حشر اوسکا عباد الصالحین کے
ساتھ ہوگا اور جو کہ تین مرتبہ متعہ کرے جنت کی سیر کرنے والون سے ہوگا اور جو جسقدر
زیادہ متعہ کریگا اللہ تعالی اوسکا اوسیقدر مرتبہ بڑہائیگا اور دن قیامت کے
بلائی جائینگی سواری واسطے اوس مرد اور عورت کے جو متعہ کریگا کہ پاؤن اوس سواری
کے سوتی کے ہونگے اور کان اوسکے زبرجد سبز کے اور آنکہین یاقوت کی اور شکم اوسکا
لولؤ اور مرجان کا اوس سواری پر یہ دونون سوار ہوکر گذر جائینگے پل صراط سے
مثل برق درخشندہ کے اور ہمراہ انکی سواری کے ستر صف ملائکہ کی ہوگی جو ہمرکاب انکی
دوڑتے چلین گی پس اہل محشر انکی سواری کی شان و شوکت دیکہکر حیران ہوجائینگی
اور بیان کرینگے کہ کسی فرشتہ مقرب بارگاہ ایزدی کی سواری آتی ہے یا کوی
نبی مرسل ہین اوسوقت ملائکہ بیان کرینگے کہ یہ وہ لوگ ہین جن لوگون نے سنت
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کیا تہا یعنے متعہ کرنے والے ہین اور داخل ہوجائینگے
بہشت مین دونون بغیر حساب اور کتاب کے یعنے دن قیامت کے متعہ کرنے والون
سے حساب و کتاب کچہہ نہوگا بلا پرسش ون سے جنت مین داخل ہوجائینگے اسے

علی جو شخص واسطے اپنی مومن بہائی کے متعہ کرانے مین سعی اور کوشش کریگا اوسکو بہی
مثل انکے ثواب ملیگا ان فضایل کو پڑہ کر اکثر حضرات ناظرین رسالہ کو یہ بہی خیال ہوگا کہ
نہین معلوم کون سے دعا تبرک وقت متعہ کرنیکے پڑہی جاتی ہے جسکی برکت سے یہ ثواب
عظیم دونون کو اسد پاک عطا فرماتا ہے ا ۱۱ وس اسم اعظم کو بہی جسکے پڑہنے سے فورًا
اوڑجاتے ہین تحریر کرتا ہون ایجاب متعہ شریف جو ممتوعہ کی طرف سے ہوتا ہے) مَتَّعْتُكَ
يَا اَمِحَتُ نَفْسِيْ فِي الْمُدَّةِ الْمَعْلُوْمِ بِالْمَبْلَغِ الْمَعْلُوْمِ زوج کیطرف سے قبول (قَبِلْتُ
لِنَفْسِيْ اور اگر عربی زبان مین یاد نہو تو ملا باقر صاحب رسالہ متعہ کے صفحہ ا مین لکہتے
ہین کہ فارسی مین ایجاب عورت کیطرف سے اسطرح ہوگا کہ (ایہ زنی بتو دادم نفس
خود را در فلان مدت بفلان مبلغ) اور مرد کیطرف سے قبول فارسی مین یون ہوگا
(کہ قبول کردم از برای خود) کتاب تحفۃ العوام جو اردو مین ہے اوسمین لکہا ہے کہ اگر
عربی زبان سے واقف نہو اور فارسی بہی نہ جانتا ہو تو ہندی مین ایجاب اور قبول
کرلے ہندیکا ایجاب جو ممتوعہ کیطرف سے ہونا چاہیے یہ ہے (یعنے اپنی شرمگاہ اسقدر
عرصہ کیواسطے اسقدر دام پر تمکو دی) مرد فورًا آگے توقف نکرے ورنہ متعہ باطل ہوجائیگا
کہ (یعنے قبول کی) یہ مرد کی طرف سے قبول ہوا۔ یہ مثل جو مشہور ہے اور اکثر عورات اہل
لکہنؤ کی زبان پر جاری ہے کہ میان بی بی راضی توکیا کرے گا قاضی نہایت ٹہیک ہے
قاضی صاحب کی یہان کوئی ضرورت نہین۔ غرض کہ اسقدر جب حافظ بیان کرچکین گے
تب حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت مین دست بستہ عرض کرینگے کہ حضور یہی میرا
دعوی ہے کہ یہ لوگ اپنی طرف سے حدیثین گڑہ کر حضرت رسول خدا صلی اسد علیہ وسلم او۔
ائمہ کرام کی طرف منسوب کرکے خوب زنا کرتے ہین اور مزے اوڑاتے ہین اور عذاب اوسکا
معاذ اللہ خلفاے راشدین کی طرف عاید کرتے ہین حضرت امام صاحب فرماوینگے کیونکہ
تمکو ثابت ہوا کہ یہ احادیث انکی گڑہی ہوئی ہین کچہ اسکا تمہارے پاس ثبوت ہی حافظ عرض

کرینگے قرآن اور حدیث ثبوت ہے جسکا اقرار اس مخالف کی زبان سے کرا دونگا اُم صاحب فرماوینگے پیش کرعرض کرینگے ملاحظہ فرمائیے اللہ تعالیٰ قرآن پاک مین ارشاد فرماتا ہے

پہلی آیت حرمت متعہ مین

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ - ترجمہ جو لوگ اپنی خواہش کی جگہہ کو تہامتے ہین مگر اپنی بی بیون سے یا اپنی لونڈیون سے تو انپر نہین ملامت اور پہر جو کوئی ڈہونڈہے اسکے سوا وہی ہے حد سے بڑہنے والا - یعنے حق سبحانہٗ تعالےٰ نے اول شہوت کے روکنے کو مطلقاً کلمہ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ سے بیان فرمایا بعدہ لفظ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ زوجہ اور اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ سے مملوکہ کو مستثنےٰ فرمایا اور انہین دونون سے مباشرت کرنے پر عدم ملامت کو لفظ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ مین بیان فرمایا اور سوائے زوجہ اور لونڈی کے اور عورات کو خواہ ممتوعہ ہو یا محللہ وَرَاءَ ذٰلِكَ سے خارج فرمایا اور اوس شخص کو کہ جو سوائے زوجہ اور مملوکہ کے کسی عورت کا مبتغی ہو فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ مین داخل فرمایا ظاہر ہے کہ زن ممتوعہ داخل ازواج نہین کیونکہ ازواج اربعہ سے بحالت اجتماع زائد نہین ہوسکتی ہین اور ممتوعہ مقید باربع نہین بلکہ جسقدر مرد کی خواہش ہو اوسیقدر عورتون سے متعہ کرسکتا ہے چنانچہ استبصار فی بَابِ تَجْوِيْزِ الْجَمْعِ مِنَ الْاَكْثَرِ مِنْ اَرْبَعَةٍ فِي الْمُتْعَةِ مین زرارہ سے روایت ہے زرارہ قُلْتُ مَا تَحِلُّ مِنَ الْمُتْعَةِ قَالَ كَمْ شِئْتَ ترجمہ یعنے اگر کہے تو کسقدر حلال ہوسکتی ہین عورتین متعہ سے فرمایا جسقدر چاہے تو اور لوازمات زوجہ بہی ممتوعہ سے معدوم مثلاً زوجہ مین توارث ضرور ہے اور ممتوعہ مین مفقود چنانچہ تہذیب الاحکام فی باب انہ اذا شرط ثبوت المیراث فی المتعہ مین مذکور ہے مِنَ الْاَحْكَامِ اللَّازِمَةِ فِي الْمُتْعَةِ نَفْيُ التَّوَارُثِ یعنے احکام لازمہ فی المتعہ سے ہی نفی توارث اور فقہا سے

شیعہ کو بھی اقرار اس امر کا ہے کہ مرد اور زن ممتوعہ اور محللہ کے درمیان مین زوجیت مستحق نہین چنانچہ ابن بابویہ نے کتاب الاعتقادات مین لکہا ہے اسباب حِلُّ المَرْاَۃِ عِنْدَنَا اَرْبَعَۃٌ اَلنِّکَاحُ وَ مَا مَلَکَتْ اَلْیَمِیْنِ وَ الْمُتْعَۃُ وَالتَّحْلِیْلُ ترجمہ یعنے نزدیک ہمارے عورت کے حلال ہونے کے چار سبب ہین اول نکاح دوسرے ملک یمین تیسرے متعہ چوتھے تحلیل اور ممتوعہ ملک یمین مین بہی داخل نہین ورنہ بیع اور اعتاق یعنے آزاد کرنا جائز ہو پس جو عورت کہ ازواج اور ملک سے خارج ہی صراحۃً اس آیت کے حکم سے حرام ہے اور یہی آیت بعینہ حق سبحانہ تعالی نے ۲۹ وین پارہ سورہ معارج مین نازل فرمائی

دوسری آیت حرمت متعہ مین

وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ مِنْکُمْ طَوْلًا اَنْ یَّنْکِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ مِّنْ فَتَیٰتِکُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِکُمْ بَعْضُکُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَانْکِحُوْھُنَّ بِاِذْنِ اَھْلِھِنَّ وَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَیْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَیْنَ بِفَاحِشَۃٍ فَعَلَیْھِنَّ نِصْفُ مَا عَلَی الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ الْعَنَتَ مِنْکُمْ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ترجمہ اور جو کوئی نپاوے تم سے مقدور اسکا کہ نکاح مین لاوے بیبیان مسلمان تو جو ہاتھ کا مال ہے آپس کی تمہاری لونڈیان مسلمان اور اللہ کو بہتر معلوم ہے تمہاری مسلمانی تم آپس مین ایک ہو سو اونکو نکاح کرو اون کے لوگون کے اذن سے دیو اون کے مہر موافق دستور کے قید مین آنیوالی نہ مستی نکالی گئین نہ یاری کی گئین چہپ کر پہر جب وہ قید مین آچکین تو اگر کرین بیحیائی کا کام پس اون پر ہے آدہی وہ مار جو بیبیون پر مقرر ہے یہ اوسکے واسطے ہے جو ڈرے تکلیف مین پڑنے سے اور صبر کرو تو بہتر ہے تمہارے حق مین اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ یعنی اس آیت شریف مین حق سبحانہ تعالی نے اپنے بندون کو اپنا

حکم اسطرح فرماکر سمجھایا ہے کہ اے ایمان والو اگر حرایر یعنے آزاد عورتون کے نکاح پر قدرت نہین رکھتے ہو تو اپنے مسلمان بہائیون کی اجازت سے اونکی لونڈیون سے نکاح کرکے مہر اونکا موافق دستور کے ادا کرو اور یہ حکم ہمنے تمکو اسواسطے سنایا کہ اگر تم اپنے کو روک نہ سکو ورنہ اگر صبر کرو تو تمہارے حق مین بہتر ہے اور اللہ غفور رحیم ہے۔ اے اہل اسلام بنظر غور دیکھو اور انصاف کرو کہ اگر متعہ یا تحلیل فروج جایز ہوتا تو کیا ضرورت تہی اس خوف و رنج کی اور حاجت صبر کی نکاح اماء یعنے لونڈیون مین کیون یہ نہ ارشاد فرمایا کہ تم لوگ مسلمان اگر مقدرت نکاح کی نہین رکھتے ہو تو ایک مٹھی گندم یا چوہارا بسکا اوپر بیان ہو چکا دیکر یا جسقدر پر عورت راضی ہو مباشرت کر لیا کرو یا کسی شخص مالک فرج کے ہاتھ پیر جوڑکر فرج کو اپنے اوپر حلال کر لیا کرو نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ وَغَضَبِ الرَّسُوْلِ

تیسری آیت حرمت متعہ مین

وَلْیَسْتَعْفِفِ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ نِکَاحًا حَتّٰی یُغْنِیَھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ترجمہ اور چاہیے کہ تہامے اپنے آپ لوگ جو نہین قادر ہین نکاح پر جب تک کہ مقدور دیوے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یعنے اس آیت کریمہ مین اللہ جل جلالہ صاف صاف ارشاد فرماتا ہے کہ جو اہل اسلام مین سے مفلس اور غریب ہین اور نہین قدرت رکھتے اوپر کہ منکوحہ کے نان ونفقہ اور مہر کو ادا کر سکین پس چاہیے کہ روکین وہ اپنے آپ کو اوسوقت تک کہ اللہ تعالیٰ اونکو مقدرت عطا فرماوے ایہا المومنین متشیعین انصاف کرو اگر متعہ جائز ہوتی اور محللہ حلال ہوتی تو کیون نفرمایا کہ جس مقدار پر عورت رضامند ہو اوسکو دیکر متعہ کر لیا کرو یا ہاتہ جوڑکر مالک فرج سے اجازت لے لیا کرو کیون امر استعفاف کیواسطے ارشاد فرمایا

چوتھی آیت حرمت متعہ مین

فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ترجمہ پس اگر ڈرو تم کہ عدل

نکرسکوگے اپنی بی بیون مین پس نکاح کرو تم ایک عورت کو یا رکھو تم لونڈی کو یعنے اس
آیت کریمہ مین حق سبحانہ تعالی نے زوجہ اور مملوکہ کو بیان فرمایا اور اوسکے یون تشریح
فرمائی کہ اگر تم چار بیبیون مین عدل نکرسکو تو ایک عورت سے نکاح کرو یا لونڈی کو
رکھو۔ اے حضرات شیعہ خیال کرو کہ اگر متوعہ یا محللہ جائز ہوتین تو ضرور اس مقام
پر اسد تعالی بیان فرماتا کہ اگر تم عدل نکرسکو اپنے بیبیون مین تو ایک عورت سے نکاح
کرو یا مملوکہ یا متوعہ سے متعہ کرو یا محللہ سے مباشرت کرلو کیونکہ متوعہ اگرچہ صدہا ہون
کچھہ عدل کی ضرورت نہین سوای خرچی مقررہ اور مباشرت معینہ کے اور محللہ تو
حلوای بے دود اور سودای مفت ہے البتہ منت برداری مالک فرج کے ہوگی
نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ھٰذَا الْفَسَادِ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ مِنْ سُوْءِ الْاِعْتِقَادِ بعد بیان کرنے
اسقدر آیات قرآن کے حافظ امام مہدی علیہ السلام کی خدمت مین عرض کرینگے کہ
حضور نے میری ثبوت کو ملاحظہ فرمایا اور یہ آیتین متعہ کو حرام کرتی ہین یا نہین حضرت
امام صاحب فرمادینگے کیون نہین بے شک حرام کرتے ہین بعد اسکے حافظ عرض کرینگے
کہ حضور اب مین اوس آیت کو بھی بیان کرتا ہون جس سے میرا مخالف اور کل اہل تشیع
جواز متعہ ثابت کرتے ہین اور بڑا شور و شغب مچاتے ہین وہ یہ ہے فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ
بِہٖ مِنْھُنَّ فَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ فَرِیْضَۃً ترجمہ پس جب فائدہ اوٹھاؤ تم
ساتھہ اوس عورت کے اونہین عورات ماسبق سے پس دو تم اونکو مہر اونکا مقرر کیا ہوا
ظاہر ہے کہ آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ آیات ماسبق پر متفرع ہے اسواسطے کہ اس آیت پر
فا واسطے تفریع کے داخل ہے پس ماقبل سے قطع کرنا اور علیحدہ اوس سے ایک
حکم سائر ماقبل اور مابعد نکالنا خلاف عربیت اور مخالف ادب ہے پھر حافظ امام
صاحب سے عرض کرینگے کہ حضور میری مخالف کو فرمادین کہ خوب غور سے سنے حق سبحانہ
تعالی نے حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّھٰتُکُمْ سے وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ

اَیْمَانُکُمْ تک عورات محرمہ کو بیان فرمایا اور وَاُحِلَّ لَکُمْ مَاوَرَاءَ ذٰلِکُمْ مین ماسوای محرمات کو حلال فرمایا یعنے ماسوای ان محرمات کے تمپر حلال کی گئی ہین عورتین اور اس حلت کو دو قیدون کے ساتہہ مقید کیا ہے قید اول اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ قید دوسری مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ یعنے ماسوای عورات محرمہ کے جو تمپر حلال کی گئین اوس مین دو قیدین ہین اول یہ کہ اپنے مالونکو اونکے نکاح مین صرف کرو یعنے مہر و نفقہ دینا قبول کرو قرآن مجید مین یہ قید ان الفاظ کے ساتہہ ہے اِنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ دوسرے یہ کہ اون عورتون کو قید مین زوجیت کے لاؤ نہ صرف مستی نکالنے کے واسطے یہ قید ان الفاظ سے ہے مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ قید اولی سے تحلیل مطلقاً باطل ہے کیونکہ اوسمین سوائے ممنونیت اور مشکوریت مالک فرج کے اور کچہ نہین اور اُخری سے متعہ بالکل خارج ہے اسواسطے کہ اوسمین احسان نہین ممتوعہ کا یہی معمول ہے ہم ہر ماہ با یارے اور ہر سال درکنارے بعد اسکے اسی آیت پر متفرع فرمایا آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِیْضَةً کو یعنے جب ہم تمہارے اوپر عورات کو حلال کر چکے دو قیدون کے ساتہ اول یہ کہ مہر و نفقہ اونکا مقرر کرو اور دوسرے یہ کہ قید مین لاؤ نکی طرح ہو نہ مستی نکالنے کو واسطے یہانتک کہ وہ ہمیشہ عورت اوس مرد کی ہو جاوے بغیر اسکے چھوڑے چھوٹ نہ سکے پس اگر نفع پکڑو تم ساتہ اوسکے اونہین عورتون سے کہ جو تمہارے اوپر حلال کی گئین پس ادا کرو تم مہر اونکا دران حالیکہ مقرر کیا گیا ہے دیکہیے اس آیت سے کسیطرح یہ متعہ ثابت نہین ہوتا ہی محاورۂ اُردو مین بہی موافق محاورہ عرب کے لفظ پس جو ترجمہ فاء تفریع کا ہی اپنے مابعد کو ماقبل پر متفرع کرتا ہے لطف یہ ہو کہ اسی آیت کے سیاق مین آیت وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ جسکو ہم آیات محرمہ متعہ مین نقل کر چکے ہین صریح حرمت متعہ پر دال ہے اگر معاذ اللہ آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ مین جواز متعہ بیان

فرمایا جاتا توکیا ضرورت تھی آیت متصلہ مین اس تشدد اور تاکید کی کہ اگر تم نکاح حرایر
پر قادر نہو تو لونڈیون سے نکاح کرو کیونکہ صورت عدم استطاعت نان ونفقہ حرہ
مین قضاے حاجت کیواسطے ممتوعہ کیا کم تھی بلکہ بحکم کُلُّ جَدِیدٍ لَذِیذٌ بہتر اور خوشتر
پس ماسبق سے آیت کو قطع کرنا باوجود داخل ہونے فائے تفریع کے جسکا ترجمہ اُردو مین
لفظ پس ہے سخت وقاحت ہے اور مالحق سے متناقص ٹھہرا کر دونون آیتون
کے حکم مین متناقضین نکالنا محض جہالت ہے اہل تشیع کو اس آیت مین تین شبہہ
واقع ہوئے ہین **شبہہ پہلا** یہ ہے کہ لفظ استمتاع سے معنے حقیقی چھوڑکر اصطلاحی
یعنے متعہ مراد لیتے ہین حالانکہ متعدد مقامات پر کلام الٰہی مین یہی لفظ واقع ہوا ہے
اور معنے لغوی لیے گئے ہین چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ
ترجمہ یعنے اے رب ہمارے نفع پکڑا بعض ہمارون نے ساتھ بعض کے پس چاہیے
کہ اس مقام پر بھی بوجہ لفظ استمتاع کے معنے اصطلاحی یعنے متعہ مراد لیا جاتا
اور تفسیر منہج الصادقین مین ملا فتح اللہ شیعے نے بھی آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ کے
تحت مین معنی لغوی لکھے ہین نہ متعہ کی عبارت اوسکی یہ ہے فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ پس
ہرگہ برخوردار شدید یا تمتع جستید از زنان لفظ استمتاع کلام الٰہی مین نہ ایک جگہہ
بلکہ متعدد مقام پر واقع ہوا ہے اور ہر جگہہ معنے حقیقی لیے گئے ہین پس اس آیت
مین اپنی خواہش نفسانی پوری کرنیکے واسطے اصطلاحی معنے لینا باوجودیکہ مفسرین
شیعہ بھی لغوی معنی لیتے ہین سخت جہالت ہے **شبہہ دوسرا** یہ ہے کہ لفظ اُجُور
سے اُجرت معینہ یعنے خرچی کہ جو ممتوعہ کے واسطے بعوض مباشرت کے مقرر کیجاتی ہے
مراد لیتے ہین حالانکہ کلام الٰہی مین لفظ اُجور مہور کے معنے مین مستعمل ہے یعنے مہر کے
چنانچہ دوسرے مقام پر ارشاد ہے فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ
یعنے پس نکاح کرو تم اونکو ساتھ اذن اہل اونکے کے اور دو تم اون کو مہر اون کے

حضرات شیعہ کو چاہیے کہ اس مقام پر بھی لفظ اجور سے اجرت معینہ مراد لیوین نہ مہر حالانکہ یہ بدیہی البطلان ہے اور طرفہ تو یہ ہے کہ ملا فتح اللہ شیعی نے تفسیر منہج الصادقین مین آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً کے تحت مین اجور کے معنے مہر کے لکھے ہین عبارت اوسکی یہ ہو فَاٰتُوْهُنَّ پس بدہید ایشان اُجُوْرَهُنَّ مہرہاے ایشان پس لفظ اجور سے آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ مین اجرات وخرچی کے معنے لینا باوصف معارض ہونے کلام الٰہی اور نیز مخالف تفسیر مفسرین شیعہ کے محض غباوت ہے **شبہہ تیسرا** یہ ہو کہ حضرات شیعہ بیان کرتے ہین کہ آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ مین لفظ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى بھی موجود تھا جسکا ترجمہ مدت معینہ ہے یعنے یہ آیت اسطرح نازل ہوئی تھی فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً جواب اسکا یہ ہو کہ کلینی مین نزول آیت بغیر لفظ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى کے حدیث حضرت امام جعفر علیہ السلام سے پایا جاتا ہے چنانچہ روایت ہو ابو بصیر سے کہ سوال کیا مینے حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام سے باب متعہ مین پس فرمایا آپ نے کہ نازل ہوئی بیچ قرآن کے آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً عبارت اوسکی یہ ہو رُوِيَ عَنْ اَبِيْ بَصِيْرٍ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ عَنِ الْمُتْعَةِ فَقَالَ نَزَلَتْ فِي الْقُرْاٰنِ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً اگر اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى کا لفظ امام کے نزدیک اسمین موجود ہوتا تو ضرور اس لفظ کے ساتھ اس آیت کے نازل ہونے کو فرماتے اور بالفرض اگر یہ روایت ثابت ہو تو قرارت منسوخہ اور شاذ قرار پاویگی کیونکہ مخالف ظاہر کلام اللہ شریف کے ہو اور جو روایت کہ مخالف ظاہر کلام اللہ کے ہے وہ متروک ہو اور شاذ چنانچہ امام اعظم شیعہ نے تہذیب مین باب حق اَجَلَّ اللّٰهُ نِكَاحَهُ بعد ذکر حدیث جمیل ابن دراج اور حماد بن عثمان اور منصور بن حازم کے کہ جو ابی عبداللہ سے مروی ہے لکھا ہو کہ یہ دونون خبرین

وارد ہوئے ہین شاذ مخالف ظاہر کتاب اللہ کے اور جو ایسی واقع ہوگی اوسپر عمل جایز نہین ہے عبارت اوسکی یہ ہے هٰذَا نِ الْخَبَرَانِ قَدْ وَرَدَا شَاذِيْنِ الْمُخَالِفِيْنَ لِظَاهِرِ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَكُلُّ مَا وَرَدَ هٰذَا الْمَوْرِدَ فَاِنَّهٗ لَا يَجُوْزُ الْعَمَلُ عَلَيْهِ ملا فتح اللہ شیعے نے بہی تفسیر منہج الصادقین مین تحت آیۂ کریمہ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ کی کے اس قرارت کے شاذ ہونے سے انکار نہین کیا بلکہ یون لمعہ سے نقل کیا ہے کہ گفتہ است در قرارت شاذہ نقل از عبد اللہ ابن عباس و عبد اللہ ابن مسعود ابی بن کعب وغیر ایشان چنین وارد است کہ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى پس قرارت شاذہ کسی حکم مین کافی نہین ہوسکتی اور اگر ہم اوسکے شذوذ سے قطع نظر کرین تو دونون قرائتین یعنے ساتہ لفظ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى اور بغیر لفظ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى کے متعارض ٹہرینگے اور قاعدہ ہے کہ جسوقت دو چیزین مساوی درجے کی متعارض ہوینگے تو اپنے مرتبے سے دونون ساقط ہو جاوینگے پس اس حالت مین اس آیت سے قطع نظر کرکے جہان تک کلام الٰہی مین غور کیا جاتا ہے تو آیت متعددہ حرمت متعہ مین پائی جاتی ہین اور اگر ہم اس روایت کے ثبوت مین کلام نکرین اور اوسکے شذوذ کی طرف نہ دیکہین اور تعارض کی طرف بہی توجہ نکرین بلکہ لفظ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى کو آیت مین تسلیم بہی کرلین تب بہی متعہ ثابت نہین ہوتا ہے کیونکہ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى متعلق ہے استمتاع کی نہ عقد کی اور متعہ مین مدت معینہ متعلق نفس عقد کے ہوتی ہے نہ استمتاع کی پس معنے آیت کے یہ ہوئے پس اگر نفع پکڑو تم عورت منکوحہ اپنی سے مدت معینہ تک پس تمام مہر ادا کرو تم اور فایدہ اس قید کے بڑہانیکا یہ ہے کہ کوئی شخص یہ وہم نکرے کہ وجوب تمام مہر کا معین ہے گذرنے تمام مدت نکاح پر جسوقت کہ مدت وطی کی گذر جاوے پس تمام مہر ادا کرنا تمپر واجب ہے بعد انعقاد بیان ہے کہ حافظ امام مہدی علیہ السلام کی خدمت مین عرض کرینگے کہ دیکہیے حضور

کسی نہج پر متعہ ثابت نہیں ہو سکتا ہی خود کتب معتمدہ اہل تشیع سے جسے حضرات شیعہ معتبر جانتے ہیں حرمت متعہ بخوبی ثابت ہے چنانچہ

حدیث پہلی حرمت متعہ میں کتاب فقہ الرضا کی

اِعْلَمْ يَا أَخِي إِنِّي سَئَلْتُ الْإِمَامَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ الْمُتْعَةِ فَقُلْتُ جُعِلْتُ رُوحِي فِدَاكَ رَوَى جَدُّكَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَّلَ الْمُتْعَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَحَرَّمَهَا عَامَ خَيْبَرَ وَنَهَى عَنْهَا فَقَالَ صَدَقُوا فِي الرِّوَايَاتِ إِنَّهَا وَاللّٰهِ مَنْهِيَّةٌ حَرَامٌ مَأْمُورٌ بِهَا إِلَّا أَنَّهُمْ غَلَطُوا فِي وُجُوهِ الْحَدِيثِ إِلَى أَنْ قَالَ وَإِنَّمَا حَلَّلَهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِشُبَّانِ الْعَرَبِ كَانُوا مَعَهُ تَشَكَّوْا إِلَيْهِ عُزُوبَتَهُمْ فَأَطْلَقَ وَلَا مِثَالَهُمْ فِي تِلْكَ الْحَالَةِ لِكَيْلَا يَقَعُونَ فِي الْحَرَامِ وَأَمَّا مَنْ تَمَتَّعَ وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى التَّزْوِيجِ أَوْ عَلَى شِرَى الْأَمَةِ وَهُوَ بِالْحَضَرَاتِ أَوْ مُقِيمًا فِي مِصْرٍ مِنَ الْأَمْصَارِ مِنْ غَيْرِ اضْطِرَارٍ وَلَا اخْتِلَافٍ مِنَ الْأَدِلَّةِ فَقَدْ تَعَدَّى عَلَى حُرَمِ الْمُسْلِمِينَ وَاسْتَبَاحَ لِنَفْسِهِ مَا قَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ مِنْ فُرُوجِ الْحَرَائِرِ بِغَيْرِ مَا قَدْ أَمَرَ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ وَاللّٰهُ يَقُولُ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ وَقَالَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ يَا أَخِي بِالْمُتْعَةِ إِلَّا عِنْدَ الْاِضْطِرَارِ وَالضَّرُورَةِ لِلْمُضْطَرِّ مِمَّنْ أَمْكَنَ لَهُ غَيْرَهَا فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَتَمَتَّعَ وَمِثْلُهَا مِثْلُ قَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ إِلَى قَوْلِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ يعنی راوی کہتا ہی کہ اے برادر پوچھا میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہ اے حضرت روح میری آپ پر قربان ہو فرمائیے کہ متعہ کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں کہ روایت کیا ہی آپ کے دادا امیر المومنین علی علیہ السلام نے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال کیا متعہ کو فتح مکہ کے روز اور حرام کیا خیبر میں اور ممنوع کر دیا اوسکو امام نے کہا بیچ فرمایا

امیر المومنین نے خدا کی قسم متعہ حرام ہے البتہ اجازت دیگئی تھی قبل ہین پھر امام علیہ السلام
نے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کو حلال نہین فرمایا تھا مگر جوانان عرب کیواسطے
کہ جو مسافرت مین رسول خدا کے ساتھہ موجود تھے اور شکایت اپنی تکلیف کی کرتے
تھے پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت متعہ کی نہین دی مگر ایسے لوگون
کیواسطے تاکہ حرام مین مبتلا ہونے سے بچین لیکن جس شخص نے متعہ کیا اوس حالت مین
کہ قادر ہے نکاح پر یا خریدنے لونڈی پر یا اپنے مکان پر موجود ہے یا کسی شہر مین
مقیم ہے پس بے شک اوس نے مباح کیا اپنے نفس پر اوس چیز کو جسکو حرام کیا
خدای تعالی نے اوسکے واسطے اور فرمایا خدای تعالی نے جس شخص نے تجاوز کیا اللہ کے
حدود سے داخل ہوا وہ ظالمین مین ای بیٹی میرے نہین تھا جواز متعہ کا مگر وقت
اضطرار اور ضرورت کے جیسا کہ جائز ہے وقت ضرورت کے گوشت سور کا اور مردار
اور خون۔ ای حضرات شیعہ دیکھو کتاب فقہ الرضا کو وای صاحبان امامیہ سنو حدیث
امام رضا علیہ السلام کو کہ کیا فرماتے ہین آپ متعہ کے باب مین اور کیا ارشاد کرتے ہین
اوسکے بیان مین ای صاحبو قہر ہے جسکو امام رضا علیہ السلام حرام کہتے ہین جسکی
حرمت پر قسمین شدید کھاتے ہین کہ وَاللّٰہِ المُتعَۃُ حَرَامٌ اوسکو آپ لوگ جائز بتلاتے
ہین اور جایز کیسا اوسکی سنت ہونے کو بتاکید تمام بیان کرتے ہین اور سنت کیسے
اوسکے تارک پر وعید شدید ظاہر کرتے ہین ای حضرات شیعہ غضب ہے جسکے نسبت
امام رضا علیہ السلام صاف صاف ارشاد فرماتے ہین کہ نہین ہے متعہ جایز مگر جیسا
سور کا گوشت اور مردار اور خون اوسکے نسبت آپ لوگ اسطرح کہتے ہین کہ جو شخص
متعہ کریگا قیامت کے روز بے حساب جنت مین داخل ہوگا اوسکی سواری کے
واسطے براق آئیگا جسکے سم موتی کے اور کان سبز زبرجد کے اور شکم لؤلؤ و مرجان کا
ہوگا اور جب وہ سوار ہوکر دن قیامت کے چلیگا ستر صف ملائکہ کی اوسکی سواری

کے گروہ ہو گی اہل محشر دیکھ کر حیران ہو جا ئینگے اور ایک دوسرے سے کہیگا کہ کوی فرشتہ مقرب بارگاہ ایزدی اتا ہے یا کوی پیغمبر بلند مراتب ہین اوسوقت فرشتے جواب دینگے کہ نہین یہ وہ شخص ہے جسنے دنیا مین متعہ کیا تہا اور متعہ کو سنت رسول اللہ جانتا تہا غرض بلا حساب و کتاب داخل بہشت ہوگا اگر متوعہ کا بوسہ لیگا حج و عمرہ کا ثواب ملیگا اَی اہل تشیع کچہہ تو سوچو اور ذرا تو لحاظ کرو امام کی قسمون پر اور اونکے فرمان واجب الاذعان پر سخت جرت تو یہ ہے کہ دعوی شیعیت امام کا کرتے ہو اور حدیث امام اور اون کے اباء کرام کے اقوال و احکام کو پس پشت ڈالتے ہو

حدیث دوسری حرمت متعہ مین کتاب محاسن کی

قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّكَ رَجُلٌ تَائِهٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ

یعنے فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق تو ایک مرد عیاش ہے پس تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کردیا ہے متعہ سے دیکھئے کہ جناب مرتضوی حضرت ابن عباس پر بوجہ متعہ کے حلال کہنے پر کس درجہ زجر و توبیخ فرماتے ہین کہ تم عیاش ہو جو متعہ کو حلال کہتے ہو بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو ممنوع کردیا ہے اور بے شبہہ حضرت پیغمبر صلعم نے اوسکو حرام فرمایا ہے

حدیث تیسری حرمت متعہ مین کتاب تہذیب الاحکام کی

قَالَ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ وَنِكَاحَ الْمُتْعَةِ

فرمایا جناب مرتضوی نے کہ حرام کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت خر اہلی کا اور نکاح متعہ کا اب ذرا حضور ملاحظہ فرمائی کہ ابو جعفر طوسی بہت بڑا مجتہد اہل تشیع کا ہے اور اپنی کتاب تہذیب الاحکام مین اس حدیث کو جسمین صاف و صریح حضرت مرتضوی سے منے بہ توضیح متعہ کے حرام ہونے کو بیان فرمایا ہے نقل کرتا ہے

اور پہر اسی حدیث کو بعینہ اپنی کتاب استبصار مین بہی درج کرتے ہین اب ذرا حضور
میرے مدعی سے دریافت فرمائین کہ ہمنے سود خوری اور زنا کارسے پوری پورے
طور پر ثابت کردی یا نہین اگر ثبوت کامل حضور کو نہ ملا ہو تو اور کچہہ ثابت کرون حضرت
امام صاحب فرماوینگے ای مومن دیکہہ تیرا مقابل کیا کہتا ہے مومن پاک سر جہکا لیگا
حضرت امام فرماوینگے ای حافظ تمنے اپنے دعوی کو عمدہ طور سے پورا پورا ثابت کردیا
لیکن یہ تو بتاؤ کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بروایت حضرت
امیرالمومنین متعہ کو حرام کیا اور ائمہ کرام بہی متعہ کو حرام جانتے رہے بعد اونکے پہر
کسنے حلال کیا حافظ عرض کرینگے حضور اسکو نہ دریافت فرمائی بس یہین تک رہنے
دیجیئے ارشاد ہوگا جو ہم دریافت کرتے ہین اوسکا جواب دو عرض کرینگے بہت اچہا
جب حضور نے غیبت بخوف اعدا اختیار فرمائی اپکے چار وکیل ہوئے اونہون نے
متعہ کو اسقدر رائج کیا جسکی انتہا نہین کہ آج تک نہایت عروج پر ہے لکہنو مین نہایت
ترقی پا رہا ہے اخبار الاخیار کے پرچون کے ساتہ متعہ کا فتوی بہی ضرور ہوتا ہے مسائل
و مستفتی مجتہد العصر جناب مولانا میر آغا صاحب حضرات شیعہ کے قبلہ دامت برکاتہ
صفحہ ا ضمیمہ اخبار الاخیار سوال ۴۰ کیا فرماتے ہین علماے دین و مفتیان شرع متین
اس مسئلے مین کہ جامع عباسی مین مرقوم ہے کہ متعہ کرنا صبیہ باکرہ سے بے اجازت
اوسکے باپ کے مکروہ ہے اس صورت مین جواز کراہت سے ثابت ہوا آیا نزد انجناب بہی
ایسا ہی حکم رکہتا ہے یا نہین بینوا توجروا جواب اگر بالغہ رشیدہ ہو تو جائز ہے واللہ اعلم
کیون نہین جائز ہوگی جسکے بوسے پر حج و عمرہ کا ثواب حاصل ہے - نکاحی بیاہی
کو چہوڑو یارو متعائی بیگم کو لیکے بیٹہو + ملائی حق سے بناکے حاجی دکہائی جنت کی سیر
تمکو + غرض کہ اپکے وکیلون نے متعہ حرام کو حلال کیا اور جو جو فضائل اوسکے بیان کئے
وہ اوپر مختصرا کچہہ لکہہ آیا ہون امام صاحب فرماوینگے اون وکیلون کے نام تو دین

عرض کرینگے جی ہان یاد ہین پہلے وکیل جناب محمد بن عثمان بن سعید العمری دوسرے
محمد العمری تیسرے ابو القاسم حسین بن روح چوتھے وکیل ابی الحسن علی محمد السمرے
ستتر برس تک ان حضرات کی وکالت رہے اور متعہ کے فضایل بیان کرتے رہے اور
خوب مزے لوٹتے رہے جس موکل کے مکان پر ٹھہرے محلے کے ایسی فضایل بیان کرتے
کہ وہ موکل اپنی لونڈی کو جب تک یہ مقیم رہتے مباح کر دیتا جب خاص وکیل ایسے مورث
کو اجرا فرمائین تو عوام کا کیا ذکر ہے تو مومن پاک جواب دینگے حضور یہ محض غلط ہے ہان
وقت ضرورت کے سفر وغیرہ مین متعہ کر لیا جاتا ہے وہ بھی ایسے عورت جسکی تو ہر شوہر والی عورت
سے متعہ درست نہین حافظ جواب دینگے اسکی کیا ضرورت ہے جو دریافت کرے کہ
تمہارے شوہر ہے یا نہین معلوم ہوا تمنے اپنے مذہب کی کتابین نہین دیکھین مومن
صاحب جواب دینگے اگر آپنے کسی کتاب مین دیکھا ہو تو بیان کیجئے حافظ کہینگے سنیے
منتہی الکلام صفحہ ۲۶ سطر ۷ از تہذیب طوسی صراحۃً میتوان یافت کرچون بخاطر
فضل مولی محمد بن راشد بہ لحاظ قراین راسخ شد کہ زنیکہ اراد ۂ متعہ او مصمم شدہ
شوہری دارد و بعد از تفتیش ہمچنان برآمد حضرت امام صادق علیہ السلام فرمود چرا
تفتیش کردی وہمچنین سرزنش بنود شخصی را کہ مردم باو گفتند کہ فلان زن شوہر دارد
و آن شخص از وی سوال بنود آب فرمائی دریافت کیون کرے اپنے مطلب سے
مطلب ہے اور اگر تسلی خاطر نہو ئی ہو تو دوسرا نسخہ بھی موجود ہے جسکے لکھنے سے سخت
غیرت معلوم ہوتی ہے کہ بعضی از اصحاب کبار بخدمت آنجناب رسانید ند کہ یکی
از جواری بکر مرا میخواہد واز ما در وپدر خود پوشید میدارد امام فرمود بر چہ خواہی
بکن وکوشش بزن مگر از موضع فرجش پرخذر باش وبلوق عار قلوب اہل او را خرم
اب فرمائیے اسکا ترجمہ کیا لکھون اور جو پڑھیگا کیا کہیگا۔ حضرت امام صاحب فرمادینگے
معاذ اللہ مومن فرمائینگے صریح جھوٹ ہے حافظ کہینگے لیجئے جامع عباسی ابستہ باتے

موجود ہے اور اردو کی کتاب ہے مطبع یوسفی دہلوی مین چھپی ہے مولف کا نام محمد
بہاء الدین آملی ہے باب گیارھوان صفحہ ۳۰۵ سطر ۱۹ (عبارت بجنسہ کواری
لڑکی کے ساتھ متعہ کرکے دخول کرنا مکروہ ہے اسلئے کہ سنت ہے کہ اگر کواری سے متعہ
کرے تو ازالہ بکارت نکرے) پس اس سے صاف مضمون بالا کی بخوبی تصدیق
ہوگئی لیکن زمانہ حال کے مجتہدین نے اجازت ازالۂ بکر کی بھی دیدی ہے اگر یقین
نہو تو مسائل وستخطی مجتہد العصر جناب مولانا میرآغا صاحب دامت برکاتہ کو جو ضمیمہ
اخبار امامیہ صفحہ ۹ طبع لکھنؤ ۲۶ سنہ ۱۳۱۷ ہجری دوشنبہ ۵ مہدوی مطابق نومبر ۱۸۹۹ء مین
لکھی ہین ملاحظہ فرمائی مسئلہ ۱۴ سوال کیا فرماتے ہین علمای دین ومفتیان شرع
متین اس مسئلہ مین کہ ایک عورت باکرہ کو کہ اوسکا باپ مفقود الخبر ہو۔ زید متعہ
کرکے ازالہ بکر کرے اور بعدہ معلوم ہو کہ باپ اوسکا اوسی شہر مین موجود ہے پس
بمقدمہ جواز عقد متعہ کچھہ قباحت ہے یا بے دغدغہ جائز ہے بینوا توجروا جواب
اگر وہ بالغہ رشیدہ تھی اور متعہ صحیحہ واقع ہوا پس باطل نہوگا واللہ یعلم۔ کیون
نہو شاباش شیران شام سے رات بھر مفقود الخبر رہے صبح ہوتی آن موجود ہوی
دوسری رات کیواسطے مجتہد صاحب نے عنایت فرمائی بے دغدغہ بہتکارے جاؤ
حامی و مددگار تو موجود ہین فتوی پر تیرے کرتا ہون تینون مین نثار دل کو جگر کو
جان کو ای پیارے مجتہد مضمون فتوی کا کہین ہوتا میرے خلاف مرجاتا
مین ابھی بے مارے مجتہد بعد اسکی حافظ امام صاحب کی خدمت مین عرض
کرینگے کہ حضور انکے مذہب مین یعنے مذہب تشیع مین ایک متعہ دوریہ بھی ہے کہ
جسکو چند مومنین ملکر بنظر کفایت کرلیتے ہین اور اپنی اپنی باری اوس عورت سے
قربت کرتے ہین امام صاحب فرمادینگے لاحول ولا قوۃ اگر یہ بات صحیح ہے تو انہون نے
زیادہ اون سے کون گمراہ ہوگا شیعہ صاحب بول اوٹھینگے حضور محض جھوٹ اور بہتان ہے

حافظ جواب مینگے کوئی بات ابھی تک جھوٹ ہوئی ہی مگر تم ایسے سچ کو بھی جھوٹ جانتی ہین
ذرا اپنے مجتہد مولوی عمار علی صاحب بہرت پوری اور جناب مولانا حضرت سید حافظ
عبدالصمد صاحب سہسوانی دام برکاتہ کے مباحثہ اور مناظرہ کو آنکھ کھول کر بغور ملاحظہ
کرو جھوٹے کا جھوٹ اور سچی کا صدق بخوبی ظاہر ہوجائیگا اور سچ تو یہ ہے کہ تم کیا
دیکھوگے جان بچانا مشکل ہوگیا ہے افسوس کرتے ہوگے کہ کیون زنا اور سود کا نام
لیا لینے کے دینے پڑگئے تمام عیوب پوشیدہ ظاہر ہوگئے اپنے مذہب والے بھی بُرا
کہینگے کہ کیون چھیڑا تہا ملاحظہ کیجیے کتاب ارغام الشیاطین فی تردید متعۃ
المتشیعین طبع مطبع مفید عام آگرہ صفحہ ۱۲۶ سطر ۳ مولوی سید یعقوب علیصاحب
شاگرد مولوی سید حافظ عبدالصمد صاحب نے مجتہد جناب مولوی عمار علیصاحب کو تحریر کیا

بیان متعۂ دوریہ

آپ خیال فرمائیے کہ آپ کے مذہب مین متعہ کی دو قسمین ہین اول متعۂ دوریہ
دوم متعہ وحدانیہ تعریف متعہ دوریہ کی یہ ہی کہ ایک عورت سے دس بیس ملکر متعہ
کرین اور اپنے اپنے باری سے اسکے ساتھ قربت کرین جیسا کہ صاحب مصائب النواصب
نے لکھا ہے اور قسم ثانی اسکو کہتے ہین کہ ایک شخص متعہ کرے **قال المجتہد** ہمارے
مذہب مین متعہ کی ہرگز دو قسمین نہین ہین **اقول مولویصاحب** باوجود موجود ہونے
دونون قسمون کے اور تسلیم کرلینے آپ کی کتب کلام اہل تشیع مین آپکا انکار ایک
قسم سے محض بیکار ہے **قولہ** بلکہ ایک ہی قسم سے جو ایک شخص کرے **اقول** جناب عالی
اس قول کو یاد رکھین کہ متعہ کی دو قسم ہمارے یہان ہے جو ایک شخص کرے اور
جو دس بیس شیعہ ملکر ایک عورت سے کرین اور اپنی اپنی باری سے اوس سے
قربت کرین وہ نہین ہے گو یہ انکار بمقابلہ متکلمین شیعہ پایۂ اعتبار سے ساقط ہی
لیکن یہ قول یاد رکھنے کے لایق ہے **قولہ** متعہ دوری ہمارے نزدیک باطل ہے

اقول ملاذ مان والا فرماتے ہین متعہ دوری کہ جو دس آدمین شیعہ ملکر ایک عورت سے متعہ کرین اور اپنی اپنی باری سے قربت کرین ہمارے نزدیک باطل ہے حالانکہ صورت متعۂ دوریہ کتب کلامیہ اور فقہ اہل تشیع مین موجود ہے مگر ہمکو ابھی یا صلا تا اس قول کا مقصود نہین **قولہ** اور دیکھو کثرت سے کتابین شیعون کے مذہب کے فقہ کی ہندوستان مین موجود ہین اور مسائل متعہ اونمین موجود ہین لیکن متعہ دوریہ کی صورت کسی کتاب مین نہین اور نہ اس متعہ کا کہین ذکر ہے۔ **اقول** چونکہ ہمنے جواز متعہ دوریہ مین حوالہ کتب کلامیہ اہل تشیع کا دیا تہا جو جناب مخاطب اوس سے فرار اختیار کرکے فرماتے ہین کہ کتب فقہ اہل تشیع ہندوستان مین موجود ہین مگر اونمین متعہ دوریہ کی صورت یعنے دس آدمین شیعہ ملکر ایک عورت سے متعہ کرین اور اپنی اپنی باری سے قربت کرین نہین لکھی اب جناب سامی کتب فقہ مین ارشاد الاذہان شیخ علی اور نافع کو ملاحظہ فرمائیے کہ اوسمین دوریہ کا ذکر ہے یا نہین اور جائز لکھا ہے یا ناجائز آپکی جناب وہ تو متعہ دوریہ مین نسبت اولاد کے اس طریقے سے فیصلہ فرماتے ہین **ویقضی فی الولد بالقرعۃ ویلحق بالخارج** سہلمہ یعنے اگر اولاد مین جہگڑا متعۂ دوریہ کرنے والون کے درمیان مین ہوگا تو یون فیصلہ کیا جائیگا کہ قرعہ ڈالا جائیگا جسکے نام پر نکلیگا اوسیکو لڑکا دلایا جائیگا جناب والا جناب علامۂ حلی نے تو کل فیصلہ کردیا اور سب جہگڑا اوٹہا دیا نسب کو بطریق قرعہ ثابت کردیا پس آپکا انکار نسبت متعۂ دوریہ کے کتب فقہ اہل تشیع سے محض لغو ہے اور آگے چل کر غرض شدت اور سلیاس کا پیش کرنا محض بیجا ہے حالانکہ کتب کلامیہ اور فقہ امامیہ مین جائز لکھا ہے **قولہ** صاحب مصائب النواصب مجتہد نہ تھے البتہ مناظری مین اونکو بہت دخل تہا اور یہ مصائب النواصب بھی مناظرہ ہی کی کتاب ہے ایک ناصبی کے جواب مین فقہ کی کتاب نہین **اقول** جناب مخاطب صاحب مصائب النواصب مجتہد تو نہ تھے لیکن آپ کے مجتہدونکی معلم تھے

صواریم اور حسام اور تشیید المبانی مین دیکھئے اپکے مجتہدین لکھنوی اونکو بلفظ مولی
کے یاد کرتے ہین سخت افسوس ہے کہ جو شخص عمدۂ متکلمین شیعہ سے ہو یہان تک کہ
جان سبہی اپنے مذہب اہل تشیع پر نثار کر دے ہوا اور حضرات شیعہ مین بلفظ شہید
ثالث ملقب کیا جاوی وہ ایک وار دگیر سنیون سے پایۂ اجتہاد سے گرا کر غیر معتبر
ٹہرایا جاوے قولہ اور مسئلہ فقہ اگر فقہ کی کتاب مین ہو اور لکھا ہو کہ فلانی مجتہد
کے نزدیک اسطرح ہے تو اوسکا اعتبار ہوتا ہے **اقول** اگرچہ یہ قاعدہ ایجاد بندہ
آپ کو مفید نہین ہے کیونکہ متعہ دوریہ کتب فقہا اور کلامیۂ اہل تشیع مین مذکور ہے
تا ہم ہمارے مفید ہے اپکے یاد رکہنے کے قابل ہے اگے کام آویگا اور آپکو بہت شرمندہ
کراویگا قولہ اور مصائب النواصب مین اگر لکہا بہی ہے تو اوس عورت سے لکہا ہے
کہ جو بہت بڑے سن کی ہو اور حیض انا اوس سے اور بچہ جننا موقوف ہو گیا ہو
مولف رسالہ مین یہ پوچھتا ہون کہ عورت کا حیض اور بچہ جننا کس عمر مین موقوف
ہوتا ہے یقیناً پچپن یا ساٹہ مین اور عورت کے اکثر اولاد بارہ تیرا برس کی عمر
مین پیدا ہونے لگتی ہے فرض کیا کہ تیرہ برس کی عمر مین ایک عورت کے دختر پیدا
ہوئی اور جب اس دختر کی عمر تیرہ برس کی ہوی تو اوسکے فرزند پیدا ہوا اب
اس فرزند کے نانی کی پچیس چہبیس برس کی عمر ہوئی جب یہ فرزند بیس برس کا
عمر کا ہوا تب اسکی نانی چہیالیس برس کی ہوئی اور ہنوز انکے لیاقت متعہ دور
کی بزرگی اور ثواب حاصل کرنیکے نہین ہوئی ابہی تو اسی کو داخل حسنات ہونے
مین دس پانچ برس کا توقف مانع ہے اب ایہا المومنین مقام غور اور جائے
ترحم ہے کہ ایسی عمر کے مردون سے اور وہ بہی ایک گاروا ایسی پیرزال کا متعہ
دوریہ کرانا کیا لطف دکہائی گا کیسے جان پر پنجا و مجھ دے مذہب اور واہ ری شرع
قولہ جناب الاہم تو ایکے اس فصاحت پر نثار ہوئی جاتے ہین اور اپنے اپکو اس

بلاغت پر قربان کئی دیتے ہین گو ہمارا یہ قاعدہ نہین کہ آپکی عبارت فصیح او بلیغ کے
نسبت تعرض کرین مگر مجبور ہین کیا کرین ذرا اس جملہ کو تو ارشاد فرمائی کہ اگر لکھا
بہی ہے تو اوس عورت سے لکھا ہے اے جناب صاحب مصائب النواصب لے
دوریہ کو لکھا ہے تو اگر کیا معنے اور جو اگر ہے تو لکھا ہے کیا معنے اسکو چاہئے تہا کہ یون
فرماتے کہ اگر لکھا بہی ہو تو اوس عورت سے لکھا ہو گا تا کہ آپکا نہ دیکھنا مصائب
النواصب کو ثابت ہوتا لفظ اگر دال ہے کہ آپنے نہین دیکھا اور جملہ (تو اوس عورت
سے لکھا ہے) ظاہر کرتا ہے کہ اپنے قطعًا مصائب کو دیکھا یہ اجتماع النقیضین آپ ہی
کے حصہ مین آگیا ہے انقطاع حیض و بچہ کا ڈہکوسلا پیش کرتے ہین اپکے علامہ حلی
تو صاف صاف لکہتے ہین وَيُقْضَىٰ فِي الْوَلَدِ بِالْقُرْعَةِ وَتُلْحَقُ بِالْخَارِجِ سَهْمُهُ یعنے
اوس بچہ کا یون فیصلہ کیا جاویگا کہ فورًا سب متعہ کرنے والون کے نام پر قرعہ
ڈالا جاویگا جسکے نام پر نکلے گا اوسکو لڑکا ملیگا دیکھین کس بے چارہ کی تقدیر کہا
ہے اور کس کے نام پر چہپی نکلتی ہے قولہ کو ایسی عورت مین از روے شرع کے کیا
قباحت ہے اقول ہمارے جناب مخاطب کے حافظہ کا یہ مرتبہ علیا ہے اور ...
فہم و فراست کا یہ درجۂ کبری ہے ابہی جسکو باطل کرتے چلے آتے ہین جب ابطال ...
واسطے قاعدے بنائے جاتے ہین اوسیکا اقرار فرماتے ہین کہ از روے شرع کے کیا
قباحت ہے اے جناب جب شرع سے قبیح نہین تو باطل کسکے نزدیک ہے نہ آپکو
... تو ... کا کہ ہمارے نزدیک متعۂ دوریہ باطل ہے لحاظ ہے اور نہ اپنے قاعدہ جدید
کا پاس ہے اس مقام پر اقرار صاف ہے کہ متعۂ دوریہ مین از روے شرع کیا قباحت
ہے یا این شورہ شوری کہ صاحب مصائب النواصب اسکے جواز کی وجہ سے غیرت
ٹہیرائی گئی یا این بے نمکی کہ خود فرمانے لگے کہ از روے شرع کے کیا قباحت ہے بغرض
جناب والا یاد رکہیں کہ متعۂ ... ہیں شیعہ مثل ایک عورت سے کرتے ہیں

اور اپنی اپنی باری سے اوس سے قربت فرماتے ہین وہ از روی شرع کے آپ کے
نزدیک قبیح نہین گو آپ بڑے سن کی عورت مین مستثنی فرماتے ہین بہر حال آپکا اقرار
جواز متعہ دوریہ کا مذہب اہل تشیع مین ثابت ہوگیا بعد اسقدر بیان کرنے کے حافظ
امام عالی مقام کی خدمت مین دست بستہ عرض کرینگے کہ حضور نے اس فرقہ کے
عقاید کو ملاحظہ فرمایا کہ کسطرح کی ضلالت مین مبتلا ہین اور صحابۂ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم سے کیسی عداوت رکھتے ہین اور اپنے تئین امامیہ کہتے ہین اور اامون کے
قول پر عمل نہین کرتے دیکھیے آپکے ابا جان حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے
تفسیر سورۂ بقر مین صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبت کیا تحریر فرماتے
ہین اور یہ لوگ کیسے کیسے مزخرفات اور بیہودہ باتین اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم کے نسبت لکھتے ہین جنکے دیکھنے کی اہل ایمان کو طاقت کہان بدن کانپنے لگتا ہی
زمین وآسمان تاریک معلوم ہونے لگتا ہے اللہ تعالی اون قائلین کو اوسکا ہزار
گونہ بلکہ بے حساب عذاب کا مستحق یوم الحساب کو کریگا اوسوقت اپنے کردار
اور گفتار کی سزا پاوینگے بہر نوع ان مومنین پاک نے اس بے اصل تقریر اور بندش
خرافات کا یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اوسوقت یعنے بوقت رجعت نبی ووصی کے خدا کا وعدہ
پورا ہوگا تب ذلت ہوگی اور نفاق کا حال کھلیگا اور اس مسئلۂ رجعت پر اہل تشیع
کو بڑا افتخار ہے چنانچہ اس مسئلہ کے نسبت لکہا ہے کہ یہ خاص عقیدہ مذہب حقہ اثنا
عشریہ کا ہے سوای اس فرقے کے اس عقیدے پاک اور نیک سے کل فرقے بے نصیب
اور محروم ہین۔ پس معلوم رہے کہ یہ مسئلۂ رجعت جسپر حضرات مومنین پاک کو بڑا
افتخار ہے اس مسئلہ ومذہب کا موجد ومخترع عبداللہ بن سبا ہے کتب سیر خاص
کر ترجمہ تاریخ طبری مین کہ مترجم اوسکا شیعہ ہے صاف صاف لکھتا ہے کہ عبداللہ
ابن سبا یہودی یمنی صنعانی کہ بظاہر دینودی مسلمان ہوا تہا اور بوجہ فتنہ پردازی

بعہد خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مصر کے جانب نکال دیا گیا تہا سنہ ۳۵ ہجری
مین اوسنے مذہب رجعت اختراع کیا اور لوگون کو یون سمجہایا کہ عیسائیون کا یہ عقیدہ
ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام پہر اس جہان مین واپس اوینگے پس اہل اسلام اونسے
زیادہ حقدار ہین اس بات کے کہنے اور سمجہنے پر کہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم اس جہان مین واپس آوینگے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ
عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَادُّکَ اِلٰی مَعَادٍ - یعنے جس خدا نے کہ فرض کیا ہے تجہپر قرآن
کو وہ پہر لانے والا ہے تجہکو جگہہ پہر آنی مین - کچہہ ایسی تقریر سے اوسنے مذہب
رجعت کو بیان کیا کہ لوگون نے پسند کیا اور قبول کیا اہل سنت وجماعت نے اپنے
مقابل مخالف کو یہ جواب دیا کہ یہ سب تمہاری خام خیالی اور عقائد باطلہ واقوال
کاذبہ ہین سوای اسکے کچہہ سمجہہ مین نہین آتا کہ تم بہی دشمن اور مخرب مذہب دین اسلام
سنت وجماعت ہو اسلام کے پردہ مین اپنا عناد اون لوگون سے جو بانی اسلام
ہین لینا چاہتے ہو اور مذہب سنت وجماعت دین اسلام کو خراب کر رہے
ہو حضرات خلفای ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین ایسے مقبول خدا و رسول
تہے کہ جناب امیر علیہ السلام سے لیکر گیارہوین امام تک سب کے سب اونہین کے
روش پر رہے ہمیشہ اور برابر اونکی ثنا وصفت کرتے رہے اور جب کسی نے
اون سے ان حضرات رض کا حال پوچہا تو نہایت مبالغے سے محامد اور اوصاف
اونکے بیان فرمائی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ برابر اونکی نمازون مین شریک
رہے اور تمامی امورات جہاد وغیرہ مین برابر مشورہ اور رای دیتے رہے یہ
بہی کہنے کی جگہہ باقی نہین رہی کہ اونکے علیے خواہ مروت یا خوف سے تعریفین کہتے
تہے کیونکہ جب حضرات خلفای ثلثہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے دنیا سے انتقال
فرمایا تب بہی حضرت امیر علیہ السلام برابر اونکی مدح اور ثنا وصفت کرتے رہے

بلکہ اپنے زمانہ خلافت مین بہی اونہین کی ثنا وصفت کرتے رہے اور مذہب حضرت
ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما مین کچہہ بہی تبدل اور تغیر نہین فرمایا
یہان تک کہ باغ فدک کو بہی اوسی حال پر رہنے دیا اور اپنی عہد خلافت مین بہی
حضرت امام حسن وحضرت امام حسین علیہما السلام کو اونکا حق نہین دیا اور برابر
امیر شام کو یہے لکہا کئے کہ خلافت مہاجرین وانصار کے شوری پر منحصر ہے اور
یہ کیا ایسی ایسی تو ہزارون باتین ہین کہ اونکے دیکہنے سے بخوبی ثابت ہے کہ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ نے حضرات اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے کچہہ بہی مخالفت
نہین کی اب تو مخالف مقابل کا عجیب حال مضطر ہوا کہ بیان سے باہر ہے سوای
اسکی اوسنے کوئی چارہ نہ دیکہا کہ تقیہ کی سپر بناوے کہ اس سپر سے ہر ایک قسم کے
وار کا دفعیہ بوجہ احسن ممکن ہے اسی تقیہ کے صدقہ مین سنیونکی دار وگیر سے اچہی طرح
پر نجات مل جاتی ہے **تشریح معنی تقیہ** ناظرین رسالہ ہذا کی اگاہی کے لئی
مفہوم تقیہ سے متنبہ کردینا خالی از لطف نہوگا۔ تقیہ یعنے جہوٹ بولنا ظاہر وباطن
کا ایکسان نہونا یعنے موہنہ سے کچہہ اور کہے اور دل مین کچہہ اور ہو اگر ان لفظون
کو انہین حیثیت سے حضرات شیعہ اپنے دین ومذہب مین داخل کرتے تو جو کوئی سنتا
اوسکو فوراً بمجرد سننے کے نفرت ہوجاتی اور بالیقین جان لیتا کہ جسمین جہوٹ بولنا
اور ظاہر وباطن یکسان نرکہنا ثواب اور فعل مقدس سمجہا گیا ہے وہ مذہب بلاشک
جہوٹا ہے پس براہ دور اندیشی کے نقص مذکورہ کے دفع کرنے کی غرض سے اون
ثقیل اور مکروہ لفظونکو ایک خوشنما ومختصر خوب صورت لفظ کے پیرائی مین ظاہر کیا
یعنے اوس جہوٹ بولنے اور دل وزبان یکسان نہونیکا نام تقیہ رکہا اور اسیکو
سنیون کے تمام اعتراضون اور شبہون کا حلال مشکلات بنایا مگر یہ امر لاعلاج ہے
کہ جہوٹ جہوٹ ہی ہے چاہے کچہہ نام رکہا جاوے اس جہوٹ اور نفاق کو جسکا

تقیہ نام رکہا ہے وہ رونق دی کہ اللہ اللہ۔ تقیہ کی تعریف مین ائمہ علیہم السلام کی طرف
سے حدیثین بیان کین نہ صرف جایز رکھنے پر قناعت کی بلکہ اوسکو واجب
کردیا اور فضایل اور ثواب مین تقیہ کے وہ حدیثین بیان کین کہ
اون سے روزہ و نماز کا ثواب بہی بمقابلہ تقیہ کے کم سمجھا گیا اور باقوال
ایمہ علیہم السلام اَلتَّقِیَّۃُ دِیْنِیْ وَدِیْنُ اٰبَائِیْ روایت کرہی تو دیا اور اس
تقیہ کو پاک اور ابرار لوگون کا فعل بیان کردیا اور امام اول سے بلکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم سے لیکر امام اخرالزمان تک ان سب حضرات مقدسین کے نسبت اس فعل مکروہ
کو منسوب کردیا اور اونکی زبان سے تقیہ کنندگان کے فضایل اور مدارج اور ثوابِ این
حدیثین نہایت شد و مد سے نقل کردین واقعی حضرات شیعہ نے بڑی دانائی کی ہے
جو تقیہ کو اپنے مذہب مین داخل کیا کیونکہ اس سے اونکو نہایت فائدۂ عظیم ہے بلکہ بقای
مذہب تشیع اس تقیہ پر منحصر ہے اگر تقیہ اختراع نہ کیا جاتا تو مذہب تشیع نیست و نابود
ہوجاتا جیسا کہ بغیر تار برقی کے ریل گاڑی تباہ ہوجاتے ہے۔ اسی تقیہ کے بدولت
سنیون کے دار و گیر سے بچتے ہین جہان کہین مدح و ثنا حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم
باقوال ایمہ و رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت ہوی وہان کہدیا کہ یہ تعریف صرف تقیہ
کی گئی بیعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے
ہاتھ جو ثبوت کو پہونچی وہ بہی تقیہ پر محمول ہوئی حضرت امیر علیہ السلام و نیز دیگر ایمہ
علیہم السلام نے جو کچھ اس فرقہ کے نسبت تبرا اور بیزاری اور غصہ ظاہر فرمایا اور
بانیان فرقہ کو بہلا برا فرمایا اپنے ہم مذہبون کو سمجہا دیا کہ یہ سب باتین برای تقیہ
فرمای ہین دل مین تمسے بہت خوش ہین تقیہ کے بدولت جب چاہا سنیون سے بہی
خلا ملا پیدا کرکے ہم نوالہ و ہم پیالہ ہوگئی اپنے مذہب تشیع سے بیزاری اور
عیوب ظاہر کرکے سنیون کا دل خوش کیا اور بخوبی اون سے فوائد اوٹھائے

بعد حصول فوائد پیر اپنے غول اور فرقہ مین جا ملے اور کہدیا کہ ہمنے تو تقیہ کر کے اون سی
اپنا مطلب نکالا اور اونکو احمق بنایا۔ پہر یہ نوع تقیہ انکے واسطے کبریت احمر یا ورنی باون
تو لہ سے بہی بڑہ کر مفید و کارامد ہے قطع نظر اس بات کے کہ تقیہ جہوٹ اور نفاق کا
نام ہے حضرات شیعہ یہ بہی نہین سمجہتے کہ اس نقبہ کی وجہ سے حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ
اسد اللہ الغالب من کل غالب و دیگر ائمہ علیہم السلام کے شجاعت اور اسدیت
بلکہ امامت پر کیسا نقص عاید ہوتا ہے کہ ان حضرات مقدسین نے با وصف اسکے کہ ان
کو کچہ بہی خوف ہلاکت کا نہ تہا پہر بہی اپنے طول حیات کو ہمیشہ تقیہ اور اخفای حق اور
اظہار باطل مین گذرانا اور امام وقت صاحب عصر و زمان معاذ اللہ منہا اس مرتبہ
جبان نامرد اور ہراسان اور خایف اور بزدل ہین کہ مدت ہزار سال سے بہی زیادہ
گذرتی ہے کہ بخوف دشمنان جماعت قلیل پوشیدہ ہو گئی اور باوجود اسکی کہ سلطنین
منقلب ہوگین اور دولت عباسیہ برہم ہوگئی اور چنگیزیہ کا تسلط بہی ہوا کہ پس
از قبول اسلام وہ اپنے تئین محب اہل بیت کا جانتے تہے بلکہ بعض نے ان مین سے مذہب
تشیع بہی اختیار کیا تہا اور سلطنت صفویہ خاندان کے خراسان اور عراقین مین کہ وہ
مددگار شیعہ اور رمردم خیر اس گروہ کی تہی ہو گئے اور مذہب شیعہ سلاطین دکن
اور بنگالہ و پورب مین رواج پا گیا اور امارت اور وزارت اس فرقہ کی ہندوستان
مین ہو گئی حتی کہ مومن مانڈی چپت بہی پورب جانب کے اکثر مقامون پر مومنین پاک
کے ہم مذہب ہو کر محب اہل بیت و شیعان علی مین داخل ہو گئی مگر امام عصر صاحب
زمان کا خوف نہ گیا نہ گیا اور دل کو اطمینان حاصل نہوا کہ ظاہر ہوتے یا یہ کہ اونکو اس
گروہ کی محبت اور دوستی پر اعتماد نہوا کہ شاید تقیہ نکیا ہو کیونکہ یہ ہمارے فرقہ ابرار مین
سے ہین جنکی خصلت اور عادت تقیہ کی ہے ہرگز ہرگز انکا ظاہر اور باطن یکسان نہوگا
ورنہ با وجود اسقدر غلبہ محبین مخلصین کے کیون نہ ظاہر ہوئی اور یہ بہی ان حضرات

شیعہ کے خیال شریف مین نہین آتا جو کہتے ہین کہ انبیار اور ائمہ کا یہی کام تہا کہ اپنے دین و مذہب کو پوشیدہ فرماتے رہے اور ہمیشہ ان بزرگواران نے اپنے عمر تقیہ مین گذرانی اور اپنے دین و مذہب کو واضح طور سے کسی پر ظاہر نہین کیا اور نہ کسی سے صاف طور پر کہا یہ نہین سمجتے کہ بعثت انبیار اور نصب امام سے کیا حاصل ہوا اگر ذرا تامل کیا جاوے تو صریح معلوم ہوجاویگا کہ نبی کو مبعوث کرنا اور امام کو نصب کرنا اور پہر اونکو حکم اخفاسی دین و مذہب کا دینا یہ مشابہ اسکے ہے کہ مثلاً کسی شخص کو کسی شہر کا قاضی یا حاکم مقرر کرین اور اوس سے کہدین کہ آپکو قاضی تو مقرر کیا ہے مگر خبردار خبردار ہرگز کلام نکرنا اور کوئی حرف زبان پر نہ لانا اور مدعی و مدعا علیہ کا حال نہ سننا اونکا نام تک زبان پر نہ لانا تو ہر ایک طفل مکتب بہی اس بات کو بخوبی سمجھہ سکتا ہے کہ ایسی تقرری محض تمسخر اور لعب ہے اور ظاہرہ سفاہت ہے اور غرض بعثت و نصب کی بالکل مناقض اور اگر یہ کہا جاوے کہ یہ تقیہ بحکم خدا نتہا خود انبیا اور امام اپنی رای سے کرتے تہے تو اس صورت مین گنہگار اور عاصی ٹہرینگے اور جو اون پر واجب ہے یعنے تبلیغ رسالت اور ہدایت عباد اوسکے تارک ہونگے کہ جس سے اونکی عصمت زایل ہوتی ہے کہ نبی اور امام کو معصوم مانا ہے۔ بالجملہ جہوٹ اور نفاق شان انبیا اور ائمہ کی نہین ہے کہ اپنی طول عمر مین بلا ضرورت ایسے خصائل ذمیمہ کی عادت کرین اور لوگون کو اضلال اور تلبیس کا سبق دیتے رہین ان لوگون کے شایان شان یہ ہے کہ کیسا ہی دشمنون کا خوف ہو مگر کلمۃ الحق کے اظہار سے باز نہین رہتے ہین چنانچہ اللہ جلشانہ حق مین انبیا کے ارشاد فرماتا ہے قولہ تعالی اَلَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ یَخْشَوْنَهٗ وَ لَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِیْبًا یعنے جو لوگ اللہ کے پیغام پہنچاتے ہین اور اوس سے ڈرتے ہین اور اللہ کے سوا کسی سے نہین ڈرتے اور بس ہے اللہ حساب کرنیوالا۔ اگر انبیار تقیہ کرتے تو کفارون کے

ہاتھ سے کیون ایذا اوٹھاتے اور کیون اسقدر تکلیف ضرب وستم اور ہتک حرمت اور تذلیل اور اخراج سہتے اور آیت اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ بِتَقِیَّۃٍ سے جو علمای شیعہ درباب تقیہ حسب مطلب خود تفسیر کرکے دلیل پکڑتی ہین تو یہ محض انکی نادانی اور نافہمی ہے یا دانستہ اپنے حصول مطلب کے لئی تجاہل کرتے ہین کیونکہ اگر تقیہ کے معنے حسب تفسیر حضرات شیعہ لئی جاوین تو لازم آویگا کہ حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا اور حضرت امام حسین علیہم السلام نے کہ بالاجماع تقیہ نہین کیا ہرگز اللہ تعالی کے نزدیک کرامت اور بزرگی نرکھتے ہون گے اور جمیع منافقین عہد آنحضرت نہایت درجی کی کرامت اور بزرگی مین ہونگے اِنَّ ھٰذَا لَبُھْتَانٌ عَظِیْمٌ اور جو کچھہ حضرات شیعہ نے خوبی تقیہ کی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ سب ان حضرات شیعہ کی بناوٹ اور دہوکہ دہی ہے کیونکر ممکن ہے کہ حضرت امام صاحب نے ایسی فعل قبیح کی تعریف تجویز فرمائی جو انکی جد امجد حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے نص کے سراسر مخالف ہے اور وہ نص حضرت امیر علیہ السلام کے کتاب نہج البلاغت مین جو اصح الکتب نزدیک شیعون کے ہے موجود ہے اور متواتر ہے شیعون کے نزدیک وہ یہ ہے کہ عَلَامَۃُ الْاِیْمَانِ اِیْثَارُکَ الصِّدْقَ حَیْثُ یَضُرُّکَ عَلَی الْکِذْبِ حَیْثُ یَنْفَعُکَ یعنے شان ایمان کہ مقدم رکہہ تو سچ کہنے کو اوس جگہہ کہ ضرر تیرا ہو اوپر جہوٹھہ کہنے کے اوس جگہہ کہ نفع تیرا ہو یعنے اگر جہوٹھہ کہنے سے نفع ہوتا ہو اور سچ کہنے سے ضرر تو شان ایمان یہ ہی کہ تب بہی سچ کہو پس یہ نص صریح دلالت کرتی ہے کہ تقیہ جو کوئی کرے وہ مومن نہین ہے۔ نہ کہ مومن پاک اور آیت اُولٰٓئِکَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَھُمْ مَّرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا کو بہی تقیہ پر تفسیر کرتے ہین اور کہتے ہین کہ حسنہ تقیہ ہے اور سیئہ اظہار حالانکہ ماقبل آیت صریح اظہار پر دلالت کرتا ہی وَاِذَا یُتْلٰی عَلَیْھِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِہٖٓ اِنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا کُنَّا مِنْ قَبْلِہٖ مُسْلِمِیْنَ اور بہی در صورت تقیہ حاجت

[حاشیہ: illegible marginal handwritten note]

صبر کی کیا ہے انجام تقیہ کا خود آش اور پلاؤ و تورانیان پہ ہاتھ مارنا ہی نہ صبر اور مشقت کے تقیہ تو خود ہی سراسر موافقت اور اتحاد ہے نہ مخالفت اور عناد۔ تحت تعجب اور مقام حیرت تو یہ ہی کہ حضرات شیعہ تقیہ کو نہایت زور اور شور سے فضائل اور ثواب کے ساتھ بیان کرتے ہین التقیۃ دینی و دین اٰبائی کہتے ہین حالانکہ خود انکی معتبر کتابون مین مبطلات تقیہ کی روایات ناطقہ حضرات اہل بیت علیہم السلام سے موجود ہین از ان جملہ وہ روایت کہ حضرت امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ رضی نے نہج البلاغت مین بیان کیا ہی قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنِّیْ وَاللّٰهِ لَوْ لَقِیْتُهُمْ وَاحِدًا وَّهُمْ مِلْأُ الْاَرْضِ كُلِّهَا مَا بَالَیْتُ وَلَا اسْتَوْحَشْتُ وَاِنِّیْ مِنْ ضَلَالِهِمُ الَّتِیْ هُمْ فِیْهَا وَالْهُدَی الَّذِیْ اَنَا عَلَیْهِ لَعَلٰی بَصِیْرَةٍ مِّنْ نَّفْسِیْ وَیَقِیْنٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَاِنِّیْ اِلٰی لِقَاءِ اللّٰهِ وَلِحُسْنِ ثَوَابِهٖ لَمُنْتَظِرٌ رَاجٍ کذا فی نہج البلاغت ترجمہ تحقیق مجکو قسم ہے خدا کی اگر ملاقات کرون مین ان لوگون کی تنہا اور وہ لوگ بھی تمام زمین کے ہون کچھ پروا نکرون مین اور وحشت نکھاؤن مین اور گمراہی سے اِن لوگون کی کہ بیچ اوسکے ہین اور وہ ہدایت کہ مین اوسپر ہون باخبر ہون مین اپنی جان سے اور یقین رکھتا ہون مین اپنے پروردگار سے اور مین اللہ سے ملنے کا اور اوسکے ثواب کا منتظر اور امیدوار ہون پس جو شخص جنگ عدا سے تن تنہا باوجود کثرت اعدا باین حد کہ روے زمین کو چھپا لیوین نہ ڈرے اور وحشت و اندگیر اوسکی نہو اور مشتاق لقاء اللہ کا ہو اور منتظر ثواب اور امیدوار عنایات اور کرامات خدا کا ہو دونون صورتین موت ہو یا حیات پس ایسے شخص سے تقیہ کیا امکان رکھتا ہے کیونکہ تقیہ تو خوف سے ہوتا ہے اور خوف کے بھی دو صورتین ہین اول خوف جان اور یہ حضرات ائمہ علیہم السلام مین ہو ہی نہین سکتا دو وجہون سے اول یہ کہ موت حضرات ائمہ علیہم السلام کے اختیار مین ہے جیسا کہ کلینی نے کافی مین اس مسئلہ کو ثابت کیا ہی اور تمامی امامیہ اسپر اجماع رکھتے ہین دوسرے یہ کہ

ا ن مونکو علم ماکان و یکون حاصل ہوتا ہے یس ائمہ ؑ اپنی موت کو اور نیز اپنی موت کی کیفیت اور وقت سے بتفصیل اور تخصیص تمام واقف و آگاہ ہوتے ہین پس ہیبت اور وقت اپنی جان سے کیون ڈرنے لگے تو وہم خوف مشقت اور ایذائے بدنی اور بدگوئی اور ہتک حرمت وغیرہ اور ان چیزونکا متحمل ہونا اور گوارا کرنا نیک لوگون اور مقدسین کا کام ہے ہمیشہ تحمل بلا کا امتثال اوامر الٰہی مین کرتے آئے اور سہتے رہے ہین اور بڑے بڑے بادشاہان جبار اور فرعون روزگار سے مقابلہ کرتے آئے ہین اگر ایسے امورات مین جبن کرین اور تحمل مشقت کو عبادت اور مجاہدہ مین اپنے اوپر گوارا نکرین تو انکا شمار نیکون مین نہو چہ جائیکہ نیکون کے سردار ہون پس بنظر امورات مشرح بالا اور نیز دیگر امورات کہ تفصیل اور تشریح اونکی اس رسالہ مختصر مین بخوف طوالت نہین کی گئی تقیہ کسیطرح ان حضرات مقدسین سے جائز نہین ہوسکتا اور بہی اگر تقیہ واجب ہوتا تو حضرت امیر علیہ السلام کیون بعیت مین حضرت ابوبکر صدیق رضہ کی حسب گمان حضرات شیعہ چھہ مہینے تک توقف فرماتے کہ صریح اظہار ملال اور ناخوشی کا تہا پہلے ہی دولہ مین کیون بعیت نکرلی

(خلفائے راشدین رضہ کی فضیلت و عہد خلافت کا بیان مختصر الطاف حسین حالی کے مسدس سے)

جب امت کو سب مل چکی حق کی نعمت رہی حق پہ باقی نہ بندون کی حجت	ادا کر چکی فرض اپنا رسالت نبی نے کیا خلق سے قصد رحلت
تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی کہ دنیا مین جسکی مثالین ہین تھوڑی	
سب اسلام کے حکم بردار بندے خدا اور نبی کے وفادار بندے	سب اسلامیون کے مددگار بندے یتیمون کے بیوون کے غمخوار بندے
رہ کفر و باطل سے بیزار بندے نشے مین مئی حق کے سرشار بندے	

خیانت کی رسمین مٹا دینے والے — کہانت کی بنیاد ڈھا دینے والے
سر احکام دین پر جھکا دینے والے — خدا کے لئی گھر مٹا دینے والے

ہر آفت مین سینہ سپر کرنے والے
فقط ایک اللہ سے ڈرنے والے

اگر اختلاف اون مین باہم دگر تھا — تو بالکل مدار اس کا اخلاص پر تھا
جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑون مین شر تھا — خلاف آشتی سے خوش آئندہ تر تھا

یہ تھی موج پہلی اس آزادگی کی
ہرا جس سے ہونے کو تھا باغ گیتی

نہ کھانون مین تھی وہان تکلف کی کلفت — نہ پوشش سے مقصود تھی زیب و زینت
امیر اور لشکر کی تھی ایک صورت — فقیر اور غنی سب کی تھی ایک حالت

لگایا تھا مالی نے اک باغ ایسا
نہ تھا جس مین چھوٹا بڑا کوئے پودا

خلیفہ تھے امت کے ایسے نگہبان — ہو گلے کا جیسے نگہبان چوپان
مسلمان و ذمی کے سب حق تھے یکسان — نہ تھا عبد و حر مین تفاوت نمایان

کنیز اور بانو تھین آپس مین ایسی
زمانے مین ماجائے بہنین ہون جیسی

رہ حق مین تھی دوڑ اور بھاگ اونکی — فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ اونکی
بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ اونکی — شریعت کے قبضے مین تھی باگ اونکی

جہان کر دیا نرم نرما گئے وہ
جہان کر دیا گرم گرما گئے وہ

کفایت جہان چاہیئے وان کفایت — سخاوت جہان چاہیئے وان سخاوت

بچی اور تھی دشمنی اور محبت — نہ بیوجہ الفت نہ بے وجہ نفرت

جہکا حق سے جو جہک گئی اوس سے وہی
رُکا حق سے جو رُک گئی اوس سے وہی

وہ عہد ہمایون جو خیر القرون تہا — خلافت کا جب تک کہ قائم ستون تہا
نبوت کا سایہ زمین پر وہ ممنون تہا — سما خیر و برکت کا ہر دم فزون تہا

عدالت کے زیور سے سب تہی مزین
پہلا اور پہولا تہا احمد کا گلشن

سعادت بڑی اوس زمانے کی یہ تہی — کہ جہکتی تہی گردن نصیحت پہ سب کی
نہ کرتے تہے خود قول حق سے خموشی — نہ لگتی تہی حق کی اونہین بات کڑوی

غلامون سے ہوجاتے تہے بندہ آقا
خلیفون سے لڑتی تہی ایک بڑہیا

نبی نے کہا تہا جنہیں فخر اُمت — جنہیں خلد کی مل چکی تہی بشارت
مسلم تہی عالم میں جنکی عدالت — رہا مفتخر جن سے تخت خلافت

وہ پہرتے تہے راتون کو چہپ چہپ کے در در
کہ شرمائیں اپنا کہیں عیب سُن کر

بیان عدالت و فضایل صحابہ علی سبیل العموم رضی اللہ تعالیٰ عنہم

واضح رہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین کو معہ اپنی تمامی جمعیت کے ایسی ایک خصوصیت ہے کہ تمامی امت کو نہین ہے اور وہ خصوصیت یہ ہے کہ بحث انکی عدالت سی نکرنا چاہیئے بلکہ جملہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو بلا بحث کے عدل شمار کرنا چاہیے علماے نامدار اور اہل سیر کہ صحت سے باخبر ہین ان لوگون نے

کتب معتبرہ سے انتخاب کرکے انہین اقوال پر اکتفا اور ارشاد کیا ہے کہ مشاجرات
صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین مین بجز سکوت کے کوئی اور خیال تہونا
چاہیئے اسواسطے کہ وہ سب برکت صحبت جناب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے اسباب فسق اور افعال خلاف مروت سے مصئون اور محفوظ ہین اور خداوند تعالی
جلشانہ نے اپنے کلام مجید و فرقان حمید مین بہت جگہ اوصاف اور فضائل صحابہ رضوان اللہ
تعالی علیہم اجمعین کو بیان فرمایا ہے اور اوس فرقہ ناجیہ کی بصفت خیریت اور عدالت
تعریف کی ہے چنانچہ اللہ پاک فرماتا ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ترجمہ تم سب امتون سے بہتر ہو کہ پیدا کئی گئی ہو لوگون
کے فائدہ کے لئے حکم کرتے ہو بھلی بات کا اور منع کرتے ہو بری بات سے۔ اور دوسری
آیت مین فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا اور اسیطرح کیا ہمنے تمہین کہ
گروہ چنا ہوا جماعت کثیر ائمہ تفسیر کی اسپر متفق ہین کہ ان دونون آیات مین مخاطب
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہین اور تیسرے آیت مین اللہ پاک فرماتا
ہے وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ
ترجمہ اور جو لوگ پہلے پہل وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والے ہین اور جو
اونکے پیچھے ہوئے بھلائی کے ساتھ اللہ اون سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور تیار
ہین اونکے لئے باغ جنکے نیچے نہرین بہتی ہین وہ ہمیشہ اون مین رہینگے یہ بڑی ہی جیت ہے پس
ظاہر ہے کہ کوئی مرتبہ اعلی اور افضل خوشنودی جناب باری تعالی جلشانہ سے نہین
ہوسکتا جیسا کہ آیت ورضوان من اللہ اکبر اور خبر معتبر اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا
اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ اَبَدًا بڑی نعمت تمپر میری خوشنودی ہے کہ پھر مین کبھی تمپر خفا نہون گا۔
اس معنے سے خبر دیتی ہے اور اسیوجہ دوسری آیت مین اللہ جلشانہ فرماتا ہے

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ اور بہت سی آیات قرآن مجید کے فضایل صحابہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین مین موجود ہین کہ اون سب کے لکھنے سے طوالت ہوگی اس جگہہ انہین
چند آیات پر اکتفا کی گئی اور احادیث کثیرہ عدالت اور فضیلت صحابہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ثبوت کو پہنچی ہین اون مین سے
ایک حدیث یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ
ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ترجمہ بہترین زمانہ میرا زمانہ ہی اوسکے بعد وہ
لوگ ہین جو اوسکے متصل ہین اوسکے بعد جو اوسکے متصل ہین یعنے میری زمانہ کے صحابہ
افضل ہین اوسکے بعد تابعین اور اونکے بعد تبع تابعین ہین دوسری حدیث یہ ہے کہ
لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِيْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ
مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهٗ تیسری حدیث مین فرماتے ہین اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ
لَا تَتَّخِذُوْهُمْ مِنْ بَعْدِيْ غَرَضًا فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ
اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِيْ وَمَنْ اٰذَانِيْ فَقَدْ اٰذَى اللّٰهَ وَمَنْ اٰذَى اللّٰهَ
يُوْشِكُ اَنْ يَّاْخُذَهٗ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب فضایل
صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مین بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے چوتھی حدیث مَنْ سَبَّ اَصْحَابِيْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ
لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا يَعْنِيْ فَرِيْضَةً وَّلَا نَافِلَةً جس نے میرے اصحاب کو برا
کہا اوسپر خدا کی لعنت اور فرشتون کی اور آدمیون کی سب کی نہ اوسکے فرایض قبول
ہونگی اور نہ نوافل غرض بہت سی حدیثین اس باب مین وارد ہین اگر وہ سب لکھی
جاوین تو نہایت طول ہو جاوے ایماندار کو یہی مقدار کافی ہے اگر در خانہ کس است
حرفی بس است مسلمان کو لازم یہ ہے کہ تعظیم اور احترام صحابہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین مین کوئی دقیقہ اوٹھا نرکھے اور مرتبہ اور فضیلت جملہ صحابہ رضوان اللہ

علیہم اجمعین کا جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے اعتقاد کریں
چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ وَاَصْلَبُهُمْ
فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ عُمَرُ وَاَفْضَلُهُمْ وَاَصْدَقُهُمْ حَیَاءً عُثْمَانُ وَاَقْضَاهُمْ عَلِیٌّ وَاَفْرَضُهُمْ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ
وَاَقْرَأُهُمْ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ وَاَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَلِکُلِّ اُمَّةٍ اَمِیْنٌ وَاَمِیْنُ هٰذِهِ
الْاُمَّةِ اَبُوْعُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَفِیْ رِوَایَةٍ اَبُوْهُرَیْرَةَ وِعَاءُ الْعِلْمِ میری امت میں سے
زیادہ مہربانی کرنے والی اوسی امت پر ابوبکر ہیں اور اللہ کے دین میں زیادہ
مضبوط عمر ہیں اور افضل اور اصدق امت میں از روے حیا کے عثمان ہیں اور سب
سے زیادہ عمدہ فیصلہ کرنے والے علی ہیں اور زیادہ فرائض جاننے والے زید بن ثابت اور عمدہ
قاریوں کے ابی بن کعب ہیں اور حلال وحرام کے زیادہ جاننے والے معاذ بن جبل ہیں اور ہر امت
کے لیے ایک امین ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں ایک روایت میں ہے کہ
ابوہریرہ ظرف ہیں علم کے اور موافق اس دستور کے کہ اجماع جمہور اہل سنت وجماعت
کا اوس پر منعقد ہوا ہے کہ افضل صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلفای اربعہ ہیں حسب ترتیب
خلافت کے بعد انکے بقیہ عشرہ مبشرہ پھر اہل بدر پھر اہل احد پھر اہل بیعۃ الرضوان اور
مذہب اہل حدیث اور مشہور نزدیک اہل حدیث کے یہ ہے اور ابوشکور سالمی کہ اکابر
علمای حنفیہ سے ہیں اپنے کتاب تمہید میں بیان کرتے ہیں کہ بعد خلفای اربعہ رضوان
اللہ علیہم اجمعین کے افضل مردم اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
انکے بعد وہ جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی کہ جنکی شان میں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بخصوصیت وصیت فرمائی ہے کہ یہ اہل بہشت سے ہیں بعد اسکے
اہل بدر پس اہل حدیبیہ تمامی صحابہ افضل ہیں باقی امت سے بعد صحابہ کے تابعین
افضل ہیں بعد تابعین کے تبع تابعین کا مرتبہ ہے چنانچہ خبر وارد ہے خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ
ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ اسی معنی پر دلالت صریح کرتی ہے معلوم رہے

کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے شان مین کل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فرمایا ہے
کہ عموماً وہ سب اہل جنت ہین مثل اہل بدر و اہل بیعة الرضوان اور بعضون کا نام
بہی تعین فرمایا ہے مانند حضرت فاطمہ زہرا و خدیجہ الکبری و خلفاء اربعہ اور باقی
عشرہ مبشرہ اور امیر المومنین حسن و حسین و عکاشہ بن محصن و بلال و سعد
بن معاذ و عبد اللہ بن سلام و ثابت بن قیس بن شماش وغیرہم رضی اللہ تعالی
عنہم اجمعین اور پوشیدہ نہ ہے کہ جو کچھ باہم صحابہ رضی اللہ عنہم سے مخالفت اور
مخاصمت ہوئی ہے وہ سب محمول اجتہاد پر ہے نہ نفسانیت ... وہ سب قابل
تاویلات اور محامل صحیح کے ہے اور اگر ایسا تسلیم نہ کرلین تو بعض کے واسطے محل
اور تاویل مستقیم نہوتو ہم کہینگے کہ یہہ مخالفات اور مخاصمات ان لوگون کی بطریق اخبار
احاد کے منقول ہین کہ اکثر اونکے ضعاف اور جایز الکذب ہین اور محامد و منقبت
کی آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ مشہورہ کے ساتھ کہ او پر مذکور ہوئین ہمین
رکہتی اسلیئے مسلمانون کو لازم ہے کہ جناب رسالت مآب کے اصحاب پر طعن و تشنیع
نکرین کہ باعث خسارت دارین ہے اور موجب سخت بازپرس روز یوم الحساب کا ہے
اور اسباب مین جو کچھ تہدیدات اور وعیدات صاحب شرع سے ثبوت کو پہونچی ہین
ہمیشہ اوس سے پرحذر رہنا چاہیئے ورنہ بروز جزا بجز رسوائی دارین اور طعمہ
دوزخ کچھ بہی نہ حاصل ہوگا ع من آنچہ شرط بلاغ ست با تو میگویم تو خواہ از سخنم
پند گیر و خواہ ملال + اور یہہ بہی پوشیدہ نہ ہے کہ مسلمانون پر صحابہ رض کی بیشمار حقوق
ثابت ہین اسواسطے کہ حضرات صحابہ رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر طرح پر مدد کی اور آنحضرت
صلعم کے دین کی تائید آپکی حیات مین ہر طرح پر جان بازیان کین اور باوجود ایذا اور ضرر
رسانی کفار کے اور فقر و فاقہ کے ان حضرات نے طریق حق اور سبیل صواب سے
انحراف نہین کیا اور ہمیشہ صراط مستقیم پر ثابت قدم رہے اور بعد وفات آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے انہین حضرات رضی اللہ عنہم اجمعین نے بساط شریعت محمدیہ کے بچھائے اور بزور قوت بازوی خود ملت احمدی کو بڑھایا اور طوفان ارتداد اور کفر و نفاق کو مٹایا اکثر اقالیم اور بلاد مین انہین حضرات رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانے مین اسلام نے ظہور و شیوع پایا اور روے زمین کو غبار کفر اور خاشاک شرک سے پاک اور صاف کیا تہ بن تو ملک عرب مین مسلمان مرتد و سیاہ کذاب و سجاح بیرو کثرت سے ہو جاتے اور ہند مین بجز رام رام کہنے والون کے اللہ و رسول کا نام لینے والا کوئی دکہائی نہ دیتا آثار حسنہ و اداب مستحسنہ انہین حضرت کے یادگار مین اور احکام شریعت اور ابواب طریقت و معارف حقیقت انہین حضرات سے عالم مین پہیلے اور اقوال اور احوال اور افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم انہین حضرات کے بدولت ہملوگون تک پہنچے اور ببرکت انہین حضرات کے ہملوگ دولت متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو پہونچے کہ یہی وسیلہ نجات اور ذریعہ بلندی درجات کا ہے الحمد للہ علی ذلک چنانچہ اب آگے اسکے جو کچھ احوال صحیحہ ہر ایک خلافت کے لکھے جاتے ہین اوس سے مضمون بالا کی بخوبی تصدیق ہوگی

بیان خلافت حضرت ابوبکر صدیق افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق رضی اللہ تعالی عنہ

جبکہ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسب مشورہ مہاجرین و انصار و جملہ صحابہ کبار و اعراب بے شمار کے امر خلافت حضرت ابوبکر صدیق عاشق صادق بالتحقیق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرار پایا تو بیعت خاص اوسیدن یعنے بروز وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوئے سب سے پہلے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیعت کی اوسکے بعد کل صحابہ نے مہاجرین

وانصار مین سے بیعت کی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لیگئے
اور سب طرف دیکھا تو اوس جماعت مین حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو نہ پایا تب
اون کو آپ نے بلوایا اور اون سے فرمایا کہ اے زبیر رضی اللہ عنہ تم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی کے بیٹے ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے حواری کیا ارادہ کرتے ہو کہ مسلمانون کا عصا توڑو اور ایسے مسلمانون کی مجمع
قوت کو منتشر ومتفرق کردو اونہون نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم مین ہرگز یہ نہیں ارادہ کرتا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوے اور
سب کے سامنے اونہون نے بھی بیعت کی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی اوس
مجمع مین نہ تھے تو اون کو بھی بلوایا اور کہا کہ اے علی اسد اللہ الغالب تم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور حضرت کے داماد ہو کیا ارادہ کرتے ہو
کہ توڑو عصا مسلمانون کا فرمایا حضرت اسد اللہ الغالب نے کہ اے خلیفہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مین یہ ارادہ نہیں کرتا پس بیعت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
روایت کیا اس حدیث کو ابن سعد اور حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ بیعت تاریخ بارھوین ربیع الاول روز دوشنبہ
سنہ گیارہ ہجری کو بروز وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقع ہوئی
اور کہا محمد بن اسحاق نے اپنی سیرۃ مین حدیث کی مجھسے زہری نے انس بن
مالک سے کہ جب بیعت کی صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی
سقیفہ بنی ساعدہ مین اور ہوا دوسرا دن بیٹھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر
اور کھڑے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حمد کی اللہ تعالی کی اور کہا بیشک اللہ تعالی نے
جمع کیا کام تمہارا اوپر بہتر تمہارے کے کہ وہ صاحب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
اور دوسرا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غار مین پس کھڑے ہو تم اور بیعت کرو تم اوسکی

اوسکی پس بیعت کی تمام لوگون نے پہر فرمایا حضرت ابو بکر صدیق رض نے بعد حمد و ثنای خداوند تعالی جلشانہ کے کہ ای لوگو مین تمپر والی کیا گیا اور تمسے بہتر نہین ہون اگر بہتر بات کہون مجکو تو تم لوگ میری مدد کرو اور اگر بڑی بات کہون مین تمکو تو سنبہالو تم مجکو سچ بولنا امانت ہی اور جہوٹھ بولنا خیانت ہی جو تم مین ضعیف ہے وہ مجہپر قوی ہے مین انشاء اللہ تعالی اوسکا حق پہونچاؤن گا اور جو تم مین سے قوی ہے وہ میری نزدیک ضعیف ہے میں انشاء اللہ تعالی اوس سے پورا حق مسلمانو نکا لونگا جس قوم مین جہاد موقوف ہوگا اوس قوم پر اللہ تعالی ذلت ڈالیگا اور جس قوم مین فحش ظاہر ہوگا اوس قوم پر اللہ تعالی بلای عام نازل کریگا جب تک مین اللہ اور اوسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرون تم میری اطاعت کرتا اور جب مین نافرمانی کرون اللہ اور رسول کی تو نہ اطاعت کرو تم میری دوسرے دن ایک لاکہ آدمی سے زیادہ نے بیعت کی۔ عبد الرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ خطبہ پڑہا حضرت ابو بکر صدیق رض نے اور کہا مجکو قسم ہی اللہ تعالی کی کہ نہ تہا مین حریص سرداری کا کسی دن اور نہ کسی رات اور مجکو سرداری کی رغبت نہ تہی اور مینے کبہی اللہ سے دعا مانگی سرداری کی نہ ظاہر مین اور نہ پوشیدہ ولیکن ڈرا مین فتنہ سے اور اس سرداری مین مجھے کیا راحت ہے بلکہ ایک امر عظیم میری گردن مین ڈالا گیا ہے کہ مجہ مین اوسکے اوٹہانیکی طاقت نہین ہے مگر اللہ تعالی کی قوت سے پس کہا حضرت علی رض و حضرت زبیر رض نے کہ ہمین غصہ کسی بات کا نہین مگر فقط یہ کہ ہمین اول مشورہ مین کیون نہ پوچہا اور بے شک ہم جانتے ہین کہ ابو بکر صدیق رض لایق ہین اس کام کے سب لوگون مین سے کیونکہ وہ صاحب رسول اللہ کے ہین غار مین اور ہم خوب جانتے ہین کہ وہ شریف ہین اور بہتر ہین سب سے اسواسطے کہ حکم دیا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو نماز پڑہانیکا اپنی زندگی مین ہکذا فی تاریخ الخلفاء للسیوطی حضرت عمر رض سے روایت ہے کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عرب مرتد ہو گئی اور اون لوگون نے کہا کہ ہم نماز تو پڑہینگے مگر زکوۃ نہ دینگے مین حضرت ابو بکر صدیق رض کے پاس آیا اور کہا کہ ای خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگون سے

نرمی کیجئے اور انکے دل ہاتھہ مین لیجئے کہ یہ لوگ وحشی ہین فرمایا حضرت صدیق رضہ نے کہ مین تمسے امید
مدد کی رکھتا ہون اور تم کم ہمت ہو گئے جاہلیت مین تو تم بڑے مبسوط تھے اسلام مین کیون بودے ہوگئے
مین انکی دلداری کس بات سے کرون آیا شعر کہہ کے رضامند کرون یا انپر جادو کرون مجھسے تو
یہ ہرگز نہوگا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لیگئے اور وحی موقوف ہو گئی قسم ہے
خدای پاک کی مین انپر جہاد کرونگا اور ان لوگون سے اپنی تلوار کو نہ روکونگا اگر یہ ایک کوڑی بکری
کا حق زکوۃ سے بند کرینگے - کہا حضرت عمر رضہ نے کہ اللہ جلشانہ نے سینہ ابوبکر رضہ کا کھول دیا تو پہچ
جانا مینے کہ ابوبکر رضہ حق پر ہین - حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ جب وفات
ہوی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تو پھیل گیا نفاق اور عرب بر و نجات کے مرتد ہو گئے اور انصار مین
اختلاف ہوا اگر پہاڑ پر اس کام کا بوجھہ ہوتا تو وہ اسکا متحمل ہوتا مگر میرے باپ نے اوسکو اوٹھا لیا -
پھر اس امر مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہان دفن ہونگے اختلاف ہوا کوئی کہتا تھا کہ مکہ معظمہ
مین دفن ہون کہ وہ ہے آپکا مولد بھی ہے بعض کی راے مسجد نبوی مین دفن کی ہوئی بعض
بیت المقدس کو تجویز کرتے تھے کہ وہ مدفن اکثر انبیا رکا ہے کچھہ لوگون کی راے ہوئی کہ بقیع الغرقد
مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث پڑھی جسکا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مینے سنا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کسی نبی نے وفات نہین پائی مگر وہین دفن ہوا جس جگہہ
وفات پائی ہو پس اس حدیث سے اختلاف رفع ہوا اور آپ حجرہ مبارک حضرت
عایشہ رضہ مین دفن ہوئے - اسکے بعد پھر یہ اختلاف ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ورثہ
کیونکر تقسیم کیا جاوے اور کوئی جواب نہین دے سکا - حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ سنا ہے مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے آپ نَحْنُ مَعَاشِرَ الْاَنْبِيَاءِ لَا نُوْرَثُ
مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ یعنے ہم گروہ انبیا کے ہین نہین وارث ہوتا کوئی ہمارا جو کچھہ چھوڑین
ہم وہ صدقہ ہے - اسکی پوری تشریح مع مخالفین کے اعتراضون کی مطاعن مین کی گئی ہے
بیہقی اور ابن عساکر سے روایت ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اوس

ذات پاک کی کہ نہین کوئی معبود سوا اوسکے کہ اگر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ نہوتے
تو نہ عبادت کی جاتی اللہ تعالی کی کہا اِس لفظ کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ

بیان روانگی لشکر اسلام ہمراہ حضرت اسامہ بن زید جانب شام

اوسکے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ لشکر اسامہ واسطے روانگی کے
تیار ہوا اور وہ نشان جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے درست کر کے
اسامہ کو دیا تہا اوسکو اسامہ کے گہر پر کہڑا کرو۔ کیفیت اوس نشان کی یون ہی کہ جب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے ارکان سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ مین رونق افروز
ہوئے تو آپنے چاہا کہ ایک لشکر ظفر پیکر اپنے یارون کا شام کی طرف روانہ فرماوین پس
آپنے اس خواہش کے موافق چہبیسوین صفر روز دوشنبہ کو اپنے یارون کو بجہت
جنگ رومیون کے تیاری لشکر کا حکم فرمایا کہ وہان پونچکر زید بن حارثہ کا عوض
لین پہر منگل کے دن اسامہ بن زید کو امیر لشکر فرمایا اور اوسمین جماعت مہاجرین اور
انصار سے اپنے بڑے بڑے یارون کو نامزد فرمایا پہر چہار شنبے کے روز اٹہائیسوین صفر کو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علیل ہوئے اور دوسرے دن شروع مرض سے باوجود
علالت دست مقدس خاص سے ایک نشان تیار فرمایا اور وہ نشان اسامہ بن زید کو
دیکر فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَقَاتِلْ مَنْ کَفَرَ بِاللّٰہِ اوس نشان کو اسامہ بن زید نے
لیا اور باہر آئے اور بریدہ بن الخصیب اسلمی کو دیا کہ وہ اس لشکر مین نشان بردار رہین اور
اسامہ نے وہانسے کوچ کر کے منزل جرف مین اس غرض سے کہ کل لشکر اس مقام پر مجتمع
ہو جاوے مقام کیا اور اعیان مہاجر و انصار مثل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
و عمر بن خطاب رضہ و عثمان بن عفان رضہ و سعد بن ابی وقاص رضہ و ابو عبیدہ
بن الجراح رضہ اور سعید بن زید رضہ اور قتادہ بن نعمان رضہ اور مسلمہ بن اسلم رضہ نے

اپنے اپنے ڈیرے ڈیرے خیمے باہر بھیجے اور چاہتے تھے کہ وہان سے کوچ کرکے آگے بڑہین
کہ آخر دن چہار شنبے کو مرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ ہوگیا اس خبر سے
سب لوگون مین تہلکہ پڑگیا اور شب پنجشنبہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے
نماز عشا کے پیشامی کے لیئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور اس خدمت پر
مامور کیا اور دسوین تاریخ ماہ ربیع الاول روز شنبہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
گو نہ مرض مین تخفیف معلوم ہوئی پس جو مسلمان کہ واسطے ہمراہی اسامہ بن زید کی
متعین تھی وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہوکر باہر نکلے اور اسامہ
سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بغل گیر ہوکر اور اونکے حق مین دعای خیر
کرکے رخصت فرمایا پھر یکشنبے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض کی شدت بہت ہوئی
لہذا اسامہ اور اونکے لشکری اوس روز ٹھہر گئے صبح دوشنبہ کو اسامہ بوجہ کمال
تاکید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوچ کرنا چاہتے ہی تھے کہ ایک آدمی مرسلہ
ام ایمن والدۂ اسامہ نے آکر اسامہ سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر
حالت نزع طاری ہے پس یہ خبر قیامت اثر سنکر اسامہ بن زید و تمامی اصحاب
افتان وخیزان جانب مدینہ واپس ہوئے اور بریدہ بن الحصیب نے اوس نشان کو
لاکر دروازے پر حجرۂ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑا کیا جب لوگ
دفن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فارغ ہوئے اور امر خلافت حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ پر قرار پایا تو حضرت صدیق رضہ نے فرمایا کہ اس نشان کو لیجاکر
اسامہ کے گھر پہ کھڑا کرین اور بریدہ بن الحصیب کو بھی فرمایا کہ خود جاکر اسامہ کے
دروازے پر کھڑے ہون اور لشکریون کو جمع کرکے باہر لادین اور اسامہ بھی اپنے
مکان سے کوچ کرین پس اسامہ باہر آئے اور موضع جرف مین جاکر دو مقام کیئے
اور اوسی وقت مدینۂ منورہ مین خبر آئی کہ بعض قبایل عرب مرتد ہوگئے اور اون

لوگون کا قصد ہی کہ مدینۂ منورہ پر شب خون مارین اور اکثر قبایل عرب نے آپ کو زکوٰۃ
دینے سے انکار کیا ہی اور مکہ اور مدینہ اور طائف کے سوا اور ملکون مین نماز جمعہ موقوف
ہو گئی اور ساکنان مکہ مین بہی اضطراب ہی اور عتاب بن اسید رض جو آپکی طرف سے
تھے روپوش ہو گئے تھے پہر سہل بن عمرو کے خطبہ پڑہنے سے اسلام پر قایم رہی اور
طایف کے لوگ بہی اسلام پر قایم رہے اور بحرین کے علاقے مین جو اثا نام ایک شہر
تہا وہان کے لوگ بہی اول بدل گئے تھے پہر اسلام پر قایم رہے اور نماز جمعہ کا اہتمام
کیا غرض روت کی خبر سنکر ایک جماعت اصحاب نے اس حال کو حضرت ابوبکر رض سے
عرض کیا اور کہا کہ ایسے وقت مین ایسے کثیر اور جرار لشکر کو دور کی مہم پر روانہ کرنا مصلحت
وقت سے دور ہی اگر خدا نخواستہ اعراب مدینۂ طیبہ کو خالی جانکر شورش برپا کرین تو
اہل مدینہ سخت مصیبت مین مبتلا ہو جائینگے لیکن اس بات کو حضرت ابوبکر صدیق رض نے
کسیطرح سے قبول نفرمایا اور ارشاد کیا کہ اگر بسبب نہ پوہنچنے لشکر اسامہ کے مین
جانون کہ مدینے مین لقمہ درندون کا ہو جاؤنگا تو بہی خلاف فرمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے نکرونگا لیکن اسامہ سے درخواست کی کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اجازت دین
تا وہ میرے پاس رہین پس اسامہ رض کی اجازت سے حضرت عمر رض لوٹ آئے اور مدینہ کی حفاظت
اور کنکاش و مشورت مین میرے شریک رہین اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم عام دیدیا کہ جسکا نام جانے والون مین لکھا
گیا تہا اور وہ اب نجاویگا تو اوسکو پیادہ پا لشکر مین بہیجونگا پہر وہ لشکر روانہ ہوا اور
اسامہ رض کے ہمراہ لشکر مین تین ہزار پیادی اور ایک ہزار سوار تھے یہ جس قبیلہ پر عرب
کے گذرتے تھے تو ان کو وہ لوگ دیکہکر آپسمین کہتے تھے کہ اگر ان لوگون مین قوت
و شوکت نہوتی تو اتنا بڑا لشکر جرار روانہ کرتے پس اس فوج کا رعب ان لوگون کے
دلون مین بخوبی جم جاتا تہا اور لشکر اسلام سے وہ لوگ باطاعت پیش آتے غرض کہ

اسامہ بن زید بڑی بڑی منزلین طی کرکے قضاعہ پرسے قوم جہینہ پر ہوتے ہوئے وادی القری
کو پہونچے اور وہان سے اسامہ رضنے ایک جاسوس کہ وہ قوم بنی عذرہ کا تہا اور اوسکا نام حریث
تہا بے سواری دیکر تحقیق خبر لانیکو بہیجا وہ جاسوس بموضع ابنا پہونچکر جلد خبر لایا کہ مخالفین
غفلت مین ہین فورًا اونپر تاخت کرنا چاہیئے پس یہ سنتی ہی لشکر اسلام تیار ہوگیا اور لشکر مخالفین
پر ایسا شب خون مارا کہ وہ سب متفرق و پریشان ہوگئی اور لشکر اسلام نے بصحت و سلامتی مدینہ
کیطرف معاودت فرمائی اور لشکر اسلام کے مدت اس سفر کی چالیس یا ستر دن کے ہتی

قصۂ قتل اسود عنسی

عنسی کذاب کا نام عیہلہ بن کعب بن غوث تہا جب تک یمن مین آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کی طرف سے باذان حاکم ہے عنسی مذکور اظہار اسلام کرتا رہا جب باذان کا انتقال ہوگیا تب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے طرف سے چند عامل اپنے اصحاب مین سے یمن کے جانب روانہ کئی چنانچہ
نجران پر عمرو بن حزم کو اور نجران اور زبید کی تری شہرون کی حکومت خالد بن سعید بن العاص
کو دی اور عامر بن سہیل کو ہمدان کا عامل کیا اور صنعا کی نظامت کہ وہ یمن کا دار المملکت
تہا شہر بن باذان کو مرحمت فرمائی اور ابو موسی اشعری کو وہان کی امامت کی خدمت سپرد فرمائی
اور زیاد بن لبید انصاری حضرموت کی حکومت ملی اور باقی مواضع کے بند و بست کے لئے عکاشہ
بن ثور اور مہاجر بن ابی امیہ کو نصب کیا تہا اسکے عہدہ قضا پر معاذ بن جبل کو مقرر کیا پس
اسود عنسی مذکور کاہن تہا اور ایک یا دو جن اوسکے تابعدار تھے ایک گدہے پر سوار ہوا کرتا
تہا اور اپنے اونہین دو شیطانون کے ذریعہ سے لوگون کو غیب کی باتین بتایا کرتا تہا اور بہت
سے عجائب غرائب شعبدی و طلسم دکہاتا تہا اسیوجہ سے بہت سی لوگ اوسکے مسخر ہوگئی تہے
تب اوسنی آخر ایام حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین دعوی نبوت کیا اور لوگون کو راہ
حق سے بہکا دیا اور قبیلہ مذحج نے اوسکے متابعت کی اور قیس بن عبد الغوث کو جو یمن کے سردارن

مین سے تھا اوسنے سردار لشکر بنایا اور اطراف ونواح مین تمرو فساد مچادیا روز بروز اوسکا کام ترقی پذیر ہو چلا یہانتک کہ سات سو آدمی اوسکے پاس جمع ہو گئی اونکو ہمراہ لیکر صنعا پر فوج کشی کی شہر بن باذان یہ خبر پاکر اوسکے مقابلہ کو نکلے اور نہایت جوانمردی اور بہادری سے بڑی ثابت قدمی کے ساتھ لڑکر دولت شہادت پائی اور عنسی کذاب مذکور دار السلطنت صنعا پر ہو گیا اور اوسنے شہر بن باذان کی بیوی کو جو نہایت حسینہ و شکیلہ تھین زبردستی اپنے نکاح مین لایا لیکن وہ بیوی اسلام پر ثابت قدم رہی پھر اسود مذکور نے اوسکے چچازاد بھائی کو کہ فیروز نام تھا اور ایک شخص داذویہ نامی کو اپنی طرف سے یمن کے بندوبست کو بھیجا اور خود اوسنے تمام ولایت یمن کی مسخر کرنیکا ارادہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاملون کو لکھ بھیجا کہ تم ہماری متابعت اختیار کرو اور جو آمدنی ملک کی تمہارے پاس جمع کی ہو وہ ہمارے حوالی کردو چونکہ وہ کم بخت نہایت غالب ہو رہا تھا اس خیال سے معاذ بن جبل رضہ صنعا سے نکل کر پاس حضرت ابو موسی اشعری کے چلی گئی اور یہ دونون صاحب ملک حضر موت کو چلے آئی اور عمرو بن حزم اور خالد بن سعد یمن کو چھوڑ کر مدینہ منورہ کیطرف نکل گئی تمام ملک یمن اسود کے قبضہ مین آگیا اور اوس ملک کے مسلمانون نے بظاہر اوسکے عاملون کی بیعت کی اور بہت سے لوگ مرتد بھی ہو گئی جب یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو آپنے وہان کے مسلمانون کو ایک فرمان ہدایت نشان لکھا اور اوس مین اس کذاب کے قتل کی ترغیب دی جب یہ نامۂ مبارک حضرت رسالت مآب کا یمن مین پہونچا تو معاذ بن جبل اوسکے قتل کیطرف متوجہ ہوئی اور اس کام کے انجام دہی مین کمال کوشش اور سعی وافر بجالائی اور چونکہ معاذ بن جبل رضہ نے وہان ایک عورت رملہ نامے قبیلۂ بنی سکون سے نکاح کیا تہا اس جہت سے تمام لوگ اوسکی قوم کے معاذ کے ہمراہ ہو گئے پھر یہ سب متفق ہو کر پاس قیس بن عبد الغوث کہ اوسکو قیس بن مکشوح بھی کہتے تھے اور وہ اسود کا سپہ سالار تہا اور پاس اون دونون اتفاقات اور مقدرات الہی سے اسود اوسپر خفا بھی ہوا تہا اور فیروز دیلمی اور داذویہ کہ یہ دونون بڑے سردار تھے اوتھین دونون یہ دونون بھی اسود

رنجیدہ تھے پس ان لوگون نے ان سردارون سے ملکر اسود کے قتل کا مشورہ کیا اور ان تمیون
نے مسلمانون کی بات کو کالوحی من السماء جانکر قبول کرلیا اور اوس ملعون مردود کے قتل پر سب
متفق بالارادہ ہوگئے اور اسود ملعون کے شیطانون نے اوسکو اس مضمون سے آگاہ کردیا پہر
اسود عنسی نے قیس کو بولا کر کہا کہ اے قیس سن کہ یہ میرا فرشتہ کیا کہتا ہے قیس نے کہا وہ کیا بیان
کرتا ہے اسود نے کہا وہ یہ کہتا ہے کہ اے اسود تو نے قیس کو کمال درجہ کی عزت بخشی اور جب
وہ عزت مین تیری برابر ہوا اب وہ تیرے قتل کا ارادہ کرتا ہے اور تیرا ملک چہین لینے کا قصد رکہتا ہے
اب وہ فرشتہ مجہے کہتا ہے کہ اب جلد قیس کا سر کاٹ لے پہر کچہہ خوف نرہیگا قیس نے کہا کہ اے اسود
قسم ہے مجہکو تیری کہ تو میرے نزدیک بہت بزرگ اور میرا محبوب ترین ہے اپنے دلمین کبہی
اسطرح کا خیال نکرونگا اسود نے کہا کہ مجہے یقین نہین ہوتا کہ میرا فرشتہ جہوٹ کہے لیکن تو نے
اپنے خیال سے دل مین توبہ کی ہے الغرض قیس وہان سے نکل کر فیروز اور داذویہ کے پاس
آیا اور یہ سب ماجرا بیان کیا انہون نے کہا کہ اے قیس تو خبردار رہو کہ ہم سبہون کو اوس سے
کمال اندیشہ ہے یہ باتین ان لوگون مین ہو رہین تہی کہ اسود نے تینون کو بلوایا جب یہ تینون
اوسکے سامنے گئے تو اسود نے اون سے کہا کہ مینے تمکو اتنی عزت دی ہے اور میرے حق مین
تمہارے یہ کس قسم کے خیالات ہین جو مجہکو پہونچتی ہین ان تینون نے کہا کہ اب کی دفعہ تو ہماری
تقصیر معاف کر اسود نے کہا کہ اچہا معاف کی لیکن اگر اب کبہی تمہاری نسبت ایسی بات سنی
تو ضرور قتل کرونگا پہر یہ لوگ اوسکے پاس سے چلے آئے اور اسود کو انکی طرف سے کمال اندیشہ
ہوا اور یہ لوگ بہی اوسکی طرف سے خوفناک ہوئے اور یہ اسی اندیشہ اور فکر مین تہے کہ انکے
پاس حاکم ہمدان عامر بن شہر اور ذوظلیم اور ذوالکلاع وغیرہ امرای یمن کے خطوط اس
مضمون سے آئے کہ ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے خطوط آئے ہین اوس حکم
کے بموجب اسود عنسی کے قتل مین ہم تمہارے شریک اور تابعدار ہین تب قیس اسود کی
عورت کے پاس جسکا آزاد نام تہا آئے اور اوس سے کہا کہ جو کچہہ اسود نے تمہارے ساتہہ

اور جملہ عورتون کے ساتھہ معاملہ کیا ہے وہ تمپر روشن ہے یعنے تمہارے مسلمان خاوند کو قتل کیا
اور تمکو اپنے قبضے مین لایا اور عورتون کو کیسا کیسا رسوا کیا اب تمکو مناسب ہے کہ اوسکے قتل
کی کوئی تدبیر بتاؤ اوس عورت نے قیس سے کہا کہ تم اپنا ارادہ دلی تو بتاؤ قیس نے کہا کہ بس یہی
ارادہ ہے کہ اوسکو یہان سے نکال دون مسماۃ لزار زوجہ حال اسود نے کہا کہ تم اسود کو قتل
کیون نہین کرتے قیس نے کہا کہ سبحان اللہ اگر یہ بات ہو سکے تو اس سے کیا بہتر ہے لزار نے کہا
ایسا بد شخص کوئی نہو گا جو اللہ تعالی کا کوئی حق ادا نہین کرتا اور افعال حرام سے نہین بچتا
ہے ہمکو تو اوس سے نہایت دشمنی ہے بہر نوع ایسے شخص کا قتل کرنا نہایت بہتر ہے اور جب تم
اس بات کا قصد مصمم کرنا تو مجھسے اطلاع کرنا جب قیس اوس عورت کے پاس سے لوٹے تو دیکھا
کہ فیروز اور داذویہ قیس کے منتظر تھے اور ہنوز ان تینون مین کچھہ گفتگو کی نوبت نہ آئی تھی کہ اسود
نے قیس کو بلا بھیجا قیس اپنی قوم کے دس آدمی دلاور مسلح ہمراہ لیکر اسود کے پاس گئے بوجہ
ان جوانان مسلح ہمراہی کے اسود قیس پر کچھہ دست درازی نکر سکا مگر اتنا کہا کہ مین تجھسے
بات کہتا ہون اور تو مجھکو جھٹلاتا ہے میرا فرشتہ کہتا ہے کہ اگر تو قیس کو قتل نکریگا تو قیس ضرور
تجھکو مار ڈالیگا قیس نے کہا کہ تم تو رسول اللہ کے ہو تمکو کون قتل کرسکتا ہے اور ہر روز جو
تم مجھکو ڈراتے ہو اوس سے تو یہ ہے بہتر ہے کہ ایک دن مجھے مار ہی ڈالو اس بات کے کہنے سے
اسود کو قیس پر رحم آگیا اور قیس کو رخصت کردیا قیس نے آکر اپنے لوگون سے وہ سب
گفتگو بیان کی اور کہا کہ اب مصلحت یہ ہے کہ جلد اس موذی کافر کا کام تمام کرو پھر یہ سب
لوگ اکر اسود کے دروازہ پر کھڑے ہوئے کہ اس عرصہ مین اسود بھی اندر سے باہر آیا وہان
قریب ایک سو جانور گائے اونٹ کھڑے تھے اونکے پاس آکر ایک خط کھینچدیا اور ان جانورون
کو بغیر باندھے اوسی خط کے پاس کھڑا کردیا کہ وہ پچھلے کان ڈالے کھڑے رہگئے اور اوسی طرح انکو
ذبح کر ڈالا اور بسبب اوسکے سحر کے کوئی جانور وہان سے ادہر اودہر نہ ہٹا اور نہ بہا قیس
اور جملہ موجودین کو یہ حال دیکھکر کمال اندیشہ پیدا ہوا پھر اسود ملعون نے فیروز کو بلا کر کہا کہ

اے فیروز جسطرح اِن جانوروں کو مین نے ذبح کر ڈالا ہے اسی طرح تجھکو بھی مار ڈالتا
ہون فیروز نے اُس دشمن خدا و رسول سے یہ کہا کہ تو نے میری بہن سے نکاح کیا اور مجھکو
ہمجنسون پر سردار بنایا ہماری تو دین دنیا کی بھلائی تمھین سے حاصل ہے تمکو تو جھوٹی
باتین سنکر ہمسے بدلا لینے کا قصد نہ کرنا چاہیے اسود نے خوش ہوکر فیروز سے کہا کہ اچھا
اس گوشت کو تقسیم کرو فیروز نے آکر یہ جملہ کیفیت اپنے لوگون سے بیان کی اور جلد گوشت
تقسیم کرکے پھر اسود کے پاس گیا وہان دیکھا کہ ایک شخص اسود کو فیروز کے قتل کی
ترغیب دے رہا ہے اور اُسکے جواب مین اسود اُس سے کہتا ہے کہ کل صبح کو مین فیروز
اور اُسکے ہمراہیون کو ضرور قتل کرونگا فیروز نے وہان سے آکر یہ سب حال اپنے
لوگون سے بیان کیا اُن سب لوگون کی یہ صلاح قرار پائی کہ اسکی مشورت اُسکی بیوی سے
کرنا ضرور ہے چنانچہ فیروز نے آکر اُسکی عورت سے صلاح و تدبیر دریافت کی اس عورت نے
کہا کہ اُسکے مکان کے چارون طرف نگہبان اور چوکیدار مقرر ہین مگر ان مکان کے پیچھے
کوئی چوکیدار نہین ہے تم لوگ پشت مکان سے رات کو فلانی راہ سے نقب لگا کر اندر
گھس آؤ اور اسکو قتل کرو مین رات کو اُس مکان مین چراغ روشن کر دونگی یہ مشورہ
کرکے فیروز وہان سے باہر نکلا اسود نے اسکو اپنے گھر سے نکلتے دیکھکر پوچھا کہ تو
ہمارے گھر مین کسواسطے گیا تھا یہ کہکر فیروز کے سر پر مارا کہ وہ گر پڑا کیونکہ اسود ملعون
بڑا قوی ہیکل تھا اِسکی عورت نے معلوم کیا کہ وہ ضرور فیروز کو مار ہی ڈالیگا لہذا
پکار کر کہا کہ یہ میرا چچازاد بھائی ہے مجھسے ملنے کو آیا تھا کیا اسکو تو مار ہی ڈالیگا اسود نے
اُس سے کہا کہ خاموش رہ مین نے تیری خاطر سے اسکو چھوڑ دیا فیروز نے آکر سارا
قصہ اپنے لوگون سے بیان کیا اور کہا کہ اب اپنے کام مین جلدی کرو یہ لوگ سب
حیران تھے کہ اب کیا کرین اسی اثنا مین اُسکی عورت نے کہلا بھیجا کہ جسکام کا ارادہ کیا ہے
اسکو آج ہی رات کو پورا کرنا فیروز نے آکر خود اسکی بیوی سے اچھی طرح مشورہ کر لیا

پھر اندر سے مکان کے نقب لگائی تا باہر سے نقب مین آسانی ہو جاوے بہرات کو نقب لگا کر اندر مکان کے گھسے دیکھا کہ کونڈے کے نیچے چراغ روشن ہے فیروز نے چراغ اٹھا کر دیکھا کہ اسود ریشمی بستر پر سو رہا ہے او رنشہ کی حالت مین خوب خراٹے لے رہا ہے اور اسکی عورت اُسکے پاس بیٹھی ہے فیروز کو دیکھکر اسود کی شیطان نے اسود کو جگا دیا اسود نے فیروز کو دیکھکر کہا کہ اے فیروز تو میرے درپے کیون ہے فیروز نے دل مین کہا کہ اگر مین اسوقت اسکو چھوڑے دیتا ہون تو یہ پھیگا اور اپنی عورت کو ضرور قتل کر ڈالیگا فوراً تلوار اُسکے حلق پر پھیر دی اور اسکو جہنم واصل کر ہی دیا اور اپنے لوگون کو اس کام کے انجام دہی سے اطلاع دی اسکی بیوی سمجھی کہ ابھی کام تمام نہین ہوا فیروز کا دامن پکڑا کہ بغیر مارے اسکے تو کہان جاتا ہے اور مجھ عورت کو یہان کس بھروسے پر چھوڑے جاتا ہے فیروز نے کہا کہ مین کہین جاتا نہین ہون صرف اپنے لوگون کو اطلاع کر کے آتا ہون اور فیروز نے وہان سے نکل کر اپنے دو نون یارون کو اطلاع دی پھر تینون متفق ہو کر اسود کی لاش پر پہونچے اور چاہا کہ اُسکا سر کاٹ لیوین تب اسود کی شیطان نے اوس لاش کو حرکت دی مگر دو آدمیون نے اسکو دبایا اور اسکی عورت نے اسکے بال پکڑے تب اُسنے چلانے کا ارادہ کیا اُسکی عورت نے اسکا منھ چادر سے بند کر دیا کہ آواز نہ نکل سکے او تیسرے آدمی نے اُس لعون کا سر کاٹ لیا اور اُس جہنمی کو جہنم واصل کیا سر کٹنے کے بعد وہ بیل مذبوح اونٹ کے شور کرنے لگا پہرے کے لوگ یہ آواز سنکر دوڑے آئے مستفسر حال ہوئے تب اُسکی عورت نے کہا کہ اسوقت تمہارے رسول پر وحی آئی ہے اسی وجہ سے یہ آواز ہے تم لوگ جاؤ وہ سب چلے گئے اور فیروز اور قیس اور داذویہ تینون نے مشورہ کیا کہ اب اسکی اطلاع مسلمانون کو کسطرح سے کرین آخر یہ صلاح قرار پائی کہ حسب شعار اہل اسلام کے صبح کی نماز کے لیے اذان کہی جاوے اس سے سب اہل اسلام کو معلوم ہو جاویگا کہ بدستور دین محمدی یہان جاری ہوا اور وہ مردود کذاب مدعی نبوت قتل ہو گیا چنانچہ جب صبح ہوئی تو اول حسب شعار اسلام تکبیر پر

تہلیل پکاری گئی اور پہر اذان کہی گئی جملہ کفار گہبرا گئی کہ یہ کیا معاملہ ہے اور چوکیدارون نے
اوس مردود کا مکان گہیر لیا اور اسود کے سوارون نے بہی مکان گہیر لیا تب پہر قیس نے اذان
کہی اور پکار پکار کے کہنا شروع کیا کہ (اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ) اور اسود عنسی یعنے
عیلہ بن کعب جہوٹا نبی تہا یہ لیکر اوسکا سر کہڑکی کے اوپر سے باہر پہینکدیا اوسکے ملازم و مرید یہ حال
دیکہکر بہاگنے لگے اور اہل اسلام نے اونکو قتل کرنا شروع کر دیا از سر نو اسلام غالب ہوا کفار
مغلوب ہوئی عمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی اپنی سندمتون پر مامور ہوئی اور باتفاق
رائی فیروز اور قیس اور دادویہ کے معاذ بن جبل امیر مقرر ہوئی اور لوگون کو نماز پڑہانے
لگے تین روز نہین گذرے تہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر معلوم ہوئی تمام
مسلمان اس صدمی سے پریشان ہوگئی بہت سے امور جو سوچے تہے بگڑ گئے ملک مین اضطراب
پڑگیا جس رات کو یہان فیروز نے اسود کو قتل کیا تہا اوسی روز شب کیوقت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے مدینہ مین فرمایا کہ آج بیشک مسلمانون نے اسود کذاب کو قتل کیا اصحاب نے
پوچہا کہ یا رسول اللہ کسنی قتل کیا آپنے فرمایا کہ فیروز نے قتل کیا تین یا چار مہینے بعد دعوی نبوت
سے اسود قتل کیا گیا۔ اگرچہ واقعہ قتل اسود کذاب کا حیات مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہوا مگر چونکہ خبر اسکے قتل کی بعہد خلافت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مدینہ مین آئی اسلئے
اسکو حضرت صدیق رض کے فتوحات مین شمار کرتے ہین اور یہ اول خوش خبری فتح کی ہے جو
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو پہونچی۔ القصہ جب لشکر اسامہ بن زید حسب الامر حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے روانہ ہوچکا مدینہ منورہ کے اطراف کے اعراب مرتد ہوگئی بعضون
نے زکوۃ کے دینے مین تاخیر کی اور مدینہ منورہ پر شبخون مارنے اور لوٹنے کو تیار ہوئی تب
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کی راہون پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور
حضرت زبیر اور حضرت طلحہ اور سعد بن وقاص وغیرہ رضی اللہ عنہم کو حفاظت کے لئی مقرر
فرمایا اور اہل مدینہ سے فرمایا کہ بوجہ خوف تم سب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین حاضر

وموجود رہا کر وہان بوقت ضرورت جمع کرنا نہ پڑے تین دن گذرے تھے کہ عرب لوگ فوجین جمع
کرکے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئی اور انتظام یہ کیا تہا کہ اپنی نصف فوج کو موضع ذوالحسا مین
کمک کے واسطے چہوڑا اور نصف فوج کو ہمراہ لیکر مدینہ منورہ کے غارت کو چلے محافظون نے
جو اسلام کیطرف سے مقرر رہتے حضرت خلیفۂ رسول اللہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو
اس حال سے اطلاع دی حضرت خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو کہلا بہیجا کہ تم
سب ثابت قدم رہنا ہم تمہاری مدد کو آتے ہین جو لوگ مسجد مین جمع تہے حضرت صدیق رضہ
نے اونکو ہمراہ لیکر وہان سے بسواری شتر کوچ فرمایا یہ خبر سنکر مرتدین بہاگ گئے اور مسلمانون
نے اونکا تعاقب موضع ذوالحسا تک کیا اوس جگہہ مرتدین اور لشکر اسلام مین جنگ واقع
ہوئی مرتد لوگون نے شکست کہائی اور بہاگ اور جن لوگون نے جمادی الاولی مین ادای
زکوۃ سے انکار کیا تہا اونسی لڑائی واقع ہوئی اس قصہ کی تفصیل یہ ہے کہ قبیلہ غطفان اور
طی اور اسد کے لوگ جاکر طلیحہ اسدی مین جمع ہوئی اور اپنی طرف سے چند لوگون کو
عمایدین مدینہ کے پاس بہیجا اور وہ آکر وہان ٹہرے اور بہمراہی معززین مدینہ کے وہ لوگ حضرت
صدیق رضہ کے حضور مین حاضر ہوکر عرض پرداز ہوئی کہ ہم بلا عذر نماز پڑہینگی لیکن زکوۃ
نہین دے سکتے حضرت صدیق خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسقدر تم
لوگ بحضوری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زکوۃ دیتے تہے اگر اوس سے ایک رسی بہی
کم دوگی تو تمسے جنگ ہوگی یہ سنکر وہ لوگ چلے گئی اور اپنی قوم مین مسلمانون کے قلت
بیان کی اور مسلمانون سے لڑنے پر اپنی قوم کو آمادہ کیا اور یہان صحابہ رضی اللہ عنہم نے بہی
مانعین زکوۃ پر جہاد کرنیکا اتفاق کیا تب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے بہمراہی اہل مدینہ
اعراب پر فوج کشی کی اعراب نے یہ شرارت کی کہ جب لشکر اسلام وہان پہونچا تو پہاڑ پر
سے مشکین ہوا کرکے نیچے ڈہلکا دین اوسے دیکہکر سواریکی اونٹ مسلمانون کے بہڑکے اور بہاگی
اسوجہ سے تفرقہ پڑگیا شام تک جانور قابو مین نہ آئی اور بہاگ کر رات کو مدینہ چلے گئی

اسوجہسے اعراب نے جانا کہ اب مسلمانون مین قوت نہین رہی مگر حضرت صدیق رضؓ نے
تمام رات مین فوج کو آمادہ کرلیا اور مدینہ منورہ مین سنان خیبری کو اپنا نائب مقرر کیا اور مدینہ منورہ کے
رستون پر عبداللہ بن مسعود کو مقرر فرمایا اور خود فوج لیکر آخر شب مین وہان سے کوچ فرمایا اور فوج مین
جانب میمنہ نعمان بن مقرن اور جانب میسرہ اُنکے بھائی عبداللہ بن مقرن اور ہراول فوج ا... کے
بھائی سوید بن مقرن کو معین کیا ہنوز صبح صادق نہونے پائی تھی کہ ایک میدان مین مقابلہ ہوا
مسلمان چپ چاپ سکوت کے عالم مین انپر جا پڑے اور قتال شروع کردیا ایسا مارا کہ کشتون کے
پشتے لگا دیے آخر کفار تاب لا سکے اور آفتاب نہ نکلا تھا کہ بھاگ نکلے اور اُنکے جانور وغیرہ
مسلمانون کے ہاتھ لگے اور حضرت صدیق رضؓ نے اُن کفار مفرورین کا تعاقب موضع ذوالقصہ تک
جو مدینہ منورہ سے چوبیس کوس تھا کیا اس فتح سے مسلمانون کو نہایت خوشدلی و قوت حاصل ہوئی
اور کفار نہایت ذلیل و خوار ہوے اسی عرصہ مین خبر پہونچی کہ بنی ذبیان و بنی عبس اور اُنکے
دیکھا دیکھی اور قبیلے والون نے بھی اپنے قریبون کو جو مسلمان تھے قتل کر ڈالا یہ خبر وحشت اثر
سُنکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۂ رسول اللہ صلعم کو سخت رنج ہوا قسم کھائی
کہ جن قبیلون نے مسلمانون کو قتل کیا ہے مین انشاء اللہ تعالےٰ اُن قبیلے والون کو
مسلمانون سے زیادہ قتل کرونگا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے بفتح مندی مدینہ
منورہ مین معاودت فرمائی اور اُسی شب کو مدینہ منورہ مین بجانب عدی بن حاتم اور
صفوان اور زبرقان مال زکوٰۃ بحضور خلیفۂ رسول صلعم آیا بایں تفصیل کہ ایک کے یہان سے
اول شب مین دوسرے کے یہان سے اُسی روز کی نصف شب مین تیسرے کے
یہان سے اُسی شب کے آخر مین اور یہ ماجرا بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سات دن پر ہوا تھا پھر بعد تین چار روز کے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اپنی
مہم فتح کرکے واپس مدینہ منورہ ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ مین
اُنکو اپنا خلیفہ مقرر کرکے اور اُنکے ہمراہیون کو وہین آرام کے لیے

چھوڑا اور جن لوگون کو ہمراہ لیکر اول مرتبہ تشریف لیگئے تھے انھین لوگون کو اور انھین افسرون کو ہمراہ لیکر باہر نکلے اور زبدہ کی راہ سے موضع ابیرق مین مقام فرمایا اور اُس جگہ مفسدین بنی عبس اور بنی ذبیان اور بنی کنانہ جو مجمع تھے اُنسے مقابلہ کرکے شکست فاش اور ہزیمت کامل دی اور ایک شخص حطیہ نام مقید ہوا اور حضرت صدیق رض نے اُس موضع ابیرق مین قیام فرماکے بنی ذبیان کے ملکون کو اپنے قبضۂ تصرف مین لائے اور فرمایا کہ ان شہرون کا اللہ جلشانہ نے ہمکو مالک کیا اُسکا احسان ہے وہ لوگ اب اُنپر قابض نہونگے اور موضع زبدہ اور ابیرق مین احاطہ کرکے اہل اسلام کے لشکر کے گھوڑون کا چراگاہ مقرر کیا اور وہان سے مدینہ منورہ مین بخیریت تمام تشریف لائے اور بنی عبس اور بنی ذبیان جو مقابلہ سے شکست کھاکر بھاگ کر بچے تھے وہ جاکر مقام بزاخہ مین پاس طلیحۂ اسدی کے جمع ہوئے اِس عرصہ مین لشکر اسامہ رض آرام پاچکا تھا حضرت صدیق رضی اللہ تعالے عنہ نے اُنکو ہمراہ لیا اور ذو القصہ کی طرف کوچ فرمایا اور یہ مقام مدینہ منورہ سے ایک مرحلہ پر ہے اِس خروج مین حضرت ابوبکر صدیق رض کے ہاتھ مین ننگی تلوار تھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہ آپ کے شتر کی مہار پکڑے لیجاتے تھے اُسوقت حضرت علی کرم اللہ وجہ اور نیز دیگر اجلۂ اصحاب کی یہ رائے ہوئی کہ آپ جنگ اعراب کے لیے اور لوگون کو مقرر فرمائیے چنانچہ حضرت صدیق رض نے حضرات موصوفین کی رائے کو منظور فرماکر جانب مدینہ منورہ مراجعت فرمائی اور مدینہ پہونچکر گیارہ نشان مرتب کرکے گیارہ امیرون کو نامزد فرمایا دارقطنی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوبکر رض ناقہ پر بیٹھکر ذو القصہ کو روانہ ہوے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ نے جاکر ناقہ کی مہار پکڑ لی اور کہا اے خلیفہ رسول اللہ کہان جاتے ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو آپ کو احد کے دن فرمایا تھا وہی بات مین کہتا ہون کہ تم اپنی تلوار میان مین کرو اور اپنی جان کی مصیبت کا درد ہمکو نہ دو اور مدینہ منورہ کو پھر چلو واللہ یعنے قسم ہے اللہ پاک کی اگر تمپر مصیبت گذری

تو اسلام کا انتظام کبھی نہو گا اور اس حدیث کو زکریا بن یحیی ساجی نے حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا سے بھی روایت کیا ہی کہ وہ فرماتی تھین کہ جب میرے باپ تلوار کھینچے
ہوئے ناقہ پر سوار ذوالقصہ کے جانب چلے تب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آکر
مہار پکڑلی اور فرمایا کہ اے خلیفہ رسول اللہ آپ کہان جاتے ہین آپ کو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو احد کے دن فرمایا تھا وہی مین کہتا ہون کہ تم اپنی تلوار میان مین
کرو اور اپنی جان کی مصیبت کا درد ہمکو ندو واللہ اگر تمکو کچھ ہوا تو بعد تمہارے کبھی اسلام
انتظام نہ پائیگا پہر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکر روانہ کیے اور خود لوٹ آئے۔ مقام غور
اور سخت افسوس ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تو بہ نسبت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ایسی
دردمندی اور محبت فرماوین کہ تم لوٹ چلو اور کسیکو لڑائی پر بھیجدو اور اپنی جان کی مصیبت
کا درد ہمکو ندو اور اونکی اسدرجہ علوشانی ارشاد کرین کہ اونکے بعد انتظام اسلام کا کبھی نہوگا
اور محبان حضرت علی رضی اللہ عنہ اونکو مسلمان بھی نہ کہیں اور پہر دعوی محبت حضرت علی رضی اللہ عنہ
نہایت شوخ چشمی سے کرین۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ مگر کیا کرین کہ خَتَمَ اللّٰهُ
عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ سے مجبور ہین۔ بہرنوع جب
لشکر اسامہ اور اسامہ نے آرام پالیا اور مال صدقات کا تقسیم بھی ہوچکا تب حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ نے گیارہ نشان بنائے اور اونکو گیارہ امیرون کو بایں تفصیل دیے
ایک نشان خالد کو دیا اور اونکو یہ حکم دیا کہ تم خویلد اسدی سے جا کر لڑو اور اوس سے فراغت
کرکے جانب بطاح مالک بن نویرہ پر جاؤ۔ دوسرا نشان عکرمہ بن ابی جہل کو دیکر جنگ
مسیلمہ کذاب پر مامور فرمایا تیسرا نشان شرحبیل بن حسنہ کو دیکر عکرمہ کی کمک کیواسطے
مسیلمہ پر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ جب وہان سے فراغت پانا بنی قضاعہ پر جانا۔ چوتھا
نشان مہاجر بن ابی امیہ کو دیکر ارشاد کیا کہ عیسے کا لشکر لیکے قیس بن مکشوح پر جو فرمانبرداری
سے ہمارے منحرف ہوگئے ہین جانا اور ابنا کی تہدید کرکے اوسکی گوشمالی واقعی کرنا۔

پانچوان نشان خالدبن سعیدبن العاص کو دیکر ایسا فرمایا کہ تم مشرق کے جانب شام کے ملک کی طرف جاو۔ چھٹا نشان عمروبن العاص کو حوالہ کرکے قضاعہ وغیرہ پر روانہ کیا۔ ساتوان نشان حذیفہ بن محصین قلفانی کو دیکر ابن ہو بجر پر بہیجا۔ آٹھوان نشان طریف بن حارجہ کو دیکر بنی سلیم اور ہوازن کی قبیلی پر مقرر فرمایا۔ نوان نشان سوید بن مقرن کو دیکر یمن کیطرف روانہ کیا۔ دسوان نشان علاربن حضرمی کو دیکر بحرین کیطرف بہیجا۔ گیارہوان نشان عکاشہ بن محصین اسدی کو دیکر قطن کی طرف روانہ کیا۔ اور ہر ایک امیر کو ایک ایک ہدایت نامہ لکھکر عنایت فرمایا اور تاکید فرمادیا کہ جس قوم سے اذان کی آواز سنو اونکو نہ ستانا اور اون سے شرایع اسلام دریافت کرنا اور جس قوم سے آواز اذان کی نہ سنو اونکو غارت کرنا اور اونکے قتل اور زخمی کرنے مین مبالغہ کرنا اور بسبب وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ضعف اور ناتوانی اختیار نکرنا۔

قصہ جنگ طلیحہ بن خویلد

القصہ حضرت ابوبکر صدیق رض نے حضرت خالد رض کو تین ہزار آدمی دیکر طلیحہ کی لڑائی کو روانہ کیا اور اس جماعت مین جسقدر انصار تھے اونپر ثابت بن قیس بن شماس کو امیر کیا۔ اور یہ طلیحہ وہ شخص ہے کہ اسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین ایمان قبول کیا تھا اور آپہی کی حیات مین مرتد بہی ہوگیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تب اوس نے دعوی نبوت کیا اور طرح طرحکی خرافات اور مہمل باتین بکنے لگا کہتا تہا کہ مجہپر وحی نازل ہوتی ہے چنانچہ فقرہ ذیل کو وحی کی آیت مقرر کی ہے اَلْحَمَامُ وَالْيَمَامُ وَالصُّرَدُ الصَّوَّامُ قَدْ صُمْنَ قَبْلَكُمْ بِأَعْوَامٍ لَيَبْلُغَنَّ مُلْكُنَا الْعِرَاقَ وَالشَّامَ یعنے قسم ہے جنگلی اور شہری کبوتر کی اور چند جو روزہ دار ہین چند سال کے آگے ضامن ہوا ہے کہ پہونچیگی ملکت ہماری عراق اور شام تک۔ غرض کہ اوسکے ابلہ فریبیون اور شعبدون کے باعث بہت سے لوگ مرتد ہوکر اوسکے تابع ہوگئے اور

عنیہ بن حصین بہی مرتد ہوکر طلیحہ کا وزیر ہوا اور اپنی قوم سے اوس نے کہا کہ بنی اسد کا نبی بہت زیادہ دوست ہے بنی ہاشم کے نبی سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اب طلیحہ نبی ہے اسکے تابع ہوجاؤ وہ بیوقوف اوسکی بات کو مان کر طلیحہ کے تابع ہوگئی اور اسی عرصے مین حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے عدی بن حاتم کو اونکی قوم کیطرف اس غرض سے روانہ فرمایا کہ تم وہان جلد جاکر اون لوگونکو اسلام سے پہرنے ندو چنانچہ عدی بن حاتم نے جاکر اونسے کہا کہ تم حضرت صدیق رضہ کی بیعت کرو اور اللہ جلشانہ کے احکام کیطرف رجوع لاؤ اون لوگون نے کہا کہ ہم ابوالفضل کی یعنے حضرت ابوبکر صدیق رضہ کی بیعت نکرینگے عدی نے کہا کہ اگر تم بیعت نکروگے تو تمپر ایسا سخت لشکر آویگا کہ تم اوس سے لڑ نہ سکوگے غرض کہ عدی نے اس قسم کی باتین کہکے اپنی قوم کو نرم دل کیا پہر خالد بن ولید کی فوج بہی آپہونچی مقدمۃ الجیش اوس لشکر مین بحاث انصار ثابت بن قیس تہے خالد نے اپنی فوج مین سے ثابت بن اخرم اور عکاشہ بن محصین کو پہلے روانہ کیا تہا تاکہ بطور طلیعہ لشکر سے پہلے چلین اتفاقاً اس جگہہ طلیحہ ہمراہ اپنے بہائی سلیم اور چند لوگون کے آکر ان اگلے مسلمانون سے جنگ کرنے لگا اور ان دونون کو لڑائی کیواسطے پکارا اور عکاشہ نے بن حبال بن طلیحہ کو قتل کیا پہر طلیحہ نے یہ حال دیکہکر عکاشہ پر حملہ کیا اور اونکو شہید کیا اوسکے بعد طلیحہ و سلیم اوسکے بہائی نے ملکر ثابت بن اخرم کو بہی شہید کیا اور اسی حال مین حضرت خالد بہی مع لشکر وہان آپہونچے اور اپنے دونون یارون کو وہان شہید پایا اور لشکر اسلام پر ان دونون کا مرنا بہت شاق گذرا مگر مرضی الٰہی پر صبر کیا اور اون دونون شہیدون کی تجہیز وتکفین کی اتنے مین عدی بن حاتم خالد رضہ کے پاس آئے اور کہا کہ ہماری قوم تین دن کی مہلت مانگتی ہے اونکو دوزخ سے مہلت دینا بہتر ہے چنانچہ تین دن کی مہلت دی گئی بعد گذرنے تین دن کے عدی بن حاتم اپنے قبیلے کے پانسو مرد جنگی کہ اونہون نے اسلام قبول کیا تہا اور تابع حق ہوگئے تہے لیکر حضرت خالد رضہ کے پاس آگئے اور شریک لشکر اسلام ہوگئے پہر جب حضرت خالد رضہ نے اپنی طرف سے طلیحہ کا قصد کیا تو عدی بن حاتم نے کہا کہ پہلے مجھے اس قوم کی طرف

جانے نہیجیے کہ مین جاکر اون کو سمجھاؤن راہ حق دکھاؤن شاید جسطرح بنی عدی کو نجات ملی
اسیطرح اللہ جلشانہ انکو بھی نجات دیوے راہ حق پر لاوے الغرض عدی بن حاتم وہان
گئے اور اونسے گفتگو کی اللہ جلشانہ نے قوم بنی جدیلہ پر بھی رحم کیا کہ وہ بھی تابع حق ہوگئے
اور حضرت صدیق رض کی بیعت مین داخل ہوئے پھر عدی بن حاتم نے آکر خالد رض کو
اونکے مسلمان ہونے کی بشارت دی اور اون ایک ہزار مرد جنگی کو کہ تابع حق ہوگئے تھے داخل
اور شامل لشکر اسلام کیا اور ایسے وقت مین عدی بن حاتم اور زبرقان بن بدر اپنی قوم
کے رقم زکوۃ جمع کر کے مدینہ منورہ مین لے آئے اسی وجہ سے ان دونون کی بزرگی اور
عزت مسلمانون مین زیادہ ہوگئی اور اس بات کا احسان تمام قوم پر عدی کا ہوا۔
القصہ خالد اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر مقام بزاخہ مین ٹھہرے اور طلیحہ بھی آکر مقابلے مین
ٹھہرا اوسکے ساتھ بھی بڑی فوج تھی اور بہت سے قبایل عرب کے اس امر کے منتظر
تھے کہ جسکو ہم غالب دیکھینگے اوسی کے تابع ہو جاوینگے عیینہ بن حصین بنی فزارہ بھی
سات سو آدمی سے آکر مددگار طلیحہ بن خویلد کا ہوا یہ شخص وزیر تھا طلیحہ بن خویلد کا تمام
شب دونون لشکرون مین تیاری اور آمادگی جنگ کی رہی بوقت طلوع آفتاب دونون لشکر
میدان جنگ مین آکر ٹھہرے اور لڑائی شروع ہوگئی اور طلیحہ کذاب نے ایک چادر سفید
اوڑہی اور ایک جگہہ پر بیٹھا اور کہنے لگا کہ بابت اس جنگ کے مجھپر وحی آیا چاہتی ہے
عیینہ وزیر طلیحہ ساتھہ والون سے لڑنے لگا تھوڑی دیر بعد آکر طلیحہ سے پوچھا کہ وحی آئی
اوس نے کہا ابھی نہین پھر لوٹ گیا اور لڑنے لگا اسیطرح عیینہ آتا اور اوس سے پوچھہ
جاتا کہ وحی آئی یا نہین اور پھر لڑتا جب عیینہ نے تیسری مرتبہ آکر طلیحہ سے بابت وحی کے دریافت
کیا تو اوس نے کہا کہ ہان جبرئیل نے مجھسے کہا ہے کہ تمکو امید ہے جیسی اون لوگون کو امید
ہی اور ایک بات ہوگی جسکو نہ بہولوگے عیینہ نے کہا کہ تینے معلوم کیا کہ تیرے حق مین
ایک ایسی بات ہوگی جسکو تو کبھی نہ بہولیگا چونکہ تجھکو لوگون کو ہمیشہ ذلت اور رسوائی نصیب

ہوتی ہے طلیحہ کذاب کی بہی وحی اور بناوٹ کی نبوت نے کچہہ فایدہ نہ بخشا اور نکچہہ کام آئی
اور عینیہ نے جب مسلمانون کی بہادری اور تلوار کے کاٹ دیکہی گہبرا گیا مارے ہیبت کے
دل اوسکا پانی پانی ہوگیا اپنی قوم فزارہ کے لوگون سے کہا کہ اب لوٹ چلو چنانچہ اوسکی
جماعت میدان جنگ سے بہاگ نکلی اور طلیحہ بہی ایک گہوڑے عمدہ چالاک پر سوار ہوکر
اور اپنی عورت نوار نام کو ایک اونٹ پر سوار کرکے شام کی طرف بہاگا اور بنی کلاب کے
پاس جاکر پناہ گزین ہوا اور عینیہ بن حصین گرفتار اہل اسلام ہوا حضرت خالد
سیف اللہ رض نے اوسکی مشکین باندہکر مدینہ منورہ بحضور خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے روانہ کردیا جب وہ مدینہ شریف مین پہنچا تو وہاں کے لڑکے اوسپر خاک
ڈالتے تہے اور دہولین مارتے تہے اور کہتے تہے کہ اے دشمن خدا کیا تو اسلام سے
پہر گیا تو جواب مین وہ یہ کہتا تہا کہ واللہ مین تو پہلے ہی ایمان نہ لایا تہا جب اوسکو
بحضور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پیش کیا تو آپنے اوس سے فرمایا کہ توبہ کر کہ
بدولت اسلام تیرا خون معاف کیا جاوے اوسنے توبہ کی خون معاف ہوا اور وہ
صدق دل سے اچہا مسلمان ہوا غرض کہ جب طلیحہ کذاب مدعی نبوت کو حضرت خالد رض
نے شکست فاش دی اور وہ بہاگ گیا اوسکے لشکر کے بہت لوگ اہل اسلام نے قتل کر ڈالے
تب وہ لوگ جو منتظر غلبہ کے تہے یعنی بنی عامر اور سلیم اور ہوزان اور قرارہ اونہون نے
کہا کہ ہم جس دین سے نکلے تہے پہر اوسی دین مین داخل ہوئے اور خدائے واحد پر ایمان
لائے اور جہنے اپنے مال سے اوسقدر جتنا خدا اور رسول کا حکم ہے زکوۃ دینا قبول اور
منظور کیا۔ واضح رہے کہ اس فتح نمایان سے وہ فرمانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
جو خالد رضی اللہ عنہ کے حق مین فرمایا تہا بخوبی صحیح اور صادق آیا اور اوسکو امام احمد
نے حضرت ابوبکر صدیق رض سے روایت کیا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رض نے
خالد رض کو واسطے لڑائی مرتدون اور منافقون کے مقرر کیا تو ارشاد فرمایا کہ مین نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ فرماتے تھے کہ خدا کا خوب بندہ اور اپنے گروہ کا
اچہا بہائی خالد بن ولید ہے اور خالد ایک تلوار ہی خدا کے تہا رکی تلواروں مین سے
کہ کہینچا ہے اوسکو اللہ تعالی نے کافروں اور منافقوں پر۔ پہر بعد فتوح کے حضرت
ابو بکر صدیق رض نے خالد رض کو لکہ بہیجا کہ بیشک تحقیق حق اللہ جلشانہ نے تجہکو عنایت کین
ہین اور اس سے تیری خوبیان زیادہ ہوئین ہین تو اپر ناز نکرنا کہ اللہ تعالی سلئے ناز
کرنے والون کو دوست نہین رکہتا ہے اور اپنے کامون مین اللہ تعالی سے ڈرا کرا اور اوسکے
کام مین سستی نکرنا اور جوکسی مسلمان کا کوئی قاتل کا فرہاتہہ لگے تو اوسکو سخت عذاب
مین مبتلا کرنا اور جسنے اللہ اور رسول سے سرکشی کی ہو اوسے قتل کرنا غرض کہ خالد رض
نے مضمون نامہ حضرت صدیق رض کا دریافت کرکے بزاخہ مین ایک مہینہ قیام کیا اور
جن لوگون نے مسلمانون کو قتل کیا تہا اور بخوبی تحقیقات سے اون پر جرم قتل
ثابت ہوا اونکو تکلیفین سخت دیکر قتل کیا اور واسطے عبرت مرتدین کے اونکی اہل
عیال کو قید کیا تا پھر کبہی مسلمانون سے مقابلے کا قصد نکرین جب خالد رض نے یہان
کے امورات سے فراغت پائی تو اُم زمل کی طرف روانہ ہوئے اور اُم زمل کا نام سلیمی تہا
اور وہ بیٹے تھے مالک حذیفہ کے اور اوسکی مان ام قرفہ تہی جو شرف اور بزرگی مین
تمام عرب مین ضرب المثل تہی اور اُم زمل بڑے مالدار اور کثیر الاولاد تھے القصہ تمام
لوگ بنی سلیم اور طی اور ہوازن اور اسد کے جو مرتد ہو گئی تھے اور طلیحہ کے پاس جمع تہے
اور خالد سیف اللہ کے ہاتہہ سے بہاگ کر بچے تھے وہ سب پاس ام زمل کے جمع ہوئے
اور اوس احمق کے دل مین ریاست کی ہوس پیدا ہوئی لہذا لشکر عظیم جمع کرکے
مسلمانون سے لڑنے کو تیار ہوئے جب حضرت خالد رض کو اس حال کی اطلاع ہوئی
وہ دلیران اسلام کو ہمراہ لیکر اوسکے جانب متوجہ ہوئے دونون لشکرون کا مقابلہ
ہوا آتش جنگ مشتعل ہوئی طرفین سے تیر و تلوار چلنے لگی اوسوقت ام زمل اپنے

باپ کے اونٹ پر سوار تھے حضرت خالد رض نے خود معہ لشکر چند لوگون کے اوس پر حملۂ دلیرانہ کیا اور اوسکے گرد و پیش کے سو سوارون کو قتل کرکے اوسکے اونٹ کے پاؤن قطع کر دیے اور اوس شقیہ کو بھی آب شمشیر سے دارو ے مرگ پلاکر جہنم واصل کیا اور بعد حصول اس فتح کے فتحنامہ اسکا بحضور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ کیا اور اسی ایام مین فجارہ بنی سلیم کے قبیلے والے نے جسکا نام ایاس بن عبد اللہ بن عبد یالیل تھا آکر حضرت صدیق رض سے عرض کی کہ میرے ہمراہ لشکر بھیجیں مین بھی مرتدونکو قتل کرونگا لیکن جب لشکر لیکر نکلا تو مسلمان خواہ کافر جو ملا اوسکو مارکر سب مال اوسکا لے لیا حضرت صدیق رض نے ایک لشکر بھیجکر اوسکو گرفتار کرکے واصل بجہنم کر دیا۔

قصۂ سجاح

سجاح بنت حارث بن سوید بن غفقان تغلبیہ جزیرہ متنصرۂ عرب کے تھے اسنے دعوے نبوت کا کیا تھا اوسکے قوم کے لوگ اور نیز دوسرے لوگ جو مرتد ہو گئے تھے یہ سب اوسکے پاس مجتمع تھے بارادۂ جنگ مدینہ کی طرف چلے جب اسکا گذر بنی تمیم پر ہوا تو اونکو بھی اسنے اپنی نبوت کی دعوت کی اور کیفیت مردمان بنی تمیم کی یہ تھی کہ یہ لوگ پس از وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین گروہ ہو گئے تھے بعض مرتد ہوکر ادائے زکوۃ کے منکر ہوئے اور چند لوگون نے اسلام پر قائم رہکر رقم زکوۃ بحضور حضرت ابو بکر صدیق رض کے روانہ کی اور تھوڑے لوگ متردد تھے کہ دیکھین انجام کیا ہوتا ہے تو جب سجاح نے بنی تمیم کو اپنی نبوت کی دعوت کی تو اکثر بنی تمیم اوسکے تابع ہو گئے اور مالک بن نویرہ اور عطارد بن حاجب اور چند دیگر سرداران بنی تمیم اوسکے ساتھ ہو گئے مالک بن نویرہ نے سجاح کو یہ صلاح دی کہ مدینے کا قصد نکرو بلکہ بنی یربوع سے جنگ کرو لیکن اوسکے ہمراہیون نے اس بات کو نمانا آخر اسبات پر اتفاق ہوا کہ یہان سے چلکر مسیلمہ کذاب سے جنگ کرین اور مالک

اوس سے چہین لین ہرچند کہ ہمراہیان سجاح نے مسلیمہ کے جنگ سے انکار کیا کہ اوسکی
فوج کثیر ہے ہملوگ اوس سے عہدہ برآ نہو سکینگے مگر سجاح نے نہ مانا اور مسلیمہ کیطرف
روانہ ہوئی اور وہان جا پونہچی ادہر مسلیمہ اون دنون ثمامہ بن اثال رضہ سے مشغول جنگ تہا
اور ثمامہ کی کمک پر عکرمہ بن ابی جہل لشکر اسلام لیکر داخل ملک مسلیمہ ہوئے تھے اور حضرت
خالد رضہ کی آمد آمد تہی اوسی کے منتظر تھے سجاح کے آنے سے مسلیمہ کو سخت تردد ہوا کہ
ادہر تو مسلمان لوگ برسرکین ہین ادہر سجاح بہی برسرجنگ آئی ہے سخت مشکل کا مقام ہے
مگر چونکہ مسلیمہ ایک آدمی چالاک ومفتری تہا اوسنے پہلے سے خطوط بہیجکر سجاح کو اپنی طرف
رجوع کرکے اپنے پائین باغ مین اوسکے لئے عمدہ خیمہ کہڑا کراکے وہین اوترو ایا اور
تحفہ تحایف عمدہ ہمراہ لیکر جاکے ملاقات کی ہنگام ملاقات بہت باتین مکروفریب
کی کین جب تخلیہ ہوا اور یہ دونون زن ومرد ایک جگہ ہوے یہ مقام اغیار سے
بہی خالی تہا دونون کو شیطان نے گدگدایا اور دونون مین قوت شہوانی غالب ہوئی
مسلیمہ کذاب نے کہا کہ اسوقت مجہپر وحی آئی ہے کہ سجاح بہی نبی ہے جیساکہ مین نبی ہون
اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نصف حصہ سجاح کو ملیگا مسلیمہ اور سجاح دونون نشہ شراب مین
اول ہی سے مست تھے اب قوت شہوانی سے بالکل بدمست ہوگئے مگر بوجہ تام زد ہونے نبوت کے
حیا کسیقدر مانع تہی کہ سجاح نے کہا کہ یا نبی اللہ اسوقت پہر بہی آپ پر وحی آسکتی ہے اوسنے
کہا کہ ہان آ کیون نہین سکتی چنانچہ تہوڑی فکر کرکے اور اوسکا میلان اپنی طرف عقل سے
دریافت کرکے کہا کہ پہر وحی آئی اوسکا مضمون یہ ہے کہ اے سجاح تو بہی نبی برحق ہے
اور تیرا حسن تیرا معجزہ ہے اور تیری آنکہین جادو ہین اور گرمی ناز وانداز تیرا اخلق ہے
اور امتحان عشاق تیرا صبر ہے خواہش وصال تیری پل صراط ہے اور ہم آغوشی وخول
جنت ہے اور تیرا بوسہ جام کوثر ہے جب سجاح نے یہ مضمون وحی سنا کہا واقعی تو نبی برحق
ہے اور تجہے یہ سب غیب سے معلوم ہوا بسبب کمال مستی کے ضبط نہ رہا بولی کہ پہر اب دیر

کیا ہی وہ بے حیا تولا کہ بخیال نبوت نکاح ہو نا ضرور چاہیے مگر چونکہ دونون
بدمست تھے نہ رک سکے مسیلمہ نے کہا کہ مجھے وحی آئی اِنْ شِئْتَ جَامِعْ یعنے
چاہے تو بغیر نکاح کے مجامعت کر لہذا پس تو آخواب گاہ تیار ہے اور جسطرح
تو چاہے اور جس ہیئت سے تیری خواہش ہو مین تیرے ساتھ ہم بستری کرونگا
الحاصل سجاح کامل طور سے مباشرت پر راضی ہوئی اور بولی مجھے بھی یہی وحی
ہوئی ہے پھر توسجاح نے تین روز مسیلمہ سے زنا کرایا پھر اپنی قوم کے
پاس گئی اوسکی قوم نے پوچھا کہ مسیلمہ نے جو تجھسے نکاح کیا ہے تو تیرا مہر کیا
مقرر کیا ہے وہ بولی کہ مہر تو کچھ نہین مقرر ہوا لوگون نے کہا کہ تجھ ایسی عورت کو بغیر مہر کے
نکاح بہت برا ہے تب سجاح نے مسیلمہ کے پاس مہر کے واسطے کہلا بھیجا مسیلمہ نے کہا کہ
اپنا موذن بھیجدے جب موذن گیا تو اوس سے کہا کہ اپنی قوم مین پکار دی کہ محمد صلی اللہ علیہ
وسلم جو نمازین لائے تھے اونمین سے نماز صبح و نماز عشا رینے مہر مین سجاح کی معاف
کرادی اور بعض روایت مین کل نمازین معاف کرادین اور عورتون کے شرمگاہ کو بھی
حلال کرادیا اور پیالون مین شراب پینا بھی حلال کیا پھر توسجاح نے تین روز مسیلمہ سے
زنا کرا کے اوسکی نبوت کی گواہی دے کر کفر کو کفر پر زیادہ کیا اور مسیلمہ سے اوسکے ملک کا
نصف خراج لیا اسی عرصے مین حضرت خالد رض کی آنیکی خبر سنکر جزیرہ کی طرف بھاگی
اور اپنی قوم بنی تغلب کے یہان جاکر رہی اور حضرت معاویہ کے زمانے تک وہین رہی
اور بعض روایت مین آیا ہی کہ حضرت معاویہ کے زمانے مین وہ مسلمان ہوئی - اور طلیحہ
اسدی بھی مسلمان ہوکر حرب نہاوند مین ہمراہی مسلمانون کے شہید ہوا - جب سجاح
اپنے ملک کو بھاگ گئی تو مالک بن نویرہ نادم و پشیمان ہو ضع بطاح کو چلا گیا حضرت
خالد معہ اپنی فوج کے جانب بطاح روانہ ہوئے اور پیشتر سے چند لوگونکو دعوت
اسلام کے لیے روانہ کیا قوم بنی تمیم نے امیر دنکی کے کہنے سے اطاعت قبول کی اور

مال زکوٰۃ اونکے حوالی کیا لیکن مالک بن نویرہ اپنے ہمراہیون سمیت کنارہ کش ہوکر متردد تھا
کہ کیا کرنا چاہیئے حضرت خالد رضی اللہ عنہ جب بطاح کے قریب پونہچے تو اپنے لشکر کو اس
غرض سے متفرق کرکے روانہ کیا کہ اون اطراف مین دیکھین کہ آواز اذان اور اقامت
ہوتی ہے یا نہین اسواسطے کہ جب حضرت صدیق رض نے صحابہ رض کو مرتدین کی تنبیہ و تادیب
کے لیے بہیجا تہا تو سب سے یہ وصیت فرمادی تہی کہ تم جس قوم پر جانا تو وہان سنت
اذان اور اقامت کی بجالانا اگر وہ قوم اس امر مین تمہاری متابعت کرین تو اونسے
کچہہ تعرض نکرنا اور اگر متابعت نکرین تو اون کو غارت کرنا اور اگر اسلام قبول کرین تو اونسے
پوچہنا اگر زکوٰۃ دینے کا اقرار کرین تو اسلام قبول کرنا اور اگر زکوٰۃ دینے سے انکار کرین تو بہی
غارت کرنا القصہ لشکر خالد رض کا جو گیا تہا اوسنے بنی ثعلبہ بن یربوع کے ایک گروہ کو
قید کرکے حضرت خالد سپہ سالار لشکر اسلام کے حضور مین پیش کیا اور مالک بن نویرہ بہی
انہین قیدیون مین تہا حضرت خالد رض کے ہمراہی دو فرقے ہوگئے بعضون نے بیان کیا
کہ اذان اور اقامت ہمنے ان لوگون سے سُنی ہے اور نماز پڑہتے ہین چنانچہ ابو قتادہ
انصاری بہی اسی جماعت مین سے تھے اور بعض نے بیان کیا کہ اذان و اقامت ان
لوگون سے نہین سُنی گئی نماز کیا خالد رض نے حکم دیا کہ ان کو قید رکہو اون دنون ایک
رات مین نہایت سردی ہوئی منادی کو حکم ہوا کہ ندا کرے اَدْفِئُوا اَسْرَاکُمْ یعنے قیدیون
کو گرم کپڑا پہنادو لیکن اس عبارت کو قبیلہ بنی کنانہ نے کنایہ قتل سے جانا اور جو لوگ کہ محافظ
قیدیون کے تھے کلام منادی کو کنایہ قتل پر محمول کرکے اون قیدیون کو کہ مالک بن نویرہ بہی
اونہین مین تہا قتل کر ڈالا اون لوگون کے قتل سے لشکر خالد رض مین نہایت شور و غوغا
پیدا ہوا کہ اوسکو سُنکر خالد بہی خیمہ سے باہر نکل آئے اور سبب دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ
قیدی قتل کر ڈالے گئے جنکو آپ نے گرم کپڑا پہنانے کا حکم دیا تہا خالد رض کو انکے قتل کا افسوس
ہوا اور فرمایا اللہ تعالی جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہی ہوتا ہے - اور یہ بہی بعض

روایت مین آیا ہے کہ جب مالک بن نویرہ کو قید کرکے حضرت خالد رض کے سامنے پیش کیا تو
اثنائے گفتگو مین مالک بن نویرہ نے کہا گمان نہین لیجاتا مین تمہارے صاحب کو مگر یہ کہ
ایسا ایسا کہا اور مقصود مالک کا صاحب شما سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے خالد رض
نے کہا کہ اے دشمن خدا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا صاحب تو نہین جانتا پس یہ عبارت
مالک کی ارتداد پر محمول کرکے اوسکو قتل کیا۔ ابو قتادہ انصاری لشکر خالد رض سے علیحدہ ہوگئے
اور اونہون نے قسم کہائی کہ جو لشکر تحت نشان خالد کے ہوگا اوسمین مین نہ آؤنگا اور وہانسے
کوچ کرکے مدینۂ منورہ بحضور حضرت صدیق رض خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین حاضر
ہوئے اور واقعۂ قتل مالک بن نویرہ بیان کرکے حضرت خالد کی شکایتین کین اور کہا کہ
میری بات نہ سنی چند اعراب کی گواہی پر کہ جنکا مطلب اخذ غنایم سے تہا اعتبار کیا اور
مالک کا بہائی تمیم بن نویرہ بہی مدینے مین آیا اور صورت واقعہ بیان کرکے اپنے بہائی کا
خون طلب کیا اور اوسکا اسباب لوٹ وغیرہ واپس چاہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
بہی فرمایا کہ اب تلوار خالد کی مسلمانون پر کہنچ گئی ہے اگر یہ قول ابو قتادہ وغیرہ کا
صحیح ہے تو اوس سے قصاص چاہیئے۔ اور ایک روایت مین یہی ہے کہ جب حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نے اس باب مین زیادہ مبالغہ کیا تو حضرت صدیق رض نے فرمایا کہ ممکن ہے
کہ شاید خالد رض سے اس معاملے مین کوئی تاویل بہی ہوئی ہو اور اوس تاویل مین کوئی
خطا ہوئی ہو اسلیے اے عمر رض اپنی زبان کو اوسکے حق مین نگاہ رکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسکو سیف اللہ فرمایا ہے اور جس شمشیر کو اللہ جلشانہ نے کافرون پر کہینچی
ہے مین اوسکو غلاف مین نکرونگا اور خالد رض کو حضرت صدیق رض نے نامہ لکہا کہ لشکر اپنا
وہین چہوڑکر تنہا مدینے آؤ جب یہ نامہ اونکے پاس پونہچا فوراً اپنی سانڈنی پر سوار ہوکر
مدینۂ منورہ پونہچے اور اوسیطرح سیدہی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین بحضور حضرت
خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہراہی حضرت بلال رض کے حاضر ہوئے اور صورت

واقعۂ قتل مالک بن نویرہ کی بیان کی اور اپنا عذر اس قصہ مین بیان کیا حضرت ابوبکر رضہ
نے اونکو معذور فرمایا اور اوسی جگہہ سے اونکو رخصت فرمایا اور حکم دیا کہ لشکر مین پونہچکر جانب
یمامہ کوچ کرو اور جنگ مسیلمہ کذاب مین مشغول ہو اور لشکر عکرمہ بن ابی جہل سے جا ملو اور
حضرت صدیق رضہ نے فرمایا کہ مالک بن نویرہ کی دیت بیت المال سے دیجاوے چنانچہ
ادا کی گئی اور جملہ اسباب مالک بن نویرہ کا اوسکے بہائی کو واپس دیا کذا فی روضۃ الاحباب
اس باب مین حضرات شیعہ نے بہ نسبت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کچھہ طعن کیا ہے
تشریح طعن کی اور جواب طعن کا باب مطاعن مین مفصل مذکور ہے

قصۂ مسیلمہ کذاب

مسیلمہ کذاب بنی تمامہ بن کبیر بن حبیب بن الحارث بنی حنیفہ سے ہی اور اسکو رحمن بہی کہتے
تھے اسوجہ سے کہ وہ کہتا تہا کہ جو شخص مجہپر وحی لاتا ہے اوسکا رحمن نام ہے قصہ اسکا یہ ہی
کہ سال دہم مین وہ خود بنی حنیفہ کے ہمراہ مدینہ مین آیا جب اوسکی قوم مجلس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم مین آئی اور مسلمان ہوئی وہ نہین آیا اپنے قیام گاہ مین رہ گیا کہتا تہا کہ اگر
محمد صلی اللہ علیہ وسلم امر حکومت کو اپنے بعد میرے سپرد کرین تو مین انکی متابعت کرون
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمراہ اپنے بعض یارون کے کہ ثابت بن قیس بن شماس بہی
اونہین تھے مسیلمہ کے مقام قیام پر تشریف لیگئے اوسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
دست مبارک مین ایک شاخ خرمے کی تہی فرمایا کہ اگر تو مجہسے یہ شاخ بہی چاہے تو نہ دون
اور جو کچھہ کہ جناب باری تعالی نے تیرے حق مین مقدر کیا ہے اوس سے تجاوز نہین کر سکتا
اور اگر میرے بعد تو باقی رہیگا تو تجھکو اللہ تعالی ہلاک کرے گا - ایک روایت مین یہ بہی آیا ہے
کہ مسیلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان
لایا تہا جب اپنے ملک کو گیا تو پہر مرتد ہوگیا اور دعوی نبوت کرنے لگا اور ایک بار آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا مضمون اوسکا یہ تھا کہ مسیلمہ رسول خدا نے یہ نامہ لکھا ہی طرف محمد
رسول اللہ کے اما بعد نیمہ زمین ہمارے حصے کی ہی اور نیمہ قریش کی لیکن قریش تعدی کرتے
ہین اور نامہ کو دو مرد کو دیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین بہیجا جب وہ دونون
بحضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوئے اور وہ خط دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوس خط کو ملاحظہ فرمایا اور اون دونون سے استفسار فرمایا کہ ہماری رسالت پر تمہارا
اعتقاد کیا ہے اونہون نے کہا کہ بے شک آپ رسول خدا ہین پہر آپ نے اونسے پوچہا کہ
مسیلمہ کی طرف تمہارا کیا اعتقاد ہے کہا کہ وہ نبوت مین شریک ہے یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ اگر ایلچیون کا مارنا ناجائز نہوتا تو مین تمکو قتل کرتا اور مسیلمہ
کے نامہ کا جواب یون تحریر فرمایا کہ یہ خط محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مسیلمہ
کذاب کو لکہا جاتا ہے اما بعد بتحقیق زمین ملک خداوند تعالی کی ہے جسکو چاہے دیوے
اور عاقبت نیک پرہیزگارون کے واسطے ہی تونے اہل یمامہ کو ہلاک کیا تجہکو اللہ تعالے
ہلاک کرے۔ منقول ہی کہ مسیلمہ ملعون اوسیطرح کفر پر مصر تہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اس جہان سے انتقال ہوگیا پہر تو اوس مردود کے کام نے اسقدر رونق پکڑی
کہ ایک لاکہ آدمی سے زیادہ اوسکے پاس جمع ہوگئے اور اوسکی رسالت پر ایمان لاکر
داخل امت مسیلمہ کذابی ہوگئے اور کلمات بیہودہ اور مزخرف بکنے لگے اور خوارق کہ
برعکس معجزات نبویہ کے تہے مسیلمہ کے ناپاک ہاتہون سے ظاہر ہوتے تہے یعنے اوسکو
قوت استدراج یعنے ہوا پر اوڑنے کی حاصل تہی اور سحر کامل اور شعبدہ اور علم نیرنجات
بخوبی جانتا تہا اور پہلے پہل اوسی نے بیضہ کو شیشہ تنگ دہن مین اوتارا تہا اور جانورون
پر وار کے پر کتر کرکے وصل کردیتا تہا ایک عورت اوسکے پاس گئی اور کہا کہ دعا کر کہ اوسکی
برکت سے میرے باغ ہرے ہوجاوین اور کنوئین پانی پیدا ہوجاوے کیونکہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنی قوم کے واسطے دعا کی اونکے بے آب کنوئین پانی پیدا ہوگیا مسیلمہ نے

اوس عورت سے پوچھا کہ کیونکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی اوس عورت نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈول پانی طلب فرمایا اور اوسپر دعا پڑھکر اور اوس سے کلی کرکے پہر اوس ڈول مین ڈالکر اوسکو کنوئین مین داخل کیا اوس کنوئین بافراط پانی ہوگیا مسیلمہ نے بہی ویسا ہی کیا جس کنوین مین اوس ڈول کا پانی ڈالا اوس کنوین کا پانی بالکل خشک ہوگیا۔ ایک مرد نے اوس سے کہا کہ ہمارے بچون کے واسطے دعا کیجئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے اصحاب کی اولاد کے لیئے دعاے برکت فرماتے تھے اوسکے آگے پیش کیا اوسکے لیے اوسنے دعای برکت کی اور سر پر اوسنے ہاتھ پہیرا وہ لڑکا اندہا خواہ بہرا یا گونگا ہوگیا یا رونق باغ کے واسطے اوسکے وضو کا پانی باغ میں چہڑکا گیا پہر کبہی اوس باغ مین گہاس تک بہی نہ اوگی۔ ایک مرتبہ آب دہن نامبارک اوسکا ایک کنوئین مین اس غرض سے ڈالا کہ برکت ہو اوسکی نحوست سے اوس کنوین کا پانی بالکل کہاری ہوگیا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے اوس سے کہا کہ میرے دو لڑکے ہین اونکے حق مین دعا کر اوسنے دعا کی اوسمین سے ایک کو بہیڑیا لیگیا دوسرا کنوئین مین گر گیا ایک مرد کی آنکھ مین درد تہا اوس سے شفا چاہی اوسنے واسطے شفا کے اوسکی آنکہ پر ہاتھ پہیرا اوسیوقت دونون آنکھین اوسکی سفید ہوگئین اور وہ اندہا ہوگیا۔ القصہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلے لشکر عکرمہ بن ابوجہل کا بعد اوسکے لشکر شرجیل کا برسر مسیلمہ کے روانہ فرماکر حکم دیا کہ تم جاکر دروازہ یمامہ کا گہیر لو اور وہین جمے رہو اور میرے حکم کے منتظر رہو چنانچہ ویسا ہی ہوا جب مسیلمہ نے دیکہا کہ دروازہ یمامہ کا گہر گیا اب نکلنا یہان سے مشکل ہے تب اوسنے یہ بندوبست کیا کہ راہ مدینے کی بند کرنا چاہیے تاکہ اور مدد اونکی نہ پونہچے اسلیے تمام دیہاتی لوگون کو جو اوسکے مطیع تھے ہنکا کر مدینہ منورہ کی راہ مین فساد برپا کرا دیا۔ اس عرصہ مین حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنا لشکر لیکر وہان پونہچے اس لشکر مین تیرہ ہزار مہاجرین و انصار تہے مہاجرین

مین دو سردار تھے ابو خدیفہ بن عتبہ اور زید بن خطاب بھائی حضرت عمر بن الخطابؓ کے
اور انصار مین ثابت بن قیس و براء بن مالک برادر حضرت انس بن مالک رضؓ کے
مقدمۃ الجیش کے سردار عبد اللہ بن عمر اور یہ سب ماتحت حضرت خالد بن الولیدؓ کے
ب یہ لشکر وہان پونہچا تو شرجیل بن حسنہ نے اس لشکر کی پیشوائی کی جب مسیلمہ کو
اسلام کی خبر ملی تو اوسنے اہل یمامہ اور اونکے سردار مجاعہ بن مرارہ اور قوم
ار شمامہ بن اثال اور رہال الرجال کو کہ وہ حضرت کے وقت مین
صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر مسیلمہ کی معلوم ہوئی تو اونکو بہیجا تھا
... اسلام سکہاوین بدراہ ہونے دین جب یہ وہان پونہچا تو مسیلمہ
کا شریک ہوکر اوسکا مصاحب ہوگیا اور اسلام سے مرتد ہوگیا اور لوگون سے کہنے لگا کہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت مسیلمہ کو دیدی ہے اور مجھے بہیجا ہے کہ تم لوگون کو اس امر کی خبر
کرون تاکہ تم لوگ مسیلمہ پر ایمان لاؤ جب یہ سب جمع ہوئے تو مسیلمہ نے انسے کہا کہ کیا رائے ہی
تم لوگون کے اسبارہ مین ان سب نے کہا کہ کوئی ہراس کی بات نہین ہی تمہارا لشکر اون سے
بہت زیادہ ہی مگر ہان قلعہ بند ہونا چاہیے باہر قلعے سے نکلکر لڑنا چاہیے چنانچہ چالیس ہزار مرد
جنگ آزما کے ہمراہ باہر نکلا اور لڑائی شروع ہوئی اور لڑائی بہت سخت ہوئی اس لڑائی
مین دس ہزار کفار واصل جہنم ہوئے اور سات سو مسلمان شہید ہوئے مسلمانون کو پہلے
شکست ہوئی اسمین قریب ساڑہے چار سو کے حافظ قرآن مجید شہید ہوئے حضرت خالد رضؓ
کو بڑا رنج ہوا قسم کہائی کہ جب تک اعدا کو شکست دیکر اونکی پشت نہ دیکہونگا تب تک کسی سے
بات نکرونگا پس حضرت خالدؓ بذات خود معہ لشکر اصحابہ رضؓ کے چڑہ گئے اور ایسا سخت قتال کیا
کہ ایک گہنٹے مین دس ہزار کفار کو قتل کر ڈالا انگوری باغ کی دروازے تک جا پونہچے
کہ اوسکے اندر خیمہ مسیلمہ کا تہا اور اس سخت قتال سے لشکر مسیلمہ کا پریشان ہوکر بہاگا
اور مسیلمہ سے جاکر کہا کہ وہ وعدہ تیرا کہان گیا جو تو کہتا تہا کہ فتح آخر تمہاری ہے مسیلمہ نے

کہا کہ کل تمہاری فتح ہوگی آج اونکی فتح ہوئی نبوت کا یہی طریق ہے اب کوشش کرو
لڑائی مین اون سبہون نے کہا کہ اب تو شہر و قلعہ مین چلکر قلعہ بند ہوا وسے اسل امر کا یقین
تہا کہ جو مین باغ سے نکلا تو مارا گیا حیلہ کرکے کہا کہ نبوت کی - شان نہین ہے جو اپنی جگہہ
سے بخوف دشمنان ہٹ جاؤن مقام صبر ہے اور یہی جگہہ ہماری اور تمہاری ہی بہر وہ
شقی تیار ہوکر گہوڑے پر سوار ہوکر دروازہ باغ انگوری پر آیا اور بہت سخت لڑائی
ہوئی کہ مسلمانون کے دو سو آدمی شہید اور پانسو زخمی ہوئے اسکے باعث غم بالائے غم
حضرت خالد رض کو ہوا اپس کود پڑے آپ اندر باغ کے اور وہان پہونچکر وہ داد شجاعت
دی کہ سبحان اللہ بہت سخت قتال کیا اور جھٹ پٹ دروازہ باغ کا کہول دیا اور سات ہزار کفار
اوسوقت قتل کیے گئے اوسوقت حضرت خالد رض وہ داد شجاعت دیرہے تہے کہ گردون
سے بارک اللہ کی صدا آتی تہی غضب تلوار چلائی وہ تلوار اوسنے وہان زمین ہل گئی کانپ اٹہا آسمان
اوسی روز سے اوس باغ کا نام حدیقۃ الموت ہوگیا پہلے اسکو حدیقۃ الکرم کہتے تہے آخر وہ
کفار وہان سے شکست فاش کہا کر باغ انگوری سے قلعہ کی طرف بہاگے حضرت خالد رض نے
فوج اسلام کو حکم دیا کہ یہ کفار قلعے تک نہ پہونچنے پاوین جلد انکو مار ڈالو مسلمانون نے اونکا
تعاقب کیا اور اون مفرورین مین سے بہی قریب سات آٹھ ہزار کے کفار قتل ہوئے اب
مسیلمہ کو یقین کامل ہوگیا کہ میرا بچنا دشوار ہے لہذا بغرض اپنی جان بچانے کے گہوڑا چہوڑ
پیادہ پا باغ سے قلعہ کی طرف منہ چہپا کر بہاگا قضارا وہان ایک شخص وحشی قاتل حضرت
امیر حمزہ مع ایک شخص انصاری کے گہات مین کہڑا تہا انصاری نے مسیلمہ پر تلوار مارکر
مگر [illegible] کے کام نہ کیا لہذا اوس انصاری نے وحشی سے
پکار کر کہا کہ اے وحشی یہ مسیلمہ ہے مار لو اسکو جانے ندو بس وحشی نے پہونچکر اس زور سے
بہالا مارا کہ دونون زرہ توڑکر پیٹ اور پیٹہہ کے پار ہوگیا مسیلمہ کی آنتین نکل پڑین مثل
گدہون کے چلا چلا کر دوزخ مین پہونچا - اس لڑائی مین علاوہ حضرت خالد رض کے

ثابت بن قیس بن شماس نے اور زید بن الخطاب برادر حضرت عمرؓ کی اور براء بن مالک برادر حضرت انس بن مالک نے بہی وہ وہ جوہر شجاعت کے دکہائے کہ کفار کے قدم میدان مین نہ جمنے پائے۔ مسیلمہ کی عمر ایک سو چالیس برس کی تہی ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد بہی اسکے سامنے پیدا ہوئے تہے۔ ایسے ہی سوائے شیطان اور چند کفار کے کم نصیب ہوگئے یہی مسیلمہ کذاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ منورہ مین آیا تہا اور اسکے ہمراہ جو آئے تہے وہ دولت اسلام سے مالامال ہوکر داخل بہشت برین ہوئے اور یہ شقی ملعون دولت دین سے محروم کفِ افسوس ملتا ہوا راہی جہنم ہوا۔ وحشی اکثر کہا کرتے تہے کہ حالت کفر مین بہترین مردم یعنے امیر حمزہ رضؓ کو شہید کیا اور ہنگام اسلام مین بدترین مردم یعنے مسیلمہ کذاب کو مارا مسیلمہ کذاب ملعون کے وحی کے بہت سے کلام مشہور ہین چنانچہ چند کلام کہ جنکو وہ وحی کے آیات کہتا تہا ذیل مین لکہے جاتے ہین یَا ضِفْدَعُ بِنْتِ الضِّفْدَعَیْنِ اِلیٰ کَمْ تَنِقِّیْنَ لَا الْمَاءَ تُکَدِّرِیْنَ وَلَا الشَّارِبَ تَمْنَعِیْنَ رَاْسُکِ فِی الْمَاءِ وَذَنَبُکِ فِی الطِّیْنِ ترجمہ یعنے اے مینڈک لڑکی دو مینڈکونکی کب تک آواز کریگی نہ تو پانی کو گندلا کریگی اور نہ پینے والے کو منع کریگی تیرا سر پانی مین ہے اور دُم کیچڑ مین۔ اور دوسری وحی یہ ہے والزارعات زرعا والحاصدات حصداً والذاریات قمحاً والطاحنات طحناً والخابزات خبزاً والثاردات ثرداً واللاقمات لقماً اھا لوا سمناً لقد فضلتم علی اھل الوبر وما سبقکم اھل المدر فقیرکم فامنعوہ والغریب فاووہ والمعتر فواسوہ والباغی فناووہ ترجمہ یعنے قسم ہے زراعت کرنے والیون کی اور کاٹنے والیون اور گیہون صاف کرنے والیون اور پیسنے والیون کی اور روٹی پکانے والیون اور روٹی شوربے مین تر کرنے والیون کی اور نوالہ لینے والیون کی گہی ڈالکے تمکو بزرگی ہے جنگلی لوگون پر اور شہر والے تمپر سبقت نہین لے جاتے تم اپنے فقیرون کو پیٹ بہر کے

کہانا کہلاؤ اور مسافر کو جگہہ دو اور نادار کو اعانت کرو اور طلب کرنے والے کا قصد کرو
کہتے ہین کہ جب حضرت صدیق رضنے یہہ کلام سُنا تو فرمایا تمہارا بُرا ہو تمہاری عقل
کہان گئی ہے یہ کلام اللہ کے یہان سے نہین اُترا اور یہ بھی کلام اوسی کی جہوٹی
وحی کا ہے جسکو کلام الٰہی کہتا تہا الفیل ما الفیل وما ادراک ما الفیل لہ ذنبٌ
وخرطوم طویل ترجمہ ہاتہی کیا ہے ہاتہی تو نہین جانتا کیا ہی ہاتہی اوسکی ایک دم
ہے اور ایک سونڈ لمبی ہے - ایک بار عمرو اوسکے یہان گئے تھے اوسنے پوچہا کہ تمہاری
نبی پر ان دنون کونسی سورۃ نازل ہوئی ہے وہ بولے کہ ایک مختصر سورۃ وَالْعَصْرِ اِنَّ
الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ نازل ہوئی ہے مسیلمہ تہوڑی دیر فکر کرکے بولا کہ مجہپر بہی اسیطرحکی
ایک سورۃ نازل ہوئی ہے وہ یہ ہے یا وبر یا وبر انما انت اذنان وصدر و
سائرک حفر ونقر ترجمہ اے وبر اے وبر نہین تجہکو مگر دو کان اور سینہ اور باقی
تیرا حقیر اور ذلیل ہے یہہ پڑہکر مسیلمہ نے عمرو سے پوچہا کہ یہ کلام کیسا ہے عمرو نے
جواب دیا کہ اسکو میرا جہوٹہ سمجہنا تجہکو بہی معلوم ہے

قصہ بحرین کے مرتدون کا

منذر بن ساوی عبدی بحرین کا حاکم تہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے
پاس علاء بن حضرمی رضکو واسطے دعوت اسلام کے بہیجا تو منذر نے نہایت خوشی سے
دین اسلام قبول کیا اور اسلام کی نہایت شہرت دی اور عدل وانصاف سے برتاؤ
کرتا رہا بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند روز بعد اوسکا بہی انتقال ہوگیا
تب سوائے قریہ جواثا کے کل دیہات والے مرتد ہوگئے دیہات واطراف والون نے
مسلمانان جواثا کو محاصرہ کرکے آمد غلہ وغیرہ کی بند کرکے درپے قتل وایذا ہوئے جب
یہہ خبر حضرت صدیق رضکو پہونچی تو آپنے مسلمانان جواثا کی مدد اور قتل مرتدین کیلیے

علاء بن حضرمی رضؓ کو معہ لشکر اسلام روانہ فرمایا راہ مین جب آپ ایک مقام پر ٹھہرے تو
ہنوز لوگ اُترے نہ تھے اور اونٹون پر سے کچھ اسباب اوترا تہا کہ تمام اونٹ معہ جملہ اسباب
کے بھاگ گئے شب کا وقت تہا لشکر اسلام مین اسکی وجہ سے بڑی پریشانی تہی کہ نہ کچھ
اسباب کہانے پینے کا باقی تہا نہ کچھ اوڑہنے اور بچھانے کا سب آلات حرب و مسافرت
اونٹ لیکر بہاگ گئے یہان تک پریشان ہوئے کہ سب کو اپنی موت پر یقین ہو گیا اور
ایک دوسرے سے رخصت ہونے اور وصیت کرنے لگے اس پریشانی کی خبر حضرت علاء
بن حضرمی رضؓ نے سنکر منادی کرا دی کہ سب میرے پاس جمع ہون جب سب جمع ہوئے
تو آپنے فرمایا کہ کیا تم لوگ مسلمان اور اللہ کے انصار نہین ہو کیا اوسکی راہ مین نہین نکلے
لوگون نے کہا کہ کیون نہین تب آپنے فرمایا کہ پہر جو لوگ اس صفت سے موصوف ہین اونکو
اللہ تعالیٰ کبہی رسوا نہ کریگا یہہ سنتے ہی مسلمانون کے دل قوی اور خوش ہو گئے۔ غرض
کہ صبح صادق ہوئی اور بعد اذان نماز فجر ادا کی گئی تو پہر حضرت علاء بن حضرمی رضؓ نے ہاتھ
دعا کے واسطے اوٹھائے اور دعا مانگنے لگے یہانتک کہ طلوع آفتاب ہوا اور آپنے تیسری
مرتبہ دعا کے واسطے ہاتھ اوٹھائے پس دعا مانگنا تہا کہ دعا انکی مستجاب ہوئی آپ کے بازو سے
ایک چشمہ پانی کا جاری ہو گیا اور وہ پانی نہایت صاف و سرد و شیرین تہا کہ خود حضرت
علاء اور تمامی اہل لشکر نے اوس چشمے سے پانی پیا اور غسل اور وضو کیا ہنوز آفتاب بلند
نہوا تہا کہ وہ اونٹ فرار شدہ بہی چارون طرف سے معہ مال و اسباب آکر جمع ہو گئے کسیکا
کچھ اسباب نہین گم ہوا تہا سب دہرا تہا پہر لوگون نے اوسی چشمے سے دو دو بار اونٹون کو
پانی پلایا اور دل قوی اور شیر ہو کر دشمنونکی طرف بڑہے اور قریب دشمنون کے پونہچے
کفار و دشمنان دین اسلام بہی با فوج جرار و بسیار آکر مقابلے مین ٹھہرے تھوڑی دیر
کے بعد شب کو اونکی فوج مین نہایت شور و غل اوٹھا حضرت علاء رضؓ نے فرمایا کہ کوئی
جا کر خبر لاوے کہ کفار کے لشکر مین یہ غل کیسا ہے چنانچہ مخبر اسلام خبر لایا کہ اون لوگون نے

شراب پی ہی اوسی کے نشے مین بدمست ہو کر غل مچا رہے ہین حضرت علاء رض معہ اپنے
لشکر کے اونپر جا گرے اور سخت قتال کر کے شکست فاش دی اکثر قتل ہوئے تھوڑے سے
بچے وہ بھاگ نکلے مال و اسباب جو رونچے مقتولین کے مسلمانون کے ہاتھ لگے کفار باقی ماندہ
موضع دارین مین کہ ایک دریا عظیم وعمیق کے پار تہا کشتیون پر سوار ہو کر جا ٹھہرے
یہان بعد تقسیم مال غنیمت علاء رض نے کہا کہ یارو ان کفارون کو دم نہ لینے دو مفرورین
کو بہی مار لو چنانچہ اونکا تعاقب کیا کنارے دریا کے پونہچے تو دریاے عظیم وعمیق نظر آیا لیکن
کشتی ندارد مسلمان لوگ متردد ہوئے کہ اب کیونکر پار اوترین اور جب تک کشتی وغیرہ کی
فکر ہو گی دشمنان دین نہین معلوم کہان سے کہان نکل جائین گے حضرت علاء رض نے
ایک دعا پڑہی اور دریا مین گھوڑا ڈالدیا اور اہل لشکر سے بہی کہدیا کہ تم لوگ بہی یہی
دعا پڑہتے ہوئے ہمارے قدم کے پیچھے چلے آؤ چنانچہ تمام لشکر اسلام ایک آن واحد مین
اوس دریا کے پار ہو گیا یہ معلوم ہوا کہ گویا زمین مسطح پر چلے جاتے ہین گھوڑون کی سُم
اور جانورون اور اونٹون کے کُھر بھی نہ بھیگے اور کشتی کے سوارون کے لیے وہ ایک
دن و رات کی مسافت تھی جسکو مسلمانون نے اس دعا کی برکت اور حضرت علاء حضرمی رض
کی کرامت سے تھوڑی دیر مین بلا کشتی و ملاح کے دشمنان دین اسلام کو جالیا اور سبکو
قتل کر کے اونکا مال و اسباب و ہتیار و جانور او ربال بچون پر قبضہ کر لیا ہر ایک سوار
کو دو ہزار اور ہر ایک پیادے کو ایک ہزار درم حصہ غنیمت مین ملا علاء رضی اللہ عنہ
وہان سے بفتح و فیروزی جانب بحرین متوجہ ہوئے وہان کے لوگ مجوسی تھے کچھ تو مسلمان
ہو گئے اور تھوڑون نے جزیہ دینا قبول کیا۔ اس بحرین کی لڑائی مین ایک راہب بہی
ہمراہ تہا وہ یہ کرامت حضرت علاء بن حضرمی رض کی دیکھکر مسلمان ہو گیا اور کہا کہ بیشک
تمہارا دین حق ہے اگر مین مسلمان نہون تو مسخ ہو جاؤن اور آج صبح مجھے غیب سے
ایک آواز سنائی دی کہ جسمین سے مجھے تمہارے دین کی حقیت مین کوئی شبہ نہ رہا

جنگ مرتدین اہل عمان و مہرہ اور باقی اہل یمن

جب حضرت ابو بکر صدیق رضہ کو اطلاع ہوئی کہ عمان و مہرہ اور یمن کے لوگ بھی مرتد ہوگئے
ہین تو آپ نے اونکی تنبیہ اور تادیب اور سرکوبی کے لیے حذیفہ بن محصن حمیری و عرفجہ البارقی
اور زیاد بن لبید انصاری اور مہاجر بن ابی امیہ مخزومی کو روانہ کیا باین تفصیل کہ
حذیفہ کو عمان پر اور عرفجہ کو مہرہ اور مہاجر کو یمن پر اور زیاد کو بھی اوسیطرف بنی کندہ
کے مرتدون پر روانہ کیا اور حذیفہ اور عرفجہ کو تاکید فرمائی کہ تم دونون متفق ہو کر پہلے
عمان پر جاؤ اور عکرمہ بن ابی جہل کو جو یمامہ پر گئے تھے اونکو عتاب نامہ لکھا کہ تمنے قبل
پونہچنے شرجیل کے مسیلمہ سے کیون جنگ شروع کر دی تھی اب بلا آزمائش نہین تمکو
دیکھونگا اور نہ تمہاری بات سنونگا اب تم عمان کو حذیفہ بن محصین اور عرفجہ البارقی کی
کمک کو لیے جاؤ اور معلوم رہے کہ ہر شخص اپنے لشکر کا امیر ہے مگر جب تک عمان مین ہو تب تک
تم سب کا امیر حذیفہ ہے اور جب عمان سے فراغت ہو جاوے تب تم سب ملکر مہرہ کو جاؤ
اور وہان سے فراغت کر کے یمن کو اور حضرموت کو اور پھر وہان سے مہاجر بن امیہ کے
ہمراہ رہنا عمان و حضرموت اور یمن مین جسکو مرتد پاؤ قتل کرو جب یہ فرمان حضرت
خلیفہ کا عکرمہ کو پونہچا یمامہ سے کوچ کر کے اون تینون امیرون کے ساتھ شریک ہوئے
اور تینون ملکر عمان پر گئے عمان مین لقیط بن مالک ذوالتاج نے باغی ہو کر دعوی نبوت
کیا تھا اور بیوقوف لوگون نے اوسکی اطاعت اختیار کر لی تھی اور اونہیں کا ایک لشکر
جمع کر کے عمان پر قابض اور متصرف ہو گیا تھا لقیط مردود نے آمد لشکر اسلام سُنکر
عمان کے پایہ تخت شہر دبا مین آکر انتظام جنگ کیا اور اہل اسلام کی لڑائی پر مستعد
اور آمادہ ہوا اور کل مال و اہل و عیال اپنی پشت پر رکھا تا لوگون کو اوسکے بچانے اور
ننگ و ناموس کا خیال ہو اور خوب دل دیکر لڑین جب لشکر اسلام موضع صحار مین

فروکش ہوا دونون لشکر کفر و اسلام کے مقابل ہوئی تو سخت لڑائی ہوئی قریب تہا کہ اسلام
کے لشکر پر ہزیمت واقع ہو عین جنگ مین آمد لشکر جدید معلوم ہوئی جب وہ لشکر پہونچا تو معلوم
ہوا کہ بنی ناجیہ اور بنی عبد القیس کے امرا اپنی اپنی قوم لیکر مسلمانون کی مدد کو آئی ہین چنانچہ
اللہ جلشانہ کی مہربانی اور اونکی مدد سے مسلمانون کی فتح ہوئی کفار بہاگے مسلمانون نے پیچہا
کیا دس ہزار آدمی کفار کے قتل کر کے اونکے زن و فرزند و مال و اسباب سب لوٹ لی اور
لقیط بن مالک کو بہی مار ڈالا اور اوس غنیمت کا خمس عرفجہ کے ہمراہ حضرت خلیفہ رض کے حضور مین
روانہ کر کے بقیہ کو اہل اسلام کے لشکر پر تقسیم کر دیا بعد فتح و نصرت عکرمہ لوگون کو لیکر موضع مہرہ پر
چڑہ گئی وہان مخالفین کے دو گروہ ہو گئی تہے بڑی جماعت تابع مسیح محارلی کی تہی اور دوسرے
فریق کا امیر شخریب تہا دونون فریق مخالفت پر تہے عکرمہ نے جا کر شخریب کو دعوت اسلام دی
وہ اور اوسکے تابعین اسلام لائی اور داخل لشکر اسلام ہو گئی اور مسیح بدستور سرکش رہا آخر
اوس سے اور اہل اسلام سے لڑائی سخت واقع ہوئی یہ لڑائی موضع دبا سے بہی سخت تر واقع
ہوئی آخر اللہ تعالی جلشانہ نے فتح نصیب اہل اسلام کی مسیح مع اپنے تابعین کے داخل جہنم ہوا
اور بہت غنیمت مسلمانون کے ہاتہ لگی صرف عمدہ گہوڑے عربی کی تعداد دو ہزار تہی عکرمہ رض
نے اوسکا خمس بحضور خلیفہ رض کے شخریب کے ہمراہ روانہ کیا۔ اور یمن کی یہ کیفیت ہوئی کہ بعد قتل
اسود عنسی کے قیس بن مکشوح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد مرتد ہو گیا اور ایک
جماعت کثیر جمع کر کے فیروز دیلمی اور داذویہ کے مارنے کے درپی ہوا ایک روز بحیلۂ دعوت
داذویہ کو مار ڈالا اوسکے بعد فیروز کو بہی دعوت کہانیکی لئی طلب کیا جب وہ اپنے گہر سے چلا تو
راہ مین ایک عورت دوسرے سے کہہ رہی تہی کہ یہ شخص بہی داذویہ کیطرح مارا جائیگا فیروز یہ خبر
سنکر پہر گیا اور اپنی مان کے قرابتدار کے یہان پناہ لی قیس نے فیروز اور داذویہ کے
لوگون کو [illegible] سے جلای وطن کیا جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ خبر سنی تو امراء
رؤسای یمن کے نام خطوط لکہی کہ تم لوگ فیروز دیلمی اور ابنا کے ہمراہ ہو کر قیس بن مکشوح کی [illegible]

اور ہم بھی مدینہ سے مدد تمہاری کمک کو جلد روانہ کرتے ہین ثابت قدم رہنا پھر مہاجر بن امیہ مخزومی کو یمن کیطرف روانہ کیا وہان کے مسلمان حسب ارشاد حضرت خلیفہ رضہ کے فیروز کے شریک حال ہوگئی اور عقیل و علکہ وغیرہ کے بھی بہت لوگ فیروز کے شریک ہوگئی آخر دونون لشکرونکا مقابلہ ہوا مسلمانون کی ثابت قدمی سے مرتدین بھاگے اور قیس بن مکشوح مسلمانون کے ہاتھ قید ہوگیا اور عمرو بن معدیکرب جو مرتد ہوکر شریک اسود عنسی ہوا تھا وہ بھی گرفتار ہوا یہ دونو قیدی ہمراہی مہاجر بن امیہ روانۂ مدینہ بحضور حضرت خلیفہ رضہ کے کئی گئی اور وہ دونون حسب ہدایت حضرت خلیفہ رضہ کے معذرت کرکے از سر نو مسلمان ہوی اور زیاد بن لبید کو کندہ کے مرتدون کے قتل کیواسطے روانہ کیا زیاد نے اون پر شبخون مارکر شکست فاش دی اور اونکے چارون افسران بانی مبانی مسمیان جمد اور مخصوص اور مشرح اور ابضعہ کو قتل کرڈالا۔ غرض کہ ایک برس کے عرصہ مین حضرت ابوبکر صدیق رضہ خلیفۂ برحق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کل جزائر عرب کو مرتدون سے خالی اور پاک صاف کردیا سا ٹھہ ستر ہزار سے زیادہ کفار مارے گئی اب جزیرۂ عرب مین کوی ایسا نرہا کہ حضرت صدیق رضہ سے سرکشی اور سرتابی کرے سب لوگ موافق تھے یا جزیہ دینے والے تھے ان لڑائیون مین مرتدون کا بہت کچھہ مال مسلمانون کے ہاتھہ آیا کہ اوس سے اہل اسلام نہایت باقوت ہوگئی اور کسری اور قیصر سے جنگ کرنیکا سامان مہیا ہوگیا اور یہ ردت کی لڑائی سلہ ہجری کے آخر اور اوائل سلہ ہجری مین واقع ہوی۔ اور اسی سال مین جناب حضرت بیبی فاطمہ سیدۃ النسا اہل الجنہ اور حضرت ابوبکر رضہ کے صاحبزادہ عبداللہ اور ام ایمن والدۂ اسامہ رضہ نے وفات پائے

روانگی حضرت خالد رضی اللہ عنہ سمت عراق وغیرہ

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے امرا اور لشکر نے ایک سال مین تمامی جزیرہ عرب مین قواعد دین متین اور احکام شریعت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوط اور

دین اسلام کو تازہ کردیا اور تمام ملک عرب حضرت خلیفہ برحق رضہ کا تابعدار ہوگیا تو وہان کے
بندوبست کے بعد آپنے لشکر اسلام کو جنگ اہل عجم کیواسطے جانب عراق کوچ کا حکم دیا یہ فرمان
روانگی عراق خالد رضہ کے نام ابو سعید خدری کے ہمراہ بہیجا روانہ فرمایا اوسمین لکہا تہا کہ تم
اپنا لشکر لیکر طرف عراق کے جاؤ وہان سے ایلہ جسکو فرج الہند بہی کہتے ہین جانا وہان کے لوگونکو
طرف وحدانیت باریتعالی اور نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوت کرنا اگر دعوت اسلام
نہ قبول کرین تو اون سے جزیہ طلب کرنا اگر جزیہ بہی ندین تو محض خدا یتعالی کیواسطے اونسے
جنگ کرنا اور اپنے ہمراہ لیجانے مین لوگون پر جبر نکرنا اور جن لوگون نے بعد ارتداد دین اسلام
قبول کیا ہے اونکو اپنی مدد کیواسطے نہ لیجانا اور جس امیر پر سے تمہارا گذر ہو اوسکو ہمراہ لیجانا
غرض کہ خالد رضہ محرم کے مہینے مین یمامہ سے نکل کر عراق کو روانہ ہوے جب خالد رضہ حسب الحکم
حضرت خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معہ لشکر کثیر قریب دس ہزار سوارون کے سواد کوفہ
اور عراق عرب مین داخل ہوے تو اوسوقت مین حکومت سواد کی ابن صلوبا اور حکومت حیرہ کی
قبیصہ بن ایاس طائی سے متعلق تہی ان دونون نے حضرت خالد رضہ کا دبدبہ اور شوکت دیکہکر
اسبات پر صلح کرلی کہ ہرسال مبلغ کثیر اہل اسلام کو دیا کرین گے یہ پہلا جزیہ ہے جو عراق مین مقرر
کیا گیا اور بعض روایت مین آیا ہے کہ جب خالد رضہ نواحی حیرہ مین داخل ہوے تو وہان کے
رہنے والے قلعہ بند ہوگئے خالد رضہ نے زیر قصر بنی ثعلبہ کے جاکر کہا کہ تم لوگ کسی مرد عاقل کو
اپنے مین سے بہیجدو ہم اوس سے کچہہ باتین کرین گے چنانچہ اونہون نے ایک سن رسیدہ
عبد المسیح نام کو کہ بڑا فصیح تہا اور عمر بہی اوسکی تین سو پچاس برس کی تہی بہیجا یہ وہ شخص ہے
کہ جس نے نوشیروان کے خواب کی تعبیر کہی تہی بعد بہت سوال و جواب کے اس امر پر صلح قرار
پائی کہ ہرسال ایک سو نوے ہزار درم اہل اسلام کو جزیہ دیا کرین گے عبد المسیح کے پاس ایک
پوڑیہ تہی خالد رضہ نے اوس سے پوچہا کہ یہ کیا ہے اوس نے کہا کہ یہ زہر ساعت ہے اسکے کہانے
سے ایک لحظہ مین آدمی مرجاتا ہے اگر مجہسے یہ کام حسب خواہش نہوتا تو مین باعث شرم کے اسکو

کہا کر مرجاتا حضرت خالد رضہ نے اوس سے وہ پوڑیہ مانگ کر پڑہا بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ
بِسْمِ اللّٰهِ خَالِقِ الْخَلِيقَةِ مِنَ السَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ
مثل شکر کے اوسکو کہا گئی تہوڑی دیر اونکو غشی ہوی بعد اوسکے عرق آیا اور اوٹھ بیٹھی اور
کوی آسیب اور ضرر اونکو نہین پہونچا عبد المسیح نے یہ حال دیکھکر اپنی قوم مین جاکر کہا کہ ای
قوم یہ لوگ جو کچھ مانگین دو اور جو کچھ کہین مانو عجب بات مینے دیکھی ہے یعنے وہ زہر کہ اگر اوسمین
سے ذرہ کوی کہا لیوی اوسی ساعت مرجاوے اس شیر مرد کو اوس سے کچھ بہی ضرر نہ پہونچا
یہ لوگ آدمی کی جنس سے نہین ہین آخر عبد المسیح ترک نصرانیت کرکے دین محمدی صلی اللہ علیہ
وسلم مین داخل ہوا حضرت خالد رضہ نے رقم صلح بحضور حضرت ابو بکر صدیق رضہ کے روانہ کی یہ
پہلا جزیہ صلح ہے کہ عراق سے مدینہ منورہ کو روانہ ہوا بعد اس صلح کے ایک ہزار آٹہہ سو مرد کے
ساتھہ حیرہ سے ایلہ کیطرف متوجہ ہوی اور ہرمز سے کہ منجانب کسری وہانکا حاکم تہا محاربہ عظیم
کیا کہ جسکے دیکھنے سے چشم عقل خیرہ ہوتے ہے اوس روز کے معرکہ جنگ مین کسینی یہ چند اشعار
لکہے ہین ‐ بہر سو کہ خالد شدی رزم خواہ ✿ فرو ریختی خون ازان رزمگاہ ✿ بیابان نہنگے
دژم ✿ کہ گفتے جہان را بسوزد بدم ✿ ہمین تاخت اندر فراز و نشیب ✿ ہمین زد بگرز و بتیغ
و رکیب ✿ دل ہرمز از غم پر از درد بود ✿ کہ تا جیش زاختر پر از گرد بود ✿ آخر خالد رضہ نے ہرمز کو
قتل کیا اور مال و متاع اوسکا خالد رضہ کو ملا تاج ہرمز کا ایک لاکہ درہم کو بہی ارزان تہا فارسیون
کی یہ عادت تہی کہ جس شخص کا مرتبہ بزرگ ہوتا تہا اوسکا تاج بہی ایک لاکہ درہم کا ہوتا تہا
لشکر ہرمز کا قتل ہو گیا اور غنایم بسیار اور قیدیان بے شمار مسلمانون کے ہاتہہ آئی ایک
ہاتہی نایاب کہ لشکر ہرمز مین تہا وہ بہی مسلمانون کو ملا بعد فتح و نصرت خالد شہر ایلہ مین داخل
ہوئے اور دوسرے دن اوس لوٹ کا خمس مع اوس ہاتہی کے بحضور حضرت خلیفہ رضہ روانہ کیا
اور باقی مال غنیمت کو لشکر پر تقسیم کیا حضرت خلیفہ رضہ نے حکم دیا کہ اوس ہاتہی کو گرد مدینہ منورہ
کے پہرا کر پہر خالد کے پاس بہیجدین مگر اہل مدینہ اوس ہاتہی کو نہایت تعجب سے دیکہتے تہین اور

کہتی تہین کہ اللہ تعالی نے اسکو ایسا ہی پیدا کیا ہے یا یہ بنایا گیا ہے بعد قتل ہرمز کے قارن کہ کسری کیطرف سے اہواز کا امیر تہا اور اوسکے حکم سے پچاس ہزار مرد جنگی سے ہرمز کی مدد کو آتا تہا جب خالد رض نے اوسکی آمد اس جانب سنی تو خود سبقت کرکے اوسکے طرف بڑہے اور موضع مدار مین مقابلہ ہوا پہونچتے ہی خالد رض نے مقابلہ شروع کردیا اوس روز کے جنگ مین یہ چند اشعار بہی حضرت خالد رض کی شان مین کسی شاعر نے حسب حال لکہی ہین

بماندم ہمی لشکرا استند — ہمی تیغ و نیزہ چنین بر پرستند
سبک خالد زرم زن کان بدید — چو رعد دمان نعرہ بر کشید
گہی سوی چپ وگہی سوی راست — بگردید وانہ ہر سو کینہ خواست
بگرزد بہ تیغ و سنان دراز — ہمی کشت از ایشان یلی سرفراز
زگرد سواران جہان تار شد — سرانجام قادرن گرفتار شد

مسلمانون نے اوس دن سیاہ عجم کو رات تک قتل کیا تیس ہزار کافر قتل کیی گئی اونکی اموال وافرہ اور سپاہی بیشمار اہل اسلام کے ہاتہ آئی حضرت خالد رض نے خبر فتح معہ خمس اموال غنائم کے مدینہ منورہ بہیجی اموال سابقہ کے دو روز پہونچنی کے بعد یہہ اموال بہی پہونچے صحابہ رض اس مژدہ سے نہایت خوش وقت ہوی اور خالد رض کے حق مین دعای خیر و ثنا کی۔ اسکی بعد واقعہ موضع دلجہ اوسکے بعد نواحی شہر لیس مین ایک جماعت کثیرہ سے کہ کسری نے واسطے حرب خالد رض کے بہیجے تہی دونون موضع مین لڑای ہوی دونون جگہہ اسلام کی فتح ہوی اور حرب لیس مین اسقدر کفار مارے گئی کہ خون کی ندی جاری ہو گئی اسکا بہی فتح نامہ معہ خمس غنایم حضرت ابوبکر صدیق رض خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین مدینہ منورہ بہیجا اور حضرت صدیق رض نے خالد رض کی تعریف کی علاوہ اسکے چند اور قلعہ خالد رض نے فتح کئی مانند انبار و عین التمر و دومۃ الجندل اور اس عرصہ مین کسری اردشیر فوت ہو گیا اسوجہ سے عجم مین اختلال کلی لاحق حال ہو گیا اہ

خالد رضنے بادشاہ کو نامہ لکھا مضمون نامہ یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم خالد کیطرف سے لکھا جاتا ہے بادشاہ عجم کو اما بعد شکر و سپاس اوس خدای پاک کا ہے جس نے تمہاری جمعیت کو متفرق کیا اور تمہاری بخت کی سعادت کو شقاوت سے بدل دیا اور تمہاری شوکت کو توڑ دیا اب تمکو لازم ہے کہ اسلام لاؤ تا سلامت رہو اگر اسلام قبول نکرو تو جزیہ دو اگر ان دو نون باتون مین سے کوئی امر تمکو منظور نہو گا تو پھر ایسا لشکر بھیجونگا کہ وہ لوگ موت کو پسند کرتے ہین جیسا تم لوگ زندگانی کو جب یہ خط اونکے پاس پونچا تو اسکا اثر بہت بڑا ہوا اور سخت اول لاحق حال اون لوگون کے ہوا با وجود اس کے ہمت باندہ کر ایک لشکر اونہون نے درست کیا اور خالد رض سے لڑنیکو تیار ہوا اس عرصہ مین خالد رض نے اہل حصار انبار کو فراغ پہ کہ حدود شام مین جا پہنچا

وقائع سال سیزدہم از ہجرت

اور بھیجنا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا لشکرہاے اسلام کو بجانب روم و شام

اوائل سلسلہ ہجری مین حضرت ابوبکر صدیق رض نے قصد جنگ روم کا مصمم کیا پس حضرت صدیق رض نے مجمع صحابہ رض مین خطبہ بلیغ پڑہا اور لوگون کو جہاد کیطرف حرص دلائی فرمایا کہ تم لوگ غزوہ روم کے لئے آمادہ ہو جاؤ پس چار امیر متعین فرمائے عمرو عاص کو ایک جمعیت کے ساتھ رملہ کی راہ سے فلسطین کیطرف اور ابو عبیدہ کو حمص کے لئے اور یزید بن ابی سفیان کو دمشق پر اور شرحبیل ابن حسنہ کو اردن پر مقرر فرمایا اور ان سب کو پرہیزگاری اور عدم خیانت مال غنیمت مین وصیت فرمائی اور جہاد کرنے پر تحریص فرمائی اور حکم دیا کہ جب تم سب ایک جگہہ جمع ہونا اوسوقت تمامی لشکر کی امارت ابو عبیدہ سے متعلق ہو گی سب اونکے زیر حکم رہینگے اور جب متفرق ہو تو ہر ایک اپنے اپنی قوم و لشکر مین امیر ہو پس امرا یکی بعد دیگرے اپنے اپنے اطراف متعلقہ کو روانہ ہوئے مجموعہ لشکر سات ہزار مرد مقاتل کا تھا جب عمرو عاص فلسطین مین پہونچے سنا کہ ہرقل نے توجہ اہل اسلام کی خبر پائی ہے اور پھر اپنے چھوٹے بھائی مسمی تدارق کو

یپچاس ہزار مرد جنگی یا ستر ہزار مرد جنگی کے ہمراہ واسطے تنبیہ خلق کے کہ نواحی فلسطین سے ہے بھیجا تہا اور خود انطاکیہ پہونچکر جمع لشکر اور مہیا کرنے آلات حرب مین مشغول ہے عمرو عاص نے ایک عریضہ باطلاع حال و بطلب مدد ارسال کیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہاشم پسر برادر سعد بن ابی وقاص کو تین ہزار مرد جنگی کے ساتھ انکی طرف روانہ کیا پہر اور مدد تازہ متعاقب بہیجنا شروع کی بعضے کتب میں لکہا ہے کہ ابو عبیدہ تمام امرا کے پہونچنے سے پہلے عمرو عاص سے ملے اور عمرو کے بہائی ہشام کو بہمراہی جماعت اشراف کے بصیغہ رسالت ہرقل کے پاس بہیجا تا دین حق کے قبول کریکو اوس سے کہین پس یہ لوگ گئی یہانتک کہ ہرقل کے کوشک کے قریب پہونچے اور ہرقل نے اپنے کوشک کی کہڑکی سے اس جماعت کو مسلمانون کی دیکہا پس دیکہتے ہی اوسکا دل کانپ گیا اور اس جماعت نے آواز لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی بلند کی کہ اس کلمہ کی ہیبت سے ارکان منظر کوشک میں زلزلہ پڑگیا اور ادنی اور اعلی اور خاص و عام نے اوسکے پہٹنے کی اواز سنی ہرقل نے اس جماعت اسلام کو پاس جو برسم رسالت اوسکی طرف گئے تھے ایک آدمی بہیجکر کہلا بہیجا کہ تمکو مناسب نہین ہی کہ ہماری بارگاہ مین اسطرح اپنے دین کو ظاہر کرو اگر کچہہ پیغام رکہتے ہو تو ہمسے کہو پس وہ جماعت اسلام مجلس ہرقل مین گئی دیکہا کہ ہرقل تخت طلائی پر بیٹہا ہے اور تاج مرصع اوسکے سر پر ہی یہ لوگ اوسکے تخت کے آگے جا کہڑے ہوئے پر جیسا کہ اوسکے دربار کا قاعدہ تہا نہ یہ لوگ جہکے اور نہ سر نیچا کیا اور نہ سلام کیا ہرقل نے کہا کہ تم لوگون کو کیا ہوا کہ شرط آداب تحیت سلطنت نہین بجا لائے ہشام رض نے جواب دیا کہ تحیت ہماری اسلام ہی اور وہ اہل اسلام کے واسطے خاص ہی ہرقل ہشام سے تا دیر احکام شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور کیفیت عبادات و معاملات اور آداب اور اخلاق احمدی صلی اللہ علیہ وسلم پوچہتا رہا اوسی اثنا مین اوسنے پہر پوچہا کہ سب سے بزرگ کلمہ تم لوگون مین کونسا ہی ہشام نے جواب دیا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پس یہ کہتے ہی پہر کوشک حرکت اور اضطراب مین آیا

ہرقل نے کہا کہ یہ کیسا کلام ہے کہ اسکے ادا کرنے سے اس عمارت مستحکم کو اضطراب اور حرکت ہوگئی
جب حضرت ابو بکر رضہ نے سنا کہ ہرقل انطاکیہ کی طرف متوجہ ہوا ہی اور واسطے محاربہ اہل اسلام کے
لشکر جمع کرتا ہی تب آپ نے خالد بن ولید رضہ کو لکہا کہ تم لشکر عراق کو وہین چہوڑ کر خود معہ لشکر
یمامہ جنکو عراق و عرب کی طرف لیگئے تھے ابو عبیدہ رضہ سے جا ملو اور جب وہان پونہچو تو تم کل لشکر
اہل اسلام کے امیر ہو خالد رضہ حسب الحکم حضرت خلیفہ رضہ کے حارثہ شیبانی کو امارت عراق
دیکر معہ لشکر یمامہ متوجہ طرف روم کے ہوئے اور راہ مین جو قلعات اور شہر کفار کے ملے اونکو
غارت کرتے اور اموال اور قیدی قبضہ تصرف مین کرتے ہوئے موضع قناد مصری مین
امیر ابو عبیدہ رضہ سے ملے اہل راہ نے بوجہ کثرت اور شوکت افواج اسلام کے جزیہ دینے پر
صلح کر لی پہلا شہر کہ دیار شام سے فتح ہوا وہ یہی تہا اوسوقت خالد بعد عمرو عاص رضہ کے روانہ
ہوئے جب رومیون کو خبر ملی کہ مختلف گروہ لشکر اسلام کے فلسطین مین آکر مل گئے تب
اونہون نے جلد سے موضع اجنادین کی طرف کہ وہ ایک موضع ہی درمیان رملہ و بیت جبرین
کے توجہ کی او ہرقل کی طرف سے فوج کثیر بعد سپاہ روم آگئی اور لشکر اسلام بہی اجنادین
کی طرف واسطے مقابلہ رومیون کے روانہ ہوا اور اوسی جگہہ مقاتلہ عظیم دونون لشکرون مین
واقع ہوا۔ تعداد لشکر کفار کی ستر ہزار سے بہی زیادہ تھی اور لشکر اسلام کی کی تعداد
چہتیس ۳۶ ہزار تہی حضرت خالد رضہ نے تجویز کیا کہ مسلمان لوگ ایکبارگی لشکر کفار پر حملہ کرین
چنانچہ اہل اسلام نے ایکبارگی حملہ کیا شعلہای آتش طعن و ضرب ہر سو مشتعل ہوئے

زگرد سواران ہوا بست میغ	چو برق درخشندہ فولاد تیغ
ہوا را تو گفتی ہمی بر فروخت	چو الماس روے زمین را بسوخت
بمغز اندرون بانگ فولاد خاست	با برا اندرون آتش باد خاست

بعون اللہ و نصرتہ بموجب آیۂ کریمہ کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ
تو لشکر کفار نے ہزیمت سخت کہائی اور مسلمانون نے تیغ بیدریغ سے خون کفار خونخوار کا

زمین اور مار پر بہایا اور برسایا سپاہ روم معرکہ قتال مین تین ہزار سے زیادہ مارے گئے اور جو کچہہ کر بہاگنے مین قتل کئے گئے وہ علاوہ ہین اور جو لوگ لشکر کفار سے بہاگے وہ ایکبار قیساریہ و دمشق مین پونہچکر قلعہ بند ہو گئی اور بہت کچہہ غنیمت سونے و چاندی کی سپرین اور خود اور زرہین داودی اور گہوڑے بادپا اور خیمہ مکلف اور سکہائی نقرئی و طلائی و نیز طلا و نقرہ حساب سے باہر مسلمانون کے ہاتہہ آئی اسقدر مال و اسباب تہا کہ اوس سے تین فرسنگ زمین بہر گئی کسی نے زیادتی مال مین یہہ اشعار لکھے ہین ؎

بہ سرمایہ چندان در آمد بہار	اگر وصف مانند آنرا ہمہ مسطر شمار
ز کالا و از مروم و چارپاے	بقدر سہ فرسنگ بر پشت جاے

حضرت خالدؓ اس فتح و ظفر کی خبر عبد الرحمن جمحی کی معرفت حضرت ابو بکر صدیقؓ کے حضور مین بہیجی حضرت ممدوح اس فتح و ظفر سے نہایت درجہ خوش و خورم ہوئے اور تمامی مہاجرین اور انصار کو بے حد خوشی حاصل ہوئی اور اونمین جو شاعر تھے اونہون نے اسباب مین قصائد بدیعہ لکھے اور جو منشیان نثار تھے اون لوگون نے مبارکباد مین فتح نامے لکھے اور اس معرکہ مین صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم اجمعین مین سے ابان بن العاص و سلمہ بن ہشام مخزومی و نعیم بن النحام اور ہشام بن العاص سہمی وغیرہ شہید ہوئے بعد اس فتح کے حضرت خالدؓ بجانب دمشق روانہ ہوئے یہانتک کہ ایک دیر پر پونہچے کہ اب اوسکو دیر خالد کہتے ہین اوس دیر سے دمشق باب شرقی ایک منزل راہ ہو وہان منزل کی اور ابو عبیدہ نے باب جابیہ مین اور یزید بن ابی سفیان نے دوسرے دروازون پر نزول کیا اس ترکیب سے دمشق گہیر لیا اسی عرصے مین خبر پونہچی کہ بیس ہزار فوج جنگی روم کی طرف سے بد داہل دمشق آ پونہچے اور وہ موضع مرج الصفر مین ٹہرے ہین حضرت خالدؓ اونکے مقابلے کو چڑہہ دوڑے اور اون سے مقابلہ کرکے ہزیمت فاش دی کہ وقت مقابلہ پانسو کفار داخل دار البوار ہوئے اور پانسو بہاگتے مین جہنم واصل ہوئے اور تیسہ

قبل از وفات چار روز حضرت صدیق رض کی واقع ہوا اور حضرت خالد رض پھر دمشق مین آئے

ذکر واقعۂ یرموک

جب اجنادین کے واقعہ کی خبر ہرقل کو پہونچی تب وسنے لشکر کثیر جمع کرکے اور سرداران متعدد اوسمین معین کرکے اور ہرایک کو غنیم شخص امرلے لشکر اسلام کا مقرر کرکے متوجہ حرب اہل اسلام کا کیا جب حضرت خالد رض کو یہ خبر پہونچی تو جزایر دمشق سے مع لشکر اسلام کے انکی طرف روانہ ہوئے اور موضع یرموک مین لشکر اسلام اور کفار مین ملاقات ہوئی لشکر کفار ایسا اترا تہا کہ وادی یرموک درمیان لشکر اسلام و کفار کے متشابہ خندق کے ہوگیا تہا اور لشکر روم تیس ہزار سپاہ سے زیادہ تہا جملہ لشکر کفار چار لاکھ تہا ع

سپہ را کہ دانست کردن شمار	توز و چارصد باز بشمر ہزار
بجوشید گفتی ہمہ ریگ و شخ	سراسر بیابان چو مور و ملخ

اور لشکر اسلام فقط چھتیس ۳۶ ہزار تہا طرفین سے صفین آراستہ کی گئین اتنے مین ایک لشکری نے کہا لشکر روم کا کسقدر زیادہ ہی اور لشکر اسلام کا کسقدر کم ہے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کوئی نہین لشکر اسلام کا بہت زیادہ ہی اور لشکر کفار کا بہت کم ہی اسواسطیکہ کثرت لشکر نام ہی مدد آلہی کا اور قلت لشکر مخذولی بادشاہ ہے شعر

لشکر ضعیف و معرکہ بر دشمنست لیک * داریم دل قوی کہ قوی بادشاہ ماست

پس قاریان قرآن مجید کو حضرت خالد رض نے قرآن مین سے سورۂ انفال کے پڑہنے کا حکم دیا اور منادی سے کہا کہ لشکر مین ندا کردو کہ جن لوگون نے شرف صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پائی ہو وہ لشکر سے ایک طرف علیحدہ ہون بموجب فرمودہ حضرت خالد رض کے علیحدہ ہوئے تو اس صفت کے ہزار آدمی تھے حضرت خالد رض نے اونکی صف سب سے آگے کی اور ان حضرات کے وجود باجود کے ذریعے سے درگاہ خداوندی سے مدد چاہی اور حسب مضمون خبر انما تنصرون و ترزقون بضعفائکم کے عمل کرکے

اون ہزار صحابہ رض مین سے ایک سو مرد فقراء مہاجر اور انصار کے کہ شرف شہود اور حضور
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم معرکہ بدر مین پائے ہوئے تھے جدا کرکے اونسے کہا مطلب ہمارا آپکو
لڑوانا نہین ہی بلکہ تمہاری توجہ درگاہ الٰہی مین مطلوب ہی کہ تم خدا سے دعا و زاری
کرو تا وہ ہماری فریاد کو پونہچے **شعر** ہر آنکہ استعانت بدرویش برد * اگر بر فریدون
رود از پیش برد * اور اسباب سے مقصود خالد رض کا یہ تہا کہ اونکو پورا پورا اعتماد الطاف
خداوندی جلشانہ پر تہا۔ نہ اپنی شجاعت اور کثرت لشکر پر بقول شخصے

کار تو از خدای بکشاید	بخدا اگر ز خلق ہیچ آید
جز بدرگاہ او پناہ مساز	خلق را ہیچ تکیہ گاہ مساز
کاین ہمہ تکیہ جا ہوس ست	تکیہ گہ رحمت خدای بس ست

اسی درمیان مین ایک قاصد مدینہ منورہ سے آیا مسلمانون نے اوس سے مدینہ منورہ
کی خبرین پوچہین اوسنے کہا کہ خیریت ہی یہانتک کہ قریب حضرت خالد رض کے پونہچکر کان مین
کہا کہ حضرت ابوبکر رض نے وفات پائی خالد رض کو اندیشہ ہوا کہ اگر اس خبر کو فاش کرون
تو شاید مسلمانون کے دل شکستہ ہون پس سب کے سامنے حضرت ابوبکر صدیق رض کی بیماریکا
حال پونچہا وہ قاصد مرد عقلمند تہا مطلب خالد رض کا سمجہہ گیا جواب دیا کہ خیریت ہی اور بارہ ہزار
مرد آپکی مدد کو روانہ کیے ہین کہ وہ عنقریب پونہچینگے یہ خبر سنکر مسلمانون کو قوت اور مسرت
بے حد حاصل ہوئی اور اوس قاصد کو حضرت خالد رض نے اپنے پہلو مین بٹہا لیا اور آہستہ
اوس سے پوچہا کہ بعد ابوبکر رض کے خلافت اب کسپر قرار پائی ہے قاصد نے کہا کہ اب خلیفہ عمر
بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ مقرر ہوئی ہین خالد رض نے کہا تو مین امارت سے معزول ہوا ہونگا
اوسنے کہا ہان پوچہا کون امیر ہوا اوسنے کہا کہ امیر اس لشکر کے ابوعبیدہ رض مقرر ہوئے حضرت خالد
نے اوس قاصد سے کہا کہ تمنے بہت اچہا کیا جو یہ بات لشکر کے سامنے نہ کہی۔ القصہ خالد رض
نے بگریہ و زاری خداوند تعالی سے عرض و مناجات کی کہ خدایا تو واقف ہی کہ مینے یہ جہاد

طلب مال اور عزت دنیا اور خوشنودی ابوبکر رض کے واسطے نہین کیا بلکہ خاص تیری ہی رضامندی کے واسطے کیا ہی یہ مناجات کرکے اپنے ہمراہ ایک جماعت دلاوران اور مبارزان قلب لشکر سے لیکر دشمن پر حملہ کیا اور عمرو عاص نے میمنہ سے اور یزید بن ابی سفیان نے میسرہ سے اونکی مدد کی کبھی یہ غالب وہ مغلوب کبھی وہ غالب یہ مغلوب ہے ؎ خروش سواران و آواز کوس ٭ ہوا تیرگون شد زمین آب پوش ٭ دہادہ خروشش آمدہ وارد گیر ٭ ہوا شد وہم کرگس از پر تیر ٭ آخرالامر بمقتضے الاسلام یعلو ولا یعلی ہوائے تند نصرت الٰہی کی چلنا شروع ہوئی اور لشکر اسلام نے ایکبارگی کفار اشرار پر حملۂ دلیرانہ کیا اور صفوف کفار کو برہم کرکے اونکے لشکر مین گھس گئے اور فوج رومی اونکے مقابلے کی تاب نہ لا سکی سر پر پاؤن رکھکر بے تابانہ بھاگی اور مسلمانون نے اونکا پیچھا کیا رات تک اونکو قتل کرتے رہے اس جنگ یرموک مین قریب ایک لاکھ بیس ہزار کافر مقتول ہوئے اور اہل اسلام تین ہزار شہید ہوئے اور کفار علاوہ مقتول ہونے کے زخمی بھی بہت ہوئے اور مسلمانون کو مال کفار سے صرف تیس ہزار خرگاہ دیبا اور تیس ہزار خیمہ ہای مکلف اور نقود اور جواہر وافرہ اور اقمشہ و امتعہ متکاثرہ ہاتھہ لگا علاوہ اسکے جو مال ہاتھہ آیا اوسکا حساب نہین ہے ؎

ز بنگاہ رومی گران تا گران	زمین شد ز بار غنیمت گران
ز بسیاری رخت و اسپ و شتر	دل و دیدۂ مفلسان گشت پر
کسی کو بجنیہ قفاے نداشت	تہا نخانۂ بے متاعی نداشت
ز کرمان و کتان و خز و حریر	ز کافور و عنبر ز مشک و عبیر
گرانمایہ ہاے ز غایت برون	بدیدار زیبا بقیمت فزون
زرہ تودہ بر تودہ بر انجمن	ظرایف بجز من جواہر بمن

خالد رض نے غنایم کے جمع کرنیکا حکم دیا جب وقت تقسیم کا ہوا حضرت خالد رض نے حضرت عبیدہ رض کو بلایا اور اونکو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر سے اور خلافت حضرت عمر رض اور اپنی معزولی امارت کے حال سے و امارت لشکر اسلام ابو عبیدہ سے اطلاع دی اور تمامی لشکر اسلام کو اس حال سے خبردار کیا اور کہا کہ تم اب اطاعت ابو عبیدہ رض مین قصور نکرنا

کہ مین خود بہی اونکا مطیع ہون جب مردمان لشکر اسلام نے خبر وفات حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کی سنی تو سب بہت روئے اور خالد کے حق مین دعا بہ کی اور کہا کہ اے
امیر تمکو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اسلام کی عظمت کو تمنے قائم رکہا اگر اس خبر کو کوئی دوسرا سن لیتا
تو اس لڑائی کو ناتمام رکہتا اور دشمن ہمپر فتح پاتے اور نامہ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ
کا ابو عبیدہ رضہ کے ہاتہہ مین دیا خلاصہ مضمون یہ تہا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضہ کو اوس
جہان مین بُلا لیا اور امر خلافت کا و امارت مسلمانون کے میرے سپرد کی اور مینے بجائی
خالد رضی اللہ عنہ ابو عبیدہ کو سپہ سالار مقرر کیا اور باقی حالات فتوحات جنگ بوامردی
صحابہ بہ تصریح تمام مغازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و فتوح الشام مین جو ان عربی
وارد والی ہوئی ہین بیان حالات خلافت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی لکہے گئے ہین

ذکر تاریخ ولادت و فوت و ایام مرض و سبب موت حضرت ابوبکر صدیق رضہ

ولادت حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ واقعۂ فیل سے دو برس چار ماہ کے بعد اخیر روز دوشنبہ
مین ہوئی اور بقولی شب مین - اور وفات سال سیزدہم ہجرت مین ہوئی اور مدت عمر
تقریباً ترسٹھہ سال ہے اور بقولے پینسٹھہ سال آور سبب موت یہ بہی بیان کرتے ہین کہ
کسی یہودی نے انکی دعوت کی تہی کہانے مین زہر دیا ابوبکر رضہ اور حارث بن کلادہ طبیب
دونون نے اس کہانے کو کہایا تہا حارث نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ اس کہانے مین زہر
یک سالہ ہے ہم اور آپ دونون ایک ہی روز وفات پاوینگے اور کہانے سے ہاتہہ کہینچا اوسی روز سے
بیمار ہوئے بعد ایک سال کے دونون نے ایک ہی روز وفات پائی کذا روضۃ الاحباب -
اور حضرت عایشہ رضہ سے روایت ہے کہ ساتوین تاریخ جمادی الاخری روز دوشنبہ کو
باپ میرے نے غسل فرمایا اور اوس دن ٹھنڈا تہا پس اونکو بخار آگیا اور شدت بخار پندرہ
روز تک اور ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صدیق رضہ کا سبب موت وفات آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی کہ وہ اوسیدن سے دل ہی دل مین غم کرتے تھے اور اوسی غم سے
جسم اونکا گھلتا جاتا تہا۔ کیا توقع کیجاوے دنیا سے کہ زہر دیے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور ابو بکر صدیق رض ابن سعد رض سے روایت ہے کہ لوگون نے کہا بلاوین ہم طبیب کو آپنے فرمایا
کہ طبیب نے دیکھہ لیا مجھکو لوگون نے پوچھا کہ کیا کہا طبیب نے آپنے فرمایا کہ اوسنے فرمایا
اِنّی فعّالٌ لِمَا یُرِیدُ یعنے مین کرتا ہون جو ارادہ کرتا ہون مقصود حضرت صدیق رض کا
طبیب سے طبیب حقیقی یعنے خداوند تعالی جلشانہ سے تہا۔ واقدی نے طرق متعددہ سے
روایت کی ہی کہ زیادہ ہوئی بیماری آپکی تو بلایا عبد الرحمن بن عوف رض کو اور کہا کہ تمہاری
بنسبت خلافت عمر رض کی کیا رائے ہی اونہون نے کہا کہ آپکی رائے بہتر ہے مجھسے فرمایا حضرت
صدیق رض نے نہین تم اپنی رائے بیان کرو اونہون نے کہا کہ قسم ہے خدائے پاک کی خوب
رائے ہی آپکی اونکے واسطے۔ پھر بلایا حضرت عثمان رض کو اور اونسے بھی یہی پوچھا اونہون نے
کہا کہ آپ بہ نسبت میرے اونکے حال سے زیادہ باخبر ہین آپنے کہا نہین تم اپنی رائے کہو
کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اللہ خوب جانتا ہی کہ اونکا باطن ظاہر سے بھی بہتر ہے اور
ہملوگون مین کوئی اونکی طرح نہین ہے کیسا ابن عمرو رض سے روایت ہی کہ حضرت علے
کرم اللہ وجہہ نے اس شورہ مین فرمایا کہ مین سوائے عمر رض کے اور کسی کی خلافت پر راضی
نہین ہون پھر پوچھا آپنے اسید بن حضیر اور سعید بن زید سے کہا اسید نے اللہ جانتا ہے
کہ وہ انکے بعد بہتر ہین وہ اللہ جلشانہ کی رضامندی کے کام سے راضی ہوتے ہین اور
اللہ کے غصے کے کام سے غصے ہوتے ہین اور اونسے زیادہ کوئی اس کام مین مضبوط
نہین ہے جب یہ اکابر صحابہ سے مشورہ کر چکے تو فرمایا حضرت عثمان رض سے کہ لکھو
بسم اللہ الرحمن الرحیم آخر وقت ہی ابو بکر بن قحافہ کا دنیا سے اور ابتدا ہی وہ اپنی دنیا سے
زیادہ اول وقت ہی اوسکی آخرت کا اور وہ داخل ہونے والا ہے آخرت مین جہان
ایمان لاوینگے کافر یقین کرینگے فاجر اور تصدیق کرینگے کاذب بیشک مین خلیفہ کیا اپنے بعد

عمر بن الخطاب کو اکابر مسلمانون کے مشورہ سے پس اے مسلمانون تم اوسکے قول کو سنو اور اوسکی
اطاعت کرو پس تحقیق مینے اللہ اور رسول سے بے پروائی نہین کی اور نیز اسد تعالیٰ کے
دین سے اور اپنے نفس سے بہی بے پروائی نہین کی اگر وہ عدل کریگا تو یہی اوس سے مجہکو
امید ہے اور جو اوسنے خلاف میری امید کے کیا فَلِکُلِّ امْرِءٍ مَّا اکْتَسَبَتْ پس واسطے ہر ایک
آدمی کے وہی جو اوسنے کمایا اور مینے اوسمین خیر کا ارادہ کیا ہی اور غیب کی مجہکو خبر نہین
وَسَیَعْلَمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ یعنے قریب ہی کہ جان جاینگے ظالم کس کروٹ پلٹے
وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ بعد اسکے حضرت ابوبکر صدیق رض نے اپنے
دونون ہاتہ دعا کے لیے بلند کیے اور کہا کہ اے بار خدایا مینے عمر رض کو خلیفہ کیا سب مسلمانون پر
اور اس کام مین مینے سوچی اصلاح حال مسلمانون کی اور کچہہ نہین چاہا اور اپنی دانست مین
مینے اونمین سے بہترین کو اونپر حاکم کیا اور مینے اس کام مین کوئی حمایت عمر رض کی نہین کی
مین اب دنیا سے جاتا ہون طرف آخرت کے اے اللہ تو خلیفہ رہ مسلمانون پر کہ یہہ تیرے
بندے ہین اور تو انکے والی کو یعنے عمر رض کو صلاحیت دے انکے واسطے اور عمر رض کو خلفاء راشدین
سے کر کہ متابعت کرے تیرے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی اور نیکون کی سیرت کی جو
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ہین اور اسکی رعیت کے کام کو صلاحیت مین لا۔ پس فرمایا کہ
عہدنامے پر مہر کرو چنانچہ مہر کی گئی اور امرائے لشکر کو کہ اطراف وجوانب مین تہے مثل اسکے
عہدنامے کے لکہکر مہر کردی۔ بعد اسکے عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اونکو مطلع کیا کہ تمکو اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خلیفہ بنایا حضرت عمر رض نے جواب دیا کہ اے خلیفہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اس زحمت کو مجہسے دور کیجیے کہ مجہکو خلافت کی حاجت نہین ہے حضرت
صدیق رض نے فرمایا کہ اگرچہ تمکو حاجت نہین ہی مگر اوسکو تجہسے حاجت ہے اور وہ تمکو دی تہی
اسکے بعد حضرت فاروق رض کو درباب حقوق اللہ اور حقوق مومنین کے وصیت اور بہت
ونصایح پسندیدہ فرمائی اور وصیت اسبات پر ختم کی کہ میری وصیت کو نگاہ رکہنا اور یہہ

برائے ہی امام درگاہ خدا مین عرض کی کہ جو اونسنے بہتر اور قوی اور نیکی کا حریص ہو اب یہ سب
تیرے بندے ہین اور انکی تقدیر تیرے ہاتھ مین ہی لے میرے اللہ تو انکی اصلاح کر اور عمر رضہ کو
خلفاے راشدین مین ست کردے ۔ حضرت امام حسن بن علی رضہ سے طبرانی نے اپنے مسند مین
روایت کی ہے کہ قریب وفات کے حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے حضرت عایشہ صدیقہ رضہ سے فرمایا
کہ یہ بکری جسکا ہم دودھ پیتے تھے اور یہ پیالہ جو ہمارے کام مین تھا اور یہ چادر جو ہم اوڑھتے
تھے مال بیت المال ہے جب تک ہمنے مسلمانون کا کام کیا اوس سے نفع اوٹھایا جب مین
مرجاؤن عمر رضہ کے حوالے کردیجیو جب بعد وفات حضرت صدیق رضہ کے ان اشیار کو حضرت
عایشہ رضہ نے حضرت عمر کے پاس بھیجا تو حضرت عمر بہت روئے اور کہا اے ابوبکر رضہ تم پر خدا رحم کرے تمنے اپنے
بعد والون کو مشکل مین ڈالا ایسا بڑا تقوی تمہارا دیکھکر ہمکو مشکل پڑی مولف حضرات
مؤمنین پاک کی خدمت مین عرض کرتا ہی کہ اے صاحبو جو کچھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
نے حق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بقول تمہارے غصب کر لیا تھا وہ بذریعہ خلیفہ دوم داخل
بیت المال ہوتا ہی براہ مہربانی معاینہ فرمائیے کہ ایک تو بکری ہے جو خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو واسطے شیر نوش کرنے کے بیت المال سے ملی تہی کہ خلیفہ کو قوت حاصل ہو تا کہ
احکام خلافت اچھی طرح اجرا فرماوین ۔ دوسرا کاٹھ کا پیالہ جسمین خلیفہ رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم دودھ نوش فرماتے تھے ۔ تیسرے چادر ہی لے بہائیو جاے انصاف
ہے کہ اسیقدر رعایت پر جو خلیفہ کے ملک بہی نہ ہوئی تہی یعنے بعد وفات واپس کردیگیی
ایسا آپ لوگون کا شور و شغب ہی کہ خلیفہ اول نے حق خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا
زبردستی چھین لیا باوجودیکہ ابہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ حسب عقاید تمہارے
چالیس ہزار برس روی زمین کی شاہنشاہی کرینگے حضرت خلیفہ اول نے تو فقط
دو سال سات ماہ امت مرحومہ نبی کملی پوش صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکیداری کی اور سلطنت
جنکو ایک بکری ایک پیالہ اور ایک چادر ملی تہی وہ بہی بعد وفات واپس ہوگئی حضرت

مقتدیٰ

امیر المومنین اسد اللہ الغالب من کل غالب سے کیونکر جدا ہو سکتے ہونگے بلکہ عقل تو مقتضی اس امر کی ہے کہ خود شیر خدا نے اپنی خوشی سے یہ خیال فرما کر کہ ہمکو چالیس ہزار برس روے زمین کی شاہنشاہی کرنا ہے خلافت کو جسمین نان و نفقہ بمشورۂ امت محمدی خلیفہ کا مقرر کیا جائے اور ایک بکری اور ایک پیالہ اور ایک چادر نماید دیجائے اور وہ بھی بعد وفات واپس لیجائے بخوشی خاطر مثل اور مہاجرین اور انصار کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سپرد کی۔ اس بیان سے اکثر اہل ایمان یعنے اہل سنت وجماعت کو یہ خیال اور خدشہ ہوگا کہ مولف نے یہ روایت کہ چالیس۴۰ ہزار برس حضرت علی کرم اللہ وجہہ شاہنشاہی کرنا ہی کہان سے لکھی ہی اور حضرات شیعہ یہ ارشاد فرماوینگے کہ یہ مولف کا محض تعصب ہے اگر ایسی امید ہوتی تو ہمکو کیون اسقدر رنج وغم ہوتا اور یہ بھی کبھی ہوا ہے کہ بعد وفات کوئی زندہ ہوکر روی زمین کی شاہنشاہی کرے لہذا بنظر خیر خواہی مومنین پاک کو اون کے ایک بزرگ محقق کے قول سے بشارت دیکر مومنین کے غم والم کو مژدۂ تازہ سے بدل کرتا ہون اور بجنسہ اوس عبارت مسرت اندوز کو نقل کرتا ہون۔ ملا باقر مجلسی سالہ رجعت کے صفحہ ۱۰ سطر ۹ مین تحریر فرماتے ہین۔ از حضرت امام جعفر صادق ع منقول ست کہ چون حضرت رسول ع رجعت نماید پنجاہ ہزار سال در رجعت بادشاہی تمام روے زمین کند و حضرت امیر المومنین ع چہل وچہار ہزار سال ودر احادیث معتبرہ وارد شدہ است کہ سوال کردند از آنحضرت از تفسیر این آیت اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ کہ قرآن را بر تو واجب کردہ است ترا بر میگرداند بجل بازگشت حضرت فرمود واللہ کہ دنیا منقضی نشود تا آنکہ حضرت رسول و حضرت علی ہر دو بدنیا برنگردند ودر نجف اشرف یکدیگر را ملاقات کنند ودر آنجا مسجدی بنا کنند کہ دوازدہ ہزار در داشتہ باشد و ابن طاؤس رحمۃ اللہ علیہ از بعضی کتب معتبرہ روایت کردہ است کہ عمر دنیا صد ہزار سال ست بست ہزار سال [illegible] عمر وم مہاجتیہ ہشتاد ہزار سال مدت ملک آل محمد ست و بادشاہت ایشان۔

ترجمہ امام جعفر صادق ع سے منقول ہے کہ جب حضرت رسول ع رجعت فرمائینگے اس دنیا
مین تو پچاس ہزار برس تمام روے زمین کی بادشاہی کرینگے اور حضرت علی ع چوالیس ہزار
برس بادشاہی تمام روے زمین کی کرینگے۔ اور احادیث معتبر مین روایت ہی کہ سوال کیا
حضرت رسول ع سے تفسیر اس آیت سے اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَادُّکَ اِلٰی مَعَادٍ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے خدا کی کہ دنیا نہ آخر ہوگی جب تک ہم اور علی دنیا مین
نہ لوٹ آوینگے اور نجف اشرف مین باخودہا نہ ملاقات کرینگے اور راوس جگہ ایک مسجد جسکے
بارہ ہزار در ہونگے نہ بنالینگے اور ابن طاؤس نے بعض کتب معتبرہ سے روایت کی ہے کہ
عمر دنیا کی ایک لاکھ برس کی ہے کہ جسمین بیس ہزار برس تو اور لوگون کی بادشاہت
رہیگی اور اسی ہزار برس خاص آل رسول ع کی۔ ایہا المومنین چوالیس ہزار برس کی
شاہنشاہی کو ملاحظہ فرماکر دو برس سات مہینے کی خلافت سے ملاؤ اور انصاف کرکے
زبان طعن کی بند کرو۔ حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ جب وقت موت میرے
باپ کا قریب آیا پوچھا آج کون دن ہے بتایا گیا کہ دن دوشنبہ کا ہے فرمایا اگر آج
مرون تو رات ہی کو دفن کردینا کہ محبوب دن مجھکو وہ ہے جو قریب ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ حضرت عایشہ رض سے روایت ہی کہ وہ درخت کھجور کا جو بحالت
صحت آپنے مجھکو ہبہ کیا تہا اوسکی نسبت مرض الموت مین فرمایا کہ موافق کتاب اللہ کے
اپنے دونون بہائیون اور دونون بہنون پر تقسیم کردینا کہ تجھکو اللہ تعالی نے غنا ے
کل عنایت کی ہے اور میرے بعد تجھکو فقر نہوگا اور لاے بیٹی تجھسے زیادہ مجھے
کوئی محبوب بہی نہین ہے حضرت عایشہ رض نے فرمایا کہ میری تو ایک ہی بہن اسماء
ہے دوسری بہن کہان ہی فرمایا کہ تیری پھوپھی حاملہ ہے امید ہے کہ اوس سے لڑکی
پیدا ہو۔ ابن سعد رض سے روایت ہی کہ لڑکی پیدا ہوئی اور اوسکا نام ام کلثوم
رکہا گیا۔ ابن سعد رض سے روایت ہی کہ وصیت کی حضرت ابو بکر صدیق رض نے

اپنے مال سے پانچوان حصہ ور ایسا ہی حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے بہی وصیت
کی۔ عباد ہ بن قیس سے روایت ہی کہ وقت موت کے حضرت ابو بکر صدیق رضہ نے فرمایا کہ
انہین دونون چادرون کو دہو کر اسی مین کفنانا۔ ابن ابی ملیکہ سے روایت ہی کہ حضرت
صدیق رضہ نے وصیت فرمائی تہی کہ مجھکو میری بیوی اسما بنت عمیس غسل دے اور میرا بیٹا
عبدالرحمن اونکی مدد مین رہے۔ سعید ابن حبیب سے روایت ہی کہ حضرت عمر رضہ نے آپکے
جنازے کی نماز پڑہی درمیان حجرۂ مبارک اور منبر مبارک کے اور چار تکبیرین کہین عروہ
اور قاسم بن محمد سے روایت ہی کہ آپکی وصیت تہی کہ مجھکو پہلوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم مین دفن کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شانۂ مبارک کے سیدہ مین آپکا سر رکہا
گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے قبر آپکی ملاکر بنائی گئی۔ ابن عمر رضہ سے
روایت ہی کہ قبر مین اوتارا آپکو حضرت عمر رضہ اور حضرت عثمان رضہ اور حضرت طلحہ رضہ اور
حضرت عبداللہ بن عمر رضہ نے۔ سعید بن المسیب سے روایت ہی کہ جب وفات ہوئی حضرت
ابو بکر صدیق رضہ کی تو غم سے مکہ معظمہ ہل گیا انکے باپ ابو قحافہ نے کہا کہ یہ کیا زلزلہ ہے
لوگون نے کہا کہ تمہارے بیٹے کا انتقال ہو گیا کہا بڑی مصیبت کی بات ہی پہر پوچہا کہ
خلیفہ کون ہوا بتایا عمر رضہ کہا وہ صاحب و نکا تہا۔ مجاہد سے روایت ہی کہ ابو قحافہ نے
اپنا حصہ نہ لیا حضرت صدیق رضہ کی اولاد کو دیدیا اور ستانوے برس کی عمر مین بعد چہہ مہینے
حضرت صدیق رضہ کے انتقال کیا۔ ہذا کلہ فی تاریخ الخلفاء للسیوطی۔ روضۃ الاحباب مین
لکہا ہے کہ حضرت عایشہ رضہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین خواب مین دیکہا تہا
کہ تین چاند میرے گہر مین گرے اوسکی تعبیر حضرت صدیق رضہ سے پوچہی تہی آپنے کہا تہا کہ
خیر ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور اون کے حجرے مین دفن ہوئے
فرمایا حضرت صدیق رضہ نے کہ اون تین چاندمین کا بڑا چاند یہ ہے بعد مین معلوم ہوا
حضرت عایشہ رضہ کو کہ دو چاند حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہین شواہد النبوۃ

مین لکھا ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ میرا جنازہ قریب روضۂ مطہر جناب
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھدینا اور کہنا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ یہ ابوبکر ہے
کہ آستانہ عالی پر حاضر ہوا ہے اگر دروازہ روضۂ مبارک کا کھل جائے تو اندر رکھنا ورنہ بقیع
مین دفن کردینا چنانچہ ویسا ہی کیا ابھی کلمہ تمام نہوا تھا کہ پردہ دور ہوا اور یہ آواز آئی کہ
ہم سب نے سُنی لاؤ حبیب کو طرف حبیب کے۔ شواہد النبوۃ مین لکھا ہی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اجازت ہی کہ آپ کے
پہلو مین دفن ہوں فرمایا تمہارا دفن ہونا میرے پاس کیونکر ہوگا یہ جگہ تو چار آدمی کی ہے
ابوبکر رضی عمر رضی اور میری اور عیسی بن مریم ۴۔ ابن عمر رضی سے روایت ہی کہ دو برس
سات مہینے آپ نے خلافت کی کذا فی تاریخ الخلفاء اور مجموعۃ الفوائد مین فصل الخطاب
سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی کو غسل دیکر کفنایا اور اوپر چادر ڈالی تو اہل مدینہ
کو ایسا صدمہ ہوا کہ اون کے رونے سے مدینہ شریف گونج گیا جیسا کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی وفات کے دن ہوا تھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی جلدی جلدی روتے ہوئے
اوس جگہہ آئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑہتے تھے اور فرماتے تھے کہ آج قطع ہوگئی
خلافت نبوت کی اور کھڑے ہوگئے دروازے کے اندر اور فرمایا رحمت کرے تمپر اللہ تعالی
اے ابوبکر رضی تم دوستدار تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اون کے غمخوار تھے
اور تم اون کو راحت پہنچانے والے تھے اور معتقد تھے اور اونکی تمپر بڑی عنایت تھی
اور بڑے کام کرتے تھے تم دین اور ذات خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تم
اسلام مین قوی تھے اور جملہ صحابہ کرام مین تم مبارک تھے اور تمکو ہر دم صحبت رہتی تھی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تمہارے مناقب بہت ہین اور تم سب سے افضل ہو اور اول
اسلام لائے ہو اور تمہارے درجے نہایت بلند ہین اور تم بہت مشابہ رکھتے تھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے خدا کی معرفت اور نیکی اور میانہ روی مین اور رحمت اور خوش خلقی مین

اور فضل مین اور رتبہ مین تم قوم کے شریف تھے اور بزرگ تھے تم دربار رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم مین اور تھے تم نزدیک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بمنزلہ اونکی کان اور
آنکھ کے۔ سچا کہا تمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسدن کہ جھوٹا کہا اونکو لوگون نے
پس نام رکھا تمہارا اللہ تعالی نے صدیق فرمایا اللہ تعالی نے اپنے قرآن مجید مین اَلَّذِیْ
جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ وہ جو لایا صدق اور تصدیق کی اوسکی یعنے اَلَّذِیْ جَاءَ بِالصِّدْقِ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین وَصَدَّقَ بِہٖ صدیق اکبر ہین ہکذا فی تفسیر الکاشفی۔ اور یاری
اور مدد کی تمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر رنج وسختی مین جان ودل سے جیسا کہ
فرمایا اللہ تعالی نے۔ ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ یعنے تم دوسرے تھے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ غار مین اللہ تعالی نے تمپر تسلی اوتاری اور تم سفر ہجرت مین رفیق تھے
اور خلیفہ تھے تم دین اللہ تعالی کے اور خوب ہی انتظام کیا تمنے خلافت مین جب مرتد ہوگئی
لوگ اور تم قائم رہے اسطرح کہ نہ قایم رہا کوئی خلیفہ کسی نبی کا اور کھڑے ہوگئی تم اللہ تعالی
کے کام مین اوسوقت کہ بیٹھے تھے ہم سب اور مردانگی کی تمنے ایسے وقتون مین کہ سست
ہوگئی تھے سب اصحاب اور لازم پکڑا تمنے صراط مستقیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلافت
مین اور کسیطرح کا کوئی خلل تمہاری خلافت مین واقع نہین ہوا اور نہین طعن کرسکا کوئی
منافق اور نہ کوئی کافر اور نہ کوئی فاسق اور نہین ہوا تمپر کوئی باغی اور تم کلام کرسکتے
تھے اوسوقت مین کہ کسی صحابی کو مجال کلام کی نہوتی تھی اور پیرو تھے تمہارے صحابہ رضو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین اور تھے تم دھیمی آواز کے خوش خلقی کے ساتھہ اور
بہادر اور شجاع تھے تم اصحاب رہ مین اور بڑے پہچاننے والے تھے تم اور نیک بات بولنی والے تھے تم
منہ سے اور بہت چپکے رہنے والے تھے اور بہت پہونچ کے بات کہنے والے تھے تم اور عمدہ تھی
تمہارے سب عمل تمہیں ہے اللہ تعالی کی تم غیرت کرتے تھے دین اسلام مین اور تھے تم باپ مومنین
کے رحمت مین اور سب مومن تمہارے بال بچے تھے تمنے اونکا بوجہ اوٹھا لیا تھا جب تھے وہ

عاجز اور ناتوان کہ نہ اوٹھا سکتے تھے وہ بوجھ اپنا اور تم کافرون پر عذاب سخت تھے اور
نزدیک و دور تمہارے نزدیک برابر تھا پس ملا دیا تمکو اللہ تعالی نے اپنے نبی سے اور نہ
محروم کرے اللہ تعالی تمکو تمہارے اجر سے ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون حضرت علی
کرم اللہ وجہہ یہ محاسن حضرت صدیق رض ۔۔۔ کے انکے جنازہ پر بیان کر رہے تھے
اور سب صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ۔۔۔ تھے جب تمام کئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
نے محاسن حضرت صدیق رض کے ۔۔۔ سب صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
کہ بلند ہوئی آواز سب کی اور سب نے کہا سچ کہا تم نے اے داماد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے الفاظ محاسن بخوف طوالت رسالہ ہذا مین بہت کم و مختصر لکھے گئے ہین ۔

ذکر حلیہ شریف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ

مرد دراز بالا سفید اندام اندک مائل بزردی خفیف العارضین غائر العینین پیشانی برون
آمدہ ریش مبارک پر حنا اور وسمہ سے رنگ کرتے تھے

ذکر ازواج و اولاد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ

تاریخ طبری اور روضۃ الاحباب مین لکھا ہے کہ آپنے ایام جاہلیت مین دو عورتون سے نکاح
کیا تھا ایک قتیلہ بیٹی عبد العزی کی اون سے عبد اللہ بن ابی بکر رض نام اور ایک بیٹی اسما نام
پیدا ہوئی جسکو ذات النطاقین بھی کہتے ہین ۔ دوسرا نکاح ام رومان بنت عامر سے
کیا اور اون سے حضرت عبد الرحمن رض اور حضرت عائشہ رض پیدا ہوئے ۔ بعد
اسلام کے بھی آپنے دو نکاح کئے ایک اسما بنت عمیس کہ وہ پہلے زوجہ حضرت جعفر
طیار کی تھین اور محمد بن ابو بکر رض اون سے پیدا ہوئی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے
گھر مین تربیت پائی ۔ دوسرا نکاح حبیبہ بنت خارجہ بن زید انصاری سے اور یہ بی بی
آپکی حاملہ تھین کہ حضرت صدیق رض نے وفات پائی بعد وفات آپکے اونسے ایک بیٹی پیدا ہوئی جنکا ام کلثوم نام رکھا گیا

ذکر ماکول و ملبوس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیت المال سے اور بیان کاتب اور قاضی و حاجب تعین نقش خاتم حضرت ممدوح

یہ امر ثبوت کو پہنچا ہی کہ جب امر خلافت حضرت صدیق رضہ پر قرار پایا دوسرے روز صبح کو متوجہ بازار کے ہوئے تا حسب عادت معہودہ اپنی تجارت اور خرید فروخت کرین عمر رضہ اور ابو عبیدہ رضہ نے جا کر اون سے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ کہان جاتے ہو فرمایا بازار کہا اسوقت کہ آپ والی امر مسلمانون کے ہین آپ کے منصب کے یہ امر مناسب نہین ہی کہ بدستور مقرر آپ بازار جاوین اور خرید و فروخت کرین فرمایا عیال کے معاش کی پھر کیا فکر کرون ان دونون نے کہا کہ آپ لوٹ چلین آپکے واسطے بیت المال سے مقرر کیا جاویگا حضرت صدیق رضہ واپس آئے اور باتفاق تمامی صحابہ رضہ کے ہر روز اونکے اور اونکی عیال کے واسطے آدہا بکرا روزانہ اور کپڑا سب بال بچون کا اور بیبیون کا واسطے گرمی اور سردی کے مقرر کیا گیا اور یہہ کہدیا گیا کہ جب یہ کپڑے پرانے ہو جاوین تو انکو بیت المال مین داخل کرکے نئے کپڑے لے لیا کرو اور ایک آدمی خدمت کیواسطے اور ایک روایت مین آیا ہی کہ ہر سال دو ہزار درم یا ڈہائی ہزار درم مقرر کئے گئے تھے مکان آپکا محلہ سُنح مین تھا حوالی مدینہ مین بنی الحارث بن الخزرج کے متصل جہانسے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ایک میل راہ تھی آپ پانچون وقت آتے تھے اور نماز جماعت پڑھا کر چلے جاتے تھے اور جب کبھی آپ نہ آتے تھے تو حضرت عمر رضہ بہ نیابت اونکے نماز پڑہاتے تھے اور جمعہ کے دن محلہ سُنح مین ٹھہر کر بال سر اور ریش مبارک کے حنا اور اور غسل اور تبدیل لباس کرکے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین تشریف لاتے تھے اور نماز جمعہ کی ادا کرتے تھے اور منصب قضا حضرت عمر رضہ کو تفویض تھا اور عثمان بن عفان رضہ اور زید بن ثابت اور عبد اللہ بن ارقم کو اپنا کاتب مقرر فرمایا تھا اور حاجب اور مولا

اون کے شریف تھے اور مکے مین عامل ثابت بن اسید اور طائف مین عثمان بن ابی العاص
اور صنعا مین مہاجر بن ابی امیہ اور حضرموت مین زیاد بن ولید اور خولان مین یعلی
بن اُمیہ اور جند مین معاذ بن جبل اور بحرین مین علاء بن الحضرمی تھے اور انگشتری پر
یہہ نقش تھا نعم القادر اللہ و بقول بعض یہ نقش تہا کہ عبدٌ ذلیلٌ لربٍّ جلیلٌ۔
مدت خلافت بقول اصح ڈہائی برس و بقولے دو سال و دو ماہ و چھبیس روز
و بقولے دو سال تین ماہ و بیس روز و بقولے دو سال چار ماہ تھے

طعن اول یہ ہی کہ ایک روز حضرت ابو بکر صدیق رضہ منبر پر حضرت رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے خطبہ پڑہنے کو کھڑے ہوئے حضرت امام حسن و امام حسین علیہما السلام نے فرمایا
یَا اَبَا بَکْرٍ اِنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِ جَدِّنَا یعنے اے ابو بکر اوترو منبر سے نانا ہمارے کے پس
معلوم ہوا کہ ابو بکر لیاقت خطبہ پڑہنے کی نرکہتے تھے **جواب** اس طعن جہل کا یہ ہی
کہ حضرت امامین زمانۂ خلافت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مین بالاجماع صغیر سن تھے کیونکہ
حضرت امام حسن علیہ السلام ماہ رمضان المبارک سنہ ۳ ہجری مین پیدا ہوئی اور حضرت
امام حسین علیہ السلام ماہ شعبان سنہ ۴ ہجری مین متولد ہوئے اور حضرت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے اول سال گیارہ ہجری مین انتقال فرمایا پس یہہ فرمانا حضرت
حسنین علیہما السلام کا بباعث صغیر سنی اور طفلی کے تہا اب حضرات شیعہ سے سوال
یہ ہی کہ یہہ حضرات اوسکا اعتبار کرتے ہین اور اوس پر احکام مترتب کرتے ہین یا بسبب صغیر سنی
اور لڑکپن کے اوسکو معتبر نہین جانتے اور اوس پر احکام نہین اجرا فرماتے تقدیر اول مین
ترک تقیہ لازم آتا ہے جو شیعون کے نزدیک منجملہ واجبات کے ہی اور نیز مخالفت حضرت
امامین معصومین سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ ہوتی ہے اسلیے کہ آنجناب
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنے مرض الموت مین چہار شنبے کے
روز سے دو شنبے تک اپنا خلیفہ مقرر فرمایا کہ نماز پنج وقتی اور جمعہ اور خطبہ اس مدت مین

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے امام ہوکر پڑہایا۔ اور مخالفت امامین ہمامین کے حضرت امیر کرم اللہ وجہہ سے بہی لازم آتی ہے کیونکہ آپنے بہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچہے پنج وقتہ نماز اور نیز نماز جمعہ ان۔ ونون مین پڑہے اور خطبہ سنا اور کچہہ چون وچرا نکیا۔ اور تقدیر ثانی مین یعنے اگر فرماتا حضرت امامین مقبولین علیہما السلام کا لڑکپن پر محمول کیا جاوے تو اسمین کوئی حرج اور نقصان پیدا نہین ہوتا اور نہ یہ امر باعث طعن وتشنیع کا ہوسکتا ہے اسلیئے کہ لڑکون کا قاعدہ ہے کہ وہ جب کسیکو اپنے بزرگون خواہ محبوبون کے جگہہ بیٹہا دیکہتے ہین یا کپڑا وغیرہ پہنے خواہ اور کوئی چیز استعمال مین دیکہتے ہین اگرچہ یہ بیٹہنا خواہ استعمال مین لانا اونکا بزرگون کے مرضی اور اذن سے ہو مگر لڑکے ضرور مزاحمت کرتے ہین اور نہایت ضد اور اصرار سے اپنے بزرگون کے جگہہ سے اوس شخص کا اوٹہانا اور اوس سے اوس چیز کا چہینا چاہتے ہین اور بجبر و کد کہتے ہین کہ اس جگہہ سے اوٹہو یہ جامہ اوتار دو یہ چیز ہمکو دو لیکن اس قول پر لڑکون کی استدلال نہین کرسکتے۔ ہرچند کہ انبیا اور ایمہ کمالات نفسانی اور مراتب ایمانی مین تمام خلق سے ممتاز ہوتے ہین لیکن احکام بشریہ اور خواص سن لڑکپن وطفولیت انمین بہی باقی رہتے ہین اسیوجہ سے مقتدا ہی اور امام ہونیکی واسطے بالغ ہونا بجد کمال عقل کی ضروری کیا گیا ہے بلکہ چہل سالہ عمر کی پہلے کسیکو انبیاء مین سے منصب نبوت عطا نہین ہوا۔ مگر نادرات سے اور نادر حکم معدوم کا رکہتا ہے اور مثل مشہور ہے کہ اَلصَّبِیُّ صَبِیٌّ وَلَوْکَانَ نَبِیًّا لڑکا لڑکا ہی ہے اگرچہ نبی ہوے۔

طعن دوسرا یہ ہے کہ مالک بن نویرہ کے زوجہ حسینا ور جمیلہ تہی خالد بن ولید امیر الامرا ابوبکر کے تہی بطمع نکاح کے اوس عورت سے مالک بن نویرہ کو کہ مسلمان مرد تہا قتل کرڈالا اور اوسی شب اوس عورت سے نکاح کرکے ہم صحبت ہوی اور زمانہ گذرجانے عدت کا کہ بعد وفات سے مدت چار مہینے دس دن کی ہی توقف اور خیال نکیا اس صورت مین زنا واقع ہوا کیونکہ نکاح شامی عدت مین درست نہین ہے ابوبکر نے خالد بن ولید پر نہ حد زنا جاری

کی اور نہ اون سے قصاص لیا حالانکہ طلب قصاص اور اجرای حد زنا ابوبکر پر واجب تھا اور
عمر رضی اللہ عنہ کو یہ درگذر کرنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ناگوار ہوا بلکہ عمر رضی اللہ عنہ نے خالد
بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مین اگر حاکم ہوا تو تمسے قصاص لونگا جواب اس طعن کا
موقوف اس قصہ کی بیان پر ہے جو کہ کتب سیر و تواریخ معتبرہ سے ثابت ہے کہ حضرت خالد
بن ولید رضی اللہ عنہ بعد فراغ مہم طلیحہ بن خویلد اسدی کے جس نے کہ باغوای شیطان نبوت
کا دعوی کیا تھا اطراف بطاح مین متوجہ ہوئی اور لشکر اسلام اطراف و جوانب مین روانہ کیا
اور موافق طریقہ مسنونہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم دیا کہ جس قوم پر لشکر اسلام پہونچی
اگر اوس قوم سے آواز اذان سنائی دے تو کچہ مزاحم نہون اور اگر آواز اذان اوس قوم سے سنائی
دے تو اوس مقام کو دار الحرب جانکر دست قتل و غارت دراز کرکے اوس قوم کو ہلاک و تباہ
کرین اتفاقاً سریہ کہ ابو قتادہؓ انصاری بہی اوسمین تھے مالک بن نویرہ کو کہ بحکم
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ریاست بطاح اور خدمت لینے صدقات ساکنان اوس نواح
کے اوس سے متعلق تھے پکڑ کر خالد کے سامنے لائے اور بیان کیا کہ اسکی قوم سے آواز اذان
کی نہین آتی ابو قتادہؓ انصاری نے گواہی دی کہ مینے آواز اذان کی اوسکے قبیلے سے سُنی
ہی اور ایک دوسری جماعت نے اوسی سریہ مین سے بیان کیا کہ ہمنے آواز اذان کی نہین
سُنی - اور اوس گرد نواح کے لوگون سے یہہ بہی دریافت ہوا کہ جب خبر قیامت اثر وفات
جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی یہان سنی گئی تو عورت مالک بن نویرہ نے حنا بندی اور
دف نوازی و دیگر سامان مسرت و فرحت درست کرکے اور محفل خوشی منعقد کرکے اہل اسلام کو
ہیچ دیا تہا اور اوسپر طرّہ یہ ہوا کہ اتفاقاً بوقت سوال و جواب بحضور خالد مالک بن نویرہ
نے حق مین جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ کلمہ کہا قَالَ رَجُلُكُمْ اَوْ صَاحِبُكُمْ كَذَا
ترجمہ کہا ہی تمہارے مرد یا تمہارے صاحب نے اسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل اسلام
کی طرف منسوب کیا اپنی طرف نہین کیا اور یہ طریقہ اوس زمانے کے کفار اور مرتد لوگون کا تہا

اور اس سے پہلے یہ بھی منقح ہو چکا تھا کہ پس از استماع خبر وحشت اثر وفات جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مالک بن نویرہ نے جو کچھ مال صدقہ اپنی قوم سے لیا تھا وہ سب اونکو واپس کر دیا اور کہا کہ خوب ہوا کہ اس شخص کی حکومت سے ہملوگون نے نجات پائی اور پھر بحضور خالد یہ آواز ارتداد کی اوس سے صادر ہوئی یعنے تمہارے حضرت نے ایسا کہا یہ سنکر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ مالک بن نویرہ کو قتل کرو اور مالک بن نویرہ کے قتل کی خبر مدینہ منورہ مین پہونچی اور ابو قتادہ انصاری قتل سے مالک بن نویرہ کے حضرت خالد سے ناخوش ہو کر دار الخلافت مدینہ منورہ کو چلے آئے اور خالد کو خطا کار بیان کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ابتداءً یہی معلوم ہوا کہ یہ قتل بیجا ہوا اور خالد قابل اجرائے حد اور قصاص ہین جبکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ کو اپنے حضور مین طلب فرما کر خلاصہ حال دریافت کیا اور کیفیت مشرح معلوم ہوئی اور حق بجانب خالد رضی اللہ عنہ تحقیق ہوا تو پھر حضرت خالد کو اونکے عہدے پر واپس کیا۔ اب اس قصے مین ذرا سا غور فرمائیے تو معلوم ہو جاویگا کہ کیونکر خالد پر حکم قصاص ہو سکتا ہی اور حد زنا کسطرح اونپر واجب ہو گی جواب اس طعن کا یہ ہی کہ یہ امر کہ خالد اوسی شب صحبت اوس عورت سے کی اور انتظار گذرجانے ایک حیض کا بھی نکیا جو کہ حربی کی عورت کے نکاح کے واسطے ضرور ہی کتب معتبرہ سے ثابت نہین ہوتا اور اگر بعض کتب غیر معتبرہ مین اسکا ذکر بھی ہی تو اوسکا جواب بھی اوسی کے ساتھ موجود ہی وہ یہ ہی کہ اوس عورت کو مالک نے ایک عرصے دراز سے طلاق دیدی تھی اور موافق رسم قدیم جاہلیت کے اوس عورت کو مقید کر رکھا تھا یعنے زمانہ کفر مین جس عورت کو طلاق دیتے تھے تو اوسکو اپنے گھر سے باہر جانے دیتے تھے اور روٹی کپڑا دیتے تھے صرف اپنی صحبت سے جدا کر دیتے تھے اسی رسم کے رفع کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ جلشانہ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاۤءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ یعنی جسوقت کہ طلاق دیدو تم عورتون کو جب کہ پہونچین زمانہ عدت کہ آخر کو

اونکو پس عدت کا زمانہ اوس عورت کا گذر چکا تہا اور نکاح اوسکے ساتھ حلال تہا اسیوجہ سے خالد رضی اللہ عنہ نے انتظار
دوسری عدت کا نکیا اور یہی جمیع فقہاے اہل سنت کا مذہب ہی اور چونکہ اسباب میں اہل
سنت وجماعت کو الزام دینا اور مطاعن کا ثبوت کرنا اونہین کے مذہب کی روایات سے
منظور ہی تو ضرور اہل سنت وجماعت کے روایات ومسایل کو ملاحظہ کرنا چاہیے نہین تو
مقصود حاصل نہوگا - استیعاب مین لکہا ہی وَاَمَّرَہُ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ عَلَی
الْجُیُوْشِ فَفَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْیَمَامَۃَ وَغَیْرَھَا وَقُتِلَ عَلٰی یَدَیْہِ اَکْثَرُ اَھْلِ الرِّدَّۃِ مِنْھُمْ
مُسَیْلَمَۃُ وَمَالِکُ بْنُ نُوَیْرَۃَ اِلٰی اٰخِرِ مَا قَالَ ترجمہ اور امیر کیا اوسکو یعنے خالد رضی اللہ عنہ
کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکرون پر پس فتح کیا اللہ جلشانہ نے اوسکے ہاتہ پر یمامہ
وغیرہ اور قتل کرایا اوسکے ہاتہ سے اکثر مرتدین کو بعض اونمین سے مسیلمہ ومالک بن نویرہ
ہین تا اخیر روایت استیعاب جواب دیگر یہنے مانا کہ مالک بن نویرہ مرتد نہتا لیکن مالک
کی ارتداد کا شک لاریب خالد رضی اللہ عنہ کے ذہن مین جم گیا تہا وَالْقِصَاصُ یَنْدَرِئُ
بِالشُّبُھَاتِ ترجمہ اور قصاص دفع ہوتا ہے شبہہ پڑجانے سے - اور کیا فرماتے ہین
علماے دین اور مفتیان شرع متین طریقۂ امامیہ اور اہل سنت وجماعت کے اس صورت
مین کہ کسی شخص سے ایسے کلمات وحرکات ظاہر ہون جیسے کہ مالک بن نویرہ سے ہوئی یا
کوئی بروز عاشورہ کلمات خوشی واہانت حضرت امامین ہمامین علیہما السلام اور حقارت
اصحاب پاک اور دیگر خاندان رسول مقبول وآل بتول کے کہ اوسی روز مصیبت کربلا مین
گرفتار ہوئے تھے اوس سے سرزد ہون اوسکو کیا کرنا چاہیے اگر ایسی حالت مین حکم ارتداد کا
اوسکی نسبت نکرین فبہا اور اگر کوئی شخص اوسکو بگمان مرتد ہونیکے قتل کرے تو قصاص
اوسپر واجب ہوتا ہی یا نہین جواب دیگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۂ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے نہ خلیفۂ شیعہ وسنی کے اونکو موافق فرمایش وخواہش شیعہ
وسنی کے کام کرنا نہین چاہیے تہا بلکہ موافق سنت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کرنا چاہیے تہا

اورموجودگی مین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے انہین خالد رضی اللہ عنہ نے
شبہ ارتداد مین صدہا مسلمانون کو قتل کیا تھا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے کچھ بھی اونسے تعرض نہین کیا چنانچہ بالاجماع سیر و تواریخ سے ثابت ہے قصہ اوسکا
یہ ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر
کا امیر فرماکر بھیجا اونہون نے ایک قوم پر چڑھائی کی اور وہ قوم اسلام لا چکے تھے مگر قواعد
اسلام سے واقف نہ تھے اور لشکر اسلام کو اون کے اسلام لانیکی اطلاع نہ تھی جب
لشکر اسلام اوس قوم کے قتل کرنے مین مشغول ہوا تو وہ قوم اسلحہ سے اپنا اسلام اظہار
کرنے لگی کہ صَبَأْنَا صَبَأْنَا ترجمہ پھرے ہم دین سے پھرے ہم دین سے۔ اور
مراد اونکی اس بیان سے یہ تھی کہ دین قدیم کو چھوڑکر اسلام لائے ہین ہم حضرت خالد نے
سب کے قتل کرنے کو حکم فرمایا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت خالد کے لشکر مین
تھے اونہون نے فرمایا کہ انکو قید کرو قتل نکرو جسوقت سب لوگ بحضور جناب رسالت مآب
پہونچے اور سب ماجرا بیان کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ ہوئے اور کمال
افسوس کیا اور فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعْتَذِرُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ ترجمہ یا خدایا مین
بری ہون طرف تیری اوس سے جو کہ خالد نے کیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے قصاص نلیا اور نہ دیت
دلائی کیونکہ آپ کو حضرت خالد کی غلطی یقینی معلوم نہوئی احتمال یہ بھی رہا کہ وہ لوگ فی الحقیقۃ
کافر ہی ہون گو احتیاط اسی مین تھی کہ وہ قتل نکئے جاتے مگر تارک احتیاط پر قصاص یا دیت
لازم نہین پس اسیوجہ سے اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت خالد سے کچھ تعرض
نکیا تو کیا برا کیا بلکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تو دیت مالک بن نویرہ کے بیت المال
سے دلوا دی اور اسلحہ مالک کے وارثون کو راضی کر دیا جواب دیگر اگر توقف کرنا
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا درباب لینے قصاص مالک بن نویرہ کے اپنے عہد خلافت
مین [illegible] خلافت کے ہو تو توقف کرنا حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کا درباب قصاص

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بطریق اولی خلاف ہوگا کسواسطیکہ کوئی سبب متحقق بلکہ متوہم بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا نہ تھا۔ پس شیعہ جو جواب اسکا دین وہی جواب ہماری طرف سے بھی سمجھ لین جواب دیگر لینا قصاص مالک بن نویرہ کا حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے اوسوقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ذمہ پر واجب ہوتا جبکہ وارثان مالک بن نویرہ کے طالب قصاص ہوتے ورثہ مالک بن نویرہ نے ہرگز قصاص طلب نہین کیا بلکہ اوسکا بھائی متمم بن نویرہ پاس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بھی نہین آیا باوصف کمال عشق و محبت کی کہ ساتھ مالک بن نویرہ کے رکھتا تھا اور مدت دراز تک فراق اوسکے نوحہ زنان و جامہ دران رہا او رمرثیے کہ مالک بن نویرہ کے حق مین لکھی تھی عرب مین نہایت مشہور و ضرب المثل ہوئے تھے۔ اون مین سے ایک مرثیہ کے یہ دو بیت مشہور ہین وَكُنَّا كَنَدْمَانَيْ جَذِيمَةَ حِقْبَةً مِنَ الدَّهْرِ حَتَّى قِيلَ لَنْ يَتَصَدَّعَا فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَأَنِّي وَمَالِكًا بِطُولِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَعَا ترجمہ اور تھے ہم مثل دو مصاحب جزیمہ کے ایک زمانہ دراز تک یہان تک کہ کہتے تھے لوگ کہ یہ ہرگز جدا نہون گے۔ پس جبوقت جدا ہوئے ہم دونون مین اور مالک بعد طول صحبت کے تو گویا نہین گذاری تھی کبھی ہمنے ایک رات ایک جگہ۔ باوجود اس محبت کے اوسکے بھائی نے ارتداد مالک کا بیان کیا۔ اور بعد معلوم ہونے اصل حال کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے صاف ہوگئے اور اقرار کیا کہ جوکچھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ کے مقدمے مین کیا عین صواب اور بالکل حق تھا اور دلیل ظاہر اسپر یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ باوصف اوس شدت کے جو اجراے حدود تکمیل قصاص مین رکھتے تھے اور زمانہ خلافت اپنے مین کہ خود مختار تھے خالد رضی اللہ عنہ کے متعرض حال نہوئے نہ قصاص لیا نہ دیت دلائی طعن تیسرا یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ سلام اللہ علیہا سے مخالفت کیا خلاف حکم حضرت رسول خدا صلعم کے کیا کیونکہ حضرت رسول خدا صلعم نے

لشکر اسامہ کو خود رخصت فرمایا اور لوگونکو نام بنام ہمراہ اوس لشکر کے مقرر کیا اور
اخر وقت تک مبالغہ تمام واسطے آمادگی اوس لشکر کے تاکید کرتے تھے اور فرماتے
تھے۔ جَهِّزُوْا جَيْشَ اُسَامَةَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا ترجمہ سامان کرو
لشکر اسامہ کا اور لعنت کرے اللہ اوس شخص پر جو کہ اس لشکر کے ہمراہی سے تخلف کرے
جواب اس طعن کا یہ ہے کہ اول ہم یہ پوچھتے ہین کہ یہ طعن حضرت ابوبکر رضؓ پر کس وجہ
سے ہوسکتا ہے آیا بباعث عدم تجہیز کے یا بسبب تخلف کے۔ اگر بسبب عدم تجہیز کے
ہے تو صریح جھوٹ ہے کیونکہ تجہیز لشکر اسامہ مین حضرت ابوبکر رضؓ نے خلاف مرضی
جمیع اصحاب کے کیا تفصیل اوسکی یہ ہے کہ ۲۶ تاریخ صفر روز دوشنبہ کو آنحضرت رسول
صلعم نے لوگونکو حکم فرمایا کہ سامان ودرستی لشکر کا برائے جنگ رومیان اور لینے انتقام
زید بن حارثہ کا کردیا اور بروز سہ شنبہ اسامہ بن زید کو امیر لشکر کا کیا اور بروز چہارشنبہ بست
و ہشتم صفر آنحضرت صلعم بیمار ہوگئے دوسرے روز باوجود بیماری کے اپنے دست مبارک
سے اسامہ کے واسطے نشان تیار کیا اور فرمایا اُغْزُ بِسْمِ اللّٰهِ وَفِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ وَقَاتِلْ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ ترجمہ جہاد کر بنام خدا راہ خدا مین اور جنگ کر ساتھ اوسکے
جو کفر کرے ساتھ خدا کے حضرت اسامہ رضؓ وہ نشان اپنے ہاتھ مین لیکر باہر آئے اور
بریدہ بن الحصیب اسلمی رضؓ کو دیا تا اوس لشکر کے وہ نشان بردار ہون اور موضع جرف
مین قیام کیا تا سب لوگ لشکر مین جمع ہوجاوین اور اعیان مہاجرین وانصار مثل حضرت
ابوبکر وعمر وعثمان وسعد بن ابی وقاص وابوعبیدہ بن الجراح وسعید بن زید وقتادہ بن النعمان
وسلمہ بن اسلم رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین نے سامان کرکے ڈیرہ وخیمہ روانہ کردیا اور
چاہتے تھے کہ وہان سے کوچ کرین کہ اخیر روز چہارشنبہ واول شب پنجشنبہ مین مرض
آنحضرت صلعم کے نہایت شدت پکڑی اور سانحہ پڑگیا وقت عشا شب پنجشنبہ سے جناب
رسول خدا صلعم نے حضرت ابوبکر کو اپنا خلیفہ نماز پڑھانے کے لیے مقرر فرمایا جبکہ روز دوشنبہ

دسوین ربیع الاول کی ہوئی اور آنحضرت کو اوس مرض سے کسیقدر افاقہ ہوا مسلمان جو
کہ ہمراہ حضرت اسامہ کے متعین ہوئے تھے آنحضرت صلعم سے رخصت ہوکر باہر آگئے اور
حضرت اسامہ رضہ کو بھی آنحضرت صلعم نے معانقہ فرماکر اور اونکے حق مین دعا فرماکر رخصت
کیا جبکہ روز یکشنبہ کو پھر شدت مرض کی ہوئی حضرت اسامہ اور اون کے لشکر والون
نے توقف کیا اوسی درمیان مین صبح دوشنبہ کو اسامہ چاہتے تھے کہ سوار ہوکر
کوچ کرین کیونکہ جناب رسول خدا صلعم کے اس مہم مین زیادہ تاکید تھی ناگاہ ایک شخص
مرسلہ ام ایمن والدۂ اسامہ پاس اسامہ کے پہونچا اور بیان کیا کہ جناب رسالت
مآب صلعم کا وقت نزع ہے اسامہ اور دیگر صحابہ سنتے ہی اس خبر وحشت اثر کی افتان
وخیزان واپس آئے اور بریدۃ بن الحصیب نے وہ نشان لاکر حجرہ کے دروازے
پر جناب صلعم کے کھڑا کر دیا جب تجہیز وتکفین سے آنحضرت صلعم کے فارغ ہوئے اور
امر خلافت جناب صدیق اکبر رضہ پر قرار پایا فرمایا کہ اوس نشان کو اسامہ کے
دروازہ پر کھڑا کرین اور بریدہ کو حکم دیا کہ تم خود دروازہ پر اسامہ کے کھڑے ہوکر
اہل لشکر کو جمع کرکے باہر لیجاؤ اور اسامہ بھی کوچ کرین پھر اسامہ باہر گئے اور بمقام جرف
مین قیام کیا اس اثنا مین خبر پہونچی کہ بعض قبایل عرب کے مرتد ہوکر چاہتے ہین کہ
مدینہ منورہ پر تاخت کرین یہ خبر سنکر ایک جماعت صحابہ نے حضرت ابوبکر رضہ سے
عرض کیا کہ ایسے وقت مین لشکر کثیر کو اس مہم دور دراز پر روانہ کرنا صلاح وقت نہین
ہے کہ اعراب صحرائی مدینہ کو خالی جانکر مبادا شورش کرین جس سے فتنہ عظیم برپا ہو
اور اہل مدینہ کو نقصان پہونچائین یہ صلاح حضرت ابوبکر رضہ نے ہرگز قبول نفرمائے
اور کہا کہ اگر بسبب روانہ کرنے لشکر اسامہ کے یہ مین جانون کہ ہملوگ مدینے مین طعمہ
درندون کا ہون گے تب بھی خلاف فرمان حضرت رسول خدا کے نکرونگا لیکن
حضرت اسامہ سے درخواست کی کہ حضرت عمر رضہ کو اجازت دیجیے کہ میرے پاس رہین

اور محافظت مدینہ اور شورہ مین بھی شریک رہین غرض حضرت عمر رضہ حضرت اسامہ کی اجازت
سے حضرت ابوبکر رضہ کے پاس واپس آگئے اور غرہ ربیع الآخر کو اسامہ کوچ کر کے طرف
موضع ابنی کے متوجہ ہوئے ابنی ایک موضع ہے سرحد شام مین کہ زید بن ثابت اوس
جگہ شہید ہوئے تھے اصل حقیقت یہ ہے جو روضۃ الصفاد روضۃ الاحباب وحبیب السیر
ملا معین و دیگر تواریخ معتبرہ شیعہ وسنی مین موجود ہے - اور اگر وجہ دوسری ہے یعنے
تخلف رفاقت اسامہ سے پس اوسکے بھی چند جواب ہین - اول یہ کہ بادشاہ وقت
جسوقت متعین کرے کسی شخص کو کسی لشکر پر اور پھر اوس شخص کو اپنے حضوری کے
خدمت پر مامور کرے صریح یہ امر دلالت کرتا ہے اسبات پر کہ اوس شخص کو اوس
کام سے موقوف کیا اور اوس خدمت سے مستثنےٰ کیا اور حکم اول منسوخ ہوا اور
اسجگہ پر ایسا ہی امر واقع ہوا اسواسطے کہ آنحضرت صلعم نے ابتدا سے مرض مین اس
لشکر کو علیحدہ فرما کر ہمراہ اسامہ کے ابوبکر رضہ کو متعین کیا اور جب مرض نے طول کھینچا
اور اسامہ اور اون کے تابعین نے کوچ کرنے مین توقف کیا ابوبکر رضہ کو آنحضرت صلعم
نے خدمت امامت نماز پر نائب اپنا کیا اور اس مہم عظیم پر مشغول فرمایا حتے کہ جناب
رسول اللہ صلعم نے وفات فرمائی پس تعیناتی ابوبکر رضہ کے موقوف ہوگئے تھے
جانا اور نجانا ابوبکر رضہ کا ہر دو برابر رہا او - احکام شریعت سے ثابت ہے کہ ابتدا
جہاد فرض کفایہ ہے اور سامان لشکر اسامہ کا بھی اسی قبیل سے تھا پس ترک
خروج حضرت ابوبکر رضہ کا ساتھ لشکر اسامہ کے کسی صورت سے لازم نہین آتا اور
دفع کرنا فتنہ کفار اور مرتدون کا مدینہ سے فرض عین تھا اگر اسکو چھوڑ دیتے ترک فرض
لازم آتا تھا پس ابوبکر رضہ نے فرض کفایہ کو واسطے ادا کرنے فرض عین کے ترک
کیا یہ ہے حکم شرعی خاص کر جب کہ تمام لشکر نے حسب تجویز و تحریص حضرت ابوبکر رضہ کے
خروج کیا تو ثواب ان سب کا ابوبکر رضہ پر عاید ہوا اور وہ فرض بالکفایہ بھی ابوبکر رضہ کے

نام رکھا گیا جواب دیگر اینکہ تعین اشخاص معین کا واسطے جہاد کسی سمت کے ہمراہ کسی امیر کے
مقدمہ سیاست مدنی سے ہے کہ انتظام اوسکا ذمہ رئیس وقت کے لازم ہے نہ کہ احکام
منزلہ خداوند عالم سے اور جبکہ آنحضرت صلعم نے وفات پائی سیاست مدنی متعلق
حضرت ابوبکر رض کے ہوئی پس یہ کام بھی متعلق حضرت ابوبکر رض کے ہوا اسکو چاہین
ہمراہ اسامہ کے متعین فرماوین اور جسکو چاہین پاس اپنے رکھین چاہے خود جائین
چاہے نجائین مثلاً ایک بادشاہ کسی لشکر کو کسی جانب متعین کرے اور اثنا تہیہ اسباب
سفر اور استعداد مہم مین وہ بادشاہ وفات پائے اور بادشاہ ثانی اوسکے جگہ مقرر
ہو پس بادشاہ جدید مستحق اس امر کا ہے کہ جس شخص کو چاہے اشخاص متعینہ مین سے
اپنے پاس رکھے اسواسطے کہ اب انتظام ملک اوسکے ذمہ ہے وہ صلاح ملک و دولت
اسمین دیکھتا ہے اسقدر تصرف مین مخالفت بادشاہ اول کی یا نافرمانی اوس کے
حکم کی لازم نہین آتی البتہ مخالفت اوسوقت ہوتی ہے کہ جب بجائے اوس امیر کے
دوسرا امیر مقرر کرے یا اوس مہم کو چھوڑ دے یا دشمنان بادشاہ اول سے صلح کرے
غرض کہ امورات جزئیہ اور مصالح وقتیہ ملک و دین کے متعلق بصواب دید رئیس وقت
کے ہین ایسے امورات مین اوسکو موافق اپنے سلے اور سمجھ کے کام کرنا جائز ہے اور
پیغمبر صاحب صلعم کا حکم ان امورات مین ہرگز باب تشریع اور وحی سے نہین ہے ـ
لعن اللہ من تخلف منہا یہ جملہ ہرگز کتب اہل سنت مین موجود نہین
ہے اور بالفرض اگر صحیح بھی ہو تو معنی اوسکے یہ ہین کہ اسامہ رض کو تنہا چھوڑ دینا اور مہم
رومیون سے واسطے انتظام دینی عارضہ کے پہلوتہی کرنا حرام ہے ـ اور ظاہر ہے کہ
حضرت ابوبکر رض نے جو اہتمام وہی اس لشکر کے سامان کے جمع کرنے مین کیا وہ کسی
دوسرے سے نہو سکا اگر وہ خود تشریف لیجاتے تو مہورت کے وقت ہر طرح کی مدد کون
کرتا مدد کے سلئے اور فوج و سامان [illegible] وقت کے کام کیونکر چلتے

الحاصل خلیفہ اول جان و مال سے لشکر میں شریک تھے اونکے نسبت یہ خیال کرنا کہ وہ لشکر اسامہ
سے الگ رہے صاف بے عقلی ہے اونکی شرکت بہ نسبت پہلے زمانے کے ہزار درجہ زیادہ
تھی اگر کسیکو عقل ہے ورنہ سے چشم بداندیش کہ برکندہ باد۔ قَالَ الشَّهْرَسْتَانِيُّ فِي الْمِلَلِ
وَالنِّحَلِ اِنَّ هٰذِهِ الْجُمْلَةَ مَوْضُوْعَةٌ فِيْ مَعْنَاهُ ترجمہ کہا شہرستانی نے ملل ونحل
میں بتحقیق یہ جملہ بنایا ہوا ہے۔ اور بعض فارسی نویسون نے کہ اپنے کو محدثین اہل سنت
کا شمار کیا ہے وہ اپنے کتب سیر میں اس جملہ کو لائے ہین مگر یہ واسطے الزام اہل سنت
کے کفایت نہین کرتا کس واسطے کہ اعتبار اہل سنت کا اون احادیث پر ہے جو محدثین کے
کتب مستند میں پائے جاتے ہین کہ اوسپر حکم صحت کا ہے اور حدیث بے سند نزدیک
اہل سنت کے شتر بے مہار کہ ہرگز اوسپر کان نہین دھرتے جواب تیسرا یہ ہے
کہ حضرت ابو بکر رضہ بعد رحلت حضرت رسول خدا صلعم کے ایک حال سے دوسری حالت
پر ہو گئے پہلے احاد مومنین مین سے تھے پھر خلیفہ ہو گئے اور بجائے پیغمبر صلعم کے بیٹھے
جب کسی شخص کو انقلاب منصب ہوتا ہے تو حکم شرع اوسپر اوسے منصب کے احکام
جاری ہوتے ہین نہ احکام سابقہ مثل الصَّبِيِّ اِذَا بَلَغَ وَالْمَجْنُوْنِ اِذَا اَفَاقَ وَالْمُقِيْمِ
اِذَا سَافَرَ وَالْمُسَافِرِ اِذَا اَقَامَ وَالْعَبْدِ اِذَا اُعْتِقَ وَالرَّعِيَّةِ اِذَا اسْتَاَمَرَ وَالْعَامِيِّ اِذَا قُلِّدَ
الْقَضَاءَ وَالْفَقِيْرِ اِذَا صَارَ مَلِيًّا وَالْغَنِيِّ اِذَا صَارَ فَقِيْرًا وَالْجَنِيْنِ اِذَا وُلِدَ وَالْحَيِّ
اِذَا مَاتَ وَالْقَرِيْبِ اِذَا مَاتَ الْاَقْرَبُ مِنْهُ فِي الْعُصُوْبَةِ وَالْاَمْرُ صَارَ اِلَى الْغَيْرِ وَلَهُ عَلَى التَّظَاهُرِ
ترجمہ مثل نابالغ لڑکے کے جب وہ بالغ ہو جاوے اور دیوانے کے جب وہ اچھا ہو جاوے اور مقیم کے
جب کہ سفر کرے اور مسافر کے جبکہ قیام کرے اور غلام کے جبکہ آزاد ہو جاوے اور رعیت کے
جبکہ امیر ہو جاوے اور عامی ان پڑھ جبکہ قاضی بنایا جاوے اور محتاج جو کہ مالدار ہو جاوے اور مالدار
جبکہ محتاج ہو جاوے اور پیٹ کا بچہ جب پیدا ہو اور زندہ جب مر جاوے اور قریب جبکہ رشتہ دار جب
اوسکا قریب مر جاوے ولایت عصوبت مین اسکے علاوہ اور بہت ایسی ہی انظائر ہین

ایسی ہی صورتون کے پس جبکہ حضرت ابوبکر رض خلیفہ پیغمبر خدا او بجاے اونکے ہوے اونکو ہمراہ اسامہ کے کسواسطے جانا چاہیئے تھا کیونکہ اگر حضرت رسول خدا صلعم زندہ ہوتے نہ خود جاتے اور نہ قصد جانیکا رکھتے تھے البتہ سامان کردینا لشکر کا یہ کام پیغمبر خدا صلعم کا تھا وہی ذمہ حضرت ابوبکر رض کے ہوا سو اوسکا بندوبست کردیا جواب چوتھا۔ یہ ہے کہ یہ دو ایک طعن کہ حضرت ابوبکر رض اور اونکے امثال پر شیعہ لوگ روایات اہل سنت وجماعت سے ثابت کرتے ہین اول تو ثابت ہی نہین ہوتے اور بالفرض اگر ثابت بھی ہون تو تمام آیات قرانی واحادیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم واخبار ائمہ کرام جو کتب شیعہ مین بھی بسند صحیح مروی ہین ایک پلہ ترازو مین رکھیے اور ان دو مین طعن مفروضہ کو دوسرے پلے مین اور پھر وزن کیجیے اور خدا کو حاضر وناظر سمجھکر زبان کھولیے کیا کوئی شخص جسکو کچھ بھی عقل ہوگی اور خدا کا خوف بھی کچھ اوسکے دلمین ہوگا وہ قرآن مجید اور ائمہ معصومین کے کلام کو جھوٹا کہیگا اور شیعہ کے اعتراضونکو صحیح جانیگا مسلمانو ذرا انصاف سے بیان فرماؤ جواب پانچوان یہ ہے کہ نزدیک شیعہ کے امر پیغمبر ہمیشہ براے وجوب کے نہین ہوتا کما نقل علیہ المرتضی فی الذریعۃ العدۃ پس اگر اسامہ کے ہمراہ جانے مین بالخصوص حضرت ابوبکر رض کے نسبت امر صریح بھی ثابت ہو تو جاوین تو بھی کوئی خلل ظاہر نہین ہوتا اسواسطے کہ یہ امر شاید واسطے ندب کے ہو اور ترک امر ندب معصیت نہین ہی رہگیا جملہ لعن اللہ من تخلف عنہا پس یہ جملہ کتب اہل سنت مین موجود نہین ہے تاکہ محتاج جواب کے ہوی اور اگر بالفرض موجود بھی ہو تو لفظ من عام ہے نزدیک حضرات شیعہ کے۔ جیسا کہ انہون نے اپنے کتب اصول مین تصریح کی ہے پس اس صورت مین حضرت امیر اور تمام خاندان موجود ہ بھی اس وعید مین شریک ہوجائینگے جو انکی طرف سے جواب ہوگا وہی حضرت ابوبکر رض کے طرف سے بھی ہوگا۔ اگر کوئی کہے کہ وعید متعینان اسامہ کے

ساتھ بالخصوص ہے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ جَھِّزُوْ جَیْشَ اُسَامَۃَ یہ خطاب متعینان کے ساتھ نہین ہو سکتا کیونکہ تجہیز و سامان کرنا لشکر اسامہ کا بعینہ لشکر اسامہ کو فرمانا کلام بے معنی ہے پس یہی ٹھہرا کہ یہ خطاب عام ہے واسطے جمیع مسلمین کے تجہیز لشکر اسامہ کے لیئے۔ اور جملۂ لعن اللہ بھی ساتھ اسی کلام کے مذکور ہے پس خصوصیت ساتھ متعینون کے نہین رکھتا جواب یہ ہے کہ مخالفت حکم خداوند عالم بلا واسطہ نزدیک شیعون کے حضرت آدم اور حضرت یونس علیہما السلام سے بلاشبہہ ثابت ہے جیسا کہ باب نبوت مین مذکور ہوا اگر رسول کے ایک حکم کے خلاف امام نے بھی کیا ہو تو کیا اندیشہ کیونکہ امام نایب نبی ہے اور نایب کیسا ہی بہتر ہو منیب سے پھر بھی کمتر ہی ہوگا طعن چوتھا یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے کبھی ابوبکر رض کو ایسے کسی کام پر کہ اقامت دین اور شرع متین سے تعلق رکھتا ہو امیر نہین کیا اور جو کہ قابل ولایت ایک امر کے مسلمانون پر نہو لایق ولایت عام مسلمانون کے کیونکر ہو سکتا ہے جواب اس طعن کا کئی طور سے ہے اول یہ کہ یہ دعوی دروغ محض اور بہتان صریح ہے باجماع اہل سیر کی تواریخ مین شیعہ اور سنی سے ثابت ہے کہ بعد از شکست جنگ احد پیغمبر خدا صلعم کو خبر پہونچی کہ ابو سفیان بعد مراجعت کے نادم ہو کر چاہتا ہے کہ مدینہ منورہ پر چڑھ آوے کر کے حضرت رسول خدا صلعم نے اوسکے مقابلے کیواسطے حضرت ابوبکر صدیق رض کو رخصت فرمایا اور حضرت ابوبکر رض اون لوگون کے مقابلے مین مشغول ہوئے سنہ چہارم ہجری مین جنگ بنی نضیر مین ایک رات ابوبکر صدیق رض کو امیر لشکر کا فرما کر آپ طرف دولت خانہ کے تشریف فرما ہوئے۔ اور سال ششم ہجری مین جب جنگ بنو لحیان پیش آئی اور اوس قبیلہ کے لوگ خبر آمد آنحضرت صلعم کی لشکر سمیت پاکر پہاڑ پر چڑھ گئے حضرت رسول خدا صلعم نے دو ایک روز اونکے مقام پر قیام فرما کر چھوٹے چھوٹے گروہ لشکر کے اطراف وجوانب مین روانہ کیے منجملہ اوسکے ایک گروہ ابوبکر ری

حضرت ابوبکر رضہ کے کراع الغمیم کیطرف روانہ کیا گیا اور غزوۂ تبوک مین پیغمبر خدا صلعم کا یہ
حکم شرف نفاذ پایا کہ لشکر فتح اثر باہر مدینہ منورہ کے بمقام ثنیۃ الوداع جمع ہوا ور امیر اوس
لشکر کے ابوبکر رضہ ہون اور انتظام اور موجودات لشکر حسب مرضی حضرت ابوبکر رضہ کے منور
ہے - اور جنگ خیبر مین بوقت محاصرۂ قلعہ جناب رسول خدا صلعم کو درد نیم سر عارض ہوا
انحضرت صلعم نے ابوبکر کو اپنا نائب فرماکر واسطے فتح قلعہ کے روانہ فرمایا اوس روز کیسی
سخت جنگ حضرت ابوبکر رضہ نے کی اور سال ہفتم مین ابوبکر رضہ کو امیر کر کے بنی کلاب
پر روانہ کیا اور سلمہ بن الاکوع مع اپنے رسالی کے ہمراہ ابوبکر رضہ کے متعین کئے گئے اور
بنی کلاب سے جنگ کی بعضون کو قتل کیا اور بعضون کو گرفتار کر کے ہمراہ لائے - اور
بنو فزارہ پر بھی امیر لشکر ابوبکر رضہ تھے چنانچہ حاکم سلمہ بن الاکوع سے روایت کرتے ہین
اَمَّرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَابَکْرٍ فَغَزَوْنَا مَاسًا مِّنْ
بَنِیْ فَزَارَۃَ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنَ الْمَاءِ اَمَرَنَا اَبُوْبَکْرٍ فَعَرَّسْنَا فَلَمَّا صَلَّیْنَا الصُّبْحَ
اَمَرَنَا اَبُوْبَکْرٍ فَشَنَنَّا الْغَارَۃَ اِلٰی اٰخِرِ الْحَدِیْثِ ترجمہ امیر کیا رسول خدا صلعم نے
ابوبکر رضہ کو پس جہاد کیا ہم لوگون نے قوم بنی فزارہ سے اور جسوقت پہونچے ایسی جگہ مین
کہ جہان پانی تھا حکم کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہم لوگونکو کہ رات گذارو وہین پس قیام کیا
ہمنے وہان شب بھر جب نماز صبح کی پڑھ چکے تو حکم کیا ہم لوگون کو لڑائی کا پس ہمنے دشمن
پر چھاپہ مارا اخر حدیث تک - اور کتاب معارج و حبیب السیر مین مذکور ہے کہ بعد
غزوۂ تبوک کے ایک اعرابی نے خدمت مین جناب پیغمبر خدا صلعم کے حاضر ہوکر عرض کیا
کہ ایک قوم اعراب سے مقام وادی الرمل مین مجتمع ہوکر قصد شبخون کا رکھتی ہے جناب
پیغمبر خدا صلعم نے نشان اپنا ابوبکر رضہ کو دیا اور امیر لشکر کا کر کے اوس جماعت پر روانہ
فرمایا - اور جب درمیان بنی عمرو بن عوف کے خانہ جنگی واقع ہوئی اور جناب رسول
خدا صلعم کو بعد نماز ظہر خبر پہونچی واسطے اصلاح کے اونکے محلے مین تشریف لے گئے اور

حضرت بلال رضہ کو فرمایا کہ اگر وقت نماز آجاوے اور ہم واپس نہ آوین تو ابوبکر سے کہنا کہ نماز جماعت پڑہا وین چنانچہ وقت نماز عصر کا ہوا اور جناب رسول خدا صلعم واپس نہ آئے تو حضرت ابوبکر رضہ نے مطابق حکم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت امیر اور تمام اہل بیت و صحابہ کو نماز عصر پڑہائے سال نہم مین جب حج فرض ہوا اور جانا جناب رسول خدا صلعم کا بباعث بعض امور کے موقوف رہا ابوبکر رضہ کو امیر حاج کر کے واسطے ادائے حج کے ساتھ جماعت کثیر صحابہ کے مکے کو روانہ فرمایا کہ وہان امام ہوکر مراسم حج مین مشغول ہون اور خلائق کو قواعد اس عبادت کبری کے آگاہ کرین اور تفویض امامت نماز ابوبکر رضہ کو آنحضرت صلعم سے مرض موت مین شب پنجشنبہ سے صبح دوشنبہ تک اسقدر مشہور ہے کہ حاجت اوسکی بیان کے نہین ہے - اب ذرا تامل کرنا چاہیے کہ احکام دین جو تعلق امیر اور رئیس سے رکھتے ہین یہی تین کام ہین اول جہاد دوم حج سوم نماز ان تینون احکام دین مین حضرت رسول خدا صلعم نے اپنے سامنے ابوبکر رضہ کو نائب اپنا کیا اب کون کام دین کا باقی رہگیا کہ ابوبکر رضہ اوسکی لیاقت نہ رکھتے تھے - دوسری ہمنے مانا کہ کبھی پیغمبر خدا صلعم نے کسی کام پر ابوبکر رضہ کو امیر نہین کیا لیکن اس سبب سے کہ اونکو وزیر اور مشیر اپنا جانتے تھے اور بلا موجودگی اور مشورہ اونکے کوئی کام دین کا سرانجام نہین پاتا تھا اور ہمیشہ سے رسم اور عادت بادشاہون کے یہی رہی ہے کہ امرا اور وزرائے کبار کو عملداری اور فوجداری پر نہین بھیجتے تھے اور لڑائی پر فوج کا امیر نہین کرتے تھے کیونکہ عمدہ کام حضوری کے ان کے نہ موجود ہونے مین ابتر ہوتے تھے اور اس وجہ کو خود جناب حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے - حاکم نے حذیفہ بن الیمان رضہ سے روایت کی ہے - کہ سنا ہے مین نے زبان مبارک حضرت رسول خدا صلعم سے کہ فرماتے تھے کہ مین چاہتا ہون کہ لوگونکو طرف ملکون کے دور دور واسطے تعلیم سنن و فرائض اسلام کے روانہ کرون جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے اپنے اصحابون کو روانہ کیا تھا

حضار مجلس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اس قسم کے لوگ آپکے پاس موجود ہین شل ابوبکر اور عمر
و عثمان رض کے جناب پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا اِنَّہٗ لَا غِنٰی بِیْ عَنْھُمَا اِنَّھُمَا
مِنَ الدِّیْنِ کَالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ ترجمہ تحقیق کہ کام میرا نہین اجرا ہو سکتا بدون
انکے بتحقیق یہ دونون شخص دین مین ہین واسطے میرے بجاے شنوائی اور بینائی
کے اور بھی جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ مجکو اللہ تعالی نے چار وزیر عنایت
فرمائے ہین دو وزیر اہل زمین سے ابوبکر او عمر اور دو وزیر اہل آسمان سے جبرئیل اور
میکائیل سے تیسرے کسی کام پر بھیجنا باعث عدم لیاقتی کے ہو تو ضرور لازم آتا ہے معاذ اللہ
من ذلک کہ حضرت امام حسن و امام حسین علیہما السلام بھی لائق امامت کے نہ تھے کیونکہ
کہ حضرت امیر عم نے بھی ان دونون حضرات کو کسی جنگ اور کسی کام پر متعین و روانہ
نہین فرمایا اور اونکے برادر علاتی حضرت محمد بن حنیفہ رح کو بارہا مامور فرمایا ہے تھے کہ
لوگون نے حضرت محمد بن حنیفہ رح سے دریافت کیا کہ آپکے والد ماجد آپکو ہر ایک جنگ اور
مقام خطرناک پر روانہ فرماتے ہین اور آپ کے برادران حضرت امام حسن و امام حسین
علیہما السلام کو نہین روانہ کرتے اور اپنے سے جدا نہین فرماتے اسکا کیا باعث ہے
انجناب منصف مزاج عادل خصال نے جواب دیا کہ حسنین اولاد مین میرے پدر بزرگوار
کے مثل دو آنکھون کے ہین جسم انسان مین اور دیگر اولاد مثل ہاتھ اور پاؤن کے
ہین پس جب تک کہ ہاتھ اور پاؤن سے کام انجام ہو آنکھون کو کیون رنج دینا
چاہیے بلکہ یہ امر طبعی ہے کہ جب آنکھون پر کوئی صدمہ یا آفت پہونچنے کو ہوتی ہے تو
ہاتھونکو اوسکا سپر بناتے ہین اگر حضرت شیعہ چشم انصاف سے دیکھو تو تمہاری کتابون
مین حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی وہ وہ شجاعتین تحریر ہین کہ اوس زمانہ
تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایسی شجاعت مشہور نہ تھی بلکہ شجاعان کفار باوجودگی
شیخین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مقابلہ کرنے مین اپنی ننگ سمجھتے تھے اور شیخین

کہ اے علی ہم تمسے لڑنے مین شرماتے ہین اور تم تجربہ کرنے مین ہمکو ترس آتا ہے تم
لوٹ جاو کیونکہ بچے ہو ہمارے مقابلے کے لائق نہین اور لوگونکو جو تمہارے لشکر
مین بڑے بڑے شجاع ہین اونکو ہمارے مقابلے کیواسطے بھیجو خصوصًا ہماری آنکھ
کہ ابوبکر یا عمر جو بڑے نامی شجاع ہین اون مین سے ایک کو ہمارے مقابلے کو روانہ کرو
ملا رفیع الدین باذل کتاب حملۂ حیدری مین کیا لکھتے ہین جسوقت حضرت علی کرم الله
عمرو عبدود سے مقابل ہوئے اوسنے کیا کلام کیا ۔ بدو گفت عمرو ای دلاور
جوانی و از عمر ناخوردہ برہ ترا نیست ہنگام پرخاش و کین ٭ دلم از برایت بسوزد همین
ز خویش و تبار تو ہستند نیز ٭ بسے نام جوئیدۂ باستیز ٭ جہان را بسر بردہ با عیش و کام
کہ من جملہ را اے شناسم بنام ٭ دگر من چنین داشتم در نظر ٭ کہ بهکر آید دگر یا عمر
تو برگرد و بفرست از انها یکے ٭ کہ با من بگردد بدشت اندکے ٭ اب ذرا انصاف کرو
کہ تمہارے مذہب کا مورخ یہ کیا لکھتا ہے ایہا المومنین کیا یہ اشعار تمکو حملۂ حیدری مین
نہین نظر پڑتے یا دیکھتے ہو اور بباعث نام نامی حضرات شیخین کے کہ ان اشعار
سے لکھے ہین نہین پڑھتے ایسے مقام پر سوا اسکے اور کیا کہا جاے شعر اگر نہ بیند بروز شپرہ چشم
مین تو پہر دن بھی رات ہے۔ اسمین قصور کیا ہے بہلا آفتاب
طعن پانچوان یہ ہے کہ ابوبکر نے عمر بن الخطاب کو متولی تمام امور مسلمین کا کر کے
خلیفۂ امت رسول الله صلعم کا کیا حالانکہ حضرت رسول خدا صلعم کیوقت مین ایک سال
عمر بن الخطاب خدمت اخذ صدقات پر مقرر تھے پھر معزول اوسکے گئے اور معزول شدہ
کو مقرر کرنا مخالفت پیغمبر کی کرنا ہے جواب حضرت عمر رض کو معزول سمجھنا کمال بے
عقلی ہے کیونکہ اگر کسی شخص کو کسی کام پر متولی کرین اور وہ کام اوسکے ہاتھوں
انجام ہو جائے اور تولیت اوسکی تمام ہو تو اوس شخص کو یہ نہ کہین گے کہ وہ
تولیت سے معزول اور موقوف کیا گیا اور انقطاع تولیت حضرت عمر رض کے ا

قبیل سے تھے کہ کام اخذ صدقات کا انجام ہو گیا تھا تو تولیت بھی حضرت عمرؓ کے ختم ہو گئی اگر اسی کو عزل کہتے ہین تو لازم آتا ہے کہ ہر نبی بعد موت کے اور ہر امام بعد وفات کے معزول سمجھا جاے جواب دوسرا قبول کیا ہمنے کہ حضرت عمرؓ معزول کردہ پیغمبر خدا صلعم کے تھے لیکن مثل حضرت ہارون علیہ السلام کے کہ بعد واپسی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور سے خلافت اون کی معزول ہوئی مگر چونکہ بالاستقلال نبی تھے اس عزل سے اون کی لیاقت امامت مین کچھ نقصان نہین کیا اسیطرح حضرت عمر بن الخطاب رضؓ کو کہ اون کے حق مین حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا لَوْ کَانَ بَعْدِی نَبِیًّا لَکَانَ عُمَرُ ترجمہ اگر ہوتا بعد میرے کوئی پیغمبر ہر آئینہ ہوتے عمر پس اس عزل نے لیاقت حضرت عمرؓ مین نقصان نہین کیا جواب تیسرا مخالفت پیغمبر صلعم کی یہ ہے کہ جس امر سے آپ منع فرماوین وہ کیا جاوے نہ یہ کہ آپ کے معزول کے مقرر کرنے مین پس اگر پیغمبر خدا صلعم مقرری عمرؓ سے منع فرماتے اور ابو بکرؓ اون کو مقرر کرتے البتہ مخالفت لازم آتی اور جبکہ یہ امر واقع نہوا مخالفت کہان سے پیدا ہوئی اور اگر کرنا اوس امر کا جو کہ انحضرت صلعم نے نہین کیا مخالفت انحضرت صلعم کی ہووے تو لازم آتا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے جنگ حضرت عائشہ رضؓ مین مخالفت رسول خدا کے کی معاذ اللہ من ذلک

طعن چھٹا یہ ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے ابو بکر اور عمر کو تابع عمرو بن العاص کا کیا اور عمرو بن العاص کو انپر امیر کیا اور اسی طرح اسامہ رضؓ کو ان لوگون پر امیر اور سردار کیا تھا اگر ان لوگون کو لیاقت ریاست کی ہوتی یا اسبات مین افضل اور بہتر ہوتے تو کیون انکو سردار اور دوسرون کو انکا تابع نہ کیا جواب اس طعن کا کئی طرح پر دیا ہے اول یہ کہ اگر امیر نکرنا انکا عدم لیاقت یا عدم افضلیت پر دلالت کرتا ہے تو ضرور امیر ہی کرنا لیاقت اور افضلیت پر دلالت کرے گا اگر شیعہ معتقد لیاقت

امامت عمرو بن العاص اور اسامہ بن زید کے ہون اور اونکی افضلیت کے قایل ہون سا ب
مین اہل سنت محتاج جواب کے ہونگے ورنہ نہین ۔ دویم یہ کہ کسی مقدمہ خاص مین
امیر کرنا مفضول کا افضل پر کوئی قباحت نہین رکھتا اور کیسکو خاص امیر مقرر کرنے سے
اوسکی امیری افضلیت ولیاقت امامت کبرے پر دلالت نہین کرتی اسواسطے کہ مقدمہ
خاص مین وینا ریاست کا اکثر اوقات کسی خاص مصلحت جزئیہ کے نظر سے ہوتا ہے کہ وہ
مصلحت ہاتھہ سے مفضولان اور کمتران کے انجام پاجاتی ہے بلکہ افضل اور عمدہ سردارون
سے وہ نہین انجام پاتی جیساکچھہ کہ امارت مین عمرو بن العاص کے واقع ہوا کہ وہ ایک
مرد چالاک عالم علم مکر وحیلہ تھے اور اسجگہ منظور یہی تھا کہ حریفون کو مکر وحیلہ سے تباہ کرین
یا یہ کہ مکائد حریفان اور راز وغیرہ سے واقف تھے دوسرے کسی کو یہ واقفیت حاصل
نہ تھی پس گرفتاری چورون کی اور نگرانی صفائی رستون کی اور شب گردی اور فوجداری
ایسے ہی اقسام کے لوگون کو دیتے ہین کیونکہ امراے کبار سے ایسی خدمتین ہرگز انجام
نہین ہوتین چنانچہ جوکام کوتوال کا ہے وہ کوتوال ہی خوب کرتا ہے گورنر جنرل نہین کرسکتا
یا ریاست خاص مین ظلم رسیدہ وغم کشیدہ اور مصیبت زدہ لوگون کی تسلی اور تشفی خاطر منظور
ہوتی ہے جیساکہ اسامہ کے حق مین واقع ہوا کہ اون کے باپ فوج روم اور شام کے ہاتھہ
سے شہید ہوے تھے اگر اونکو امیر فوج کا نکرتے اور اونکے ہاتھہ سے اونکے باپ کا
انتقام نہ لیتے تو اونکا دل ٹھنڈا نہوتا ۔ تیسرے یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو یہ سکھاتے تھے کہ تابعداری مین کیا کیا حاجتین
پیش آتی ہین اور کس کس طرح کی تکلیفین گذرتی ہین تاکہ جب یہ دونو خود حاکم ہون تو تابعین
کی راحت وتکلیف کا خیال رکھین اگر تابعداری کا مزہ نہ چکھین گے تو کیا جانینگے کہ یہ کرنا چاہیے
یہ مانحتی واسطے تعلیم سلیقہ امارت وریاست کے تھی بہنزلہ اوسکے کہ بادشاہان اولوالعزم
جب تک سپہ گری سے امارت وامارت سے وزارت پراور وزارت سے سلطنت پر

نہین پہونچتے مرتبہ بادشاہت کو جیسا کہ اونکا حق ہے نہین جانتے مثل تیمور و نادرشاہ
اور اونکے مانند چنانچہ اب بھی یورپ و ایشیا مین بھی طریقہ جاری ہے کہ شاہزادے
وزیرزادے اول ادنی درجہ کی نوکری کرتے ہین اور پھر بر عہدہ ہا ہو کہاتے کہاتے
آسمان خلافت و وزارت کی سیر کرتے ہین سو خار اتنگاف یہ نہ تراشہا ایک سے
نہین و لیکن نظر نہین ہے تجھے کام کیطرف و پس تربیت حضرت ابوبکر رض و حضرت عمر رض
کے اسطرح پر صریح دلالت کرتی ہے کہ انکے حق مین ریاست عمدہ منظور نظر کرامت اثر
حضرت رسول خدا صلعم کی تھی اور اسی تربیت کے وجہ سے ان دونون حضرات کے
عہد خلافت مین کیسی کچھ ترقی اسلام کی ہوئی کہ سبحان اللہ یہ دونون حضرات اپنے
عہد خلافت مین لشکرون و امیرون کو اسی طرح رکھتے تھے کہ اوس سے بہتر انتظام
متصور ہی نہین ہو سکتا۔ نہ اون کے امرا کو خیال بغاوت اور استقلال کا کبھی ہوا اور
نہ انکے لشکریون کو کاہلی اور سستی اور خیال نافرمانی حکام کبھی ہوا امرا کو لشکر پر اور لشکر کو
امرا اوپر بھروسا رعایا اسطرح سے فارغ البال امن و امان سے رہتے تھے کہ سبحان اللہ
روز بروز غنایم وافی اور فتوح پے در پے ان کو حاصل ہوتی رہتی تھین اور یہ باتین واقفان
فن سیر کے نزدیک اظہر من الشمس و ابین من الامس ہین۔ امورات واقعی مین تشیع
پیش نہین جا سکتا جو کچھ تشیع کا ندرو و غلو ہے وہ امور موہومہ مین ہے کہ اگر ایسا ہوتا
تو خوب تھا اور جو ویسا ہوتا تو بہتر ہوتا طعن ساتوان یہ ہے کہ ابوبکر نے خلیفہ مقرر
کرنے مین آنحضرت صلعم کی مخالفت کی اور قطعاً معلوم ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلعم مصلحت
اور مفسدہ کو خوب سمجھتے تھے اور کمال شفقت اور مہربانی اپنی امت پر فرماتے تھے
کسیکو امت پر خلیفہ مقرر نہین فرمایا ابوبکر نے عمر کو خلیفہ کیا جواب اس طعن کا کئی طرح پر
دیا گیا ہے اول یہ کہ خلیفہ نکرنا آنحضرت صلعم کا امت پر صریح دروغ و بہتان ہے
اسواسطے کہ اہل شیعہ کل قائل ہین کہ جناب رسالت مآب صلعم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ کیا

اگر حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے بھی اتباع سنت اپنے پیغمبر کی کر کے امت پر خلیفہ مقرر کیا تو
مخالفت کہاں سے لازم آئی اور اگر موافق مذہب اہل سنت کی گفتگو کرتے ہیں پس
محققین اہل سنت بھی نماز و حج و جہاد مین قابل خلیفہ مقرر کرنے کے ہین اور صحابہ کرام
کو کہ بغرشناس پیغمبر خدا اور باریک بین و اشارہ و فہم رسول خدا صلعم کی تھے اسیقدر کافی و
وافی تھا اور ابوبکر صدیق رضہ نے اس نظر سے کہ بہت لوگ عرب و عجم سے تازہ اسلام
مین آئے ہین بغیر تصریح اور تنقیص و عہدنامہ کے ان دقایق کو دریافت نہ کر سکینگے
نوشت و خواند براے خلافت حضرت عمر رضہ درمیان مین لاے۔ دوسرے یہ کہ خلیفہ
نکرنا جناب پیغمبر خدا صلعم کا اوس سبب سے تھا کہ بوحی ربانی و الہام سبحانی یقینی جانتے
تھے کہ بعد میرے ابوبکر رضہ خلیفہ ہونگے اور صحابہ کرام اونپر اجماع کرینگے اور سواے
ابوبکر رضہ کے کسیکو دخل نہ دینگے چنانچہ حدیث موجود ہے۔ کما قال علیہ السلام اِلا تقدیما ابی بکر
ترجمہ پس قبول نہ کیا مجھسے لیکن مقدم کرنا ابوبکر کا حدیث دیگر یا بی اللّٰہ و المؤمنون
الا ابا بکر ترجمہ قبول نکریگا خدا ے تعالی اور مسلمان مگر ابوبکر رضہ کو وحدیث
انہ الخلیفۃ من بعدی ترجمہ بہ تحقیق وہی ابوبکر رضہ خلیفہ ہے بعد میرے یہ حدیث
صحاح اہل سنت مین موجود ہے اور اسپر صریح دلالت رکھتی ہے اور جبکہ یہ تیس اصل
تھا تو ضرورت مقرر کرنے خلیفہ اور حاجت لکھنے عہدنامہ کے رفع ہوگئی چنانچہ کتاب صحیح
مسلم مین مذکور ہے کہ مرض الموت مین جناب رسول اللہ صلعم نے حضرت ابوبکر رضہ اور
اون کے فرزند کو طلب فرمایا تھا کہ عہدنامہ خلافت کا لکھا دیوین پھر فرمایا کہ حق تعالی اور
نیز مسلمان خودبخود سواے حضرت ابوبکر رضہ کے دوسرے کو خلیفہ نکرینگے ضرورت تحریر
کی نہین ہے لہذا ملتوی فرمایا بخلاف حضرت ابوبکر رضہ کے کہ اون کو وحی الہی نہ تھی
تا علم قطعی اون کو حاصل ہوتا اور نہ حال لوگون کے طبیعت کا بالیقین معلوم تھا کہ بعد
میرے بلاشبہہ عمر بن الخطاب رضہ کو خلیفہ کرینگے چونکہ وہ اصلح اور مدبر تر است

اور وہ اسکے حق مین خلافت عمر رض کو جانتے تھے اسوجہ سے اونکو ضرور ہوا کہ جو کچھ وہ امت کے
بھلائی کیواسطے بہتر سمجھتے تھے او سپر عمل کرین لہذا ایسا کیا بلکہ شکر ہے خدا کا کہ حضرت ابوبکر رضی
کی رائے صائب نکلی یہانتک کہ اس وجہ سے توکت دین اسلام کی اور ذلت کفار کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کے ہاتھ سے واقع ہوئی کہ کسی نبی کے خلیفہ سے کبھی نہ ہوئی چنانچہ کتب تواریخ میں مشہور ہے
ہین - وجہ تیسری یہ کہ مقرر کرنا خلیفہ کا امر دوسرا ہے اور منع کرنا امر دوسرا ہے مخالفت نبی
صلعم کے او سوقت ہوتی کہ آپ خلیفہ کرنے کو منع فرماتے اور باوجود ممانعت کے ابوبکر رض خلیفہ
مقرر کرتے نہ یہ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسیکو خلیفہ نہین کیا اور ابوبکر رض نے کیا ار
نہین تو لازم آویگا کہ حضرت امیر المومنین برحق علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے جو حضرت امام حسن
علیہ السلام کو خلیفہ مقرر کیا تو مخالفت پیغمبر خدا صلعم کے کی طعن آٹھواں یہ ہے کہ ابوبکر کہتے
تھے اِنَّ لِی شَیْطَانًا یَعْتَرِینِی فَاِنِ اسْتَقَمْتُ فَاَعِینُونِی وَ
اِنْ زِغْتُ فَقَوِّمُونِی ترجمہ تحقیق میرے لیے شیطان ہی کہ آگے آتا ہے میرے
پس اگر براہ راست جاؤن مین اعانت کرو میری اور اگر کجی کرون مین پس راست کرو مجھکو
پس جبکہ قریب شیطان آیا اور راہ راست سے اوسکو بہکایا وہ قابل امامت کے نہین ہے
جواب اس طعن کا اول یہ کہ یہ روایت کتب معتبرۂ اہل سنت مین صحیح نہین ہے
جو اوس سے الزام درست ہو بلکہ خلاف اس روایت کے نزدیک اہل سنت کے صحیح اور
ثابت ہے کہ ابوبکر رض نے اپنے وفات کے وقت حضرت عمر رض کو بلاکر وصیت کی اور
یہ کلمات کہے - وَاللّٰہِ مَا نِمْتُ فَحَلَمْتُ وَمَا شَبَّهْتُ فَتَوَهَّمْتُ وَاِنِّی
لَعَلَی السَّبِیلِ مَا زِغْتُ وَلَمْ اٰلُ جُهْدًا وَاِنِّی اُوصِیکَ بِتَقْوَی اللّٰهِ اِلَی اٰخِرِ الْکَلَامِ
ترجمہ قسم بخدا مین نہین سویا کہ کوئی خواب پریشان دیکھتا ہون مین نہ - اور کسی نے مجھکو
شبہے مین نہین ڈالا کہ وہم کو کام مین لاؤن اور جبکہ مین راہ پر ہون کج نہین ہوا مین
اور قصور نہین کیا مین نے کوشش مین تمکو وصیت کرتا ہون ساتھ تقوی خدا کے تا آخر کلام

بان [illegible] حیات پیغمبر علیہ السلام او تعیین خلافت اپنے کے اول خطبہ جو حضرت ابوبکر رضہ
نے [illegible] یہی خطبہ تھا کہا اے یاران رسول اللہ صلعم کے بعد مین رسول اللہ صلعم کا
خلیفہ [illegible] لیکن جو چیزین کہ خصوصیت پیغمبر صلعم سے رکھتے تہین مجھسے نہ چاہنا اول
[illegible] [illegible] عصمت شیطان سے اور یہ خطبہ اونکا مسند امام احمد و دیگر کتب
اہل سنت مین موجود ہے اور آخر مین خطبہ کے یہ بھی ہے کہ مین معصوم نہین ہون
[illegible] اطاعت میری تمپر اوس امر مین فرض ہے کہ موافق سنت پیغمبر اور شریعت خدا کی
[illegible] غرض اگر خلاف اوسکے تمسے کچھ کہون مین تو قبول نکرنا اور مجھکو مطلع کرنا اور
[illegible] عقیدہ ہے کہ تمام اہل اسلام اوسپر عقیدہ رکھتے ہین پس یہ کلام بھی سراسر
[illegible] ہی انصاف کا ہے۔ چونکہ سب لوگ ریاست پیغمبر صلعم کے خوگر تھے اور ہر ایک
امر مشکل کو وحی الٰہی سے رجوع کرتے تھے اور بسبب عصمت پیغمبر صلعم کے ہر ایک امر وحی
کی بے تامل تعمیل کرتے تھے لہٰذا خلیفہ کو لازم ہوا کہ اون لوگون کو آگاہ کر دے کہ یہ
چیزین خصوصیت پیغمبر صاحب سے رکھتے تھین۔ یُوْجَدُ فِیْهِ فَلَا یُوْجَدُ فِیْ غَیْرِهٖ
ترجمہ پایا جاتا ہے اوسمین اور نہین پایا جاتا اوسکے غیر مین جواب دوسرا یہ کہ
کتب کافی مین حضرت امام جعفر صادق رضہ سے روایت صحیح موجود ہے کہ ہر ایک مسلمان
کے قریب ایک شیطان ہے کہ ارادہ بہکانیکا اوسکے رکھتا ہے۔ اور صحیح حدیث مین
پیغمبر صلعم کے وارد ہے۔ کہ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهٖ قَرِیْنُهٗ
مِنَ الْجِنِّ ترجمہ تم لوگون مین سے کوئی نہین ہے مگر تحقیق معین ہے اوسپر
ایک شیطان۔ جب یہ سنا تو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپکے واسطے بھی
شیطان ہے آپ نے فرمایا بیشک میرے واسطے بھی ہے لیکن حق سبحانہٗ تعالےٰ
نے مجھکو اوسپر غالب کیا ہے کہ اوسکے شر سے مین سلامت رہتا ہون پس جبکہ پیش
آمد شیطان کا قصد اغوا نبوت مین کچھ نقصان نہین کرتا تو حضرت امامت اور خلافت

مین کیونکر نقصان کریگا کیونکہ امام کو متقی ہونا ضروریات سے ہے اور مسلم ہے کہ متقی کو خطرۂ
شیطانی پہونچتا ہے مگر بضرور ہے کہ متقی خبردار ہوجاتا ہے اور اوس خطرۂ شیطانی کے
موافق کام نہین کرتا چنانچہ آیۂ قرآن مجید کے موجود ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّہُمْ
طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَا ھُمْ مُّبْصِرُوْنَ ترجمہ تحقیق جو
لوگ کہ پرہیزگار ہین جب اونکو کوئی خیال شیطان کے طرف سے پہونچتا ہے وہ متنبہ ہوجاتے
ہین پس اوسوقت وہ لوگ بینا ہوجاتے ہین - ہان نقصان امامت مین اوسکو پہونچتا ہے
جو کہ مغلوب اور تابع فرمان شیطان ہوکر زمام اپنے اختیار کے اوسکے ہاتھہ مین دیدیتا ہے
اور موافق ترغیب شیطان کے کام کرتا ہے اور بجلت توبہ و استغفار کر تدارک اوسکا ہے
عمل مین نہین لاتا قولہ تعالےٰ وَاِخْوَانُہُمْ یَمُدُّوْنَہُمْ فِی الْغَیِّ ثُمَّ لَا یُقْصِرُوْنَ
ترجمہ اور برادر اونکے کھینچتے ہین انکو گمراہی مین پس کوتاہی نہین کرتے - یہہ مرتبہ فسق وفجور
کا ہے کہ لیاقت امامت مین بالاجماع خلل ڈالتا ہے اور فسق و فجور سے بلاشک حضرت ابوبکر
ہمیشہ مبرا رہے چنانچہ فریقین کی کتابین اسپر شاہد ہین جواب تیسرا یہ کہ اگر مثل اس
کلام کے ابوبکر رض سے صادر ہوا اور وہ بصدور اس کلام کے منصب امامت سے نگرے کیا عجب
ہے کیونکہ حضرت امیر ع کہ بالاجماع امام برحق تھے اونہون نے بہی اس قسم کے کلام
اپنے یاروں سے فرمائے ہین اور نہج البلاغت کہ نزدیک حضرات شیعہ کے نہایت معتبر کتاب
ہے اوسمین مکرر مروی ہے فَعُوْا قَوْلَہٗ لَا تَکُفُّوْا عَنْ مَقَالَۃٍ بِحَقٍّ اَوْ مَشْوَرَۃٍ
بِعَدْلٍ فَاِنِّیْ لَسْتُ بِفَوْقِ اَنْ اُخْطِیَٔ وَلَا اٰمَنُ ذٰلِکَ مِنْ فِعْلِیْ اِلٰی اٰخِرِ مَا سَبَقَ
نقلہٗ ترجمہ نہ رکو تم حق کہنے سے یا مشورہ دینے سے پس مین نہین ہون برتر اوس
سے کہ خطا کرون اور مین مطمئن نہین ہون اوس خطا سے اپنے فعل مین تا آخر جو کچھہ کہ گذری
نقل اوسکی اور کیا کہہ سکیگا وہ شخص جس نے پارہ الم قرآن مجید سے پڑہا ہو حق مین حضرت
آدم ع اور وسوسۂ شیطانی خاص حضرت آدم کے لئے اور وقوع مراد شیطانی کے ہاتھہ سے

حضرت آدم ع کے کہ باعث نکلنے بہشت سے ہوا حالانکہ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ
حضرت آدم ع خلیفہ تھے قولہ تعالی اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً اور کیا
کہیگا وہ شخص جسنے کہ سورۂ صاد پڑھی ہو حق مین حضرت داود ع کے کہ وہ بنص الہی خلیفہ
تھے قولہ تعالے یَادَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ حالانکہ
بمقدمۂ عورت اوریا کے شیطان نے کس درجہ اونکو تشویش مین ڈالا آخرکار محتاج تنبیہ الہی
اور عتاب کا اوس جناب کو کیا اور نوبت توبہ اور استغفار کے پہونچی - اور کیا کہ سکینگے -
حضرات شیعہ اوس شیعے اور اوخوان کو کہ جسنے صحیفۂ کاملہ حضرت سجاد ع کو دیکھا ہو اور
دعائین انجناب والا کے بگوش ہوش سنے ہون کہ وہ اپنے حق مین کیا فرماتے ہین -
فرماتے ہین قَدْ مَلَكَ الشَّیْطَانُ عِنَانِیْ فِیْ سُوْءِ الظَّنِّ وَضُعْفِ الْیَقِیْنِ وَاِنِّیْ
اَشْكُوْ سُوْءَ مُجَاوَرَتِهٖ لِیْ وَطَاعَةَ نَفْسِیْ لَهٗ ترجمہ تحقیق پکڑا ہے
شیطان نے میری باگ کو بدگمانی اور سستی یقین مین مین نالش کرتا ہون اوسکی
بدہمسایگی سے اور مطیع ہونے نفس اپنے سے اوسکا یعنے شیطان کا - اب اس عبارت
کو اور عبارت ابوبکر رض کو باہم مقابل کرکے تولنا چاہیے اور لفظ یَعْتَرِیْنِیْ وَاِنْ
عصمت م عبارت حضرت صدیق رض کو ایک پلہ ترازوی انصاف مین اور لفظ
مَلَكَ عِنَانِیْ وَطَاعَةَ نَفْسِیْ) عبارت حضرت سجاد ع کو دوسرے پلہ مین
اور قضیۂ حملیہ کو کہ کلام امام مین واقع ہے ملحوظ رکھنا چاہیے کہ دلالت اوپر واقع ہونے
نسبت بالجزم بین الطرفین کے کرتا ہے اور قضیۂ شرطیہ حضرت ابوبکر رض کو بھی نظر غور
وانصاف سے دیکھنا چاہیے کہ باوجود بہکانے شیطان کے بہکانے مین نہ آنا ایک اعلی
درجے کی خوبی ہے اور اسی وجہ سے مومن کامل فرشتون سے افضل ہوگیا ہے کہ ان مین شہوت
ہرگز وقوع طرفین کو نہین چاہتا اور یہ بھی سمجھنا چاہیے - اور سورۂ یوسف سے اول
آیت پارہ وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ

ترجمہ نالے عیب نہیں کہتا ہون مین نفس اپنے کو تحقیق نفس البتہ کرنے والا ہے ساتھ بدی کے لیکن وہ کہ رحم کرے پروردگار میرا اور ملاحظہ کرنا چاہیے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس کلمہ کے کہنے سے منصب امامت سے نکالا چاہیے طعن نوان یہ کہ عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ اِنَّ بَیْعَۃَ اَبِیْ بَکْرٍ کَانَتْ فَلْتَۃً وَقَی اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ شَرَّہَا فَمَنْ عَادَ اِلٰی مِثْلِہَا فَاقْتُلُوْہُ - ترجمہ ملاحظہ کرو کہ تحقیق بیعت ابوبکر رض کی ہوئی تھی اچانک نگاہ بچا لیا اللہ نے مسلمانون کو اوسکے شر سے پس جو شخص بار دیگر کرے مثل اس کام کے پس قتل کر ڈالو اوسکو۔ اور یہی روایت بخاری مین بدوسرے الفاظ سے ہے پس یہ روایت صریح دلالت کرتی ہے کہ بیعت ابوبکر کے دفعتًہ بے مشورہ و بے تامل واقع ہوئی تھی اور بے ثبوت و دلیل کے اون کو خلیفہ کیا تھا لہذا خلافت اون کے قابل اعتبار نہین ہوئی اسی وجہ سے ابوبکر خلیفہ برحق نہ تھے جواب یہ کلام حضرت عمر رض کا جواب مین ایک شخص کے واقع ہے جو کہ اون کے عہد مین کہتا تھا کہ اگر عمر رض کو موت آئی تو مین فلان شخص سے بیعت کرونگا اور اون کو خلیفہ کرونگا کس واسطے کہ ابوبکر رض کے ساتھ بھی ... ایک شخص سے بلا مشورہ و تامل بیعت کی تھی آخر کو یہ مقدمہ کرنا نہین ہوا اور سب مہاجرین اور انصار تابع اوسکے ہوئی اور بخاری مین یہ کلام مذکور ہے بعد اس کلام حضرت عمر رض کے جواب مین اوس سائل کے یہ ہین کہ دو ایک آدمیون کی بیعت سرسری بلا تامل بغیر مراجعت طرف مجتہدین کے اور بغیر مشورہ اہل حل و عقد کے صحیح نہین ہے اور جو کچھ کہ حق مین ابوبکر رض کے واقع ہوا ہر چند کہ یہ بیعت یک بیک اور بغیر تامل اور مراجعت کے ہوئی لیکن وہ اپنے موقع پر ہوئی اور حق دار کو پہنچا کچھ بیجا نہوا اور بسبب ظہور دلائل اون کی خلافت کے کہ وہ امامت نماز اور دیگر قرائن حالیہ و مقالیہ پیغمبر خدا کے کہ ابوبکر رض کے ساتھ آنحضرت فرماتے تھے ہر گونہ افضلیت ابوبکر رض کے تمام صحابہ پر

ظاہر تھے پس اب ہر شخص کو مثل ابوبکر رض کے قیاس کرنا نچاہیے بلکہ اگر دوسرا شخص
اس قسم کی بیعت کرائے تو اوسکو قتل کرنا چاہیے کیونکہ اوسنے جو کچھ واجب ہے تامل اور
اجتہاد اور اجماع اہل حل و عقد سے نکیا اور اہل اسلام مین باعث فتنہ و فساد ہوا اور آخر
مین اس کلام کے نہ شیعہ واسطے ترویج اپنے شبہے کے نقل نہین کیا ہے
یہ لفظ ہے وَاَیُّکُمْ مِثْلُ اَبِیْ بَکْرٍ ترجمہ یعنے کون ہے تم مین مثل ابوبکر رض کی
فضلیت اور خیریت مین اور عدم احتیاج مشورہ مین - پس معلوم ہوا کہ معنی وَقَی اللّٰہُ
شَرَّھَا کی یہی ہین کہ خلافت ابوبکر رض کے ہر چند بلا خلیفہ پرخاش انصار کے بعجلت
بنی ساعدہ کے سقیفہ مین واقع ہوئی اور جو سبب پرخاش کی فرصت مشورون اور مراجعت
طول کے نکلی لیکن بوجہ اس عجالت کے خوف ہوتا ہے کہ بیعت بے موقع ہو یا معاذ اللہ
کوئی نالائق منصب امامت پر مقرر ہو جاتے وہ بعنایت ربانی واقع نہین ہوا حق نے
اپنے مرکز ہی مین قرار پکڑا - ظاہر ہے کہ مراد حضرت عمر رض کی یہ نتھی کہ بیعت حضرت ابوبکر
رض کی صحیح نتھی اور خلافت اونکی درست نہوئی اسواسطے کہ حضرت عمر رض اور حضرت ابو عبیدہ
بن الجراح یہی دو شخص ہین جنھونے کہ سقیفہ مین اولاً حضرت ابوبکر رض کے بیعت کی تھی اونکے
بعد دوسرے لوگون نے اور انھین دونون حضرات نے ابوبکر رض کے حق مین کہا تھا
اَنْتَ خَیْرُنَا وَ اَفْضَلُنَا ترجمہ تم بہتر اپنے ہمسے ہو اور بزرگ ترین ہمسے ہو -
اور ان کے اس کلام کو جمیع حاضرین انصار و مہاجرین نے انکار نکیا بلکہ تسلیم اور قبول کیا
پس بزرگی اور افضلیت ابوبکر رض کے نزدیک جمیع صحابہ کے مسلم الثبوت اور قطعی ہے
اور انصار نے صرف پرخاش اس امر پر کی تھی کہ ایک خلیفہ انصار سے بھی مقرر ہو نہین
کہا تھا کہ ابوبکر رض قابل خلافت کے نہین ہین اور روایت صحیح مین اہل سنت کی کتب
مین ثابت ہے کہ سعد بن عبادہ رض نے بھی ابوبکر رض کے بعد اس جلسے کی بیعت کی اور
حضرت امیر و حضرت زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین نے بھی بیعت ابوبکر رض کے کی ہے اور دو نر

اول کے تخلف کا عذر بیان کیا اور اسبات کی شکایت کی کہ ہمسے مشورہ کیون نہین کیا۔ حضرت ابوبکر رضنے اوس شکایت کے جواب مین پرخاش انصار کی اور عجلت اور لوگون کے اس کام مین بیان کی چنانچہ حضرت امیر اور حضرت زبیر رضنے اسوجہسے عجلت کو پسند اور قبول فرمایا چنانچہ جمیع صحاح اہل سنت مین بشہرت او تواتر ہی ثابت ہے اور اگر ساتھ اس قول حضرت عمر رضکے جو حق مین حضرت ابوبکر رض کی دلیل پکڑتے ہین تو لازم یہ ہے کہ جمیع اقوال حضرت عمر رض کو جو حق مین حضرت ابوبکر رض کے دبارۂ خلافت اون کے وارد ہین دلیل پکڑنا چاہیے اور اون سب اقوال کو اس قول کے ساتھ وزن کرنا چاہئے کہ یہ کلمہ اون دفترون اور طومارون سے کس مقام پر واقع ہوتا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ عمر رض کو معتقد صحت امامت وخلافت کا حضرت ابوبکر رض کا نجاننا ایک طرفہ ماجرا ہے کہ سمجھ مین نہین آتا طعن دسوان یہ کہ ابوبکر کہتے تھے۔ لَسْتُ بِخَیْرِکُمْ وَعَلِیٌّ فِیْکُمْ ترجمہ نہین ہون مین بہترین تمہارا اور علی رض درمیان تمہارے ہین۔ پس اگر ابوبکر رض اپنے اس قول مین سچے تھے تو قابل امامت کے نتھے کیونکہ مفضول باوجود افضل کے لائق امامت کے نہین ہے۔ اور اگر یہ قول اونکا جھوٹا تھا تب بھی قابل امامت کے نہین کیونکہ کاذب فاسق ہے۔ وَالْفَاسِقُ لَا یَصْلُحُ لِلْاِمَامَةِ ترجمہ اور فاسق لیاقت نہین رکھتا امامت کی جواب اس طعن کا یہ ہے کہ اول یہ روایت کسی کتاب مین کتب اہل سنت سے موجود نہین ہے نہ بطریق صحیح کے اور نہ بطور ضعیف کے پہلے اس روایت کو کتب اہل سنت سے پیش کرنا چاہیے بعد اوسکے جواب طلب کرنا چاہیے اور افترا بندی اہل تشیع پر اہل سنت وجماعت کو الزام دینا کمال نادانی ہے۔ دوسرے اگر اس روایت کو ہم موافق کہنے حضرات شیعہ کے قبول بھی کرین تو ہم کہین گے کہ حضرت امام ہمام زین العابدین سجاد رضنے

صحیفۂ کاملہ مین کہ نزدیک حضرات شیعہ کے بطریق صحیحہ متعددہ کے مروی ہی فرماتے ہین
اَنَا الَّذِیْ اَفْنَتِ الذُّنُوْبُ عُمْرَہٗ الخ ترجمہ مین وہ ہون کہ فنا کی گناہون
نے عمر اوسکی اگر امام صاحب موصوف اس کلام مین اپنے صادق تھے تو امامت
کے قابل نہ ہوئے لِاَنَّ الْفَاسِقَ الْمُرْتَکِبَ لِلذُّنُوْبِ لَا یَصْلُحُ
لِلْاِمَامَۃِ ترجمہ تحقیق ایسا فاسق جو مرتکب گناہونکا ہو وہ لیاقت امامت
کی نہین رکھتا - اور اگر کاذب تھے تو بھی لیاقت امامت کی نہ رکھتے تھے کیونکہ کاذب
فاسق ہے وَالْفَاسِقُ لَا یَصْلُحُ لِلْاِمَامَۃِ اور یقیناً حضرات شیعہ اس کلام کا کچھ جواب دینگے
پس وہی جواب بعضے اہل سنت جماعت کیطرف سے حضرت ابوبکر صدیق رض کے حق مین قبول فرماوین اور
تخفیف تصدیع کی کرین - اور اس حدیث مین جسے علماء حضرات شیعہ لفظ اَقِیْلُوْنِیْ اَقِیْلُوْنِیْ
ترجمہ بیعت سے میری پھیر دو یعنی یاد کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ابوبکر امامت سے استعفا دیتے تھے اور جو امامت
سے استعفا دیوے وہ لایق امامت کے نہین اور طرفہ یہ کہ خود حضرات شیعہ اس
امر کا اعتقاد رکھتے ہین کہ حضرت موسے ع نے رسالت اور نبوت سے استعفا
دیا اور ساتھ حضرت ہارون ع کے مرافقت کے بالفرض اگر استعفا حضرت
ابوبکر رض کا امامت سے ثابت بھی ہوسکے تو مثل حضرت موسی ع کے ہوگا بلکہ اون
سے بھی سبک تر اس واسطے کہ باوجود مخاطبہ جناب باری تعالی کے بلا واسطہ رسالت
اور نبوت سے استعفا دینا سخت قبیح ہے بہ نسبت استعفای امامت کے
کہ بقول حضرات شیعہ کے یہ امامت بہ مصلحت وقت آدمیون نے اونکو دی تھی اور
وہ مصلحت دفع پرخاش نصاری کے اور تنبیہ قتال مرتدین کا اور حفظ مدینہ طیبہ کا فساد
[illegible] اطراف سے تھی پس جبکہ بقول حضرات شیعہ کے وہ منصب نیابت جناب خدا کے نہ تھی آدمیون
کی طرف سے تھی تو اوسکے استعفا مین [illegible] اس واسطے کہ جو منصب کہ
لوگ کسیکو دیوین اوسکا قبول کرنا یا نہ کرنا [illegible] ضروری نہین سمجھے اور

ابتدا مین جو ابوبکر رض نے قبول اس منصب دشوار کو کیا تھا محض واسطے قطع نزاع انصار
کے کیا تھا جبکہ وہ فتنہ رفع ہوگیا چاہا کہ اپکو اس بار گران سے سبکدوش کرین اور
دوسرے پر یہ بار رکھین اور خود فارغ البال ہون اب اس مقام سے معلوم ہوا
کہ موافق روایات حضرات شیعہ کے بھی حضرت ابوبکر رض طامع ریاست و امامت کی
نہ تھے اور اسیوجہ سے سبکدوشی چاہتے تھے اسلئے کہ امامت و خلافت ایک نازک امر ہے
بہت محنت و مشقت اوٹھانے پڑتی مگر تمام مہاجرین و انصار اونکی سبکدوشی کو قبول نکرتے
تھے اور اعلی سے ادنی تک سب لوگون نے بزور و اصرار اس بار خلافت و منصب
امامت کو حضرت ابوبکر رض کے گردن پر رکھا ورنہ یہ حرف زبان پر لانا کیا گنجایش کہتا
اگر بادشاہان زمان کہ نہایت بوڑھے اور ضعیف ہوگئے ہون اور طاقت سلطنت کرنے
کی نرکھتے ہون بلکہ بسبب سخت ضعف پیری کے انکی بینائی و سماعت بھی بالکل زایل
ہوگئی ہو اور کوئی لذت دنیا و سلطنت سواے حکمرانی معدودہ چند کے اونکو حاصل
نہو اگر کوئی اونسے کہے کہ تم اب کاروبار سلطنت اپنے کسی محبوب ترین اولاد کو دیدو
وہ ہرگز منظور نکرینگے بلکہ ایک ایک گانون اور ایک ایک محلے کے رئیسون مین بھی
یہ بخل اور حسد مشاہدہ ہوتا ہے چہ جائیکہ وہ ریاست جو حضرت ابوبکر رض کے ہاتھ آئی
تھی اور عزت دنیا و دین کی اونکو نصیب ہوئی تھی ایسی حکومت عزیز کو از خود ترک
کرنا اور دوسرونکو دینا دلالت کمال استغنا و زہد پر کرتا ہے اور نیز کتب حضرات
شیعہ مین بروایت صحیح ثابت اور مروی ہے کہ حضرت امیر ع بھی بعد از شہادت حضرت
عثمان رض کے خلافت کو قبول نہین فرماتے تھے [illegible]
[illegible] تمام مہاجرین و انصار [illegible]
امیر ع کے [illegible]
ہوگیا [illegible]

یہ کہ حضرت پیغمبر خدا صلعم نے ابو بکر کو واسطے پہونچانے سورۂ برات کے مکۂ معظمہ کو روانہ
فرمایا تھا کہ حضرت جبرئیل ع نازل ہوئے اور کہا کہ سورۂ برات کو ابو بکر سے لیکر بدست حضرت
علی ع کے بھیجے حضرت صلعم نے حضرت علی مرتضی ع کو پیچھے ابو بکر کے روانہ فرماکر فرمایا
کہ سورۂ برات کو ابو بکر سے لیکر آپ خود اہل مکہ کو پڑھ کر سناؤ پس جو شخص کہ قابلیت ادا
کرنے ایک حکم قرآنی کے نرکھتا ہو وہ واسطے ادائے حقوق جمیع خلق اللہ اور ادائے
احکام جمیع شریعت و قرآن کے کیونکر لایق ہوسکیگا اور امام خیال کیا جائیگا جواب اس
روایت مین عجیب خبط و غلطی واقع ہوئی ہے پس یہ کلام مثل اوس شخص کے ہے
کہ جسکا یہ بیان ہے۔ شعر چہ خوش گفتہ است سعدی در زلیخا ٭ الا یا ایہا الساقی
ادر کاسا و ناولہا ٭ یا مثل استفتاے مشہور کے کہ خشن و خشین ہر سہ دختران معاویہ را چہ حکم
است۔ تفصیل اس امر کی یہ ہے کہ روایات اہل سنت کے اس قصے مین مختلف
ہین اکثر روایات اس مضمون کے ہین کہ حضرت ابو بکر صدیق رض کو واسطے امارت حج
مقرر کرکے روانہ کیا تھا نہ واسطے پہونچانے سورۂ برات کے اور حضرت امیر ع کو بعد
[illegible] سورۂ برات نازل ہوے اور نقض عہد مشرکین
اوس مین مذکور ہوا تب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر ع کو پیچھے
سے روانہ کیا کہ تبلیغ اس احکام کے تا نہ کرین پس اس صورت مین عزل حضرت ابو بکر رض کا
اصلا واقع نہوا بلکہ دونون صاحب واسطے دو امر مختلف کے مقرر ہوئے پس ان روایات
مین جو جای تمسک حضرات شیعہ باقی نرہے کہ مدار اوسکا عزل ابو بکر رض ہے [illegible] کہ
جبتک تقریر جب اون کے ثبوت کو نہین پہونچی تو معزولی کیونکر قیاس مین آسکتی ہے اور
بیضاوی اور مدارک اور زاہدی اور تفسیر نظام نیشاپوری و جذب القلوب و شرح
مشکوۃ انہین روایات کو اختیار کرتے ہیں [illegible]
[illegible]

ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے آنحضرت صلعم نے ابوبکر رض کو واسطے پڑھنے اس سورۃ کے حکم کیا تھا
بعد ازان حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو مقرر فرمایا اسمین دو احتمال ہین اول یہ کہ ابوبکر
رض کو اس کام سے معزول فرما کر بجاے اون کے حضرت علی رض کو مقرر فرمایا دوسرا یہ
کہ حضرت علی رض کو شریک حضرت ابوبکر رض کا کیا کہ یہ دونون حضرات اس کام کو انجام
دین چنانچہ روایات روضۃ الاحباب و بخاری و مسلم و دیگر جمیع محدثین اسی احتمال دوسرے
کو قوی جانتے ہین کس واسطے کہ ان لوگون نے باجماع روایت کیا ہے کہ ابوبکر رض نے
ابوہریرہ رض کو روز نحر یعنے قربانی کے ساتھ جماعت دیگر شیعۂ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے
فرمایا کہ منادی کرین لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ ترجمہ
حج نکرے بعد اس سال کے کوئی مشرک اور طواف نکرے خانۂ کعبہ کا کوئی برہنہ پس ان
روایات سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رض اس خدمت سے معزول
نہوے تھے اور نہین تو دوسرے کے خدمت کار مین مداخلت نکرتے اور منادی
کرنے واون کو مقرر نفرماتے پس جبکہ اس صورت مین بھی کسیطرح عزل حضرت صدیق کا
واقع نہوا تو جای گرفت حضرات شیعہ باقی نرہے اب رہا احتمال اول کہ بظاہر لَا يُؤَدِّي
عَنِّي إِلَّا رَجُلٌ مِنِّي ترجمہ ادا نکرے عہد میری طرف سے لیکن ایک مرد
ہم مین سے اوسکو قوت دیتا ہے اور نیز حکم آنسرور صلعم کا ہوا کہ سورۂ براءت کو ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ سے لیکر آپ پڑھین بر تقدیر صحت اس جملہ کے تائید کرتی ہے
پس [illegible] سکتے ہین کہ یہ عزل بسبب عدم لیاقت و قصور قابلیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
کے نہ تھا کیونکہ بالاجماع ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس سال حج سے معزول
نہین ہوے اور جس حالت مین کہ [illegible] حج کے کہ افضل عبادات [illegible]
اسلام [illegible] سکھین اور [illegible] ہے [illegible] کے [illegible]
مسائل [illegible]

اوس انبوہ کثیرہ مین واقع ہوتا ہے پس ایسے کام کے لیئے بہت بڑا صاحب علم اور اجتہاد درکار ہے پس یہہ صفات بہ نسبت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بخوبی ثبوت کامل کو پہونچے پس جبکہ انجام دہی ایسے سخت ومشکل کام کے ثبوت کو پہونچ چکی تو پیام پڑھنے چند آیت کے باواز بلند کہ ہر قاری اور حافظ اوسکو انجام دیسکتا ہے بہ نسبت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کیونکر نہ ثابت ہوگے اور خطبی حضرت ابوبکر رضہ کے اور صفت اقامت حج کے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اوسوقت اوس انبوہ کثیر مین ظہور مین آئے سنن نسائی ودیگر کتب حدیث مین بطریق متعددہ مذکور ہین اور باجماع اہل سیر کے ثابت اور متقرر ہے کہ حضرت علی رضہ اس سفر مین حضرت ابوبکر صدیق رضہ کے اقتدا فرماتے تھے اور پیچھے حضرت ابوبکر رضہ کے نماز پڑھتے تھے اور ارکان اور مناسک حج مین حضرت امیر عم حضرت صدیق رضہ کے متابعت کرتے تھے اور نیز کتب سیر او رحدیث مین صحیح اور ثابت ہے کہ حضرت علی مرتضی عم بعجلت مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور بعجلت تمام نزدیک حضرت ابوبکر رضہ کے پہونچے اور آواز ناقۂ رسول خدا صلعم کے حضرت ابوبکر رضہ نے سنی اضطراب کیا اور گمان لیگئے کہ شاید خود رسول خدا صلعم واسطے ادای حج کے تشریف لائے ہون تمام لشکر کو وہان کھڑا کر کے توقف کیا دیکھا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نظر آئے بعد از ملاقات دریافت کیا کہ امیر اور مامور یعنی کیا آپ امیر ہوکر آئے ہو اور مین امارت سے معزول ہوا یا تم تابع اور مین بدستور امیر ہون حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا کہ مین مامور یعنے تابع ہون بعد اس گفتگو کے ابوبکر رضہ جانب مکہ معہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ روانہ ہوے وپیش از روز ترویہ خطبہ پڑھا اور تعلیم عبادات حج موافق آئین اسلام کے لوگون کو شروع کی پس ضرور یہہ عزل ابوبکر رضہ کا جو کہ در باب تبلیغ چند کلمات قرآنی واقع ہوا کوئی وجہ اسکی ہونی چاہیے سواے عدم لیاقت کے وہ مقصود قابلیت نسکے ورنہ لازم آویگا کہ ابوبکر رضہ ایک امر جلیل القدر مین تو امیر رہے

اوراوس سے سہل ترین کام سے معزول کئے گئے بلاشبہ یہ امر بھی خلاف عقل ہے کہ ہرگز حضرت پیغمبر خدا صلعم سے کہ اعقل ترین مردمان تھے نہین ہوسکتا چہ جائے انکہ حکم آلہی بھی خلاف حکمت نازل ہو معاذ اللہ من ذلک اور اوسکی وجہ یہ ہے کہ عربون کی عادت یہ تھی کہ عہد و پیمان اور صلح وجنگ کی گفتگو اوسی شخص سے کرتے تھے جو بھیجنے والے کا سب سے زیادہ قریب ہو اسلئے آنحضرت نے حضرت امیر کو اس پیام کے ادا کرنے کو مقرر فرمایا اور اگر غور کیا جاے تو سنانا سورہ برات کا انبوہ کثیر مین کہ مقام منا مین واقع ہوا اور بقدر چھ لاکھ آدمیون کے اوس میدان وسیع مین جمع تھے اور پہونچانا آواز کا ہر ایک شخص کے کان مین اور ہر ایک خیمہ اور ہر بازار مین منادی کرنا کیسی کچھ محنت سخت کا کام ہے پس امیر حج سے یہ کام کیونکر ہوسکتا ہے اسواسطے کہ امیر حج مشغول ہے اعمال حج کے خبرداری مین اور لوگونکی حفاظت مین فتنہ وفساد سے اور دیگر تقصیرات حج کے نگہداشت مین پس اس کام کے واسطے دوسرا شخص چاہیے چونکہ یہ کام بھی مہمات عظیمہ سے تھا پس ضروری ہے کہ اس کام کے انجام کیواسطے بھی کوئی شخص مثل ابوبکر رضہ کے عظیم القدر اور بزرگ مرتبہ ہو اسوجہ سے آنحضرت صلعم نے ۔ علی مرتضی عم کو اس کام کے واسطے امیر کیا اور ابوبکر رضہ کو حج پر تا دونون مہم بخوبی اور بارونق سرانجام پاوین اور لوگون کو یہ ثابت ہو کہ دونون کام مقصود بالذات ہین اور اگر یہ کام صرف حضرت ابوبکر رضہ کے منادی پر اکتفا کیا جاتا تو لوگون کو یہ گمان ہوتا کہ عہد و پیمان کا مقدمہ آنحضرت صلعم کے نزدیک چنہان ضروری نہ تھا کیونکہ اس کام کے واسطے کسی شخص کو مستقل مقرر نفرمایا اور اس جگہ پر ایک عمدہ لطیفہ اور بھی ہے کہ بعضے محققین اہل سنت نے ان دو امر مین عجیب نکتہ پیدا کیا ہے نکال کر بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضہ مظہر صفت رحمت الہی تھے اسواسطے اونکے حق مین ارشاد فرمایا ہے [illegible] ترجمہ

رحیم ترین میری امت کا حق مین میری امت کے ابوبکر ہے پس کام مسلمانان کا جو کہ
مورد رحمت الٰہی ہین اونکے حوالے فرمایا اور حضرت علی مرتضیٰ ع کو کہ شیر خدا اور مظہر جلال
و قہر الٰہی تھے اور کافرکشی شیوہ اونکا تھا نقض عہد کافران کو کہ مورد قہر و غضب ہین اون
کے ذمہ کیا تا صفت جمال و جلال الٰہی اوس مجمع عظیم مین کہ نمونہ محشر و مورد مسلمانان اور
کفار تھا ان دونون حضرات سے کہ دونون دو فوارہ دریاے بے پایان صفات
حقانیہ سے ہین جوش مارے اور طرفہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رض اس کام مین بھی
مددگار حضرت علی مرتضیٰ کے تھے اور بخاری مین حضرت ابوہریرہ رض سے روایت موجود
ہے کہ حضرت ابوبکر رض کو بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کام مین شریک کیا چنانچہ ترمذی
اور حاکم مین بروایت ابن عباس رض ثابت ہے کہ كَانَ عَلِيٌّ يُنَادِي فَاِذَا اَعْيٰ
قَامَ اَبُوْ بَكْرٍ فَنَادٰى بِهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ فَاِذَا بُحَّ قَامَ
اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَنَادٰى بِهَا ترجمہ تھے حضرت علی ندا کرتے اور جب تھک
جاتے کھڑے ہوتے ابوبکر اور ندا کرتے اونہین کلمون کو اور جب ابوبکر رض بھی تھک جاتے
تو کھڑے ہوتے حضرت ابوہریرہ رض اور ساتھ انہین کلمون کو ندا کرتے حاصل کلام وجہ عزل حضرت
ابوبکر رض کے یہی تھے کہ نقض عہد کو موافق عادت عرب اظہار کرنا چاہیے تا آئندہ اہل
عرب کو جاے عذر باقی نرہے کہ ہمکو موافق رسم و آئین ہمارے کے نقض عہد پر آگاہ نکیا
جو ہم اپنی راہ نکالتے اور بندوبست کرتے اور یہی وجہ معالم و زاہدی و بیضاوی و شرح
تجرید و شرح مواقف و صواعق محرقہ و شرح مشکوۃ و دیگر کتب اہل سنت مین مذکور و مسطور
ہے [illegible] سے جب پیغمبر خدا صلعم نے حدیبیہ مین بعد مصالحہ اوس انصاری کو کہ
منشی [illegible] تھے واسطے تحریر عہدنامے کے طلب کیا سہیل بن عمرو نے کہ مشرکین کی طرف
سے [illegible] کہا یا محمد چاہیے کہ اس عہدنامہ کو اپنے چچازاد بھائی علی
سے تحریر کرائیے [illegible] مدارج و دیگر کتب سیر مین قصہ

لکھا ہے۔ جواب دیگر ہمنے مانا کہ حضرت ابوبکر رض کو تبلیغ سورۂ برات سے معزول فرمایا لیکن ایسے شخص کو کہ صاحب عدالت ہو اور ہزار ہا جگہ پیغمبر صلعم و آیات قرآنی اسکے عدالت کی گواہی دیتے ہون بجہت مصلحت جزئیہ دلیل نہین ہوتی اوسکے عدم صلاحیت اور ریاست پر خاصکر ایسی حالتین کہ جس کام سے وہ معزول ہوا ہو اوسمین اوسکی کوئی تقصیر او خیانت نہوئی ہو اسواسطے کہ حضرت امیرالمومنین علی رض نے بھی عمر بن ابی سلمہ کو کہ ربیب خاص پیغمبر صلعم کا تھا اور شیعۂ مخلص حضرت امیر سے تھا اور بڑا عابد اور زاہد اور امین اور عالم اور فقیہ اور متقی تھا ولایت بحرین سے معزول فرمایا اور مقام عذر مین اونکو نامہ لکھا جو کہ کتب صحیحہ بلکہ اصح الکتب حضرات شیعہ نہج البلاغت مین موجود ہے۔

اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ وَلَّیْتُ النُّعْمَانَ بْنَ عَجْلَانَ الزُّرَقِیَّ عَلَی الْبَحْرَیْنِ وَنَزَعْتُ یَدَکَ بِلَا ذَمٍّ لَکَ وَلَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکَ فَلَقَدْ اَحْسَنْتَ الْوِلَایَۃَ وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ فَاَقْبِلْ غَیْرَ ظَنِیْنٍ وَلَا مَلُوْمٍ وَلَا مُتَّهَمٍ وَلَا مَاْثُوْمٍ

ترجمہ مین نے والی کیا نعمان بن عجلان زرقی کو بحرین پر اور اوٹھایا ہاتھ تمہارا بدون کسی برائی کے اور بغیر الزام کے اور تحقیق عمدہ طور پر کیا تمنے حکومت کو اور ادا کی امانت اب دست بردار ہو عہدی سے بغیر اوسکے کہ تم پر گمان بد کرنیوالا ہون مین اور تم پر کسی قسم کی ملامت اور تہمت اور گناہ نہین ہے اور بالیقین ثابت ہے کہ عمر بن ابی سلمہ رض نعمان بن عجلان زرقی سے افضل تھے حسب و نسب و دین داری مین اور عہدہ ولایت کو بخوبی سرانجام دیا تھا اور امانت کو کما حقہ ادا کیا تھا اگر ابوبکر صدیق رض لیاقت و قابلیت ادا سے ایک جگہ آیت قرآنی کے نہ رکھتے تھے پھر اونکو امیر حج کا جنید بار کرنا جو عظیم تر ہے ادا سے اس رسالت سے کیا معنی رکھتا ہے اور پیغمبر خدا صلعم سے کہ بالاجماع معصوم تھے کس طرح صادر ہوا طعن بار ہوان یہ ہے کہ ابوبکر رض نے

حضرت فاطمہ عہ کو اون کے باپ یعنے پیغمبر خدا صلعم کے ترکہ مین سے ورثہ نہ دیا تب حضرت
فاطمہ نے کہا اے پسر ابو قحافہ تم اپنے باپ کے میراث لو اور مین اپنے باپ کی میراث
نہ لون یہ کیا انصاف ہے اور بمقابلہ حضرت فاطمہ عہ کے ایک شخص کے روایت پر
کہ خود ہی تھے حجت پکڑی اور کہا کہ مینے رسول خدا صلعم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے ہم
گروہ انبیا سے ہیں نہ ہم کسی سے میراث لیتے ہین اور نہ کوئی ہمسے میراث پاتا ہے
حالانکہ یہ خبر صریح مخالف نص قرانی کی ہے۔ یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ
لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ ترجمہ وصیت کرتا ہے تمکو خدا تعالیٰ حق بین تمہاری
اولاد کے واسطے مرد کے برابر حصہ دو عورتیں کے کیونکہ یہ آیت شریف عام ہی شامل ہے
نبی اور غیر نبی سب کو اور بھی مخالف ہے دوسری نص قرانی کے کہ وَوَرِثَ سُلَیْمَانُ
دَاوُدَ وَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ پس
معلوم ہوا کہ انبیاء وارث بھی ہوتے ہیں اور اونکے ورثا اونسے میراث بھی پاتے ہیں
جواب اس طعن کا یہ ہے کہ ابو بکر رض کے منع میراث حضرت فاطمہ عہ سے محض بوجہ
سننے اوس نص کے تھے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بوجہ عداوت وبغض حضرت فاطمہ
زہرا رض کے مابین دلیل کہ بر تقدیر میراث ازواج مطہرات پیغمبر خدا صلعم کو بھی ترکہ سے
حصہ پہونچا اور حضرت عائشہ رض دختر ابو بکر صدیق رض بھی منجملہ ازواج مطہرات کے تہیں اگر
ابو بکر صدیق رض کو حضرت فاطمہ زہرا رض سے بغض وعداوت تھی تو ازواج مطہرات اور اونکی
باپ بھائیوں سے خصوصاً اپنی لڑکی سے کہ عائشہ صدیقہ تھیں کیا عداوت تھی کہ سب کو محروم
میراث سے کیا۔ اور قریب نصف ترکہ آنحضرت صلعم کے حضرت عباس رض کو کہ عم رسول
اللہ صلعم کے تھے پہونچتا اور حضرت عباس رض ہمیشہ ابتداے خلافت سے حضرت ابو بکر رض
کے رفیق اور مشیر تھے اونکو کیون محروم الارث کرتے اور یہ قول کہ فاطمہ زہرا رض کو ایک شخص
کے خبر پر کہ خود ہی تھے جواب دیا محض جھوٹھہ ہے اسواسطے کہ یہ خبر اہل سنت کی کتابونمین

بروایت حذیفہ بن الیمان اور زبیر بن العوام اور ابو درداء ابوہریرہ اور عباس اور
علی اور عثمان اور عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کے ثابت
ہے اور یہ سب اجلہ صحابہ میں سے ہیں اور انہیں سے بعض بہشت کے مبشر ہیں اور
حذیفہ کے حق میں تو ملا عبداللہ مشہدی نے رسالہ اظہار الحق میں پیغمبر صلعم سے بروایت
بیان کی ہے کہ مَا حَدَّثَکُمْ بِہٖ حُذَیْفَۃُ فَصَدِّقُوْہُ جو حدیث کہ بیان کریں تم سے
حذیفہ بس سچ جانو اور سکو۔ اور ان سب میں علی مرتضیٰ رضا بھی ہیں کہ وہ باجماع شیعہ
معصوم ہیں اور باجماع اہل سنت صادق ہیں گو شیعہ حضرت عائشہ رضا اور ابوبکر صدیق رضا
اور حضرت عمر رضا کی روایت کا اعتبار نکریں مگر حضرت علی مرتضیٰ رضا کے نسبت کیا کہینگے
جو انکے نزدیک معصوم ہیں۔ اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ مَالِکِ بْنِ اَوْسِ بْنِ
الْحَدَثَانِ النَّصْرِیِّ اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ بِمَحْضَرٍ مِّنَ الصَّحَابَۃِ
فِیْھِمْ عَلِیٌّ وَّالْعَبَّاسُ وَعُثْمَانُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَّالزُّبَیْرُ بْنُ
الْعَوَّامِ وَسَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَنْشُدُکُمْ بِاللّٰہِ الَّذِیْ بِاِذْنِہٖ تَقُوْمُ
السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ قَالُوا اللّٰھُمَّ نَعَمْ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰی عَلِیٍّ
وَّالْعَبَّاسِ فَقَالَ اَنْشُدُکُمَا بِاللّٰہِ ھَلْ تَعْلَمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
قَدْ قَالَ ذٰلِکَ قَالَ اللّٰھُمَّ نَعَمْ۔ ترجمہ روایت کیا بخاری نے مالک بن اوس بن
الحدثان النصری سے یہ کہ عمر بن الخطاب رضا نے کہا ایک مجمع میں صحابہ سے کہ اوس
مجمع میں حضرت علی و حضرت عباس و حضرت عثمان و حضرت عبدالرحمن بن عوف و
حضرت زبیر و حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے قسم دیتا ہوں
آپ لوگوں کو اوس خدا کی کہ جسکے حکم سے استادہ ہے آسمان و زمین کیا جانتے ہیں آپ لوگ
کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں میراث نہیں ہے بلکہ صدقہ ہے

جمیع حضرات موجودہ نے کہا ہم خدا کو درمیاں دیتے ہیں کہ اسیطرح سے ہمنے رسول خدا
صلعم کے زبان مبارک سے سُنا ہے پہر حضرت عمر رض نے حضرت علی رضا اور حضرت عباس رض
سے مخاطب ہوکر کہا کہ مین قسم دیتا ہوں آپ دونون صاحب کو خدا کی کہ آپ لوگ جانتے ہین
کہ رسول خدا صلعم نے ایسا کہا ہے حضرت علی رضا اور حضرت عباس رض نے کہا کہ ہم خدا
کو درمیاں دیتے ہین کہ اسیطرح سے رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے پس معلوم ہوا کہ قطعیت
مین یہ خبر بھی مثل آیت ہے اسواسطے کہ یہ جماعت کہ جسکا نام مذکور ہوا امین سے ایک کی
بھی خبر مفید یقین کی ہے کیونکہ خود ہی سے کے زبان مبارک سے یہ خبر سُنی تھی چہ جائیکہ جماعت
کثیرہ علی الخصوص حضرت علی مرتضیٰ رض کہ نزدیک حضرات شیعہ کے معصوم ہین اور روایت
معصوم سے کے نزدیک ان حضرات کے افادۂ یقین مین برابر قرآن کے ہے اور قطع نظر
ان سب کے یہ روایت کتب صحیح حضرات شیعہ مین امام معصوم سے بھی موجود ہے
رَوَی مُحَمَّدُ بْنُ یَعْقُوبَ الرَّازِیُّ فِی الْکَافِیْ عَنْ اَبِی الْبَخْتَرِیِّ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ
جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ وَذٰلِکَ اِنَّ
الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا وَفِیْ نُسْخَۃٍ لَمْ یَتْرُکُوْا دِرْھَمًا وَلَا دِیْنَارًا وَاِنَّمَا اَوْرَثُوْا اَحَادِیْثًا
مِّنْ اَحَادِیْثِھِمْ فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِّنْھَا فَقَدْ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ ترجمہ روایت کیا محمد یعقوب رازی نے کافی مین
ابی البختری سے ابی عبد اللہ جعفر بن محمد صادق علیہ السلام سے کہ فرمایا تحقیق علما وارث
پیغمبرون کے ہین اور یہ اسطرح سے ہے کہ انبیا میراث نہیں چھوڑتے ہین اور دوسرے
نسخے مین یون لکھا ہے کہ میراث نہیں پاتے کوئی درم اور نکوئی دینار سوا اسکے نہین ہے
کہ انبیا میراث چھوڑجاتے ہین چند کلام اپنے اپنے احادیث پس جس شخص نے
کہ لیا اوسمیں سے تحقیق لیا نصیب کامل اور کلمہ انما کا حسب اقرار حضرات شیعہ کے
مفید حصر کا ہے چنانچہ انما ولیکم اللہ مین کہتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ انبیا علیہم السلام
نے سوائے علم و احادیث کے کوئی میراث نہین چھوڑی فَثَبَتَ الْمُدَّعٰی بِرِوَایَۃِ الْمَعْصُوْمِ

ترجمہ پس ثابت ہوا ادعا روایت معصوم سے اور خبر پیغمبر صلعم کے حق مین اوس
شخص کے جسنے بلا کسی واسطے کے خود آنجناب صلعم سے سنا ہو بلا شبہہ و مفید علم
یقین کے ہے اور اپنی سماعت پر عمل کرنا واجب ہی خواہ کسی دوسرے سے سُنے
یا نہ سُنے اور اہل اصول شیعہ اور سُنی دونون کا اجماع ہے اس بات پر کہ تقسیم خبر متواتر
اور غیر متواتر اون لوگون کی نسبت ہے جسنے نبی صلعم کو نہیں دیکھا ہو دوسرونکے
واسطے سے اونکی خبر کو سُنا ہے نہ اوس شخص کے حق مین کہ اوسنے نبی صلعم کو دیکھا
ہے اور بلا واسطے نبی صلعم سے خبر سُنی ہی کیونکہ یہ خبر اس شخص کے حق مین حکم متواتر بلکہ
مالاتر از متواتر رکھتی ہے پس جب کہ اس خبر کو ابوبکر صدیق رضؓ نے خود جناب پیغمبر
صلعم سے سُنا تھا تو دوسرے شخص سے تفتیش کی حاجت نرکھتے تھے اب رہی یہ بات
کہ یہ خبر مخالف آیت کی ہے یہ بھی محض جھوٹھ ہے اسواسطے کہ کم کا خطاب امت ... ہے
پیغمبر سے پس یہ خبر مطابق حطاب کی ہے نہ مخصص خطاب کی اور اگر مخصص ... بھی ہو
تو تخصیص آیت کی لازم آویگی مخالفت کہان سے پیدا ہوگی اور اس آیت ... نے ... تخصیص
تخصیص پائی ہے مثلاً کافر کی اولاد وارث نہین ہے اور رقیق وارث نہین ہے اور
قاتل وارث نہین ہے اور بھی حضرات شیعہ اپنے امامون سے روایت کرتے ہین
کہ ان لوگوں نے بعض وارثان پدر خود کو منع فرمایا ہے بعض ترکہ پدر خود سے اور خود ان
لوگون سے لیا ہے مثل شمشیر اور مصحف اور انگشتری اور پوشاک بدنی پدر کے ساتھہ
اوس چیز کے کہ خود متفرد ہین اوس روایت مین اور ہنوز عصمت نزدیک اہل سنت کے
ثابت نہین ہے اور دلیل اس خبر کی ثبوت پر کہ صحت اوسکی جمیع اہل بیت کے نزدیک
حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سلّمی ہے آخر تک یہ ہے کہ جب ترکہ آنحضرت
صلعم کا ان لوگون کے ہاتھہ مین پڑا تو حضرت عباس اور اونکی اولاد کو خارج کردیا اور دخل
نہ دیا اور ازواج مطہرات کو بھی حصہ اونکا نہ دیا پس اگر میراث ترکہ مین پیغمبر عم کے جاری ہوتی

یہ بزرگوار کہ نزدیک شیعہ کے معصوم ہین اور نزدیک اہل سُنت کے محفوظ اس
قسم کی حق تلفی صریح کو جائز رکھتے اسواسطے کہ باجماع اہل سیر اور تواریخ اور علماے حدیث
کے ثابت اور مقرر ہے کہ متروکہ آنحضرت صلعم کا خیبر اور فدک وغیرہ سے عہد خلافت مین
حضرت عمر رضؓ بن الخطاب رضؓ کے ہاتھ مین حضرت علی رضؓ و حضرت عباس رضؓ کے تھا اور
حضرت علی رضؓ نے حضرت عباس رضؓ پر غلبہ کیا اور بعد حضرت علی رضؓ کے قبضے مین حضرت
امام حسن علیہ السلام کے وبعد اونکے قبضے مین حضرت امام حسین علیہ السلام کے آیا اور بعد
حضرت امام حسین علیہ السلام کے قبضے مین علی بن الحسینؑ و حسنؑ بن حسن کے رہا اور
دونون صاحب اسیطرح یکے بعد دیگرے لیتے رہے اوسکے بعد زید بن حسن بن علی برادر
حسن بن حسن اوس پر قابض اور متصرف ہوئے رضی اللہ تعالی علیہم اجمعین اوسکے بعد
مروان کہ امیر تھا قابض ہوا اور مروانیہ اوسپر قابض رہے یہانتک کہ جب نوبت بادشاہی
عمر بن عبد العزیز کی آئی اونسے بوجہ اپنی عدالت مزاجی کے کہا کہ مین اوس چیز کو نہین لیتا
کہ منع فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے اوس چیز سے فاطمہ رضؓ کو اور مین اوسکو رد کرتا ہون پس
دیدیا عمر بن عبد العزیز نے اوسکو اولاد فاطمہ زہرا علیہا السلام کو پس عمل سے آئمہ
معصومین اہل بیت سے معلوم ہوا کہ ترکہ مین آنحضرت صلعم کی میراث جاری نہین ہے
اور روایت سوار سیفہ نے ساتھ حدیث مذکور کے تخصیص پائی ہے رہی یہ بات کہ آیت
وَوَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاوٗدَ دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ انبیاء وارث بھی
ہوتے ہین اور اونسے میراث بھی لی جاتی ہے اور یہ اوس حدیث قطعی کے
مخالف ہے جو بروایت معصومین ثابت ہے ان مشکلات کے حل کرنیکے واسطے
آئمہ معصومین ہی کے قول طرف رجوع کرنا چاہیئے اور کتب شیعہ سے ملتجی ہونا چاہیئے
رَوَی الْکُلَیْنِیُّ عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ اِنَّ سُلَیْمَانَ وَرِثَ دَاوٗدَ وَاِنَّ مُحَمَّدًا وَرِثَ
سُلَیْمَانَ ترجمہ روایت کیا کلینی نے ابو عبد اللہ یعنی حضرت امام جعفر صادق سے تحقیق

وارث ہوئے حضرت سلیمان عم حضرت داؤد عم کے اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم وارث ہوئے
حضرت سلیمان علیہ السلام کے پس معلوم ہوا کہ یہ وراثت علم اور نبوت و کمالات کے تھے
نہ وراثت مال و متروکہ کے اور قرینۂ عقلیہ بھی مطابق قول معصوم کے دلالت اسی
وراثت پر کرتا ہے کیونکہ کہ باجماع اہل تاریخ حضرت داؤد عم ۱۹ فرزند رکھتے تھے پس
سب وارث حضرت داؤد عم کے ہوتے حالانکہ اللہ تعالے نے مقام خصوصیت
اور امتیاز مین صرف حضرت سلیمان علیہ السلام کی سے نسبت یہ عبارت فرمائے
جو وراثت کہ حضرت سلیمان عم کی خصوصیت رکھتی ہے اوسمین اونکے دوسرے
بھائی شریک نہین ہوسکتے وہ وراثت بھی علم اور نبوت ہے کیونکہ اونکے بھائیوں کو
یہ چیزین حاصل نتھین اور بھی یہ بات ظاہر ہے کہ ہر بشر میراث پدر طلب کرسکتا ہے
اور پدر کے مال کا وارث ہوسکتا ہے پس اوس سے خبر دینا محض لغو ہوگا اور
خدا کے کلام مین لغویت کا شبہہ بھی نہین ہوسکتا۔ اور حضرت سلیمان عم کو اوس
چیز مین جسمین تمام عالم شریک ہے شریک بیان فرمانا کونسی بزرگی کی بات ہے
کہ اللہ تعالی یہان فضایل اور مناقب مین اس وراثت عامہ کو مذکور فرماوے۔
اور بھی کلام آیندہ صریح ناطق ہے اس بات پر کہ مراد وراثت سے وراثت علم کی ہے
جس حال مین کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا حَیثُ قَالَ وَقَالَ
یَا اَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنطِقَ الطَّیْرِ الی اخرہ ترجمہ جس حال مین کہ کہا اور کہا
حضرت سلیمان علیہ السلام نے اے لوگو سکھائی گئی مجکو گفتگو جانوروں کی اور اگر
کوئی کہے کہ لفظ وراثت کے علم مین مجاز ہے اور مال مین حقیقت پس پھیرنا لفظ کا
حقیقت سے طرف مجاز کے بلا ضرورت ناجائز ہے اور ضرورت مخالفت
قول معصوم کے سے ہے تکذیب سے اور بھی ہم یہ نہین مانتے ہین کہ وراثت مال مین
حقیقت ہے بلکہ بوجہ غلبہ استعمال کے عرف فقہا مین تخصیص پائی جاتی ہے مثل منقولات

عرفیہ کے اور حقیقت مین اطلاق اوسکا وراثت علم و منصب پر سب صحیح ہے ـ
اور تسلیم کیا ہمنے کہ مجاز ہے لیکن مجاز متعارف و مشہور ہے خصوصا استعمال قرآن مجید
مین اوس حدتک کہ ہم پہلو حقیقت کے ہو ـ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا
مِنْ عِبَادِنَا فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ ترجمہ پس وارث
کتاب کا کیا ہمنے اوس شخص کو کہ بزرگی دی ہمنے اوسکو اپنے بندون مین سے
پس جانشین ہوئے اونکے پس یہ نالائق تھی کہ وارث ہوئی کتاب کے اور آیت
دوسری یہی يَرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ترجمہ میراث
لیوے مجھسے اور میراث لیوے اولاد یعقوب سے پس صریح بداہت عقلی اوس
مقام پر وراثت سے قطعاً منصب مراد ہے کسواسطے کہ اگر لفظ آل یعقوب سے
نفس و ذات یعقوب علیہ السلام سے مراد ہو بطریق مجاز کے پس لازم آوے کہ مال
یعقوب علیہ السلام کا اونکے زمانہ سے زمانہ حضرت زکریا تک کہ زیادہ دو ہزار برس سے
گذر چکا تھا باقی تھا اور تقسیم نکیا گیا تھا اور تقسیم اوس مال کے بعد وفات حضرت زکریا
علیہ السلام کی کرکے حصہ حضرت یحیی علیہ السلام کا حضرت یحیی عم کے پاس پہونچا
اور یہ محض مغالطہ ہے کیونکہ اگر قبل وفات حضرت زکریا علیہ السلام کے تقسیم ہوا تھا
تو وہ مال حضرت زکریا علیہ السلام کا ہوتا اور یرثنی مین داخل ہوتا اور اگر مراد آل
یعقوب عم سے اولاد یعقوب عم کے ہو تو لازم آوے کہ حضرت یحیی عم وارث جمیع بنی
اسرائیل کے ہین کیا زندہ اور کیا مردہ اور یہ مغالطہ پہلے مغالطہ سے بھی بدتر ہے
پس اس آیت کو اس مقام مین لانا کمال خوش فہمی علماے حضرات فرقہ شیعہ کی ہے
اور بھی حضرت زکریا علیہ السلام نے دو لفظ فرمائے ہین وَلِيًّا يَّرِثُنِيْ پس جناب
الہی سے ولی طلب کیا جو بصفت وارث موصوف ہو پس اگر مراد وارث سے
ایک علم خاص نہو تو یہ صفت محض لغو ہے اور اوسکے ذکر سے کچھ فائدہ نہوا اسلیئے کہ

جمیع شریعتون مین بیٹا باپ کا وارث ہوتا ہی اور لفظ ولی سے بے تکلف وراثت
مال کی سمجھی جاتی ہے خلاف ہوا اور نیز بہت علمین نفوس قدسیہ انبیا علیہم السلام کے کہ
تعلقات اس عالم بے ثبات سے مبرا ہین اور تعلق خاطر بجز جناب خالق کہین نہین
اور تمام متاع دنیوی کو برابر ایک جو کے نہین خیال کرتے خصوصا حضرت زکریا ع
کہ محض بے پروا اور بے تعلق مشہور و معروف ہین محال ہے کہ وراثت مال و متاع سے
کہ اونکی نظر مین کچھ حقیقت نہین رکھتا ڈرین اور بدین خیال اظہار رنج و ملال اور
خوف جناب خداوندی مین کرین کہ یہ صریح کمال محبت و تعلق دلی کو چاہتا ہے اور
بھی اگر حضرت زکریا ع اوس سے ڈرتے تھے کہ میرے مال کو میری چچا کی اولاد بیجا
خرچ کرینگے اور امورات ممنوعہ مین صرف کرینگے اول تو مقام خوف نہ تھا کیونکہ
جب ایک شخص نے وفات پائی اور بوراثت مال مال دوسرے شخص کا ہوا پس
جو دوسرا شخص کہ اوس مال کا وارث ہوا ہے خطا اوس مال کا صرف اوسکے ذمہ ہی چاہیے
بیجا صرف کرے اور چاہے بجا صرف کرے مردہ کو صرف عبث اور بے جا سے
کوئی مواخذہ اور خوف نہین ہو سکتا اور ساتھ ہی اوسکے یہ بھی ہے کہ اس خوف کو جناب الٰہی
مین عرض کرنا کیا ضرور تھا دفع کرنا اس خوف کا اونکے ہاتھ مین تھا وہ یہ کہ اپنے
تمام مال کو خدا کی راہ مین اپنے وفات سے پہلے ہی خیرات کر ڈالتے اور بدروش
وارثون کو خاسر اور محروم چھوڑتے کیونکہ جناب باری نبیون کو اونکی موت سے آگاہ
کر دیتا ہے پس خوف نامعلوم اور ناگاہ کا بھی نہ تھا پس معلوم ہوا کہ مراد اس مقام پر وراثت
منصب شریعت سے ہی کہ مبادا اشرار بنی اسرائیل میرے بعد اس منصب پر پہونچکر
تحریک و تحریف احکام الٰہی اور تبدیل شرائع ربانی کے کرین اور میرے علم کی محافظت
نکرین اور اوس پر عمل نکرین کہ باعث فساد عظیم کا ہو پس قصد آپ کا طلب ولد سے احکام الٰہی کا
جاری کرنا اور شریعت کا رواج دینا اور اپنے خاندان مین نبوت کی باقی رکھنے کا تھا کہ

یہ امر باعث از یاد اجرا اور اوسکی ایک مدت دراز تک باقی رہنے کا ہو۔ اور یہ نہین تھا
کہ واسطے مال دنیوی کے یہ بخل ہوا ہو کہ خداوند کریم اولاد دوے تو یہ مال و متاع
اوسکو ملے۔ اور بعضے علماے حضرات شیعہ اس مقام پر یہ بحث کرتے ہین کہ
جس صورت مین پیغمبر سے کوئی میراث نہین پاتا تو حجرات ازواج مطہرات کو کسواسطے
دئی یہ بحث محض بے بنیاد ہے اور غلطی اس بحث کی ظاہر ہے کیونکہ اقرار حجرات
ازواج کا ہاتھہ مین ازواج مطہرات کے اون لوگون کی ملکیت کیواسطے تھا نہ واسطے
میراث کے مثل اقرار حجرۂ حضرت فاطمہ زہرا ع کی اونکے ہاتھہ مین کہ جناب پیغمبر صلعم
نے ہر حجرہ کو بنام نہاد اپنے ہر ایک زوجہ کی بنواکر اونکو حوالہ کر دیا تھا پس یہ صورت
ہبہ مع القبض کی متحقق ہوئی اور ہبہ مع القبض باعث ملک نہ ہے بلکہ حضرت زہرا
اور حضرت اسامہ کو بھی اسیطرح مکان بنواکر حوالے فرما دیا تھا پس وہ بھی اپنے اپنے
گھرون کی مالک تھین اور بحالت حیات جناب پیغمبر صلعم ہر ایک اون مین سے
اپنے مکانات مین تصرف مالکانہ کرتین تھین اور اس دعوی پر دلیل یہ ہی کہ باجماع
شیعہ و سنی ثابت ہے کہ جب حضرت امام حسن ع کے وفات کا زمانہ نزدیک آیا
تو آپنے حضرت ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اجازت چاہی کہ ہمکو بھی
اوس جگھہ اپنے جد بزرگوار کے جوار مین دفن ہونیکی اجازت دیجئے اگر وہ حجرہ
حضرت ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ملک نہوتا تو اجازت طلب
کرنیکے کیا معنے کیون اجازت طلب فرماتے اور اجازت کی کیا حاجت تھی اور
دلیل مالک ہونے پر ازواج مطہرات کی اپنے حجرون پر قرآن مجید سے بھی سمجھی جاتی ہے
کہ اللہ تعالے نے ازواج مطہرات کو اونکے گھرون کی نسبت اضافت فرماکر ارشاد
فرمایا۔ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ ترجمہ اور قرار پکڑو اپنے گھرون مین۔ نہین تو یہ مقام
یون ارشاد فرمانیکے لایق تھا وَقَرْنَ فِي بَيْتِ الرَّسُولِ ترجمہ یعنے رسول کے گھر مین

رسول کے۔ اور بھی بعضے علما حضرات شیعہ کے کہتے ہین کہ اگر اسیطرح تھا تو
کسواسطے شمشیر و زرہ و بغلہ شہبا یعنے دُلدُل اور دیگر چیزیں مانند انکے حضرت امیر ع کو
دین۔ اوسکے جواب مین ہم کہتے ہین کہ یہ دینا خود ایک دلیل صریح ہے اس بات پر
کہ متروکہ پیغمبر صلعم میراث نہ تھا کیونکہ حضرت امیر ع کو کسی وجہ سے میراث پیغمبر صلعم
نہین پہونچتی تھی اگر وارث ہوتے تو حضرت زہرا ع اور ازواج مطہرات اور حضرت
عباس رض وارث ہوتے پس دینا حضرت امیر ع کو اس وجہ سے ہے کہ مال آنحضرت
صلعم کا بعد از وفات حکم وقف کا رکھتا ہے عام مسلمانون پر خلیفۂ وقت جس کسی کو چاہے
کسی چیز سے تخصیص کرے پس حضرت امیر ع کو ان چیزون کے لایق بلکہ الیق سمجھکر
حضرت خلیفۂ اول رض نے خاص کر دیا۔ اور بھی آنحضرت صلعم کے بعض اشیای
متروکہ کو زبیر ابن العوام رض کو کہ عمہ زادہ جناب پیغمبر صلعم کی تھی دیا۔ اور بعض چیزین
محمد بن مسلمہ انصاری کو بھی دی ہین پس یہ تقسیم صریح دلیل ہے عدم وراثت پر اور
اسکو معرض شبہ مین لانا دوسری دلیل اہل سنت کیواسطے زیادہ کرنا ہے شعر
عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد * خمیر مایہ دوکان شیشہ گر سنگ ست۔ اس مقام پر
ایک فایدہ عظیم ہے۔ جاننا چاہیے کہ حضرات شیعہ پہلے باب مطاعن حضرت ابوبکر
مین منع میراث لکھتے اور کہتے تھے لیکن جب کہ عمل ائمہ معصومین سے اور نیز از روے
روایات ان حضرات کے عدم توریث پیغمبر ثابت ہوئی تب اس دعوی سے شرمندہ
ہوکر اور انتقال کرکے دوسرا دعوی نہایا اور طعن دوسرا پیدا کیا کہ وہ تیرھوان
طعن ہے طعن تیرھوان ابوبکر نے فدک فاطمہ ع کو نہ دیا حالانکہ پیغمبر صلعم نے واسطے
فاطمہ ع کے ہبہ کیا تھا دعوی فاطمہ ع کو نہ سنا اور اونسے گواہ اور شاہد طلب کیے
پس جب حضرت علی علیہ السلام اور ام ایمن کو واسطے اداے شہادت کے لائین
اور اونکو گواہ دیا تب کہا کہ ایک مرد اور ایک عورت اداے شہادت کیواسطے

کافی نہین ہے ایک عورت واسطے شہادت کے اور درکار ہے پس حضرت فاطمہ عہ غصے ہوئین اور ابوبکر سے ترک کلام کیا حالانکہ پیغمبر خدا صلعم نے حق مین حضرت فاطمہ علیہ السلام کے فرمایا ہے مَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِیْ ترجمہ جو کہ غصے مین لایا فاطمہ علیہا السلام کو وہ غصے مین لایا ہمکو۔ حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۱۲۱۴ از ملا باقر مجلسی در کتاب اختصاص بسند معتبر از حضرت امام جعفر صادق عہ روایت کردہ است کہ ام ایمن نزد ابوبکر و عمر شہادت داد کہ من روزے در خانہ فاطمہ نشستہ بودم کہ جبرئیل نازل شد و گفت یا محمد برخیز کہ خدا امر کردہ است کہ ملک فدک را برائے تو خط بکشم ببال خود پس حضرت برخاست و رفت و باز در اندک زمانے برگشت فاطمہ گفت کجا رفتی اے پدر فرمود کہ جبرئیل برائے من ببال خود مملکت فدک را خط کشید و حدودش را بمن نمود و مرا امر کرد کہ تسلیم تو نمایم پس حضرت فدک را باو تسلیم کرد و مرا و علی بن ابی طالب را گواہ گرفت پس آیت نازل شد وَآتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ حضرت پرسید از جبرئیل کہ ذی القربی کیست و حق او چیست گفت فدک را بفاطمہ بدہ کہ میراث اوست از مادرش خدیجہ و خواہرش ہند دختر ابی ہالہ ترجمہ حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۱۲۱۴ مین ملا باقر مجلسی سے منقول ہے کہ کتاب اختصاص مین معتبر سند سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ام ایمن نے ابوبکر اور عمر کے سامنے گواہی دی کہ مین ایکدن فاطمہ علیہا السلام کے گھر مین بیٹھی تھی کہ جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھئے کہ خدا نے مجھے حکم کیا ہے کہ فدک کی ملک آپکے لیے کردون اپنے پرون سے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھے اور گئے اور پھر تھوڑی دیر مین واپس تشریف لائے حضرت فاطمہ نے کہا آپ کہان گئے اور پھر آئے فرمایا کہ جبرئیل نے میرے لیئے اپنے بازو سے ملک فدک لکھدیا اور اوسکی حدین مجھے دکھادین اور مجھے

کہا دیہ تمکو سپرد کرون پس حضرت نے باغ فدک اونکو سپرد کردیا اور مجہد اور علی بن ابیطالب کو گواہ بنایا پس
یہ ایت نازل ہوئی وآت ذی القربی حقہ دی قرابت والونکو اونکا حق حضرت نے پوچھا جبرئیل سے کہ ذوی القربی
کون ہے اور اونکا حق کیا ہی کہا فدک حضرت فاطمہ کو دیدو کہ یہ اونکی میراث ہی اونکی ماخدیجہ
کیطرف سے اور اونکی بہن ہند بیٹی ابی ہالہ کی طرف سے جواب اس طعن کا یہ ہے کہ دعوی
ہبہ حضرت فاطمہ زہرا رض سے اور شہادت دینا حضرت علی کرم اللہ وجہہ وام ایمن رض
یا حضرات حسنین علیہما السلام کا علی اختلاف الروایات کتب اہل سنت مین
اصلا موجود نہین ہے محض افترا حضرات شیعہ سے ہے بمقام الزام
اہل سنت مین لانا اور جواب اوسکا طلب کرنا کمال نادانی ہی بلکہ کتاب مین اہل سنت
کے خلاف اوسکے موجود ہے مشکوۃ شریف مین روایت کی ابوداود رض نے
مغیرہ رض سے کہ جب عمر بن عبد العزیز کہ پسر عبد العزیز بن مروان کا تھا خلیفہ ہوا یعنے
حاکم سب مروان کو جمع کرکے کہا اِنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَتْ لَہٗ
فَدَکُ فَکَانَ یُنْفِقُ مِنْہَا وَیَعُودُ مِنْہَا عَلٰی صَغِیْرِ بَنِی ہَاشِمٍ وَیُزَوِّجُ مِنْہَا اَیِّمَہُمْ
وَاَنَّ فَاطِمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا سَاَلَتْہُ اَنْ یَجْعَلَہَا لَہَا فَاَبٰی فَکَانَتْ کَذٰلِکَ فِی
حَیَاتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی مَضٰی بِسَبِیْلِہٖ فَلَمَّا اَنْ وَلِیَ اَبُوْبَکْرٍ
عَمِلَ فِیْہَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَیٰوتِہٖ حَتّٰی مَضٰی
بِسَبِیْلِہٖ فَلَمَّا اَنْ وَلِیَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَمِلَ فِیْہَا بِمَا عَمِلَ حَتّٰی
مَضٰی بِسَبِیْلِہٖ ثُمَّ اَقْطَعَہَا مَرْوَانُ ثُمَّ صَارَتْ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ
فَرَاَیْتُ اَمْرًا مَنَعَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَاطِمَۃَ رض لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ وَاِنِّیْ اُشْہِدُکُمْ اِنِّیْ رَدَدْتُہَا
عَلٰی مَا کَانَتْ یَعْنِیْ عَلٰی عَہْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

ترجمہ تحقیق رسول خدا صلعم کے واسطے فدک تھا کہ خرچ کرتے تھے
اوس مین سے اور دیتے تھے صغیران بنی ہاشم کو اور بیاہ دیتے تھے
اوس مین سے اونکی بیوہ عورتون کو ہر آینہ چاہا تھا حضرت فاطمہ عہ نے
آنحضرت صلعم سے کہ مقرر کریئے میرے واسطے فدک پس قبول نفرمایا
آنحضرت صلعم نے اور رہا وہ اوسیطرح حیات آنحضرت صلعم تک یہانتک
کہ گذری آنحضرت صلعم اپنی راہ پر پس جب کہ والی ہوئے حضرت ابوبکر رضہ عمل کیا اوس
فدک مین جسطرح پر کہ فرماتے تھے اوسمین آنحضرت صلعم اپنی زندگی تک بعد
ازان جاگیر بکڑی اوسکو مروان نے پس ہوئے فدک طرف عمر بن عبد العزیز کے دیکہا مینے
ایسی چیز کہ ندیا اوسکو رسول خدا صلعم نے فاطمہ کو نہین ہے مجھکو لایق اور مین گواہ کرتا ہون
تمکو کہ مین پہیرتا ہون اوسکو اوس دستور پر کہ تہا یعنے عہد مین رسول خدا صلعم اور ابی بکر
اور عمر رضی اللہ عنہما کے پس جب کہ یہی واقع مین کچھ وجود نرکھتا ہو تو صدور دعوی اور وقوع
شہادت ان اشخاص سے کہ شیعون کے نزدیک معصوم اور ہمارے نزدیک محفوظ ہین
انجام اور گنجایش نہین رکہتا ہے جواب دیگر خیر موافق کلام حضرات شیعہ کے ہمنے
قبول کیا لیکن یہ مسئلہ بالاجماع شیعہ و سنی کا ہے کہ شے موہوب ملک موہوب لہ کے
نہین ہوتی تا وقتیکہ قبضہ و تصرف موہوب لہ کا اوس ہبہ پر نہو اور فدک بالاجماع تا
حین حیات حضرت رسول خدا صلعم کے قبضہ تصرف مین تہا حضرت فاطمہ زہرا ع
کے نہ آیا تہا بلکہ آنحضرت صلعم کے قبضے مین تہا اور تصرف مالکانہ فرماتے تھے پس
حضرت ابوبکر رض نے حضرت فاطمہ رضہ کے دعوی ہبہ کی تکذیب نہین کی بلکہ تصدیق
کی اور مسئلہ شرع شریف کا بیان کیا کہ صرف ہبہ موجب ملک نہین ہوتا جب تک
قبضہ متحقق نہین ہوتا اس صورت مین حاجت گواہ اور شاہد کی طلب کرنیکے اصلا
نہ تھی اور اگر بالفرض حضرت علی رضہ اور ام ایمن نے بطریق خبر کے صرف ہبہ کو ظاہر

فرمایا ہو اسکو رد شہادت کہنا ایسے مقام پر محض جہالت سے ہے صرف تعمیل حکم شرع
کی شہادت ایک مرد اور ایک عورت کے نہین ہو سکتی اسعورتین شہادت بوجہ نہ ہونے نصاب شہادت
کے کافی نہوئی ورنہ رد شہادت یہی کہ گواہ کو الزام دروغ دیا جاے یا آنکہ جھوٹ تصور کیا جائے
تصدیق کرنا گواہ کا امر دیگر ہے اور حکم کرنا موافق شہادت گواہ کے امر دیگر اور جو کہ
درمیان ان دو امور کے فرق نکرے اور عدم حکم کو تکذیب گواہ یا مدعی معلوم کرے
پس ایسا شخص علماء کے نزدیک قابل خطاب کے نہین ہوتا اور جس حالت مین
کہ مسئلہ شرعی کہ بنصوص قرآن اسطور پر ہو کہ جب تک گواہ دو مرد خواہ ایک مرد اور
دو عورتین نہون حکم نہین ہو سکتا لہذا حضرت ابوبکر صدیق رض حکم نکرنے مین حکم
شرع سے مجبور تھے۔ حضرت امیر المؤمنین علی رض نے جبہ اپنا ایک یہودی کے
پاس رہن رکھا تھا وقت چھوڑانے رہن سے یہودی مذکور نے انکار کیا اور کہا جبہ
میرا ہے اور حضرت امیر ع نے دعوی کیا کہ جبہ ہمارا ہے حتی کہ نوبت عدالت کی
پہونچی اور قاضی اوس زمانہ مین حضرت علی رض کی طرف سے شریح تھے جسوقت
مقدمہ قاضی شریح کے حضور مین پہونچا موافق احکام شرع قاضی نے گواہ طلب کیے
حضرت امیر المؤمنین نے ایک گواہ اپنا حضرت امام حسن ع کو قرار دیا اور دوسرا
گواہ قنبر اپنے غلام آزاد کو پیش کیا قاضی نے شہادت حضرت امام حسن علیہ السلام
کی اس وجہ سے کہ وہ مدعی کے بیٹے تھے حسب احکام شرع منظور نکی اور قنبر غلام آزاد
حضرت علی کی گواہی اس وجہ سے منظور نکی کہ موافق حکم شرع کے ایک شخص کی
گواہی تصفیہ مقدمہ مین کافی نہین ہو سکتی لہذا عدالت نے جبہ یہودی کو دلا دیا
یہودی عدالت اسلام سے نہایت خوش ہوا اور کہا سبحان اللہ کیا عدالت احکام
شرع اور اسلام مین ہے باوجود خلیفہ ہونے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اونکے اہلکار
نے ذرہ بھی اپنے بادشاہ کی طرفداری احکام شرع مین نکی اور مجکو جبہ دلا دیا اور بادشاہ

اسلام مے بھی قاضی کے حکم کی تعمیل کی بیشک دین اسلام حق ہے فوراً مسلمان
ہوگیا اور جبہ حضرت امیر المومنین کے نذر کیا حضرت امیر المومنین نے بھی یہودی کو ایک
گھوڑا مرحمت فرمایا اور یہودی ہمیشہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کا مطیع اور فرمان بردار رہا
حتی کہ جنگ صفین مین ہمراہ لشکر حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ کے تھا اور
شہید ہوگیا اور یہ جو کہتے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ اَغْضَبَهَا
اَغْضَبَنِیْ یہ اونکا کہنا کمال نادانی سے ہے کیونکہ غضب مین لانا وہ کہلاتا ہے کہ کوئی
کسی کو اپنے قول خواہ فعل سے جو قصداً اسی بنت سے کیا گیا ہو غیض و غضب مین
لاوے اور یہ صریح ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہرگز قصد اس امر کا
حضرت فاطمہ علیہا السلام کے ساتھہ نرکھتے تھے بلکہ بار ہا بمقام عذر مین کہتے تھے
کہ وَاللّٰهِ یَا اِبْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ قَرَابَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم اَحَبُّ
اِلَیَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِیْ ترجمہ قسم ہے خدا کی ای دختر رسول خدا صلعم کی تحقیق قرابت رسول خدا
صلعم کی مجکو دوست زیادہ ہے سلوک کرنے مین بہ نسبت اپنی قرابت کے پس جس
حالت مین غضب مین لانا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تحقیق نہوا وعید مین کیونکر داخل ہوئے
ہان اگر حضرت فاطمہ زہرا رضی عنہا باعث بشریت غصہ مین آگئی ہون عجب نہین
لیکن جب کہ وعید بلفظ اغضاب ہے نہ بلفظ غضب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس سے
کیا خوف ہے اگر وعید باین لفظ واقع ہوتی کہ مَنْ غَضِبَتْ عَلَیْهِ غَضِبْتُ عَلَیْهِ ترجمہ یعنے
جس شخص پر غصہ ہوئین حضرت فاطمہ اوس پر غصہ ہوا مین — تب البتہ حضرت
ابوبکر کو خوف ہوتا اور غصہ حضرت زہرا رضی کو حضرت امیر ع پر امورات خانگی
مین بار ہا آیا ہے از انجملہ اوسوقت کہ جب حضرت امیر علیہ السلام نے بنت ابی جہل
سے خواہش نکاح کے کی تھی — اور اس رنج و غصہ مین حضرت زہرہ گریان اپنے باپ کے
پاس گئین اور اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلام ارشاد فرمایا ہے

الا ان فاطمۃ بضعۃ منی یوذینی ما اذاھا و یریبنی ما رابھا من اغضبھا اغضبنی

ترجمہ یعنے تحقیق آگاہ ہو جاؤ کہ فاطمہ زہرہ میرے گوشت کا ایک حصہ ہے ایذا پہنچاتی ہے
مجکو وہ چیز کہ ایذا دیتی ہے فاطمہ زہرا کو۔ اور وہ امر مجکو تردد میں ڈالتا ہے جس امر سے کہ تردد
ہو فاطمہ کو۔ پس جو شخص غصہ میں لایا فاطمہ زہرہ کو غصہ میں لایا مجھکو۔ از انجملہ یہ کہ حضرت
امیر علیہ السلام حضرت زہرہ علیہ السلام کے سے خفا ہو کر مکان سے نکل مسجد میں
چلے گئے اور زمین مسجد پر بغیر بستر سو رہے جبکہ حضرت رسول اللہ صلعم کو اوس ماجرے کی
خبر ہوئی حضرت زہرہ کے پاس آکر دریافت کیا کہ اَیْنَ اِبْنُ عَمِّکِ۔ حضرت
زہرہ نے عرض کیا کہ غاضبنی فخرج و لم یقل عندی ترجمہ مجھ سے رنجیدہ
ہو کر باہر گئے ہیں اور میرے پاس آرام نہیں کیا اور یہ ہر دو روایات متفق علیہ اور صحیح ہیں
اور نہایت ہی روشن تر ہیں ہے کہ حضرت موسی علی نبینا علیہ الصلوۃ نے بہ حکم
بشریت کے اپنے بڑے بھائی ہارون پر کہ نبی مقرب خدا تھے غیض و غضب
اس حد تک کیا کہ بال سر اور ریش مبارک اونکی پکڑ کر کھینچی۔ اور یقین ہے کہ حضرت
ہارون نے قصداً حضرت موسی علیہ السلام کو غصہ نہ دلایا ہوگا اسواسطے کہ نبی کو
غصہ دلانا کفر ہے لیکن غصہ ہونیمیں حضرت موسی علیہ السلام کے کوئی شبہ نہیں ہے
پس اگر یہ معاملہ اغضاب ہوتا تو ضرور حضرت ہارون اوس وقت معاذ اللہ من ذلک
متصف بکفر ہو جاتے جواب دیگر ماننا چاہیے کہ حضرت زہرہ علیہ السلام نے بباعث
عدم سماعت دعوی ہبہ غصہ فرمایا اور حضرت ابو بکر سے ترک کلام کیا لیکن روایات
حضرات شیعہ و سنی سے صحیح ثابت ہے کہ یہ امر یعنے ترک کلام حضرت زہرہ کا حضرت
ابو بکر پر نہایت شاق ہوا اور خود در دولت پر حضرت سیدہ کے حاضر ہوئے اور
حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا شفیع کیا جسمیں حضرت زہرہ اون سے
خوش ہوئیں لیکن روایات اہل سنت پس وہ کتب مدارج النبوت و کتاب الوفا

وبیہقی وشروح مشکوۃ میں موجود ہے بلکہ شرح مشکوۃ میں شیخ عبد الحق صاحب قدس
سرہ نے لکھا ہے کہ ابو بکر صدیق بعد اس معاملہ کے حضرت خاتون جنت کے
مکان پر گئے اور شدت دھوپ میں دروازے پر کھڑے ہوئے اور عذر خواہی کی
اور حضرت زہرہ اونسے راضی اور خوش ہوئین اور ریاض النضرۃ مین بھی اس قصہ کو
بتفصیل مذکور کیا ہے اور فصل الخطاب مین بروایت بیہقی نیز یہ قصہ مروی ہے
اور ابن السمان نے کتاب موافقہ مین اوزاعی محدث سے روایت کی ہے اور
یون بیان کیا کہ آئی ابو بکر صدیق دروازے پر حضرت فاطمہ زہرہ کے ایک روز شدت
دھوپ مین اور کہا نہ جاؤنگا مین یہان سے جب تک راضی نہونگی مجھسے دختر
پیغمبر خدا صلعم کی اور آئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور قسم دی حضرت فاطمہ زہرہ کو
راضی ہوا ابو بکر سے پس راضی ہوئین حضرت فاطمہ ابو بکر سے لیکن روایات شیعہ
پس زیدیہ خود بعینہ مثل روایت اہل سنت کے اس معاملہ مین روایت
کرتے ہین اور نیز امامیہ صاحب منہاج السالکین وغیرہ نے اپنے علما سے روایت
کی ہے اِنَّ اَبَا بَکْرٍ لَمَّا رَاٰی اِنَّ فَاطِمَۃَ انْقَبَضَتْ عَنْہُ وَہَجَرَتْہُ وَلَمْ تَتَکَلَّمْ بَعْدَ ذٰلِکَ
عِنْدَہٗ فَاَرَادَ اسْتِرْضَاءَہَا فَاَتَاہَا فَقَالَ لَہَا صَدَقْتِ یَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِیْمَا ادَّعَیْتِ
وَلٰکِنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْسِمُہَا فَیُعْطِی الْفُقَرَاءَ وَالْمَسَاکِیْنَ
وَابْنَ السَّبِیْلِ بَعْدَ اَنْ یُؤْتِیَ مِنْہَا قُوْتَکُمْ وَالصَّانِعِیْنَ بِہَا فَقَالَتْ اِفْعَلْ فِیْہَا کَمَا کَانَ
اَبِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُ فِیْہَا فَقَالَ ذٰلِکَ اللّٰہُ عَلَیَّ اَنْ
اَفْعَلَ فِیْہَا مَا کَانَ یَفْعَلُ اَبُوْکِ فَقَالَتْ وَاللّٰہِ لَتَفْعَلَنَّ
فَقَالَ وَاللّٰہِ لَاَفْعَلَنَّ فَقَالَتْ اَللّٰہُمَّ اشْہَدْ فَرَضِیَتْ بِذٰلِکَ وَاَخَذَتِ
الْعَہْدَ عَلَیْہِ فَکَانَ اَبُوْ بَکْرٍ یُعْطِیْہِمْ مِنْہَا قُوْتَہُمْ وَیَقْسِمُ الْبَاقِیَ فَیُعْطِی الْفُقَرَاءَ وَالْمَسَاکِیْنَ
وَابْنَ السَّبِیْلِ ترجمہ بیشک ابو بکر نے دیکھا کہ بسبب قصہ فدک کے حضرت فاطمہ زہرا حضرت ابو بکر

سے رنجیدہ ہوئین اور ترک کلام کیا یہ امر اون پر نہایت شاق ہوا پس چاہی رضا جوئی
حضرت فاطمہ کی اور آئے اونکے پاس اور کہا سچ کہا تھا تمنے اے دختر رسول خدا
کی اوس معاملہ مین جسکا دعوی کیا تھا لیکن مین نے دیکھا ہے حضرت رسول خدا
صلعم کو کہ حصہ لیتے تھے فدک کا اور دیتے تھے فقیرون اور مساکینون اور مسافرون کو بعد اوسکے
کہ دیتے تھے اوسمین سے تمکو اور کام کرنے والون کو اوس جگہہ کے بعد اسکے کہا
حضرت فاطمہ نے کہ کرو تم بھی اوس مین جسطرح سے میرے باپ حضرت رسول خدا
صلعم کرتے تھے کہا حضرت ابوبکر نے کہ مین آپکے سامنے قسم کھاتا ہون خدا کی
کہ مین اوسیطرح سے کرونگا اور کرتا ہون جسطرح سے آپ کے والد ماجد کرتے تھے
پس کہا حضرت فاطمہ نے کہ قسم ہے خدا کی کہ کروگے ویسا ہی پس کہا
حضرت ابوبکر نے کہ قسم ہے خدا کی کہ کرونگا اوسیطرح سے پس کہا حضرت فاطمہ نے خداوندا
تو گواہ ہے پس راضی اور خوش ہوئیں حضرت فاطمہ رض حضرت ابوبکر سے اور لیا
عہد ابوبکر سے اور کیا عہد ابوبکر نے اور دیتے تھے امیر المومنین ابوبکر حضرت سیدہ
کو فدک سے حصہ اونکا اور تقسیم کرتے تھے باقی کو اور دیتے تھے فقیرون و
محتاجون اور مساکینون اور مسافرون کو اور یہ عبارت مذکور ہے منہاج السالکین
اور دیگر کتب معتبرۂ امامیہ مین اور اس عبارت سے صریح معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق
نے دعوی حضرت زہرہ کو تصدیق کیا لیکن عدم قبضہ اور تصرف پیغمبر کو وقت وفات
تک مانع مالک جانتا تھا۔ کما هو المقرر عند جمیع اهل السنة ترجمہ چنانچہ
یہی مقرر ہے نزدیک جمیع اہلسنت کے اور جب کہ حضرت ابوبکر نے حضرت زہرہ
کے دعوی کی تصدیق کی تو پھر شہادت ام ایمن اور حضرت علی رض کی کیا
ضرورت تھی الحمد للہ کہ از روی روایات امامیہ حق ظاہر ہوا اور طوفان اور
تہمت جو کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر باندھا تھا کہ سماعت دعوی کی نکی اور شہادت

ردکی سب جھوٹ اور بہتان نکلا۔ جواب دیگر کتاب حیات القلوب حصہ سوم صفحہ ۲۰۸ سطر ۱۱۔ از ملا باقر مجلسی اخوند اصفہانی ابن شہر آشوب از ابن عباس رض روایت کردہ است کہ حضرت فاطمہ ع روزے گریہ کرد نزد حضرت رسول ع از گرسنگی و برہنگی حضرت فرمود قانع شو اے فاطمہ بشوہر خود کہ او سید و بزرگ ست و بہترین خلائق ست در دنیا و آخرت پس خدا این آیات را فرستاد مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ یعنے منم خداوندی کہ دو دریا را فرستادم علی ع ابن ابی طالب دریاے علم ست و فاطمہ ع دریاے پیغمبرے کہ بیک دیگر متصل شدند و من ایشان را بیک دیگر متصل گردانیدم بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ یعنے در میان ایشان مانعی ہست کہ حضرت رسول ست کہ منع میکند علی را از انکہ دلگیر باشد از تنگدستی دنیا و منع میکند فاطمہ را از انکہ درین باب با علی مناقشت نماید) خلاصہ اس عبارت یہ ہو کہ ابن شہر آشوب کہ ایک بڑا محدث حضرات شیعہ کا ہے ابن عباس رض سے روایت کرتا ہو کہ ایک روز حضرت فاطمہ ع حضرت رسول خدا صلعم کی خدمت مین حاضر ہو کر اپنی فاقہ کشی اور برہنگی پر رونے لگین اور حضرت رسول خدا سے شکایت کی کہ آپنے مجھے اس جگہہ بیاہ دیا ہے جہان نہ کھانا پینا آتا ہے نہ کپڑا حضرت رسول خدا صلعم نے جواب دیا کہ اے فاطمہ صبر کرو اپنے شوہر علی پر کہ وہ سید و بزرگ ہین اور بہترین خلایق ہین دنیا اور آخرت مین یہ حضرت رسول خدا صلعم کا فرمانا کہ حضرت جبرئیل ع بھی نازل ہوئے اور کلام حق پہونچایا کہ خداوند عالم فرماتا ہے مین ہون صاحب قدرت کہ دو دریا کو مین نے دنیا پر بھیجا علی ابن ابی طالب دریا علم کے ہین اور فاطمہ ع دریا پیغمبری کے اور یہ دونون دریا آپسمین ملے اور مین نے دونون کو متصل کیا اور درمیان ان دو دریاؤن کے برزخ حضرت رسول ہین یعنے منع کرنیوالے کہ منع فرماتے ہین حضرت علی ع کو کہ دنیا کی تنگدستی سے رنجیدہ مت ہو اور منع فرماتے ہین حضرت فاطمہ ع کو کہ روٹی اور کپڑے کیواسطے حضرت علی سے جھگڑا اور لڑائی ست کرو

ایہا المومنین دیکھو تمہارا محقق مجتہد کیا لکھتا ہے اسکے بیان سے ہبہ اور وصیت کا حکم بیجا وہم و گمان ہے اور جتنے واسطے حضرت ابو بکر رضا کو غاصب معاذاللہ کہتے ہو اوسکا تدارک ہوچکا ہے تمہارے محقق کے بیان سے پایا نہیں جاتا۔ اب مین حضرات شیعہ سے پوچھتا ہون کہ جسوقت حضرت خاتون جنت فاطمہ عہ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوکر یہ بیان کیا کہ آپنے ایسی جگہ مجھکو بیاہ دیا جہان نہ روٹی میسر آتی ہے جو کھاؤن اور نہ کپڑا نصیب ہے جو تن چھپاؤن روتی جاتی تھین اور اپنا یہ حال پر ملال بیان کرتی جاتی تھین اس بیان سے آپ کے کیا غرض تھی اور حضرت رسول خدا صلعم کے اس ارشاد سے کہ (قانع شواے فاطمہ بشوہر خود کہ اوسید و بزرگ ست و بہترین خلائق ست در دنیا و آخرت) کیا مفہوم ہوتا ہے جب ایسے نازک وقت مین حضرت رسول خدا صلعم نے فدک کو حضرت فاطمہ عہ کے واسطے ہبہ نہ کیا تو کب ہبہ کیا ہوگا اگر حضرات شیعہ یہ فرمائین کہ اوسی وقت ہبہ کیا تو مین یہ کہتا ہون کہ پھر اس کلمہ کے فرمانیکی کیا ضرورت تھی کہ (قانع شواے فاطمہ بشوہر خود) اوسوقت تو یہ فرمانا چاہئے تھا کہ اے بیٹی غم مت کر مین فدک تجھکو ہبہ کیے دیتا ہون اب بفراغت تم کھاؤ پہنو اور حضرت علی رضا کو بھی کھلاؤ پہناؤ بخلاف اسکے یہ ارشاد فرمایا کہ (قانع شو بشوہر خود) پس معلوم اور ثابت ہوا کہ فدک کا ذکر بھی زبان نبوی صلعم پر نہین آیا اور جب ایسے وقت مین فدک حضرت فاطمہ عہ کیواسطے ہبہ نہین کیا تو اب تمھین بتاؤ کہ کسوقت ہبہ کیا خدا تمہاستہ کیا اس سے زیادہ بھی اور کوئی وقت مصیبت کا تمہارے مجتہدون نے اپنی کتابون مین بیان کیا ہو اور اگر قبل اسکے حضرت صلعم نے فدک حضرت فاطمہ عہ کو ہبہ کردیا تھا تو جسوقت حضرت سیدہ روتی تھین اور بھوک اور برہنگی کی شکایت کرتی تھین اور حضرت رسول خدا پر شکایتاً طعن کرتی تھین کہ ایسے کو بیاہ دیا جہان روٹی ہے نہ کپڑا اوسوقت حضرت رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم نے کیون نہ یہ ارشاد فرمایا کہ مینے جو فدک تمکو ہبہ کردیا ہے وہ کیا کم ہے وہ تو اسقدر ہے کہ تم بھی کھاؤ و پہنو اور علی رضا کو بھی کھلاؤ و پہناؤ اے بیٹی فدک کی امد نی کیا ہوئی جو بجھو کا ... ہبگی کی شاکی ہو بعوض اسکے یہ ارشاد ہوا کہ اتعالی شوہر بشوہر خود کہ سید و بزرگ ست و بہترین خلائق ست در دنیا و آخرت پس معلوم ہوا کہ قبل وقوع اس معاملے کے بھی آپ نے فدک حضرت سیدہ عہ کو ہبہ نہین کیا تھا یہ سب حضرات شیعہ کا بہتان اور افترا ہے اور کیونکر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہبہ کردیتے فدک تو فی سبیل اللہ بیت المال مین تھا حضرت کی ملک نہ تھا کل مساکین مہاجرین اور بنی ہاشم وغیرہ کو موافق ضرورت اور حصہ کے اوسمین سے دیا جاتا تھا ہان اوسوقت ضرور حضرت صلعم ہبہ کردیتے جب اللہ تعالی یہ فرماتا کہ اے نبی فدک فاطمہ کو ہبہ کردو اللہ نے بھی اسقدر وحی نازل فرمائی ، مرج البحرین یلتقیان بینھما برزخ لا یبغیان اس آیت سے بھی یہین ثابت ہوتا کہ اللہ تعالی نے فدک کے ہبہ کرنے کو ارشاد فرمایا پس افترا پردازی حضرات شیعہ کی اچھی طرح ثابت ہوئی وَاللّٰہُ یُحِقُّ الْحَقَّ وَیُبْطِلُ الْبَاطِلَ ترجمہ خدا ثابت کرتا ہے حق کو اور باطل کرتا ہے جھوٹ کو اب اس مقام پر یہ بھی جاننا چاہیے کہ علمائے حضرات شیعہ نے جب دیکھا کہ ہبہ بغیر قبضہ کے ملک تحقق نہین ہوتی پس حضرت زہرا علیہا السلام کیون غصہ ہوئین اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کیا تقصیر تھی تا چار ہمارے زمانہ مین یعنی زمانہ موجودہ مین علمائے حضرات شیعہ نے اس دعوی کو بھی چھوڑکر دوسرا دعوی نکالا اور طعن دوسرا بنایا کہ وہ چودھوان طعن ہے طعن چودھوان یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زہرا کو فدک کی وصیت اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اونکو فدک پر تصرف نہ دیا پس مخالفت وصیت پیغمبر خدا کے کیا جواب اس طعن کا چند طور پر ہے اول یہ کہ دعوی وصایت کا حضرت زہرا سے پھر ثبوت اوس دعوی کا شہادت کتب معتبرہ اہل سنت و یا اہل شیعہ کی کسی کتاب سے پہلے پیدا کرو بعد اوسکے جواب طلب کرو دوم اونکہ وصیت باجماع شیعہ و سنی مناسب میراث کے ہے یعنے مثل میراث کے ہے پس جس حالت مین کہ میراث

جاری نہوئی وصیت کس طرح سے جاری ہوگی کیونکہ وصیت اور میراث دونوں میں انتقال ملک بعد از موت کے سبب ہے اور بعد موت کے انبیا مالک کسی چیز کے نہیں ہوتی بلکہ مال انکا بالکل خدا کا ہوتا ہے اسیواسطے داخل بیت المال میں ہوتا ہے اور راز اسمین یہ ہے اَلْاَنْبِيَاءُ لَا يَسْتَمْلِكُوْنَ مِلْكًا مَعَ اللّٰهِ ترجمہ انبیا نہیں دیکھتے ملک اپنی باوجود خدای تعالی کے۔ پس جو چیز کہ انکے ہاتھہ مین آئی عاریتًا کی جاتی ہیں اور ساتھہ اوسکے منتفع ہوتے ہین اسی سبب سے زکوۃ نہیں اون پر واجب ہوتی ہے اور نہ اونکے ترکے سے ادای دین واجب ہوتا ہے اور مال عاریت مین وصیت کرنا اور میراث دینا فی الحقیقت نافذ نہین ہے اور جب کہ عدم توریث مال انبیا مین بروایات معصومین قطعًا ثابت ہوئی تو عدم نفاذ وصیت بطریق اولی ثابت ہوگی کسواسطے کہ وراثت بمراتب قوی تر ہے وصیت سے اور وصیت بمراتب اضعف ہے وراثت سے سوم آنکہ وصیت واسطے اوس شخص کے بالخصوص اوسوقت درست ہوتی ہے کہ سابق مین اوس وصیت کے خلاف موصی سے ظہور مین نہ آئی ہو اور اس جگہہ پر لفظ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ اپنا کام کر گئی ہے اور کل متروکہ پیغمبر وقف فی سبیل اللہ ہوگیا گنجایش وصیت کی نہ رہی چہارم آنکہ بالفرض وصیت واقع ہوئی ہو اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اوس وصیت پر اطلاع نہوئی ہو اور اونکے نزدیک گواہوں سے ثابت نہوئی ہو تب تو وہ خود معذور ہوئی لیکن یہ تو فرمائے کہ حضرت امیر علیہ السلام کو اپنے عہد خلافت مین کیا عذر تھا کہ اوس وصیت کو جاری نہ فرمایا اور بدستور سابق فقیرون اور مسکینون اور مسافروں کو تقسیم کرتے تھے بالفرض اگر اپنے حصہ کو راہ خدا مین صرف کیا خیر اچھا کیا مگر حسنین علیہ السلام اور اونکی ہمشیرون کو کسواسطے میراث سے محروم رکھا پنجم یہ کہ وصیت نسبت وارث کے ناجائز اور باطل ہے حضرت فاطمہ آنحضرت کی بیٹی تھین انکے لئے وصیت آپ کیونکر فرماتے اسلئے کہ وصیت وارث کے حق مین ناجائز ہے میراث در وصیت جمع نہین ہو سکتی اگر کہا

کہ جب بحسب مذہب اہل سنت میراث پیغمبر کی ثابت نہوئی تو اب وصیت کیونکر جائز ہوگی اسلیئے کہ وصیت وارث کے حق مین ناجائز ہی اور پیغمبر کے اقارب بقول اہل سنت وارث نہین ہوتے اسکا جواب یہ ہے کہ میراث کا صحیح نہونا پیغمبروں سے اسی بنا پر ہے کہ وہ ایسا مال نہیں چھوڑتے جو انکا مملوک ہو ماترکنا صدقۃ پس جب کہ وہ کوئی مال ہی نہین چھوڑتے تو وصیت کس شے پر کرینگے اور اسکے علاوہ ایک امر یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ پیغمبر ایسا نے نفس اور منصف اور نقی ہوکر ایک وارث کے حق مین وصیت کرجاے اور دوسرونکو محروم چھوڑے اسلئے کہ بفضلہ تعالے آپ کے وارث علاوہ حضرت خاتون جنت کے ایک چچا حضرت عباس اور کئی بیبیان موجود تھین کمال تعجب کی بات ہے کہ وہ پیغمبر جو دوسرون کی ہدایت فرماے اور خود اپنے ہی ارشاد کے خلاف عمل کرے اور اپنی اولاد کے نسبت جو زیادہ محل طعن ہے حالانکہ قرآن مجید مین نہایت وعید اور مذمت اونکی وارد ہے جو کہتے ہین اور خود عمل نہین کرتے۔ الحاصل یہ طعن بظاہر حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے حق مین ہے اور حقیقت مین کسی استاد نے جناب سید المرسلین اتقی المتقین محمد مصطفے و احمد مجتبے کے نسبت یہ طعن گھڑا ہے فانتھوا خیرا لکم پس باز آو اور خاموش رہو ایسے بیہودہ افتراؤن اور اتہامون سے یہی تمھارے حق مین بہتر ہے حضرات شیعہ نے اس سوال کے چار جواب دیئے ہین اون چارون جوابون مین جو خیال ہین لکھے جاتے ہین۔ پہلا جواب یہ ہے کہ اہل بیت اپنی اشیاے غصب کردہ شدہ کو پھر واپس نہین لیتے چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مکان مغصوب کو جو کہ مکہ معظمہ مین تھا بعد فتح مکہ کے غاصب سے نہین لیا۔ اس جواب مین خلل ہی کیونکہ کہ سنہ میں عمر بن عبد العزیز نے فدک کو حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کو دیا اور اونھون نے لے لیا

اور اوسنکے قبضے مین تھا بعدہ خلفاے عباسیہ اوسپر متصرف ہوتے یہان تک کہ
سنہ ۲۱۰ ہجری مین مامون عباسی نے اپنے عامل قثم بن جعفر کو لکھا کہ فدک کو اولاد حضرت
فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیدو اوسوقت مین حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ نے لے لیا
بعد اوسکے پھر متوکل عباسی اوسپر متصرف ہوا ازان بعد معتضد نے پھر اوسکو ردکیا پھر
مکتفی متصرف ہوا پھر مقتدر نے اوسکو رد کیا غرض کہ قاضی نور اللہ نے کتاب مجالس المومنین
مین بہ تفصیل ذکر کیا ہے پس اگر اہل بیت مغصوب کو نہین لیتے ہین تو ان حضرات
اہل بیت نے کیون لیا اور بھی حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے خلافت مغصوبہ کو
بعد شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کیون قبول کیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام
نے چھین لینا خلافت مغصوبہ کا یزید پلید سے کیون چاہا کہ منجر بشہادت و خانہ بربادی اہل بیت
دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے اقتدا حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام
کے اور فدک سے منتفع نہوئے اس جواب مین بھی سراسر خلل ہے کیونکہ بعض ائمہ نے
کہ فدک کو لیا اور اوس سے منتفع ہوئے اونھون نے کیون حضرت فاطمہ زہرا کے اقتدا
کی اور یہ اقتدا فرض تھی یا نہین اگر فرض تھی تو اون ائمہ علیہما السلام نے جنھون نے
اوسکو لیا تھا کیون اوس فرض کو ترک کیا۔ اور اگر فرض نتھی تو حضرت امیر علیہ السلام نے
کسواسطے نفل کے لیئے فرض کو ترک کیا کہ حق حقدار کو پہونچانا فرض ہے اور اقتدا
افعال اختیاریہ مین ہونا چاہیئے نہ کہ افعال اضطراریہ مین اگر حضرت زہرا علیہا السلام نے
بباعث ظلم اور ستم کسی کے انتفاع فدک پر قدرت نہ پائی بخیر مظلوم تھین پس حالت
مظلومی کی کہ سراسر مجبوری اور ناچار کی ہے اوس سے اقتدا کے کیا معنے۔ اور
نیز اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ اقتدا فرماتے تھے تو خود اوس سے منتفع نہوتے حضرت
حسنین اور اونکے بہنون کو کسواسطے محروم المیراث کیا جو اپنے عہد خلافت مین ندیا۔
جواب سوم یہ ہے کہ لوگ جانتے ہین کہ شہادت حضرت امیر المومنین علیہ السلام کسواسطے

اپنے مطلب اور نفع کی نہ تھی بلکہ حسبۃ للہ یعنے بطلب رضاے خدا تھے
اس جواب مین بھی بہت خلل ہین۔ خلل اول یہ کہ وہ لوگ کہ گمان فاسد حضرت
امیر المومنین علی علیہ السلام سے رکھتے ہون اس مقدمہ مین وہی لوگ ہونگے
کہ جنھون نے رد شہادت باب ہبہ یا وصیت مین کی اور وہ لوگ حضرت امیر علیہ السلام
کے عہد خلافت مین مر گئے تھے اپنے عہد خلافت مین نہ لینے سے اون لوگون کو
کیونکر یہ بات معلوم ہو گی اور کسطرح جان سکین گی۔ خلل دوم یہ ہی کہ جب بعض اولاد
حضرت امیر علیہ السلام نے فدک کو لیا تب بھی نواصب اور خوارج کو وہم ہوا ہو گا کہ
کہ شہادت حضرت امیر کیواسطے طمع نفع اپنی اولاد کی تھی کیونکہ زمین و باغ اور ملک
مین زیادہ نفع اولاد کا منظور ہوتا ہے بہ نسبت اپنی نفع کے پس چاہیے تھا کہ اپنی اولاد کو
بھی وصیت فرماے کہ ہرگز ہرگز فدک کو نہ لینا تاکہ میری شہادت مین خلل نہ آئے
اور جبھی اونکی اولاد کو وہ ڈر کیونکی اقتدا امام تھی دونین ہوتی تھین ایک اقتدا تو حضرت زہرا رضی اللہ
عنہا کے اور دوسری اقتدا حضرت امیر علیہ السلام کی۔ جواب چہارم از جانب
شیعہ یہ ہے کہ یہ سب بسبب تقیہ کے تھا۔ اس جواب مین بھی خلل ہی۔ کہ جسوقت
امام خروج فرماے اور جنگ اور قتال مین مشغول ہو اوسوقت اوسکو تقیہ حرام ہوتا ہے
چنانچہ مذہب جمیع امامیہ اسیطور پر ہے اسیواسطے حضرت امام حسین علیہ السلام نے
ہرگز ہرگز تقیہ نہین فرمایا اور جان شیرین اپنی کو راہ خدا مین صرف کیا پس زمانہ
خلافت اپنی مین اگر حضرت امیر علیہ السلام تقیہ فرماتے معاذ اللہ من ذالک مرتکب
حرام کے ہوتے اور قطع نظر ان سب کے کتاب منہج الکرامۃ مین شیخ ابن مطہر حلی نے
ایسا کچھ لکھا ہے کہ بسبب اوسکے وہ اشکال بیخ و بن سے اوکھڑ گئی اور ہرگز جاے
طعن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر نہ رہے وَهُوَ اَنَّهٗ لَمَّا وَعَظَتْ فَاطِمَةُ
اَبَا بَكْرٍ فِيْ فَدَكٍ كَتَبَ لَهَا كِتَابًا وَّرَدَّهَا عَلَيْهَا ترجمہ یہ ہی کہ جسوقت نصیحت کی

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مقدمہ فدک مین لکھدیا
حضرت ابوبکر نے اونکو نوشتہ اور ہبہ دیا فدک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جبر اگر یہ
روایت صحیح ہے پس جو دعوی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ذمہ تھا خواہ میراث
وخواہ ہبہ خواہ وصیت سب ساقط ہوگیا اور حضرات شیعہ کو کسی دعوی مین جگہ
طعن کی باقی نرہی اب اس جگہہ پر دو شبہے کہ اکثر دونون شیعہ اور سنی کے
گذرتے مین بیان کیئے جاتے ہین۔ شبہہ اول ہر چند کہ دعوی ہبہ اسطور سے کا
کہ حضرت زہرا علیہا السلام سے وقوع مین آیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے
نزدیک ثبوت کو نہ پہونچا تھا لیکن جبکہ مرضی حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام
کے فدک کے لینے مین تھی توکسواسطے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے توقف کیا
اور اونکی خدمت مین نہ گذرانا کہ یہ گفتگو اور رنجش درمیان مین نہ آتی گو کہ اخیر مین
صلح اور صفائی ہوگئی۔ دفیعہ اس شبہہ کا یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو
اس مقدمہ مین ایک بلاے عظیم پیش آئی تھی اگر دلجوئی اور رضامندی خاطر مبارک
حضرت سیدہ علیہا السلام کی منظور رکھتے اور مقدم جانتے تو دو طرح کے رخنۂ عظیم
دین مین پڑتے۔ اول یہ کہ لوگونکو یقیناً گمان اسبات کا ہوتا کہ خلیفہ معاملات
مسلمانون مین تبفاوت حکم کرتے ہین اور رعایت کرتے ہین اور بغیر ثبوت دعوی
دیدیتے ہین اور دوسرے لوگون سے کہ عوام الناس ہین ثبوت دعوی اور اظہار
وشہادت خاطر خواہ لیتے ہین اور یہ بدگمانی باعث فساد عظیم دین محمدی مین سے تھے
دوسرے قضات اور حکام اسکو اپنا دستور العمل بناتے اور ہر ایک جگہہ پر رعایت
وجانب داری بسبب اسی دستاویز کے ظہور مین آتی۔ اور انصاف کا خون ہوتا
رخنۂ دوم یہ کہ جس صورت مین حضرت زہرا علیہا السلام کو بیدہ زمین فدک بطریق
تملیک کے دیدیتے اور ملک وارث درحقیقت ملک مورث کی ہے کیونکہ خلافت

و نیابت اوسکی ہو یہی مادہ اوس زمین کا کہ صدقہ رسول تھا بہ حکم ما ترکنا ہ صدقۃ
ترجمہ جو چیز کہ ہم چھوڑیں وہ راہ خدا میں ہی خاندان رسول ہی لازم آئی تھی حالانکہ جناب
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ العائد فی صدقتہ کالکلب یعود فی قیئہ
ترجمہ (پھیر لینے والا اپنی خیرات کا مثل کتے کے ہے کہ قے کر کے پھر خود کھاتا ہی) اس
صورت میں بھلا کیونکر ایسی حرکت خلاف ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ظاہر ہوتی اگر کوئی کہے
کہ آخر محاصل اوسکے جو اہل بیت کو دئے گئے کیا یہ رد کرنا ہوا تو جواب یہ ہی کہ ملک
و ولایت عامہ خلیفہ میں محسوس ہا تو اوسکے محاصل جو بولایت خلیفہ کسی کو دئے گئے اوس
حکم میں بعینہ ہدیہ سے ہی جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہوا کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بریرہ کے گھر گئے اور اوس ہنڈیا میں گوشت پک رہا تھا آپ نے اوس سے کہا
کیون نہیں مجھے اس گوشت سے دیتیں بریرہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ صدقہ ہے
تو فرمایا کہ لکِ صدقۃ و لنا ھدیۃ یعنے تیرے حق میں صدقہ ہے اور جب تونے
بعد ملک کے مجھے دیا تو میرے حق میں ہدیہ ہے اسیطرح جب محاصل فدک کے
بملک خلیفہ بطور ولایت عامہ داخل ہو کر اہل بیت کو ملتے تھے تو شی آخر کی حکم میں
تھی اور قطع نظر اسکے مقصود صدقہ فدک میں حبس و عدم ملک و اجراے میراث تھا
یعنے کسی کی ملک نہو اوسمیں میراث بیع و شرا وغیرہ جاری نہو اور یہ مقصود نہو
کہ اوسکے محاصل سے نفع نلیا جاے بلکہ نفع اوسکا خاص ہی آنحضرت کے اہل عیال کیواسطے
کسی نے اوسمیں کوئی تصرف مالکانہ نہیں کیا اور پھر یہ شبہ کہ خلفاء عباسیہ کے
وقت میں باغ فدک بعینہ بعض ایمہ علیہ السلام کے قبضے میں کر دیا گیا تھا جیسا کہ ابھی ذکر
ہو چکا ہے) اسی تقریر بالا سے مرفوع ہوتا ہے اسلئے کہ خلیفہ نے اپنی ولایت سے
بعض مستحقین کو اوسکا متولی وامین قرار دیدیا پس یہ قبضہ قائم مقام قبض
و ولایت خلیفہ کے ہوا قبضہ مستقل نہ تھا پس یہ قبضہ اور تصرف کسی طرح حکم رد میں

نہین ہے اور جب بفعل پیغمبر علیہ السلام وعمل درآمد خلفاء اسلام بھی یہ
حضرات اوسکے محاصل کے مستحق قرار پائے تو وہ محاصل بھی
اونکے حق مین بیشبہہ حلال وطیب ہونگے ع سخن شناس نئے دلبرا
خطا اینجاست ؛ اور ان دو وجہ دینی کے ساتھہ ایک وجہ دنیوی بھی تھی
کہ اس صورت مین حضرت عباس اور ازواج مطہرات بھی اپنے اپنے
واسطے زمین اور دیہات چاہتے اور حضرت ابو بکر
رضی اللہ عنہ کے کام مین دقت ڈالتے اگر اس مصالح کو
رعایت کرتے اور اوسکو مقدم کرتے حضرت زہرا رضی اللہ
عنہا آزردہ ہوتین مجبوری سے موافق حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اَلْمُؤْمِنُ
اِذَا ابْتُلِیَ بِبَلِیَّتَیْنِ اِخْتَارَ اَهْوَنَهُمَا ترجمہ مومن جب مبتلا ہو دو بلا مین اختیار کرے
آسان تر اوسمین سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہی امر اختیار کیا کسواسطے کہ
تدارک اسکا ممکن تھا جیساکہ واقع ہوا اور تدارک اوسکا ممکن نہ تھا کیونکہ باعث فساد
عام کا تھا دین مین شبہہ دوم یہ کہ جب درمیان ابوبکر رضی اللہ عنہ وحضرت زہرا رضی اللہ
عنہا کے بابت اس مقدمہ کی صلح اور صفائی اور رفع کدورت بخوبی ہوگئی تھی چنانچہ
ازروے روایات شیعہ وسنی ثابت ہوچکا پس پھر کیا سبب ہوا جو حضرت زہرا رضی اللہ
عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اپنے جنازہ پر آنیکی روادار نہوئین اور حضرت امیر
علیہ السلام نے رات ہی کو بموجب وصیت حضرت زہرا علیہ السلام کے دفن کیا
رفع اس شبہہ کا یہ ہے کہ یہ وصیت حضرت زہرا علیہا السلام کی بسبب کمال پردے
اور حیا کے تھی چنانچہ مروی ہے بروایت صحیحہ کہ حضرت زہرا علیہا السلام نے مرض الموت
مین فرمایا تھا کہ مجکو شرم آتی ہے کہ بعد موت کے مجھے لوگون کے سامنے باہر لیجاینگے
کیونکہ اوس زمانہ کا یہ دستور تھا کہ عورتون کو مثل مردون کے لیجاتے تھے

اسماء بنت عمیس نے کہا کہ حبشہ میں مین نے دیکھا ہے کہ خرما کی ڈالیون سے ایک
نعش مثل کجاوہ کے بناتی ہین حضرت زہرا علیہا السلام نے فرمایا کہ میرے واسطے
بناکر مجھکو دیکھاؤ چنانچہ اسماء نے بناکر حضرت زہرا کو دکھایا آپ دیکھا بہت خوش ہوئین
اور تبسم فرمایا اور پھر اسوقت سے بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت
خاتون جنت کبھی مسکرائی نہیں اور اسماء کو وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد تم
مجھکو غسل دینا اور حضرت علی تمہارے شریک رہینگے اور کسی کو آنے نہ دینا پس اسی سبب سے
حضرت امیر علیہ السلام نے کسیکو جنازے پر حضرت زہرا علیہا السلام کے نہین بلایا اور
موافق روایت حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے چند لوگون سے اہل بیت کی نماز جنازہ
پڑھکر رات مین دفن کیا۔ اور بعض روایات مین یون آیا ہے کہ دوسرے روز حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ وحضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ معہ دیگر اصحاب کبار کے مکان پر
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تعزیت کے واسطے آئے اور شکایت کی کہ کسواسطے ہمکو
خبر نکی کہ ہم بھی شریک ہوکر شرف حاصل کرتے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فاطمہ
علیہا السلام نے وصیت کی تھی کہ جب مین دنیا سے انتقال کرون مجکو رات مین دفن کرنا
کہ آنکھ نامحرم کی میرے جنازہ پر نہ پڑے لہذا اونکی وصیت پر مینے عمل کیا غرض کہ یہ
روایت مشہور ہے اور فصل الخطاب مین لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
اور حضرت عثمان وحضرت عبد الرحمن بن عوف وحضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم
اجمعین وقت نماز عشا حاضر ہوئے اور وفات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی درمیان
مغرب اور عشا کے ہوئی تھی اور وہ شب سہ شنبہ تیسری ماہ رمضان المبارک کی تھی بعد
گذرنے چھہ مہینے وفات حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت فاطمہ زہرا
نے انتقال فرمایا اور عمر شریف آپ کی اٹھائیس برس کی تھی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ
عنہ نے موافق کہنے حضرت علی کرم وجہہ کے امام ہوکر نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیر سے

نماز پڑھائی۔ اور دلیل اسکی مسبات پر کہ نہ بلانا حضرت صدیق اکبر کا جنازہ حضرت زہرا علیہا السلام پر اسی وجہ سے تھا نہ بسبب رنج و کدورت اور ناخوشی کے اور اگر بوجہ کدورت اور ناخوشی کے ہوتا اس وجہ سے ہوگا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اونپر نماز جنازہ کی نہ پڑھائی یہ امر خود درست نہین ہے کہ امیر قوم کو نماز جنازہ سے روکین اسلیے کہ باجماع مورخین طرفین شیعہ وسنی سے ثابت ہے کہ جب جناب حضرت امام حسن علیہ السلام کا جنازہ لائے حضرت امام حسین علیہ السلام نے سعید بن ابی العاص سے جو کہ امیر معاویہ کی طرف سے مدینہ منورہ کے امیر تھے ارشاد فرمایا کہ اگر سنت میرے نانا کی یون نہوتی کہ امام جنازہ کا امیر وقت ہو تو ہرگز ہرگز امام نماز جنازہ کا تمکو نہ کرتا۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت زہرا رضی اللہ عنہا نے بسبب پڑھانے نماز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے یہ وصیت نفرمائی تھی ورنہ حضرت امام حسین علیہ السلام خلاف وصیت حضرت خاتون جنت کے کیونکر عمل کرتے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ سعید بن العاص ہزارون درجہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لیاقت نماز مین کمتر تھے اور صرف چھ مہینے گذرے تھے کہ جناب پیغمبر خدا پدر بزرگوار حضرت زہرا علیہا السلام نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امام نماز جمیع مہاجرین اور انصار کا کیا تھا جسمین تمام اہل بیت شامل تھے اور نہایت تاکید سے اس امر کو کہا تھا کیونکر احتمال ہوسکتا ہے کہ اس تھوڑی سی مدت مین یہ واقعہ حضرت زہرا علیہا السلام کے یاد مبارک سے جاتا رہا ہوگا۔ طعن پندرھوان یہ کہ ابوبکر کو بعضے مسائل شرعی یاد نہ تھے اور جسکو مسائل شرعی یاد نہون وہ قابل امامت کے نہین ہوسکتا کسواسطے کہ عالم ہونا احکام شریعت سے امامت مین باجماع شیعہ وسنی کے شرط ہے اور یہ جو ہمنے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مسائل شرعی معلوم نہ تھے اوسکی تین دلیلین ہین۔ دلیل اول یہ ہے کہ دست چپ سارق کو کاٹنے کا حکم فرمایا یہ نہ جانا کہ داہنا ہاتھ کاٹنے کیواسطے شرع مین حکم ہے جواب اس دلیل کا

یہ سبب ہے کہ قطع دست جیب سارق ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ۰۰ بار وقوع مین آیا ایک مرتبہ
چوری تیسری مین چنانچہ نسائی نے حارث بن حاطب تمیمی اور طبرانی و حاکم نے مفصل
روایت کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ صحیح الاسناد ہے اور سے حکم شریعت کا
نزدیک اکثر علما کے چنانچہ مشکوۃ میں ابوداود سے اور نسائی نے جابر سے بیان
کیا ہے جِیئَ بِسَارِقٍ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِقْطَعُوْہُ فَقُطِعَ
ثُمَّ جِیئَ بِہٖ الثَّانِیَۃَ فَقَالَ اِقْطَعُوْہُ فَقُطِعَ ـ ترجمہ لائے ایک چور کو پاس
حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس فرمایا ہاتھ کاٹو اوسکا پس کاٹا گیا پھر دوسری
مرتبہ اوسی شخص کو چوری مین لائے فرمایا ہاتھ کاٹو اوسکا پس کاٹا گیا ثُمَّ جِیئَ بِہٖ
الثَّالِثَۃَ فَقَالَ اقْطَعُوْہُ فَقُطِعَ ثُمَّ جِیئَ بِہٖ الرَّابِعَۃَ فَقَالَ اِقْطَعُوْہُ فَقُطِعَ
اور امام محی السنۃ بغوی شرح السنۃ مین ابی ہریرہ سے روایت کرتے ہین کہ پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے حق مین سارق کے فرمایا اِنْ سَرَقَ فَاقْطَعُوْا یَدَہٗ ثُمَّ
اِنْ سَرَقَ فَاقْطَعُوْا رِجْلَہٗ ثُمَّ اِنْ سَرَقَ فَاقْطَعُوْا یَدَہٗ ثُمَّ اِنْ سَرَقَ
فَاقْطَعُوْا رِجْلَہٗ ترجمہ اگر چوری کرے پس کاٹو ہاتھ اوسکا پھر جو چوری کرے پس کاٹو پاؤن اوسکا پھر اگر چوری
کرے پس کاٹو ہاتھ اوسکا اور پھر اگر چوری کرے پس کاٹو پاؤن اوسکا قَالَ مُحْیِی السُّنَّۃِ
اِتَّفَقَ اَھْلُ الْعِلْمِ عَلٰی اِنَّ السَّارِقَ اَوَّلَ مَرَّۃٍ یُقْطَعُ بِہٖ الْیَدُ الْیُمْنٰی ثُمَّ
اِذَا سَرَقَ ثَانِیًا یُقْطَعُ رِجْلُہُ الْیُسْرٰی وَاخْتَلَفُوْا فِیْمَا سَرَقَ ثَالِثًا
بَعْدَ قَطْعِ یَدِہٖ وَرِجْلِہٖ فَذَھَبَ اَکْثَرُھُمْ اِلٰی اَنَّہٗ یُقْطَعُ
یَدُہُ الْیُسْرٰی ثُمَّ اِذَا سَرَقَ رَابِعًا یُقْطَعُ رِجْلُہُ الْیُمْنٰی ثُمَّ اِذَا سَرَقَ بَعْدَہٗ یُعَزَّرُ وَ
یُحْبَسُ وَھُوَ الْمَرْوِیُّ عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَھُوَ قَوْلُ قَتَادَۃَ وَاِلَیْہِ ذَھَبَ مَالِکٌ وَالشَّافِعِیُّ
وَاِسْحٰقُ بْنُ رَاھُوْیَہْ ترجمہ کیا محی السنۃ نے متفق ہوگئے اہل علم اس بات پر کہ جو کوئی چوری کرے اول مرتبہ کاٹا جاوے
اس علت مین دست راست اوسکا اور اگر پھر چوری کرے دوسری مرتبہ کاٹا جاوے پاؤن بایان اوسکا اور اختلاف ہے

اسمین کہ اگر چوری کرے تیسری مرتبہ بعد کٹ جانے داہنے ہاتھ اور بائین پیر کے
پس گئے ہین اکثر علماء اسطرف کہ کاٹا جائے ہاتھ بایان اوسکا اور اگر پھر چوری کرے
چوتھی مرتبہ کاٹا چاہیے پاؤن راست اوسکا اور اگر پھر بھی چوری کرے بعد اوسکے تو قید
کی سزا دیجائے اور یہی روایت آئی ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اور یہی ہے
قول قتادہ کا اور اسی روایت کو اختیار کیا ہے مالک اور شافعی و اسحق بن راہویہ نے
اور جب کہ حکم ابوبکر رضی اللہ عنہ کا موافق حکم حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوا
مقام طعن نرہا اور ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حنفی نہ تھے کہ خلاف مذہب
حنفیہ کے نکرتے۔ اور دوسری مرتبہ ایسے چور کو کہ اَقْطَعَ الْيَدَ الْيُمْنٰى وَ الرِّجْلِ
پیچے کٹا ہوا دست راست و پا تھا بائین ہاتھ کے کاٹنے کو حکم فرمایا اور اس مقام پر بھی
مذہب اکثر علماء کا اسیطور پر ہے کہ ایسے شخص کا بایان ہاتھ کاٹنا چاہیے اور اس
قصہ کو امام مالک نے موطا مین بروایت عبدالرحمن بن قاسم عن ابیہ بیان کیا ہے
کہ مجھپر ظلم کیا اور الزام چوری کا لگا کر میرا ہاتھ اور پاؤن کٹوایا اور وہ شخص دست و پا بریدہ
اکثر اوقات نماز تہجد پڑھا کرتا تھا حتی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے خدا کی کہ رات
تیری مثل رات چورون کے نہین گذرتی۔ اتفاقاً اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا زوجہ حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہا کا زیور گھر مین گم ہو گیا مردمان خانہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مکان سے
باہر آئی اور چراغ لیکر خوب جستجو کی کہ شاید کسی جگہہ پڑا ہو اور وہ دست و پا بریدہ بھی ہمراہ سب
لوگون کے ڈھونڈھتا تھا اور کہتا تھا کہ خداوندا ایسے چور کو سزا دے کہ ایسے بزرگون
اور نیکون کے گھر چوری کرکے رنج دیتا ہے آخرکار جب کہین پتا نملا تو مجبور ہو کر لوٹ آئے
بعد چند روز کے اوسی زیور کو دوکان پر زرگر کے پایا اور اوس زرگر سے جو دریافت کیا کہ
یہ زیور تجھکو کہان سے ملا اوسنے بیان کیا کہ فلان دست و پا بریدہ نے میرے ہاتھ فروخت
کیا ہے اور اوس دست و پا بریدہ نے بھی اقرار کیا کہ ہان مین نے اوس زیور کو چرا کر فروخت

کیا ہے لہذا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا کہ بایان ہاتھ اوسکا کاٹا جائے حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ یہ دعا سے بدا وسکی جان پر میرے نزدیک چوری سے بھی زیادہ
سخت تھی۔ اور سوا اس روایت کے اور کوئی دوسری روایت واسطے قطع دست
سارق کے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی نہین ہوئی پس یہ طعن محض بنے جا اور
تعصبانہ سے ہے جو لفظ یسار پر اوسکو پیچیدہ کرتے ہین اور تمام قصہ کو نہین دیکھتے۔
اور دلیل دوسری یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک لوطی کو جلا دیا حالانکہ حضرت
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جاندار کو جلانے آگ سے مقام تعذیب مین منع فرمایا ہے
جواب اس دلیل کا بچند وجوہ ہے اول یہ کہ جلانا لوطی کا بروایت ضعیف ابوذر سے
وارد ہے واسطے الزام اہل سنت کے حجت نہین ہوسکتا اور روایت صحیح عن سوید
بن غفلۃ عن ابی ذر سے یون مذکور ہے آنہ امر بہ فضربت عنقہ ثم
امر بہ فاحرق ترجمہ یہ کہ حکم کیا حق مین اوسکے پس ماری گردن اوسکی پھر حکم کیا اوسکے
حق مین پس جلا دیا اوسکو۔ پس مردہ کو آگ مین جلا دینا واسطے عبرت دوسرون کے
درست ہے جسطرح سے کہ مردہ کو دار پر واسطے عبرت کے لٹکاتے ہین حالانکہ مردہ کو
تعذیب نہین ہے درد والم کا معلوم ہونا صرف حیات ہی مین ہوسکتا ہے۔ اور
مرتضی کہ اجلۂ علماء حضرات شیعہ سے اور ملقب بعلم الہدی کے ہے اوسنے اس
روایت کے صحیح ہونے کا اور روایت سابقہ کے باطل ہونیکا اعتراف اور اقرار کیا ہے
پس وہ روایت نہ نزدیک اہل سنت کے صحیح ہے اور نہ نزدیک حضرات شیعہ کے
پھر اوسکو مدار طعن کرنا عقل و انصاف سے بعید ہے
دوسری وجہ یہ ہے کہ ہمنے مانا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک مرتبہ جلانا آگ مین
حق مین ایک شخص کے واقع ہوا مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے تو چند مرتبہ جماعت کثیرہ کا
جلانا وقوع مین آیا ہے۔ ایک مرتبہ جماعت کثیرہ کو زندیقون مین سے کہ بقول بعض وہ لوگ

مرتد تھے اور باعتقاد بعضے وہ لوگ دوست عبداللہ ابن سبا کے تھے جلا دیا چنانچہ
صحیح بخاری مین کہ نزدیک اہل سنت کے نہایت معتبر کتاب ہے عکرمہ سے روایت ہی کہ
اُتِیَ عَلِیٌّ بِزَنَادِقَۃٍ فَاَحْرَقَہُمْ فَبَلَغَ ذٰلِکَ اِبْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ کُنْتُ اَنَا لَمْ
اُحْرِقْہُمْ لِاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللہِ
ترجمہ لائے گئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے چند زندیق پس جلا دیا اونکو پس
پہونچی یہ خبر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو پس کہا اونھون نے کہ اگر مین ہوتا نہ جلاتا
اونکو کیونکہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایسا عذاب مت کرو تم جیسا عذاب
خدا کرتا ہے۔ دوسری مرتبہ دو شخصون کو کہ اونھون نے آپسمین عمل مدلواطت کا کیا تھا
جلا دیا چنانچہ مشکوۃ مین رزین نے ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَلْعُوْنٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ
قَوْمِ لُوْطٍ ترجمہ ملعون ہے وہ شخص جسنے کہ عمل کیا عمل قوم لوط کا۔ وَفِیْ رِوَایَۃٍ عَنِ
ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ عَلِیًّا اَحْرَقَہُمَا ترجمہ اور دوسری روایت مین ابن عباس رضی اللہ
عنہ سے مذکور ہے کہ جلا دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اون دونون کو اور اگر ان روایات
اہل سنت کو حق مین حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کے قبول نکرین باوجود اسکے کہ حق مین
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اہل سنت کی روایتون کو قبول کرتے ہین مگر اوس روایت
کو جو مرتضی ملقب بعلم الہدی کتاب تنزیہ الانبیا والائمہ مین روایت کرتے ہین شیعہ
کیونکر قبول نکرینگے۔ اِنَّ عَلِیًّا اَحْرَقَ رَجُلًا اَتٰی غُلَامًا فِیْ دُبُرِہٖ۔
ترجمہ یعنے علی کرم اللہ وجہہ نے جلا دیا ایک مرد کو کہ جسنے فعل بد کیا تھا ساتھ ایک لڑکے
کے اوسکی دُبر مین اور جب ایسا ہو تو کوئی جگھہ طعن کرنے کی حضرت ابوبکر رضا پر نہیں
لِمُوَافَقَۃِ فِعْلِہٖ فِعْلَ الْمَعْصُوْمِ ترجمہ بسبب موافق ہونے اونکے فعل کے
معصوم کے فعل سے وجہ سوم یہ کہ روایت مین اہل سنت کی ثابت ہی کہ حضرت ابوبکر

رضی اللہ عنہ نے لوطی کو بمشورہ اور حکم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے جلایا ہے نہ اپنے
اجتہاد سے بلکہ معصوم کے قول سے اَخْرَجَ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ
وَابْنُ اَبِی الدُّنْیَا بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ
وَالْوَاقِدِیُّ فِیْ کِتَابِ الرِّدَّۃِ فِیْ اٰخِرِ رِدَّۃِ بَنِیْ سُلَیْمٍ اِنَّ اَبَا بَکْرٍ
لَمَّا اسْتَشَارَ الصَّحَابَۃَ فِیْ عَذَابِ اللُّوْطِیِّ قَالَ عَلِیٌّ اَرٰی اَنْ تُحْرِقَ بِالنَّارِ
فَاجْتَمَعَ رَاْیُ الصَّحَابَۃِ عَلٰی ذٰلِکَ فَاَمَرَ بِہٖ اَبُوْبَکْرٍ فَاُحْرِقَ بِالنَّارِ بیہقی نے شعب الایمان
میں اور ابن ابی الدنیا نے باسناد جید محمد بن منکدر سے روایت کی اور واقدی نے
کہ محدث ہے کتاب الردۃ میں بیچ قصہ مرتد ہونے بنی سلیم کے کہ جب ابوبکر رضی اللہ
عنہ نے درباب سزا لوطی کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا تو علی رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ مجھکو یوں مصلحت معلوم ہوتی ہے کہ اوسکو آگ میں جلادو پس سب صحابہ موجودہ
کے نزدیک یہی مصلحت معلوم ہوئی اور سب اسی قول پر متفق ہوئے تب حضرت
ابوبکر رضی عنہ نے حکم صادر فرمایا کہ اسکو آگ میں جلادو اور جو کہ بعض راویان شیعہ نے
کہا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فجاۃ سلمی کو کہ راہ زنی کیا کرتا تھا زندہ آگ میں
ڈالکر جلوا دیا یہ محض غلط ہے صحیح یہ ہے کہ شجاع بن زبرقان کو کہ لوطی تھا بحکم حضرت امیر
علیہ السلام جلانے کو فرمایا اور بالفرض اگر بطور سیاست قاطع طریق کو بھی جلانے
کیواسطے حکم فرمایا ہو تو بھی محل طعن نہیں ہوسکتا اسواسطے کہ فعل حضرت ابوبکر رضی اللہ
عنہ کا ساتھ فعل حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کے کہ معصوم ستھے مطابق تھا
دلیل سوم آنکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مسئلۂ جدہ و کلالہ معلوم نہ تھا دوسروں سے دریافت
کرتے تھے۔ جواب یہ ہے کہ یہ طعن نزدیک اہل سنت کے موجب الزام کا
نہیں ہوسکتا کیونکہ نزدیک اہل سنت کے علم بجمیع احکام بالفعل امام میں شرط
نہیں ہے ہاں اجتہاد اور ملکہ استنباط شرط ہے اور کام مجتہد کا یہی ہے کہ اول تتبع نصوص

کرتا ہے اور تفحص اخبار کرتا ہے اگر موافق نص کے حکم منصوص کا پایا فتویٰ دیا اور
اگر حکم منصوص نپایا استنباط مین مشغول ہوا اور چونکہ خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ مین
نصوص مدون نہ تھی اور روایات حدیث مشہور نہ ہوئین تھی لہذا صحابہ سے تفتیش
کرتے تھے۔ قَالَ فِی شَرحِ التَّجرِیدِ اَمَّا مَسْئَلَۃُ الجَدَّۃِ وَالکَلَالَۃِ
فَلَیسَتْ بِدعًا مِنَ المُجتَہِدِینَ اِذْ یَبحَثُونَ عَنْ مَدَارِکِ الاَحکَامِ
وَیَسْئَلُونَ مَنْ اَحَاطَ بِہَا عِلْمًا وَلِہٰذَا رَجَعَ عَلِیٌّ فِی بَیعِ
اُمَّہَاتِ الاَوْلَادِ اِلٰی قَوْلِ عُمَرَ کَذٰلِکَ لَا یَدُلُّ عَلٰی عَدَمِ عِلْمِہٖ
ترجمہ کہا شرح تجرید مین مسئلہ میراث جدہ وکلالہ پس نہین ہے خلاف عادت
مجتہدین سے کیونکہ وہ تفتیش کرتے ہین دلائل احکام سے اور پوچھتے ہین اون لوگون سے
کہ پائی ہے خبر اون لوگون نے اسی سبب سے رجوع کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
ام ولد کے بیچنے کے مسئلے مین طرف قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اور یہ تفتیش دلالت نہین کرتے
اس امر پر کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ علم نہ رکھتے تھے) بلکہ یہ تفحص و تحقیق دلالت کرتی ہے
کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ احکام دین مین کمال احتیاط ملحوظ رکھتے تھے اور قواعد شریعت مین
ایسا اہتمام تمام بجالاتے تھے اسیواسطے جب مسئلہ جدہ کا مغیرہ نے بیان کیا
پوچھا هَلْ مَعَكَ غَیرُكَ ترجمہ کیا سوا تیرے کوئی اور بھی جانتا ہے ورنہ روایت
مین تعدد شرط نہین ہے پس یہ امر درحقیقت صفت علمی ہے واسطے صدیق اکبر کے
اور یہ تعصب بیجا ہے کہ صفت کو عیب جانکر محل طعن کرین سچ ہے۔ چشم بداندیش
کہ بر کندہ باد۔ عیب نماید ہنرش در نظر۔ اور اگر حضرات شیعہ یہ کہین کہ اکتفا اجتہاد پر امام
کے حق مین مذہب اہل سنت کا ہے نزدیک ہمارے علم محیط بالفعل یعنے تمام علم شرع سے
امام کو واقف ہونا شرط امامت سے ہے اسلئے یہ جواب لائق تسلیم نہین تو ہم کہتے ہین
کہ جب بنا ہی مطاعن کے مذہب اہل سنت پر ہے تو ضروری ہے کہ قرارداد اہل سنت کو

اسباب مین سلم رکھو۔ الانفی امامت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نزدیک اہل سنت
کے کہ اس بات کا مدعا ہے میسّر نہوگا اور اگر اہل سنت کو نہایت مجبور کرکے حضرت
شیعہ انکے ذمہ ثابت کرتے ہیں تو اب جواب اصول حضرات شیعہ پر سنئے جواب یکر
اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مسئلہ جدہ وکلالہ کا معلوم نہ تھا تو پھر بھی اونکی امامت مین نقصان
نہیں آتا کیونکہ بموجب روایات حضرات شیعہ کے حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کو بھی بعض
مسائل معلوم نہ تھے حالانکہ بالاجماع امام مطلق تھے رَوٰی عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ بِشْرٍ اَتٰی
عَلِیًّا سُئِلَ عَنْ مَسْئَلَۃٍ فَقَالَ لَا عِلْمَ لِیْ بِھَا ثُمَّ قَالَ وَاَبْرَدُھَا عَلَی الْکَبِدِیْ سُئِلْتُ عَمَّا لَا اَعْلَمُ
ترجمہ روایت کی عبد اللہ بن بشر نے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا گیا ایک مسئلہ
مسئلو نمین سے کہا مجھکو اس مسئلہ کی آگاہی نہین ہے اور کہا سرد کرتا ہون اس خورش کو
اپنے جگر پر اسلئے کہ پوچھا گیا ایسا مسئلہ مجھسے کہ مجکو معلوم نہیں ہے۔ وَرَوَاہُ سَعْدَانُ
بْنُ نَصْرٍ اَیْضًا ترجمہ روایت کیا اوسکو سعدان بن نصر نے بھی اور نیز حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام کو بعضے مسائل معلوم نہ تھے۔ رَوٰی صَاحِبُ قُرْبِ الْاِسْنَادِ مِنَ الْاِمَامِیَّۃِ
عَنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ جَابِرٍ اَنَّہٗ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ طَعَامِ
اَھْلِ الْکِتَابِ فَقَالَ لَا تَاْکُلْہُ ثُمَّ سَکَتَ ھُنَیْئَۃً ثُمَّ قَالَ لَا تَاْکُلْہُ ثُمَّ
سَکَتَ ھُنَیْئَۃً ثُمَّ قَالَ لَا تَاْکُلْہُ وَلَا تَتْرُکْہُ تَقُوْلُ اِنَّہٗ حَرَامٌ وَلٰکِنْ تَتْرُکُھَا اِنَّ فِیْ اٰنِیَتِھِمُ الْخَمْرَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ
ترجمہ روایت کی صاحب قرب اسناد امامیہ نے اسماعیل بن جابر سے یہ کہ کہا مینے
دریافت کیا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے درباب کھانے طعام اہل کتاب
کے پس فرمایا مت کھا پھر سکوت کیا تھوڑا اور پھر فرمایا مت کھا اور پھر سکوت کیا تھوڑا
اور پھر فرمایا مت کھا اوسکو اور ترک نکر اوسکو مگر بسبب احتیاط کے کیونکہ اونکے برتنونمین شراب پیجاتی ہے
اور گوشت سور کا کھایا جاتا ہے اس خبر صحیح سے معلوم ہوا کہ امام کو حکم طعام اہل کتاب معلوم
نہ تھا اور نیز بعد تامل کثیر کے حکم صحیح وصاف معلوم نہوا ناچار احتیاط کیوا سطے حکم فرمایا سے تمام مسئلہ

نقل مہر اور دستخط اون علماء عظام اہل اسلام کی جن حضرات نے کتاب تحفۃ المومنین کو اپنے دستخط اور مہر اور تقریظ سے مزین فرمایا ہے

تقریظ حضرت مولانا حافظ فخر الحسن صاحب جن حضرت نے اس کتاب کو بنظر اصلاح ایک ایک حرف ملاحظہ فرمایا ہے

الحمد للہ رب العلمین و العاقبۃ للمتقین مینے اس کتاب کو اول سے آخر تک دیکھا میرے نزدیک احقاق حق مین یہ کتاب کافی ہے اگر اہل شیعہ بنظر انصاف اسکو پڑھینگے اور کچھ نہو گا تو دل مین ضرور شرمائینگے - فخر الحسن عفی عنہ

تقریظ حضرت مولانا محمد عادل صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر المنعم نعمہ عامۃ و الالہ تامہ والصلوۃ والسلام علی من ارسلہ اللہ تعالی رحمۃ للعالمین و بعثہ الی الخلق کافۃ و علی الہ واصحابہ الذین جاھدوا فی سبیل اللہ راجلا و راکبا علی دابۃ

بعد ازین واضح ہو کہ اس ہیچدان ہیچمیرز نے جابجا اس کتاب کو معاینہ کیا مضامین اسکے مدلل بدلائل ہین اور منقح و محقق اوسکے مسائل ہین + جو اوہام فرقۂ شیعہ بعیدہ عن الفضائل ہین وہ سب بحمد اللہ اس کتاب سے زایل ہین + طایفہ شیعہ اگر از تہ دل تحقیق مذہب حق کیطرف مائل ہونگے + تو بچشم انصاف کہ علماء اعلام نے اوسکو خیر الاوصاف کہا ہے اس کتاب کے دیکھنے کے بعد بلا شبہہ حقیقت مذہب اہل سنت و جماعت کے قائل ہونگے + و اگر بحکم انا وجدنا آباءنا علیہا بانتاع اپنے ہی مذہب کو حق سمجھینگے تو لاچاری ہے + کیونکہ ہٹ دھرمی اس فرقہ کی ہر کسی کی زبان پر جاری ہے + اگر جادۂ انصاف سے اپنا قدم باہر رکھینگے تو تعصب ہی

اونکا ظاہر وباہر ہے + جیسا کہ یہ امر اظہر من الشمس وابین من الامس نزدیک دانشوران ماہر ہے + حق تو یہ ہے کہ کتاب مذکور مصداق جاء الحق وزہق الباطل ہے + زیادہ کلام اس بارہ مین لاحاصل عبداللہ جلشانہ حضرت مولف کی سعی مشکور فرماوے + اور عرق ریزی موفور کے جلدو مین حضرت موصوف کو بجزای وافی ماجور فرماوے + اور کتاب مسطور کے حق مین مضمون اس شعر کا کافی ہے خدا پیرایہ بخشد از قبولش + مصون دارد ز رد پر فضولش + اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ + حررہ اقل الخلیقہ بل لا شیئ محض فے الحقیقۃ العبد الخامل محمد عادل عاملہ اللہ سبحانہ بفضلہ الشامل واصلح حالہ بلطفہ الکامل فی العاجل والاجل

علامہ محکمۂ شرع محمد عادل

تقریظ حضرت مولانا حافظ محمد حسین صاحب الہ ابادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی بین الھدی من الغی ولم یفت فی الکتاب من شیئ اخضعت لھیبتہ رقاب الملوک والجبابرۃ وتعنو لسطوتہ وجوہ الاکاسرۃ والقیاصرۃ والصلوۃ علی سیدنا محمد الذی زھقت بنزوغ ذکائہ غیاھب الاوھام فاضحت ھباء منثورا وعلی الہ وصحبہ الذین بحسن مساعیھم خفت اثار الکفر من صفحات الایام فصارت کان لم یکن شیئا مذکورا + اما بعد مینے اس کتاب کو بعض بعض مقامات سے دیکھا بے شک اپنے طرز مین لاجواب حق وباطل کے تمیز کو فصل خطاب ہے مین اس کتاب کی مدح محض حسن ذاتی ہی کی وجہ سے نہین کرتا بلکہ اسوجہ سے اور قابل تعریف سمجھتا ہون کہ ایسی وقت مین تالیف ہوے کہ روز بروز علم کا زوال بے کمالی کا کمال بیدینی کی گرم بازاری دین ودیانت اک وہم و خیال اطمینان خاطر مفقود وتعذر اسباب تالیف موجود اسمین کچھہ شک نہین کہ ایسے زمانہ مین

اس کتاب کی تالیف بدایع روزگار اور نمونہ قدرت پروردگار ہے ہر ہر نقطہ اسکا دیدۂ انصاف بین مین تو خال محبوب سے زیادہ محبوب مگر چشم بداندیش مین داغ حسرت سے بڑھ کر نامرغوب سطرین اُسکی دل حق پسند کے نزدیک کاکل خوبان سے زیادہ زیبا مخالفین کے حق مین زنجیر آہنی سے سوا وام بلا ہے جو مد ہے ابروے خمدار کی طرح دلاویز منکرین کے حق مین تیغ ہندی سے بڑھ کر خون ریز ہے سچ تو یہ ہے کہ روافض کے جمیع شبہات کا یہ کتاب پورا پورا رد ہے اُنکی قطع حجت کے لیے فی الحقیقت سیف مہند ہے اسکے بعد بھی اگر راہ پر نہ آئین اور اپنے برا کے گیت گاتے جائین تو سیکشف عنہم الغطاء ریب امنوز فمائی حدیث بعلاوہ مولی اللہ تعالے مولف کو جزائے خیر عطا فرماوے اور اس کتاب کو چراغ بناوے وھو القادر للمقتدر وانا العبد للفتاق الی رحمۃ ربہ الھادی محمد حسین العمرے المحب اللہی لا لہ اعادی عاملہ اللہ بالایادی [مہر: محمد حسین]

تقریظ حضرت مولانا حافظ اشرف علی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامدا للہ ومصلیا علی رسول اللہ والہ الذین ھم کسفینۃ نوح واصحابہ الذین ھم کالنجوم وبھم سبیل الرشاد تلوح عاجز نے اس کتاب مستطاب کو متفرق مقامات سے دیکھا شنا الحق کہ اہل ضلالت کے لیے چراغ ہدایت پایا حضرت مولف کا اخلاص وانصاف ہر ہر لفظ سے ٹپکتا ہے اللہ تعالے اسکو شرف قبول بخشے اور مولف کو دارین مین جزاے خیر دے اور اگر اتفاقاً کہین براہ بشریت روایت یا درایت مین تسامح ہوا ہو اُسکو معاف فرماوے اور بے راہون کے لیے ذریعۂ ہدایت اور راہبیون کے لیے وسیلۂ استقامت بناوے آمین الف آمین برحمتک یا مجیب الداعین ویا اکرم المسئولین ویا ارحم الراحمین۔ وانا الراجی رحمۃ ربہ الوالی محمد للہ

ما اشرف علی التھانوی الفاروقی الحنفی الچشتی نزیل کانفور غفر اللہ ذنبہ الخفی والجلی محمد اشرف علی

تقریظ حضرت مولانا محمد علی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی سید المرسلین محمد و آلہ واصحابہ اجمعین خاکسار نے اکثر حصہ اس کتاب کا دیکھا طالبین حق کے لیے کافی رہنما پایا حق یہ ہے کہ مصنف سلمہ اللہ تعالٰی نے عمدہ پیرایہ میں نہایت تہذیب و متانت سے مخالفین کے شبہات کو اٹھایا ہے اور حق کو لباس میں حقانیت اور سچائی کا جلوہ دکھایا ہے جزاہ اللہ تعالٰی جزاءً اوفوراً وجعل سعیہ مشکوراً وصیر کتابہ مقبولاً للعالمین وھدایۃً للطالبین آمین یا مجیب الداعین بحرمۃ سید الاولین والاخرین۔ کتبہ العبد الفقیر الی مولاہ الغنی محمد علی الحسنی الحسینی غفر ذنبہ محمد علی

تقریظ حضرت مولانا حافظ نور محمد صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم وصحبہ الذین قاموا بنصرۃ الدین القویم بندہ ضعیف نے بعض مقام اس کتاب کے دیکھے بلا ریب اہل انصاف کے واسطے جواب شافی ہے ازلی گمراہوں کو سیف کافی ہے اللہ جل وعلا شانہ مولف صاحب کو جزا خیر اور اس کتاب کو درجہ قبولیت عطا فرماوے آمین انا العبد الضعیف المفتقر الی الصمد نور محمد عفا اللہ عنہ ومحی الذنبہ برحمتک یا ارحم الراحمین۔ نور محمد

تقریظ حضرت مولانا حافظ احمد حسن صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ علی من ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق

لیظھرہ علی الدین کلہ ونصلی علی نبیہ الذی من تمسک بھدیہ نجا
اما بعد راقم نے کتاب ہذا کے بعض مقامات کو حسب فرصت قلیل دیکھا مصنف نے
فی زمانہ آیت لیظھرہ علی الدین کلہ کا اظہار کر دکھایا فجاء بحی العجو والحمود احسن
وحل محل الغیب والفقر محمل جزاہ اللہ عنی وعن سائر المسلمین
خیر الجزاء آمین یارب العالمین انا العبد الکئیب بالمحن احمد حسن احمد حسن

تقریظ حضرت مولانا محمد صدیق صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب البریۃ والصلوۃ علی رسولہ ذی
الاخلاق السنیۃ وآلہ وصحبہ اولی الفضل الشائع والرتب العلیہ۔ اما بعد فانی
رایت اوراقا عدیدۃ من ھذہ الرسالۃ المفیدۃ فوجدتھا محتویۃ علی
تحریرات انیقیۃ جزی اللہ مولفھا احسن الجزاء بجاہ خاتم الانبیاء محمد
المصطفی علیہ وعلی آلہ الاصفیاء الف الف صلوۃ وتحیۃ حررہ العبد الضعیف
المفتقر الی ربہ القوی محمد صدیق الدیوبندی تجاوز اللہ عن ذنوبہ محمد صدیق

تقریظ حضرت مولانا حافظ لطافت حسین صاحب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ عاجز نے اس کتاب مستطاب کو اطراف سے
دیکھا درحقیقت یہ کتاب ناظرین کے لیے ایک در مکنون ہے اور مخالفین کے
لیے تازیانہ ہے اللہ تعالے اسکو قبول فرماوے آمین یارب العالمین۔
لطافت حسین تھوالی نقشبندی۔

تقریظ حضرت مولانا حافظ عبید اللہ صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد والہ وصحابہ اجمعین بوجہ قلت فرصت بعض مقامات اِس کتاب کے جو حقیر کی نظر سے گذرے ہین قابل تعریف و توصیف ہین اُسمین توضیح مطالب وتنقیح مسائل و تحقیق مآرب وتدقیق دلائل باحسن وجوہ کیے گئے ہین اِسکی مولف کی ذات اِس زمانے مین غنیمت معلوم ہوتی ہے کہ ایسے وقت مین ایسے کار خیر کی طرف بدل وجان متوجہ ہین حق تعالے شانہٗ اُنکی مساعی جمیلہ کو مشکور فرماوے اور اس کتاب کو مقبول خاص وعام کرے وحاسدین کے شر سے بچاوے امین واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ سیدنا وشفیعنا محمد والہ وصحبہ اجمعین کتبہ الراجی رحمۃ اللہ تعالے محمد عبید اللہ عفی عنہ مدرس مدرسۂ اسلامیہ الہ آباد

تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی خصوصا علی سیدنا ونبینا سید المرسلین محمد المصطفی صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ الذین ہم نفوس طاہرہ بعد ازین برادران دینی پر مخفی ومحتجب نہ ہے کہ اِس زمانے مین عام کافہ انام کے لیالی وایام جس روش پر گذر رہی ہین وہ کہان مقتضے اِس امر کے ہین کہ اپنی خاطر پریشان کو جمع کرے اور اپنے مصروف امر خیر ہو جس سے یہ امر ظہور مین آوے اُسکو نہایت غنیمت ہے اور نہایت موجب حیرت خیال کرنا چاہیے نہ ہے قسمت ونصیب اوس شخص کے جسکو خدا ایسی توفیق دے مین ہزار ہزار شکر اِس امر کا کرتا ہون کہ میرے شفیق مکرم منشی محمد زمان خان صاحب نے سیر اصحاب رسالتماب صلے اللہ علیہ وسلم مین

یہ کتاب تالیف کی جسکو مین نے جستہ جستہ دو ایک مقام پر نہایت ہی وقت تنگ مین
دیکھا جہان تک میری نظر پہونچی مین اسکو قابل تعریف سمجھتا ہون اللہ تعالےٰ
منشی صاحب موصوف کو اس کار خیر و سعی جمیل کا اجر جزیل عطا فرما وے
واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین نمقہ الراجی برحمۃ
ربہ الباری مولوی محمد المحمدی الافضلی الالہ ابادی صانہ اللہ عن الطاغی والبادی [محمد محمدی]

تقریظ حضرت مولانا مسیح الدین صاحب

الحمد للہ ذی الآلاء والنعیم والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ المکرم وعلی الہ واصحابہ
ذوی المجد والتکریم اما بعد فانی نظرت الی بعض مباحث ھذا الکتاب فوجدت دلائلہ
ساطعۃ وبراھینہ قاطعۃ وللہ در المصنف فانہ سلک فیہ مسلک الانصاف
واعرض عن طریق التعصب والاعتساف وادعو اللہ ان یجعل سعیہ مشکورا
ولازال ھذا الکتاب کاسمہ منیرا وانا العبد المفتقر الی اللہ الاحد ابو الحسین سید
مسیح الدین احمد الحنفی القادری النقشبندی الالہ آبادی غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ [سید مسیح الدین احمد]

تقریظ حضرت مولانا حافظ امیر الدین صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم خالق ارض وسماکی
حمد اور حواجہ دوسرا کی نعت اقرار عجز او اسکے اداکر کے اصحاب دانش وبینش کی
خدمت مین عرض پیرا ہون کہ آج مین سے یہ کتاب باصفا مسمے بتحفۃ المومنین
کہ درحقیقت آئینہ حق نما ہے دیکھے تو حسن اللہ کتاب ہے یا دفتر تصنیف کا ایک
فرد انتخاب ہے مضامین عمدہ عبارت شستہ دلائل بمثل جوبات ہی برجستہ ایسی
کتاب کو مین محبوبون کے خال وخط سے مشابہت کیا دون مگر ان سو کم چند موے

ہموار اور روان سیاہ و تارکے رکھا گیا ہے مائل کی سفیدی ہوتی ہے ناقص ہوتی ہے
پھر اگر کہون بھی تو ترقی کیونکر نہ کرون یون کیون نہ ہون کہ رشک ان سطرون کی
رشک سے پریشان ہے خال اُسکے نقطون کے سامنے اپنے روز سیاہ سے
حیران ہے خط زنگار اُسکے خط کے آگے جبین پشیانی سے زیادہ بدنما ہے ابرو
اُسکے مد کے مقابلہ مین جھکے ہوے دیوار سے کہین نفرت افزا ہے مگر مین تو یہ بھی
نہین کہتا ایک گنج معنی کو ان خرابات سے مقابل نہین کرتا بلکہ یہ کہتا ہون کہ
ہر سطر اُسکے راہ ہدایت کا جادہ ہے ہر لفظ اُسکا خضر کی طرح منزل مقصود کی
راہنمائی کو آمادہ ہے نقطے سب نقطہ انتخاب ہین بلکہ علم کلام کے نکات لاجواب
ہین ہر حرف گویا قفل ابجد ہے سمجھ مین آتی ہے فتح باب مقصد ہے الف ہر
مد نہین اعدا کی شکست پر علم فتح پر چم اُڑا رہا ہے ہین السطور دریا ہین تو دعا ہے
بھونر مخالفون کی حجت کا بیڑا ڈوبا جاتا ہے مصنف کو عجلت اور مجھے قلت
فرصت بکثرت ہے ورنہ مضامین امنڈے آتے ہین بہت کچھ لکھتا مجبورا نہ قلم کو
روکتا ہون اور اس دعا پر ختم کلام کرتا ہون کہ جب تک لفظ و معنی مین
جدائی محال ہے یہ کتاب اپنی یکتائی مین عدیم المثل رہے وانا الکاتب الراجی
الی رحمۃ ربہ الاوحد ابو الکبیر سید امیر الدین احمد رفیعی قادری الہ آبادی
عفر اللہ لہ ولوالدیہ واحسن الیہما

تقریظ حضرت مولانا حافظ ابو الخیر صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی
فقیر ابو الخیر احمدی نے متفرق طور پر اس کتاب مستطاب کو دیکھا بہت مفید و
نافع پایا حق سبحانہ تعالےٰ مولف کو جزائے خیر عنایت کرے اور گمراہون کو

راہ راست دکھائے آمین۔ عبداللہ عرف ابوالخیر

تقریظ حضرت مولانا قادر علی صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم بندہ نے بعض بعض مقام اس کتاب مستطاب لاجواب دندان شکن کے دیکھے درحقیقت بہت عمدہ طور پر جوابات وغیرہ تحریر کیے ہیں اللہ تعالے اسکے مصنف کو جزائے خیر عطا فرماوے اور اہل اسلام کو نفع دے خصوصاً حضرات شیعہ کو ہدایت مرحمت فرماوے قادر علی عفی عنہ قادر علی

تقریظ حضرت مولانا حافظ محمد مسعود صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم فقیر نے اس کتاب کے کہ جوابات اعتراضات اہل شیعہ میں ہے بعض مقامات کو مطالعہ کیا عمدہ جوابات پائے کہ قابل تحسین ہیں اللہ تعالے اس کوشش کا اجر عطا کرے اور لوگون کو ہدایت تصنیف کرے فقیر محمد مسعود نقشبندی دہلوی ۷ صفر ۱۳۰۸ھ ہجری محمد مسعود

تقریظ حضرت مولانا سید نذیر حسین صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحق لا یتجاوز عما فی ھذہ الرسالۃ فماذا بعد الحق الا الضلال الراقم العاجز محمد نذیر حسین سید محمد نذیر حسین ۱۲۸۱

سید محمد ابو الحسن ۱۳۰۵ سید محمد عبدالسلام ۱۲۹۹

تقریظ حضرت مولانا عبدالحق صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلے اس کتاب کے اکثر مقامات

مین نے دیکھی جہان تک دیکھا یہی معلوم ہوا کہ مصنف ممدوح نے نہایت خوبی
کے ساتھ مذہب مخالف کے ان بیہودہ خیالات کو جو انکے ملاؤن کی گھڑت ہے
اور جنکو ازخود تراش اور گھڑ کے اسلام مین ملایا تھا بڑی خوبی کے ساتھ رد
کیا ہے اور یہ بتلا دیا ہے کہ یہ اسلام سے کچھ علاقہ نہین رکھتے خدا اسے تعالے
مصنف کے مساعی جمیلہ کو مشکور فرما وے آمین ابو محمد عبد الحق

تقریظ حضرت مولانا حافظ عبد الحمید صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العلمین والعاقبة للمتقین
اما بعد یہ رسالہ فی الواقع قابل تعریف ہے کیونکہ بعض بعض جگہ سے جو مین نے
بسبب عدم فرصتی کے دیکھا تو نہایت مستحکم پایا اللہ تعالے مصنف کو
جزاے خیر عطا فرما وے اور کتاب کو چراغ ہدایت گمراہان بنا وے آمین
یارب العالمین محمد عبد الحمید ابو الفرح خلف محمد نادر شاہ بانی پتی مدرس
اول مدرستہ الغرباء دہلی محمد عبد الحمید

تقریظ حضرت مولانا محمد انور حسین صاحب

الحمد للہ وحدہ والصلوة علی من لا نبی بعدہ وعلی الہ وصحبہ واتباعہ وحزبہ
وبعد فقد رایت بعض اجزاء ھذہ الرسالة الشریفة والعجالة الطیبة فوجدتھا محتویة
علی تحقیقات نافعة ومشتملة علی تدقیقات غامضة یحمدھا اھل العرفان والایمان
وتنشرح بہ الصدور وتستبشر بہ الجنان فو اللہ ھذا ھو مذھب العلماء السابقین
من الصحابة ومن تبعھم باحسان ولیس فیہ الالحاد والغی والطغیان وللہ در من اصاب
فانہ لقد اصاب وجاء بالحق الصریح والنصح النصیح من تمسک بہ فقد استمسک

[illegible] العمر [illegible] تعی سانہٗ لہٗ واتبع ہواہ فقد ضل
وغوی [illegible] رحمۃ رب الکونین
والیہ [illegible] دائمات الدارین ۵

ابوالخیر محمد ابوالحسین

[illegible] لطف اللہ صاحب

ھذہ الرسالۃ [illegible] عربیۃ [illegible] تقریرات مستقیمۃ
سنیۃ وتحریرات انیقۃ مرضیۃ جزاہ اللہ مصنفہا احسن الجزاء بحرمۃ حبیبہ سید
الانبیاء علیہ الصلوۃ والثناء وانا العبد المتوسل الی اللہ محمد لطف اللہ جعلت اخرتہ خیر من اولاہ

محمد لطف اللہ

نقل خط حضرت مولانا ابو الفضل اولانا حضرت مولانا محمد لطف اللہ صاحب

جناب منشی صاحب مکرم معظم مصدر عنایات والطاف اتم منشی محمد زمان خان صاحب
سلمہ اللہ رب المواہب بعد سلام مسنون اور تمنائے لقائے ہمایون کے
یہ گذارش ہے عنایت نامہ [illegible] ممنون یاد آوری فرمایا کتاب تحفۃ المؤمنین کے
اوراق ۹ سے صفحہ ۲۰ تک پہونچے کمال آپ کے عنایت کا شکر گذار ہون آپکی
کتاب کی خوبی بیان نہین کر سکتا تقریرات نہایت چست اور مضامین نہایت
درست ہین اور کمال تہذیب اور شائستگی کو آپ نے ملحوظ رکھا ہے حق
یہ ہے کہ نہایت عمدہ کتاب ہے جزاکم اللہ خیرا و حسنا فی الدنیا والاخرۃ خاکسار نہایت
نادم ہے کہ ارسال جواب مین اسقدر توقف ہوا آپ کے اخلاق حسنہ سے
امید قوی ہے کہ آپ اس قصور کو عفو فرمائینگے فسلمکم اللہ بالخیر والعافیۃ والسلام
خیر ختام الراقم محمد لطف اللہ از مقام علی گڈہ ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۱۲ ہجری

تقریظ حضرت مولانا حافظ محمد اسمعیل صاحب

مین نے اس کتاب کو نظر تفصیل سے نہین دیکھا بعض بعض مقامات بطور اجمالی دیکھے ہین جو مقامات میری نظر سے گذرے ہین بہت اچھے ہین اللہ اسکے مصنف کو جزاء خیر عطا فرما دے وانا العبد الذلیل محمد اسمعیل عفی اللہ

محمد اسمعیل

نقل خط و تقریظ حضرت مولانا و بالفضل اولانا حضرت مولانا محمد ارشاد حسین صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

از محمد ارشاد حسین عفی عنہ منشی صاحب شفیق و مہربان کرم فرمائے دوستان منشی محمد زمان خان صاحب وفقہم اللہ سبحانہ لمرضاتہ پس از سلام سنت مطالعہ فرمایند نسخہ تحفۃ المومنین مطبوعہ مرسلۂ آن مکرم رسید موجب کمال خرمی گردید بعلت کم فرصتی ہنوز نوبت دیدنش بالاستیعاب نہ رسیدہ اما از جا ہا دیدم و مباحث ان بسیار پسندیدم اللہ تعالے سعی آن مکرم مقبول فرماید و کتاب موصوف را باعلی درجات قبول رساند بالفعل کہ نوبت مطالعہ تمامش نرسیدہ است اجمالاً چند کلمہ نوشتہ مہر میکنم وآن این ست

راقم الحروف نے یہ کتاب لاجواب تحفۃ المومنین اکثر جگہہ سے دیکھی مضامین اسکے صحیح پائے اور طرز بیان بہت صاف اور ادلہ کمال قوت جسکا انکار بدیہات کا انکار سمجھا جاوے بلکہ منکر کے لیے بے عقلی کی دلیل واضح ہو ایسی کتاب واسطے سب اہل اسلام کے خصوصاً عوام مومنین کے لیے

[illegible] اسکے مولف [illegible] نسخہ [illegible] کا
اور [illegible] ہو چکا ہے [illegible] الراقم محمد ارشاد حسین [illegible]

تقریظ حضرت مولانا حافظ عبد الغفار صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ العزیز الغفار والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد سید الانبیاء وعلی آلہ الکبار واصحابہ الاخیار الی یوم القرار اما بعد خاکسار نے اس کتاب ہدایت نصاب مقبول اولی الالباب کاشف حجاب عن فضائل الاصحاب کو بسبب قلت فرصت چند مقام سے دیکھا حق وصواب پایا واسطے دفع ظلمات اوہام منکرین کے شمس لامع ہے اور قطع وساوس موسوسین کے لیے برہان قاطع ہادی مطلق کو ربا طعون کو عین انصاف عنایت فرما دے اور مطالعہ کتاب ہدایت سے راہ حق دکھاوے اور ضلال وانکار سے بچاوے اور اسکے مولف کے مقاصد ولی بر لاوے خدایا اسے مقبول عالم بطفیل سید اولاد آدم ہو اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منہم واخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منہم

حررہ العبد [illegible] محمد عبد الغفار الصدیقی الحنفی الکنوی عفا اللہ عنہ [illegible]

تقریظ حضرت مولانا حافظ عبد الحمید صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی سیما علی نبیہ وصفیہ محمد المصطفے والہ البررۃ وصحبہ الخیرۃ واتباعہ الجہرۃ وبعد فلما طالعت من ہذہ الرسالۃ الحدیقۃ والعجالۃ المفیدۃ اوراقا عدیدۃ فی غایۃ الاستعجال امتنعت الحال بکثرۃ الاشتغال وجدتہا جامعۃ للفضائل مانعۃ عن الذمائم مشتملۃ علی الدلائل مستبرۃ عن الحشو واللغو والعیب ہادیۃ للمتقین

الذین یومنون بالغیب لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ۔ اما و
لا اشات ولاریب شتکرت اللہ علی مساعی مولفہا شکراً حامداً
وقلت لہ واصبر علی ما تقولون واہجرہم ہجراً جمیلا و ان ہذہ
تذکرۃ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا ۔ انا الفقیر الی اللہ الحمید

خادم العلماء والغرباء ابو الحامد محمد عبد الحمید غفرہ اللہ الوحید | ابو الحامد محمد عبد الحمید

تقریظ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی دام فیضہم

بندہ نے اس کتاب کو دیکھا اور فی الواقع تحفۃ المومنین ہی پایا عبارت سلیس اور مضامین عالی صحیح اور تعصب سے خالی اگر اہل تشیع کچھ انصاف کرینگے تو اونکی ہدایت کو کافی و وافی ہی جزاء اللہ تعالی المولف خیر الجزاء بعد مدح اس تحریر کی کیجاوے بجا ہے فقط والراجی رحمۃ اللہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ | رشید احمد

تقریظ جناب مولوی محمد عبد العلی صاحب آسی مدراسی دام فیضہ

حامداً و مصلیاً ذالک الکتاب لاریب فیہ ولا ارتیاب یعنی گنجینہ جواہر صدق ویقین آئینہ صورت نماے دین متین تحفۃ المومنین کہ جسکا ہر ہر حرف ایمان والون کے واسطے ہدیہ بہیہ اور تحفہ رضیہ ہے مصنف علام عظیم المقام سفینہ نیل خاطر بے بدل واقف روایت و درایت کاشف حدیث و آیت مولوی منشی محمد زمان خان صاحب دام السمو والترقی اسے اعلے المراتب نے قلم حق رقم سے حقیقت مذہب اہل سنت کو عقلی نقلی دلائل سے ثابت کردیا اور صوری و معنوی شواہد سے حضرات خلفاے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حب ایمانی واتحاد روحانی کو قلوب مومنین مین بھر دیا ہے
چہار یار محمد کہ تاج ابرار اند ٭ چہار حرف محمد بگیر گر یار اند ٭ پس اس کتاب میں جو اثبات فضیلت صحابہ وخلافت خلفا کا پورا اثبات ہے اب بھی منکرین اس پر ایمان نہ لاوینگے تو ایمان سے خالی اور تعصب سے پر سمجھے جاوینگے جہانتک مضمون اس کتاب کا میرے مطالعہ مین آیا موافق داب مناظرہ کے قرین صحت پایا واللہ اعلم بالصواب و شدہ

ام الکتاب حررہ العبد الآثمی محمد عبد العلی المدراسی تجاوز عن ذنبہ الا ناسی

تقریظ جناب مولوی محمد امان اللہ صاحب ایتی مدرس مدرسہ فخرالمسلین لکھنو

بسم اللہ الرحمن الرحیم کتاب تحفۃ المومنین میری محب قدیم وشفیق کریم
مولوی فتح محمد صاحب تائب کے ذریعے سے میری پاس آئی اگرچہ اِسکے لطف مضامین
اور حسن معانی دل کو لے جیرہا اور مضطر کر رہے ہین مگر عجلت ہے ادھر اُدھر سے
سب بقدر دیکھا جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا کا
مصداق پایا انصاف پسند حق جو دلون کو اسکا مشتاق پایا اِسکے دلائل مسلم جوابات
دندان شکن مسکت کتاب ہے کہ اظہار امر حق کا آئینہ ہے اللہ کے دوستون پیمبر کے
سچے خادمون کے صدق و دیانت کا خزینہ اگر اب بھی مخالف نہ بچے تو اُن سے خدا سمجھے
اے اللہ تو ایسے ناصر اسلام معین مسلمین مظہر حق سرکوب مضلین کو دنیا مین مقاصد حسنہ
ومآرب جلیلہ سے کامیاب اور آخرت مین حور قصور سے محفوظ وشراب طہور سے
سیراب کر آمین اللھم امین (محمد امان اللہ)

تقریظ مولوی فتح محمد تائب منتظم مدرسہ فخرالمسلمین و دفتر جماعت اسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم ونصلی علے رسولہ الکریم - امابعد حضرات ناظرین پر مخفی نہ ہے
کہ تائب مسکین خود کیا ہے جو اُسکی تصدیق کی کچھ وقعت ہو مگر سکوت اخفاے شہادت کا
اقرار ہے اور اعراض حق وانصاف سے فرار (لا تکتموا الشہادۃ) پس بغرض برات
ذمہ اظہار حق واجب ہوا مین نے اس کتاب کو ضمن تصحیح واہتمام طبع مین
حرف حرف بار بار پڑھا اور منشا مقاصد ودلائل کو مدعی کے آنکھون سے دیکھا مین
جناب منشی محمد زمان خان صاحب کو یگانہ روزگار کہتا ہون جنہ تحفۃ المومنین کو سرمایۂ اعتبار
مگر مشک آنست کہ خود ببوید نہ آنکہ عطار بگوید شعر وصف ترا گر کند ور نہ کند اہل فضل

حاجت مناظرہ نیست روے دلارام را + بیشک جناب مصنف کو اس فن مین نظر وسیع ہے اور پایگاہ رفیع انصاف پسند تعصب وسخن پرستی سے دور سخت کلامی و بدتہذیبی سے نفور اصول عقائد واعتراض مسائل فرقہ امامیہ کو ایسا سمجھے ہین کہ اُنکے وضیعین کا دل اُسکے مزے اُٹھاتا ہے اور کیون نہو جناب مصنف کو نقشہ نویسی مین ید طولےٰ حاصل ہے اگر اپنے مقابل ومناظر کا بھی نقشہ اُڑا یا تو کیا بعید ہے اظہار حق افشاء فریب اعانت اسلام کے لئے اگر کوئی اجر ہے تو مصنف صاحب باری کیلئے اور ایسے زمانے مین کہ عموماً مسلمان اپنے اصول عقائد اور فروع مسائل سے بیخبر ہوتے جاتے ہین نہ دوست ودشمن مین امتیاز فرط غفلت سے نہ حق پر استقامت نہ باطل سے اعتراض اس کتاب مین منجملہ اور امور کے چار امر زیادہ تر قابل تعریف بلکہ بالکل دستور العمل اصحاب تصنیف ہین برسم مناظرہ نہ سخن پرستی ہے نہ خواہ مخواہ کی زبردستی اکثر بلکہ کل جواب واعتراض مخالفین کے کتب معتبرہ اور بیان مقبولہ سے ہین اپنی رائے اور تاویل کو بھی دخل نہین دیا بسیت کیا لطف جو غیر پردہ کھولے جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے + مباحثہ ورد وبدل کی دلگرفتگی کو واقعات لطیف و مضامین شریف اور معازی اصحاب وسرگذشت جناب خلیفۃ الرسول امیر المومنین ابوبکر صدیق کے ضمن مین شگفتگی سے بدل دیا نہ مشتاق اسکے سیر سے بس کر سکتے ہین نہ مخالف مطالعے مین پیش وپس مسئلہ رجعت کی تفصیل حافظ ومومن کی قال وقیل سے تو قیامت ہی ڈھائی ہے جناب امام مہدی علیہ السلام کے دربار مین جہاں اُنکو بہت کچھ بار رہا اور اعتماد غلط تھی کیسے منہ کی کھائے ہے یہ مقام قابل دید ہے اور سچ تو یہ ہے کہ دیدہ نہ شنیدہ بیشک خیالی رجعت اور فرضی عدالت کے لیے ایسے ہی خانہ ساز وکیل اور قیاسی جواب کی ضرورت تہی سے کہ بس باہن توان کرد نرم + فجزاہ اللہ عنی وعن سائر المسلمین واحفظہ علی وریۃ الحسود وفیضاء الشیاطین اللہم اعطہ فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ (شیخ محمد تائب)

تقریظ و تاریخ طبع در فارسی از محمد حسین بابل اله آبادی شاگرد حضرت حکیم امداد علی صاحب الغمام محقق کانپوری

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم انا کالشمس وعلی کالقمر واصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اهتدیتم

بنام خدای زمان و زمین | فرستاد بر ما رسول امین
نبی الورا خاتم الانبیا | نبوت چو انگشتری او نگین
زہے مہر روشن ہدایت ضیا | ہمہ صحب او نجم اوج یقین
درود و سلام الٰہی برو | بر اصحاب و بر آل او اجمعین
ازان بعد گیرم سر مدعا | کہ ہست این زمان پیش خاطر گزین
کنم خامہ خویش را تر زبان | بشکرانہ تحفۃ المومنین
کتابے کہ از حق باطل کند | کتابے در اثبات حق المبین
صد الزام چون خصم بیند بخصم | جوابات چون تیغ در آستین
بتحقیق و تصدیق بحثے کہ ہست | بنا مدعیان نسخۂ این چنین
الا تا بگریند شیعان تمام | نشستند ترگشتہ اندوہگین
کہ اینک محمد زمان خان چو شیر | برون جستہ از بہر شان از کمین
ہمہ مکر روباہ ایشان بماند | بہ پیشش زبون و خجل شرمگین
بسوے نبینند راہ گریز | جز این چار در گاہ رحمت قرین
گزینند صدیق و فاروق را | ز عثمان و حیدر نہ دارند کین
بانیان شدہ ثابت اندر کتاب | ز بعد نبی پایہ برترین
جہان مقتدا اند و کیہان امام | تبع پیرو شان وہم تابعین
خلافے از ایشان اگر راہ است | نگیرند زان شیوہ ارباب دین

مدلل بہ براہان جوآمد ہمہ
گفتم چو تسلیم شان یافتم

بہ تحقیق شد سندرج اندرین
مسلم رہے تحفۃ المومنین ۱۲۹۰ھ

تاریخ اردو محمد حسین مائل

لکھی یہ کتاب ایسی ہاں اسکے مصنف نے
وہ کام کیا جس سے اعدا کو ہونا کامی
لازم ہے دعا ہمکو جاہین یہ خدا سے ہم
مشہور مصنف سے ہے تصنیف بھی ہونامی
بسوجہ رہان مائل تاریخ لکھی اسکی
ہین جمع جوابات تحقیقی و الزامی ۱۲۹۰ھ

قطعہ تاریخ طبع تحفۃ المومنین از نتائج فکر حافظ محمد یوسف صاحب متخلص بہ یوسف لکھنوی

تحفۃ المومنین کتاب عجیب
جسمین تحریر ردستیان ہے
لاجواب اسکا ہے جواب و سوال
مضمون کا اگر دل و جان ہے
ہوئے دشمن غریق بحر محن
دیکھ ہر دوست اسکو شادان ہے
فکر تاریخ طبع ہی یا لقب
بولا وہ سدرجہ کیون پریشان ہے
سر بدین کو کر جدا یوسف
لکھدے روشن چراغ ایمان ہے ۱۲۹۰ھ

ریختہ کلک جواہر سلک منشی ولی محمد صاحب تاجر

سپاس قادریکہ مبانی اسلام بتائید اشداء علی الکفار مشید فرمود و توب اسلامیان بنور جمالہ بیضاء مالوف نمود و درود حبیبے را لوائے تفاخر اتممت علیکم نعمتی در چارسوئے سعادت برافراشت و سفینہ اصحابی کالنجوم در بحر ہدایت گذاشت و دست کہ اتش معنون ست از ضلالات بحکم لن تجتمع امتی علی الضلالۃ وا دوست کہ نسبت آثار نبوت و برکات ہدایت او تا قیامت بمنطوق علیکم بسنتی و سنتہ